اوم

ستیارتھ پرکاش

مہرشی شری سوامی دیانند سرستی

اوم

انوارِ حقیقت

یعنی

رشی دیانند کی مقبولِ عام تصنیف

ستیارتھ پرکاش

کا

لفظی سلیس اور بامحاورہ

اردو ترجمہ

از

چمو پتی ایم۔ اے

پرکاشک

سارودیشک آریہ پرتی ندھی سبھا مہرشی دیانند بھون۔ رام لیلا میدان نئی دہلی

ہندوستان آفسیٹ پریس دیا بستی دہلی ۷

Rs 50 P

اوم

نویدن

بہت دنوں سے اُردو ستیارتھ پرکاش کی ضرورت کو محسوس کیا جا رہا تھا ستیارتھ پرکاش کی عدم دستیابی کے باعث عوام میں دن بدن مانگ اور بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ اس کے مدنظر سارودیشک آریہ پرتی ندھی سبھا دہلی نے جدید اردو ستیارتھ پرکاش کے طبع کرانے کا اپنی نگرانی میں فیصلہ کیا۔

ستیارتھ پرکاش کا اردو ترجمہ آریہ سماج کے مشہور عالم مرحوم پنڈت چموپتی جی ایم اے کا ہے جیسے وید اور سنسکرت کے جید عالم مرحوم سوامی ویدآنند جی تیرتھ نے ضروری ترمیمات کے ساتھ تیار کیا اور دیباچہ بھی تحریر فرمایا تھا

آریہ سماج کے قیام کی صدسالہ جوبلی کے خوش آئندہ موقعہ پر مشرقی اور مغربی زبانوں میں ویدک دھرم کے اصولوں سے متعلق کتابوں کی اشاعت کا فیصلہ کیا گیا جس کے تحت بھارت کی مختلف صوبائی زبانوں میں ستیارتھ پرکاش اُردو داں عوام تک پہنچایا جا رہا ہے تاکہ مہرشی دیانند سرسوتی کی شہرہ آفاق کتاب ستیارتھ پرکاش کے مطالعہ سے عوام فیض پا سکیں۔

میں آریہ سماجی بھائیوں سے پوری توقع رکھتا ہوں کہ وہ اس کتاب کو فوری اپنا کر جلد سے جلد دوبارہ اشاعت کا سبھا کو سنہری موقعہ دیں گے جو سبھا کیلئے باعث فخر ہوگا

آپ کا مخلص۔ اوم پرکاش تیاگی
منتری سارودیشک آریہ پرتی ندھی سبھا دہلی

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ نمبر
سرورق	۱
دیباچہ مصنف	
تصنیف ہذا کا مدعا	
علماء کا فرض	
ہندوستانی فرقوں پر تبصرہ	
منکران وید	
عیسائیت اور اسلام	
مصنف کی منشا	
حصہ اول	۹
ایشور کو نمسکار	
باب اول - اسمائے الٰہی	۹
الفاظ کے معانی میں شرط موقعہ اور محل	۱۰
اوم کے معنی ایشور لینے میں اسناد	
ایشور کا کوئی نام مہمل نہیں	۱۲
اسماء الٰہی کا اشتقاق	۱۳
منگلاچرن	۲۸
باب دوم - تربیت اولاد	۲۹
استقرار حمل - ولادت اور اس کے بعد	۲۹
تلفظ کی تعلیم	۳۰ ۳۱
آداب اور اخلاق کی تعلیم	۳۱
بھوت پریت وغیرہ	۳۲
پھلت جوتش	۳۳
جوتش - گنت اور پھلت - جنم پتر	۳۳
جنتر منتر	۳۴
ضبط نفس کی تعلیم	۳۴
مدرسے میں	۳۵
عام اخلاق	۳۷

مضامین	صفحہ نمبر
باب سوم - ضابطہ تعلیم	۳۸
درسگاہ	۳۸
یگیوپویت	۴۰
سندھیا - پرانایام	۴۰ ۴۱
دیو یگیہ - ہون	۴۲
زمانہ طالب علمی کی میعاد	۴۶
عورت کی میعاد طالب علمی	۴۹
استادوں اور شاگردوں کا طرز عمل	۴۹
تعلیم کا خاتمہ	۵۴
سرکار کا فرض	۵۵
تحقیق دین کے پانچ معیار	۵۶
نصاب تعلیم	۶۵
رشیوں کی تصانیف	۶۸
ناقابل تدریس کتب	۶۸
شاستروں میں تضاد نہیں	۶۹
تحصیل علم کے رستہ میں رکاوٹیں	۷۰
وید کی تعلیم کے حقدار	۷۱
زمانہ قدیم میں عورتوں کی تعلیم	۷۲
سرکار کا فرض	۷۳
باب چہارم - شادی اور امور خانہ داری کا بیان	۷۴
دور کی شادی کے فوائد	۷۵
شادی کی عمر	۷۷
زوجین کی رضامندی	۸۰
شادی کی عمر	۸۱
ورن بیوستھا تقسیم جماعت مدنی	۸۲
ورنوں کی تبدیلی	۸۵

مضامین	صفحہ نمبر
تقسیم جماعات کا وقت	۸۸
کشتری کے فرائض اور اوصاف	۸۹
ویش کے فرائض اور اوصاف	۹۰
بیاہ کی اقسام	۹۱
شادی کی تیاری	۹۲
استقرار حمل	۹۳
حمل کی حفاظت	۹۳
ولادت اور اس کے بعد	۹۳
اہل خانہ کی باہمی خوشنودی	۹۴
گھر کی منتظمہ	۹۵
میٹھی سچائی	۹۶
شاستروں کا مطالعہ - پانچ مہا یگیہ	۹۷
برہم یگیہ - دیو یگیہ	۹۷
سندھیا اوقات - پتری یگیہ	۹۸
رشی ترپن - پتری ترپن	۹۹
بلی ویشو دیو	۱۰۰
اتتھی یگیہ	۱۰۱
خانہ دار کا اخلاق	۱۰۳
ریاکاروں کی علامت	۱۰۴
ثواب کا ذخیرہ	۱۰۵
اشتراک عمل	۱۰۷
احمق کی پہچان	۱۰۸
میاں بیوی اکٹھے رہیں	۱۱۰
کثرت ازدواج کی ممانعت	۱۱۱
نکاح ثانی اور نیوگ	۱۱۲
شادی اور نیوگ	۱۱۳
زوجین کی موجودگی میں نیوگ	۱۱۸

مضامین	نمبر صفحہ	مضامین	نمبر صفحہ	مضامین	نمبر صفحہ
ضبط نفس کی تعلیم	۱۲۰	ٹیکس و لگان	۱۶۳	کیا روح برہم کا عکس ہے۔	۱۹۵
شادی کے فوائد	۱۲۱	اٹھارہ قسم کے معاملات متنازعہ فیہ	۱۶۴	لاشریک خدا	۱۹۶
خانہ داروں کے فرائض	۱۲۱	گواہ اور ان کے اوصاف	۱۶۶	ازلیات ثلاثہ۔ جزوی وحدت	۱۹۶/۱۹۷
منزل خانہ داری کی فضیلت	۱۲۳	احکام تعزیر	۱۶۹	خدا اور روح کبھی ایک نہیں ہوتے	۱۹۷
باب پنجم۔ بان پرستھ اور سنیاس آشرم	۱۲۴	تعزیر میں ادنےٰ و اعلےٰ کی تمیز نہیں	۱۷۱	منصف اور غیر منصف	۱۹۸
براہ راست سنیاس	۱۲۶	مجرم راجہ کو دوسروں سے زیادہ سزا دی جائے	۱۷۲	علم کل اور خالقیت	۱۹۸
سنیاسی کے فرائض	۱۲۹	سخت سزا کے فوائد	۱۷۲	وید کا ظہور کن پر ہوا	۱۹۹
ارکان دین	۱۳۱	باب ہفتم :- ایشور اور وید	۱۷۴	وید کی زبان	۲۰۱
سنیاس کا حق صرف براہمن کا	۱۳۲	چونتیسواں دیوتا پرمیشور	۱۷۵	الہام کی ضرورت	۲۰۱
سنیاس کی ضرورت	۱۳۳	پرمیشور کی ہستی کا ثبوت	۱۷۶	وید کے معانی اور اس کی اشاعت	۲۰۲
سنیاس اور عمل	۱۳۴	دیا یک محیط، رحیم اور عادل	۱۷۷	وید چار سنہتاؤں کا نام ہے	۲۰۲
سنیاسی کا بستی میں قیام	۱۳۵	نراکار۔ سرب شکتیمان	۱۷۸	وید میں تاریخی حالات نہیں	۲۰۳
سنیاس اور شرادھ	۱۳۶	انادی، اننتی، اپارتھا، اپاسنا	۱۷۹	وید ازلی اور ابدی ہے	۲۰۴
آشرموں کے مقاصد	۱۳۷	نرگن ستتی	۱۷۹	باب ہشتم :- عالم کی پیدائش	۲۰۴
باب ششم۔ سیاسیات	۱۳۸	دعا اور عمل میں مطابقت	۱۸۲	علل ثلاثہ	۲۰۸
ویدک دھرم اور جمہوریت	۱۳۹	حضور خدا میں جانا	۱۸۳	نوین ویدانتیوں کے عقیدہ ہمہ اوست کی تردید	۲۰۹
صدر مجلس کے اوصاف	۱۴۰	سگن اور نرگن اپاسنا	۱۸۴	تخلیق عالم کی غرض وغایت	۲۱۰
دنڈ یعنی تعزیر	۱۴۲	سانکھیہ درشن ایشور کا قائل ہے	۱۸۵	تدبیر کل کا صحیح مفہوم	۲۱۱
شارحین قانون	۱۴۳	میمانسا درشن میں ایشور کی ہستی	۱۸۶	پرمیشور غیر مجسم ہے	۲۱۱
راجہ اور اراکین مجلس	۱۴۴	ایشور اوتار نہیں لیتا۔	۱۸۶	عدم سے وجود کا ہونا ناممکن ہے	۲۱۲
وزراء سلطنت	۱۴۶	ایشور اور عفو گناہ	۱۸۷	پیدائش عالم کے متعلق کناد کے عقائد اور ان کی تردید	۲۱۳
وانفصل محکمہ جات کی تقسیم	۱۴۷	روح اور ایشور کی صفات	۱۸۸	عالم موجود قدیم نہیں بلکہ حادث ہے	۲۱۶
راجہ کیلئے کثرت ازدواج کی ممانعت	۱۴۸	تینوں زمانوں کا شاہد	۱۸۹	روح پرمیشور کا درجہ کبھی حاصل نہیں کر سکتی	۲۱۶
مال غنیمت	۱۵۱	روح محدود ہے	۱۹۰	پیدائش عالم کے متعلق شاستروں کا عدم تضاد	۲۱۷
ترقی و استحکام سلطنت کے اسباب		صفت مجاز	۱۹۱	پیدائش عالم کی ترتیب	۲۱۹
محکمہ جاسوسی		پرمیشور داخل در داخل ہے	۱۹۲	مصنف عالم کیلئے صانع کا وجود ضروری ہے	۲۲۰
انسداد رشوت ستانی کا طریقہ		صفت مجاز بالحذف اجزاء	۱۹۳		
راجہ کے فرائض یومیہ		ایشور اور روح فانی نہیں	۱۹۴		
صلح و جنگ		نوین ویدانت کے مطابق اصلی اتحاد	۱۹۴		
راجہ کے لئے ضروری ہدایات	۱۵۹	کیا برہم وہم میں مبتلا ہو سکتا ہے	۱۹۴		
مفتوحین سے سلوک	۱۶۲				

مضمون	نمبر صفحہ
آغاز آفرینش اور انسان	۲۲۰
سلسلہ پیدائش و فنا ازلی اور ابدی ہے	۲۲۱
ارواح کو مختلف قالب کیوں دیئے گئے ہیں	۲۲۱
آریہ ورت کا حدود اربعہ	۲۲۲
آریہ ورت کی غلامی پر اظہار تاسف	۲۲۴
زمین کس کے سہارے قائم ہے	۲۲۵
زمین متحرک ہے	۲۲۷
اجرام فلکی میں انسانی آبادی	۲۲۸
کرۂ ارض اور دیگر کرّوں کی مخلوقات میں انسانی آبادی	۲۲۸
تمام کرّوں میں ایک ہی وید ظہور پذیر ہوتے ہیں	۲۲۹
باب نہم۔ عرفان جہل	۲۲۹
نجات فطرتاً نہیں ہوتی	۲۳۰
جیو برہم کا عکس نہیں	۲۳۱
اس اختلاف کا باعث آلات باطن نہیں	۲۳۲
قید و نجات کے اسباب	۲۳۳
حالت نجات میں روح۔	۲۳۴
روح کی قدرتیں۔	۲۳۴
نجات سے واپسی	۲۳۶
نجات کی میعاد	۲۳۷
عرصہ نجات محدود ہے۔	۲۳۷
نجات حاصل کرنے کے ذرائع	۲۳۹
پانچ کوش	۲۴۰
تین اوستھائیں۔ تین شریر	۲۴۰
روح کوشوں اور اوستھاؤں سے مختلف ہے۔	۲۴۱
ممکشو۔ الزبندہ	۲۴۲
پانچ کلیش	۲۴۳

مضمون	نمبر صفحہ
دیگر مذاہب کے مسلمات نجات	۲۴۳
آواگون	۲۴۴
حیات سابقہ کے حالات یاد کیوں نہیں رہتے	۲۴۴
پرمیشور کا عدل	۲۴۶
غیر مساوات کا عقیدہ	۲۴۶
روح کا مختلف قالبوں میں جانا	۲۴۷
سرور نجات کا حفاظ پرمیشور کے ذریعہ	۲۴۸
مادہ کے تین جوہروں کے اثرات	۲۴۹
مختلف اعمال کا نتیجہ مختلف قالب	۲۵۲
جواہر مادہ سے بالاتر	۲۵۳
تکالیف ثلاثہ سے آزادی	۲۵۴
باب دہم۔ آچار۔ اناچار	۲۵۵
ارادہ	۲۵۶
دھرم کے معیار	۲۵۶
کشتیانت	۲۵۷
تعظیم کے اسباب	۲۵۹
دیو پوجا	۲۶۰
گوشت خوری و مے نوشی کے نقصات۔	۲۶۲
سکھری نکھری	۲۶۳
باورچی کا کام شودر کرے۔	۲۶۳
حلال و حرام	۲۶۴
مفید جانوروں کی حفاظت	۲۶۵
بے آزاری	۲۶۵
مل کر کھانے میں عیب	۲۶۶
کھانا کون تیار کرے	۲۶۷
کھانا کہاں کھانا چاہیئے	۲۶۸
خاتمہ حصۂ اول	۲۶۸

مضمون	نمبر صفحہ
حصہ دوم	۲۷۱
باب گیارھواں۔ آریہ ورت کے مت متانتروں کی تردید	۲۷۱
تباہی کے بواعث	۲۷۲
چکرورتی آریہ راجے	۲۷۲
کل علوم کا منبع آریہ ورت	۲۷۳
داراشکوہ کی تحقیقات	۲۷۴
مہابھارت کے جنگ کے بعد تنزل	۲۷۴
پوپ کی تشریح	۲۷۵
وام مارگ	۲۷۷
اشومیدھ وغیرہ کے صحیح معنے	۲۸۰
قربانی سے بہشت نہیں ملتا۔	۲۸۱
وام مارگ نے بدھ مت کی ضرورت قائم کی	۲۸۱
شنکر آچاریہ کا ظہور	۲۸۲
نوین ویدانتیوں کی تردید	۲۸۴
ویاس جی بھی جیو برہم کو جدا مانتے ہیں	۲۸۹
وکرماجیت، بھرتری ہری، بھوج	۲۹۱
مارکنڈے اور شو پران	۲۹۳
زمین اور ہوا میں چلنے والا کل کا گھوڑا	۲۹۳
وشنو مت کا آغاز	۲۹۴
وشنو، شو آدی مت وید سے سدھ نہیں ہوتے	۲۹۵
متوں کے جھگڑے	۲۹۶
چکرانکت وشنو کی لیلا	۲۹۶
بت پرستی	۲۹۹
بت پرستی کی مدلل تردید	۳۰۰
پرانک نام سمرن	۳۰۰
بت میں پرمیشور کا تصور	۳۰۱

مضامین	نمبر صفحہ
ویدوں میں بت پرستی وغیرہ کا ذکر	۳۰۲
تنتر گرنتھ جھوٹا ہے	۳۰۲
بت پرستی میں گناہ	۳۰۴
بت پرستی کی خرابیاں	۳۰۵
پنچ تن پوجا	۳۰۶
بت پرستی ہر حالت میں منع ہے	۳۰۷
بنارس کے بتوں کے معجزے	۳۰۸
مہادیو کا کنوئیں میں گرنا	۳۰۹
کلکتہ کی کالی دیوی	۳۰۹
رامیشور کی لیلا	۳۱۱
سومناتھ کا معجزہ	۳۱۲
نرسی مہتہ کی ہنڈوی	۳۱۲
جوالا مکھی	۳۱۳
ہردوار وغیرہ تیرتھوں کا مہاتم	۳۱۴
کروکشیتر کی زیارت	۳۱۴
بت پرستی کا آغاز	۳۱۵
تیرتھ یاترا سے گناہ نہیں چھوٹتے	۳۱۶
سچے تیرتھ اور سچا نام سمرن	۳۱۷
گورو ڈم کی تردید	۳۱۸
پورانوں میں بہت سی باتیں جھوٹی ہیں	۳۲۰
مارکنڈے پران اور بھاگوت پران کی گپیں	۳۲۲
وید کے پڑھنے وغیرہ کا استحقاق	۳۲۷
گرہوں کا پھل	۳۲۷
گرڑ پران کی گپیں	۳۲۹
سپاتر اور کپاتر	۳۳۲
تین قسم کے سخی	۳۳۳
وید کی گمشدہ شاخیں	۳۳۵
مورتی پوجا سے بزرگوں کی ہنسی	۳۳۶
دام مارگیوں کا نئے چیلے کو اپدیش	۳۳۷

مضامین	نمبر صفحہ
چولی مارگی اور بیج مارگی	۳۳۸
شیومت کا طریق پرستش	۳۳۸
وشنوؤں کی لیلا	۳۳۹
جھوٹے سادھوؤں کی لیلا	۳۴۱
ان کے منتروں کا بیان	۳۴۳
کبیر پنتھ	۳۴۳
نانک پنتھ	۳۴۴
دادو پنتھ۔ رام سنیہی پنتھ	۳۴۶
ان کی تردید	۳۴۷
ولبھ سمپرداء	۳۴۸
نارائن سوامی مت	۳۵۵
مادھو مت۔ لنگانکت مت	۳۵۹
برہم سماج اور پرارتھنا سماج	۳۵۹
عالمگیر سچے دھرم کی تحقیق	۳۶۵
نقلی برہمچاری اور سنیاسی	۳۷۰
ستھ دہاریوں کی لیلا	۳۷۱
عیسائی، مسلمان وغیرہ کو ویدک دھرمی بنایا۔	۳۷۱
یدھشٹر سے یشپال تک کا مختصر شجرہ نسب	۳۷۴
ضمنی دیباچہ۔ جین مت	۳۷۸
باب بارہواں۔ برہسپتی کے عقاید	
مباشرت پرشارتھ کا پھل ہے	۳۸۲
مباشرت پرشارتھ کا پھل نہیں	
غلط خیالات	۳۸۲
چارواک کے مذہبی عقاید	۳۸۳
جیو۔ سورگ، نرک وغیرہ وید کی مذمت	
مندرجہ بالا عقاید کا کھنڈن	
چارواک وغیرہ کی ایجاد	۳۸۶

مضامین	نمبر صفحہ
چارواک کی گمراہ کن تعلیم	۳۸۶
بودھ دھرم	۳۸۶
ہر ایک کی جدا جدا تردید	
چار قسم کی بھاونا کی تردید	
بدھی کی پانچ حالتیں	
دو آدش آتین پوجا	۳۹۰
بودھ کیوں گمراہ ہوئے	۳۹۱
بدھ مذہب کے عقائد	
بدھ مذہب کے چار طریقے	۳۹۳
جین دھرم	۳۹۴
بودھوں اور جینیوں کے چھ دروبیہ	۳۹۴
جیو کی سپت بھنگی	۳۹۶
دیگر سپت بھنگیاں	۳۹۶
جینیوں کے ذاتی عقائد	۳۹۷
تیرتھنکروں کو پرمیشور ماننا	۳۹۸
ایشور کی ہستی پر اعتراض	۳۹۸
اس کی تردید	۳۹۹
پرماتما پرتیکش ہے	۳۹۹
ایشور کی ہستی پر اعتراضات	۴۰۰
ان کی تردید	۴۰۱
آستک اور ناستک کا مکالمہ	۴۰۱
ایشور بے پھل نہیں	۴۰۲
سرشٹی دو قسم کی ہے	۴۰۳
ایشور سدا مکت ہے	۴۰۳
دنیا خود بخود نہیں بن سکتی	۴۰۴
دنیا ازلی اور ابدی نہیں ہو سکتی	۴۰۵
کال کی تشریح	۴۰۶
اننت کال	۴۰۶
دو حس والے جیو اور ان کی عمر	۴۰۷
جینیوں کا پوشیدہ لٹریچر	۴۰۸

مضامین	نمبر صفحہ
ایشور کا فاعل کوئی نہیں	۴۰۹
دنیا و جیو کو نتیہ ماننا	۴۱۰
جیو پاک ہے۔	۴۱۱
کرم خود بخود پھل نہیں دیتے	۴۱۱
جیو کرم سے مخلصی نہیں پا سکتا	۴۱۲
جینیوں کا دھرم	۴۱۳
دوسروں کی ندا	۴۱۳
جینیوں کے دھرم کی تعریف	۴۱۴
جینیوں کی بے رحمی کی مثال	۴۱۵
چارتر کی تعریف	۴۱۵
جینیوں کی تنگ خیالی	۴۱۶
جین مذہب کی خودسرائی	۴۱۷
جینیوں کی بدخواہی اور کمینہ پن	۴۱۸
جینیوں کا حسد	۴۱۹
دوسروں کے دیوی دیوتا	۴۲۰
دوسروں کی مکتی نہیں ہو سکتی	۴۲۰
غیروں کی مورتیاں جھوٹی ہیں	۴۲۱
اپنے مذہب کی پابندی	۴۲۲
جینیوں کا کوسنا	۴۲۳
مکتی پانے کا آسان نسخہ	۴۲۴
جینیوں کی اندھی عقل	۲۲۴
جینیوں کے نزدیک سب بدنصیب	۲۲۵

مضامین	نمبر صفحہ
مورتی پوجا کا پھل	۴۲۷
شیو وغیرہ کی مورتی پوجنے سے نرک	۴۲۸
جینیوں کا گورمنتر	۴۲۹
جینیوں کے گورمنتر کے معنے	۴۲۹
جین کے بدچلن سادھو	۴۳۰
جینیوں کی مکتی کا بیان	۴۳۱
مکتی کا پرمبالغہ بیان	۴۳۱
تالاب۔ کنواں وغیرہ بنانا پاپ ہے	۴۳۲
پیسنے کھانا پکانے وغیرہ میں پاپ	۴۳۳
جینی سادھوؤں کی علامتیں	۴۳۴
شوتیامبر سادھوؤں کے لکشن	۴۳۴
منہ پر پٹی باندھنے کی بیہودگی	۴۳۵
پٹی سے حرارت زور کرتی ہے۔	۴۳۷
وایو کایہ وغیرہ جیو دکھ محسوس نہیں کرتے	۴۳۸
ساگ آدی کھانے سے جیوؤں کو دکھ	۴۳۹
گرم پانی پینا	۴۳۹
تیرتھنکروں کے قد اور عمریں	۴۴۱
جینیوں کی چند بے سروپا باتیں	۴۴۲
کرہ زمین کی نسبت جینیوں کا اعتقاد	۴۴۶

مضامین	نمبر صفحہ
انسان کی عمر و قد	۴۴۷
مختلف جانوروں کا قد	
تقسیم کرۂ زمین	۴۴۸
دیباچہ ضمنی عیسائیت	۴۴۹
باب تیرہواں دین عیسوی کی تحقیق	۴۵۱
پیدائش کی کتاب	۴۵۱
خروج کی کتاب	۴۶۵
احبار کی کتاب	۴۶۸
گنتی کی کتاب	۴۷۰
سلاطین کی کتاب	۴۷۰
سموائل کی کتاب	۴۷۰
تواریخ	۴۷۱
ایوب کی کتاب	۴۷۱
وعظ کی کتاب	۴۷۲
متی کی کتاب	۴۷۲
مرقس کی انجیل	۴۸۴
لوقا کی انجیل۔ یوحنا کی انجیل	۴۸۴
یوحنا کے مکاشفات	۴۸۶
دیباچہ ضمنی دربارہ اسلام	۴۹۶
باب چودہواں مذہب اسلام منتویہ امنتویہ	۵۶۱

اوم

سچدانند ایشور کو نمسکار ہو! بار بار نمسکار ہو!

سچدانند

ست ۔ چت اور آنند ان تین الفاظ سے مرکب ہی
ست کے معنے ہست (بالذات) ۔ چت کے معنے
مدرک (بالذات) اور آنند سوروپ کے معنے مسرور
(بالذات) ۔ ایشور کے معنے صاحب نعمت و قدرت ۔

دیباچہ

طبع اوّل میں اصلاح کی ضرورت

جب میں نے یہ کتاب "ستیارتھ پرکاش" تصنیف کی تھی۔ اُس وقت اور اُس سے پیشتر سنسکرت میں گفتگو کرنے اور درس و تدریس میں سنسکرت ہی بولنے اور وطن مالوف کی زبان گجراتی ہونے کی وجہ سے مجھے آریہ بھاشا کی خاص مہارت نہ تھی۔ اس لئے عبارت میں غلطیاں رہ گئی تھیں اب اس زبان کے لکھنے اور بولنے کی مشق ہو گئی ہے۔ اس لئے اس کتاب کو آریہ بھاشا کے قواعد صرف و نحو کے مطابق اصلاح کر کے دوسری بار طبع کرایا ہے۔ اس میں کہیں کہیں الفاظ۔ فقرات اور عبارت کی ترکیب میں تبدیلی کی گئی ہے۔ ایسا کرنا واجب تھا۔ کیونکہ اس کے بغیر محاورے کی تصحیح ہونا محال تھا۔ تاہم مفہوم میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔ البتہ کچھ خاص مضامین ایزاد ضرور کئے گئے ہیں اور جو کہیں کہیں طباعت کی غلطیاں رہ گئی تھیں۔ اُن کی بھی اِصلاح کر دی گئی ہے۔

کتاب ہذا کے ابواب اور اُنکے مضامین

یہ کتاب چودہ بابوں[1] پر مشتمل ہے حصہ اوّل میں پہلے دس باب اور حصہ دوم میں آخری چار باب شامل ہیں۔ آخر کے دو باب اور اُن کے خاتمہ پر "میرے مسلّمات" طبع اوّل میں کسی وجہ سے چھپ نہیں سکے تھے۔ اب وہ بھی شامل کر دئے گئے ہیں۔

باب اوّل[1] میں "اوم" وغیرہ اسماء الٰہی کی تشریح کی گئی ہے۔

باب دوم[2] میں تربیت اولاد کا بیان ہے۔

باب سوم[3] میں برہمچریہ (زمانۂ طالب علمی)، نصاب درس و تدریس۔ قابل و ناقابل تدریس کتب کے نام اور درس و تدریس کا طریقہ درج ہے۔

باب چہارم میں امور شادی و خانہ داری کا بیان ہے۔

---

[1] سملاس کا لفظی ترجمہ لمعات ہے۔ ناظرین کی سہولیت کے لئے ابواب کر دیا گیا ہے۔

باب (۵) پنجم میں بان پرستھ اور سنیاس آشرم (منازل عزلت گزینی و درویشی) کے قواعد درج ہیں۔

باب (۶) ششم میں سنیاسیات کا بیان ہے۔

باب (۷) ہفتم کا موضوع وید اور ایشور ہیں۔

باب (۸) ہشتم میں عالم کی پیدائش۔ قیام اور فنا (تحلیل فی المادہ) کا بیان ہے۔

باب (۹) نہم میں ودیا اور اودیا، معرفت و جہل اور ابندھ اور موکش، قید و نجات کی تشریح کی گئی ہے۔

باب (۱۰) دہم میں (آچار اناچار) مشروعات و ممنوعات اور (بھکشیہ ابھکشیہ) حرام و حلال کا بیان کیا گیا ہے۔

باب (۱۱) یازدہم میں آریاورت کے مختلف فرقوں کی تنقید کی گئی ہے۔

باب (۱۲) دوازدہم میں چارواک۔ بودھ اور جین مت کا ذکر ہے۔

باب (۱۳) سیزدہم کا موضوع مذہب عیسوی ہے۔

باب (۱۴) چہاردہم کا موضوع مذہب اسلام ہے۔

ان چودہ بابوں کے بعد آریوں کے مسلمات قدیمہ کی جن کی بنیاد وید کے احکامات پر ہے جن کا میں بھی کما حقہٗ قائل ہوں بالتخصیص وضاحت کی گئی ہے۔

تصنیف ہذا کا مدعا

اس کتاب کی تصنیف سے میرا سب سے بڑا مدعا ستیہ ارتھ یعنی امور حقہ کا پرکاش یعنی اظہار کرنا ہے۔ جو حق ہے اُسے حق اور جو باطل ہے اُسے باطل ظاہر کرنا میرے نزدیک ستیہ ارتھ کا پرکاش یعنی اظہار حق ہے اس کا نام حق نہیں کہ حق کے نام پر باطل اور باطل کے نام پر حق کا اظہار کیا جائے۔ بر خلاف اس کے جو بات جیسی ہے اُسے ویسا ہی کہنا، لکھنا اور تسلیم کرنا اقرارِ حق کہلاتا ہے۔ جو آدمی متعصب ہوتا ہے اُس کا رجحان اپنی ناحق بات کو بھی حق اور فریق مخالف کی حق بات کو بھی ناحق ثابت کرنے میں ہوتا ہے اس لئے اس کی رسائی عقائد حقہ تک نہیں ہو سکتی پس علماء حقیقت شعار کا جنہیں اصطلاح میں آپت یعنی ثقات کہتے ہیں، سب سے بڑا فرض یہی ہے۔ کہ تقریر و تحریر کے ذریعے عوام الناس کے سامنے حق و باطل کی صحیح صحیح تصویر پیش کر دیں۔ تاکہ وہ خود اپنے نفع و نقصان سے آگاہ ہو کر حق کو قبول اور باطل کو ترک کر سکیں۔ اور ہمیشہ راحت و آرام میں رہیں۔ انسان کا ضمیر حق و باطل میں تمیز کر سکتا ہے۔ مگر مطلب برآری۔ ہٹ دھرمی۔ ضد اور جہالت وغیرہ عیوب

کے باعث حق کو ترک کر کے باطل کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ اس کتاب میں نہ تو کوئی ایسی بات آنے پائی ہے۔ اور نہ اس سے کسی کی دلآزاری اور نقصان رسانی مقصود ہے۔ بر خلاف اس کے اس تصنیف کا مقصد یہ ہے کہ بنی نوع انسان کی ترقی اور بہبودی ہو۔ اور سب حق و باطل کی ماہیت سے آگاہ ہو کر حق کو اختیار کریں اور باطل کو ترک کر دیں۔ کیونکہ تلقین حق کے سوا بنی نوع انسان کی ترقی کا کوئی اور ذریعہ نہیں ہے۔

اس کتاب میں کہیں سہواً یا اصلاح اور طباعت میں کوئی غلطی رہ گئی ہو۔ تو توجہ دلائے جانے پر مناسب تصحیح کر دی جاویگی۔ لیکن اگر کوئی تعصب کی وجہ سے بیجا تعرض یا بحث و مباحثہ کریگا تو اس کی بات پر دھیان نہیں دیا جائیگا۔ البتہ جو شخص خیر خواہی عوام کے خیال سے کوئی بات ظاہر کریگا۔ تو صحیح ثابت ہونے پر اُس کی رائے قبول کر لی جائے گی۔

علماء کا فرض

موجودہ زمانے میں ہر ایک مذہب میں علما و فضلاء بکثرت موجود ہیں۔ اگر وہ تعصب سے بالاتر ہو کر عالمگیر سچائیوں یعنی ایسی باتوں کو جو سب کے نزدیک حق اور سب کے لئے یکساں مفید ہیں۔ اختیار کریں اور جو امور ایک دوسرے کی مخالفت کا باعث ہیں۔ اُنہیں ترک کر کے آپس میں محبت کا سلوک کریں اور کرائیں۔ تو اہلِ عالم کی کامل بہبودی ہو۔ علماء کی مخالفت سے عوام میں باہمی مخالفت کی ترقی ہوتی ہے۔ جس سے طرح طرح کی تکالیف کی ایزادی اور راحت و آرام کی کمی ہوتی جاتی ہے۔ اِس خرابی نے جو خود غرض لوگوں کو پسند ہے۔ تمام عالم کو بحرِ مصائب میں ڈبو دیا ہے۔ جو اہلِ علم خلائق عامہ کی بہبودی کو مدِ نظر رکھ کر شاغل ایکار ہوتا ہے۔ خود غرض لوگ اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہو کر مختلف طریقوں سے اُس کی مزاحمت کرتے ہیں لیکن جیسے اپنشد میں کہا ہے

सत्यमेव जयते नानृतं सत्येन पन्था विततो देवयानः ।

"ہمیشہ حق کی فتح اور باطل کی شکست ہوتی ہے۔ علماء کرام کا راستہ اظہار حق کے ذریعہ وسیع ہوتا جاتا ہے"۔

علماء حقیقت شعار اس یقینِ واثق کا سہارا لے کر نہ تو رفاہِ عام کے کاموں سے دل برداشتہ ہوتے ہیں۔ اور نہ اظہارِ حق سے پیچھے ہٹتے ہیں۔ گیتا کا یہ قول برحق ہے۔ کہ

यत्तदग्रे विषमिव परिणामेऽमृतोपमम् ।

"جو جو دنیا اور دھرم، علم اور دین کی ترقی کے کام ہیں، اُن کا آغاز زہر اور انجام امرت کے

ہم پایہ ہوتا ہے"۔

انہی باتوں کو مدِنظر رکھ کر میں نے یہ کتاب تصنیف کی ہے۔ ناظرین اور سامعین کمال التفات سے اوّل اس کے حقیقی مطالب کو سمجھیں۔ اس کے بعد جیسا چاہیں عمل کریں۔ اس کتاب میں یہ امر مدِنظر رکھا گیا ہے کہ جو جو باتیں تمام مذاہب میں سچی ہیں۔ اور جن کے متعلق کوئی اختلاف نہیں۔ اُنہیں قبول کر کے مختلف فرقوں میں جو اُمورِ باطلہ ہیں۔ اُن کی تردید کر دی گئی ہے۔ اِس بات کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے کہ یکساں فرقوں کی ظاہرہ اور پوشیدہ سب بُری باتوں کو علماء اور جہلا سب کے سامنے طشت ازبام کر دیا جائے۔ تاکہ باہم تبادلہ خیالات ہو کر آپس میں محبّت پیدا ہو۔ اور سب ایک راہِ حق پر آجائیں۔

مصنّف کی غیر طرفداری

اگرچہ میری پیدائش مُلک آریاورت میں ہوئی ہے اور میں اِس مُلک کا باشندہ ہوں۔ تاہم جیسے اِس مُلک کے مختلف فرقوں کی جھوٹی باتوں کی طرفداری نہیں کرتا بلکہ انہیں جوُں کا توُں ظاہر کر دیتا ہوں۔ ایسے ہی غیر ممالک کے باشندوں اور دیگر مذاہب کی ترقی کرنے والوں کے ساتھ بھی (غیر طرفداری کا) سلوک روا رکھتا ہوں۔ انسانی بہبودی کے متعلق میرا جو سلوک اپنے ہموطنوں سے ہے۔ وہی دیگر ممالِک کے باشندوں سے۔ شریف انسانوں کے لئے یہی روّیہ مناسب ہے۔ اگر مَیں بھی کسی خاص فرقے کی طرفداری کرتا۔ تو جیسے آج کل سب اپنے اپنے فرقے اور عقائد کی تعریف۔ تائید اور اشاعت کرتے ہیں۔ اور دیگر فرقوں اور اُن کے عقائد کی مذمّت۔ مضرت اور مزاحمت کے درپے ہوتے ہیں۔ ویسے ہی میں بھی ہوتا۔ مگر ایسا طرزِ عمل انسانیت سے بعید ہے۔ طاقتور حیوان کمزور حیوانوں کو ستاتے ہیں۔ یہاں تک کہ انہیں ہلاک بھی کر دیتے ہیں۔ اگر کوئی قالب انسانی میں آکر بھی ویسا ہی وطیرہ اختیار کرے۔ تو وہ سیرۃً انسان نہیں۔ بلکہ بمنزلۂ حیوان ہے۔ برخلاف اِس کے جو طاقتور ہو کر کمزور کی حفاظت کرتا ہے۔ وہی انسان کہلانے کا مستحق ہے۔ اور جو خود غرضی میں پھنسکر دُوسروں کا نقصان ہی نقصان کرتا رہتا ہے۔ وہ گویا حیوان ہی نہیں۔ حیوان سے بھی بدتر ہے۔

ہندوستانی فرقوں پر تبصرہ

آریاورت کے (فرقوں اور اُنکے عقائد) پر بالخصوص پہلے گیارہ بابوں میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان ابواب میں جو عقائد حقہ بیان کئے گئے ہیں۔ اُن کی بنیاد وید کے احکامات ہیں۔ اِس لئے وہ مجھے کلیتہً قبول ہیں۔ اس کے برعکس پُران۔ تنتر وغیرہ کُتب جدیدہ کے جن بدعتی اقوال کی تردید کی گئی ہے۔ وہ قابلِ

ترک ہیں۔

منکرانِ وید - چارواک - بودھ اور جین

بارھویں باب میں فرقہ چارواک کا ذکر ہے۔ اگرچہ اس وقت یہ فرقہ نہایت خستگی اور زوال کی حالت میں ہے۔ اور پرمیشور (خدا تعالےٰ) کی ہستی سے انکار کرنے وغیرہ امور میں اس کا بودھ اور جین مت سے اتفاق ہے۔ تو بھی چونکہ دہریت میں یہ فرقہ اور سب کا پیشوا ہے۔ اس لئے اس کی اشاعت کا انسداد ضروری ہے۔ کیونکہ اگر بطلان کا انسداد نہ کیا جائے۔ تو دنیا میں انواع و اقسام کی خرابیاں پیدا ہو جاویں۔ چارواک۔ بودھ اور جین۔ ان تینوں متوں کا مختصر ذکر بارھویں سملاس میں کیا گیا ہے۔ بعض امور میں تو بودھوں اور جینیوں کی چارواک مت کیساتھ مطابقت ہے۔ اور چند ایک امور میں اختلاف۔ اسی طرح جینیوں کا مذہب اکثر امور میں بودھوں اور چارواکوں کے ساتھ ملتا جلتا ہے۔ اور چند ایک امور میں مختلف ہے۔ اس لئے جینیوں کا شمار بطور ایک الگ فرقہ کے ہوتا ہے۔ یہ تمام اختلافات بارھویں باب میں بیان کر دیئے گئے ہیں ناظرین ان کا مطالعہ کر کے مناسب رائے قائم کریں۔ ان اختلافات کے علاوہ بودھوں اور جینیوں کے دیگر عقائد کا تذکرہ بھی اسی باب میں کیا گیا ہے۔ بودھوں کے عقائد اُن کی پرانی کتب "دیپ ونش" وغیرہ اور "بودھ درشن سنگرہ" اور "سرو درشن سنگرہ" میں مذکور ہیں۔ انہیں ان کتب سے یہاں نقل کیا گیا ہے۔ اور جینیوں کے مسلمات مندرجہ ذیل کتب میں مذکور ہیں:۔

چار مول سوتر جیسے (۱) آوشیک سوتر (۲) وشیش آوشیک سوتر (۳) دش ویکالک سوتر۔ اور (۴) پاکشک سوتر۔ گیارہ انگ جیسے (۱) آچارانگ سوتر (۲) سُگڈانگ سوتر (۳) تھانانگ سوتر۔ (۴) سموایانگ سوتر (۵) بھگوتی سوتر (۶) گیاتا دھرم کتھا سوتر (۷) اُپاسک دشا سوتر (۸) انت گڑ دشا سوتر (۹) انوتّرو وائی سوتر (۱۰) وپاک سوتر اور (۱۱) پرشن ویاکرن سوتر۔ بارہ اُپانگ جیسے (۱) اُپوائی سوتر (۲) رائپ سینی سوتر (۳) جیوابھگم سوتر (۴) پنوتا سوتر (۵) جمبو دیپ پنّتی سوتر (۶) چند پنّتی سوتر (۷) سور پنّتی سوتر (۸) نرِیاولی سوتر (۹) کپیا سوتر (۱۰) کپ بڑیسیا سوتر (۱۱) پھوپیا سوتر (۱۲) پُپیہ چولیا سوتر۔ پانچ کلپ سوتر جیسے (۱) اُترا دھین سوتر (۲) نشیتھ سوتر۔ (۳) کلپ سوتر (۴) ویوہار سوتر اور (۵) جیت کلپ سوتر۔ چھ چھید جیسے (۱) مہا نشیتھ برہد واچنا سوتر (۲) مہا نشیتھ لگھو واچنا سوتر (۳) مدھیم واچنا سوتر (۴) پنڈ نرکتی سوتر (۵) اوگھ نرکتی سوتر اور (۶) پریوشنا سوتر۔ دس پینّا سوتر جیسے (۱) چتسرن سوتر (۲) پنچ کھان سوتر

(۳) تندل وتیالک سوتر (۴) بھگتی پرگیان سوتر (۵) مہاپرتیا کھیان سوتر (۶) چندا وجیہ سوتر (۷) گنی وجیہ سوتر (۸) مرن سمادھی سوتر (۹) دیویندر ستمن سوتر اور (۱۰) سنستار سوتر اور نندی سوتر یوگودھار سوتر بھی مستند مانتے ہیں۔ پانچ پنچانگ جیسے (۱) متذکرہ بالا سب کتب کی ٹیکا۔ (۲) نرکتی (۳) چرنی (۴) بھاشیہ۔ یہ چار اقسام شرح اور مذکورہ بالا تمام متن (اصل کتب) یہ سب مل کر پانچ انگ (یعنی جین لٹریچر کے پانچ حصے) کہلاتے ہیں۔ ڈھونڈھیا فرقہ کتب شرح کا معتقد نہیں ہے۔ مندرجہ بالا کتب کے علاوہ بھی بہت سی کتب ایسی ہیں جو جینیوں کے نزدیک مستند ہیں۔ اس فرقے کی تنقید بالتخصیص بارھویں باب میں کی گئی ہے۔ ناظرین وہاں ملاحظہ کریں۔

جینیوں کی کتب میں تکرار مضامین یعنی ایک ایک بات کو بار بار دوہرانے کا نقص بے شمار مقامات پر پایا جاتا ہے۔ اُنکی یہ بھی عادت ہے۔ کہ اگر ان کی کوئی مذہبی کتاب کسی غیر مذہب والے کے ہاتھ لگ گئی ہو یا طبع ہو چکی ہو۔ تو بعض لوگ اسے غیر مستند قرار دے دیتے ہیں۔ لیکن اُن کا یہ عذر قابلِ پذیرائی نہیں ہے۔ کیونکہ جو کتاب ایک کے نزدیک مستند ہے اور دُوسرے کے نزدیک غیر مستند۔ وہ تمام فرقۂ جین کی نظر سے غیر مستند نہیں ہو سکتی۔ البتہ جس کتاب کو نہ کوئی جینی اب مستند مانتا ہو اور نہ کبھی پہلے کسی نے اس کا اِستناد کیا ہو۔ اُسے بطور سند پیش نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن ایسی کتاب ایک بھی نہیں ہے۔ جو کسی جینی کی نظر میں مستند نہ ہو۔ جس کتاب کو جو شخص مستند تسلیم کرتا ہو۔ اُس کی تنقید کا مخاطب بھی وہی ہے۔ ایسے افراد کی بھی کمی نہیں جو لوگ کسی کتاب کے معتقد ہوتے ہیں۔ لیکن مجلسوں اور مباحثوں میں اس سے مُنکر ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جینی لوگ اپنی مذہبی کتب کو چھپا رکھتے ہیں۔ غیر مذاہب کے لوگوں کو وُہ اپنی کتب مقدسہ نہ دیتے ہیں نہ سناتے ہیں۔ اور نہ پڑھنے دیتے اور نہ پڑھاتے ہیں۔ کیونکہ ان کی کُتب میں اُیسی غیر ممکن باتوں کی بھرمار ہے۔ کہ جن کی وجہ سے (مخالفین کے روبرو) انہیں خواہ مخواہ لاجواب ہونا پڑتا ہے۔ ردِ باطل کا اصلی جواب ترکِ باطل ہے۔

عیسائیت اور اسلام

تیرھویں باب میں مذہب عیسوی پر تبصرہ کیا ہے عیسائیوں کی مذہبی کتاب بائیبل ہے۔ اس کی خاص تفصیل تیرھویں باب میں ملاحظہ کیجئے۔ چودھویں باب میں مذہبِ اسلام کا ذِکرِ خیر ہے۔ اہلِ اسلام اپنے عقائد کی بنیاد قرآن کو مانتے ہیں۔ چودھویں باب میں ان عقائد پر بالتخصیص روشنی ڈالی گئی ہے۔

اِس کے بعد ویدک عقائد کا بیان کیا گیا ہے۔

مصنّف کی منشاء

جو شخص اس کتاب کا مطالعہ مصنّف کی منشاء کے برعکس کسی اور غرض سے کریگا۔ اس پر اس کے مطالب کا ظاہر ہونا محال ہے۔ کیونکہ مفہوم کلام سے آگاہ ہونے کے لئے چار چیزوں کا خیال رکھنا شرط ہے۔ جو شخص ان چار باتوں کو مدِ نظر رکھ کر کسی کتاب کا مطالعہ کرتا ہے۔ اس پر اس کتاب کا مفہوم کما حقہ منکشف ہو جاتا ہے۔ (۱) آکانکشا یعنی اجزائے کلام کا ایک دوسرے کے بغیر غیر مکمل رہنا۔ مثلاً فاعل فعل کے بغیر اور فعل فاعل کے بغیر نامکمل ہے۔ انہیں ملا کر پڑھنا لازم ہے)۔ (۲) یوگیتا۔ یعنی اہلیت اشیاء۔ مثلاً پانی سینچنے کی اہلیت رکھتا ہے (اگر کوئی کہے کہ آگ سینچتی ہے۔ تو فقرہ مہمل ہوگا)۔ (۳) آستی۔ الحاق الفاظ۔ یعنی باہم مربوط الفاظ کو ایک دوسرے کے نزدیک لکھنا اور بولنا۔ (۴) تاتپریہ یعنی مفہوم متکلم۔ کلام کے معنی متکلم کے مفہوم کے مطابق کرنے چاہئیں۔ اکثر ہٹ دھرمی اور ضدی لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ متکلم کے منشاء کے خلاف فرضی تاویلیں کر لیتے ہیں۔ فرقہ وارانہ مذاہب میں یہ نقص بالخصوص پایا جاتا ہے۔ کیونکہ فرقہ بندی کی ضد کی وجہ سے ان لوگوں کی عقل تاریکی میں مبتلا ہو کر زائل ہو جاتی ہے۔ اس لئے جیسے میں پرانوں۔ جینیوں کی مذہبی کتب۔ بائیبل اور قرآن کو شروع سے ہی بُری نظر سے نہ دیکھ کر ان کی خوبیوں کو تسلیم اور نقائص کو ترک کرتا ہوں۔ اور تمام بنی نوع انسان کی بہبودی کے لئے کوشاں ہوں۔ یہی وطیرہ سب کو اختیار کرنا چاہیئے۔ میں نے ان تمام مذاہب کے چند چیدہ چیدہ نقائص ظاہر کئے ہیں۔ تاکہ بنی نوع انسان حق و باطل میں تمیز کر سکے۔ اور حق کو قبول اور باطل کو ردّ کرنے کے قابل ہو۔ بنی نوع انسان کو جو دراصل ایک ہے غلط راستوں پر ڈال کر ان کے دلوں میں اختلاف پیدا کرنا اور باہمی مخالفت کے ذریعے جنگ و جدل کی بنیاد ڈالنا علماء کرام کی فطرت سے بعید ہے۔

(ممکن ہے) جہلا اس کتاب کے مطالعہ سے برعکس نتائج ہی اخذ کریں۔ علماء کرام ضرور صحیح مطالب پر پہنچیں گے۔ میں نے اپنی محنت کا ثمر یہی سمجھ کر اپنے دل کا مُدّعا نیک نہاد اصحاب کے سامنے رکھ دیا ہے۔ وہ جہاں اس کتاب کا خود مطالعہ کریں۔ وہاں دُوسروں کو بھی مطالعہ کرنے کی ترغیب دے کر میری محنت کو بار ور کریں۔ تعصب سے بالاتر ہو کر حقیقت کا اظہار کرنا جیسے میرا فرض اولین ہے۔ ویسے ہی تمام العلوم حضرات کا۔

(ستچدانند سروپ) ہست بالذات۔ مدرک بالذات۔ مسرور بالذات پرمیشور جو تمام عالم کی جان ہے۔ وہ (انتریامی) منضبط باطن ہمارے اس پاک ارادے کو

وسعت اور استقلال (کی دولت) عطا کرے۔ ع

عاقلاں را اشارہ کافی است

تمام شد دیباچہ

مقام راناجی کا اُدے پور
بھادرپد۔ شکل پکش سمت ۱۹۳۹

(سوامی) دیانند سرسوتی

اوم

حصّہ اوّل

سچدانند ایشور کو نمسکار ہو! بار بار نمسکار ہو!

سچّدانند

ست چت۔ اور آنند ان تین الفاظ سے مرکب ہے ست کے معنے ہست (بالذات) چت کے معنے مدرک (بالذات) اور آنند سوروپ کے معنے مسرور بالذات ایشور کے معنے صاحب نعمت و قدرت۔

باب اول

اسمائے الٰہی

ओ३म् शन्नो मित्रः शं वरुणः शन्नो भवत्वर्य्यमा । शन्न इन्द्रो बृहस्पतिः शन्नो विष्णुरुरुक्रमः ॥ नमो ब्रह्मणे नमस्ते वायो त्वमेव प्रत्यक्षं ब्रह्मासि । त्वामेव प्रत्यक्षं ब्रह्म वदिष्यामि ऋतं वदिष्यामि सत्यं वदिष्यामि तन्मामवतु तद्वक्तारमवतु अवतु मामवतु वक्तारम् ॥ ओ३म् शान्तिश्शान्तिश्शान्तिः ॥

اسم اعظم "اوم" کے معنی

(۱) "اوم" پرمیشور کا اسم اعظم ہے۔ کیونکہ اس کی ترکیب "ا" "اُ" "م" ان تین حروف سے ہوئی ہے۔ اور ان حروف میں پرمیشور کے کثیر التعداد نام آجاتے ہیں مثلاً "ا" سے وراٹ (نور علےٰ نور) اگنی (روشن بالذات) وشو (محیط) وغیرہ۔ "اُ" سے ہرنیہ گربھ (مخزن نور) وایو (قدیر) تیجس (متجلی) وغیرہ۔ اور "م" سے ایشور (مالک) آدتیہ (غیر منقسم غیر فانی) اور پراگیہ (علیم) وغیرہ اسمائے الٰہی مفہوم و ماخوذ ہوتے ہیں۔ وید وغیرہ ستیہ شاستروں (کتب حقہ) میں ان کی توضیح ایسے انداز سے کی گئی ہے۔ کہ سلسلہ کلام کے دیکھنے سے یہ سب نام پرمیشور ہی کے معلوم ہوتے ہیں۔

وراٹ وغیرہ اسما کا مسمّیٰ ایشور

(معترض) "وراٹ" وغیرہ الفاظ سے پرمیشور کے علاوہ دیگر اشیا کیوں نہ مراد لی جائیں؟ مثلاً عالم موجودات۔ خاک وغیرہ عناصر۔ اندر وغیرہ دیوتا اور علم طب کی کتب میں سونٹھ وغیرہ ادویات کے لئے بھی تو ان الفاظ کا استعمال ہوتا ہے۔

مجیب:- ہاں! ہوتا ہے۔ لیکن پرمیشور کے لئے بھی ہوتا ہے۔

معترض:- تم ان الفاظ سے فقط دیوتا مراد لیتے ہو یا نہیں؟

مجیب: دیوتا مراد لینے میں کیا سند ہے؟

معترض: یہ سب دیوتا معروف ہیں اور تمام اشیا سے افضل ہیں اس لئے میں ان الفاظ سے انہی کو مراد لیتا ہوں۔

الفاظ کے معانی میں شرط موقعہ اور محل

مجیب- تو کیا پرمیشور غیر معروف ہے؟ یا کوئی شے پرمیشور سے بھی افضل ہے؟ تو تم ان ناموں سے پرمیشور مراد کیوں نہیں لیتے؟ پرمیشور نہ تو غیر معروف ہے نہ کوئی شے اس سے افضل- افضل تو کیا؟ کوئی اس کا ہم پایہ بھی نہیں- اس صورت میں تمہارا قول صحیح نہیں- اس میں کئی نقص وارد ہوتے ہیں مثلاً یادھت تیاگ یعنی میسر چیز کو چھوڑ کر غیر میسر کی آرزو کرنا- کسی نے کسی کے سامنے کھانا رکھ کر کہا- اسے تناول کیجئے- وہ اسے چھوڑ کر غیر میسر اشیاء کی تلاش میں ادھر اُدھر پھرنے لگا- ایسے شخص کو عقلمند نہیں سمجھنا چاہیئے کیونکہ وہ حاضر یعنی حاصل اشیاء کو ترک کر کے غائب یعنی غیر حاصل اشیاء کی تحصیل کی کوشش کرتا ہے یہی مثال آپ کے قول پر صادق آتی ہے- آپ بھی ان "اگنی" وغیرہ الفاظ کے معروف و مستند معنے پرمیشور اور عالم موجودات جو اشیاء موجودہ کے نام ہیں نہ لے کر غیر ممکن اور غیر موجود دیوتا وغیرہ اخذ کرنے کی کوشش کرتے ہیں- ایسے معنے لینے میں نہ سند ہے نہ دلیل- اور اگر آپ کی منشاء یہ ہو کہ جہاں جس چیز کا ذکر ہو- وہاں وہی چیز مراد لینی چاہیئے (تو ہمیں منظور ہے) جیسے کسی آقا نے نوکر سے کہا "سَیندھو" لے آ- نوکر کو محل اور موقعہ کا خیال رکھنا ضروری ہے لفظ "سَیندھو" کا استعمال دو چیزوں کے لئے ہوتا ہے ایک گھوڑا- دوسرا نمک- اگر آقا کے کہیں جانے کا وقت ہو تو اسے گھوڑا لانا چاہیئے- اور اگر کھانے کا وقت ہو تو نمک- اگر روانگی کے موقعہ پر نمک اور کھانے کے وقت گھوڑا لے آئے گا- تو آقا اس پر ناراض ہو کر کہے گا- تو بیوقوف ہے روانگی کے وقت نمک اور کھانے کے وقت گھوڑا لانے کا کیا مطلب ہے؟ تو موقعہ شناس نہیں- للہٰذا جس وقت جو چیز مطلوب تھی وہی لاتا- تجھے میرے کلام کے محل کا خیال رکھنا چاہیئے تھا سو تو نے نہیں رکھا- تو احمق ہے یہاں سے چلا جا- اس مثال سے ثابت ہوا- کہ جس مقام پر جو مفہوم منشاء متکلم کے مطابق ہو- وہی اخذ کرنا چاہیئے- یہی خیال اور یہی عمل میرے اور آپ سب کے لئے مناسب ہے۔

"اوم" کے معنی ایشور لینے میں اسناد

اب منتر کے معنے کرتے ہیں (اس میں پہلے حوالہ جات[1] ملاحظہ ہوں۔

ओ३म् खम्ब्रह्म ॥ १ ॥

۱- "اوم" "آکاش" (خلا) کی طرح محیط اور سب سے بڑا ہے۔ (یجروید ۴۰ - ۱۷)

دیکھیئے- ویدوں میں ایسے مقامات پر "اوم" وغیرہ اسماء کا استعمال پرمیشور کے لئے ہوا ہے- "اوم"[1] کے معنے حفیظ- "کھم"[2] کے معنے آکاش (خلا) کی طرح محیط- اور "برہم"[3] کے معنے سب سے بڑا- ان سب اسماء کا مسمیٰ ایشور ہے۔

ओमित्येतदक्षरमुद्गीथमुपासीत ॥ २ ॥

۲- "اوم" نام سے موسوم (پرمیشور) جو کبھی فنا نہیں ہوتا اُسی کی عبادت کرنا واجب ہے دیگر کسی کی نہیں (چھاندوگیہ اپنشد)

[1] صفحہ ۱۱ پر دیکھیں

ओमित्येतदक्षरमिदꣳ सर्वं तस्योपव्याख्यानम् ॥ ३ ॥१॥

۳۔ وید وغیرہ شاستروں میں پرمیشور کا اسم اعظم "اوم" کو کہا ہے (مانڈوکیہ اُپنشد۔ ۱)
اوم پرمیشور کا ذاتی نام ہے۔ دیگر اسما صفاتی ہیں۔

सर्वे वेदा यत्पदमामनन्ति तपांसि सर्वाणि च यद्वदन्ति ।
यदिच्छन्तो ब्रह्मचर्यं चरन्ति तत्ते पदं संग्रहेण ब्रवीम्योमित्येतत् ॥ ४ ॥

۴۔ تمام وید جس کا بالتعظیم ورد کرتے ہیں۔ تمام ریاضتیں یعنی اعمال صالحہ جس کے ذکر پاک کی تصویر ہیں۔
جس کے قرب کے لیے برہمچریہ آشرم کے قواعد کی پابندی اختیار کی جاتی ہے وہ پاک نام اوم ہے۔
(کٹھ اُپنشد۔ ۲ ـــ ۱۵)

प्रशासितारं सर्वेषामणीयांसमणोरपि ।
रुक्माभं स्वप्नधीगम्यं विद्यात्तं पुरुषं परम् ॥ ५ ॥

۵۔ جو سب کا ہدایت کرنے والا۔ لطیف سے لطیف متجلی بالذات ہے۔ اور جس کا مشاہدہ عقل انسانی بحالت مراقبہ
اسمادھی اکرتی ہے۔ اس کو "پرم پرش" یعنی افضل ترین ذات سمجھنا چاہیے۔

एतमग्निं वदन्त्येके मनुमन्ये प्रजापतिम् ।
इन्द्रमेकेऽपरे प्राणमपरे ब्रह्म शाश्वतम् ॥६॥

۶۔ منوّر بالذات ہونے کی وجہ سے پرمیشور کا نام "اگنی" ہے۔ علیم بالذات ہونے کے باعث "منو" سب کا محافظ
ہونے کی وجہ سے "پرجاپتی" سب سے بڑھ کر صاحب دولت و حشمت ہونے کی وجہ سے "اِندر" مبلغ حیات
ہونے کی وجہ سے "پران" اور "محیط کل" ہونے کے باعث "برہما" ہے۔ (منوسمرتی ۱۲ ـــ ۱۲۲ ـــ ۱۲۳)

स ब्रह्मा स विष्णुः स रुद्रस्स शिवस्सोऽक्षरस्स परमः स्वराट् ।
स इन्द्रस्स कालाग्निस्स चन्द्रमाः ॥ ७ ॥

۷۔ تمام عالم کا خالق ہونے کے باعث برہما۔ محیط کل ہونے کی وجہ سے "وشنو"۔ گنہگاروں کو سزا دینے
اور رُلانے کے باعث "رُدر"۔ مخزن برکات و منبع سعادات ہونے کے باعث پرمیشور "شو" کہلاتا
ہے۔ جو سب کا احاطہ کرتا ہے۔ اور کبھی فنا نہیں ہوتا۔ وہ "اکشر" ہے۔ روشن بالذات ہونے سے "سوراٹ"
پرلے کے وقت آگ کی طرح سب کا خاتمہ کرنے والا۔ کال کا بھی کال یعنی موت کی بھی موت ہے۔ اس لیے
پرمیشور کو "کال اگنی" کہتے ہیں۔ (کیولیہ اُپنشد ۱ ـــ ۸)

(فٹ نوٹ صفحہ ہذا) ۱؎ رشی دیانند نے پہلے ان حوالہ جات کا متن۔ پھر ان میں مستعمل اسمائے الٰہی کی توضیح سنسکرت میں اور ان کے بعد آمیہ بھاشا میں
کی ہے۔ بیچ بیچ میں اپنی رائے درج فرمائی ہے۔ ترجمہ میں یہ تمام توضیحات الگ الگ دینے سے خواہ مخواہ کا اعادہ ہوتا۔ ہم نے تمام توضیحات کا مفہوم
یکجا کر دیا ہے اور جو بیچ میں رشی کی اپنی رائیں تھیں ان کا ترجمہ آخر میں کر دیا ہے۔ اس سے ترجمے کی ترتیب متن سے مختلف ہو گئی ہے مگر مفہوم
میں فرق نہیں آیا (مترجم) ۲؎ زمانۂ طالب علمی جس کی افضل ریاضت ضبطِ نفس ہے

इन्द्रं मित्रं वरुणमग्निमाहुरथो दिव्यः स सुपर्णो गरुत्मान् ।
एकं सद्विप्रा बहुधा वदन्त्यग्निं यमं मातरिश्वानमाहुः ॥ ८ ॥

۸ - جو واحد۔ لاشریک۔ برحق۔ اعلےٰ ترین ذات ہے۔ وہی "اِندر" وغیرہ ناموں سے موسوم ہے۔ جو، وہ وغیرہ تمام لطیف موجودات میں موجود ہے۔ وہ "دِوْیہ" جس کی ازلی ربوبیت احسن اور فاعلیت اکمل ہے۔ وہ "سُپرن" جس کی ذات عظیم ہے وہ "گرُتمان" اور جو ہوا کی طاقت سی بے حد طاقتیں رکھتا ہے۔ وہ "ماترشوا" ہے۔ یہ سب صفات پرمیشور میں پائی جاتی ہیں۔ اس لئے "دِوْیہ" وغیرہ سب نام پرمیشور کے ہیں (اس منتر میں مذکور) باقی ناموں کے معنے آگے چل کر بیان کئے جائیں گے۔ (رگوید ۱ — ۱۶۴ — ۴۶)

भूरसि भूमिरस्यदितिरसि विश्वधाया विश्वस्य भुवनस्य धर्त्री ।
पृथिवीं यच्छ पृथिवीं दृंह पृथिवीं मा हिंसीः ॥ ९ ॥

۹ - جس کے سہارے سب جاندار موجود ہیں۔ وہ ایشور "بھومی" نام سے موسوم ہوتا ہے (یجروید ۱۳ — ۱۸)
(اس منتر میں مذکور) باقی ناموں کی توضیح آگے چل کر کی جائے گی۔

इन्द्रो मह्ना रोदसी पप्रथच्छव इन्द्रः सूर्यमरोचयत् ।
इन्द्रे ह विश्वा भुवनानि येमिर इन्द्रे स्वानास इन्दवः ॥ १० ॥

۱۰ - ذوالجلال پرمیشور نے اپنی قدرت سے زمین و آسمان کو حرکت عطا کی۔ ذوالجلال پرمیشور نے سورج کو روشنی عطا کی۔ ذوالجلال پرمیشور کے قبضۂ قدرت میں تمام موجودات قائم ہیں۔ ذوالجلال پرمیشور میں آبِ حیات کے سرچشمے نغمہ سرا ہیں۔ (سام وید۔ پرپاٹھک ۷، ۱۳ — ۸)

اس منتر میں لفظ "اِندر" (ذوالجلال) پرمیشور کے لئے آیا ہے اس لئے اس کا اندراج یہاں کیا گیا ہے۔

प्राणाय नमो यस्य सर्वमिदं वशे ।
यो भूतः सर्वस्येश्वरो यस्मिन्त्सर्वं प्रतिष्ठितम् ॥ ११ ॥

۱۱ - جیسے تمام اجسام اور حواس پران یعنی قوتِ حیات کے حیطۂ اقتدار میں ہیں، ایسے ہی تمام عالم پرمیشور کے حیطۂ اقتدار میں ہے۔ (اتھروید ۱۱ — ۴ — ۱)

ایشور کا کوئی نام مہمل نہیں

ان تمام حوالجات کے اندراج کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ "اِن" "اوم" وغیرہ الفاظ سے مراد پرمیشور ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہ پرمیشور کا کوئی نام مہمل نہیں ہے۔ دنیا میں (ع برعکس نہند نام زنگی کافور کے مصداق) کسی مفلس قلاش شخص کا نام دھن پت یعنی صاحبِ دولت ہو سکتا ہے (مگر ایشور کے لئے یہ بات نہیں) ایشور کے تمام نام ایشور کی کسی صفت یا فعل یا عادت کو ظاہر کرتے ہیں۔

لہ اس منتر میں "بھومی" کے علاوہ پرمیشور کے تین نام اور آئے ہیں۔ ایک "بھوو" جس کے معنے ہیں ہستی۔ "ادِتی" جس کے معنے ہیں ناقابل تجزیہ۔ اور "وِشو دھایا" یعنی قیوم کل۔

اوم ذاتی نام ہے۔ دیگر اسماء صفاتی ہیں

مندرجہ بالا حوالہ جات کا صحیح صحیح مفہوم سمجھ لینے سے ان اسماء کا صاف صاف پرمیشور معلوم ہوتا ہے چونکہ اوم اور اگنی وغیرہ اسماء کا موسوم اعلےٰ دیا کرن۔ نرکت۔ برہمن۔ سوتر وغیرہ رشیوں کی تصانیف میں پرمیشور ہی دیکھنے میں آتا ہے۔ اس لئے سب کو یہی مفہوم اخذ کرنا چاہیے۔ ان اسماء میں سے "اوم" فقط پرمیشور کا نام ہے۔ اور "اگنی" وغیرہ اسماء سے پرمیشور مراد لینے کا باعث ایک تو سلسلۂ کلام ہے دوسرے وہ اسماء صفت ہیں۔ جہاں اسماء (موصوف) کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں۔ جہاں جہاں موضوع کلام استتی پرارتھنا (حمد و ثنا اور اُپاسنا) تقرب الٰہی ہو یا جہاں علیم کل محیط کل پاک۔ قدیم۔ خالق وغیرہ اسماء صفات کا استعمال ہوا ہو۔ وہاں ان الفاظ سے پرمیشور مراد لیا جاتا ہے۔ اور جہاں موضوع کلام ایسا ہو جیسے حوالہ جات ذیل ہیں:-

ततो विराडजायत विराजो अधि पूरुषः । श्रोत्राद्वायुश्च प्राणश्च मुखादग्निरजायत ।

तेन देवा अयजन्त । पश्चाद्भूमिमथो पुरः ।

تب وراٹ پیدا ہوا۔ وراٹ سے پرش۔ شروتر سے وایو اور پران۔ مکھ سے اگنی پیدا ہوا۔ اس سے دیو پیدا ہوئے اس کے بعد بھومی۔ ایسے ہی آگے۔

(یجروید ۳۱ — ۵ — ۱۳ — ۹ — ۵)

तस्माद्वा एतस्मादात्मन आकाशः सम्भूतः । आकाशाद्वायुः ।

वायोरग्निः । अग्नेरापः । अद्भ्यः पृथिवी । पृथिव्या ओषधयः ।

ओषधिभ्योऽन्नम् । अन्नाद्रेतः । रेतसः पुरुषः । स वा एष पुरुषोऽन्नरसमयः ॥

اس یا اس آتما سے آکاش پیدا ہوا۔ آکاش سے وایو۔ وایو سے اگنی۔ اگنی سے جل۔ جل سے پرتھوی۔ پرتھوی سے اوشدھیاں۔ اوشدھیوں سے ان۔ ان سے بیرج (نطفہ) بیرج سے پرش۔ اس طرح پرش ان کے رس کا پتلا ہے۔

(تیتری اپنشد۔ برہم آنند ولی)

ان اسماء کے دیگر معانی

ایسے مقامات پر وراٹ۔ پرش۔ دیو۔ آکاش۔ وایو۔ جل بھومی وغیرہ اسماء سے موجودات دنیا مراد لئے جاتے ہیں۔ کیونکہ جہاں پیدائش۔ قیام (بالغیر) فنا۔ قلت علم۔ عدم ادراک مخصوصیت وغیرہ اوصاف کا بیان ہو۔ وہاں پرمیشور کا ذکر نہیں ہو سکتا۔ پرمیشور پیدائش وغیرہ کو الف سے بالاتر ہے۔ اور مندرجہ بالا منتروں میں پیدائش وغیرہ کا بیان ہے۔ بنا بریں ان مقامات پر وراٹ وغیرہ الفاظ سے موجودات دنیا مراد لئے جاتے ہیں نہ کہ پرمیشور۔ برعکس اس کے جہاں علیم کل وغیرہ صفات کا ذکر ہو وہاں پرماتما۔ اور جہاں رغبت۔ نفرت۔ کوشش۔ راحت۔ رنج اور قلت علم وغیرہ اوصاف مذکور ہوں۔ وہاں روح مراد لی جاتی ہے۔ یہ قاعدہ کلیہ ہے۔ اس کا اطلاق ہر جگہ کرنا چاہیے۔ چونکہ ایشور کی پیدائش اور موت کبھی نہیں ہوتی۔ اس لئے مندرجہ بالا منتروں میں وراٹ وغیرہ اسماء اور پیدائش وغیرہ اوصاف سے عالم موجودات کی غیر مدرک اشیاء اور (مدرک) ارواح مراد لینی چاہئیں نہ کہ پرمیشور۔

اسماء الٰہی اور ان کا اشتقاق

"وراٹ" وغیرہ الفاظ کے معنے پرمیشور لئے جانے کے لئے مندرجہ ذیل اشتقاقات سند ہیں:-

لہ ثنا و دعا

لفظ	اُپ سرگ	مصدر	پرتیے یعنی علامت

لفظ "اوم" کے معنے :-

وِراٹ ۲۳ — وِ — راجرِ بمعنی روشن کرنا — کِوپ۔

جو گونا گوں یعنی متحرک اور غیر متحرک موجودات کو روشن کرتا ہے۔ وہ "وِراٹ" نام سے موسوم پرمیشور ہے

اگنی ۲۴ — اَنچُو بمعنی (گتی) حرکت / پرستش و تعظیم۔ اگ۔ اگ / اِنِ بمعنی (گتی) حرکت — گتی کے تین معنی ہیں :- علم۔ حرکت اور وِصال

جو علیم بالذات علیم کل۔ جاننے۔ قریب حاصل کرنے اور عبادت کرنے کے لائق ہے۔ وہ "اگنی" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

وِشو ۲۵ — وِش بمعنی ادخال یسمانا — (کوَن)

جس میں آکاش وغیرہ عناصر سمائے ہوئے ہیں یا جو آکاش وغیرہ عناصر پر محیط ہو کر ان میں سمایا ہوا ہے۔ وہ "وِشو" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

یہ تین اور علےٰ ہذا القیاس دیگر اسماء حرف "اُ" سے ماخوذ ہوتے ہیں

ایتریہ اور شت پتھ براہمن میں لکھا ہے :- "ہرنیہ روشنی ہی کو کہتے ہیں"۔ "ہرنیہ جلال ہی کو کہتے ہیں"۔ (اور گربھ کے معنے ہیں مقام یا علت)۔ اس لئے "ہرنیہ گربھ" کے معنے ہوئے آفتاب وغیرہ روشن اشیاء کا مقام اور علت۔ وہ پرمیشور ہے۔ اس کے لئے یجروید ۱۳ – ۴ سند ہے۔

हिरण्यगर्भः समवर्त्तताग्रे भूतस्य जातः पतिरेक आसीत् ।
स दाधार पृथिवीं द्यामुतेमां कस्मै देवाय हविषा विधेम ॥

وایو ۲۶ — وا بمعنی حرکت و فنا — (اُن)

وایو کے معنی ہیں وہ ذات جو متحرک و غیر متحرک موجودات کو قائم اور زندہ رکھتی اور فنا کرتی ہے۔ اور جو سب سے زیادہ قوی اور قادر ہے اور وہ پرمیشور ہے۔

تیجس ۲۷ — تج بمعنی تیز کرنا — اس سے "تج" اور "تیج" سے تاہت "تیجس"

جو خود روشن ہے اور آفتاب وغیرہ منوّر موجودات کو روشن کرتا ہے وہ "تیجس" نام سے موسوم پرمیشور ہے

یہ تین اور علےٰ ہذا القیاس دیگر اسماء حرف "م" سے اخذ ہوتے ہیں۔

ایشور ۲۸ — ایش بمعنے دولت و حشمت — (وَرَچ)

جس کا علم برحق اور دولت و حشمت بے حد ہیں۔ وہ "ایشور" نام سے موسوم ہوتا ہے۔

آدِتیہ ۲۹ — دو بمعنی تجزیہ — اس سے "ادِتی" بمعنی ناقابل تجزیہ اس سے ماحت "آدتیہ"

جس کے اجزا نہیں ہو سکتے۔ اور جو فنا سے بالاتر ہے وہ "ادِتی" نام سے موسوم ہوتا ہے "آدتیہ" کے بھی یہی معنے ہیں۔

لفظ	اُپ سرگ	مصدر	پرتیے یعنی علامات
پراگیہ[30]	پر	گیا بمعنی علم	اس سے "پرگیہ" اور اس سے تادھت "پراگیہ"

جو سہو و خطا سے مبرا ہے اور احوالِ عالم کو کماحقہٗ جانتا ہے۔ وہ "پرگیہ" پرمیشور ہے یہی معنے پراگیہ کے ہیں
یہ تینوں اور علیٰ ہٰذا القیاس دیگر اسماء اور ان کے معانی حرف "م" سے ماخوذ ہوتے ہیں۔
جیسے یہاں ایک ایک حرف کے تین تین معنے بیان کئے گئے ہیں۔ ایسے ہی دیگر اسماء بھی لفظ "اوم" سے ماخوذ ہوتے ہیں۔

اس باب کے عنوان کے طور پر درج کئے گئے منتر "شنو مترہ....." میں جو "متر" وغیرہ اسماء ہیں۔ ان کا موضوع بھی پرمیشور ہے۔ کیونکہ استتی۔ پرارتھنا۔ اور اپاسنا (حمد۔ دعا اور تمنائے قرب) کی مخاطب افضل ترین ذات ہوتی ہے۔ افضل کے معنی ہیں وہ ذات جو اوصاف۔ افعال۔ عادات اور اشغال حقہ میں سب سے برتر ہو۔ افضل ذاتوں میں بھی افضل ترین پرمیشور کی ذات ہے جس کا ہم پایہ نہ کوئی ہوا۔ نہ ہے اور نہ ہوگا۔ جب ہم پایہ نہیں۔ تو اس سے برتر پھر کیسے ہو سکتا ہے۔ جیسے پرمیشور کے راستی۔ عدل۔ رحم۔ قدرتِ کاملہ اور علم کل وغیرہ بے انتہا اوصاف ہیں ویسے کسی غیر مدرک شے یا مدرک روح کے نہیں ہیں۔ جو ذات برحق ہے۔ اس کی صفات۔ افعال اور عادات بھی برحق ہوتی ہیں۔ اس لئے بنی نوع انسان پر واجب ہے۔ کہ فقط پرمیشور (خدا تعالیٰ) ہی سے دعا مانگیں۔ اور اسی کی حمد و ثنا اور قرب کی تمنا کریں۔ دیگر کسی شے کی نہیں۔ برہما۔ وشنو۔ مہادیو نام کے اولوالعزم علماء و شرفا سلف دیتیہ دانو (شیاطین) وغیرہ خسیس انسانوں اور دیگر درمیانہ درجے کے عام اشخاص نے بھی پرمیشور ہی پر ایمان لا کر اسی سے دعا مانگی اور اسی کی حمد و ثنا اور قرب کی کوشش کی۔ اس کے علاوہ اور کسی کی نہیں۔ یہی عمل ہمیں بھی کرنا چاہیئے۔ اس مضمون پر خاص طور پر نجات اور قرب حق کے سلسلے میں غور کیا جائے گا۔

معترض: "متر" وغیرہ اسماء کے معنے دوست (بشکل انسان) اور "اندر" وغیرہ کے معنے دیوتا لینے چاہئیں کیونکہ یہ معنے معروف اور مروج ہیں۔

مجیب: یہاں یہ معنے لینا مناسب نہیں۔ کیونکہ جو انسان کسی کا دوست ہے۔ وہ کسی اور کا دشمن ہے۔ اور پھر کسی اور کا نہ دوست ہے نہ دشمن۔ اس لئے "متر" کے لغوی معنوں کا کامل اطلاق انسان دوست پر نہیں ہو سکتا جیسے پرمیشور تمام عالم کا یقیناً دوست ہے۔ نہ کسی کا دشمن ہے اور نہ کسی سے بے تعلق یعنی نہ دوست نہ دشمن۔ ایسا کوئی جیو یعنی جاندار نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس لفظ کے اصلی اور مکمل معنے پرمیشور ہوں گے۔ اور اس کے بعد اصطلاحی اور جزوی معنے انسان دوست کے بھی لئے جا سکتے ہیں۔

متر[31]		جمدا بمعنی محبت	اُنادک کترا

جو سب کا محب اور محبوب ہے یعنی جو سب سے محبت کرتا ہے اور جس سے سب محبت کرتے ہیں وہ "متر" نام سے موسوم پرمیشور ہے

ورن[32]		(۱) ورنج بمعنی قبول کرنا (۲) ور بمعنی خواہش کرنا	اُنادی اُنن

جو ہوگی۔ عارف۔ نجات کے خواہشمند اور نجات یافتہ (دھرماتما) دین مجسم اشخاص کو شرفِ قبولیت عطا کرتا ہے یا جو انسانوں میں ممتاز۔ نجات کے خواہشمند اور نجات یافتہ (دھرماتما) ثواب مجسم اشخاص کا مقبول ہے۔ وہ "ورن" نام سے موسوم پرمیشور ہے "ورن" کے معنے افضل بھی ہیں۔ اس لئے بھی یہ نام پرمیشور کا ہے۔

اَریما — { ار بمعنی حرکت و وصال — یت
مان بمعنی بنانا یا تعظیم کرنا — کنن }

جو ٹھیک ٹھیک عدل کرنے والوں کو عظمت اور گناہ و ثواب کرنے والوں کو بالترتیب سزا اور جزا دیتا ہے۔ وہ "اَریما" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

اِندر — اِدِ بمعنی دولت و حشمت — رن

جو تمام دولت و حشمت کا مالک ہے وہ "اِندر" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

برہسپتی[۳۴] — برہت + پتی — پا بمعنی حفاظت یا ربوبیت — ڈتی

جو عظیم سے عظیم ہے۔ اور آکاش وغیرہ عظیم موجودات کا محافظ اور رب ہے۔ وہ "برہسپتی" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

وِشنو — وِشلر بمعنی احاطہ کرنا — متحرک اور غیر متحرک موجودات پر محیط ہونے سے پرمیشور کا نام "وِشنو" ہے۔

اُرُکرم[۳۵] — اُرُ + کرم — عظیم قوت اور طاقت والا

"جو پرمیشور بے انتہا قوت اور طاقت والا سب کا محب۔ کینہ و بغض سے بالاتر ہے۔ وہ ہمارے لئے راحت و آرام کا باعث ہو۔ وہ سب سے افضل مخزنِ راحت ہے۔ وہ عادل راحت و آرام کا پھیلانے والا ہے۔ وہ تمام دولت و حشمت کا مالک اور بخشندہ ہے۔ وہ سب کا حاکم اور معلم ہے۔ وہ محیطِ کل پرمیشور ہماری فلاح کا موجب ہو۔ جو سب کے اوپر متجلی سب سے بڑا۔ لا انتہا قوتوں کا مالک پرمیشور ہے اس اعلیٰ ترین معبود کو ہم نمسکار (سجدہ) کرتے ہیں۔ اے پرمیشور! آپ (انتریامی) منضبط باطن ہونے کی وجہ سے اعلیٰ سے اعلیٰ مشاہدہ کی گئی ذات ہیں میں آپ کو اعلیٰ سے اعلیٰ مشہود ذات کہوں گا۔ کیونکہ محیطِ کل ہونے کی وجہ سے آپ کا وصل (اور دیدار) سب کو ہر وقت میسر ہے۔ میں وید میں بیان کئے گئے احکام برحق کی تعمیل و تلقین کروں گا۔ میں حق ہی پر ایمان لاؤں گا۔ اور حق ہی کو اپنے قول اور فعل کا مرجع بناؤں گا۔ سو آپ میری حفاظت کیجئے۔ مجھ حقیقت شعار راست گفتار کی حفاظت کیجئے تاکہ میری عقل آپ کے احکام پر مرکوز ہو کر اس کے برعکس کبھی نہ ہو۔ کیونکہ جو آپ کا حکم ہے وہی (دھرم[1]) دین ہے۔ اور جو اس کے خلاف ہے۔ وہ ادھرم (کفر یعنی بے دینی) ہے۔ آپ میری حفاظت کیجئے حفاظت کیجئے۔ (یہ تکرار کلام تاکیدی ہے جیسے کوئی کسی سے کہے کہ تو گاؤں جا۔ جا۔ یہاں فعل کے دوبارہ آجانے سے مراد یہ ہے کہ جلدی جا۔ اسی طرح منتر میں "حفاظت کیجئے" اس فقرے کو مکرر کہنے کے معنے ہیں ضرور کیجئے) اے پرمیشور! مجھ پر ایسا کرم فرمائیے کہ میں

---

[1] رشی دیانند کی اصطلاح میں دھرم کے معنے پرمیشور کے احکام ہیں ہم آگے لفظ "دھرم" کے یہی معنے کریں گے۔ لفظ دھارمک کے معنے احکام الٰہی کا پابند اور ادھرم کے معنے احکام الٰہی کی خلاف ورزی (مترجم)

(دھرم) دین سے یقیناً محبت اور (ادھرم) بے دینی سے یقیناً نفرت کروں۔ اس بگاہ کرم کے لئے میں آپ کا نہایت احسان مند ہوں گا۔"

اس کے بعد لفظ "شانتی" کی تین بار قرأت کی گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ہم تینوں قسم کی تکالیف سے محفوظ ہوں۔ دنیا میں تکالیف تین قسم کی ہوتی ہیں۔ اوّل ادھیاتمک یا حاصل من النفس یعنی اپنے آپ اندر سے ہونے والی مثلاً جہالت۔ رغبت۔ نفرت۔ حماقت اور بخار وغیرہ سے پیدا ہونے والی تکالیف۔ دوم آدھی بھوتک یا حاصل من الغیر یعنی دوسرے انسانوں اور حیوانوں مثلاً دشمن۔ چیتا۔ سانپ وغیرہ سے حاصل ہونے والی۔ سوم آدھی دیوک یعنی تکالیف سماوی وحتی مثلاً بارش۔ گرمی اور سردی کی افراط اور قلب اور حواس کا اضطراب۔

"ان تین اقسام کی تکالیف سے ہمیں دور رکھ ہمیشہ ایسے اعمال میں مصروف رکھئے جو ہماری بہتری کا باعث ہوں۔ کیونکہ آپ کی ذات میں فلاح ہی فلاح ہے۔ آپ تمام عالم کی فلاح یعنی بہتری کرتے ہیں۔ اور نجات کے خواہشمند نیک اعمال لوگوں کو دولت فلاح سے مالا مال کر دیتے ہیں۔ آپ بنفس نفیس اپنی رحمت سے تمام بنی نوع انسان کے دلوں میں جلوہ نما ہو جیئے۔ تاکہ تمام مخلوق دھرم (احکام ربانی) پر عمل اور ادھرم (اس کے برعکس) کا ترک کر کے رحمت کاملہ کی مستحق ہو۔ اور تکالیف اور مصائب سے نجات پائے۔"

سوریہ[۱۲] 'سوریہ' رگوید[۱۳] 'सूर्य आत्मा जगतस्तस्थुषश्च' میں تمام متحرک یعنی جاندار اور غیر متحرک یعنی زمین وغیرہ بے جان موجودات کے آتما (روح) کو "سوریہ" کہا ہے۔ اس وجہ سے اور اس کے علاوہ منور بالذات ہونے اور سب کو منور کرنے کی حیثیت سے یہاں "سوریہ" پرمیشور کا نام ہے۔

آتما[۱۴] — ات بمعنی متواتر پہنچنا۔ احاطہ کرنا

جو ارواح وغیرہ موجودات پر متواتر یعنی بغیر وقفے کے محیط ہے۔ وہ آتما' اور جو آتما ؤں یعنی ارواح وغیرہ سے افضل اور روح، مادہ، آکاش سے بھی بڑھ کر لطیف اور ارواح کے اندر موجود روحوں کی بھی روح ہے۔ وہ "پرماتما" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

ایشور[۲۰] کے معنے ہیں قادر یا قدیر جو قدرت والوں میں سب سے زیادہ صاحب قدرت ہے اور جس کے ہم پلہ کوئی نہیں۔ وہ "پرمیشور" نام سے موسوم ہے۔

سوتا[۳۰] — { شنج بمعنی رس نکالنا یا بنانا اور / شونگ بمعنی پیدا کرنا }

جو متحرک و غیر متحرک موجودات کو بناتا یعنی پیدا کرتا ہے۔ وہ "سوتا" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

دیو[۳۹] — { دو بمعنی بازی۔ خواہش فتح۔ کاروبار۔ تجلی۔ حمد / سرور۔ مستی۔ خواب۔ محبت۔ علم }

جو تمام عالم کا کھیل کرانے والا۔ نیک اعمال لوگوں کو فتح دلانے کا خواہاں۔ تمام حرکات کے اعلیٰ و ادنیٰ ذرائع کا مہیا کرنے والا۔ روشن بالذات اور تمام اشیاء کو روشن کرنے والا۔ حمد و ثنا کے لائق۔ بالذات مسرور اور دوسروں کو سرور بخشنے والا۔ بدمستوں کو سزا دینے والا۔ سب کے خواب کے لئے رات اور مہلکے (عالم فنا) لانے والا

محبت کے قابل اور علیم بالذات ہے۔ وہ "دیو" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

یا جو اپنی ذات میں سرور ہو کر خود ہی کھیل کھیلتا ہے۔ یا کسی کی مدد کے بغیر کھیل کھیل میں ہی تمام عالم کو بناتا اور تمام کھیلوں کا سہارا ہے۔ جو سب کا تسخیر کرنے والا مگر خود ناقابل تسخیر ہے۔ ظلم اور عدل کے بیوہاروں سے باخبر ہے۔ اور اپنی ہدایت کے ذریعہ ہمیں ان بیوہاروں کی تمیز سکھاتا ہے۔ جو متحرک اور غیر متحرک تمام عالم کا منور کرتا ہے جو حمد و ثنا کے قابل اور مذمت سے بالاتر ہے۔ جو خود مسرور اور دوسروں کے سرور کا باعث ہے جسے دکھ چھو تک نہیں سکتا۔ جو سدا خوش یعنی غم سے آزاد رہتا ہے۔ اور دوسروں کو خوش اور غم سے آزاد رکھتا ہے جو پرلے (عالم فنا) کے وقت تمام ارواح کو لطیف مادے کی گود میں سلا دیتا ہے۔ جس کے تمام ارادے برحق ہیں اور جس کے قرب کے تمام برگزیدہ اشخاص شائق ہیں۔ جو سب پر محیط اور سب کے علم کا مرجع ہونے کے لائق ہے وہ "دیو" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

کُوبیر - کُو بمعنی ڈھانکنا -

جو محیط کل ہونے کی وجہ سے سب پر چھایا ہوا ہے۔ وہ "کُوبیر" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

پرتھوی - پرتھ بمعنی وسعت -

جو اس وسیع عالم کو وسعت دینے والا ہے۔ وہ "پرتھوی" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

جل - جل بمعنی ہلاک کرنا اور اتصال کرنا -

جو بد اعمال لوگوں کو ہلاک کرتا ہے۔ اور مادہ و ذرات کو ملاتا اور جدا کرتا ہے۔ وہ "جل" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

آکاش - کاش بمعنی منور کرنا -

جو سارے عالم کو سب اطراف سے منور کرتا ہے۔ وہ "آکاش" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

اَن - اد بمعنی خوردن۔ اخذ کردن۔ قبول کردن -

"اَن" کے معنے ہیں جو اخذ کیا جائے یا اخذ کرے تیتریہ اپنشد۔ برہم ولی انوواک ۲ میں کہا ہے۔

अद्यतेऽत्ति च भूतानि तस्मादन्नं तदुच्यत ॥

अहमन्नमहमन्नमहमन्नम् । अहमन्नादोऽहमन्नादोऽहमन्नादः ॥ ॥ २ ॥

"میں اَن ہوں۔ میں اَن ہوں۔ میں اَن ہوں۔ میں اناد ہوں۔ میں اناد ہوں میں اناد ہوں۔"

(تیتریہ اپنشد۔ بھرگو ولی انوواک ۱۰)

अत्ता चराऽचरग्रहणात् ॥

ویدانت درشن مصنفہ ویاس منی ۱-۲-۹ میں "اتّا" کے معنے متحرک اور غیر متحرک موجودات کا اخذ کرنے والا کئے گئے ہیں۔ جو سب کے باطن (خانۂ دل) میں جگہ پانے اور سب سے قبول کئے جانے کے قابل ہے۔ اور جو متحرک و غیر متحرک تمام عالم موجودات کو اخذ کرتا یعنی اپنے قبضہ قدرت میں رکھتا ہے۔ وہ ایشور "اَن"۔ "اَتّا" اور "اناد" ناموں سے موسوم ہوتا ہے۔ ان الفاظ کا تین بار تکرار تعظیماً ہوا ہے۔ جیسے گولر کے پھل میں کیڑے پیدا ہو کر وہیں رہتے

اَور وہیں ہلاک ہو جاتے ہیں۔ یہی حالت اس عالم کی پرمیشور کے بطن یعنی احاطے میں ہو رہی ہے۔

وشنو ۴۵ ۔ وِس، بمعنی سمائیش ۔

جس میں سب آکاش وغیرہ عناصر رہتے ہیں۔ اور جو ان سب میں لبا ہوا ہے۔ وہ "وشنو" نام سے موسوم پرمیشور ہے

رُدر ۴۶ ۔ رُدِر، بمعنی رونا

جو ظلم کرنے والے بد اعمال اشخاص کو رُلاتا ہے وہ پرمیشور "رُدر" نام سے موسوم ہے۔

यन्मनसा ध्यायति तद्वाचा वदति यद्वाचा वदति तत् कर्मणा करोति यत् कर्मणा करोति तदभिसम्पद्यते ॥ यते ।

یجر وید کے شت پتھ برہمن کا قول ہے۔ کہ "انسان جو دل سے سوچتا ہے۔ وہ زبان سے کہتا اور جو زبان سے کہتا ہے اُسے عمل میں لاتا ہے۔ اور جو عمل میں لاتا ہے۔ اُسی کو پا لیتا ہے۔"

مطلب یہ کہ جو شخص جیسا عمل کرتا ہے۔ اُسے ویسا ہی پھل مل جاتا ہے۔ جب بد اعمال اشخاص ایشور کے ضابطۂ عدل کے مطابق اپنے اعمال کے ثمرہ کے طور پر تکالیف میں مبتلا ہوتے ہیں۔ تو روتے ہیں۔ پرمیشور کا رُلانا یہی ہے اور اسی وجہ سے اس کا نام "رُدر" ہے۔

आपो नारा इति प्रोक्ता आपो वै नरसूनवः ।
ता यदस्यायनं पूर्वं तेन नारायणः स्मृतः ॥

نارائن ۴۷ منو ۱۔۱۰ میں کہا ہے۔ کہ پانی اور جیووں کا نام "نار" ہے۔ جو ان میں لبا ہوا ہے یعنی تمام جیووں میں موجود ہے۔ وہ "نارائن" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

چندر ۴۸ ۔ چدِ، بمعنی سرور ۔

جو بالذات مسرور ہے اور دوسروں کو مسرور کرتا ہے۔ وہ "چندر" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

منگل ۴۹ ۔ مگِ، بمعنی فلاح ۔

جس کی ذات میں فلاح ہے۔ اور جو سب کی فلاح کا باعث ہے وہ "منگل" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

بُدھ ۵۰ ۔ بُدھ، بمعنی علم ۔

جو علیم بالذات ہے۔ اور تمام جیووں کو علم بخشتا ہے۔ وہ "بُدھ" نام سے موصوف پرمیشور ہے۔

برہسپتی ۔ اس لفظ کے معنے اوپر بتائے جا چکے ہیں۔

شُکر ۵۱ ۔ ایِ شُچِر بمعنی تزکیہ

جو نہایت پاک ہے اور جس کے قرب سے جیو بھی پاک ہو جاتا ہے۔ وہ "شُکر" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

شنیشچر ۵۲ ۔ شنیہ بمعنی آہستہ۔ چر بمعنی رسیدن وخوردن ۔

جو (تجیل سے بالاتر) متحمل۔ بالذات سب تک پہنچا ہوا ہے۔ وہ "شنیشچر" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

۱ے شلوک کے لفظی معنے یہ ہیں:۔ "نار" "نام ہے" "آپہ کا" ۔ اور "آپہ" (کے معنی ہیں پانی یا) "نر" کی اولاد یعنی جیو۔ چونکہ وہ (جیو) اس کا مقام مسکن ہیں۔ اس لئے اُسے "نارائن" کہتے ہیں۔

راہو ۵۳ - رہ بمعنی ترک و تفرید

جو مفرد بالذات ہے جس کی ذات میں کوئی دوسرا موجود ملا ہوا نہیں ہے جو بداعمالوں کا ساتھ نہیں دیتا۔ اور دوسروں سے بھی ان کا ساتھ چھڑا دیتا ہے۔ وہ "راہو" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

کیتو ۵۴ - کِت بمعنی قیام و دفع امراض

جو تمام عالم کی جائے قیام۔ امراض سے بری اور نجات کے خواہشمندوں کو دوران نجات میں تمام امراض سے دور رکھتا ہے۔ وہ "کیتو" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

یگیہ ۵۵ - ینج بمعنی تعظیم۔ اتصال و بخشش

جو تمام عالم کے موجودات کو متصل کرتا اور تمام عارفوں کا معبود ہے۔ برہما سے لے کر سب رشی منیوں کا معبود تھا ہے اور رہے گا۔ وہ پرمیشور "یگیہ" نام سے موسوم ہے بمطابق شتپتھ برہمن کا قول ہے۔ کہ یگیہ نام وشنو کا ہے۔ وشنو کے معنے ہیں محیط کل۔ وہ پرمیشور ہے۔

ہوتا ۵۶ - ہو بمعنی لینا اور دینا

جو تمام ارواح کو دینے لائق اشیاء کا دینے والا اور لینے لائق اشیاء کا لینے والا ہے۔ وہ "ہوتا" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

بندھو ۵۷ - بندھ بمعنی باندھنا

جس نے اپنے میں تمام اجرام کو بذریعہ قواعد و ضوابط باندھ رکھا ہے۔ جو بھائی کی طرح سب کا معاون ہے جس کے مقرر کئے احاطے یا ضابطے کے باہر کوئی نہیں جا سکتا۔ جیسے بھائی بھائی کا معاون ہوتا ہے۔ ویسے ہی پرمیشور ہے۔ وہ کُرۂ ارض وغیرہ اجرام کے قیام حفاظت اور سب کو آرام پہنچانے کے باعث "بندھو" کہلاتا ہے۔

پتا ۵۸ - پا بمعنی حفاظت

جو سب کا محافظ ہے۔ یعنی جیسے باپ اپنی اولاد پر ہمیشہ مہربان ہو کر ان کی ترقی کا خواہاں رہتا ہے۔ اسی طرح ایشور تمام جیووں (ارواح) کی ترقی کا خواہشمند ہے۔ اس لئے اسے "پتا" کہتے ہیں۔

جو پتاؤں کا پتا یعنی محافظوں کا محافظ ہے۔ وہ "پتامہ" اور جو پتامہوں کا بھی پتامہ ہے وہ "پرپتامہ" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

ماتا ۵۹ - میثرج بمعنی بنانا و مانگ بمعنی عظمت دینا

جو تمام ارواح کو قابل بناتا اور عظمت دیتا ہے۔ یعنی جیسے کامل مہربان ماں اپنی اولاد کی آسائش اور بہبودی کی خواہشمند ہوتی ہے۔ اسی طرح پرمیشور بھی تمام ارواح کی بہبودی کا خواہاں ہے۔ اس لئے وہ "ماتا" نام سے موسوم ہوتا ہے۔

آچاریہ ۶۰ - آ - چر بمعنی وصال و علم و اخذ

جو تمام اخلاق حسنہ اختیار کرانے والا اور تمام علوم کے حصول کا موجب ہے۔ وہ پرمیشور "آچاریہ" نام سے موسوم ہے۔

گورو　　–　　گرُ بمعنی بولنا۔ ہدایت کرنا

جو احکام حقہ کی ہدایت کرتا ہے۔ وہ "گورو" ہے۔

'स पूर्वेषामपि गुरुः कालेनानवच्छेदात्'

یوگ درشن سمادھی پاد۔ سوتر ۲۶ میں لکھا ہے۔ کہ جو احکام حقہ کا اظہار کرنے والا۔ تمام علوم کے مخزن وید کی ہدایت کرنے والا۔ ابتدائے آفرینش میں اگنی۔ وایو۔ آدتیہ۔ انگرہ اور برہما وغیرہ گورؤوں (مرشدوں) کا بھی گورو (مرشد) ہے۔ اور جو کبھی بھی زمانے میں ہلاک نہیں ہوتا۔ وہ پرمیشور "گورو" نام سے موسوم ہوتا ہے۔

اَج　　–　　اَج بمعنی حرکت۔ علم۔ پھینکنا

جنی بمعنی پیدا کرنا

جو عادم کے آکاش وغیرہ عناصر و ذرات کو ٹھیک طور پر ملاتا اور روح کے ساتھ جسم کا تعلق کر کے اسے جنم دیتا ہے۔ لیکن اپنے آپ کبھی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ "اج" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

برہما　　–　　برہہ۔ برہی بمعنی بڑھانا

جو تمام عالم کی خلقت کر کے اُسے بڑھاتا ہے۔ وہ "برہما" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

تیترییہ اپنشد کا قول ہے۔ "ستیم گیانم اننتم برہم"۔ اس کی توضیح حسب ذیل ہے۔

ستیہ۔ سَت کے معنے موجود۔ جو تمام موجودات میں موجود ہے۔ وہ "ستیہ" نام سے موسوم پرمیشور ہے

گیان[۹۴]۔ جو متحرک اور غیر متحرک تمام موجودات کو جانتا ہے۔ وہ "گیان" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

اننت[۹۵]۔ جس کی انتہا یا حد یا اندازہ نہیں بتایا جا سکتا۔ کہ اتنا لمبا۔ چوڑا۔ چھوٹا یا بڑا ہے۔ وہ "اننت" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

برہم۔ سب سے بڑا ہونے کی وجہ سے پرمیشور کو "برہم" کہتے ہیں۔

انادی[۹۶]　　–　　اَن + آ　　ڈُدا + ج بمعنی دینا

جس کے قبل کچھ نہ ہو۔ مگر بعد میں ہو۔ اُسے "آدی" کہتے ہیں۔ جس کا "آدی" یعنی علت نہ ہو وہ "انادی" کہلاتا ہے۔ اسی لئے پرمیشور کو "انادی" کہتے ہیں۔

آنند[۹۷]　　آ +　　ٹو ندی بمعنی مالامال ہونا

جو بالذات مسرور ہے اور جس میں تمام ارواح مسرور رہتی ہیں۔ یا جو سب ارواح کو سرور بخشتا ہے۔ وہ "آنند" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

ست[۹۸]　　–　　اَس بمعنی ہونا

جو تینوں زمانوں یعنی ماضی۔ حال اور مستقبل میں موجود رہتا ہے۔ جس کی ہستی مسدود نہیں ہوتی۔ وہ "ست" نام سے موسوم ایشور ہے۔

چت[۹۹]　　..　　چتی بمعنی ادراک

جو مدرک بالذات ہے اور تمام ارواح کو حق و باطل کی تمیز کے اسباب بخشتا ہے۔ وہ "چت" نام سے موسوم پرمیشور ہے

اِن تین صفتوں (ست۔ چت۔ آنند) سے موصوف ہونے کی وجہ سے پرمیشور کو "سچدانند سورُوپ" یعنی ہست بالذات۔ مدرک بالذات اور مسرور بالذات کہتے ہیں۔

نِتیہ۔ جو غیر متزلزل اور غیر فانی ہے۔ وہ پرمیشور "نِتیہ" نام سے موسوم ہے۔

شُدھ۔ - شُندھ بمعنی پاکیزگی

جو بالذات پاک۔ تمام کدورتوں سے بالاتر ہے۔ اور سب کو پاکیزگی بخشتا ہے۔ وہ "شُدھ" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

بُدھ - بُدھ بمعنی علم　　کُت

علیم کل پرمیشور "بُدھ" نام سے موسوم ہے۔

مُکت - مُچ لِر بمعنی نجات

جو تمام کدورتوں سے آزاد ہے۔ اور نجات کے خواہشمندوں کو تمام آلام سے آزاد کر دیتا ہے۔ وہ "مُکت" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

چونکہ یہ چاروں صفات اس کی ذات سے وابستہ ہیں۔ اس لئے پرمیشور کا نام "نِتیہ شُدھ بُدھ مُکت سبھاؤ" ہے۔

نِراکار - نِر + آ + ڈُکرِ ج بمعنی کرنا

جو شکل سے مبرا ہے۔ اور جو کبھی قالب اختیار نہیں کرتا۔ وہ پرمیشور "نِراکار" نام سے موسوم ہوتا ہے۔

نِرنجن - نِر + انجو بمعنی ظہور۔ شائبہ۔ خواہش

حرکت۔ علم و حصول

جو شکل۔ شائبہ۔ ناجائز خواہش اور آنکھ وغیرہ جو اس کی رسائی سے دور ہے وہ "نرنجن" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

گنیش۔ گنپتی - گن بمعنی گِنتا + ایش یا پتی بمعنی مالک یا رب

جو مادہ وغیرہ غیر مدرک اشیاء اور مدرک ارواح شمار کئے جا سکتے ہیں۔ اُن کا مالک یا رب "گنیش" یا "گنپتی" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

وِشویشور۔ جو تمام موجودات کا مالک اور مہتمم ہے وہ "وِشویشور" نام سے موسوم پرمیشور ہے

کُوٹستھ۔ جو تمام معاملات میں شامل ہے۔ اور تمام حالات کا محل ہوتا ہوا بھی بالذات نہیں بدلتا۔ وہ "کُوٹستھ" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

دیوی۔ جو معنے لفظ "دیو" کے کئے گئے ہیں۔ وہی معنے لفظ "دیوی" کے بھی ہیں۔ پرمیشور کے نام تینوں صیغوں (مذکر۔ مؤنث۔ اور مخنث (غیر مذکر و مؤنث)) میں ہوتے ہیں۔ لغت میں "برہم" کے معنی "ایشور" اور "چتی" کئے گئے ہیں۔ جب "ایشور" کی صفت ہوگا تو مذکر یعنی "دیو" لکھا جائے گا۔ اور جب "چتی" کی صفت ہوگا۔ تو "دیوی" لکھا جائے گا اس طرح "دیوی" بھی ایشور ہی کا نام ہے۔

شکتی - شک لِرِی بمعنی قدرت

جو تمام عالم کی خلقت پر قادر ہے۔ وہ "شکتی" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

شری — شری: بمعنی خدمت

جس کی خدمت یعنی عبادت تمام عالم۔ تمام علماء اور تمام یوگی (مرتاض) کرتے ہیں۔ وہ پرمیشور "شری" نام سے موسوم ہوتا ہے۔

لکشمی — لکش بمعنی دیکھنا اور نقش کرنا

جو متحرک و غیر متحرک تمام عالم کو دیکھتا اور اسے گوناگوں صفات سے متصف کرتا یعنی دیکھنے کے قابل بناتا ہے۔ جیسے جسم کو آنکھ۔ ناک وغیرہ سے۔ درخت کو پتے۔ پھول پھل اور بیج سے۔ خاک اور پانی کو سیاہ۔ سرخ اور سفید رنگوں سے منقش کرتا۔ اور نیز پتھر۔ چاند۔ سورج وغیرہ کی خلقت کرتا ہے۔ سب کا نگران ہے۔ تمام جمالوں کا جمال اور وید وغیرہ شاستروں اور نیک اعمال عارفوں اور سالکوں کا نصب العین یعنی مشاہدہ اور مکاشفہ کا مرجع ہے وہ پرمیشور "لکشمی" نام سے موسوم ہوتا ہے۔

سرسوتی — سری بمعنی حرکت و علم متپ۔ گیئیپ

جسے علوم مختلفہ یعنی الفاظ۔ معانی اور ان کے باہمی تعلق اور استعمال کا کماحقہ علم ہے۔ وہ پرمیشور "سرسوتی" نام سے موسوم ہوتا ہے۔

سروشکتی مان۔ جس میں تمام طاقتیں موجود ہیں۔ یعنی جو اپنے فعل میں کسی اور کی امداد کا محتاج نہیں اپنی ہی قدرت اپنے تمام افعال کی تکمیل کرتا ہے۔ وہ "سروشکتی مان" نام سے موسوم پرمیشور ہے۔

نیایہ کاری — نی بمعنی حاصل کرانا یا لے جانا

سوتر کرد آنسیائن بھاشیہ میں نیائے کے معنی کئے ہیں (پرمانوں) ذرائع یقین سے قول کی تحقیق۔ جو بات مشاہدہ وغیرہ ذرائع یقین سے برحق ثابت ہو۔ وہ نیائے ہے یا طرفداری سے بالاتر ہو کر حق کی بات کو عمل میں لانا نیائے ہے۔ نیائے کرنا جس کی ذات کا خاصہ ہے۔ وہ پرمیشور "نیائے کاری" نام سے موسوم ہے۔

دیالو — دی بمعنی دینا۔ جاننا۔ حفاظت کرنا۔ ہلاک کرنا

جو خوف سے نجات دینے والا۔ حق دیا طل تمام امور اور علوم کا جاننے والا۔ تمام نیک اخلاق لوگوں کی حفاظت کرنے والا اور بد اخلاقوں کو سزا دینے والا ہے۔ وہ پرمیشور "دیالو" نام سے موسوم ہے۔

اَدویت۔ یعنی دوئی سے آزاد۔ لاشریک دُوئی کے معنے ہیں دو ہونا یا دوسے مل کر بننا۔ دوئی یعنی شرک تین طرح کا ہوتا ہے۔ ہم جنس کا۔ غیر جنس کا اور فے النفس یعنی اپنے اندر کا۔ مثلاً انسان کا ہم جنس دوسرا انسان ہوتا ہے۔ اور غیر جنس درخت پتھر وغیرہ۔ شرک فی النفس جیسے جسم میں آنکھ۔ ناک۔ کان وغیرہ اعضاء کی تفریق ہے۔ پرمیشور کا اس قسم کا شریک ہم جنس الشعور یا غیر جنس الشعور یا اپنی ذات میں مختلف اشیاء کا تفرقہ نہیں پایا جاتا۔ اس لیے پرمیشور کا نام "ادویت" ہے۔

نرگن۔ جن کا شمار یعنی تخصیص ہوتی ہے یا جن کے ذریعے اشیاء کا شمار یعنی تخصیص ہوتی ہے۔ وہ "گن" یعنی خواص ہیں۔ اور جو جن خواص سے آزاد ہے۔ وہ ان خواص کے لحاظ سے "نرگن" یعنی غیر متصف ہے جیسے

سُتو (لطافت) رَجس (حرکت) تمس (کثافت) شکل - ذائقہ - لمس اور بُو وغیرہ غیر مدرک اشیاء کے خواص ہیں - اور جہالت قلّتِ علم - زحمت - نفرت اور علم معکوس وغیرہ ارواح کی صفات اور عوارض ہیں - اُن سے آزاد ہونے کی وجہ سے پرمیشور "نِرگُن" (غیر متصف) کہلاتا ہے - اِس بارے میں اُپنشد کا مندرجہ ذیل قول سند ہے -

'अशब्दमस्पर्शमरूपमव्ययम्'

وہ آواز - لمس - شکل وغیرہ صفات سے بالاتر غیر متغیر فات ہے -

سگُن[٨٨] - جو (اپنے) گنوں یعنی خواص کے ساتھ موجود ہے - یعنی جس میں علم کُل - سرورِ کُل - پاکیزگی - لاانتہا قدرت وغیرہ خواص پائے جاتے ہیں - وہ پرمیشور "سگُن" (متصف) نام سے موسوم ہے - جیسے خاک، بُو وغیرہ گنوں (صفات) سے سگن یعنی متصف اور بارادہ وغیرہ صفات سے نرگن یعنی غیر متصف ہے - اسی طرح عالم اور ارواح کی صفات سے پرمیشور غیر متصف یعنی "نرگن" ہے - اور علم کُل وغیرہ صفات سے متصف یعنی "سگن" ہے - ایسا کوئی بھی موجود نہیں - جو ایک ساتھ "سگن" اور "نرگن" یعنی متصف اور غیر متصف نہ ہو - مثلاً مدرک زرح کی صفات سے غیر مدرک مادہ غیر متصف مگر اپنی صفات سے متصف ہے - اسی طرح غیر مدرک مادے کی صفات سے روح غیر متصف اور ارادہ وغیرہ اپنی صفات سے متصف ہے - یہی کیفیت پرمیشور کی سمجھنی چاہیئے -

انتریامی[٨٩] - جو متنفس اور غیر متنفس تمام موجودات کے اندر موجود ہو کر انہیں ضبط میں رکھتا ہے - وہ انتریامی (منضبط باطنی) نام سے موسوم پرمیشور ہے -

دھرم راج[٩٠] - جو (دھرم) احکام حقہ سے روشن ہوتا ہے - اور (ادھرم) امور باطلہ سے بالاتر رہ کر دھرم حق ہی کو ظاہر کرتا ہے - وہ "دھرم راج" نام سے موسوم پرمیشور ہے -

یم[٩١] — یم بمعنی باز رہنا اور رکھنا

جو تمام جانداروں کو ضبط میں رکھتا - سب کو اُن کے اعمال کا ثمرہ دینے کا اہتمام کرتا ہے - از بس قسم کی بے انصافی سے بالاتر ہے - وہ پرمیشور "یم" نام سے موسوم ہوتا ہے -

بھگوان[٩٢] — بھج بمعنی خدمت و پرستش متپ

جس کے اختیار میں تمام دولت و قدرت ہے - اور جو پرستش کے قابل ہے - وہ ایشور "بھگوان" نام سے موسوم ہے -

منو[٩٣] — من بمعنی علم

جو علیم بالذات اور تسلیم کرنے کے قابل ہے - وہ پرمیشور "منو" نام سے موسوم ہے

پُرش[٩٤] — پری بمعنی ربوبیت و تکمیل

جو محیطِ کُل ہونے کی وجہ سے تمام متحرک و غیر متحرک کائنات کا پروردگار ہے - اور تمام عالم میں مکمل طور پر سما رہا ہے - وہ پرمیشور "پُرش" نام سے موسوم ہوتا ہے -

وشومبھر[٩٥] — وشو بمعنی عالم + ڈو بھر بھ بمعنی پالنا پوسنا -

جو تمام عالم کو قائم رکھتا اور پالتا پوستا ہے - وہ پرمیشور "وشومبھر" نام سے موسوم ہے -

کال ۸۵ - کل بمعنی شمار - حساب

جو تمام عالم کے موجودات اور ارواح کا حساب رکھتا ہے۔ وہ پرمیشور "کال" نام سے موسوم ہے۔

شیش ۸۶ شش لِر بمعنی باقی رہنا

جو پیدائش اور فنا سے آزاد ہے۔ وہ باقی یعنی ہمیشہ رہنے والا پرمیشور "شیش" نام سے موسوم ہوتا ہے۔

آپت ۸۷ - آپ لِری بمعنی واصل ہونا

جو تمام ہادیانِ حق۔ عالم اور نیک اشخاص سے واصل ہوتا ہے۔ اور جس سے تمام نیک اشخاص واصل ہوتے ہیں اور جو مکر و فریب سے پاک ہے۔ وہ پرمیشور "آپت" نام سے موسوم ہے۔

شنکر ۸۸ - (شم بمعنی فلاح) + ڈوکرہ بمعنی کرنا

جو فلاح یعنی بہبودی کا باعث ہے۔ وہ پرمیشور "شنکر" نام سے موسوم ہے۔

مہادیو ۸۹ - مہت + دیو

جو دیوتاؤں کا دیوتا یعنی عالموں کا عالم اور سورج وغیرہ منوّر اجرام کا منوّر کرنے والا ہے۔ وہ پرمیشور "مہادیو" نام سے موسوم ہے۔

پریہ ۹۰ - پریہ بمعنی سیری و اشتیاق

جو احکام الٰہی کے پابند نجات کے خواہشمند اشخاص کو سرور بخشتا ہے۔ اور سب کے اشتیاق کا محل ہے۔ وہ پرمیشور "پریہ" نام سے موسوم ہوتا ہے۔

سویم بھو - (سویم = اپنے آپ) + بھو بمعنی ہونا

جو ہست بالذات ہے۔ یعنی کسی علّت کا معلول نہیں۔ وہ پرمیشور "سویم بھو" نام سے موسوم ہوتا ہے۔

کوی - کو بمعنی آواز

جو علیم کل' وید کے ذریعے تمام علوم کی تلقین کرنے والا ہے۔ وہ پرمیشور "کوی" نام سے موسوم ہے۔

شِو - شِو بمعنی فلاح و عافیت

جس کی ذات سراسر فلاح ہے اور جو دوسروں کی فلاح یعنی بہبودی کا باعث ہے وہ پرمیشور "شو" نام سے موسوم ہے۔

پرمیشور کے ایک سو نام[1] اوپر درج کئے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ پرمیشور کے بے شمار نام ہیں جیسے اس کی صفات

---

[1] اوپر الشور کے ناموں پر اعداد لگا دیئے گئے ہیں۔ تاکہ شمار کرنے میں آسانی ہو۔ ایسے ناموں کو جن میں فقط تذکیر و تانیث کا یا اسی قسم کا کوئی اور بہت نام فرق تھا۔ ایک نام کے طور پر شمار کر لیا گیا ہے مثلاً برہما مذکر اور برہم نپنک یعنی غیر مذکر و مونث ہے۔ دیو مذکر اور دیوی مونث ہے معنی کے لحاظ سے برہم اور برہما میں فرق ہے نہ دیو اور دیوی میں۔ لفظ "دیوی" کے بارے میں جو دشی نے لکھا ہے "جو معنی لفظ دیو کے کئے گئے ہیں۔ وہی لفظ دیوی کے بھی ہیں۔ پرمیشور کے نام تینوں صیغوں (مذکر۔ مونث اور غیر مذکر و مونث) میں آتے ہیں۔ لغت میں برہم کے معنی "ایشور" اور "چتی" کئے گئے ہیں۔ جب ایشور کی صفت ہوگا۔ تو مذکر

یعنی "دیو" لکھا جائے گا۔ اور جب "چیتی" کی صفت ہوگا تو "دیوی" لکھا جائے گا۔" مہا دیو۔ بڑے دیوتا کو۔ پرماتما بڑے آتما کو اور پرمیشور بڑے ایشور کو کہتے ہیں۔ درحقیقت جب پرمیشور کو دیو یا آتما یا ایشور کہا جاتا ہے۔ تو اس کا مفہوم یہی یہ ہوتا ہے کہ وہ دیگر دیوتاؤں یعنی نورانی صفات والی اشیاء۔ اور آتماؤں یعنی ارواح اور ایشوروں یعنی مالکوں اور منعموں سے افضل ہے اس لئے دیو۔ اور مہا دیو۔ آتما اور پرماتما۔ اور ایشور اور پرمیشور کو الگ الگ نام نہ مانی کہ ایک ایک نام کے طور پر شمار کیا گیا ہے۔ اسی طرح پتا۔ پتامہ اور پرپتامہ کو بھی ایک ہی نام سمجھا گیا ہے۔ علےٰ ہذا القیاس۔ ننت اور اننت دونوں نہ معنیٰ میں فرق ہے اور نہ اشتقاق کا۔ پس یہ بھی ایک ہی نام کی دو مختلف صورتیں ہیں۔ بدھ اور بدّھ میں فقط پرتیے یعنی علامت کا فرق ہے۔ ان کے مفہوم میں اختلاف نہیں۔ مگر گیتی اور گنیش میں مفہوم کا فرق ہے گنیش جماعات کے مالک کو کہتے ہیں گیتی جماعات کے رب یعنی پروردگار کو۔ اس لئے ان کا شمار بطور مختلف ناموں کے کیا گیا ہے اسماء الہیٰ کے اذکار سے رشی دیانند کا مدعا پرمیشور کی صفات پر دھیان مرکوز کرنا ہے۔ رشی ذرا آگے چل کر فرماتے ہیں:۔

("پرمیشور کی ایک ایک صفت۔ ایک ایک فعل اور ایک ایک عادت کا جدا جدا نام ہے")۔

پس مختلف نام وہی سمجھے جانے چاہئیں جن کے اشتقاق اور مفہوم میں فرق ہو۔ یجروید ۱۲ — ۱۰ میں مذکورہ "بھومی" نام کے معنے تو رشی دیانند نے کر دیئے ہیں لیکن دیگر ناموں کے متعلق فرمایا ہے کہ ان کی توضیح آگے چل کر کی جائے گی۔ وہ نام تعداد میں تین ہیں۔ ان کا شمار بھی ان سو میں کرنا واجب تھا سو کر لیا گیا ہے۔ اور ان کے معانی فٹ نوٹ میں درج کر دیئے گئے ہیں۔ بعض ودیا جملے ایسے ہیں جن میں کئی نام مجتمع ہیں مثلاً "سچدانند" یہ وجود ست۔ چت اور آنند پر جامع ہے۔ "نتیہ شدھ بدھ مکت سوبھاؤ" اس میں چار نام آ گئے ہیں رشی نے ہر ایک لفظ کی الگ توضیح کر کے اُسے پرمیشور کا الگ نام ظاہر کیا ہے۔ ہم نے بھی سو ناموں کے شمار میں ان سب کو الگ الگ نام قرار دیا ہے۔ مگر پھر مجموعہ کو الگ نام نہیں مانا۔ کیونکہ اس میں پھر انہی ناموں کا اعادہ ہے۔ ہمارے لئے فیصلہ کن رشی کا یہ مقولہ ہے۔ کہ:۔

("پرمیشور کی ایک ایک صفت۔ ایک ایک فعل اور ایک ایک عادت کا جدا جدا نام ہے۔") (مترجم)

وید میں مندرجہ ذیل الفاظ کا استعمال بطور اسماء الہیٰ کے ہوا ہے۔ اس میں چند ان منتروں میں سے بعض کا سلسلہ کلام ہے۔ جن میں یہ الفاظ آتے ہیں۔ ان منتروں کا موضوع صاف عبادت الہیٰ ہے۔

اوم[1] - کھم[2] - برہم[3] - یجروید ۴۰ — ۱۷

اگنی[4] - اندر - دویہ - سپرن - گرتمان - ماترشوا

رگوید ۱ — ۱۶۴ — ۴۶

منو[5] - رگوید ۴ — ۲۶ — ۱

پرجاپتی[6] - وایو[26] - آدتیہ[27] - چندر[28] (ماہ) شکر[15]

یجروید ۳۲ — ۱

اندر[7] - وشنو[?] - برتر[31] - ورن[22] - اریما[23] - برہسپتی[24] - اُرکرم[25]

رگوید ۱ — ۹۰ — ۹

پران[8] - اتھروید ۱۱ — ۴ — ۱

رُدر[10] - اتھروید ۱۰ — ۸ — ۱۳

شِو[9] - شنکر[96] - یجروید ۱۶ — ۴۱

سوریہ[39] - آتما[40] - یجروید ۱۳ — ۴۶

بھوتا[38] - دیو[39] - یجروید ۲۰ — ۲

اَتی[44] - سام وید پوروارچک ۶ — ۱ — ۹

اناد[45] - اتھروید ۱۳ — ۳ — ۷

وِشو[48] - رگوید ۸ — ۴۴ — ۲۴

کیتو[54] - اتھروید ۱۰ — ۸ — ۱۳

یگیہ[55] - رگوید ۱۰ — ۹۰ — ۹

ہوتا[56] - رگوید ۱ — ۱ — ۱

بندھو[57] - یجروید ۳۲ — ۱۰

پِتا[58] - ماتا[59] - رگوید ۸ — ۹۸ — ۱۱

اَج[62] - رگوید ۷ — ۳۵ — ۱۳

(بقیہ صفحہ ۲۷ کے نچلے حصہ میں)

افعال اور عادات لاانتہا ہیں۔ ایسے ہی اس کے ناموں کی بھی انتہا نہیں۔ ایک ایک صفت۔ ایک ایک فعل اور ایک ایک عادت کا جُدا جُدا نام ہے۔ جن اسماء کا اندراج فقرات بالا میں ہوا ہے۔ اُن کی حیثیت تو بلحاظہ ایسی ہے جیسے سمندر میں ایک قطرے کی۔ ان بیشمار اسماء الٰہی کی توضیح وید وغیرہ کتب حقہ میں کی گئی ہے۔ ان کتب کے مطالعہ سے اس موضوع کا بخوبی علم ہو سکتا ہے۔ دیگر امور و اشیا کا صحیح علم بھی انہی حضرات کو ہونا ممکن ہے جو وید وغیرہ ست شاستروں (کتب حقہ) کا مطالعہ کریں۔

منگلاچرن[۱] معترض۔ جیسے دیگر مصنف اپنی تصانیف کے آغاز۔ درمیان اور اختتام (ان تین مقامات) پر "منگلاچرن" (متبرک فعل) کرتے ہیں۔ ویسا آپ نے نہیں کیا؟

۱ے زمانہ وسطی میں کتابوں کے آغاز۔ وسط۔ اختتام ان تین مواقع پر اپنے اپنے فرقہ وارانہ اعتقاد کے مطابق پرارتھنا یا (مسلمان) سلام وغیرہ لکھنے کا رواج چل پڑا تھا۔ ان کلمات کو "منگلاچرن" یعنی متبرک فعل کہتے تھے۔ اس فعل کی بنیاد میں یہ اعتقاد کام کرتا تھا۔ کہ یہ کلمات کتاب کی تکمیل میں سحر یعنی جادو کا کام کرتے ہیں۔ رشی دیانند اس اعتقاد اور اس کی بنا پر کئے جانے والے اندراجات کے مخالف ہیں۔ عام پرارتھنا یا نمسکار کے مخالف نہیں۔ رشی کو فرقہ وارانہ دعائیں بھی پسند نہیں۔ منگلاچرن کے معنے ہیں مبارک فعل۔ لہذا رشی فرماتے ہیں۔ کہ کسی کتاب کی تصنیف میں مبارک فعل حق کا اظہار ہے۔ جو آغاز سے انجام تک برابر رہنا (باقی حاشیہ پر دیکھے)

اکشر[۶۲] - اتھروید ۹ — ۱۰ — ۱۸

سوراٹ[۶۳] - اتھروید ۲۰ — ۲۵ — ۹

کال[۶۴] - اتھروید ۱۹ — ۵۳ — ۵۴ سوکت

بھومی[۶۹] - بھُوہ[۷۰] - ادتی[۷۱] - وشودھیا[۷۲] - یجروید ۱۳ — ۱۸

وراٹ[۷۳] - یجروید ۱۳ — ۲۴

وشنو[۷۴] - یجروید ۲۸ — ۲۹

ہرنیہ گربھ[۷۵] - یجروید ۱۳ — ۴

تیجس[۷۶] (تیج) یجروید ۱۹ — ۹

الیشور[۸۰] - اتھروید ۱۱ — ۴ — ۱

بھگوان[۹۲] - رگوید ۷ — ۴۱ — ۵

پُرش[۹۳] - یجروید ۳۱ — ۱۸

انت[۸۵] - اتھروید ۱۰ — ۸ — ۳

ست[۸۶] رگوید ۱ — ۱۶۴ — ۴۶

چت[۸۹] - یجروید ۲۷ — ۲۹

آنند[۸۷] - اتھروید ۱۸ — ۱ — ۳۰

شدھ[۸۸] - سوبھاؤ[۹۹] - کوی[۱۰۰] - یجروید ۴۰ — ۸

گنپتی[۸۱] - رگوید ۲ — ۲۳ — ۱

شری[۸۳] رگوید ۱ — ۹۸ — ۱

سرسوتی[۸۴] رگوید ۱۰ — ۱۷ — ۷

یم[۹۱] - اتھروید ۱۳ — ۴ — ۵

وشومبھر[۹۷] - اتھروید ۲ — ۱۶ — ۵

شیش[۹۵] رگوید ۲ — ۲۷ — ۴

رشی دیانند رگوید آدی بھاشیہ بھومکا" میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ہر ایک منتر کا موضوع اعلیٰ پرمیشور ہے۔ اس معنی کے اعتبار سے الفاظ "برہسپتی"[۴۱] (یجروید ۱ — ۲) "راہو"[۵۳] (رگوید ۱۹ — ۹ — ۱۰) "اچاریہ"[۹۰] (اتھروید ۱۱ — ۵ — ۳) اور "آپت"[۹۹] (رگوید ۱ — ۳۲ — ۱) وغیرہ کے معنے بھی پرمیشور ہیں۔

باقی الفاظ جن کا استعمال وید میں نہیں ہوا۔ دیگر شاستروں (کتب حقہ) سے لئے گئے معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً "آپت"[۹۵] کے معنے ویدانت درشن ۱ — ۲ — ۹ میں اور "پرکاش"[۴۳] (چھاندوگیہ اپنشد ۱ — ۹ — ۱) کے معنے ویدانت درشن ۱ — ۱ — ۲۲ میں "برہم" کئے گئے ہیں۔ رشی دیانند کا مدعا یہ ہے۔ کہ جن ناموں سے جہلا دیوی دیوتاؤں کی پرستش کرتے ہیں شاستروں میں ان اسماء کا معنے ایشور پایا جاتا ہے۔ پس عبادت پرمیشور ہی کی کرنی چاہیئے۔

رہنے چاہیئے۔ ابھی کتاب کی تکمیل یا عدم تکمیل۔ اس کے اسباب کچھ اور ہیں۔ منگلاچرن منکر یا ہادو نہیں۔ (مترجم)

مجیب ۔ ایسا کرنا ہمیں ؛ اجب نہیں ۔ کیونکہ جو آغاز ، درمیان اور اختتام کے موقع پر ہی منگلاچرن یعنی احسن عمل کرے گا ۔ اس کی تصانیف میں دیگر مقامات پر امنگل یعنی غیر احسن عمل کی صورت رہے گی یا نکھیہ درشن ادھیائے ۵ سوترا میں منگلاچرن کا مطلب تعصب و طرفداری سے بالاتر ہو کر امور انصاف و حق کی جیسا کہ احکام الٰہی منبع وید کا منشا ہے ۔ ہر جگہ اور ہر وقت کماحقہ تکمیل کرنا ہے ۔ کتاب کے آغاز سے لے کر اختتام تک حق کا اقرار کرتے جانا ہی منگلاچرن یعنی احسن عمل ہے ۔ یہ نہیں کہ کہیں احسن اور کہیں غیر احسن عمل کرنا ۔ اس بارے میں اولالعزم مہرشیوں کے اقوال ملاحظہ کیجئے ۔ تیتریہ اپنشد ۷ ۔ ۱۱ میں لکھا ہے :۔

यान्यनवद्यानि कर्माणि तानि सेवितव्यानि नो इतराणि ॥

اے بچے ! جو غیر مذموم (دھرم اور دین کے کام ہیں ۔ وہی تمہیں کرنے چاہئیں اس کے برخلاف (ادھرم اور بے دینی کے کام نہیں ۔ اس لئے جو آج کل کی کتب میں

'श्रीगणेशाय नमः' 'सीतारामाभ्यां नमः' 'राधा- कृष्णाभ्यां नमः'

'श्रीगुरुचरणारविन्दाभ्यां नमः' 'हनुमते नमः' 'दुर्गायै नमः' 'बटुकाय नमः'

नमः' 'भैरवाय नमः' 'शिवाय नमः' 'सरस्वत्यै नमः' 'नारायणाय नमः'

وغیرہ تحاریر دیکھنے میں آتی ہیں ۔ انہیں دانشمند حضرات وید اور شاستر کے برخلاف ہونے کی وجہ سے باطل سمجھتے ہیں ۔ ویدوں اور رشیوں کی تصانیف میں ایسا " منگلاچرن یعنی معتبر کلمہ " کہیں نہیں پایا جاتا ۔ رشیوں کی تصانیف کا آغاز ہمیشہ " اوم " اور " اتھ " سے ہوتا ہے ۔ مثلاً :۔

'अथ शब्दानुशासनम्' अथेत्ययं शब्दोऽधिकारार्थः प्रयुज्यते ।

'अथातो धर्मजिज्ञासा' अथेत्यानन्तर्ये वेदाध्ययनानन्तरम् ।

'अथातो धर्मं व्याख्यास्यामः' अथेति धर्मकथनानन्तरं धर्मलक्षणं विशेषेण व्याख्यास्यामः । (ویشیشک درشن)

'अथ योगानुशासनम्' अथेत्ययमधिकारार्थः ॥ (یوگ درشن)

'अथ त्रिविधदुःखात्यन्तनिवृत्तिरत्यन्तपुरुषार्थः' सांसारिकविषयभोगानन्तरं त्रिविधदुःखात्यन्तनिवृत्यर्थः प्रयत्नः कर्त्तव्यः । (سانکھیہ درشن)

'अथातो ब्रह्मजिज्ञासा' चतुष्टयसाधनसंपत्त्यनन्तरं ब्रह्म जिज्ञास्यम् । (ویدانت)

'ओमित्येतदक्षरमुद्गीथमुपासीत' । (چھاندوگیہ)

'ओमित्येतदक्षरमिदꣳ सर्वं तस्योपव्याख्यानम्' । (مانڈوکیہ)

اسی طرح دیگر رشیوں کی تصانیف کا آغاز بھی " اوم " اور " اتھ " سے ہوا ہے ۔ ان تصانیف اور چاروں ویدوں کا آغاز انہی الفاظ سے ہوا ہے " شری گنیش آیہ نمہ " وغیرہ فقرات سے نہیں ۔ اس کے علاوہ جو بعض پیروان وید وید کی قرأت اور تحریر کا آغاز " ہری اوم " سے کرتے ہیں ۔ وہ پورانک اور تانترک لوگوں

کی بدعات باطلہ کی تقلید ہے۔ وید وغیرہ دھرم گرنتھوں (کتب دینی) کے آغاز میں لفظ "ہری" کا اندراج کہیں نہیں پایا جاتا۔ اس لئے "اوم" یا "اتھ" ہی کتاب کے شروع میں لکھنا چاہیئے۔

یہ مختصر تحریر ایشور کے موضوع پر لکھی گئی ہے۔ آئندہ باب کا مضمون "تربیت اولاد" ہوگا۔

ختم شد باب اوّل در بیان اسمائے الٰہی کتاب فصاحت انتساب موسومہ "ستیارتھ پرکاش"

مصنفہ شری سوامی دیانند سرسوتی

باب دوم

تربیتِ اولاد

मातृमान् पितृमानाचार्यवान् पुरुषो वेद ।

تین ادیب شت پتھ براہمن کا یہ قول برحق ہے۔ کہ جس شخص کو تین ادیبانِ کامل یعنی ایک ماں۔ دوسرا باپ اور تیسرا استاد میسر ہوں۔ وہی علم سے (کماحقہٗ) بہرہ ور ہو سکتا ہے۔ مبارک ہے وہ خاندان اور خوش نصیب ہے وہ اولاد جس کے ماں باپ ذی علم اور احکام الٰہی کے پابند ہوں۔ اولاد کو جس قدر تلقین حق اور دیگر فیض ماں سے حاصل ہوتے ہیں۔ اتنے کسی اور سے نہیں۔ درحقیقت ماں کے برابر اولاد کا کوئی اور خیر اندیش اور محبّ ہو ہی نہیں سکتا۔ "ماتر مان" یعنی والدہ کے وجود سے فیضیاب وہ شخص ہے جس کی ماں برگزیدہ اور احکام الٰہی کی دلدادہ ہو۔ مبارک ہے وہ ماں جو وقت حمل سے لے کر تعلیم کے ختم ہونے تک بچوں کو اخلاق حمیدہ کی تلقین کرتی رہتی ہے۔

استقرار حمل والدین کے لئے لازم ہے۔ کہ استقرار حمل سے پیشتر۔ دوران حمل میں اور اس کے بعد منشیات مثلاً شراب اور بدبودار بنگ اور مضر عقل اشیاء سے پرہیز کریں اور جن اشیاء خوردنی کے استعمال سے طمانیت قلب صحت۔ طاقت۔ ذہن ہمت نیک سیرتی اور شائستگی کی ترقی ہو

यथा मातृमान्पितृमानाचार्यवान्ब्रूयात्तथा.........ऽब्रवीत् ।

"جیسے ماں باپ اور استاد کے وجود سے فیض یاب شخص کہے۔ اسی طرح .... نے کہا" مطلب یہ کہ جس شخص کو ان تین بزرگوں کے وجود سے فیض یاب ہونے کا موقع ملا ہے۔ اس کا قول بالخصوص معتبر ہوتا ہے یہی مدعا مندرجہ بالا قول کا ہے۔ (شت پتھ ۱ - ۴ - ۶ - ۱۰ - ۲ - ۵ - ۹ - ۱۱ - ۱۲ - ۱۵)

مثلاً گھی۔ دودھ۔ میٹھی چیزیں وغیرہ۔ ان کا استعمال کریں۔ تاکہ رج اور ویریہ (دونوں کے مادۂ تولید) کے تمام نقائص دور ہو کر ان میں نہائیت عمدہ خواص پیدا ہوں۔ جیسے شاستروں میں (رتوگمن یعنی مناسب وقت پر مجامعت کی ہدایت کی گئی ہے۔ کہ حیض کے نمودار ہونے کے پانچویں دن سے لے کر سولہویں دن تک۔ ان ہا ۹ دنوں میں بھی گیارھویں اور تیرھویں رات کو چھوڑ کر باقی دس راتیں استقرارِ حمل کے لئے موزوں ہیں اسی طرح عمل کریں حیض کے نمودار ہونے سے سولہویں رات کے بعد جب تک دوبارہ استقرارِ حمل کا وقت جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے نہ آئے۔ تب تک اور حمل قائم ہو جانے کی صورت میں ایک برس تک صحبت نہ کریں[۱]۔ صحبت اسی وقت کریں جب زوجین تندرست ہوں۔ ایک دوسرے سے خوش و خرم ہوں۔ اور کسی قسم کا غم نہ ہو۔ لباس اور خوراک کے متعلق جو ہدایات چرک اور سشرت میں کی گئی ہیں۔ اور باہمی خوشی حاصل کرنے کا جو اسلوب منو سمرتی میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کے مطابق عمل کریں۔ استقرارِ حمل کے بعد عورت کو خوراک اور پوشاک کے بارے میں غایت درجہ احتیاط عمل میں لانی چاہیئے۔ عورت ایک برس تک مرد سے ہمبستر نہ ہو۔ اور جب تک بچہ پیدا نہ ہو۔ انہی اشیاء کا استعمال کرے جو عقل۔ طاقت۔ حسن صحت ہمت اور طمانیت وغیرہ اوصاف پیدا کرنے والی ہیں۔

ولادت اور اُس کے بعد

جب بچہ پیدا ہو۔ تب اُسے خوشبودار پانی سے نہلانا چاہیئے اور نال کاٹ کر اور خوشبودار گھی وغیرہ کا ہون کر کے زچہ کے غسل اور خوراک کا انتظام مناسب کرنا چاہیئے۔ تاکہ زچہ اور بچہ کا جسم بتدریج تندرست اور طاقتور ہوتا جائے بچہ کی ماں یا دایہ ایسی خوراک کا استعمال کرے جس سے دودھ میں عمدہ خواص پیدا ہوں۔ زچہ کا دودھ چھ دن تک بچے کو پلانا چاہیئے۔ بعد ازاں دائیہ[۲] پلایا کرے۔ دایہ کو بچے کے والدین کھانے پینے کو نہایت عمدہ اشیاء دیا کریں۔ اگر کوئی صاحب غریب ہوں اور دایہ نہ رکھ سکیں۔ تو ایسی ادویات جو ذہن۔ ہمت اور صحت کے بڑھانے والی ہوں اول صاف پانی میں بھگو رکھیں۔ پھر جوش دے کر چھان لیں۔ اور اس چھانے ہوئے پانی کو گائے یا بکری کے دودھ میں ہموزن ملا کر بچے کو پلائیں پیدائش کے بعد زچہ اور بچہ کو کبھی ایسی جگہ رکھیں۔ جہاں کی ہوا صاف ہو۔ وہاں خوشبودار اور خوشنما اشیاء مہیا کر دی جائیں۔ (نشکرمن سنسکار یعنی گھر سے باہر نکلنے کی رسم کے بعد) ایسے مقامات کی سیر کرانا مناسب ہے جہاں کی ہوا صاف ہو جہاں دایہ۔ گائے اور بکری وغیرہ کا دودھ میسر نہ ہو سکے۔ وہاں جیسا[۳] مناسب سمجھیں عمل کریں۔ چونکہ بچے کا جسم زچہ کے اجزا سے ترکیب پاتا ہے۔ اور بچہ جننے کے وقت عورت کمزور ہو جاتی ہے۔ اس لئے زچہ دودھ نہ پلائے۔ دودھ کی بندش کے لئے پستان کے منہ پر ایسی دوا لگائیں جس سے دودھ

---

[۱] اگر ماں خود دودھ پلائے۔ تو دودھ پلانے تک صحبت منع ہے۔ [۲] چرک شریر استھان ادھیائے ۸ اور سشرت شریر استھان ادھیائے ۱۰ میں دایہ کا امتحان کرنے اور اس کا دودھ بڑھانے اور صحت بخش بنانے کی تدابیر لکھی ہیں۔ وہاں دایہ رکھنے کی ہدایت کسی خاص حالت میں نہیں بلکہ عام طور پر چلتے چلتے کر دی گئی ہے۔ جن ادویات کی طرف یہاں اشارہ کیا گیا ہے۔ ان کا ذکر بھی ان کتابوں کے انہی مقامات پر ملتا ہے۔ یہاں طوالت کے خوف سے نقل نہیں کیا گیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس زمانے میں چرک اور سشرت تصنیف ہوئیں۔ بچوں کیلئے دایہ رکھنے اور اس کا دودھ پلانے کا عام دستور تھا۔ اوپر صفحہ ۲۰ پر کہا گیا ہے:۔ "بچے کی ماں یا دایہ ایسی خوراک کا استعمال کرے جس سے دودھ میں عمدہ خواص پیدا ہوں" [۳] مجبوری کی حالت میں مصنوعی دودھ بھی پلایا جا سکتا ہے۔

نکلنا بند ہو جاتا ہے۔ ایسا عمل کرنے سے عورت دوسرے مہینے پھر طاقت شباب حاصل کر لیتی ہے۔ اس اثنا میں مرد مجرد رہ کر ضبط نفس سے کام لے۔ جو عورت مرد ان ہدایات پر عمل کریں گے۔ ان کی تمام اولاد اعلیٰ۔ طاقتور۔ ذی ہمت طویل الحیات اور احکام دینی کی پابند ہو گی۔ عورت رحم کا انقباض اور تمزکیہ کرے۔ اور مرد ضبط نفس کا پابند رہے۔ اس حالت میں آئندہ جس قدر اولاد ہو گی۔ افضل ہو گی۔ بچوں کو ماں ہمیشہ ایسی ہدایت کرے کہ وہ مہذب ہوں۔ اور کسی عضو سے مذموم حرکت نہ کرنے پائیں۔

تلفظ کی تعلیم

جب بچہ بولنے لگے۔ تو اس کی ماں ایسی تدابیر اختیار کرے جن سے بچے کی زبان ملائم اور تلفظ صاف ہو۔ ہر ایک حرف کے مخرج کا اور زبان۔ ہونٹ وغیرہ اعضاء کی موزوں حرکت کا پورا خیال رکھیں۔ مثلاً پ کا مخرج ہونٹ اور موزوں حرکت ہونٹوں کا ملنا ہے۔ ہرسو۔ دیرگھ اور پلت[1] کے تلفظ کا صحیح انداز سکھا دیں۔ لہجہ شیریں سنجیدہ اور دلفریب ہو حروف۔ اعراب۔ الفاظ فقرات ترکیب وقفہ جات سب الگ الگ سنائی دیں۔

آداب اور اخلاق کی تعلیم

جب بچہ کچھ کچھ بولنے اور کہی ہوئی بات سمجھنے لگے۔ تو ماں شیریں کلامی اور آداب محفل کی تعلیم دے۔ مثلاً بڑے چھوٹے۔ قابل تعظیم بزرگ۔ ماں۔ باپ۔ راجہ اور عالم وغیرہ سے بات چیت اور برتاؤ کے آداب اور ان کی صحبت میں نشست و برخاست کے قواعد سکھائے۔ تاکہ بچے کی کوئی حرکت ناشائستہ نہ ہو۔ اور اس کی ہر جگہ عزت ہو۔ ایسی کوشش کرتے رہنا چاہیئے۔ کہ اولاد ضبطِ نفس حصولِ علم اور نیک لوگوں کی صحبت کی شائق ہو۔ اور بیہودہ کھیلنے۔ رونے۔ ہنسنے۔ لڑنے اور اعتدال سے زائد خوشی اور غم۔ طمع حسد اور عداوت وغیرہ سے باز رہے۔ چونکہ عضوِ تناسل کے چھونے اور ملنے سے طاقت مردمی[2] کی کمی۔ نامردی اور ہاتھ میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے اس لئے اسے نہ چھوئے۔ ہمیشہ طرز عمل ایسا رکھے جس سے راست گوئی شجاعت۔ استقلال اور خندہ پیشانی سے رہنے کی عادت ہو۔

حروف سکھانا اور منتر وغیرہ یاد کرانا

جب لڑکا یا لڑکی پانچ برس کی ہو۔ اسے دیوناگری حروف کی مشق کرائیں۔ دیگر ممالک کی زبانوں کے حروف کی بھی (حسب موقعہ) تعلیم دیں بعد ازاں ایسے منتر۔ شلوک۔ سوتر اور عبارات۔ نظم و نثر مع معانی یاد کرائیں جن میں اخلاق حسنہ علوم دینی و دنیوی اور ذات الٰہی کے متعلق ہدایات دی گئی ہیں اور جن سے ماں۔ باپ۔ استاد۔

---

[1] سُر (اسکرت) اور صفائی۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد ڈاکٹر یا دایہ اس مطلب کیلئے ادویات استعمال کراتی ہے۔ جب کسی حرف کا تلفظ ایک لمحہ میں ہو جائے تو وہ "ہرسو" جب دو لمحہ میں پورا ہو۔ تو "دیرگھ" اور تین یا اس سے زیادہ لمحوں میں مکمل ہو۔ تو "پلت" کہلاتا ہے۔ مثلاً حرف اُ "ہرسو" ۔ آ "دیرگھ" ۔ اِ ہرسو" اور ای "دیرگھ" ۔ اُ "ہرسو" اور او "دیرگھ" کا تلفظ اور لمبا کر کے کیا جائے جیسے کسی کے بلانے وغیرہ کے موقع پر ہوتا ہے۔ تو وہ "پلت" ہو گا۔

[2] متن میں لفظ "ویریہ" (بیرج) ہے۔ جس کے معنے منی جوہر مردمی۔ ہم اختصار اور محاورۂ اردو کو ملحوظ رکھ کر اس کا ترجمہ طاقت مردمی کریں گے۔ (مترجم)

علماء۔ مہمان۔ بادشاہ۔ رعایا۔ اہلِ خاندان۔ بھائی بہن اور خدمتگار وغیرہ سے سلوک کرنے کی تعلیم دے۔ تاکہ ان کا بالڑکی کسی بدمعاش کے بہکانے میں نہ آئے۔ اور جو جو باتیں علوم دینی و دنیوی کے برخلاف ہوں۔ اور جن سے اوہام میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو۔ ان کے متعلق بھی مناسب تلقین کریں۔ تاکہ بھوت پریت وغیرہ اوہام باطلہ کا معتقد نہ ہو سکے۔

بھوت پریت وغیرہ

गुरोः प्रेतस्य शिष्यस्तु पितृमेधं समाचरन् ।
प्रेतहारैः समं तत्र दशरात्रेण शुद्ध्यति ॥

منوسمرتی ۔۵۔ ۶۵ میں لکھا ہے۔ استاد کا انتقال ہو جانے پر جو شاگرد لاش کا (جسے اصطلاح میں پریت کہتے ہیں) سنسکار کرتا ہے۔ وہ اور لاش اٹھانے والے دسویں دن پاک ہو جاتے ہیں۔[1] (اس شلوک میں لفظ "پریت" لاش کے لئے استعمال ہوا ہے۔) جب وہ لاش جلائی جا چکتی ہے۔ تب اسے "بھوت" کہتے ہیں۔ "بھوت" کے معنی ہیں "ماضی" یعنی ہو چکا جو اشخاص پیدا ہو کر زمانہ حال میں موجود نہیں رہے۔ وہ اب زمانہ ماضی کے ہو چکے۔ اصطلاح میں انہیں بھوت کہا جائے گا۔ برہما سے لے کر آج تک کے علماء کا یہ مسلمہ چلا آیا ہے۔ برخلاف اس کے جو شخص صحبت بد اور شبہات ضعیف اور اثرات ذمیمہ کا شکار ہوتا ہے۔ اسے اپنے دل کے شکوک اور خوف و خطر بھوت پریت۔ ڈاکنی۔ شاکنی وغیرہ اوہام کی صورت میں سوجھتے ہیں۔ دیکھو جب کوئی جاندار مرتا ہے۔ تب اس کی روح پرمیشور کے حکم سے اپنے اچھے برے اعمال کا ثمرہ رنج و راحت کی شکل میں حاصل کرنے کے لئے دوسرا قالب اختیار کرتی ہے۔ کیا کوئی شخص پرمیشور کے اس ازلی و ابدی قانون کو توڑ سکتا ہے؟ جاہل لوگ علم طب اور علم طبعیات سے بے بہرہ ہونے کی وجہ سے سرسام وغیرہ عوارض جسمانی اور خفقان وغیرہ امراض قلبی کا نام بھوت پریت وغیرہ رکھ لیتے ہیں۔ ان امراض کا علاج پرہیز اور استعمال ادویہ کے ذریعے کرنے کی بجائے بدمعاش۔ مکار۔ جاہل مطلق۔ بد اخلاق۔ خودغرض۔ بھنگی۔ چمار۔ شودر۔ ملیچھ وغیرہ تک کے معتقد ہو کر انواع و اقسام کے مکر و فریب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور جھوٹھا کھاتے اور ڈورا دھاگہ وغیرہ جھوٹے منتر جنتر باندھتے اور بندھواتے پھرتے ہیں۔ جہاں اپنی دولت برباد اور اولاد کو تباہ کرتے ہیں۔ وہاں امراض وغیرہ تکالیف کی ایزادی کا موجب بنتے ہیں۔ جب یہ آنکھ کے اندھے اور گانٹھ کے پورے ان بد اندیش۔ بدکردار اور خودغرض اشخاص کے پاس جا کر پوچھتے ہیں۔ "مہاراج! اس لڑکے۔ لڑکی۔ مرد یا عورت کو کیا ہو گیا ہے؟" تب وہ کہتے ہیں۔ اس کے جسم میں ایک بڑا بھوت۔ پریت۔ بھیرو۔ شیتلا وغیرہ دیوی داخل ہو گئی ہے۔ جب تک تم اس کے دفعیہ کی تدبیر نہیں کرو گے یہ دور نہیں ہوں گے۔ ممکن ہے یہ جان تک لے لیں۔ اگر تم اس قدر طعیدہ یا اس قدر بھینٹ دے دو۔ تو ہم منتر (جپ)۔ پرشچرن (ورد) وغیرہ سے جھاڑ کر انہیں نکال دیں۔ اس پر وہ کور چشم اور ان کے رشتہ دار کہتے ہیں۔ مہاراج! خواہ ہمارا سب کچھ چلا جائے۔ اس کو تندرست کر دیجئے۔ اس سے ان بدمعاشوں کی بن

---

[1] اس شلوک کا اقتباس یہاں لفظ "پریت" کے استعمال کی سند کے طور پر کیا گیا ہے۔ سنسکار ودھی میں (جہاں اس سنسکار کا مفصل بیان ہے) تیسرے دن ہڈیاں دفنا یا زمین میں ڈال دینے کے بعد کسی اور کار روائی کا ذکر نہیں کیا گیا صفائی کے لئے سنسکار کے بعد نہانے اور کپڑے دھونے اور جس گھر میں انتقال ہوا ہو۔ وہاں ہون کرنے کا حکم دیا گیا ہو۔ مگر یہ سب کار روائی تیسرے دن سے پہلے کی ہے (مترجم)

آتی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ اچھا لاؤ اتنا سامان۔ اتنی نذر۔ دیوتا کا نذرانہ اور گرہ دان استادوں کی بھینٹ، یہ کہہ کر جھانجھ مردنگ۔ ڈھول اور تھال لے لیتے ہیں۔ اور اس کے سامنے گاتے بجاتے ہیں۔ ان میں سے ایک مکار پاگل کی شکل اختیار کر کے ناچتا۔ کودتا اور کہتا ہے۔ میں اس کی جان ہی لے لوں گا۔ یہ سنتے ہی وہ کوریا طن اس بھنگی چمار وغیرہ خسیس شخص کے پاؤں پڑ کر کہتے ہیں۔ آپ جو چاہیں لے لیں۔ مگر اس کو بچا دیں۔ تب وہ بدباطن کہتا ہے۔ میں ہنومان ہوں لاؤ پکی مٹھائی تیل سیندور سوا من کا روٹ اور لال لنگوٹ میں دیوی یا بھیرو ہوں۔ لاؤ پانچ بوتل شراب بیس مرغی پانچ بکرے مٹھائی اور کپڑے جب وہ کہتے ہیں۔ جو چاہو سو لو۔ تب تو وہ پاگل خوب ناچنے کودنے لگتا ہے۔ لیکن اگر کوئی دانشمند اس کی نذر پانچ جوتے۔ ڈنڈے یا طمانچے اور لاتیں کرے۔ تو اس کے ہنومان۔ دیوی اور بھیرو جھٹ خوش ہو کر بھاگ جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ سب ان کا فقط دولت وغیرہ لوٹنے کا بہانہ ہے۔

پھلت جوتش (نجوم)

اور جب کسی گرہوں (نحس وغیر نحس تاروں) کے شکار۔ گرہ (نحوست) مجسم منجم نما شخص کے پاس جا کر کوئی کہتا ہے۔ مہاراج! اس کو کیا ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے۔ اس پر سورج وغیرہ سخت گرہ (نحس تارے) چڑھے ہوئے ہیں۔ اگر تم ان کو ہٹانے کے لئے شانتی پاٹھ پوجا دان وغیرہ کراؤ۔ تو اس کو آرام ہو جائے گا۔ ورنہ بہت تکلیف اٹھائے گا۔ اور عجب نہیں کہ مر جائے۔

محقق۔ کہئے جوتشی جی! جیسے یہ زمین غیر مدرک ہے ایسے ہی آفتاب وغیرہ اجرام بھی غیر مدرک ہیں۔ حرارت اور روشنی کے علاوہ یہ کچھ نہیں دے سکتے۔ بھلا آپ ہی بتائیے۔ کیا یہ مدرک ہیں؟ کہ ناراض ہو کر تکلیف دیں اور خوش ہو کر راحت؟ جوتشی۔ دنیا میں جو یہ راجا پرجا دکھی سکھی ہو رہے ہیں کیا یہ گرہوں (تاروں) کا اثر نہیں ہے؟ محقق۔ نہیں۔ یہ نیک و بد اعمال کا ثمرہ ہے۔

جوتش گنت اور پھلت

جوتشی۔ تو کیا علم نجوم باطل ہے؟ محقق۔ نہیں۔ اس میں جو علم ہندسہ۔ علم جبر و مقابلہ اور علم مساحت ہے وہ سب صحیح اور برحق ہے۔ لیکن جو یہ "پھل" یعنی "اثر" کا شعبہ ہے وہ باطل ہے۔ جوتشی۔ جو یہ جنم پتر (زائچہ) بنایا جاتا ہے۔ کیا وہ فضول ہے؟ محقق۔ اس کا نام جنم پتر نہیں شوک پتر یعنی ماتم نامہ رکھنا چاہیئے کیونکہ اولاد کی پیدائش کی تو سب کو خوشی ہوتی ہے۔ لیکن وہ خوشی تبھی تک رہتی ہے۔ جب تک جنم پتر تیار ہو کر گرہوں کا اثر نہ سن لیا جائے جب پروہت (فلاں) نجومی جنم پتر بنانے کا ذکر کرتا ہے تو بچے کے ماں باپ اس سے کہتے ہیں۔ مہاراج! بہت اچھا جنم پتر تیار کیجئے اگر ماں باپ دولتمند ہو۔ تو پروہت لال پیلی لکیروں سے رنگا ہوا اور غریب ہو تو سادہ جنم پتر سنانے کو آتا ہے۔ ماں باپ جوتشی جی سے کہتے ہیں۔ اس کا جنم پتر اچھا تو ہے؟ جوتشی کہتا ہے جو ہے وہ سنا دیتا ہوں۔ اس کے جنم گرہ یعنی پیدائش کے تارے اور رفیق تارے بھی بہت اچھے ہیں۔ اس کا پھل یعنی اثر یہ ہوگا۔ کہ "یہ دولتمند اور معزز ہوگا جس مجلس میں جا کر بیٹھے گا سب پر اس کا رعب طاری ہو جائے گا۔ یہ تندرست رہے گا۔ اور راج دربار میں عزت پائے گا۔" اس قسم کی باتیں سن کر بچے کے باپ اور اس کے ساتھی کہتے ہیں" واہ واہ! جوتشی جی! آپ بہت اچھے ہیں۔" جوتشی جی سمجھتے ہیں کہ ان باتوں سے کام نہیں چلے گا۔ تب وہ کہہ اٹھتے ہیں۔" یہ تارے تو موافق ہیں۔ مگر فلاں تارے ناموافق ہیں۔ فلاں فلاں تاروں کے اکٹھے ہو جانے کی وجہ سے آٹھویں سال اس کا انتقال ہو جائے گا۔" یہ بات سن کر ماں باپ بیٹے کی پیدائش کی خوشی تو

ل نحس تاروں کا اثر زائل کرنے کیلئے ورد ~~ تاروں کو خوش کرنے کیلئے گرہوں یعنی تاروں کی پوجا و پرستش، اور اس کیلئے دان یعنی نذر۔

بھول جاتے ہیں۔ اور یکایک بحرِ غم میں غرق ہو کر جوتشی جی سے کہتے ہیں۔ مہاراج! اب ہم کیا کریں؟ جوتشی جی کہتے ہیں۔ اُپاؤ (تدبیر) کرو۔ خانہ دار کہتا ہے۔ کیا اُپاؤ (تدبیر) کریں۔ جوتشی جی تجویز کرنے لگتے ہیں۔ "ایسا ایسا دان (نذر پیش) کرو۔ گرہ (تاروں) کے منتر جپ (وِرد) کراؤ اور ہمیشہ براہمنوں کو بھوجن (ضیافت) کراؤ۔ تب ممکن ہے۔ کہ نو گرہ (نو منو تارا وں) کی زحمت دور ہو جائے۔" ممکن اس لئے کہتے ہیں۔ کہ اگر مر جائے گا۔ تو کہہ دیں گے کہ پرمیشور پر کسی کا اختیار نہیں، تم نے بہتیری جد و جہد کرائی اور ہم نے بہتیری جد و جہد کی۔ مگر اُس کے اعمال ہی ایسے تھے۔ لیکن اگر بچ جائے۔ تو کہتے ہیں "دیکھو منتر دیوتا اور براہمنوں کی کرامات۔ تمہارے لڑکے کو بچا دیا۔" ایسے موقعوں پر مناسب تو یہ ہے۔ کہ اگر جپ پاٹھ (وِرد و قرأت) کا کچھ فایدہ نہ ہو۔ تو ان بدمعاشوں سے دُگنے تگنے روپے لے لئے جائیں۔ اور اگر بچ جائے۔ تو بھی لے لئے جائیں جیسے خود جوتشی جی نے کہا تھا۔ کہ اس کے اعمال اور پرمیشور کا قانون کوئی بدل نہیں سکتا۔ اسی طرح خانہ دار کو بھی کہنا چاہیئے۔ کہ "یہ اپنے اعمال اور پرمیشور کے قانون کی بدولت بچا ہے۔ تمہاری بدولت نہیں۔" ان دو جماعات (بھوت ناتھ اور جوتشی) کے علاوہ تیسری جماعت گرو (پیر) وغیرہ کی ہے جو دان پن (خیرات) کرا کر اپنے آپ لے لیتے ہیں اُن کو بھی وُہی جواب دینا چاہیئے۔ جو جوتشیوں کو۔

منتر جنتر وغیرہ

اب رہ گئے شیتلا اور منتر تنتر جنتر وغیرہ۔ یہ بھی اسی قسم کا دامِ فریب ہے۔ کوئی کہتا ہے۔ اگر ہم منتر پڑھ کر دور! یا جنتر بنا دیں۔ تو ہمارے دیوتا اور پیر اس منتر جنتر کی برکت سے تمہیں تمام آفات سے بچا دیں گے ان کو بھی یہی جواب دینا چاہیئے۔ کہ کیا تم موت۔ پرمیشور کے قانون اور اعمال کے نتایج کو بھی ٹال سکتے ہو؟ تمہارے اس منتر جنتر کے باوجود بھی تو بیشمار لڑکوں کی موت ہو جاتی ہے۔ اور تو اور۔ تمہارے اپنے گھروں میں بھی بچّوں کی اموات ہوتی رہتی ہیں۔ یہی نہیں۔ ایک قدم اور آگے۔ کیا تم خود موت سے بچ سکو گے؟ اس بحث کے مقابلے میں وہ بد باطن کچھ نہیں کر سکتے۔ وُہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہاں ہماری دال نہیں گلے گی۔ ان سب اوہامِ باطلہ کو ترک کر کے احکامِ الٰہی کے پابند۔ مُلک اور قوم کے محسن۔ بے مکر و ریا سب کو علوم حقّہ کی تلقین کرنے والے علماء کامل کا دل سے شکر گزار ہو کر ان کے احسانات سے سُبکدوش ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس سُبکدوشی کا بہترین اسلوب یہ ہے۔ کہ جس رفاہِ عام کے کام میں وُہ مصروف رہتے ہیں اس کا سلسلہ منقطع نہ ہونے دیا جائے۔ جو لوگ (رسائن) کیمیا گری (مارن) قتل (موہن) تالیفِ قلب۔ (اچاٹن) تحویلِ قلب اور (وشی کرن) تسخیر وغیرہ ساحرانہ شعبدوں کے کرنے والے ہیں۔ انہیں بھی غایت درجہ کا خسیس سمجھنا چاہیئے۔ ان اوہامِ باطلہ کے متعلق بچّوں کے دلوں میں عالمِ طفلی سے ہی صحیح اثرات ثبت کر دیں۔ تا کہ وُہ کبھی کے دامِ فریب میں پھنس کر مبتلا رنج و الم نہ ہوں۔

ضبطِ نفس کی تعلیم

(مناسب وقت پر) یہ بات بھی اُن کے ذہن نشین کر دینی چاہیئے۔ کہ "طاقتِ مردمی" (ویریہ۔ رج) کی حفاظت سے سُکھ اور اس کے برباد کرنے سے دُکھ ہوتا ہے۔ مثلاً دیکھو جس کے جسم میں طاقتِ مردمی محفوظ رہتی ہے۔ اُس کی صحتِ عقل۔ قوّت اور ہمّت بڑھتی ہوتی جاتی ہے جس کا نتیجہ راحت ہوتا ہے۔ طاقتِ مردمی کی حفاظت کا طریقہ یہ ہے۔ کہ برہچاری عشقیہ اذکار عشقیہ خیال عشقیہ نظر عیاشوں کی صحبت۔ عورت کے ساتھ تخلیئے میں بیٹھنے۔ بات چیت کرنے اور اُسے چھونے وغیرہ سے

پرہیز کریں۔ اور اعلیٰ قسم کی تعلیم و تربیت کے حصول میں مصروف رہیں۔ جس کے جسم میں طاقت مردمی نہیں ہوتی وہ نامرد' نحوست کا مارا۔ مرض جریان میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور کمزور' بےرعب' بےعقل' بےحوصلہ' بےہمت' بےصبر' بےطاقت اور بےقوت ہو کر بالآخر تباہ ہو جاتا ہے۔ اگر تم اِس وقت اعلیٰ تعلیم و تربیت کے حصول اور قوت مردمی کی حفاظت سے غفلت کرو گے۔ تو پھر اس زندگی میں یہ بیش بہا موقعہ دوبارہ ہاتھ نہیں آئے گا۔ جب تک ہم خانہ داری کے فرائض ادا کرنے والے جیتے ہیں۔ تبھی تک تم تحصیل علم اور تقویتِ جسم میں مصروف رہ سکتے ہو۔" اسی قسم دیگر ہدایات بھی ماں باپ کرتے رہیں۔ اور یہ جو "ماترمان پترمان" یعنی "ماں باپ کے وجود سے فیض یاب" ان الفاظ کا استعمال ہوا ہے۔ اس کا مطلب یہی ہے۔ کہ وقتِ پیدائش سے لے کر پانچ برس کی عمر تک ماں اور چھٹے سال سے آٹھویں سال تک باپ بچّوں کی تربیت کرے۔

مدرسے میں

نویں برس کے شروع میں دوِج یعنی دوبارہ پیدا شدہ[1] (براہمن کھشتری اور ویش) اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کو یگیوپویت (جنیو) پہنا کر آچاریہ کُل[2] میں اپنی جہاں کامل عالم اور عالمہ تعلیم و تربیت کرنے والے ہوں۔ بھیجدیں۔ اور شودر[3] وغیرہ جماعات کے لوگ بغیر یگیوپویت پہنائے اپنی اولاد کو تحصیل علم کے لئے گورُوکُل[4] مذکور میں داخل کر دیں۔ انہی اشخاص کی اولاد مہذب مؤدب اور ذی علم ہوتی ہے۔ جو تعلیم کے معاملے میں بچّوں کو لاڈ چاؤ نہیں کرتے۔ بلکہ مناسب تنبیہ اور سرزنش سے کام لیتے ہیں۔ چنانچہ مہابھاشیہ میں لکھا ہے:-

सामृतैः पाणिभिर्घ्नन्ति गुरवो न विषोक्षितैः। लालनाश्रयिणो दोषास्ताडनाश्रयिणो गुणाः ॥

"جو ماں باپ اور استاد لڑکوں اور لڑکیوں کو تنبیہ کرتے ہیں وہ گویا اپنے ہاتھوں سے انہیں آبحیات کے گھونٹ پلا رہے ہوتے ہیں۔ اور جو لاڈ چاؤ کرتے ہیں۔ وہ گویا زہر دے کر انہیں اپنے ہاتھوں ہلاک کر رہے ہوتے ہیں کیونکہ لاڈ چاؤ سے اولاد اور شاگردوں میں عیوب پیدا ہوتے ہیں اور تنبیہ اور سرزنش سے اوصافِ حسنہ کی پیدائش ہوتی ہے۔" (۸-۱-۸)

اولاد اور طلبا کو چاہیئے۔ کہ تنبیہ سے ہمیشہ خوش اور لاڈ چاؤ سے ناخوش رہا کریں۔ لیکن ماں باپ اور استاد حسد اور دشمنی سے تنبیہ اور سرزنش نہ کریں بلکہ اوپر سے رعب اور اندر سے نظرِ شفقت رکھیں۔ جیسے دیگر امور

---

[1] انسان کی ایک پیدائش ماں باپ سے ہوتی ہے۔ دوسری استاد کی گود سے۔ تعلیم یافتہ شخص کو سنسکرت کی اصطلاح میں دوبارہ پیدا شدہ (دوِج) کہا جاتا ہے۔ شودر وہ ہے جو تعلیم سے بےبہرہ ہے۔ باقی سب اشخاص اپنی اپنی قابلیت اور پیشے کے مطابق برہمن کھشتری اور ویش بن جاتے ہیں۔ آریوں کے تمدن میں اسی کا نام "ورن ویوستھا" یعنی انفرادی جماعت بندی ہے[2] گورُوکُل اور آچاریہ کُل مترادف ہیں۔ ان کی توضیح باب سوم میں کی گئی ہے۔ رشی دیانند لڑکوں لڑکیوں کی مخلوط تعلیم کے خلاف ہیں۔ یہ بات بھی اسی باب میں واضح کر دی گئی ہے[3] یہ یگیوپویت سنسکار گھر پر کیا جاتا ہے۔ چنانچہ آگے چل کر صفحہ ۔۔ پر لکھا ہے۔ "طلبا کا یگیوپویت اول اپنے گھر میں ہو۔ اور پھر مکتب یعنی آچاریہ کُل میں"[4] شودروں کے گھروں میں یہ سنسکار نہیں ہوتے۔ اس لئے شودر کا لڑکا بغیر سنسکار کئے مکتب میں بھیجا جاتا ہے۔ وہاں جا کر اگر تعلیم کے قابل پایا گیا۔ تو اس کا سنسکار کر دیا جائے گا۔ کیونکہ یگیوپویت برہمچاری (طالب علم) کی علامت ہے۔ چنانچہ آگے چل کر صفحہ ۔۔ پر لکھا ہے۔

* یگیوپویت سے آراستہ برہمچاری اور برہمچارنی (طالب اور طالبہ) ....

کی تعلیم دیں۔ ویسے ہی چوری زناکاری کاہلی غفلت استعمال منشیات دروغ گوئی۔ ایذا رسانی۔ تندخوئی حسد عداوت دلبستگی وغیرہ عیوب کو ترک اور اخلاقِ حسنہ کے اختیار کرنے کی تلقین کرتے رہیں۔ جس شخص نے کسی کے سامنے ایک بار بھی چوری۔ زناکاری۔ دروغ گوئی وغیرہ افعال کا ارتکاب کیا۔ اس کی نظر میں اس کی عزت مرتے دم تک نہیں ہوتی وعدہ شکنی سے جس قدر نقصان پہنچتا ہے۔ اتنا کسی اور چیز سے نہیں۔ اس لیے جس سے جو وعدہ کریں اس کا ایفاء کما حقہ کریں۔ جیسے کسی نے کسی سے کہا "میں فلاں وقت تم سے ملوں گا یا تم فلاں وقت مجھ سے ملنا یا میں تمہیں فلاں وقت پر فلاں چیز دوں گا۔" اسے چاہیئے کہ اس وعدہ کا پوری طرح ایفاء کرے۔ نہیں تو اس پر کوئی اعتبار نہیں کرے گا۔ ماحصل کلام یہ کہ سب کو ہمیشہ سچ بولنا اور اپنے قول کا پکا ہونا چاہیئے۔ غرور نہیں کرنا چاہیئے۔ مکر و فریب اور احسان ناشناسی سے جب اپنا ہی دل تکلیف محسوس کرتا ہے۔ تو پھر دوسروں کی تکلیف کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ مکر و فریب کے معنے یہ ہیں کہ باطن میں کچھ اور ہو اور ظاہر میں کچھ اور نیز یہ کہ دوسروں کو دھوکے میں ڈال کر ان کے نقصان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنی اغراض کی تکمیل کرنا۔ احسان ناشناسی کے معنے ہیں کسی کے کیے ہوئے احسان کو تسلیم نہ کرنا۔ ان عیوب سے پرہیز کرے۔ غصہ اور درشت کلامی وغیرہ معائب کو ترک کر کے سنجیدہ اور شیریں الفاظ میں گفتگو کرے۔ اور بیہودہ بکواس نہ کرے جتنا بولنا ضروری ہو اس سے زیادہ یا کم نہ بولے۔ بزرگوں کی تعظیم کرے۔ ان کے سامنے کھڑا ہو جائے۔ ان کا استقبال کرے۔ اور انہیں اونچی جگہ پر بٹھائے۔ انہیں پہلے نمستے[1] کرے۔ ان کے سامنے اونچی نشستگاہ پر نہ بیٹھے۔ مجلس میں جس مقام کے لائق ہو اسی پر بیٹھے ایسا نہ ہو۔ کہ کوئی اٹھا دے۔ دشمنی کسی سے نہ کرے۔ با توفیق ہو کر خوبیوں کو اختیار اور برائیوں کو ترک کرتا جائے۔ نیکوں کی صحبت اختیار کرے۔ اور برے آدمیوں سے بچے۔ اپنے ماں باپ اور استاد کی دل و جان اور زر و مال وغیرہ افضل ترین اشیاء

---

[1] یجر وید ادھیائے ۱۶ میں لکھا ہے:۔

नमो ज्येष्ठाय च कनिष्ठाय च नमः पूर्वजाय चापरजाय च नमो मध्यमाय चापगल्भाय च नमो जघन्याय च बुध्न्याय च ।

لفظ "نمستے" کا استعمال اپنشدوں۔ مہابھارت اور رامائن میں جا بجا ملتا ہے۔ مثلاً کٹھ اپنشد ۱-۱-۹ میں یم نے نچکیتا کو برہدآرنیک اپنشد ۳-۸-۵ میں گارگی نے اور ۴-۲-۱ میں جنک نے یاگیہ ولکیہ کو۔ رامائن بال کانڈ ۵۲-۱۷ میں وشوامتر نے وسشٹھ کو۔ ایودھیا کانڈ ۵۵-۴۲ میں سیتا نے درخت کو۔ ارنیہ کانڈ ۴-۱۳ میں راکشس کو۔ مہابھارت آدی پرو ۸۱-۳۱ میں دیویانی نے شکر آچاریہ کو سبھا پرو ۶۵-۱۲ میں شکنی نے یدھشٹر کو۔ ون پرو ۷۵-۲۰ میں نل نے باندی کو بھیشم پرو ۵۹-۹۶ میں بھیشم نے کرشن کو شلیہ پرو ۶۳-۵۷ میں کرشن نے دھرت راشٹر کو۔ آشرم واسک پرو ۱۰-۹۴ میں برہمن نے یدھشٹر کو "نمستے" کہی ہے۔ ان میں سے یم نچکیتا کا گرو ہے۔ جنک یاگیہ ولکیہ کا شاگرد ہے۔ دیویانی شکر آچاریہ کی لڑکی ہے۔ نل دلجہ ہے اور باندی کو "نمستے" کہتا ہے۔ کرشن دھرت راشٹر سے چھوٹے ہیں۔ اور بھیشم کرشن سے بڑے ہیں۔ یدھشٹر کھشتری ہے اور برہمن اسے "نمستے" کہہ رہا ہے۔ اس طرح اس لفظ کے استعمال میں بڑے چھوٹے کی کوئی قید نہیں۔ وید کے مندرجہ بالا ارشاد کے مطابق تمام ورنوں اور عمروں کے لوگ اس کا باہم استعمال کرتے رہے ہیں۔ چھوٹے کا ادب اس میں ہے۔ کہ وہ پہلے "نمستے" کہے۔

سے نہایت خلوص سے خدمت کرے۔

यान्यस्माकꣳ सुचरितानि तानि त्वयोपास्यानि नो इतराणि ॥ ५ ॥

ماں۔باپ اور اُستاد ہمیشہ اپنی اولاد اور طلبا کو تلقین حق کریں مثلاً انہیں کہیں کہ جو جو ہمارے نیک افعال ہیں۔ان کی تقلید کرو۔اور جو جو بُرے اعمال ہیں۔اُن سے باز رہو۔(تیتریہ اپنشد ۷ - ۱۱)

مختصر یہ کہ جس جس بات کو حق سمجھیں۔اسی کا اظہار اور اشاعت کریں۔لڑکے کسی ریاکار' بداعمال کے معتقد

عام اخلاق

نہ ہوں۔اور جس جس نیک کام کا حکم ماں' باپ اور اُستاد دیں۔اس کی کما حقہ تکمیل کریں۔ماں' باپ نے علوم دینی و دُنیوی اور اخلاق حسنہ کے متعلق جو شلوک۔نگھنٹو۔نِرکت۔اشٹادھیائی یا دیگر سُوتر یا وید منتر حفظ کرائے ہوں معلمین اُن کے مطالب دوبارہ ذہن نشین کرا دیں۔پرمیشور کے اوصاف (کا جو بیان باب اوّل میں کیا گیا ہے۔اس کے مطابق اعتقاد رکھ کر تقرب الٰہی کی کوشش کریں۔خوراک۔لباس اور عام طرز عمل ایسا خود اختیار کریں۔اور طلبا کو کرائیں جس سے صحت علم اور طاقت کی ترقی ہو یعنی جتنی بھوک ہو اس سے کم کھائیں شراب اور گوشت وغیرہ کے استعمال سے پرہیز کریں جس پانی کی گہرائی معلوم نہ ہو۔اس میں داخل نہ ہوں۔تاکہ آبی جانور یا دیگر اسباب ہلاکت و مصیبت سے خطرے کا امکان نہ رہے۔جسے تیرنا نہ آتا ہو اُس کے ڈوب جانے کا بھی اندیشہ ہے۔اس لئے منو نے کہا ہے۔کہ جس پانی کی گہرائی کا علم نہ ہو۔اس میں داخل ہو کر غسل وغیرہ نہ کریں۔منو کا قول ہے کہ

दृष्टिपूतं न्यसेत्पादं, वस्त्रपूतं जलं पिबेत् ।

सत्यपूतां वदेद्वाचं, मनः पूतं समाचरेत् ॥

نظر نیچی رکھ کر اونچے نیچے مقام کو دیکھتا ہوا چلے پانی کپڑے سے چھان کر پیئے۔کلام کا تزکیہ راستی سے کر کے بولے۔عمل کرنے سے پہلے غور و خوض کرے لفظی ترجمہ:۔ رفتار کا تزکیہ نظر سے۔پانی کا کپڑے سے۔ کلام کا راستی سے اور عمل کا غور و خوض سے کرے۔تب بالترتیب چلے۔پانی پیئے۔بولے اور کام کرے (منوسمرتی ۶ - ۴۶)

माता शत्रुः पिता वैरी येन बालो न पाठितः ।

न शोभते सभामध्ये हंसमध्ये बको यथा ॥

چانکیہ نیتی۔ادھیائے ۲۔شلوک ۱۱ میں لکھا ہے:۔

وہ ماں باپ اپنی اولاد کے پورے دشمن ہیں جنہوں نے اُن کے لئے تعلیم کا انتظام نہیں کیا علما کی مجلس میں ایسے اطفال ایسے ذلیل اور رسوا ہوتے ہیں جیسے ہنسوں کی صف میں بگلا۔

ماں باپ کا سب سے بڑا فرض سب سے بڑا دین جو اُن کی نیک نامی اور شہرت کا موجب ہو سکتا ہے یہی ہے کہ اپنی اولاد کو دِل و جان اور صرف زر سے علم و دین سے بہرہ ور اور اعلیٰ تہذیب اور تربیت سے مستفیض کریں۔

یہ مختصر بیان تربیت اطفال کے بارے میں کر دیا گیا ہے۔امید ہے اہل دانش و حکمت اس سے کافی و وافی فائدہ اُٹھائیں گے۔

ختم شد باب دوم در باب تربیت اطفال کتاب فصاحت انتساب ستیارتھ پرکاش

مصنفہ شری سوامی دیانند سرسوتی

باب سوم

ضابطۂ تعلیم

حقیقی زیور تعلیم و تربیت

اب تیسرے باب میں درس و تدریس کا ضابطہ بیان کیا جائے گا۔ ماں باپ معلّم اور متعلقین کا مقدم فرض ہے۔ کہ بچّوں کو اعلیٰ تعلیم و تربیت سے مستفیض اور نیک اوصاف۔ نیک اعمال اور نیک عادات کے زیور سے آراستہ و پیراستہ کریں۔ لعل و جواہر سے مرصّع سونے چاندی اور مرجان وغیرہ کے زیور پہننے سے انسان کی روح آراستہ نہیں ہو سکتی۔ اُلٹا ان زیورات سے اپنے جسم کے متعلق تکبّر۔ جذباتِ نفسانی میں انہماک اور چور وغیرہ یہاں تک کہ موت تک کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔ بالعموم دیکھنے میں آتا ہے کہ زیورات کی وجہ سے بدمعاشوں کے ہاتھوں اکثر بچّوں کی اموات ہو جاتی ہیں۔ کسی نے ٹھیک کہا ہے۔

विद्याविलासमनसो धृतशीलशिक्षाः, सत्यव्रता रहितमानमलापहाराः ।।
संसारदुःखदलनेन सुभूषिता ये, धन्या नरा विहितकर्मपरोपकाराः ।।।

مبارک ہیں وہ اشخاص۔ مرد اور عورت جن کا دل علمی اشغال میں مصروف رہتا ہے جن کی فطرت میں ہی شائستگی ہے۔ جو راست گوئی وغیرہ نیک اصولوں کے پابند ہیں۔ جو جہاں خود تکبر وغیرہ کدورتوں سے پاک ہیں۔ وہاں دوسروں کے دلوں سے بھی ان کدورتوں کا ازالہ کرتے رہتے ہیں۔ جن کی بڑی خوبی تلقینِ حق اور علوم کی اشاعت کے ذریعہ اہلِ عالم کے مصائب کو دور کرنا ہے اور جو احکام وید کے مطابق عمل کرتے ہوئے ہمیشہ دوسروں کا بھلا کرتے رہتے ہیں۔

درسگاہ

اس لئے جب بچّوں کی عمر آٹھ برس کی ہو تو لڑکوں کو لڑکوں کی اور لڑکیوں کو لڑکیوں کی درسگاہ میں بھیج دیں۔ جو معلّم یا معلّمہ بداخلاق ہو۔ اس سے تعلیم کا کام نہ لیں۔ تعلیم و تربیت کے کام کے قابل وہی اشخاص ہو سکتے ہیں۔ جو جہاں پورے عالم ہوں۔ وہاں احکام الٰہی کے بھی سختی سے پابند ہوں۔ دوِج (براہمن کھشتری۔ ویش) اپنے گھر میں لڑکوں کو یگیوپویت پہنا کر اور لڑکیوں کا بھی یہ سنسکار مناسب[1] طریق سے کر کے مذکورہ بالا آچاریہ کُل یعنی اپنے اپنے مدرسے میں بھیج دیں۔ مدرسے کا محلِ وقوع کسی تنہا مقام پر ہونا چاہیئے۔ لڑکوں اور لڑکیوں کے مدرسے ایک دوسرے سے دو کوس کے فاصلے پر ہوں۔ لڑکوں کی درسگاہ میں اُستاد۔ نوکر چاکر سب مرد ہوں۔ اور لڑکیوں کی درسگاہ میں عورتیں۔ عورتوں کے مدرسے میں پانچ سال کا لڑکا اور مردوں کے مدرسے میں پانچ سال کی لڑکی تک بھی (بلاوجہ) نہ جانے پائے۔ یعنی جب تک لڑکا اور لڑکی بالترتیب برہمچاری

[1] فٹ نوٹ اگلے صفحہ پر دیکھیں

(طالبِ علم) اور برہمچارنی (طالبہ) رہے تب تک کسی مرد یا عورت اور ایک دوسرے کو دیکھنے چھونے تخلئے میں ایک دوسرے کو ملنے گفتگو کرنے۔ ایک دوسرے کے ساتھ کھیلنے اور نزدیک ہونے عشقیہ اذکار اور تصورات۔ ان آٹھ قسم کی قربت سے پرہیز کریں معلّم اور معلّمہ انہیں ان عیوب سے بچائیں۔ تاکہ اعلیٰ تعلیم و تربیت سے بہرہ ور ہو کر پاکیزہ طینت اور خصلت سے مزین ہوں۔ اور جسمانی و روحانی ہر قسم کی طاقت سے بہرہ ور ہو کر راحت و مسرّت کی ترقی کر سکیں۔ درسگاہ شہر یا گاؤں سے چار کوس کے فاصلے پر ہونی چاہیئے۔ سب طلبا کو پوشاک۔ خوراک اور رہائش کا سامان ایک سا دیا جائے خواہ کوئی شہزادہ ہو یا شہزادی یا غریب نادار کی اولاد ہو۔ سب کو یکساں جفاکش ہونا چاہیئے۔ مائی باپ اپنی اولاد سے اور اولاد اپنے ماں باپ سے نہ مل سکیں اور نہ کسی قسم کی خط و کتابت کر سکیں۔ تاکہ تفکرات دنیوی سے آزاد ہو کر فقط تحصیلِ علم میں مشغول رہیں۔ جب سیر کو جائیں تب بھی استاد ساتھ رہیں تاکہ کسی قسم کی مذموم حرکت نہ کر سکیں۔ اور کاہلی اور تن آسانی کے شکار نہ ہوں۔

कन्यानां सम्प्रदानं च कुमाराणां च रक्षणम् ॥

منو ۷ - ۱۵۲ کا ماحصل یہ ہے۔ کہ[۲]

ملک اور قوم کا یہ قانون ہونا چاہیئے۔ کہ پانچ یا آٹھ برس کی عمر کے بعد کوئی شخص اپنے لڑکے اور لڑکی کو گھر میں نہ رکھ سکے۔ انہیں فوراً درسگاہ میں بھیج دے۔ ورنہ مستوجبِ سزا ہو۔

(پچھلے صفحہ سے:-) آگے چل کر صفحہ ۳۱۵ پر لکھا ہے:- یگیوپویت سے آراستہ برہمچاری اور برہمچارنی (طالب اور طالبہ) ...... لڑکی کا سنسکار لڑکوں کے سنسکار سے کچھ مختلف ہوتا ہے۔ اس میں سر منڈوانا خیرات مانگنا وغیرہ کئی رسوم چھوڑ دی جاتی ہیں۔

چنانچہ نمبر ۲ بندھو۔ تیسرے پرچھید۔ سنسکار نمبر ۴ میں لکھا ہے۔

यत्तु हारीतः—द्विविधाः स्त्रियः ब्रह्मवादिन्यः सद्योवध्वश्च । तत्र ब्रह्मवादिनीनामुपनयनमग्नीन्धनं वेदाध्ययनं स्वगृहे च भैक्ष्यचर्या इति । सद्योवधूनामुपनयनं कृत्वा विवाहः कार्यः इति ॥ तद्युगान्तरविषयं—पुराकल्पेषु नारीणां मौञ्जीबन्धनमिष्यते । अध्यापनं च वेदानां सावित्रीवाचनं तथा ॥ इति यमोक्तेः ।

گوبھل گرہیہ سوتر کی تفسیر کرتے ہوئے شری چندر کانت ترکالنکار بھٹاچاریہ لکھتے ہیں:-

स्वगृहे चैव कन्याया भैक्ष्यचर्या विधीयते । वर्जयेदजिनं चीरं जटाधारणमेव च

"لڑکی (برہمچارنی ہو کر) اپنے ہی گھر میں بھکشا کرے۔ اور چمڑے کی پوشاک اور جٹائیں رکھنا چھوڑ دے۔" (۲-۱-۱۹ دوسرا ایڈیشن)

۱ باب دوم کے شروع میں کہا ہے "مبارک ہے وہ ماں جو وقتِ حمل سے لے کر تعلیم کے ختم ہونے تک بچوں کو اخلاقِ حمیدہ کی تلقین کرتی رہتی ہے" اس لیئے ان فقرات کا مفہوم لینا چاہیئے۔ نہ کہ لفظی مطلب۔ اس ہدایت کا مدعا بچوں کو تفکراتِ دنیوی سے آزاد کر دینا ہے۔ (مترجم)

۲ دیگر شارحین اس شلوک میں استعمال شدہ لفظ "کمار" کے معنے "شہزادے" اور "کنیا" کے معنے "شہزادیاں" لیتے ہیں۔ ان کی رائے میں راجہ کا فرض اپنے لڑکوں کی حفاظت اور اپنی لڑکیوں کی شادی کر دینا ہے لیکن سلسلۂ کلام کو مدنظر رکھتے ہوئے رشی دیانند یہاں راجہ کے خانگی نہیں بلکہ منصبی لیئے تمام رعایا کے متعلق فرائض کا بیان پاتے ہیں۔ اہلِ ملک کی اولاد کی حفاظت کا اسلوب ان کی رائے میں یہی ہے کہ انہیں مناسب عمر میں تعلیم دی جائے۔ لڑکوں اور لڑکیوں کی مناسب شادی برہمچریہ کے بعد ہی ہو سکتی ہے اسی کو منوسمرتی میں "سمپردان" یعنی احسن طریق سے شوہر کے سپرد کرنا کہا گیا ہے۔ خود وید کا ارشاد ہے:-

ब्रह्मचर्येण राजा राष्ट्रं विरक्षति ।

یگیوپویت (زنّار پوشی)

طلبا کا یگیوپویت اوّل اپنے گھر میں ہو اور پھر مکتب یعنی آچاریہ کُل میں ماں باپ یا معلم انہیں گایتری منتر اور اُس کے معنی کی تلقین کریں۔ وہ منتر یہ ہے:-

ओ३म् भूर्भुवः स्वः । तत्सवितुर्वरेण्यं भर्गो देवस्य धीमहि ।
धियो यो नः प्रचोदयात् ॥

اوم بھوُر بھوَہ سُوَہ تت سوِتُر وَرینیم بھرگو دیوسی دِھی مہ۔ دِھیو یو نہ پرچودیات

اِس منتر میں سب سے اوّل "اوم" آیا ہے۔ اس کے معنے باب اوّل میں بتا دیئے گئے ہیں۔ اب تین مہا ویاہرتیوں (کلماتِ عظیمہ) کے معنے مختصراً بیان کئے جاتے ہیں:-

"بھوُر" کے معنی ہیں پران یعنی جو حیاتِ عالم کا سرچشمہ ہے۔ جو جان سے زیادہ عزیز اور ہست بالذات ہے۔ اِن معنوں میں "بھوُر" پرمیشور کا نام ہے۔

"بھوَہ" کے معنی ہیں دور یا دُور کرنے والا (اپان) جو سب دُکھوں سے دُور ہے اور جس کی قربت میں آکر روح سب آفات سے نجات پاتی ہے۔ اِن معنوں میں "بھوَہ" پرمیشور کا نام ہے۔

"سُوَہ" کے معنے ہیں (ویان) محیط۔ جو گوناگوں عالم پر محیط ہو کر اُسے قائم رکھتا ہے۔ ان معنوں میں "سُوَہ" پرمیشور کا نام ہے۔

ان تین حروف کے معنے تیتریہ آرنیک (پرپاٹھک ۳۔ انوواک ۵) سے لئے گئے ہیں۔

تمام عالم کا خالق اور تمام نعمتوں کا دینے والا ہے۔ جو تمام راحت و آرام بخشتا ہے اور جس کے قرب کی سب تمنا کرتے ہیں۔ اس پرماتما کے اختیار کرنے کے قابل پاک خواص اور پاکیزگی بخشنے والی منور کا افضل ذات کو ہم اپنے باطن میں جگہ دیں۔ تاکہ وہ خالق اور منعم پرماتما ہماری عقل کو بُرے کاموں سے دور رکھ کے اچھے کاموں میں راغب کرے۔

اے انسانو! جو تمام قادروں میں قادر ہست بالذات۔ مدرک بالذات اور مسرور بالذات ہمیشہ پاک ہمیشہ علیم۔ ہمیشہ آزاد بالطبع۔ بحرِ رحمت۔ کامل عادل۔ پیدائش اور موت وغیرہ عوارض سے بالاتر غیر متشکل۔ ظاہر و باطن سے آگاہ۔ سب کے قائم کرنے والا رب۔ خالق خوراک وغیرہ کے ذریعہ تمام عالم کا پروردگار تمام نعمتوں کا مالک۔ دُنیا کا پیدا کرنے والا۔ بالذات پاک۔ تمنائے قرب کا موزوں مرجع ہے اُس پرماتما کی پاک مدرک ذات کو ہی ہم اپنے باطن میں جگہ دیں۔ اِس غرض سے کہ وہ پرمیشور جو ہماری ارواح اور عقل میں موجود ہو کر ہدایت فرماتا ہے۔ ہمیں احکام الٰہی کے برعکس بداخلاقی کے راستہ سے ہٹا کر حمیدہ اخلاق کی سچی راہ پر چلائے ہم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کریں۔ کیونکہ نہ کوئی اس کے برابر ہے نہ اُس سے بڑھ کر۔ وہی ہمارا پِتا (رب) راجا منصف اور تمام راحتوں کا منبع ہے۔

سندھیا

اِس طرح گایتری منتر کی تلقین کے بعد سندھیا کے مختلف ارکان یعنی سنان (غسل) آچمن اور پرانایام وغیرہ کی تعلیم دیں۔ سنان یعنی غسل اِس لئے کیا جاتا ہے۔ کہ اس سے جسم کے بیرونی اعضا کی صفائی اور صحت کی ترقی ہوتی ہے چنانچہ منوسمرتی ادھیائے ۵ شلوک ۱۰۹ میں لکھا ہے کہ:-

अद्भिर्गात्राणि शुध्यन्ति, मनः सत्येन शुध्यति ।
विद्यातपोभ्यां भूतात्मा, बुद्धिर्ज्ञानेन शुध्यति ॥

پانی سے جسم کے بیرونی اعضا، کلداستی سے قلب کا، علم اور ریاضت یعنی ہر قسم کی تکالیف برداشت کرکے بھی احکام الٰہی پر کاربند رہنے سے آتما کا۔ اور خاک سے لے کر ذات پاک پرمیشور تک تمام موجودات کے متعلق صحیح علم جاننے سے عقل یعنی قوتِ فیصلہ کا تزکیہ ہوتا ہے۔

اس لئے کھانا کھانے سے پیشتر سنان یعنی غسل ضرور کرے۔

پرانایام

دوسرا انگ پرانایام یعنی ضبطِ انفاس ہے۔ اس کے متعلق یوگ درشن سادھن پاد سوتر ۲۸ میں لکھا ہے

योगाङ्गानुष्ठानादशुद्धिक्षये ज्ञानदीप्तिराविवेकख्यातेः ।

جب انسان پرانایام کرتا ہے۔ تو لمحہ بہ لمحہ اس کے اندر سے کدورتوں کا بتدریج ازالہ اور علم حق کا ظہور ہوتا جاتا ہے۔ جب تک نجات نہ ہو جائے۔ تب تک علم معرفت میں اضافہ ہی اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

منوسمرتی ادھیائے ۶۔ شلوک ۷۱ میں مرقوم ہے :-

दह्यन्ते ध्मायमानानां धातूनां च यथा मलाः ।
तथेन्द्रियाणां दह्यन्ते दोषाः प्राणस्य निग्रहात् ॥

جیسے آگ میں تپانے سے سونا وغیرہ معدنیات کی میل دور ہو کر خالص دھات نکل آتی ہے۔ ایسے ہی پرانایام کرنے سے من (آلۂ خیال) اور حواس کے نقائص زائل ہو جاتے ہیں۔ اور اُن میں جلا یعنی پاکیزگی آ جاتی ہے

پرانایام کا طریق یوگ شاستر سمادھی پاد سوتر ۳۴ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے :-

प्रच्छर्दनविधारणाभ्यां वा प्राणस्य ॥

جیسے زور سے قے کر دینے سے تمام کھایا پیا باہر نکال دیا جاتا ہے۔ اسی طرح سانس کو پورے زور سے باہر نکال کر حسب استطاعت باہر روکے۔ باہر نکالتے وقت عضو مخصوص کو اوپر کھینچ لے۔ اور جب تک سانس باہر رہے۔ تب تک اوپر کھینچے رکھے۔ اس طرح سانس باہر زیادہ دیر تک ٹھہر سکتا ہے۔ جب گھبراہٹ ہونے لگے۔ تب آہستہ آہستہ ہوا کو اندر لے کر حسب طاقت و خواہش پھر پھر یہی عمل کرتا جائے۔ اور دل میں "اوم" کا ورد جاری رکھے۔ ایسا کرنے سے آتما اور من (روح اور آلۂ خیال) کو پاکیزگی اور سکون حاصل ہوتا ہے پرانایام چار طرح کا ہوتا ہے) ایک "باہیہ وشیہ" یعنی سانس کو باہر ہی زیادہ دیر تک روکنا۔ دوسرا "آبھینتر" یعنی جس قدر ہو سکے اندر روکنا۔ تیسرا "ستمبھ ورتی" یعنی جہاں سانس ہو اسے یکایک وہیں روک دینا اور جس قدر ہو سکے اسی مقام پر روکے رکھنا۔ چوتھا "باہیہ بھینتر آکشیپی" یعنی جب سانس اندر سے باہر نکلنے لگے۔ تو اسے نکلنے نہ دینے کے لئے اُلٹا باہر سے اندر کھینچنا اور جب باہر سے اندر آنے لگے۔ تو اندر سے باہر دھکا دے کر روک دینا۔ اس طرح ان سانسوں کی حرکت ایک دوسرے کے برعکس کرتے رہنے سے دونوں سمت کی حرکت رُک جاتی ہے۔ اور قوتِ تنفس قابو میں آ جاتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ من (آلۂ خیال) اور حواس پر بھی قابو ہو جاتا ہے طاقت اور مشقت کی استعداد میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ اور عقل میں ایسی تیزی اور لطافت پیدا ہو جاتی ہے

کہ نہایت مشکل اور باریک مضامین کو بھی جلدی اخذ کر لیتی ہے۔ پرانایام یعنی ضبط انفاس سے جسم انسانی میں طاقتِ مردمی کا اضافہ ہو کر مستقل قوت۔ ہمت اور ضبطِ نفس کی قدرت حاصل ہو جاتی ہے اور طالب علم سب علوم کو تھوڑے سے عرصے میں ذہن نشین کر کے حفظ کر لیتا ہے۔ طالبہ بھی ان ریاضتوں کی اسی طرح سے مشق کرے۔ (معلم طلبا رکو) خوراک۔ پوشاک نشست۔ برخاست گفتگو اور بڑوں چھوٹوں سے حسب مراتب شائستگی سے پیش آنے کے آداب کی تلقین کریں سندھیا۔ اُپاسنا یعنی دھیان کے ذریعہ پرمیشور کے قرب کی جسے برہم یگیہ کہتے ہیں تعلیم دیں۔ آچمن (فارسی آشامیدن) کا طریق یہ ہے کہ انسان ہتھیلی میں اس قدر پانی لے۔ کہ حلق سے نیچے چھاتی تک پہنچ سکے۔ اس سے نہ کم لے نہ زیادہ۔ یہ پانی ہتھیلی کے سرے اور وسط میں ہونٹ لگا کر پیئے۔ اس سے حلق کی بلغم اور صفرا کسی قدر دور ہو جاتے ہیں۔ بعد ازاں "مارجن" کرے یعنی درمیانی اور اس کے بائیں طرف کی انگلی کے آگے کے حصے سے آنکھ وغیرہ اعضا پر پانی چھڑکے۔ اس سے سستی دور ہوتی ہے۔ اگر سستی نہ ہو یا پانی میسر نہ ہو تو یہ عمل نہ کرے۔ اس کے بعد منتروں کے ساتھ "پرانایام"۔ "منسا پر کرما"۔ اور "اُپستھان" (ان ارکان کے ذریعہ پرمیشور کی ستتی (حمد) پرارتھنا (دعا) اور اُپاسنا (تقرب) کا طریق سکھلانا چاہیئے علےٰ ہذا القیاس "اگھ مرشن" یعنی ارتکاب گناہ کا خیال تک نہ کرنا۔ یہ "سندھیا اُپاسنا" یعنی استغراق کے ذریعے قرب الہٰی کی مشق کسی تنہا مقام پر یکسوئی قلب سے کرنی چاہیئے چنانچہ منوسمرتی ۲ – ۱۰۴ میں لکھا ہے:۔

अपां समीपे नियतो नैत्यिकं विधिमास्थितः ।

सावित्रीमप्यधीयीत गत्वारण्यं समाहितः ॥

جنگل یعنی تنہا مقام پر یکسوئی قلب سے پانی کے نزدیک بیٹھ کر روزانہ عبادت میں مشغول ہو۔ اور گایتری منتر کی قرأت۔ اس کے مفہوم کا دھیان اور اس کے مطابق عمل کیا کرے"۔

یہ جپ (ورد) دل میں کرنا افضل ہے۔

دیویگیہ ہون

دوسرا "دیویگیہ" جو "اگنی ہوتر" اور علما کی صحبت اور خدمت وغیرہ پر مشتمل ہے سندھیا اور اگنی ہوتر صبح و شام دو ہی وقتوں میں کرے۔ دن اور رات کے ملنے کے یہی دو وقت ہیں۔ ان میں (سندھیا کرتے ہوئے) کم سے کم ایک گھنٹہ ضرور یکسو رہے۔ جیسے حالت مراقبہ میں یوگی پرماتما کا دھیان کرتے ہیں۔ ویسے ہی ہر روز سندھیا اُپاسنا یعنی قرب الہٰی کی مشق کیا کرے۔ اگنی ہوتر کا وقت طلوع آفتاب کے بعد اور غروب آفتاب سے پیشتر مقرر کیا گیا ہے۔ اس کے لیئے کسی دھات یا مٹی کی ویدی بنائے۔ جو اوپر سے ۱۲ یا ۱۶ انگل مربع ہو۔ اور اسی قدر (۱۲ یا ۱۶ انگل) گہری ہو کر نیچے سے ۳ یا ۴ انگل مربع رہ جائے۔ دوسرے لفظوں میں نیچے کی لمبائی۔ چوڑائی اوپر کی لمبائی چوڑائی کا ¼ ہو۔ اس میں چندن۔ پلاش یا آم وغیرہ

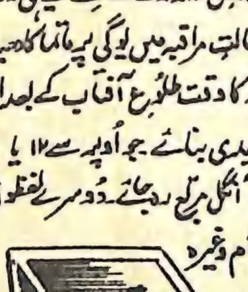

عمدہ اقسام کی لکڑی کے ٹکڑے جو اسی ویدی کے انداز سے چھوٹے بڑے ہوں رکھے۔ اُن کے درمیان آگ روشن کر کے اس پر "سمدھائیں" یعنی مذکورہ بالا لکڑیاں رکھے۔ ایک "پرو کشنی پاتر"

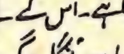

اس شکل کا۔ ایک "پرنیتا پاتر"

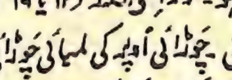

اس شکل کا۔ ایک "آجیہ تھالی" یعنی گھی

رکھنے کا برتن 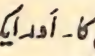 اِس شکل کا- اور ایک چمچہ اس شکل کا سونے-چاندی یا لکڑی کا بنوالے "پرکشنی" اور "پرنیتا" میں پانی اور گھی رکھنے کے برتن میں گھی رکھ کر گھی تپالے "پرنیتا" پانی رکھنے کے لئے ہوتی ہے- اور "پرکشنی" اس لئے کہ اس سے ہاتھ دھونے کے لئے پانی لینے میں آسانی ہوتی ہے گھی کا اچھی طرح امتحان کرلے- اور مندرجہ ذیل منتروں سے ہوم کرے۔

اوم بھوُر گنیئے پرانائے سواہا
اوم بھوُر وایوے اپانائے سواہا
اوم سوُر آدتیائے ویانائے سواہا
اوم بھوُر بھوُ سوُر گنی وایو آدتیے بھیہ پرانا پان ویانے بھیہ سواہا-

علیٰ ہذا القیاس- اِن منتروں میں سے ایک ایک کو پڑھ کر ایک ایک آہوتی دے اگر زیادہ آہوتیاں دینی ہوں تو
وشنواِن دیوسوِتہ ذرِتانِ پرا سُو
یدٔ بھدرنم تن آسُو

اس منتر اور گایتری منتر سے جس کا اوپر ذکر آچکا ہے- آہوتی دے- مندرجہ بالا منتروں میں استعمال کئے گئے "بھوُ" - "پران" وغیرہ سب پرمیشور کے نام ہیں- اُن کے معانی پیچھے بیان کئے جاچکے ہیں- لفظ "سواہا"[1] کے معنے یہ ہیں- کہ جو بات جیسی جی میں ہو ویسی زبان سے کہے- اس کے برعکس نہیں جیسے پرمیشور نے جانداروں کے آرام کے لئے تمام موجودات پیدا کئے ہیں- اسی طرح انسان کو بھی ہمیشہ (دیوِیگیہ وغیرہ) رفاہ عام کے کاموں میں مصروف رہنا چاہیئے معترض :- "ہون سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟"

مجیب :- یہ بات کسی سے مخفی نہیں- کہ متعفن ہوا اور پانی سے امراض پیدا ہوتے ہیں جو جانداروں کی

---

[1] اِن منتروں میں ایک تو پرمیشور کے مختلف نام لے کر تمام آہوتیاں اُسی کی نذر کر دی گئی ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ یگیہ خدا کے واسطے کئے گئے کام کو کہتے ہیں- ہون اس بات کی تعلیم دیتا ہے- کہ انسان تمام نیک اعمال پرمیشور کیلئے کرے- دوسرے "پران"- "اپان"- "ویان" انفاس کے نام ہیں اور ان کے ساتھ استعمال شدہ دیگر الفاظ ان کی صفات کے مظہر ہیں- ہون کا مدعا سانس لینے کے کام آنے والی ہوا کو صاف کرنا ہے- یہ بات ان منتروں میں صاف الفاظ میں کہہ دی گئی ہے- اسی بات کو مدِنظر رکھ کر صفحہ ۔ پر کہا گیا ہے۔

"منتروں کے معانی سے ہون کرنے کے فوائد پر روشنی پڑتی ہے"

[2] شت پتھ براہمن ۲-۲-۴-۶ میں لکھا ہے :-

स प्रजापतिर्विदांचकार स्वो वै मा महिमाहेति ।
स स्वाहेत्येवाजुहोन तस्मादु स्वाहेत्येव हूयते ।

اس پرجاپتی نے جانا- کہ میری اپنی بندگی (ضمیر) نے مجھ سے کہا ہے- اس لئے اس نے "سواہا" کہہ کر ہون کیا- پس "سواہا" کہہ کر ہون کرتے ہیں- دوسرے لفظوں میں "سواہا" کے معنے ہیں "اپنے ضمیر کا کہا ہوا"-

نرکت ۸ -- ۲۰ میں کہا ہے :-

स्वाहेत्येतत् सु आहेति वा स्वा वागाहेति वा ।

"سواہا" کے معنے ہیں "اچھی طرح کہا" یا اپنی (ضمیر کی) زبان سے کہا

تکلیف کا باعث ہیں۔ برخلاف اس کے خوشبودار ہوا اور خوشبو دار پانی مفید صحت اور دافع امراض ہیں۔ اور ان سے جانداروں کو راحت نصیب ہوتی ہے (ہَوَن کا ایک فائدہ یہ ہے)

معترض:۔ چندن وغیرہ گِھس کر کسی کو لگائے اور گھی وغیرہ کسی کو کھلانے کو دے۔ تو اس سے بہت فائدہ ہو۔ ان اشیاء کو آگ میں ڈال کر بے فائدہ برباد کر دینا دانشمندوں کا کام نہیں۔

مجیب:۔ اگر تمہیں علم خواص الاشیاء سے واقفیت ہوتی۔ تو کبھی یہ اعتراض نہ کرتے۔ کیونکہ دنیا میں کوئی چیز حقیقتاً نیست و نابود نہیں ہوتی۔ دیکھو جہاں ہَوَن ہوتا ہے۔ وہاں سے بہت ہٹے فاصلے پر کھڑے ہوئے آدمی کو بھی ناک سے خوشبو کا احساس ہوتا ہے۔ ایسے ہی بدبو کا احساس بھی دور دور تک ہوتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ آگ میں ڈالی ہوئی اشیاء لطیف شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ اور ہوا کے ساتھ دور دور تک پھیل جاتی اور تعفن کا ازالہ کرتی ہیں۔

معترض:۔ جب یہ بات ہے تو کیسر کستوری خوشبودار پھول اور عطر وغیرہ گھر میں رکھ لے۔ اس سے ہوا خوشبودار ہو کر راحت ہو گی۔

مجیب:۔ اس خوشبو میں یہ طاقت نہ ہو گی۔ کہ گھر کے اندر کی ہوا کو باہر نکال کر اس کی جگہ باہر کی صاف ہوا اندر لا سکے۔ کیونکہ اس میں قوتِ انفصال نہیں ہے۔ یہ طاقت آگ ہی میں ہے۔ کہ اس ہوا اور دیگر متعفن اشیاء کو منتشر اور ہلکا کر کے باہر نکال دیتی ہے۔ اور اس کی جگہ صاف ہوا اندر داخل کر لیتی ہے۔

معترض:۔ تو منتر پڑھ کر ہَوَن کرنے کا کیا مطلب ہے؟

مجیب:۔ منتروں[1] کے معانی سے ہَوَن کرنے کے فوائد پر روشنی پڑتی ہے۔ بار بار کی قرأت سے منتر از بر ہو جاتے ہیں۔ اور وید مقدس کی درس و تدریس اور حفاظت ہوتی رہتی ہے۔

معترض:۔ کیا ہَوَن نہ کرنے سے گناہ ہوتا ہے؟

مجیب:۔ ہاں! جس انسان کے جسم سے جتنی بدبو پیدا ہوتی اور ہوا و پانی کو متعفن کر کے جانداروں کے لئے تکالیف اور امراض کا باعث بنتی ہے۔ وہ شخص گویا اسی قدر گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ اس گناہ کے ازالہ کے لئے اسی قدر یا اس سے زیادہ خوشبو پانی اور ہوا میں ملا دینی چاہیئے۔ کھلانے پلانے سے فقط کھانے پینے والے ایک فرد کا ہی فائدہ ہوتا ہے۔ جتنا گھی اور خوشبودار اشیاء وغیرہ ایک شخص کھاتا ہے۔ اسی مقدار کے ہَوَن سے لاکھوں انسان مستفیض ہو سکتے ہیں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ اگر گھی وغیرہ عمدہ اشیاء کھائی نہ جائیں۔ تو نسل انسانی کی جسمانی اور روحانی ترقی نہ ہو سکے۔ اس لئے یہ اشیاء کھلانی پلانی بھی چاہئیں۔ لیکن اس سے زیادہ ہَوَن کرنا چاہیئے۔ ہَوَن کرنا نہایت ضروری ہے۔

معترض:۔ ایک فرد بشر کتنی آہوتی دے، اور ایک آہوتی کی مقدار کیا ہو؟

مجیب:۔ ہر ایک انسان کو سولہ آہوتیاں دینی چاہئیں۔ اور ہر ایک آہوتی میں کم از کم چھ ماشہ گھی وغیرہ اشیاء ہونی چاہئیں[2]۔ اس سے زیادہ کرے تو اور بھی اچھا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ زمانہ سلف میں آریہ قوم کے سرتاج اُلوالعزم راجے مہاراجے اور رشی مہرشی بہت ہَوَن کرتے اور کراتے تھے۔ جب تک ملک آریہ ورت میں ہَوَن کا

[1] دیکھو فٹ نوٹ نمبر ۱ صفحہ ۳۲
[2] شت پتھ براہمن ۱۱-۲-۷ میں لکھا ہے۔ (صفحہ ۵۵ پر دیکھیں)

رواج جاری رہا۔ تب تک یہ سرزمین امراض سے محفوظ۔ راحت و آرام کا گھر بنی رہی۔ اب یہ رواج پھر سے چل پڑے تو پھر اس ملک کی حالت ویسی ہی ہو جائے۔ زمانہ طالب علمی میں یہ دو یگیہ فرض ہیں۔ ایک "برہم یگیہ" یعنی ویدوں و تدریس اور سندھیا اپاسنا یعنی ایشور کی حمد و ثنا کرنا۔ اس سے دعا مانگنا۔ اور اس کے حضور میں جانا۔ دوسرا "دیو یگیہ"۔ یعنی "دیو یگیہ" میں اگنی ہوتر سے لے کر اشومیدھ تک یگیہ اور علماء کی خدمت اور صحبت شامل ہیں۔ لیکن برہمچاری (طالب علم) یہ فقط برہم یگیہ اور اگنی ہوتر ہی فرض ہے۔ کشترن شوترستھان (ادھیائے ۲ ؟) میں لکھا ہے۔

ब्राह्मणस्त्रयाणां वर्णानामुपनयनं कर्त्तुमर्हति । राजन्यो द्वयस्य । वैश्यो वैश्यस्यैवेति । शूद्रमपि कुलगुणसम्पन्नं मन्त्रवर्जमनुपनीतमध्यापयेदित्येके ॥

برہمن تینوں ورنوں (جماعات) یعنی برہمن کشتری اور ویش کو۔ کشتری دو ورنوں یعنی کشتری اور ویش کو اور ویش فقط ویش کو یگیوپویت دے کر پڑھا سکتا ہے۔ بعض (آچاریوں) فقہا کا خیال ہے۔ کہ شریف گھرانے کے نیک خصال شودر کو منتر سنگھتا کے سوائے باقی تعلیم دی جائے

(فٹ نوٹ بقیہ صفحہ ۴۴) ودیہہ کے راجہ جنک نے یاگیہ ولکیہ سے پوچھا۔ کیا آپ کو اگنی ہوتر (کے سامان) کا علم ہے؟ یاگیہ ولکیہ نے کہا ہاں جہاں پناہ! علم ہے!

جنک

جنک: "وہ سامان کیا ہے؟"

"اگر دودھ نہ ہو تو آپ کس چیز سے ہون کریں گے؟"

"اگر چاول اور جو نہ ہوں تو کس سے؟"

"اگر دیگر اناج نہ ہو تو کس سے؟"

"اگر جنگل کی بوٹیاں نہ ہوں تو کس سے؟"

"اگر درختوں کے پھل نہ ہوں تو کس سے؟"

"اگر پانی نہ ہو تو کس سے؟"

یاگیہ ولکیہ

یاگیہ ولکیہ: "دودھ"

"چاول اور جو سے۔"

"دیگر اناج سے۔"

"جنگل کی بوٹیوں سے۔"

"درختوں کے پھلوں سے۔"

"پانی سے۔"

"اگر کچھ بھی نہ ہو تو بھی ہون تو کرنا ہی ہے (شردھا عقیدت کی آگ میں حق کی آہوتی دے دیں۔"

جنک: "ہاں یاگیہ ولکیہ آپ ہون کی ماہیت سے واقف ہیں۔ میں آپ کو سو گائیں انعام میں دیتا ہوں۔"

तद्धैतज्जनको वैदेहः । याज्ञवल्क्यं पप्रच्छ वेत्थाग्निहोत्रं याज्ञवल्क्या३ इति
वेद सम्राडिति किमिति पय इति ॥ २ ॥ यत्पयो न स्यात् । केन
जुहुया इति । व्रीहियवाभ्यामिति यद् व्रीहियवौ न स्यातां केन
जुहुया इति या अन्या ओषधय इति । यदन्या ओषधयो न स्युः
केन जुहुया इति या आरण्या ओषधय इति यदारण्या ओषधयो
न स्युः केन जुहुया इति वानस्पत्येनेति यद्वानस्पत्यं न स्यात् केन
जुहुया इत्यद्भिरिति यदापो न स्युः केन जुहुया इति ॥ ३ ॥ स होवाच
न वा इह तर्हि किंचनासीदथैतदहूयतैव सत्यं श्रद्धायामिति वेत्थाग्नि-
होत्रं याज्ञवल्क्य धेनुशतं ददामीति होवाच ॥ ४ ॥

مگر اس کا تگیہ پورا نہ کیا جائے[1]۔

زمانہ طالب علمی کی میعاد

پانچویں یا آٹھویں سال سے لڑکے لڑکوں کی اور لڑکیاں لڑکیوں کی تعلیم گاہ میں چلی جائیں تعلیم کا آغاز مندرجہ ذیل ہدایات کے مطابق ہو:-

षट्त्रिंशदाब्दिकं चर्य्यं गुरौ त्रैवेदिकं व्रतम् ।

तदर्धिकं पादिकं वा ग्रहणान्तिकमेव वा ॥

آٹھویں سال سے آگے چھتیس سال یعنی ایک ایک وید کے بمعہ انگ اپانگ پڑھنے کے لئے بارہ بارہ برس اور ان میں پہلے آٹھ سال شامل کر کے چوالیس برس کی عمر تک یا اٹھارہ سال تعلیم اور اس سے پیشتر کے آٹھ سال شامل کر کے چھبیس سال کی عمر تک برہمچاری (طالب علم) رہے[2]۔ یا نو سال تعلیم پائے یا جب تک فارغ التحصیل نہ ہو جائے تب تک تعلیم جاری رکھے۔ منوسمرتی ۳-۱

چھاندوگیہ اُپنشد پرپاٹھک ۳۔ کھنڈ ۱۶ میں لکھا ہے۔ کہ برہمچریہ (زمانہ طالب علمی) تین قسم کا ہوتا ہے[3] (۱) ادنےٰ (۲) متوسط درجے کا (۳) اعلےٰ - ادنیٰ درجے کے برہمچریہ کی توضیح اس طرح کی گئی ہے:-

पुरुषो वाव यज्ञस्तस्य यानि चतुर्विंशति वर्षाणि तत्प्रातःसवनं, चतुर्विंशत्यक्षरा गायत्री गायत्रं प्रातःसवनं, तदस्य वसवोऽन्वायत्ताः प्राणा वाव वसव एते हीदं सर्वं वासयन्ति ॥ १ ॥

तञ्चेदेतस्मिन् वयसि किञ्चिदुपतपेत्स ब्रूयात्प्राणा वसव इदं मे प्रातःसवनं

شودر اور رشی دیانند

[1] اسی مضمون پر رشی نے اپنی رائے آگے چل کر اسی باب میں صفحہ ۵۵ پر ظاہر فرمائی ہے۔ رشی کی رائے میں شودر کا لڑکا بھی وید پڑھنے کا ویسا ہی مستحق ہے۔ جیسے دیگر جماعت کے بچے۔ ہاں یہ اور بات کہ کسی طالب علم کو پڑھنے پڑھانے سے کچھ بھی نہ آئے تو شخص غبی اور کند ذہن ہونے کی وجہ سے شودر کہلاتا ہے اس کا پڑھنا پڑھانا بیکار ہے۔" لیکن ایسا شودر کسی بھی ورن (جماعت مدنی) میں پیدا شدہ لڑکا ہو سکتا ہے کیونکہ رشی دیانند کی تعلیم کے مطابق (ورن ویوستھا) یعنی جماعات مدنی کا انحصار حسب و نسب پر نہیں بلکہ شخصی قابلیت پر ہے۔ یہاں ان آچاریوں (فقہاء) کی رائے درج کی گئی ہے جو स्त्रीशूद्रौ नाधीयाताम् । کے خلاف ہیں۔ اور عورتوں و شودروں کو تعلیم دینے کے حق میں نہیں۔

[2] تعلیم کی یہ میعاد ان کیلئے ہے جو تعلیم کا آغاز وقت معینہ کے بعد کریں۔ کم سے کم نو سال کی تعلیم سے کبھی بھی شخص کو محروم نہیں رہنا چاہیئے

[3] بودھاین دھرم سوتر۔ پرشن ۱۔ ادھیائے ۲ اور سوتر ۱-۲ میں عرصہ تعلیم کی میعاد اس طرح بیان کی ہے:-

अष्टाचत्वारिंशद्वर्षाणि पौराणं वेद ब्रह्मचर्यम् ॥ १ ॥

चतुर्विंशतिं द्वादश वा प्रतिवेदम् ॥ २ ॥

قدیم زمانے سے مروجی تعلیم وید کے عرصہ کی میعاد ۴۸ برس ہے۔ ۱۔ یا چوبیس برس یا ہر ایک وید کے لئے بارہ برس۔ ۲۔ آچاریہ بودھاین کی رائے میں برہمچریہ کی قلیل سے قلیل میعاد ۲۴ برس اور زیادہ سے زیادہ اڑتالیس برس ہے۔

چھاندوگیہ اپنشد۔ پرپاٹھک ۳۔ کھنڈ ۱۶ میں جیسا اس اندریہ کے تین سوتوں کا ذکر ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس نے یہ تینوں میعادیں یکے بعد دیگرے پوری کی تھیں۔ کھنڈ کے آخر میں کہا ہے۔ کہ اس کی عمر (۲۴ + ۴۴ + ۴۸) = ۱۱۶ برس ہوئی۔ دوسرے لفظوں میں وہ ساری عمر برہمچاری رہا۔

माध्यन्दिनथंसवनमनुसंतनुतेति माइं प्राणानां वसूनां मध्ये यज्ञो विलोप्सीयेत्युद्धैव तत एत्यगदो ह भवति ॥ २ ॥

قالب انسانی کا نام جس کی ترکیب خوراک اور اس کے جوہر سے ہوتی ہے۔ "پُرہ" یعنی نگمری ہے اور اس میں معروف استراحت یعنی آرام سے رہنے والے جیو آتما (روح) کو "پُرش" کہتے ہیں۔ یہ "پُرش" یگیہ یعنی اعلےٰ اوصاف سے متصف اور تعظیم و تکریم کے لائق ہے۔ اسے لازم ہے کہ ۲۴ برس تک حواس کو قابو میں رکھ کر وید وغیرہ (کتب العلوم) کی تعلیم اور اعلےٰ درجے کی تربیت حاصل کرے۔ (وزن گائتری کے ۲۴ میں حروف ہوتے ہیں اور پراتہ سون یعنی ابتدائی برہمچریہ کا وزن گائتری بیان کیا جاتا ہے جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ ابتدائی برہمچریہ ۲۴ سال کا ہوتا ہے۔ اور اگر طالب علم شادی کرنے کے بعد بھی جذبات شہوانی کا غلام نہ ہو۔ تو اُس کے قوائے جسمانی مضبوط ہو کر تمام پسندیدہ اوصاف کو اپنے میں لیا لیں گے۔ اگر کوئی شخص اوائل عمر میں اس کی تحصیل علم میں مزاحم ہو۔ تو آچاریہ (معلم) اُسے تلقین کرے۔ اور وہ خود بھی اپنے دل میں یہ عزم بالجزم کر لے۔ کہ اگر میں اوائل عمر ہی میں (برہمچریہ ضبط نفس) کے قواعد کی پوری پابندی کروں گا۔ تو میری روح اور قالب امراض سے محفوظ اور قوی ہوں گے۔ اور میرے تمام قوے عمدہ اوصاف کے مسکن بن جائیں گے۔ (وہ عوام کے روبرو اعلان کر دے کہ) اے لوگو! تم اس طرح ذرائع راحت کی توسیع کرو۔ کہ میں اپنے برہمچریہ (طاقت مردمی) کو زائل نہ کروں۔ اگر میں چوبیس برس کی عمر میں یعنی ۲۴ کے بعد خانہ داری کی منزل میں قدم رکھوں گا۔ تو ظاہر ہے کہ میں امراض سے بچا رہوں گا اور میری عمر ستر یا اسی سال کی ہوگی)

متوسط درجے کے برہمچریہ کی (زمانہ طالب علمی کی) توضیح اس طرح کی گئی ہے۔ کہ :-

अथ यानि चतुश्चत्वारिथंशद्वर्षाणि तन्माध्यन्दिनथंसवनं चतुश्चत्वारिंशदक्षरा त्रिष्टुप् त्रैष्टुभं माध्यंदिनथंसवनं तदस्य रुद्रा अन्वायत्ताः प्राणा वाव रुद्रा एते हीदथं सर्वं रोदयन्ति ॥ ३ ॥ यन्ति ॥ ३ ॥

तं चेदेतस्मिन्वयसि किञ्चिदुपतपेत्स ब्रूयात्प्राणा रुद्रा इदं मे माध्यन्दिनथं सवनं तृतीयसवनमनुसन्तनुतेति माइं प्राणानाथं रुद्राणां मध्ये यज्ञो विलोप्सीत्युद्धैव तत एत्यगदो ह भवति ॥ ४ ॥

(وزن ترشٹپ میں چوالیس حروف ہوتے ہیں اور مدھیندن سون یعنی متوسط برہمچریہ کا وزن ترشٹپ ہے) جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ متوسط درجہ کا برہمچریہ چوالیس برس کا ہوتا ہے) جو شخص ۴۴ برس تک برہمچاری (مجرد) رہ کر وید کا درس حاصل کرتا ہے۔ اس کے قوے۔ حواس ظاہری باطنی اور آتما (روح) قوی ہو کر شریر دل کو رلاتے اور شریفوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ (ایسا طالب علم اعلان کرے کہ) اگر میں اوائل عمر میں آپ کی حسب ہدایت ریاضت اور جفاکشی کروں گا تو میرے یہ "رُدر" یعنی رُلانے والے قوئ حیات مجھے متوسط درجے کا برہمچاری (طالب علم) بنائیں گے

اے برہمچاریو! تم اِس برہمچریہ (ضبطِ نفس) کی ترقی کرو۔ جیسے میں اِس برہمچریہ اپنی قوتِ مردمی کو زائل نہ کر کے یگیہ سُردیپ یعنی اپنا جسم بنتا ہوں۔ اور امراض سے محفوظ رہ کر فارغ التحصیل ہوتا ہوں ایسے ہی تم بھی ہو۔"

अथ यान्यष्टाचत्वारिंशद्वर्षाणि तत्तृतीयसवनमष्टाचत्वारिंशदक्षरा जगती जागतं तृतीयसवनं तदस्यादित्या अन्वायत्ताः प्राणा वावादित्या एते हीदं सर्वमाददते ॥ ५ ॥

तं चेदेतस्मिन् वयसि किञ्चिदुपतपेत्स ब्रूयात् प्राणा आदित्या इदं मे तृतीयसवनमायुरनुसंतनुतेति माहं प्राणानामादित्यानां मध्ये यज्ञो विलोप्सीयेत्युद्धैव तत एत्यगदो हैव भवति ॥ ६ ॥

اعلیٰ درجے کا برہمچریہ (زمانہ طالب علمی) ۴۸ برس کا ہوتا ہے۔ جیسے وِذن جگتی میں ۴۸ حروف ہوتے ہیں ویسے ہی جو آدمی ۴۸ برس تک برہمچریہ (ضبطِ نفس) کے قواعد کا پورے طور پر پابند رہتا ہے اس کے قوے اس کے مطیع ہو کر تمام علوم کے اخذ کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اُستاد اور ماں باپ اولاد کو اوائل عمر میں ہی علم اور نیک عادات کی تحصیل کے لئے ریاضت کا عادی بنا کر ان امور کی تلقین کریں اور طلبا خود بھی اِس غیر متزلزل عہد پر قائم رہیں۔ تو مکمل (یعنی چار سَو برس تک کی) زندگی سے محظوظ ہوں گے جو اشخاص برہمچریہ (زمانہ طالب علمی) کی اس اعلیٰ منزل پر پہنچ کر اس سے گرتے نہیں وہ تمام اقسام کی امراض سے محفوظ رہ کر دھرم (دین (اتقا) دولت (کام) مرادات دنیوی اور موکش (نجات) ان چار نعمتوں سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔

سُشرت سُوتر ستھان ادھیائے ۳۵ میں لکھا ہے کہ

चत्वारोऽवस्थाः शरीरस्य वृद्धिर्यौवनं सम्पूर्णता किञ्चित्परिहाणिश्चेति । आषोडशाद्वृद्धिः । आपञ्चविंशतेर्यौवनम् । आचत्वारिंशतः सम्पूर्णता । ततः किञ्चित्परिहाणिश्चेति ॥

---

[1] انسان کی متوسط عمر وید کے ارشادات کے مطابق سَو برس ہے۔ ہم سندھیا میں ہر روز پرارتھنا (دعا) کرتے ہیں:-

जीवेम शरदः शतम्........भूयश्च शरदः शतात् ।

.... ہم سو برس جئیں۔

بلکہ سَو برس سے زیادہ۔ نیز یجروید ۳ - ۶۲ میں اِس سے بڑھ چند عمر کے لئے بھی التجا کی گئی ہے۔

[2] موجودہ سُشرت میں مندرجہ ذیل عبارت ملتی ہے:-

तत्रोनषोडशवर्षा बालाः । तत्र आविंशतेर्वृद्धिरात्रिंशतो यौवनमाचत्वारिंशतः सर्वधात्विन्द्रियबलवीर्यसम्पूर्णता । अत ऊर्ध्वमीषत्परिहाणिर्यावत् सप्ततिरिति सप्ततेरूर्ध्वं....वृद्धमाचक्षते ।

سولہ برس سے کم کا انسان بچہ ہوتا ہے ...... بیس برس تک بڑھتا ہے۔ تیس برس تک جوانی ہوتی ہے۔ چالیس برس تک جسم کے سب اجزا، حواس، طاقت، قوت اور ہمت میں پختگی آتی ہے۔ اس کے بعد ستر برس تک کچھ کچھ انحطاط ہوتا ہے۔ ستر کے بعد ...... بُڈھا کہلاتا ہے۔

पञ्चविंशे ततो वर्षे पुमान् नारी तु षोडशे ।

समत्वागतवीर्यौ तौ जानीयात्कुशलो भिषक् ॥ ॥

جسم کی چار حالتیں ہوتی ہیں۔ اوّل بالیدگی یعنی سولھویں برس سے پچیسویں برس تک تمام اعضاء کا نشو و نما پانا۔ دوم شباب جو پچیسویں برس کے اختتام اور چھبیسویں برس کے آغاز سے شروع ہوتا ہے۔ سوم پختگی یعنی چالیسویں برس تک تمام اعضاء کا مکمل ہونا (اس کے بعد جسم کا جو جوہر بڑھتا ہے وہ جسم میں نہیں رہتا۔ بلکہ خواب۔ پسینے وغیرہ کے ذریعہ باہر نکل جاتا ہے۔ یہی چالیسواں برس شادی کے لئے افضل ہے۔ اس سے بھی افضل تر ۴۸ برس کی عمر ہے)

(ہوشیار طبیب کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مرد پچیسویں برس میں اور عورت سولھویں برس میں سنِ بلوغ کو پہنچ جاتے ہیں)

عورت کی میعادِ طالب علمی

معترض:۔ کیا برہمچریہ کا یہ قانون مرد اور عورت دونوں کے لئے یکساں ہے؟ **مجیب**:۔ نہیں۔ مرد کے پچیس برس کے مقابلے میں عورت کے برہمچریہ (مجرد رہنے) کی میعاد سولہ برس۔ مرد کے تیس برس کے مقابلے میں سترہ برس چھتیس برس کے مقابلے میں اٹھارہ برس۔ چالیس کے مقابلے میں بیس۔ چوالیس کے مقابلے میں بائیس اور اڑتالیس کے مقابلے میں چوبیس برس مقرر ہے۔ اڑتالیس برس کی عمر کے بعد مرد اور چوبیس برس کے بعد عورت کو مجرد نہیں رہنا چاہیئے۔ لیکن یہ یاد رہے۔ کہ یہ قاعدہ ان مردوں اور عورتوں کے لئے ہے جنہیں گرہست (منزل خانہ داری) میں داخل ہونا ہے۔ برعکس اس کے جو شادی کرنا ہی نہ چاہیں اور ساری عمر برہمچاری رہ سکتے ہوں وہ بے شک عمر بھر مجرد رہیں۔ مگر یہ بات پھر یاد رہے۔ کہ یہ کام کسی عارف کامل۔ فاتح نفس بے عیب مرتاض (یوگی) یا مرتاضہ کا ہے۔ جذباتِ شہوانی کو روک کر تمام حواس کو اپنے حیطۂ اختیار میں کر لینا نہایت دشوار ہے۔

اُستادوں اور شاگردوں کا طرزِ عمل

تیتریہ اپنشد شکشا ولی۔ انوواک ۹ میں طلباء و اساتذہ کے متعلق مندرجہ ذیل ہدایات درج ہیں:۔

ऋतं च स्वाध्यायप्रवचने च । सत्यं च स्वाध्यायप्रवचने च । तपश्च स्वाध्यायप्रवचने च । दमश्च स्वाध्यायप्रवचने च । शमश्च स्वाध्यायप्रवचने च । अग्नयश्च स्वाध्यायप्रवचने च । अग्निहोत्रश्च स्वाध्यायप्रवचने च । अतिथयश्च स्वाध्यायप्रवचने च । मानुषं च स्वाध्यायप्रवचने च । प्रजा च स्वाध्यायप्रवचने च । प्रजनश्च स्वाध्यायप्रवचने च । प्रजातिश्च स्वाध्यायप्रवचने च ।

مناسب طرزِ زندگی کے ذریعہ درس و تدریس میں مصروف ہوں۔

حق شعاری کے ذریعہ علوم حقہ کی درس و تدریس میں مصروف ہوں۔

ریاضت یعنی احکامِ الٰہی کی پابندی کے ذریعہ وید وغیرہ کتب مقدسہ کی درس و تدریس میں مصروف ہوں۔

حواس کو اعمالِ ذمیمہ سے روک کر درس و تدریس میں مصروف ہوں۔

قلب کے رجحان کو ہر قسم کے عیوب سے باز رکھ کر درس و تدریس میں مصروف ہوں۔

"آہونیہ" وغیرہ (اگنی، آتش اور بجلی وغیرہ کی ماہیت سے آگاہ ہو کر درس و تدریس میں مصروف ہوں۔

اگنی ہوتر کرتے ہوئے درس و تدریس میں مصروف ہوں۔

مہمانوں کی تواضع کرتے ہوئے درس و تدریس میں مصروف ہوں۔

فرائض انسانی کو کماحقہ ادا کرتے ہوئے درس و تدریس میں مصروف ہوں۔

اولاد اور رعایا کی حفاظت کرتے ہوئے درس و تدریس میں مصروف ہوں۔

طاقت مردمی کی حفاظت اور ترقی کرتے ہوئے درس و تدریس میں مصروف ہوں۔

اولاد اور طلباء کی حفاظت اور تربیت کرتے ہوئے درس و تدریس میں مصروف ہوں۔

یوگ درشن سادھن پاد سوتر ۳۰ میں مندرجہ ذیل پانچ یموں (ریاضت ہائے مجلسی) کا ذکر ہے۔

तत्राहिंसासत्यास्तेयब्रह्मचर्यापरिग्रहा यमाः ॥

(۱) اہنسا یعنی ترک عداوت (۲) ستیہ یعنی حق پسندی۔ حق گوئی اور حق شعاری (۳) استیہ یعنی خیال۔ قول اور فعل سے کبھی چوری نہ کرنا (۴) برہمچریہ یعنی خواہشات نفسانی کو قابو میں رکھنا (۵) اپری گرہ یعنی حرص اور ملکیت کے تکبر سے بالاتر رہنا۔ یہ پانچ یم (ریاضت ہائے مجلسی) ہمیشہ عمل میں لائیں۔ نیم یعنی ریاضت ہائے شخصی مندرجہ ذیل ہیں:۔

शौचसन्तोषतपःस्वाध्यायेश्वरप्रणिधानानि नियमाः ॥

(۱) شوچ (طہارت) یعنی غسل وغیرہ کے ذریعہ پاک و صاف رہنا (۲) سنتوش یعنی قناعت (قناعت کے معنی یہ نہیں کہ محنت کئے بغیر صابر رہے۔ قناعت کے اصلی معنے یہ ہیں۔ کہ محنت جس قدر ممکن ہو کرے مگر نتیجہ نفع ہو یا نقصان دونوں حالتوں میں نہ حد سے زیادہ خوش ہو اور نہ مغموم) (۳) تپ یعنی تکالیف برداشت کرکے بھی احکام الٰہی کے مطابق عمل کرے (۴) سوادھیائے یعنی درس و تدریس (۵) ایشور پرنیدھان یعنی آتما (اپنے آپ) کو پرمیشور کی خاص محبت اور عقیدت کیلئے نذر کئے رہنا۔

(یوگ درشن سادھن پاد سوتر ۳۲)

منوسمرتی ۴-۲۰۴ میں لکھا ہے:۔

यमान् सेवेत सततं न नियमान् केवलान् बुधः ।
यमान्पतत्यकुर्वाणो नियमान् केवलान् भजन् ॥

انسان یموں (ریاضت ہائے مجلسی) اور نیموں (ریاضت ہائے شخصی) دونوں کا پابند رہے۔ جو شخص ریاضت ہائے مجلسی سے بے پرواہ ہو کر فقط شخصی ریاضت پر کاربند رہتا ہے اسے ترقی نہیں۔ تنزل نصیب ہوتا ہے۔

कामात्मता न प्रशस्ता न चैवेहास्त्यकामता ।
काम्यो हि वेदाधिगमः कर्मयोगश्च वैदिकः ॥

نہ تو خواہشات کا مبتلا بن جانا ہی پسندیدہ ہے۔ نہ خواہشات سے بالکل عاری ہو جانا۔ کیونکہ بغیر خواہش (ارادے)

کے تو وید کا علم اور احکام وید کی تعمیل بھی نہیں ہوسکتی - منو ۲-۷

اس سے آگے چل کر منوسمرتی ۲ - ۲۸ میں لکھا ہے - کہ

स्वाध्यायेन व्रतैर्होमैस्त्रैविद्येनेज्यया सुतैः ।
महायज्ञैश्च यज्ञैश्च ब्राह्मीयं क्रियते तनुः ॥

تمام علوم کی درس و تدریس - برہمچریہ (ضبط نفس) راست گوئی وغیرہ اخلاقی اصولوں کی پابندی - اگنی ہوتر وغیرہ یگیہ (روزانہ فرائض) قبول حق و ترک باطل - علوم حقہ کی تدریس - وید کے ارشادات سہ گونہ (ارشادات متعلقہ علم - ارشادات متعلقہ عمل اور ارشادات متعلقہ تقرب الہٰی) کے علم - پکش اِشٹی وغیرہ یگیوں (فرائض شرعی) پیدائش نسل برہم - دیو - پتری - آتھتی اور ویشو دیو ان پانچ مہا یگیوں (فرائض روزانہ) اور اگنی شٹوم وغیرہ یگیہ یاگ (رسوم شرعی) اور علوم صنعت و حرفت وغیرہ کے اختیار کرنے سے اس قالب کو برہمیشور اور وید کی عقیدت کا محل (یعنی براہمن کا قالب) بنایا جاتا ہے - ان ذرائع کے بغیر براہمن کا قالب تیار نہیں کیا جاسکتا -

منو ۲ - ۸۸ میں لکھا ہے - کہ

इन्द्रियाणां विचरतां विषयेष्वपहारिषु ।
संयमे यत्नमातिष्ठेद्विद्वान् यन्तेव वाजिनाम् ॥

جیسے ہوشیار رتھبان گھوڑے کو قابو میں رکھتا ہے - اسی طرح حواس کو جو قلب اور روح کو برے اعمال کی طرف کھینچ لیجاتے ہیں - اور ہمیشہ محسوسات میں پھنسے رہتے ہیں - بہر کیف اپنے قابو میں لانے کی کوشش کرے - کیونکہ

इन्द्रियाणां प्रसंगेन दोषमृच्छत्यसंशयम् ।
सन्नियम्य तु तान्येव ततः सिद्धिं नियच्छति ॥

آتما (روح) حواس کے قابو میں آکر بالیقین بڑے بڑے عیوب میں مبتلا ہو جاتا ہے - مگر جب انسان حواس پر قابو پالیتا ہے - تبھی استعداد روحانی سے بہرہ ور ہوتا ہے -

منو ۲ - ۹۷

वेदास्त्यागश्च यज्ञाश्च नियमाश्च तपांसि च ।
न विप्रदुष्टभावस्य सिद्धिं गच्छन्ति कर्हिचित् ॥

بد اخلاق مغلوب الحواس شخص کو وید - ترک محسوسات - یگیہ (رسوم شرعی) ضبط نفس اور ریاضت کبھی منزل مقصود پر نہیں پہنچاتے - منو ۲ - ۹۰

वेदोपकरणे चैव स्वाध्याये चैव नैत्यिके ।
नानुरोधोऽस्त्यनध्याये होममन्त्रेषु चैव हि ॥ १ ॥
नैत्यिके नास्त्यनध्यायो ब्रह्मसत्रं हि तत्स्मृतम् ।
ब्रह्माहुतिहुतं पुण्यमनध्यायवषट्कृतम् ॥ २ ॥

وید کے درس و تدریس، سندھیا اُپاسنا وغیرہ پانچ مہایگیوں (روزانہ فرائض کی ادائیگی) اور ہوَن کے منتروں (کی تلاوت) میں تعطیل کا حکم نہیں ہے۔ منوسمرتی ۲ - ۱۰۵)۔ روزانہ فرائض کی ادائیگی میں تعطیل نہیں ہوتی۔ (منوسمرتی ۲ - ۱۰۶)

(جیسے سانس ہمیشہ لیا جاتا ہے، اس میں ناغہ نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح روزانہ فرائض کی تکمیل ہر روز ہونی چاہیئے۔ تعطیل کے دن بھی اگنی ہوتر وغیرہ اچھے افعال باعثِ ثواب ہوتے ہیں مثلاً دروغ گوئی سے ہمیشہ گناہ اور راست گوئی سے ہمیشہ ثواب ہوتا ہے۔ اسی طرح بُرے اعمال میں ہمیشہ تعطیل اور نیک اعمال میں ہمیشہ مصروفیت رہنی چاہیئے)

अभिवादनशीलस्य नित्यं वृद्धोपसेविनः ।
चत्वारि तस्य वर्द्धन्त आयुर्विद्या यशो बलम् ॥

جو اہلِ علم شخص منکسر اور شائستہ رہتا اور بزرگوں کی خدمت کرتا ہے اس کی عمر، علم، شہرت اور طاقت ہمیشہ ترقی پذیر رہتی ہے (اور جو اشخاص ان اوصاف اور اعمال سے عاری ہیں۔ ان کی یہ چاروں چیزیں ترقی کا منہ نہیں دیکھتیں) (منوسمرتی ۲ - ۱۲۱)

अहिंसयैव भूतानां कार्यं श्रेयोऽनुशासनम् ।
वाक् चैव मधुरा श्लक्ष्णा प्रयोज्या धर्ममिच्छता ॥

(علماء اور طلباء کو لازم ہے کہ) عداوت کے خیال سے بالاتر ہو کر تمام بنی نوعِ انسان کو طریقِ خیر کی ہدایتیں تلقین کرنے والا ہمیشہ شیریں اور شائستہ کلام زبان پر لائے۔ جو دینِ حق کی ترقی چاہے۔ اسے ہمیشہ راہِ حق پر چلنا اور راہِ راست کی ہدایت کرنی چاہیئے۔ (منوسمرتی ۲ - ۱۵۹)

यस्य वाङ्मनसी शुद्धे सम्यग्गुप्ते च सर्वदा ।
स वै सर्वमवाप्नोति वेदान्तोपगतं फलम् ॥ २ ॥

جس شخص کا قلب اور زبان قابو میں اور اخلاقی کدورتوں سے پاک ہے۔ وہی وید کی تمام تعلیمات سے بہرہ یاب ہوتا ہے۔ منوسمرتی ۲ - ۱۶۰

संमानाद् ब्राह्मणो नित्यमुद्विजेत विषादिव ।
अमृतस्येव चाकांक्षेदवमानस्य सर्वदा ॥

وہی براہمن (خداشناس) تمام ویدوں کا اور پرمیشور کی ذات و صفات کا عالم ہے۔ جو تعظیم سے اس طرح ڈرتا ہے۔ جیسے زہر سے اور تحقیر کا اس طرح خواہاں رہتا ہے۔ کہ وہ گویا اس کے لئے آبِ حیات ہے۔

(منوسمرتی ۲ - ۱۶۲)

अनेन क्रमयोगेन संस्कृतात्मा द्विजः शनैः ।
गुरौ वसन् संचिनुयाद् ब्रह्माधिगमिकं तपः ॥

اس طرح یگیوپویت سے آراستہ ہو کر برہمچاری اور برہمچارنی (طالب اور طالبہ) جن کی آچاریہ کی گود میں دوبارہ پیدائش ہو چکی ہے۔ وید کے معانی کے ماہر ہوتے جائیں یہی ان کی ریاضت ہے۔ (منو ۲ - ۱۶۴)

योऽनधीत्य द्विजो वेदमन्यत्र कुरुते श्रमम् ।
स जीवन्नेव शूद्रत्वमाशु गच्छति सान्वयः ॥

جو وید کا علم حاصل نہیں کرتا اور دیگر تحصیلات میں مصروف رہتا ہے۔ وہ (برہمن، کشتری اور ویش جیتے جی) اپنے بیٹوں۔ پوتوں سمیت جلدی شودر کے درجہ پر جا پہنچتا ہے۔ (منوسمرتی ۲-۱۶۸)

वर्जयेन्मधुमांसञ्च गन्धं माल्यं रसान् स्त्रियः ।
शुक्तानि यानि सर्वाणि प्राणिनां चैव हिंसनम् ॥ १ ॥
अभ्यङ्गमञ्जनं चाक्ष्णोरुपानच्छत्रधारणम् ।
कामं क्रोधं च लोभं च नर्त्तनं गीतवादनम् ॥ २ ॥
द्यूतं च जनवादं च परिवादं तथाऽनृतम् ।
स्त्रीणां च प्रेक्षणालम्भमुपघातं परस्य च ॥ ३ ॥
एकः शयीत सर्वत्र न रेतः स्कन्दयेत्क्वचित् ।
कामाद्धि स्कन्दयन्रेतो हिनस्ति व्रतमात्मनः ॥ ४ ॥

برہمچاری اور برہمچارنی (طالب اور طالبہ) شراب۔ گوشت۔ عطریات۔ پھولوں کے ہار۔ لذیذ اشیاء صنفِ غیر کی قربت۔ ترشی۔ اعضاء کی مالش۔ جانداروں کو اذیت پہنچانے۔ عضو تناسل کو بے وجہ چھونے۔ آنکھوں میں سرمہ لگانے جوتے اور چھاتے کے استعمال۔ شہوت۔ غصہ۔ لالچ۔ موہ۔ خوف۔ غم۔ حسد۔ دشمنی۔ رقص۔ ساز و سرود۔ قماربازی ہر کس و ناکس کے ذکر۔ مذمت۔ دروغ گوئی۔ صنفِ غیر پر نظر ڈالنے اور اُن کے پاس جانے۔ کسی کو ضرر پہنچانے وغیرہ افعالِ بد کو ترک کر دیں۔ ہمیشہ تنہا سوئیں۔ طاقتِ مردمی کو زائل نہ ہونے دیں۔ جس نے شہوت کے بس میں آکر طاقتِ مردمی کو زائل ہونے دیا۔ اُس نے اپنا برہمچریہ (مجرّد رہنے) کا برت (عہد) توڑ دیا۔

منوسمرتی ۲-۱۷۷ تا ۱۸۰

वेदमनूच्याचार्योऽन्तेवासिनमनुशास्ति । सत्यं वद । धर्मं चर । स्वाध्यायान्मा प्रमदः । आचार्याय प्रियं धनमाहृत्य प्रजातन्तुं मा व्यवच्छेत्सीः । सत्यान्न प्रमदितव्यम् । धर्मान्न प्रमदितव्यम् । कुशलान्न प्रमदितव्यम् । भूत्यै न प्रमदितव्यम् । स्वाध्यायप्रवचनाभ्यां न प्रमदितव्यम् । देवपितृकार्याभ्यां न प्रमदितव्यम् । मातृदेवो भव । पितृदेवो भव । आचार्य्यदेवो भव । अतिथिदेवो भव । यान्यनवद्यानि कर्माणि तानि सेवितव्यानि नो इतराणि । यान्यस्माकँसुचरितानि तानि त्वयोपास्यानि नो इतराणि । ये के चास्मच्छ्रेयाँसो ब्राह्मणास्तेषां त्वयासनेन प्रश्वसितव्यम् । श्रद्धया देयम् । अश्रद्धया देयम् । श्रिया देयम् । ह्रिया देयम् । भिया देयम् । संविदा देयम् । अथ यदि ते कर्मविचिकित्सा वा वृत्तविचिकित्सा वा स्यात् ये तत्र ब्राह्मणाः सम्मर्शिनो युक्ता अयुक्ता अलूक्षा धर्मकामाः

स्युर्यथा ते तत्र वर्तेरन् तथा तत्र वर्तेथाः । एष आदेश एष उपदेश एषा वेदोपनिषत् । एतदनुशासनम् । एवमुपासितव्यम् । एवमु चैतदुपास्यम् ।

تعلیم کا خاتمہ

(وید کی تعلیم کے خاتمہ پر) اُستاد طالب اور طالبہ کو مندرجہ ذیل نصیحت کرے:-

ہمیشہ سچ بولنا۔ احکام الٰہی کو عمل میں لانا۔ درس و تدریس میں غفلت نہ ہونے دینا برہمچریہ (ضبط نفس) کے قواعد پر نہایت سختی سے کاربند رہ کر تمام علوم حاصل کرنا۔ اُستاد کو اُس کی دلپذیر نذر دے کر اور شادی کر کے اولاد پیدا کرنا۔ حق شعاری میں بے اعتنائی نہ کرنا۔ احکام الٰہی کی تعمیل میں بے اعتنائی نہ کرنا۔ صحت جسمانی اور حکمت عملی کے امور میں بے اعتنائی نہ کرنا۔ لیاقتِ حسنہ کی ترقی میں بے اعتنائی نہ کرنا۔ درس و تدریس میں کبھی بے اعتنائی نہ کرنا۔ دیوتاؤں یعنی علماء اور والدین کی خدمت میں بے اعتنائی نہ کرنا۔ جیسے اہل علم کی ویسے ہی والدین، اُستاد اور مہمان کی ہمیشہ خدمت کیا کرنا۔ جو اعمال نیک اور احکام الٰہی کے مطابق ہیں مثلاً حق گوئی وغیرہ انہی پر کاربند رہنا۔ ان کے برخلاف دروغ گوئی وغیرہ کی طرف کبھی راغب نہ ہونا۔ ہمارے جو اعمال نیک یعنی احکام الٰہی کے مطابق ہوں انہیں اخذ کرنا۔ اور جو ہم سے لغزشیں ہو جاتی ہیں ان کی تقلید کبھی نہ کرنا۔ جو ہم میں اعلیٰ درجہ کے علماء یعنی احکام الٰہی کے پابند براہمن (خدا شناس) ہیں۔ انہیں کی صحبت اختیار کرنا اور انہی پر اعتماد کرنا۔ عقیدت سے نذر و خیرات وغیرہ دینا بغیر عقیدت کے بھی دینا۔ سلیقے سے بھی دینا۔ لحاظ سے بھی دینا۔ خوفِ (خدا) سے بھی دینا۔ اقرار کے مطابق دینا۔ جب کبھی تجھے فرائض۔ اخلاق۔ تقرب الٰہی اور امور علمی کے متعلق شبہ ہو جس طرح نیکو شعار بے تعصب۔ مرتاض (یوگی) غیر مرتاض (رقیق القلب) احکام الٰہی کے دلدادہ سالکان راہ حق برتاؤ کریں ویسے ہی تو بھی کرنا یہی حکم۔ یہی فرمان۔ یہی نصیحت۔ یہی وید کا راز یعنی حقیقی تلقین ہے۔ اس کے مطابق عمل پیرا ہونا اور اپنے اخلاق کی اصلاح کرتے رہنا چاہیئے۔ (تیترییہ اپنشد ۱۱-۱-۲-۳-۴-)

अकामस्य क्रिया काचिद् दृश्यते नेह कर्हिचित् ।
यद्यद्धि कुरुते किञ्चित् तत्तत्कामस्य चेष्टितम् ॥

(تمام بنی نوع انسان کو ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ) انسان کیلئے بغیر ارادے کے کوئی کام (یہاں تک کہ آنکھوں کا کھولنا اور بند کرنا) بھی قطعاً ناممکن ہے۔ ظاہر ہے کہ انسان جو بھی عمل کرتا ہے وہ بدوں ارادہ کے نہیں ہوتا۔ (منوسمرتی ۲-۴)

आचारः परमो धर्मः श्रुत्युक्तः स्मार्त एव च ।
तस्मादस्मिन्सदा युक्तो नित्यं स्यादात्मवान् द्विजः ॥

(کہنے سننے۔ سیکھنے سنانے۔ پڑھنے پڑھانے کا ثمر) (یعنی سب سے اعلیٰ فرض) وید اور وید کے مطابق سمرتیوں میں بیان کردہ احکام دینی پر کاربند ہونا ہے۔ (خود شناس دوج یعنی عالم) ان احکام پر ہمیشہ عمل پیرا رہے (منوسمرتی ۱-۱۰۸) کیونکہ

आचाराद्विच्युतो विप्रो न वेदफलमश्नुते ।
आचारेण तु संयुक्तः सम्पूर्णफलभाग्भवेत ॥

جس کا عمل احکام الٰہی کے مطابق نہیں جو وید میں بیان کئے گئے (دھرم) اعمال دین کے ثمر یعنی راحت سے مستفیض نہیں ہو سکتا۔ برخلاف اس کے جس کا عمل احکام الٰہی کے مطابق ہوتا ہے وہی مکمل راحت سے فیضیاب ہوتا ہے (منو ۱-۱۰۹)

योऽवमन्येत ते मूले हेतुशास्त्राश्रयाद् द्विजः ।

स साधुभिर्बहिष्कार्यो नास्तिको वेदनिन्दकः ॥

جو شخص (کورانہ منطق کا سہارا لے کر) وید اور دیگر مطابق علمائے کامل کی تصنیف کردہ کتب دینی (شاستروں) کی توہین کرتا ہے۔ وید کی مذمت کرنے والے اس ناستک یعنی کافر (دوج) کو (قوم پنگت یعنی کھانے کی صف اور دلیش (اپنے حلقہ) سے) خارج کر دینا چاہیئے۔ (یعنی اس سے مجلسی میل جول نہیں رکھنا چاہیئے۔ (منو ۲-۱۱) کیونکہ

वेदः स्मृतिः सदाचारः स्वस्य च प्रियमात्मनः ।

एतच्चतुर्विधं प्राहुः साक्षाद्धर्मस्य लक्षणम् ॥

(۱) وید (۲) وید کے مطابق علمائے کامل کی تصنیف کردہ منوسمرتی وغیرہ شاستر یعنی کتب دینی۔ (۳) برگزیدہ اشخاص کا طرز عمل جو زمانہ قدیم سے وید کے ذریعہ پیشواؤں کے نافذ کردہ دستور العمل کے مطابق اور (۴) جو بات اپنے ضمیر کو مرغوب ہے (مثلاً حق گوئی) یہ چار دھرم (دین) کے معیار ہیں۔ (منو ۲-۱۲)

یعنی انہی کے ذریعہ دھرم (دین) اور ادھرم (کفر) کی پہچان ہوتی ہے۔ جو تعصب سے بالاتر ہو کر انصاف اور حق کو قبول اور باطل کو بالکل ترک کر دینا چاہیئے۔ اسی اخلاق کا نام دھرم یعنی دین ہے۔ اور جو اس کے برعکس تعصب میں پھنس جانا اور راہ انصاف سے روگرداں ہو کر حق کا ترک اور باطل کا اختیار کرنا ہے وہ ادھرم یعنی کفر یا بے دینی ہے۔

अर्थकामेष्वसक्तानां धर्मज्ञानं विधीयते ।

धर्मं जिज्ञासमानानां प्रमाणं परमं श्रुतिः ॥

جو اشخاص زر و جواہر وغیرہ مال و دولت اور عورتوں کی صحبت وغیرہ محسوسات شہوانی میں مستغرق نہیں ہوتے انہیں کو علوم دینی حاصل ہوتے ہیں جو علم دین کے خواہشمند ہوں۔ انہیں وید کے ذریعہ دھرم یعنی امور دینی وغیرہ کا فیصلہ کرنا چاہیئے کیونکہ دھرم (دین) اور ادھرم (بے دینی) کا کماحقہ تصفیہ بغیر وید کے نہیں ہوتا۔ (منو ۲-۱۳)

استاد اپنے شاگرد کو مندرجہ بالا حقائق کی تلقین کرے۔

سرکار کا فرض

راجہ کا یہ خاص فرض ہے۔ کہ کشتریوں۔ ویشوں اور اعلیٰ طبقہ کے شودروں کے لئے بھی لازمی طور پر تحصیل علم کا انتظام کرے۔ اگر صرف براہمن ہی تعلیم حاصل کریں اور کشتری وغیرہ دیگر جماعات نہ کریں۔ تو علم دین۔ دولت اور سلطنت وغیرہ کی ترقی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ براہمن تو بذریعہ درس و تدریس اور کشتری وغیرہ حصول معاش کر کے بھی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ مگر جب اس طرح براہمن معاش کے لئے (دیگر جماعات کے) محتاج ہوتے ہیں۔ اور کشتریوں وغیرہ (دیگر جماعات) میں کوئی ایسا محتاط نہیں ہوتا جو اُن کے اعمال کی کماحقہ نگرانی کر کے انہیں سزا و جزا دے سکے۔ تو براہمن سے لیکر شودر تک تمام جماعات مکر و فریب میں پھنس جاتی ہیں۔ برعکس اس کے جب کشتری وغیرہ جماعات علم سے بہرہ ور ہو

جاتی ہیں۔ تو براہمن بھی دیگر جماعتوں سے بڑھ کر تحصیل علوم میں کوشاں اور راہ دین کبھیر رہتے ہیں۔ اور دیگر جماعات کے ذی علم افراد کے سامنے مکر و دروغ سے بھی محترز رہتے ہیں۔ ان جماعتوں کے جاہل ہونے کی صورت میں وہ جیسا چاہتے ہیں۔ ویسا ہی عمل کرتے اور کراتے ہیں۔ اس لئے اگر براہمن خود اپنا بھلا چاہیں تو کشتری وغیرہ غیر براہمن جماعات کو وید وغیرہ کتب حقہ کی تعلیم دینے میں پوری محنت سے کام لیں۔ کیونکہ کشتری وغیرہ ہی علم۔ دین۔ دولت اور سلطنت کی ترقی کے باعث ہوتے ہیں۔ ایسے براہمن کبھی خیرات مانگ کر گزارہ نہیں کرتے۔ اور اس لئے وہ تعلیم و تدریس کے معاملات میں طرفداری کا سلوک بھی نہیں کر سکتے۔ جب تمام جماعات میں اعلیٰ تعلیم و تربیت کا رواج ہوتا ہے۔ تو کوئی خلاف دین بدعات باطلہ کو بھی جو مکر و فریب کی ہی ایک مجسم صورت ہیں۔ رواج نہیں دے سکتا۔ اس بیان سے ثابت ہے۔ کہ کشتری وغیرہ جماعات کو ضبط میں رکھنے والے براہمن اور سنیاسی اور سنیاسیوں اور براہمنوں کو ضابطہ کی حدود میں رکھنے والی کشتری وغیرہ جماعات ہوتی ہیں۔ بنا بریں تمام جماعات کے زن و مرد میں علم اور دین کی اشاعت ضرور کرنی چاہیئے۔

تحقیق حق کے پانچ معیار

اب نصاب تعلیم اور جو جو باتیں درس و تدریس کا مضمون بنتی ہیں۔ اُن سب کی تحقیق مکمل طور پر ہو جانی چاہیئے۔ تحقیق پانچ طرح کی ہوتی ہے۔ اوّل جو جو باتیں ایشور کے اوصاف۔ افعال اور عادات اور احکام وید کے موافق ہو وہ حق۔ اور جو اس کے برعکس ہو وہ باطل ہے۔ دوم جو جو باتیں قانون قدرت کے موافق ہے وہ حق اور جو اس کے خلاف ہے وہ باطل ہے مثلاً کوئی کہے کہ بغیر ماں باپ کی مجامعت کے لڑکا پیدا ہوا تو یہ قول قانون قدرت کے خلاف ہونے کی وجہ سے سراسر باطل ہے۔ سوم جو عارفان کامل یعنی احکام الٰہی کے پابند حق گو۔ مکر و فریب سے بالاتر علماء کی صحبت اور تلقین کے موافق ہے۔ وہ قابل قبول اور جو اس کے خلاف ہے وہ ناقابل قبول ہے۔ چہارم جو اپنے ضمیر کی پاکیزگی اور علم کے مطابق ہو۔ وہ حق ہے۔ مثلاً جیسے ہمیں خود راحت مرغوب اور رنج غیر مرغوب ہے۔ ایسے ہی اوروں کے متعلق بھی یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ اگر میں کسی کے لئے راحت یا رنج کا موجب بنوں گا۔ تو وہ مجھ سے خوش یا ناخوش ہوگا۔ پنجم آٹھ ذرائع الیقین (پرمانوں) یعنی مشاہدہ۔ قیاس۔ تشبیہہ۔ روایت صحیحہ۔ تاریخ۔ مرادات ضمنی۔ امکان اور عدم۔

آٹھ پرمان۔ ذرائع الیقین

ذیل میں آٹھ (پرمانوں) ذرائع الیقین کی تعریف کی جاتی ہے۔ یہ تمام حوالہ جات نیائے درشن کے باب اوّل و دوم سے لئے گئے ہیں:۔

इन्द्रियार्थसन्निकर्षोत्पन्नं ज्ञानमव्यपदेश्यमव्यभिचारि व्यवसायात्मकं प्रत्यक्षम् ॥

(۱) جو علم حواس اور محسوسات کے براہ راست تعلق سے پیدا ہو اور جو نرا لفظی نہ ہو۔ اور نہ مغشوش بلکہ یقینی
شاہد ہو۔ اس کو "پرتکش" یعنی علم بالمشاہدہ کہتے ہیں۔ (نیائے درشن ۱-۱-۴) جو حواس خمسہ یعنی سامعہ لامسہ باصرہ۔ ذائقہ اور شامہ کا صوت (آواز) لمس۔ صورت۔ ذائقہ اور بو کے ساتھ بلاواسطہ تعلق ہوتا ہے اور پھر ان حواس کا تعلق من (آلۂ خیال) سے اور من (آلۂ خیال) کا روح سے ہو جاتا ہے۔ اس سے پیدا شدہ علم

علم بالمشاہدہ کہلاتا ہے۔ مگر جو اسم اور مسمےٰ کے تعلق سے علم ہوتا ہے۔ وہ علم بالمشاہدہ نہیں مثلاً کسی نے کسی سے کہا۔ پانی لے آ۔ وہ لے آیا۔ اور اس کے پاس رکھ کر بولا۔ یہ پانی ہے۔ اب "پانی" اس چار حروف سے مرکب اسم" کو نہ تو لانے والا دیکھ سکتا ہے۔ نہ منگانے والا۔ دیکھا جاتا ہے مسمےٰ یعنی وہ چیز جس کا نام پانی ہے یہ مشاہدہ ہے اور مسمے کا جو علم اسم وغیرہ الفاظ کے سننے سے پیدا ہوتا ہے وہ "شبد" یعنی روایت صحیحہ میں شامل ہے۔ "ویبھچاری یا موہوم وہ ہے۔ جیسے کسی نے رات کے وقت ستون دیکھ کر اسے انسان مان لیا مگر جب دن کو دیکھا تو رات کے انسان کا خیال زائل ہو کر ستون کا خیال قائم ہوا۔ اس عارضی خیال کا نام وہم ہے یہ مشاہدہ نہیں۔ یقینی کی توضیح اس طرح ہوتی ہے۔ کہ کسی نے دور سے دریا کی ریت پر نظر ڈال کر کہا۔ کہ وہاں کپڑے سوکھ رہے ہیں یا پانی ہے یا کچھ اور ہے۔ یا دور سے کسی انسان کو دیکھ کر کہا۔ یہ دیودت ہے یا یگیہ دت۔ یہ مشاہدہ نہیں۔ مشاہدہ تب ہو گا جب تحقیق ہو کر ان میں سے کسی ایک پر یقین ہو جائے گا۔ اس لئے علم بالمشاہدہ کی تعریف یہ کی گئی۔ کہ وہ نہ لفظی یعنی فقط اسم و مسمے کے تعلق سے پیدا شدہ نہ موہوم ہو بلکہ بالیقین ہو۔

(۱) جس چیز کے جزو یا کل کا کسی مکان یا زمان میں مشاہدہ ہو چکا ہو۔ اس کے کسی ساتھ رہنے والے جزو کے دور سے مشاہدہ کئے جانے پر اس جزو کے غیر مشہود یعنی نہ دیکھے۔ کل کا علم "انومان" یعنی علم بالقیاس کہلاتا ہے۔ مثلاً بیٹے کو دیکھ کر باپ کا۔ پہاڑ وغیرہ پر دھواں دیکھ کر آگ کا اور دنیا میں رنج و راحت دیکھ کر سابقہ زندگی کا قیاس ہوتا ہے۔ قیاس

अथ तत्पूर्वकं त्रिविधमनुमानं पूर्ववच्छेषवत्सामान्यतो दृष्टञ्च ॥

(نیائے درشن ۱-۱-۵)

قیاس تین قسم کا ہوتا ہے۔ پوروت یعنی علت سے معلول کا شیش وت یعنی معلول سے علت کا اور سامانیہ تو درشٹ یعنی قیاس عامہ۔

(۱) پورووت (علت سے معلول کا) مثلاً بادلوں کے مشاہدے سے برسات کا۔ شادی کے مشاہدہ سے اولاد کی پیدائش کا۔ پڑھتے ہوئے طلباء کو دیکھ کر علم کے حاصل ہونے کا قیاس ہوتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس جہاں علت کے مشاہدہ سے معلول کا قیاس ہو۔ وہ "پوروت" یعنی قیاس بالعلت کہلاتا ہے۔ (ب) شیش وت (معلول سے علت کا) مثلاً دریا میں پانی کی طغیانی دیکھ کر اوپر ہو چکی برسات کا۔ بیٹے کو دیکھ کر باپ کا۔ عالم موجودات کو دیکھ کر قدیم علت اور اس کے فاعل ایشور کا۔ اور رنج و راحت دیکھ کر گناہ و ثواب کا قیاس ہوتا ہے۔ یہ قیاس "شیش وت" یعنی قیاس من معلول کہلاتا ہے۔ (ج) "سامانیہ تو درشٹ" یعنی قیاس عامہ جن اشیاء کا باہم علت و معلول کا تعلق تو نہ ہو۔ مگر ان میں کوئی اور اشتراک خواص پایا جاتا ہو مثلاً کوئی شخص بغیر چلے خود دوسرے مقام پر نہیں جا سکتا۔ اس سے وہ دوسروں کا بھی بغیر چلے کسی اور مقام پر نہ جا سکنے کا قیاس کرتا ہے۔ یہ قیاس "سامانیہ تو درشٹ" یعنی قیاس عامہ ہے۔ "انومان" یعنی علم بالقیاس کے معنی ہیں "مان" علم۔ "انو" مابعد۔ قیاس مابعد یعنی مشاہدے کے بعد پیدا ہونے والا علم مثلاً دھوئیں کے مشاہدے کے بغیر غیر مشہود آگ کا قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ قیاس کی قسمیں

प्रसिद्धसाधर्म्यात्साध्यसाधनमुपमानम् ॥

علم المثل (۳) معروف مشہود یعنی مشاہدہ کی ہوئی چیز سے اشتراک خواص کے ذریعہ غیر مشہود یعنی مشاہدہ نہ کی ہوئی چیز کا علم علم بالمثل یا علم بالمشابہ کہلاتا ہے۔

(نیائے درشن ۱-۱-۶)

مثلاً کسی نے نوکر سے کہا۔ وشنو متر کو بلا لا۔ وہ بولا۔ میں نے وشنو متر کو کبھی نہیں دیکھا۔ تب مالک نے کہا۔ وشنو متر ایسا ہی ہے جیسا دیودت۔ جب ملازم وہاں گیا۔ تو دیودت کا ہم شکل دیکھ کر وشنو متر کو لے آیا۔ یا کوئی کہے) جیسی یہ گائے ہے ویسی ہی نیل گائے ہوتی ہے۔ (یہ سن کر ایک شخص نے) جنگل میں ایک حیوان جو گائے کا ہم شکل تھا۔ دیکھ کر یقین کر لیا۔ کہ یہ نیل گائے ہے۔

आप्तोपदेशः शब्दः ॥

روایت صحیحہ (۴) جو علم کسی عالم کامل۔ احکام الہٰی کے پابند۔ بغیر خواہ عوام حق گو محقق۔ فاتح النفس شخص کے باطن میں ہو۔ اور جس سے خود اسے آرام نصیب ہوا ہو۔ وہ شخص اس کے اظہار کی خواہش سے متحرک ہو کر بنی نوع انسان کی بہبودی کے لئے اس کی تلقین کرے۔ اسے "شبد" یعنی علم بالروایت کہتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں خاک سے لے کر ذات پاک پرمیشور تک تمام موجودات کا عالم ہو کر کوئی شخص اپنے علم کی تلقین کرے۔ تو ایسے معتمد شخص کی ہدایت اور کامل معتمد پرمیشور کے قول وید کو "شبد" یعنی روایت صحیحہ کہتے ہیں۔

(نیائے درشن ۱-۱-۷)

(نیائے درشن میں معترض نے سوال اٹھایا ہے)

न चतुष्ट्वमैतिह्यार्थापत्तिसम्भवाभावप्रामाण्यात् ॥

علم الیقین کے ماخذ ہی چار نہیں۔ کیونکہ (ایتہیہ) تاریخ۔ (ارتھاپتی) کنایہ یا مراد ضمنی۔ (سنبھو) امکان اور (ابھاو) عدم بھی وسائل یقین ہیں۔ (۲-۲-۱)

ایتہیہ تاریخ (۵) "ایتہیہ" کے معنی ہیں تاریخ مثلاً فلاں شخص ایسا تھا۔ یا اس نے ایسا عمل کیا۔ وغیرہ تاریخ کا نام "ایتہیہ" ہے

ارتھاپتی (۶) "ارتھاپتی" کے معنی ہیں کنایہ یا مراد ضمنی مثلاً کسی نے کہا۔ بادلوں کے ہونے سے ہی بارش ہوتی ہے کیونکہ معلول کا وجود علت کے وجود سے ہی ہوتا ہے۔ اس سے بغیر کہے یہ دوسری بات اپنے آپ کہہ دی گئی۔ کہ بغیر بادل کے برسات اور بغیر علت کے معلول کا وجود نہیں ہو سکتا۔

سنبھو (۷) "سنبھو" یعنی ممکن مثلاً کوئی کہے۔ ماں سے باپ کے بغیر اولاد ہو گئی۔ کسی نے مردوں کو زندہ کیا۔ پہاڑ اٹھائے۔ سمندر میں پتھر تیرائے۔ چاند کے ٹکڑے کئے۔ پرمیشور نے قالب اختیار کیا۔ انسان کے سینگ دیکھے گئے۔ بانجھ عورت کے لڑکے لڑکی کی شادی ہوئی۔ وغیرہ یہ سب امور غیر ممکن ہیں۔ کیونکہ یہ قانون قدرت کے خلاف ہیں ممکن وہی امور ہیں جو قانون قدرت کے مطابق ہوں۔

ابھاو (۸) "ابھاو" یعنی عدم۔ نہ ہونا مثلاً کسی نے کسی سے کہا۔ ہاتھی لے آ۔ وہ وہاں ہاتھی کو غیر موجود دیکھ کر جہاں ہاتھی موجود تھا وہاں سے ہاتھی لے آیا۔

یہ آٹھ پرمان ذرائع یقین ہیں۔ اگر ان میں سے "ایتہیہ" یعنی تاریخ کا شمول "شبد" یعنی روایت صحیحہ میں اور "ارتھاپتی" یعنی کنایہ یا مراد ضمنی کا "سنبھو" یعنی ممکن میں اور "ابھاو" یعنی عدم کا شمول "انومان" یعنی قیاس

میں کر لیا جائے۔ تو ذرائع یقینی کی تعداد چار رہ جاتی ہے۔

انسان مذکورہ بالا معیار ہائے خمسہ سے حق و باطل کی تحقیق کر سکتا ہے۔ ان کے بغیر نہیں۔ ویشیشک درشن کے مصنف کناد منی کا قول ہے۔ کہ

धर्मविशेषप्रसूताद् द्रव्यगुणकर्मसामान्यविशेषसमवायानां पदार्थानां [साधर्म्य- वैधर्म्याभ्यां] तत्त्वज्ञानान्निःश्रेयसम् ॥

جب انسان احکام الٰہی کی کماحقہ تعمیل کر کے اپنے باطن کا تزکیہ کر لیتا ہے۔ اور اسے "سادھرما" یعنی اشتراکِ خواص (مثلاً عدم ادراک خاک اور آب کا خاصہ مشترکہ ہے) اور "ویدھرما" یعنی افتراقِ خواص (مثلاً زمین ٹھوس اور پانی سیال ہے) کے ذریعہ چھ پدارتھوں (موجودات ستہ) یعنی دْرویہ (جوہر) گن (وصف) کرم (حرکت) سامانیہ (اشتراک) ویشیش (افتراق) اور سموایہ (تعلق لازمی) کی ماہیت کا علم ہو جاتا ہے۔ تو اسے نجات مل جاتی ہے۔ (ویشیشک ۱-۱-۴)

पृथिव्यापस्तेजोवायुराकाशं कालो दिगात्मा मन इति द्रव्याणि ।

جوہر نو ہیں۔ پرتھوی (خاک) جل (آب) تیج (آتش) وایو (باد) آکاش (خلا) کال (زماں) دشا (سمت) آتما (روح اور ایشور) اور من (آلۂ خیال) (۱-۱-۵)

क्रियागुणवत्समवायिकारणमिति द्रव्यलक्षणम् ॥ (۱-۱-۱۵)

جوہر — جس میں حرکات اور اوصاف یا فقط اوصاف رہیں۔ یا جو سموائے کارن (علتِ مادی) بننے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اسے جوہر کہتے ہیں۔ خاک۔ آب۔ آتش۔ باد۔ من (آلۂ خیال) اور آتما (روح) یہ چھ جواہر ایسے ہیں جن میں حرکات اوصاف دونوں رہتے ہیں۔ اور خلا۔ زماں۔ سمت اور ایشور۔ یہ جواہر ایسے ہیں جن میں اوصاف رہتے ہیں۔ علت وہ ہے جو معلول سے پہلے موجود ہو۔ علت مادی کے معنے ہیں۔ جو (معلول کا) مادہ ہو۔

रूपरसगन्धस्पर्शवती पृथिवी ॥

خاک — خاک وہ جوہر ہے جس میں صورت۔ ذائقہ۔ بو اور لمس یہ چار اوصاف پائے جاتے ہیں (۲-۱-۱) (ان میں سے صورت آتش کی۔ ذائقہ آب کی اور لمس باد کی آمیزش کی وجہ سے پایا جاتا ہے۔)

✓ व्यवस्थितः पृथिव्यां गन्धः ।

بو خاک کا خاصہ ہے۔ ۲-۲-۲۔ ایسے ہی ذائقہ آب کا صورت آتش کا لمس باد کا اور صوت (آواز) خلا کا خاصہ ہے۔

रूपरसस्पर्शवत्य आपो द्रवाः स्निग्धाः ।

آب — آب میں صورت ذائقہ اور لمس یہ تین اوصاف پائے جاتے ہیں۔ آب مائع اور رطب (تر) ہوتا ہے۔ ۲-۱-۲۔ ذائقہ آب کا خاصہ ہے۔ اور اس میں صورت اور لمس بالترتیب آتش اور باد کی آمیزش کی وجہ سے پائے جاتے ہیں۔ ✓

अप्सु शीतता ॥

برودت (سردی) آب کی فطرت میں ہے ۲-۲-۵

तेजो रूपस्पर्शवत् ॥

آتش — آتش وہ جوہر ہے جس میں صورت اور لمس یہ دو اوصاف پائے جاتے ہیں۔ ۲-۱-۳۔ صورت آتش کا خاصہ ہے۔ اور لمس باد کی آمیزش کی وجہ سے ہے۔

स्पर्शवान् वायुः ।

باد — باد وہ جوہر ہے جس میں لمس پایا جاتا ہے یعنی جو چھوا جا سکتا ہے ۲-۱-۹ - اس میں حرارت اور برودت
بالترتیب آتش اور آب کی آمیزش کی وجہ سے پائی جاتی ہے۔

त आकाशो न विद्यन्ते ।।।

خلا — صوت، ذائقہ، بُو اور لمس خلا میں نہیں پائے جاتے۔ خلا کا خاصہ صوت (آواز) ہے۔ ۲-۱-۵

निष्क्रमणं प्रवेशनमित्याकाशस्य लिङ्गम् ।। اخراج اور ادخال خلا کی علامات ہیں

कार्य्यान्तराप्रादुर्भावाच्च शब्दः स्पर्शवतामगुणः ।।

صوت دیگر معلولات یعنی خاک۔ آب۔ آتش اور باد سے جن میں وصف لمس پایا جاتا ہے نمودار نہیں
ہوتی۔ اس لئے یہ اُن کا وصف نہیں فقط خلا کا وصف ہے۔ ۲-۱-۲۵

अपरस्मिन्नपरं युगपच्चिरं क्षिप्रमिति काललिङ्गानि ।।

زماں — زماں کی علامات تقدم (پہلے ہونا) تاخر (پیچھے ہونا) معیت (ایک ہی وقت ہونا۔ تاخیر (دیر)
اور تعجیل (جلدی) ہیں۔ ۲-۲-۶

नित्येष्वभावादनित्येषु भावात्कारणे कालाख्येति ।।

چونکہ زماں کا اطلاق موجودات دائمی پر نہیں ہوتا اگر موجودات عارضی پر ہوتا ہے۔ بس زماں علت ہے ۲-۲-۹

इत इदमिति यतस्तद्दिश्यं लिङ्गम् ।।

سمت — سمت کی علامت ہے فلاں چیز کی فلاں طرف ۲-۲-۱۰ مثلاً یہ چیز اُس چیز کے پُورب (مشرق) پچھم (مغرب)
دکن (جنوب)۔ اُتر (شمال) میں۔ اُوپر یا نیچے کی طرف ہے۔

आदित्यसंयोगाद् भूतपूर्वाद् भविष्यतो भूताच्च प्राची ।।

مشرق (پُورب) وہ سمت ہے جس سے تینوں زمانوں میں طلوع آفتاب کا تعلق ہے۔ ۲-۲-۱۴۔ مغرب
(پچھم) وہ سمت ہے جس میں آفتاب غروب ہوتا ہے۔ مشرق کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جائیں تو دائیں
طرف سمت جنوب اور بائیں طرف سمت شمال رہتی ہے۔

एतेन दिगन्तरालानि व्याख्यातानि ।।

اسی سے آگنیئی (جنوب مشرق) نیرتی (جنوب مغرب) وایوی (شمال مشرق) ایشانی (شمال مغرب)۔
ان گوشوں کی بھی توضیح ہو جاتی ہے۔ ۲-۲-۱۶
نیائے درشن میں آتما یعنی رُوح اور ایشور کی اس طرح توضیح کی گئی ہے:-

इच्छाद्वेषप्रयत्नसुखदुःखज्ञानान्यात्मनो लिङ्गमिति ।।

آتما[1] کی علامات رغبت۔ نفرت۔ سعی۔ رنج۔ راحت۔ علم۔ یہ اوصاف ہیں۔ ۱-۱-۱۰
ویشیشک درشن میں ان علامات میں کچھ اضافہ کے ساتھ مندرجہ ذیل علامات بیان کی گئی ہیں:-

प्राणाऽपाननिमेषोन्मेषजीवनमनोगतीन्द्रियान्तरविकाराः सुखदुःखेच्छाद्वेषप्रयत्ना-
श्चात्मनो लिङ्गानि ।।

[1] کسی جوہر میں سب علامات کا ہونا لازم نہیں۔

سانس اندر لینا اور باہر نکالنا۔ آنکھ میچنا اور کھولنا۔ زندگی۔ خیال یعنی علم۔ حرکت حواس دوسرے کا فعل۔ اندرونی عوارض (مثلاً بھوک۔ پیاس۔ بخار۔ درد وغیرہ) راحت۔ رنج۔ رغبت۔ نفرت اور سعی یہ علامات آتما کی ہیں۔ ۳-۲-۴

युगपज्ज्ञानानुत्पत्तिर्मनसो लिङ्गम् ॥

من آ

من یعنی آلۂ خیال کی علامت یہ ہے۔ کہ اس سے ایک وقت میں دو چیزوں کا علم نہیں ہوتا۔ اساس نیائے درشن یہ (قدر دلیل) جواہر کی (سدھرمیہ) ماہیت اور (لکشن) تعریف کی گئی ہے۔ اب گُن (وصف) اوصاف کا بیان کیا جاتا ہے۔

रूपरसगन्धस्पर्शाः संख्याः परिमाणानि पृथक्त्वं संयोगविभागौ परत्वाऽपरत्वे बुद्धयः सुखदुःखे इच्छाद्वेषौ प्रयत्नाश्च गुणाः ॥

گُن (اوصاف)

(روپ) صورت۔ (رس) ذائقہ۔ (گندھ) بُو۔ (سپرش) لمس۔ (سنکھیا) تعداد (پریمان) کمیت (پرتھکتا) جدائی۔ (سنیوگ) اتصال۔ (وبھاگ) انفصال۔ (اپرتو) تاخر اور بعد۔ (پرتو) تقدم اور قرب (بدھیہ) آلۂ تمیز۔ (سکھ) راحت (دکھ) رنج۔ (اچھا) رغبت۔ (دویش) نفرت۔ (پریتن) سعی (گرتو) ثقل۔ مائیت۔ رطوبت۔ تاثرات۔ گناہ و ثواب اور صوت یہ چوبیس اوصاف ہیں
(۱-۱-۶ ویشیشک درشن)

द्रव्याश्रय्यगुणवान् संयोगविभागेष्वकारणमनपेक्ष इति गुणलक्षणम् ॥

(گن) وصف کی تعریف یہ ہے۔ کہ وہ جوہر کے سہارے رہتا ہے۔ اس کا اور وصف نہیں ہوتا۔ وہ اتصال اور انفصال کی علت نہیں بنتا اور نہ کسی دوسرے وصف کا محتاج ہوتا ہے۔ ۱-۱-۱۶

श्रोत्रोपलब्धिर्बुद्धिनिर्ग्राह्यः प्रयोगेणाऽभिज्वलित आकाशदेशः शब्दः ॥ ॥

جس کا احساس کانوں سے اور ادراک عقل سے ہوتا ہے۔ جو تلفظ سے ظہور میں آتا ہے۔ اور جس کا مقام خلا ہے۔ وہ شبد یعنی صوت ہے۔ (مہابھاشیہ ۱-۱-۲)

جس کا احساس آنکھ سے ہو وہ (روپ) صورت۔ جس کا احساس زبان سے ہو وہ (رس) ذائقہ مثلاً شیریں وغیرہ۔ جس کا احساس ناک سے ہو وہ (گندھ) بُو۔ جس کا احساس جلد سے ہو۔ وہ (سپرش) لمس کہلاتا ہے۔ (سنکھیا) تعداد وہ وصف ہے جس سے ایک دو وغیرہ کا شمار ہو سکتا ہے۔ (پرتھکتا) جدائی ایک دوسرے سے الگ ہونے کو کہتے ہیں (سنیوگ) اتصال کے معنے ملنا (وبھاگ) انفصال کے معنے منقسم ہونا (اپرتو) بعد کے دور ہونا۔ تاخر کے معنے پیچھے ہونا (پرتو) قرب کے معنے نزدیک ہونا۔ تقدم کے معنے پہلے ہونا جس سے اچھے بُرے کی پہچان ہو اُسے (بدھی) تمیز۔ آرام کو (سکھ) راحت۔ تکلیف کو (دکھ) رنج۔ آرزو کو (اچھا) رغبت عدم آرزو کو (دویش) نفرت۔ کوشش کو (پریتن) سعی۔ بھاری پن کو (گرتو) ثقل بہنے کو (دروتا) مائیت۔ نمی کو (سنیہہ) رطوبت۔ دوسرے کے تعلق کے اثر کو (سنسکار) تاثر۔ اعمال حمیدہ کے اثر کو (دھرم) ثواب اور اعمال مذموم کے اثر کو (ادھرم) گناہ کہتے ہیں۔

حرکت

حرکت مندرجہ ذیل پانچ قسم کی ہوتی ہے :-

उत्क्षेपणमवक्षेपणमाकुञ्चनं प्रसारणं गमनमिति कर्माणि ॥

(۱) حرکت بسمت بالا (۲) حرکت بسمت زیریں (۳) انقباض یعنی سکڑنا (۴) بسط یعنی پھیلانا اور (۵) آمد و رفت اور گردش ۱-۱-۷

حرکت کی تعریف یہ ہے :-

एकद्रव्यमगुणं संयोगविभागेष्वनपेक्षकारणमिति कर्मलक्षणम् ॥

حرکت وہ ہے جو ایک جوہر میں رہے۔ جس کا وصف نہ ہو اور جو اِتصال اور انفصال میں علّتِ مطلق ہو۔ ۱-۱-۱۷

द्रव्यगुणकर्मणां द्रव्यं कारणं सामान्यम् ॥

معلول جوہر معلول وصف اور معلول حرکت کی علّت مشترکہ جوہر ہوتی ہے ۱-۱-۱۸

द्रव्याणां द्रव्यं कार्यं सामान्यम् ॥

جواہر کے معلولات میں جوہر معلول مشترکہ ہوتا ہے ۱-۱-۲۳

द्रव्यत्वं गुणत्वं कर्मत्वञ्च सामान्यानि विशेषाश्च ॥

جواہر میں جوہریت۔ اوصاف میں وصفیت اور حرکات میں تحرک کا اشتراک ہے لیکن جوہریت وصفیت اور تحرک کی نسبت خاص ہے۔ علیٰ ہذا القیاس وصفیت جوہریت اور تحرک کی نسبت اور تحرک جوہریت اور وصفیت کی نسبت خاص ہے ۱-۲-۵

सामान्यं विशेष इति बुद्ध्यपेक्षम् ॥

اِشتراک اور اختصاص بلحاظ نقطۂ نظر ہوتا ہے۔ ۱-۲-۳ مثلاً اِنسانیت سب انسانوں میں مشترکہ ہے مگر حیوانوں کی نسبت خاص ہے۔ اِسی طرح تذکیر و تانیث۔ براہمن پن کشتری پن۔ ویش پن اور شودرپن اِنسانوں میں خاص ہیں۔ براہمنوں میں براہمن مشترکہ ہے اور کشتریوں کی نسبت یہ وصف خاص ہے علیٰ ہذا القیاس ؛

इहेदमिति यतः कार्यकारणयोः स समवायः ॥

حرکت اور متحرک۔ وصف اور موصوف۔ نوع اور فرد۔ عِلّت اور معلول۔ جزو اور کل کا تعلق سمواے یعنی لازمی کہلاتا ہے۔ ۷-۲-۲۶ اور جو جوہروں کا باہم تعلق ہوتا ہے اُسے سنیوگ یعنی اِتصال کہتے ہیں۔ اِتصال عارضی ہوتا ہے لیکن سمواے یعنی تعلق لازمی متعلقین کے زمانۂ وجود تک قائم رہتا ہے

द्रव्यगुणयोः सजातीयारम्भकत्वं साधर्म्यम् ॥

جوہر اور وصف میں یہ خاصہ مشترکہ ہے کہ یہ اپنے جیسا معلول پیدا کرتے ہیں۔ ۱-۱-۹ مثلاً مٹی سے گھڑا پیدا ہوتا ہے۔ مٹی غیر مدرک ہے گھڑا بھی غیر مدرک ہوگا۔ مٹی جوہر ہے عدم ادراک وصف۔ مٹی اپنے جیسا معلول گھڑا پیدا کرتی ہے۔ ایسے ہی عدم ادراک عدم ادراک ہی کو پیدا کرتا ہے۔ پانی سے برف پیدا ہوتی ہے جو اس کی ہم صفت ہے ایسے ہی اس کا عدم ادراک ادراک کو پیدا نہیں کرتا۔

कारणाभावात्कार्याभावः ॥

معلول کے وجود کے لئے عِلّت کا وجود ضروری ہے۔ ۴-۱-۳

न तु कार्याभावात्कारणाभावः ॥

مگر معلول کے عدم سے علت کے عدم کا استدلال نہیں ہو سکتا۔ ۱-۲-۲

कारणाऽभावात्कार्याऽभावः ॥

علت کے عدم سے معلول کے عدم کا استدلال ہوتا ہے۔ ۱-۲-۱

कारणगुणपूर्वकः कार्यगुणो दृष्टः ॥

معلول کے اوصاف علت کے اوصاف کے مطابق ہوتے ہیں۔ ۲-۱-۲۴

پریمان (کمیت)

(پریمان) کمیت دو طرح کی ہوتی ہے

अणु महदिति तस्मिन्विशेषभावाद्विशेषाभावाच्च ।

(انو) کمیت صغیر اور (مہت) کبیر۔ کمیت نسبتی صفت ہے مثلاً ترسرینو لکشا (لیکھ) کی نسبت صغیر اور دوینک کی نسبت کبیر ہے۔ پہاڑ۔ زمین کی نسبت صغیر اور درخت کی نسبت کبیر ہے ۷-۱-۱۱

وجود

सदिति यतो द्रव्यगुणकर्मसु सा सत्ता ॥

(ستا) وجود وہ ہے جس سے جواہر۔ اوصاف اور حرکات کو موجود کہا جاتا ہے۔ ۱-۷-۷

भावोनुवृत्तेरेव हेतुत्वात् सामान्यमेव॥

جواہر۔ اوصاف اور حرکات میں علم ہونے کی وجہ سے ان سب میں وجود کا اشتراک ہے۔ ۱-۲-۴

ان تمام موجودات میں ہونے کی وجہ سے وجود مشترک اعظم ہے

مندرجہ بالا توضیح جواہر موجود کی ہے۔ عدم کی پانچ قسمیں ہوتی ہیں۔

ابھاو (عدم)

क्रियागुणव्यपदेशाभावात्प्रागसत्॥

حرکات اور اوصاف کا ذکر نہ ہو سکنے کی صورت میں متحرک اور متصف کا "پراگ ابھاو" یعنی عدم ماقبل ہوتا ہے ۹-۱-۱ مثلاً گھڑا اور کپڑا بنائے جانے سے پیشتر نہیں تھے اس عدم کو عدم ماقبل کہتے ہیں۔

सदसत् ॥ موجود ہونے کے بعد غیر موجود ہو جانا "دھونسو ابھاو" یعنی عدم مابعد کہلاتا ہے ۹-۱-۲

सच्चासत् ॥ جو ہو اور نہ ہو (مثلاً گھوڑا گائے نہیں اور گائے گھوڑا نہیں یعنی گھوڑے میں گائے کا اور گائے میں گھوڑے کا عدم ہے) اس عدم کو "انیونیہ ابھاو" یعنی عدم بالغیر کہتے ہیں۔ ۹-۱-۴

यच्चान्यदसदतस्तदसत् ॥ ان اقسام کے علاوہ عدم "اتینت ابھاو" یعنی عدم محض یا عدم مطلق کہلاتا ہے۔ جیسے انسان کے سینگ۔ آسمان کا پھول۔ بانجھ کا لڑکا وغیرہ ۹-۱-۵

नास्ति घटो गेह इति सतो घटस्य गेहसंसर्गप्रतिषेधः ॥

گھر میں گھڑا نہیں ہے۔ اس طرح کا "ظرف موجود کا گھر سے عدم تعلق اور دوسری جگہ وجود" سامیک ابھاو" یعنی عدم فی الحال کہلاتا ہے۔ ۹-۱-۱۰

یہ پانچ اقسام "ابھاو" یعنی عدم کی ہیں۔

इन्द्रियदोषात्संस्कारदोषाच्चाविद्या ॥

حواس اور تاثرات کے ناقص ہونے کا نتیجہ "اودّیا" یعنی جہل ہے ۹-۲-۱۰

तद्दुष्टज्ञानम् ॥ ناقص یعنی حقیقت کے برعکس علم کو جہل کہتے ہیں ۹-۲-۱۱

अदुष्टं विद्या ॥ غیر ناقص یعنی صحیح علم کو "وِدّیا" کہتے ہیں۔ ۹-۲-۱۲

पृथिव्यादिरूपरसगन्धस्पर्शा द्रव्यानित्यत्वादनित्याश्च ॥

چونکہ معلول خاک وغیرہ جوہر عارضی ہیں اس لئے ان کے اوصاف صورت، ذائقہ، بو اور لمس بھی عارضی ہیں ۷-۱-۲ एतेन नित्येषु नित्यत्वमुक्तम् ॥ ۷-۱-۲ اس سے جواہر دائمی کے دوام کا بیان ہو گیا ۷-۱-۳ सदकारणवन्नित्यम् ॥ معلول جواہر عارضی ہیں اور جو علت ہیں۔ وہ دائمی ہیں۔ ۴-۱-۱

अस्येदं कार्यं कारणं संयोगि विरोधि समवायि चेति लैङ्गिकम् ॥

(انومان) قیاس (لنگ) علامت کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اس کا بیان اس طرح کیا جاتا ہے کہ فلاں موجود فلاں مقصد کی علت (کارن) ہے فلاں فلاں کا معلول (کاریہ) ہے۔ یا ایک لفظ میں فلاں فلاں کا (سمواۓ) تعلق لازمی ہے۔ فلاں فلاں کا (سنیوگی) متصل ہے فلاں فلاں کا (ورودھی) متضاد ہے فلاں فلاں کا ایک ادھر سمواۓ ہم متصف ہے۔ ۹-۲-۱ تعلق لازمی مثلاً خلا میں کیت ہے متصل مثلاً جسم میں چمڑا ہے ہم متصف مثلاً معلول صورت اور معلول لمس جن کا متصف ایک ہو متضاد مثلاً ہونے کی بارش، ہونے والی بارش کی۔

नियतधर्मसाहित्यमुभयोरेकतरस्य वा व्याप्तिः ॥ निजशक्त्युद्भवमित्याचार्याः ॥ आधेयशक्तियोग इति पञ्चशिखः ॥

مقررہ مقیاس یعنی ذریعہ قیاس (سادھن) اور مقیس (سادھیہ) کی باہمی رفاقت کو جن میں سے کئی حالتوں میں دونوں ایک دوسرے کے سادھیہ مقیس بن جاتے ہیں۔ اور کئی حالتوں میں فقط ایک) ویاپتی یعنی التزام کہتے ہیں۔ سانکھیہ ۵-۲۹ مثلاً دھواں مقیاس یعنی ذریعہ قیاس ہے اور آگ مقیس۔ (دھواں بغیر آگ کے نہیں ہو سکتا۔ مگر آگ بغیر دھوئیں کے رہ سکتی ہے)

بعض حکماء کی رائے میں (سادھن) مقیاس (سادھیہ) مقیس کی ذاتی قوت سے پیدا ہوتا ہے سانکھیہ ۵-۳۱ مثلاً پانی وغیرہ آگ کی قوت سے انفصال سے دھوئیں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں آچاریہ (حکیم) پنچ شِکھ کی رائے میں مقیاس مقیس پہ قائم ہوتا ہے یعنی مقیس مقیاس کو سہارا دیتا ہے سانکھیہ ۵-۳۲ مثلاً مہت تتو اور بدھی وغیرہ قائم ہیں اور مادہ جائے قیام۔ قوت قائم ہے اور قوت جائے قیام۔

علیٰ ہذالقیاس شاستروں یعنی کتب علوم کے استناد وغیرہ سے تحقیق کر کے درس و تدریس کریں۔ اس کے بغیر طلباء کو حقیقت کا علم ہونا ناممکن ہے۔ کتب کا امتحان بھی مندرجہ بالا طریق سے کریں۔ جو کتاب اس تحقیق میں صحیح ثابت ہو۔ اُسے درس میں داخل کر لیں۔ اور جو غلط ثابت ہو۔ اُسے نصاب سے خارج کر دیں۔ کیونکہ

लक्षणप्रमाणाभ्यां वस्तुसिद्धिः ॥ ہر شے کی تحقیق تعریف اور وسایلِ یقین سے ہوتی ہے

تعریف۔ مثلاً خاک وہ جوہر ہے جس کا خاصہ بُو ہے اور وسیلۂ یقین مثلاً مشاہدہ وغیرہ۔ ان (تعریف اور وسایلِ یقین) سے صحیح اور غیر صحیح کا فیصلہ ہو جاتا ہے اور تمام موجودات کے متعلق حق و باطل کی تحقیقات کی جا سکتی ہے اور ان کے بغیر کچھ بھی تحقیق ہونا ناممکن ہے۔

نصابِ تعلیم

شکشا یا علم تلفظ

اب نصابِ تعلیم کا بیان کیا جاتا ہے۔ اوّل شکشا (یعنی علم تلفظ) مصنفہ پانینی منی کی تعلیم دیں۔ یہ کتاب سوترول (مختصر فقروں) میں ہے۔ اس کے پڑھانے کا طریق یہ ہے۔ کہ ہر طرف کا استھان (مخرج) (پریتن) مخرج کا عمل اور کرن (دیگر اعضا کی حرکت) بتاتے ہیں مثلاً حرف پ کا مخرج ہونٹ ہے عمل ہونٹوں کا ملنا اور حرکت سانس اور زبان کی ہوتی ہے۔ اسی طرح ماں باپ اور استاد تمام حروف ابجد کے تلفظ کی تعلیم دیں۔

ویاکرن قواعد صرف و نحو

اس کے بعد ویاکرن یعنی قواعد صرف و نحو پڑھائیں۔ اس کے لئے اشٹادھیائی کے سوترول قواعد کی قرأت۔ ترکیب۔ تفریق یعنی اور مثال سکھائیں۔ جس جس سوتر سے جو جو عمل ہوتا ہے اسے پڑھا اور لکھوا کر عمل کر لئے جائیں۔ اس طرح پڑھنے اور پڑھانے سے جلدی اور دیرپا علم ہوتا ہے۔ اس طرح اشٹادھیائی کا ایک دور کر کے دھاتو پاٹھ (مصدر نامہ) مع معانی صیغہ جات ذیل سمیت قواعد عامہ کی تعلیم دیں [1]........

مہرشی پانینی نے ہزار شلوکوں میں سنسکرت زبان کے الفاظ۔ معانی اور ان کے باہمی تعلقات کا مکمل بیان کر دیا ہے۔ دھاتو پاٹھ کے بعد اُنادی گن کی تعلیم دیں۔ اور اس ضمن میں سُبنت یعنی اسما کا علم کما حقہٗ کرا کے اشٹادھیائی کا دوسرا دور کرائیں۔ اور اس میں اعتراضات۔ ان کا دفعیہ۔ وارتک۔ کارِکا اور اصطلاحات کی مکمل تعلیم دیں [1]............ اشٹادھیائی کے بعد مہابھاشیہ کی تعلیم دیں۔ جو دانشمند محنتی۔ بے ریا۔ ترقی علم کے خواہشمند معلّم اور متعلّم اس طرح درس و تدریس میں بلا ناغہ مصروف رہیں گے تو ڈیڑھ برس میں اشٹادھیائی اور ڈیڑھ برس میں مہابھاشیہ ختم کر کے تین برس میں مکمل ویاکرن یعنی وید اور سنسکرت ادب کے الفاظ (کی ترکیب) کے ماہر ہو کر دیگر شاستروں (علوم) پر نہایت آسانی اور سرعت سے عبور حاصل کر سکتے ہیں جس قدر محنت ویاکرن میں پڑتی ہے اتنی کسی اور علم میں نہیں پڑتی۔ اور اس علم کی جس قدر مہارت ان کُتب کے مطالعہ سے تین برس میں ہو جاتی ہے۔ دیگر کتب مثلاً ساروسوت۔ چندرکا۔ کومدی۔ منورما وغیرہ کے مطالعہ سے پچاس برس میں بھی نہیں ہو سکتی۔ جتنا بسیط مضمون ان فاضل مہرشیوں نے اپنی چھوٹی چھوٹی تصانیف میں نہایت قدرتی انداز سے بیان کیا ہے۔ وہ تنگ نظر لوگوں کی مذکورہ بالا فرضی تصانیف میں کیونکر مندرج ہو سکتا ہے۔ مہرشیوں کا مقصد یہ ہوتا ہے۔ کہ اپنا مافی الضمیر جہاں تک ہو سکے آسان پیرایہ میں اس طرح بیان کر دینا کہ اس کے اخذ کرنے میں بہت کم وقت صرف ہو۔ برخلاف اس کے تنگ خیال مصنفوں کے پیشِ نظر یہ امر رہتا ہے۔ کہ جہاں تک ممکن ہو مشکل لکھنا جس کے پڑھنے میں محنت زیادہ اور فائدہ کم ہو۔ کھودنے والا کھودے تو پہاڑ اور اسے حاصل کوڑی ہو اس کے مقابلے میں مہرشیوں کی تصانیف کا مطالعہ ایسا ہے۔ کہ ایک غوطہ لگاتے ہی بیش بہا موتی ہاتھ آ جائیں۔

[1] یہاں رشی نے ایک نمونے کا سبق دیا ہے جس میں ویاکرن کی اصطلاحات کی افراط ہے۔ ان اصطلاحات کے مترادف الفاظ اردو میں نہیں ہیں۔ اور ایک خالص اردو دان کی فہم سے یہ سبق بعید ہوگا۔ اس لئے اسے حذف کر دیا ہے شائقین اصل کتاب کے آدیہ بھاشا میں مطالعہ کریں۔ (مترجم)

ویاکرن کے بعد نگھنٹو اور نرکت مصنفہ یاسک منی معہ معانی چھ یا آٹھ مہینے میں ختم کریں۔ ناستکوں (منکرین وید) کی تصانیف مثلاً امرکوش وغیرہ کے مطالعہ میں خواہ مخواہ کئی کئی سال ضائع نہ کریں۔

اس کے بعد پنگل آچاریہ کے چھند شاستر یعنی کتاب عروض کے مطالعہ سے وید اور علم سنسکرت نظم کے اوزان کی مہارت پیدا کر کے طبعزاد اشعار کہنے کا طریق اچھی طرح سے سیکھیں۔ اس کتاب کے مطالعہ اور شعر گوئی کی مشق آتعلیم میں چار مہینے لگ جائیں گے۔ ورت رتناکر وغیرہ کتب جو کم علم معتقدوں کی تصانیف ہیں ان پر خواہ مخواہ کئی برس ضائع نہ کریں۔ بعد ازاں منوسمرتی۔ والمیکی رامائن اور مہابھارت کے ادیوگ پرو میں سے ودر نیتی وغیرہ چیدہ چیدہ حصوں کا جن سے اخلاق ذمیمہ کا ازالہ اور شائستگی وغیرہ اطوار حمیدہ کی تعلیم ملتی ہے۔ بطور کتب ادب مطالعہ کریں یعنی ترکیب الفاظ۔ معانی الفاظ۔ ربط الفاظ صفت و موصوف اور مفہوم عبارت وغیرہ معلم صاحبان ذہن نشین کراتے اور طلبا کرتے جائیں۔ ایک سال میں یہ درس ختم ہو جانا چاہیئے۔

اس کے بعد پورو میمانسا۔ ویشیشک۔ نیائے۔ یوگ۔ سانکھیہ۔ اور ویدانت (ان چھ درشنوں یعنی کتب فلسفہ و منطق) کا جہاں تک ممکن ہو۔ رشیوں یا دیگر ماہرین فلسفہ و منطق کی سریع الفہم تفاسیر کے ساتھ ساتھ مطالعہ کریں۔ مگر یہ یاد رہے۔ کہ ویدانت کے سوتروں کے مطالعہ سے پیشتر ایش۔ کین۔ کٹھ۔ پرشن۔ منڈک۔ مانڈوکیہ۔ ایتریہ۔ تیتریہ۔ چھاندوگیہ اور برہدارنیک۔ ان دس اپنشدوں کا درس ہو جانا چاہیئے۔ چھ درشنوں کی تعلیم معہ ان کی تفاسیر کے دو برس میں ختم ہو جائے گی۔ اس کے بعد چھ سال کے اندر اندر چاروں براہمنوں یعنی ایتریہ۔ شت پتھ۔ سام اور گوپتھ کے ساتھ ساتھ چاروں ویدوں کی قرأت (سُر) ترکیب الفاظ۔ معانی اور معانی کے باہمی تعلق اور منتروں کے محل استعمال (کلیہ) کی تعلیم حاصل کرنی چاہیئے۔

स्थाणुरयं भारहारः किलाभूदधीत्य वेदं न विजानाति योऽर्थम् ।
योऽर्थज्ञ इत्सकलं भद्रमश्नुते नाकमेति ज्ञानविधूतपाप्मा ॥

جو شخص وید کے فقط لہجے اور قرأت کی تعلیم پا کر منتروں کے معانی سے ناواقف ہے۔ وہ جیسے ایک درخت پھولوں۔ پھلوں۔ شاخوں اور پتوں سے لدا ہوتا ہے یا جیسے ایک حیوان دھان وغیرہ کا بوجھ اٹھاتا ہے ویسے ہی فقط باربردار ہوتا ہے۔ برخلاف اس کے جو شخص وید کے مطالب کا مطالعہ کر کے منتروں کے معانی سے کماحقہ واقف ہوتا ہے۔ وہی اس دنیا میں راحت کامل سے مستفیض ہو کر اور علم حق کے طفیل گناہوں کو ترک کر کے تزکیۂ باطن اور تعمیل احکام الٰہی کی برکت سے مرنے کے بعد راحت ابدی کا مستحق ہوتا ہے

(نرکت ۱ ـ ۱۸)

उत त्वः पश्यन्न ददर्श वाचमुत त्वः शृण्वन्न शृणोत्येनाम् ।
उतो त्वस्मै तन्वं वि सस्रे जायेव पत्य उशती सुवासाः ॥

جو جاہل ہیں وہ سنتے ہوئے بھی نہیں سنتے۔ دیکھتے ہوئے بھی نہیں دیکھتے۔ قرأت کرتے ہوئے بھی گویا قرأت سے بے بہرہ ہیں۔ جاہل اس زبان کے اسرار سے واقف نہیں ہو سکتے۔ برخلاف اس کے جو شخص الفاظ معانی اور ان کے باہمی تعلقات سے واقف ہے۔ اس کے لئے عروس علم بے نقاب ہو کر اپنے حسن و جمال

کو اِس طرح متجلّی کرتی ہے۔ جیسے شوہر پرست بیوی اپنے خاوند کے رُوبرُو دلکش لباس اور زیورات سے آراستہ ہو کر اپنے حسن و جمال پر سے تمام حجاب ہٹا دیتی ہے اور عروسِ علم کا یہ سلوک فقط اہلِ علم سے ہوتا ہے جہلا سے نہیں۔

(رگوید ١-١٦٤-٣٩) ऋचो अक्षरे परमे व्योमन्यस्मिन्देवा अधि विश्वे निषेदुः।
यस्तन्न वेद किमृचा करिष्यति य इत्तद्विदुस्त इमे समासते॥

جس محیط۔ لازوال۔ بالا و برتر پرمیشور کے سہارے تمام علماء و عارفین اور زمین آفتاب وغیرہ اجرام قائم ہیں۔ اور جو تمام ویدوں کا اوّلین مفہوم و مرجع ہے۔ جو شخص اس ذات باری کے علم سے بےخبر ہے۔ اُسے رگوید وغیرہ سے کیا حاصل ہو سکتا ہے۔ برخلاف اس کے جو اشخاص ویدوں کے مطالعہ سے احکام الٰہی کے پابند اور ریاضت یوگ کے ماہر ہو کر عارف باللہ ہو جاتے ہیں۔ وہ پرمیشور میں محو ہو کر راحتِ نجات سے مستفیض ہوتے ہیں۔

(رگوید ١-١٦٤-٣٩)

اِن اقوال کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے تمام درس و تدریس فقط لفظی نہیں بلکہ بامعنی ہونی چاہیئے۔

آیُروید (علم طب)

اِس طرح تمام ویدوں کو ختم کر کے آیُروید (علم طب) یعنی چرک سشرت وغیرہ رشیوں کی تصانیف علم طب کی بامعنی اور عملی تعلیم چار برس میں ختم کر دینی چاہیئے۔ استعمال ادویات۔ عمل جراحی (سرجری) علم التشخیص الطبیب۔ علم العلاج۔ علم التشخیص۔ علم الادویہ۔ علم پرہیز۔ علم الابدان۔ علم مقام و وقت اور علم خواص الاشیاء وغیرہ تمام امور درس میں داخل ہونے چاہئیں۔ اس کے بعد دھنُروید یعنی علم ملک گیری و ملک داری کی تعلیم دیں۔ اس علم کے دو حصے ہیں۔ ایک متعلق حکام شاہی۔ دوسرا متعلق رعایا۔ نظام سلطنت کے مجلس (کی تنظیم) اور سپاہ (کی ترکیب) نہایت ضروری اجزا ہیں۔ افسرانِ سپاہ علم الاسلحہ اور انواع و اقسام کی صف آرائی کی مشق کریں۔ اس فن کو آج کل قواعد کہتے ہیں۔ اور دورانِ جنگ میں اس کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ رعایا کی حفاظت اور ترقی کے جو جو وسائل (سیاسیات کی کتب میں مذکور ہیں۔ اُن کی تعلیم پا کر عدل و انصاف کے قوام کے ذریعہ عوام کی خوشنودی کی تدابیر اختیار کریں۔ بدمعاشوں کی واجب تعزیر اور شریفوں کی حفاظت کے طریقوں کی مکمل تعلیم حاصل کریں۔

دھنُروید (علم ملک گیری و ملک داری)

گندھروید (علم موسیقی)

دو برس میں امورِ سلطنت کی تعلیم سے فارغ ہو کر گندھروید یعنی علم موسیقی کی طرف راغب ہوں سُر راگ راگنی۔ وقت۔ تال۔ گرام۔ تان۔ ساز۔ رقص و سرود وغیرہ کا کامل علم حاصل کریں۔ خاص طور پر سام وید کے سرود کی معہ ساز وغیرہ کے مشق کریں۔ نارد سنہتا وغیرہ جو رشیوں کی تصانیف ہیں ان کا درس لیں۔ برخلاف اس کے بھڑووں اور رنڈیوں کے عشقیہ سرودوں اور بیراگیوں کے صوت الحمار جیسے بیہودہ الاپوں سے پرہیز کریں

اتھروید (علم صنعت)

اتھروید یعنی علم صنعت و حرفت کی جس میں علم خواص الاشیاء۔ کاریگری۔ انواع و اقسام کی اشیاء کی ساخت اور زمین و آسمان کے تمام موجودات کا علم شامل ہے کامل تعلیم حاصل کر کے (ملک کی) دولت و حشمت کی ترقی کے وسائل عمل میں لائیں۔ دو برس میں علم نجوم کی کتب مثلاً سوریہ سدھانت وغیرہ کا جن میں الجبرا حساب جغرافیہ علم ہیئت اور علم لبطن الارض کا بیان ہے درس لیں۔ بعد ازاں تمام قسم کی دستکاری اور کلوں وغیرہ کا علم حاصل کریں۔ مگر جن کتب میں گرہ[1] نکشتر[2] جنم پتر[3]۔ راشی[4]۔ مہورت وغیرہ کا پھل (انسان کی قسمت پر اثر)

[1] شمس۔ چاند۔ منگل۔ بدھ۔ برہسپت۔ شکر۔ شنی۔ راہو۔ کیتو یہ نو ستارہ گرہ کہلاتے ہیں۔ دیگر ستاروں کو نکشتر کہتے ہیں [3] زائچہ [4] برج

بیان کیا گیا ہے وہ باطل ہیں۔ ان کے مطالعہ سے پرہیز کریں۔ معلمین اور طلبا کو یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ بیس اکیس برس میں کامل تعلیم و تربیت سے مستفیض ہو کر بنی نوع انسان دائمی آرام و آسائش کی زندگی بسر کریں۔ مندرجہ بالا نصاب سے جس قدر علم بیس اکیس برس میں ہو جائے گا۔ کسی اور طریق سے سو برس میں بھی نہیں ہو سکے گا۔

رشیوں کی تصانیف

رشیوں کی تصانیف کا مطالعہ اس لئے کرنا چاہیئے۔ کہ وہ فاضل اجل تمام علوم کے ماہر اور احکام الہٰی کے پابند تھے۔ اس کے برخلاف جو غیر رشی یعنی کم علم اور متعصب مصنف ہوئے ہیں۔ ان کی تصانیف بھی گویا ان کی اوصاف کا آئینہ ہیں۔

پورو میمانسا پر ویاس منی کی۔ ویشیشک پر گوتم منی کی۔ نیائے پر واتسیاین منی کی۔ یوگ سوتر مصنفہ پتنجلی منی پر ویاس منی کی۔ سانکھیہ سوتر مصنفہ کپل منی پر بھاگوری منی کی۔ ویدانت سوتر مصنفہ ویاس منی پر واتسیاین منی یا بودھاین منی کی تفاسیر کا مع وِرتی یعنی توضیح الفاظ کے مطالعہ کریں۔ ان اُپ انگ یعنی سوتروں کا شمار کلپ انگ میں بھی کرنا چاہیئے۔ رگ وید۔ یجروید۔ سام وید اور اتھروید۔ یہ چاروں وید کلام الہٰی ہیں۔ ایتریہ۔ شت پتھ۔ سام اور گوپتھ۔ یہ چاروں براہمن۔ شکشا۔ کلپ۔ ویاکرن۔ نرکت۔ نگھنٹو۔ چھند اور جیوتش یہ چھ ویدوں کے انگ۔ میمانسا وغیرہ چھ شاستر ویدوں کے اپانگ۔ آیوروید۔ دھنروید۔ گندھرو وید اور ارتھ وید یہ چاروں اُپ وید وغیرہ کتب رشیوں کی تصانیف ہیں۔ ان میں بھی جو بات وید کے خلاف ہو۔ اسے ترک کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ وید کلام الہٰی ہیں۔ ان میں خطا کی گنجائش نہیں۔ وہ مستند بالذات ہیں۔ یعنی وید کے احکام کی سند خود وید ہیں۔ برخلاف اس کے براہمن وغیرہ کتب مستند بالغیر ہیں۔ یعنی ان کے اقوال کی سند بھی وید ہے۔ اس مضمون کی زیادہ توضیح رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا (تمہید تفسیر وید) میں کی گئی ہے۔ کتاب ہذا میں بھی آگے چل کر موضوع ہذا کو اور واضح کیا جائے گا۔

سند بالذات اور سند بالغیر

ناقابل تدریس کتب

ذیل میں ان کتب کی مختصر فہرست دی جاتی ہے جو قابل ترک ہیں ان کتب کو بدھیوں کا دام فریب سمجھنا چاہیئے۔

ویاکرن میں کاتنتر۔ سارسوت۔ چندرکا۔ مگدھ بودھ۔ کومدی۔ شیکھر۔ منورما وغیرہ۔ کوش (لغات) میں امرکوش وغیرہ۔ چھند گرنتھ میں ورت رتناکر وغیرہ۔ شکشا میں 'अथ शिक्षां प्रवक्ष्यामि पाणिनीय मतं यथा !' وغیرہ۔ جیوتش میں شیگھر بودھ۔ مہورت چنتامنی وغیرہ۔ کاویہ (ناٹک) میں نایکا بھید۔ کولیانند۔ رگھوونش۔ ماگھ۔ کراتارجنیہ وغیرہ۔ میمانسا میں دھرم سندھو۔ ورت ارک وغیرہ۔ ویشیشک میں ترک سنگرہ وغیرہ۔ نیائے میں جاگدیشی وغیرہ۔ یوگ میں ہٹھ پردیپکا وغیرہ۔ سانکھیہ میں سانکھیہ تتو کومدی وغیرہ۔ ویدانت میں یوگ وششٹھ۔ پنچدشی وغیرہ۔ ویدک میں شارنگ دھر وغیرہ۔ سمرتیوں میں منوسمرتی کے علاوہ کل سمرتیاں۔ سب تنتر گرنتھ۔ سب پران۔ سب اپ پران۔ تلسی داس کرت بھاشا رامائن۔ رکمنی منگل وغیرہ اور سب بھاشا گرنتھ۔ یہ سب تصانیف فرضی اور باطل ہیں۔

معترض:- کیا ان کتب میں کچھ بھی سچ نہیں ہے؟

مجیب:- کچھ قلیل سا سچ ہے۔ لیکن اس میں باطل کی آمیزش بہت ہوئی ہے۔ اس لئے جیسے اچھے سے

ٹ کلپ وید کا وہ انگ ہے جس میں وید منتروں کا ونیوگ یعنی یگیہ میں مقام استعمال بتایا جاتا ہے۔

اچھا طعام بھی زہر آلود ہو۔ تو اُسے چھوڑ دینا چاہیئے۔ ایسے ہی ان کتب کو بھی ترک کر دینا بہتر ہے۔

پُران حقیقی اور فرضی

معترض۔ کیا آپ پُران اور اتہاس کے قایل نہیں ہیں؟

مجیب۔ ہیں۔ لیکن حق کے۔ باطل کے نہیں۔

معترض۔ حقیقی پُران کون سے ہیں اور باطل کون سے؟

ब्राह्मणानीतिहासान् पुराणानि कल्पान् गाथा नाराशंसीरिति ।। ।।

مجیب۔ گرہیہ سوتر وغیرہ کے اقوال کے مطابق ایتریہ۔ شتپتھ۔ وغیرہ براہمنوں کو جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ اتہاس۔ پُران۔ کلپ۔ گاتھا اور ناراشنسی ان پانچ ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ (کتب قدیمہ میں) شریمد بھاگوت وغیرہ کا نام پُران نہیں ہے۔

معترض۔ قابل ترک کتب میں جو سچائی ہے۔ آپ اُسے کیوں قبول نہیں کرتے؟

مجیب۔ ان میں جو جو سچائیاں ہیں۔ وہ وید وغیرہ کتب حقہ سے لی گئی ہیں۔ اور جو جو باطل بیانات ہیں۔ وہ ان کے اپنے ہیں۔ وید وغیرہ کتب حقہ کو تسلیم کرنے سے تمام بیانات حقہ خود بخود تسلیم ہو جاتے ہیں۔ اور جو شخص کتب باطلہ کی بنا پر حق کو قبول کرنا چاہے۔ باطل کی ذمہ داری بھی اس پر عاید ہو جاتی ہے۔ اس لئے باطل آمیز حق کو اسی طرح دور سے ہی ترک کر دینا چاہیئے۔ جیسے زہر آمیز طعام کو۔

معترض۔ تمہارا مت کیا ہے؟

مجیب۔ وید یعنی جو جو امور تواہی ویدمیں بیان کئے گئے ہیں۔ اُن کا بالترتیب اختیار اور ترک کرنا ہمارا مذہب ہے۔ چونکہ ہم وید کے قایل ہیں۔ اس لئے ہمارا مت وید ہے۔ بنی نوع انسان بالخصوص آریوں کو یہی مت اختیار کر کے باہم یک مذہب یک مسلک یک مشرب ہو جانا چاہیئے۔

شاستروں میں تضاد نہیں

معترض۔ جیسے دیگر کتب میں حق و باطل کا تضاد پایا جاتا ہے۔ وہی حالت شاستروں کی ہے۔ مثلاً میمانسا کرم (عمل) سے۔ ویشیشک کال (زمان) سے۔ نیایہ پرمانو (ذرات) سے۔ یوگ پرشارتھ (ریاضت) سے ساکھیہ پرکرتی (مادہ) سے اور ویدانت برہم (ذات باری) سے دنیا کی پیدایش کا قایل ہے۔ کیا یہ تضاد نہیں ہے؟

مجیب۔ اوّل تو ساکھیہ اور ویدانت کو چھوڑ کر باقی چار شاستروں میں پیدایش عالم پر براہ راست بحث ہی نہیں کی گئی۔ اور ان دو شاستروں میں تضاد نہیں ہے۔ پھر تمہیں تو اختلاف اور عدم اختلاف کی بابت ہی معلوم نہیں۔ لو۔ میں تمہیں سے پوچھتا ہوں۔ اختلاف کا محل مشترکہ مبحث ہوتا ہے یا مختلف مباحث؟

معترض۔ ایک مشترکہ مبحث پر متعدد اہل خیال مختلف یا متضاد خیال ظاہر کریں۔ اسی کو اختلاف یا تضاد کہتے ہیں۔ تو یہاں بھی تو پیدایش دنیا مشترکہ مبحث ہے۔

مجیب۔ علم ایک ہے یا متعدد؟ معترض۔ ایک۔ مجیب۔ ایک ہے تو صرف و نحو نجوم وغیرہ مختلف علوم کیوں مانے جاتے ہیں؟ جیسے ایک ہی علم کی مختلف شاخوں کا بیان مختلف علوم کی صورت میں

* آشولائن گرہیہ سوتر ۳-۳-۱

کیا جاتا ہے۔ ایسے ہی علم آفرینش کے چھ مختلف پہلوؤں پہ چھ مختلف شاستروں میں بحث کی گئی ہے۔ یہ تضاد یا اختلاف کی وجہ نہیں ہو سکتی۔ مثلاً گھڑے کے بنانے میں عمل۔ زمان۔ مٹی۔ غور و خوض۔ اتصال و انفصال وغیرہ کی شفقت ملانے کے اوصاف اور کمہار مختلف علل ہیں۔ ایسے ہی آفرینش دنیا کے جو مختلف علل ہیں۔ ان میں سے علت عمل کی تشریح میمانسا درشن میں کی گئی ہے۔ اسی طرح کی علت زمان ہے اس کی تشریح ویشیشک درشن میں علت مادی کی تشریح نیائے میں۔ ریاضت انسانی کی تشریح یوگ درشن میں عناصر کی سلسلہ وار تقسیم سانکھیہ درشن میں اور علت فاعلی کی یعنی پرمیشور کا بیان ویدانت درشن میں ہے۔ اس سے کسی قسم کا تضاد پیدا نہیں ہوتا۔ جیسے علم طب کی کتب میں تشخیص الامراض۔ علاج الامراض۔ علم الادویہ اور علم پرہیز کے بارے میں مختلف ابواب شامل ہوتے ہیں۔ مگر مدعا سب کا دفعیہ امراض ہوتا ہے۔ ایسے ہی آفرینش دنیا کی چھ علتیں ہیں۔ ان میں سے ایک ایک کا بیان ایک ایک شاستر کے مصنف نے کیا ہے۔ سو ان میں تضاد کی کوئی بات نہیں۔ اس موضوع کی خاص توضیح پیدائش عالم کے بیان میں کی جائے گی۔

تحصیل علم کے راستے میں کانٹے

تحصیل علم کے راستے میں جو کانٹے ہیں انہیں دور کر دینا نہایت ضروری ہے مثلاً بری صحبت یعنی بدکردار۔ نفس پرست اشخاص سے میل جول۔ بری عادت مثلاً شراب وغیرہ ممنوعات کا استعمال اور زنا کاری وغیرہ۔ اوائل عمر یعنی پچیس برس کی عمر سے پیشتر مرد اور سولہ برس کی عمر سے پیشتر عورت کی شادی۔ مکمل برہمچریہ یعنی ضبط نفس کی کمی۔ راجہ۔ ماں باپ اور علماء کا وید وغیرہ کتب حقہ کی اشاعت کے لئے عدم اشتیاق۔ حد سے زیادہ کھانا۔ حد سے زیادہ جاگنا۔ درس و تدریس اور امتحان لینے اور دینے میں کاہلی اور بہانہ سازی کا ارتکاب۔ علم جیسی افضل ترین نعمت کے فوائد کا عدم اعتراف۔ برہمچریہ (ضبط نفس) سے طاقت۔ عقل۔ ہمت۔ صحت۔ بادشاہت اور دولت کی ترقی کا عدم اعتراف۔ ایشور کا دھیان چھوڑ کر پتھر وغیرہ دیگر اشیاء کی بے جان مورتوں کی زیارت اور پرستش میں بیہودہ تضیع اوقات۔ ماں۔ باپ۔ مہمان[1]۔ استاد اور اہل علم جو حقیقی متحمل دیوتا (قابل تعظیم بزرگ) ہیں۔ ان کی صحبت اور خدمت سے انحراف۔ ورن[2] آشرم کے فرائض سے روگرداں ہو کر اوردھو پنڈر[3] ترپنڈر[4] (وغیرہ) تلک کلنٹھی اور مالا کا اختیار کرنا۔ اور ایکادشی۔ تیرودشی وغیرہ کا برت (روزہ) رکھنا۔ کاشی وغیرہ تیرتھ

[1] یعنی ہر مہمان کی خدمت فرض ہے لیکن "اتھتی" بالخصوص وہ سنیاسی اور درویش ہیں جو بغیر کسی مقررہ وقت یا تاریخ کے عقائد حقہ کی اشاعت کرتا ہوا ادھر ادھر پھرتے ہیں کسی کے گھر آکر مہمان ہو۔ اس کی خدمت کرنا اور صحبت سے مستفید ہونا ثواب دارین کا باعث ہے۔ [2] براہمن۔ کشتری۔ ویش اور شودر یہ چار ورن یعنی جماعتیں ہیں جن میں تمام ملت انسان کی حسب استعداد و بموجب قابلیت تقسیم کی جانی چاہیئے۔ اور برہمچریہ۔ گرہست۔ وان پرستھ اور سنیاس یہ چار آشرم یعنی منزلیں ہیں جن میں حیات انسانی کی تقسیم کی جاتی ہے۔ ہر جماعت اور ہر منزل کے الگ الگ فرائض ہیں جن کی تشریح کتاب ہذا کے باب سوم۔ چہارم۔ پنجم و ششم میں کی گئی ہے۔ [3] نیچے سے اوپر کو کھینچا ہوا تلک۔ یہ تلک وشنو مت والے لگاتے ہیں۔ [4] تین کھڑی لکیروں کا تلک۔ یہ تلک مانند کیسروں کا ہے۔ [5] تاریک یا روشن پکھواڑے کی گیارھویں تاریخ [6] روشن پکھواڑے کی تیرھویں۔ رشی دیانند کے خیال میں فرقہ وارانہ مذاہب کی طفیل فروعی رسوم کی پابندی حصول علم میں حارج ہے۔ طالب علم کا برت تیرتھ اور تلک حصول علم ہے۔ اسے دھرم (دین کے احکام) کی پابندی کرنی چاہیئے۔ جو فرقہ وارانہ ہے۔ اور نہ حصول علم میں سد راہ ہو سکیں۔ (مترجم)

اور رام۔ کرشن۔ نارائن۔ شیو۔ بھگوتی۔ گنیش وغیرہ کے نام کے ورد سے گناہوں کے دفعیہ کا قائل ہونا۔ بدعتیوں کے بہکانے سے تحصیل علم کا معتقد نہ ہونا۔ علم۔ دین۔ ریاضت ہائے یوگ اور پرمیشور کی اُپاسنا یعنی قربِ الٰہی کی کوشش کی بجائے بھاگوت وغیرہ باطل پرانوں کی حکایات سے حصولِ نجات کا اعتقاد۔ حرص کے مارے دولت فراہم کرنے کی دھن میں غلطاں ہو کر تحصیلِ علم سے روگردانی۔ فضول کی آوارہ گردی وغیرہ ممنوعات میں مصروف ہو کر برہمچریہ ضبط نفس اور حصولِ علم کے فوائد سے محروم۔ امراض میں مبتلا اور جہالت کا شکار بنے رہنا۔ آج کل کے فرقہ پرست اور خودغرض براہمن دوسروں کو حصولِ علم اور صحبتِ صالحہ سے ہٹا کر اپنے دام فریب میں پھنسا لیتے ہیں اور سادہ لوح اشخاص کا جسم و جان اور زر و مال برباد کر دیتے ہیں۔ اُن کا خیال یہ ہوتا ہے۔ کہ اگر کشتری وغیرہ دیگر جماعات کے لوگ پڑھ لکھ کر صاحبِ علم ہو جائیں گے۔ تو ہمارے دام فریب سے باخبر اور نتیجۃً آزاد ہو کر اُلٹا ہماری تحقیر اور تذلیل کریں گے۔ ان سب رکاوٹوں کو بادشاہ اور رعایا دور کر کے اپنے (تمام ملک کے) لڑکوں اور لڑکیوں کو نعمتِ علم سے مستفید کرنے کی جی جان اور صرف زر سے کوشش کریں۔

ویدکی تعلیم کے حقدار تمام بنی نوع انسان ہیں

معترض:۔ کیا عورتیں اور شودر بھی وید پڑھنے کے حقدار ہیں؟ اگر یہ پڑھ گئے تو پھر ہم کیا کریں گے؟ اُن کی تعلیم کے حق میں کوئی سند بھی تو نہیں ہے۔ الٹا مندرجہ ذیل ممانعت کا حکم موجود ہے:۔

स्त्रीशूद्रौ नाधीयातामिति श्रुतेः ॥ عورت اور شودر نہ پڑھیں۔ یہ شرتی (نص) ہے

مجیب:۔ تمام عورتوں اور مردوں یعنی بنی نوع انسان کو تعلیم حاصل کرنے کا حق حاصل ہے۔ اگر ان کے پڑھنے سے تم برباد ہو جاتے ہو۔ تو تم کنوئیں میں پڑو۔ یہ شرتی (نص) بھی تمہاری طبعزاد ہے۔ کسی مستند کتاب سے ماخوذ نہیں۔ تمام بنی نوع انسان کے لئے وید وغیرہ کتبِ حقہ کے پڑھنے اور سننے کے استحقاق کی سند یجروید کے چھبیسویں ادھیائے کا دوسرا منتر ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہے:۔

यथेमां वाचं कल्याणीमावदानि जनेभ्यः ।
ब्रह्मराजन्याभ्याᳬ शूद्राय चार्याय च स्वाय चारणाय ॥

(پرمیشور فرماتا ہے) جیسے میں بنی نوع انسان کیلئے دنیوی اور ابدی راحت کے دینے والے (رگوید وغیرہ چاروں ویدوں کے) کلام کی تلقین کرتا ہوں۔ ویسے ہی تم بھی کیا کرو۔ (اگر کوئی اعتراض کرے کہ سرتیوں وغیرہ میں براہمن۔ کشتری اور ویش کو ہی وید کے مطالعہ کا حق عطا کیا گیا ہے۔ عورتوں اور شودروں کو نہیں اس لئے اس منتر میں "جن" یعنی نوع سے مراد یعنی براہمن۔ کشتری اور ویش جماعات کے فرد ہی مراد لینے چاہئیں تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اسی منتر کے اگلے حصے میں پرمیشور نے خود کہا ہے کہ) براہمن۔ کشتری۔ ویش شودر اپنوں یعنی ملازمین اور مستورات وغیرہ اور انتہائی درجہ کے شودر کے لئے بھی ویدوں کا اظہار کیا گیا ہے۔

اس عبارت کا مطلب صاف ہے۔ کہ تمام بنی نوع انسان ویدوں کو پڑھ پڑھا اور سن سنا کر علوم

کی ترقی کریں۔ اور حسنات کو اختیار اور قبائح کو ترک کر کے تکالیف سے نجات پائیں۔ اور راحت (دُنیوی و ابدی) سے بہرہ ور ہوں۔ کہیئے۔ اب تمہاری بات مانیں یا پرمیشور کی؟ آخر ماننی تو پرمیشور کی ہی ہو گی۔ اس صریح مسئلہ کے ہوتے بھی کوئی مندرجہ بالا اصول کا قائل نہ ہو۔ تو وہ ناستک (کافر) کہلائے گا کیونکہ وید کی مذمت کرنے اور اس سے انکار کرنے والے کو ہی ناستک (کافر) کہتے ہیں۔ کیا پرمیشور شودروں کی بہبودی نہیں چاہتا؟ کیا وہ طرفدار ہے۔ کہ ویدوں کے پڑھنے اور سُننے کی ان کے لئے ممانعت اور دیگر جماعات کے لئے اجازت کرے؟ اگر پرمیشور کا منشا شودروں وغیرہ کو پڑھانے اور سُنانے کا نہ ہوتا۔ تو ان کے جسم میں طاقتِ گویائی اور قوتِ سامعہ کیوں پیدا کرتا؟ جیسے پرمیشور نے مٹی۔ پانی۔ آگ ہوا۔ چاند سورج اور غذا وغیرہ اشیا سب کے لئے یکساں خلق کی ہیں۔ ویسے ہی وید کا ظہور بھی سب کے لئے یکساں کیا ہے جہاں کہیں وید کے مطالعہ کی ممانعت پائی جاتی ہے اس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ جس شخص کو درس و تدریس سے کچھ بھی نہ آئے۔ وہ غبی اور کُند ذہن ہونے کی وجہ سے شودر کہلاتا ہے۔ اس کا پڑھنا پڑھانا بے سود ہے۔ اور جو تم عورتوں کے پڑھنے کی ممانعت کرتے ہو۔ یہ تمہاری حماقت۔ خود غرضی اور بے عقلی پر دلالت کرتی ہے۔ دیکھو وید میں لڑکیوں کی تعلیم کی سند:۔

ब्रह्मचर्येण कन्या३ युवानं विन्दते पतिम् ॥

(جیسے لڑکے برہمچاری یعنی طالب علم رہ کر کامل تعلیم و تربیت سے بہرہ ور ہونے کے بعد جوان تعلیم یافتہ اپنی مرغوب خاطر اور ہم وصف لڑکیوں سے شادی کرتے ہیں۔ ویسے ہی) وہ تیز برہمچریہ کی پابند (طالبہ) رہ کر اور وید وغیرہ کتب حقہ کا مطالعہ کر کے مکمل تعلیم اور اعلیٰ سے اعلیٰ تربیت سے بہرہ اندوز ہو اور عنفوانِ شباب میں اپنے ہم وصف و مرغوب خاطر تعلیم یافتہ کامل جوان شوہر سے نکاح کرے۔

(اتھرو وید ۱۱ — ۵ — ۸)

اس سے ثابت ہے کہ عورتوں کو بھی تحصیلِ علم اور برہمچریہ یعنی زمانہ طالب علمی کے قواعد کی پابندی ضرور کرنی چاہیئے۔ معترض۔ کیا عورتیں بھی وید کا مطالعہ کر سکتی ہیں؟ مجیب۔ ضرور۔ دیکھو شروت سوتر میں کہا ہے

इमं मन्त्रं पत्नी पठेत् ॥

دورانِ یگیہ میں یہ منتر بیوی پڑھے[۲]۔

اگر بیوی نے وید وغیرہ کتب حقہ کا مطالعہ ہی نہ کیا ہو۔ تو وہ یگیہ (ہوم شرحی) کے دوران میں صحیح لہجہ سے

---

[۱] اتھرو وید ۱۱ — ۵ — ۱۸ کی تفسیر میں شری سوامی جی مہاراج لفظ "برہمچریہ" کی توضیح ان الفاظ میں کرتے ہیں:۔

ब्रह्म वेदः तदध्ययनार्थम् आचर्यं माचरणीयं समिदाधानभैक्ष्य-चर्योर्ध्वरेतस्कत्वादिकं ब्रह्मचारिभिरनुष्ठीयमानं कर्म ब्रह्मचर्यम् ॥

برہم کے معنے ہیں وید اس کے مطالعہ کیلئے جن اعمال کی تکمیل طلبا کو کرنی واجب ہے ان کو یعنی ہَون کرنا بھیک مانگنا ضبط نفس وغیرہ انہیں برہمچریہ کہتے ہیں۔ آگے ۱۱ — ۵ — ۱۸ کے مندرجہ ذیل معنے کرتے ہیں:۔

कन्या अकृतविवाहा स्त्री ब्रह्मचर्यं चरन्ती तेन ब्रह्मचर्येण युवानं युवत्वगुणोपेतमुत्कृष्टं पतिं विन्दते लभेत ॥

کنواری لڑکی "برہمچریہ" کی تکمیل کرتی ہوئی اس "برہمچریہ" کے ذریعہ جوان با فضیلت شوہر کو حاصل کرتی ہے شتا نکیائن شروت سوتر ۱ — ۱۵ — ۱۷ میں اس مفہوم کی مندرجہ ذیل ہدایت پائی جاتی ہے:۔ (حاشیہ کے باہر)

होता पत्नीं वाचयति....... पत्नीं सत्यामथेर्च माचयेत ॥

[۲] ہوتا یجمان کی عورت سے (وید کا منتر) پڑھوائے .... یا ستیہ تو آدھا آدھا منتر کہلوائے۔

وید منتروں کی قرأت اور سنسکرت زبان میں گفتگو کس طرح کر سکے گی؟ ہندوستان کی صنف لطیف کی سرتاج گارگی وغیرہ نے وید وغیرہ کتب حقہ کا مطالعہ کر کے علمیت کا کمال حاصل کیا تھا۔ شتپتھ براہمن میں اس واقعہ کا صاف ذکر پایا جاتا ہے۔ اگر مرد عالم اور عورت جاہل یا عورت عالم اور مرد جاہل ہو۔ تو گھر میں ہمیشہ ملائیک و شیاطین (علماء و جہلاء) کا سا فتنہ کارزار برپا رہے گا۔ اس حالت میں امن و راحت کہاں؟ اگر عورتیں جاہل رہیں۔ تو روایات قدیمہ کے مطابق عورتوں کے مدرسوں میں استانیاں کہاں سے آئیں؟ اور راج کاج اور عدالت وغیرہ منزل خانہ داری کے کام کیونکر کر سکیں؟ اس کے علاوہ بیوی کا خاوند کو اور خاوند کا بیوی کو خوش رکھنا اور گھر کا سبھی کام کاج عورت کے ماتحت رہنا وغیرہ امور خانہ داری بغیر علم کے خوش اسلوبی سے سرانجام نہیں پا سکتے۔

زمانہ قدیم میں عورتوں کی تعلیم

دیکھو۔ آریاورت (ہندوستان قدیم) میں راجاؤں کی عورتیں دھنروید یعنی فن جنگ میں بھی ماہر ہوتی تھیں۔ ورنہ کیکئی وغیرہ رانیاں دشرتھ وغیرہ راجاؤں کے ساتھ میدان جنگ میں جا کر شریک کارزار کیونکر ہو سکتیں؟ اس لئے براہمنی (دھرماتنی)، اور کشتریا (حاکمہ) کو تمام علوم۔ ویش عورت کو کاروبار کا علم اور شودر عورت (ملازمہ) کو کھانا پکانے وغیرہ خدمتگاری کا فن ضرور سیکھنا چاہیئے۔ جیسے مردوں کو کم سے کم صرف و نحو۔ احکام دینی اور اپنے پیشے کا علم ضرور حاصل کرنا چاہیئے۔ ویسے ہی عورتوں کو بھی صرف و نحو۔ احکام دینی۔ طب۔ حساب۔ اور صنعت و حرفت کے علم سے ضرور مستفیض ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ان علوم کے بغیر حق و باطل کی تحقیق۔ شوہر وغیرہ متعلقین سے ان کے حسب دلخواہ سلوک۔ اولاد کی احسن طریق سے پیدائش۔ تربیت۔ نشوونما اور تعلیم۔ اور گھر کے تمام کاروبار کی مناسب طریق سے تکمیل نہیں ہو سکتی۔ علم طب کے بغیر اشیا، خوردنی کا مثل ادویہ کے تیار کرنا اور کرانا۔ علم صنعت و حرفت کے بغیر گھر کی تعمیر۔ لباس اور زیورات وغیرہ کی تیاری۔ علم حساب کے بغیر فہم و تفہیم حسابات اور وید وغیرہ کتب دینی کے بغیر ایشور کی ذات و صفات اور احکام الہٰی کا علم اور کفر و الحاد سے نجات ناممکن ہے۔

الغرض وہی اشخاص مقصد حیات کے حصول میں کامیاب ہونے کے مستحق۔ اور قابل مبارکباد ہیں جو قواعد برہمچریہ (ضبط نفس) کی پابندی اور اعلےٰ تعلیم و تربیت سے اپنی اولاد کے قوائے جسمانی و روحانی کی تکمیل نشوونما کی تدابیر اختیار کریں۔ تاکہ وہ ماں۔ باپ۔ شوہر۔ خسر۔ راجا۔ پرجا۔ ہمسایہ۔ دوست اور بال بچوں سے احکام دینی کے مطابق احسن سلوک کر سکیں۔ یہی دولت لازوال ہے۔ اسے جس قدر صرف کیا جائے اس میں اسی قدر اضافہ ہوتا

---

[1] لفظ "آچاریہ" کی صیغہ مؤنث میں دو صورتیں بتائی گئی ہیں۔ ایک آچاریا اور دوسری آچاریانی۔ آچاریہ وہ ہے جو خود پڑھاتی ہے اور آچاریانی آچاریہ کی عورت کو کہتے ہیں۔ ایسے ہی اپادھیائے وغیرہ۔ قواعد صرف میں عورتوں کا یہ اختلاف اس امر کا شاہد ہے کہ قدیم زمانے میں جس کی زمان کے یہ قواعد ہیں۔ عورتیں پڑھانے کا کام کرتی تھیں ہر زمانے کی زبان اس وقت کے رواجات کی تصویر ہوتی ہے۔ اور اور خود وید منتروں کی مصنف عورتیں (आचार्या) رشیکا یعنی عارفہ اور معلمہ ہوئی ہیں مثلاً شردھا۔ واک۔ اوپا مدرا وغیرہ۔ ایسی حالت میں عورتوں کو وید کی تعلیم سے محروم رکھنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟

[2] تاریخ قدیم میں ایسی رانیوں وغیرہ کا ذکر بھی پایا جاتا ہے جو خود حکمرانی کرتی تھیں۔ اہلیا بائی کا زمانہ بہت پرانا نہیں ہے!

جاتا ہے۔ دیگر تمام خزائن صرف کرنے سے کم ہوتے جاتے ہیں۔ وارث اور شریک بھی ان میں سے اپنا حصہ لے لیتے ہیں۔ لیکن خزانۂ علم کو نہ تو شریک لے جا سکتے ہیں۔ اور نہ چور۔ اِس خزانے کی حفاظت اور ترقی کی ذمہ داری بالخصوص راجا پر اور پرجا پر بھی ہے۔ منو ۷۔۱۵۲ کا ماحصل حسب ذیل ہے:۔

سرکار کا فرض

कन्यानां सम्प्रदानं च कुमाराणां च रक्षणम् ॥

راجا کو واجب ہے کہ سب لڑکوں اور لڑکیوں کو مقررہ عمر سے مقررہ میعاد تک برہمچریہ (قواعد طالب علمی) کا پابند رکھ کر تمام علوم سے مستفیض کرے) (یہی ان کی شادی و حفاظت کا احسن انتظام ہے)

جو اِس حکم کی خلاف ورزی کرے۔ اُس کے ماں باپ کو سزا دے یعنی آٹھ برس کی عمر کے بعد لڑکے اور لڑکی کا ماں باپ کے گھر رہنا قانوناً منع ہونا چاہیئے۔ اِس عمر میں وہ آچاریہ کُل یعنی اُستاد کے گھر رہیں۔ اور جب تک فارغ التحصیل نہ ہو جائیں۔ ان کی شادی نہ ہونے پائے۔

सर्वेषामेव दानानां ब्रह्मदानं विशिष्यते ।

वार्यन्नगोमहीवासस्तिलकाञ्चनसर्पिषाम् ॥

دُنیا میں جتنی دان یعنی خیرات کی اشیا ہیں مثلاً پانی کھانا۔ گائے زمین۔ کپڑا۔ تل سونا اور گھی وغیرہ۔ ان سب سے وید کی تعلیم افضل ہے۔ منوسمرتی ۴۔۲۳۳

اِس لیے جس قدر ہو سکے۔ جی جان اور صرفِ زر سے ترقیٔ علوم میں کوشاں ہوں۔ خوش نصیب ہے وہ ملک جس میں برہمچریہ کے قواعد اور احکام وید کے مطابق علم اور دھرم (دین) کی اشاعت ہوتی ہے۔

یہ مختصر بیان زمانہ طالب علمی (کی تعلیم و تربیت) کا کیا گیا ہے۔ آئندہ باب یعنی باب چہارم میں تحصیل علم سے فراغت اور امور خانہ داری کا بیان کیا جائے گا۔

تمام شد باب سوم دربارہ تعلیم و تربیت کتاب فصاحت انتساب "ستیارتھ پرکاش" مصنفہ شری سوامی دیانند سرستی

باب چہارم

فارغ التحصیل کے گھر واپس آنے شادی اور امور خانہ داری کا بیان

वेदानधीत्य वेदौ वा वेदं वापि यथाक्रमम् ।

अविप्लुतब्रह्मचर्यो गृहस्थाश्रममाविशेत् ॥

شادی کے قابل لڑکا لڑکی

اُستاد کی حسب ہدایت زمانہ طالب علمی بطریق احسن گذار کر اور چاروں

تین۔ دو یا ایک وید کا مع انگوں اور اپانگوں کے باقاعدہ مطالعہ کر کے جس مرد نے اپنی طاقت مردمی ضائع نہ ہونے دی ہو۔ (اور جس عورت نے اپنی دوشیزگی بے داغ قائم رکھی ہو۔) ایسے اشخاص منزل خانہ داری میں داخل ہوں۔ (منو ۳-۲)

तं प्रतीतं स्वधर्मेण ब्रह्मदायहरं पितुः ।
स्रग्विणं तल्प आसीनमर्हयेत्प्रथमं गवा ॥

استاد اور شاگرد کے فرائض سے سبکدوش (ادھرے) یا یعنی استاد سے علم کا ورثہ حاصل کر کے مالا پہنے' پلنگ پر بیٹھے' (استاد کی تعظیم اول گائے نذرانہ دے کر کرے۔ ان اوصاف سے متصف) طالب علم کی تواضع دوشیزہ کا باپ (بھی) اول گائے کی نذر سے کرے[1] (منو ۳-۳)

गुरुणानुमतः स्नात्वा समावृत्तो यथाविधि ।
उद्वहेत द्विजो भार्यां सवर्णां लक्षणान्विताम् ॥

باقاعدہ فارغ التحصیل ہو کر اور اس سنسکار (رسم شرعی) کا اسنان (غسل) کر کے استاد کی اجازت سے برہمن کشتری اور ویش نوجوان اپنے ورن (یعنی اپنے جیسے اوصاف اعمال اور عادات) کی خوش خصال لڑکی سے شادی کرے (منو ۳-۴)

असपिण्डा च या मातुरसगोत्रा च या पितुः ।
सा प्रशस्ता द्विजातीनां दारकर्मणि मैथुने ॥

جو لڑکی ماں کے خاندان کی چھ پشتوں سے باہر ہو۔ اور باپ کے گوت کی نہ ہو۔ وہ برہمن کشتری اور ویش کیلئے مستحسن بیوی ہو سکتی ہے[2] (منو ۳-۵)

परोक्षप्रिया इव हि देवाः प्रत्यक्षद्विषः ॥

دور کی شادی کے فوائد

مصنف شت پتھ براہمن کے منتر بالا قول (۱۴-۵-۹-۱۲) کے مطابق یہ امر تحقیق شدہ ہے۔ کہ جیسی محبت غائب چیز سے ہوتی ہے ویسی حاضر یعنی آنکھوں کے سامنے موجود اشیاء سے نہیں ہوتی۔ جیسے کسی نے مصری کی تعریف سنی ہو مگر کھائی نہ ہو۔ تو اس کا دل مصری کھانے کا خواہاں رہتا ہے۔ ایسے ہی ہر ایک غائب چیز کی تعریف سن کر اس کے حاصل کرنے کی پرزور خواہش ہوتی ہے۔ پس جو لڑکی دور کی ہو۔ یعنی نہ اپنے گوت کی ہو اور نہ ماں کے خاندان میں نزدیک کے

۱؎ اصل شلوک میں فاعل محذوف ہے۔ شارحان عظیم اس کا فاعل طالب علم کے باپ کو تصور کرتے ہیں۔ (سناتک) فارغ التحصیل ہونے پر طالب کو اپنی استطاعت کے مطابق (دکشنا) نذر استاد کے پیش کرنی ہوتی ہے۔ اور شادی کے وقت لڑکی کا باپ اپنے داماد کی تواضع اول گائے دے کر کرتا ہے۔ علاوہ اس کے رشی دیانند کی رائے میں رسم شادی فارغ التحصیل ہونے کے بعد ہی استادوں اور استانیوں کے روبرو بھی ہو سکتی ہے (دیکھو صفحہ ۱۳۱) ایسی صورت میں رشی نے اس تواضع کا فاعل ادھر (سناتک) فارغ التحصیل کو اور ادھر دوشیزہ کے باپ کو قرار دیا ہے جو موزوں ہے۔ ۲؎ نرکت پاد سکہ ۴-۱۰۷ میں لکھا ہے:-

पितृतः सप्तमीमेके मातृतः पञ्चमीमपि ।
उद्वहेदिति मन्यन्ते कुलधर्मसमाश्रिताः ॥

باپ کے بعد ساتویں اور ماں کے بعد پانچویں پشت میں شادی کر لینا جائز ہے۔ یہ بعض خاندانی رواجات پر چلنے والوں کا مت (عقیدہ) ہے۔

رشتہ کی۔ اُسی سے رِشتہ ناکتخدائی ہونا چاہیئے۔ نزدیک اَور دُور کی شادی کے نفع و نقصان مندرجہ ذیل ہیں:-

(۱) جو بچے بچپن سے نزدیک رہتے ہیں۔ اَور ایک دُوسرے کے ساتھ کھیلتے کودتے اور باہم محبت و پیار کرتے رہتے ہیں۔ وہ ایک دُوسرے کی نیک و بد عادات اَور بچپن کی لغزشوں اَور غلط کاریوں سے بھی آگاہ ہو جاتے ہیں۔ اَور تو اَور۔ انہوں نے ایک دُوسرے کو برہنہ تن تک دیکھا ہوتا ہے۔ شادی ہونے پر ان میں محبت کا ہرگز امکان نہیں۔

(۲) جیسے پانی میں پانی کی آمیزش سے کوئی نئی صفت پیدا نہیں ہوتی۔ اسی طرح باپ کے گوت اور ماں کے خاندان کے اندر شادی ہو جانے کی حالت میں تخم کا تغیر نہیں ہوتا۔ اَور نسل کی ترقی مسدود ہو جاتی ہے۔

(۳) جیسے دودھ میں مصری یا سونٹھ وغیرہ اَدویہ کی آمیزش سے عمدہ تاثیر پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح مختلف گوتوں یعنی ماں اَور باپ دونوں طرف کے مختلف حسب و نسب کے مَرد و عورت میں باہم مناکحت ہونا فضیلت کا باعث ہے۔

(۴) جیسے ایک مقام کا مریض دُوسرے مقام کی آب و ہوا اَور خوراک کی تبدیلی سے تندرست ہو جاتا ہے۔ ویسے ہی دُور کی شادی ہونے میں صحت اَور فضیلت رہتی ہے۔

(۵) نزدیک رشتہ ہونے کی حالت میں لڑکی کے رنج و راحت کا علم اُس کے رشتہ داروں کو ہو جانے اور اس سے باہمی شکر رنجی پیدا ہونے کا امکان ہے۔ جو دُور کے رشتے کی صُورت میں نہیں۔ برخلاف اس کے دُور کے رشتے کی صُورت میں محبت کی رسّی لمبی ہو جاتی ہے۔ جو نزدیک کے رشتے میں نہیں ہو سکتی۔

(۶) رشتے دُور دُور ہوں۔ تو دُور دُور کے مقامات کی اشیاء اَور خبریں آسانی سے آتی جاتی رہتی ہیں۔ نزدیک کے رشتوں میں یہ صُورت نہیں ہوتی۔ نِرکت ۳-۱-۴ کے مُطابق لڑکی کو "دُہتا" یعنی دختر اس لئے کہتے ہیں کہ اُس کی شادی دُور ہونا فائدہ مند ہے۔ نزدیک ہونا مفید نہیں۔

दुहिता दुर्हिता दूरेहिता भवतीति ॥

(۷) شادی نزدیک ہونے کی صُورت میں لڑکی کے والدین کے گھر میں عسرت آجانے کا بھی امکان ہے کیونکہ جب جب لڑکی ماں باپ کے گھر جائے گی۔ تب تب اسے کچھ نہ کچھ دینا ہی ہوگا۔

(۸) رشتہ قریب ہونے کی حالت میں دونوں کو اپنے اپنے خاندان کی امداد کا گھمنڈ ہوتا ہے پس جب ذرا بھی آپس میں ناچاقی ہوئی۔ لڑکی فوراً اپنے میکے چلی جاتی ہے۔ طرفین ایک دُوسرے کی مذمت میں پیش پیش ہوتے ہیں۔ اَور مخالفت بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ عورتوں کا مزاج اکثر تیز اَور نازک ہوتا ہے (انہیں غصہ آتے دیر نہیں لگتی۔ اَور اُسے فوراً انتہا تک پہنچا دیتی ہیں۔) علیٰ ہذا القیاس۔ اِن اَور اس قسم کی دیگر وجوہات سے باپ کے گوت اور ماں کی چھ پُشتوں میں اَور نزدیک کے مقامات پر شادی کرنا موزوں نہیں۔

महान्त्यपि समृद्धानि गोऽजाविधनधान्यतः ।

स्त्री सम्बन्धे दशैतानि कुलानि परिवर्जयेत् ॥

हीनक्रियं निष्पुरुषं निश्छन्दो रोमशार्शसम् ।

क्षय्यामयाव्यपस्मारिश्वित्रिकुष्ठिकुलानि च ॥

مندرجہ ذیل دس خاندانوں میں چاہے وہ مال۔ اناج۔ مویشی (ہاتھی۔ گھوڑے۔ حکومت اَور دولت

وغیرہ) کی کتنی بھی اولاد کیوں نہ ہو۔ شادی نہیں کرنی چاہیئے۔ (۱) جو نیک اعمال سے مبرا ہوں (اچھن میں
(نیک) مرد نہ پیدا ہوں (۳) جو وید کے مطالعہ سے خالی (منحرف) ہوں (۴) جن کے افراد کے اجسام پر لمبے
لمبے بال ہوتے ہوں۔ جن میں (۵) بواسیر (۶) تپ دق (۷) دمہ و کھانسی (۸) امراض معدہ (۹) مرگی (۱۰)
جذام یعنی سفید یا گلا ہوا کوڑھ ہو۔ (منو ۳-۹-۷)

مذکورہ بالا گھرانوں کی لڑکی سے شادی اس لیے نہ کرنی چاہیئے۔ تاکہ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ مندرجہ بالا عیوب
اور امراض شادی کرنے والے خاندان میں بھی سرایت کر جائیں۔ الغرض اعلےٰ حسب نسب (نیک و تندرست
گھرانوں) کے لڑکوں اور لڑکیوں کی باہم مناکحت ہونی چاہیئے۔

नोद्वहेत्कपिलां कन्यां नाऽधिकाङ्गीं न रोगिणीम् ।
नालोमिकां नातिलोमां न वाचाटान्न पिङ्गलाम् ॥

زرد رنگ کی۔ مرد کی نسبت دراز قد۔ وسیع الجثہ یا زیادہ طاقت ور۔ مریض۔ بے مو ہو۔ کثیر مو ہو۔
بیہودہ گو اور بھوری آنکھوں والی لڑکی سے شادی نہ کرے۔ (منو ۳-۸)

नर्क्षवृक्षनदीनाम्नीं नान्त्यपर्वतनामिकाम् ।
न पक्ष्यहिप्रेष्यनाम्नीं न च भीषणनामिकाम् ॥

اور نہ ایسی لڑکی سے شادی کرے جس کا نام کسی ستارے کا مثلاً اشونی۔ بھرنی۔ روہنی۔ ریوتی۔ ریتی
بائی۔ چتری وغیرہ یا کسی پودے کا مثلاً تلسیا۔ گیندا۔ گلابی۔ چمپا۔ چمبیلی وغیرہ یا کسی ندی کا مثلاً
گنگا۔ جمنا وغیرہ یا نیچ ذات کا مثلاً چانڈالی یا کسی پہاڑی کا مثلاً بندھیا۔ ہمالیا۔ پاربتی وغیرہ یا
کسی پرندے کا مثلاً کوکلا۔ مینا وغیرہ یا سانپ کا مثلاً ناگی۔ بھجنگا وغیرہ یا نوکرانیوں کا سا مثلاً مادھو
داسی۔ میرا داسی وغیرہ یا خوفناک مثلاً بھیم کماری۔ چنڈکا۔ کالی وغیرہ ہو (یہ نام ناپسندیدہ ہیں اور
دیگر اشیا بھی ان سے موسوم ہوتی ہیں۔) (منو ۳-۹)

अव्यङ्गाङ्गीं सौम्यनाम्नीं हंसवारणगामिनीम् ।
तनुलोमकेशदशनां मृद्वङ्गीमुद्वहेत्स्त्रियम् ॥

جس لڑکی کے اعضا سڈول ہوں۔ اُلٹے سیدھے نہ ہوں۔ جس کا نام دلکش ہو مثلاً یشودھا۔ سکھدا وغیرہ
جس کی چال ہنسنی اور ہتھنی کی سی ہو۔ جس کے بال۔ رونگٹے۔ اور دانت لطیف ہوں اور جس کا بدن
سراپا ملائم اور نازک ہو۔ اُس سے شادی کرے۔

شادی کی عمر

معترض۔ شادی کے لیے کونسا وقت اور کیا طریق موزوں ہے؟
مجیب۔ سولھویں برس سے لے کر چوبیسویں برس تک لڑکی اور پچیسویں برس سے
اڑتالیسویں برس تک لڑکے کی عمر شادی کے لیے موزوں ہوتی ہے۔ سولہ برس کی لڑکی اور پچیس برس کے
لڑکے کی شادی ادنےٰ درجہ کی۔ اٹھارہ و بیس برس کی لڑکی اور تیس پینتیس اور چالیس برس کے لڑکے کی
متوسط درجہ کی۔ اور چوبیس برس کی لڑکی اور اڑتالیس برس کے لڑکے کی اعلےٰ درجہ کی مناکحت ہے جس

ملک میں شادی کا یہ اعلےٰ طریق مروج ہو۔ اور تعلیم یعنی ضبطِ نفس اور درس و تدریس کا عام رواج ہو۔ وہ ملک خوشحال۔ اور جس میں عالمِ طفلی میں تعلیم اور ضبطِ نفس کا انتظام ہی نہ ہو۔ اور شادیاں نااہل لڑکے لڑکیوں میں ہو جاتی ہوں۔ وہ ملک بحرِ مصائب میں غرق ہو جاتا ہے۔ حصولِ تعلیم اور ضبطِ نفس کے بعد ہی شادی ہونی جائز ہے۔ اس ایک اصلاح پر تمام دیگر اصلاحات کا دار و مدار ہے۔ اور اس ایک خرابی سے اور سب خرابیاں اپنے آپ پیدا ہو جاتی ہیں۔

معترض۔ پاراشری اور شیگھر بودھ میں لکھا ہے۔ کہ:۔

अष्टवर्षा भवेद् गौरी नववर्षा च रोहिणी ।
दशवर्षा भवेत्कन्या तत ऊर्ध्वं रजस्वला ॥
माता चैव पिता तस्या ज्येष्ठो भ्राता तथैव च ।
त्रयस्ते नरकं यान्ति दृष्ट्वा कन्यां रजस्वलाम् ॥

آٹھویں برس لڑکی کا اصطلاحی نام گوری۔ نویں برس روہنی۔ دسویں برس کنیا اور اس کے بعد رجسولا (حائضہ) ہوتا ہے۔ دسویں برس تک اس کی شادی نہ کرنے یعنی لڑکی کو (اپنے گھر) رجسولا (حائضہ) دیکھ لینے کی صورت میں اس کے ماں باپ اور بڑا بھائی دوزخ کے مستحق ہوتے ہیں۔ (پاراشر سمرتی ادھیائے ۷ شلوک ۴۔۵)

مجیب۔ ہمارے فی البدیہہ تصنیف کردہ برہم پُران کا مقولہ یہ ہے۔ کہ

एकक्षणा भवेद्गौरी द्विक्षणेयन्तु रोहिणी ।
त्रिक्षणा सा भवेत्कन्या ह्यत ऊर्ध्वं रजस्वला ॥ १ ॥
माता पिता तथा भ्राता मातुलो भगिनी स्वका ।
सर्वे ते नरकं यान्ति दृष्ट्वा कन्यां रजस्वलाम् ॥ २ ॥

پیدا ہونے کے ایک لمحہ بعد لڑکی کا اصطلاحی نام گوری۔ دوسرے لمحہ میں روہنی۔ تیسرے میں کنیا اور چوتھے میں رجسولا (حائضہ) ہوتا ہے۔ ایسی رجسولا کو اپنے گھر میں دیکھ کر ماں باپ۔ بھائی۔ ماموں اور بہن سب جہنم میں جاتے ہیں۔

معترض۔ یہ قول سند نہیں۔

مجیب۔ سند کیوں نہیں؟ اگر برہماجی کا قول سند نہیں۔ تو تمہارا قول کیونکر سند ہو سکتا ہے؟

معترض۔ واہ صاحب واہ! آپ پراشر اور کاشی ناتھ کی سند سے بھی انکار کرتے ہیں؟

مجیب۔ واہ صاحب واہ! آپ برہماجی کے قول کو بھی سند نہیں مانتے؟ پراشر اور کاشی ناتھ سے تو آخر برہما جی بڑے ہی ہیں۔ اگر تم برہماجی کے قول کو قابلِ تسلیم نہیں سمجھتے۔ تو ہم پراشر اور کاشی ناتھ کے قول کو مستند تسلیم نہیں کرتے۔

معترض۔ تمہاری بات غیر ممکن ہے۔ اس لئے سند نہیں۔ کیونکہ ہزار لمحے تو پیدا ہوتے ہوتے ہی گزر جاتے ہیں۔ اس حالت میں شادی کیسے ہو سکتی ہے؟ پھر اس وقت شادی کرنے کا کوئی فائدہ بھی معلوم نہیں ہوتا۔

مجیب۔ اگر ہماری بات غیر ممکن ہے۔ تو تمہاری کہاں ممکن ہے؟ کیونکہ آٹھ۔ نو یا دس برس کی عمر میں شادی

کرنا بھی ویسے ہی بیہودہ ہے۔ سولھویں[1] برس کے بعد عورت کا رحم مکمل اور جسم قوی ہوتا ہے۔ اور پچیسویں برس کے بعد مرد کا تخم پختہ اور جسم طاقتور ہو جاتا ہے! ایسے میاں بیوی کی اولاد افضل ہوتی ہے۔ آٹھ دس برس کی لڑکی سے اوّل تو

[1] منی وردھنوتری نے کسی مرد اور عورت کے استقرار حمل کی ممانعت کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:-

ऊनषोडशवर्षायामप्राप्तः पञ्चविंशतिम् ।
यद्याधत्ते पुमान् गर्भं कुक्षिस्थः स विपद्यते ॥
जातो वा न चिरञ्जीवेज्जीवेद्वा दुर्बलेन्द्रियः ।
तस्मादत्यन्तबालायां गर्भाधानं न कारयेत् ॥

اگر سولہ برس سے کم عمر کی عورت کے بطن میں پچیس برس سے کم عمر کا مرد حمل قائم کرے گا۔ تو اس حمل کا اسقاط ہو جائے گا! اگر بچہ پیدا ہو بھی گیا۔ تو بہت مدت تک زندہ نہیں رہے گا۔ اور اگر زندہ رہا بھی تو اس کے اعضاء اور قویٰ کمزور ہوں گے۔ لہٰذا صغیر سن عورت سے بچہ پیدا نہ کرے۔ (سشرت۔ شریر استھان ۱۰ - ۴۷ - ۴۸)

شاستروں (کتب حقہ) میں بیان کردہ قواعد اور قوانین قدرت کے مطالعہ اور آزادانہ طور پر غور و خوض کرنے سے یہی نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ سولہ برس سے کم عمر کی عورت اور پچیس برس سے کم عمر کا مرد استقرار حمل کے قابل نہیں ہوتا۔ جو اشخاص ان قواعد کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ وہ خود بکثرت مصائب میں مبتلا ہوتے ہیں۔ (مصنف) اسی سشرت میں ایک اور مقام پر کہا ہے:-

अथास्मै पंचविंशतिवर्षाय द्वादशवर्षां पत्नीमावहेत् ॥

پچیس برس کے لڑکے کی شادی بارہ برس کی لڑکی سے کی جائے۔ (سشرت۔ شریر استھان ۱۰ - ۴۶)

اوپر استقرار حمل کی عمر لڑکے کیلئے کم سے کم پچیس برس اور لڑکی کیلئے کم سے کم سولہ برس مقرر کی ہے۔ اس قانون کے مطابق پچیس برس لڑکے کی شادی سولہ برس کی لڑکی سے ہونی چاہیئے، بارہ برس کی لڑکی سے نہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ شادی تو بارہ برس کی عمر میں ہو جانی چاہیئے۔ استقرار حمل اس کے چار سال بعد کیا جائے۔ مگر اس وقت لڑکے کی عمر انتیس برس ہو جائے گی۔ تب پچیس اور سولہ برس کی عمر کا تناسب نہیں رہے گا۔ سشرت میں کہا ہے:-

पंचविंशे ततो वर्षे पुमान् नारी तु षोडशे ।
समत्वागतवीर्यौ तौ जानीयात् कुशलो भिषक् ॥

ہوشیار طبیب کو جاننا چاہیئے کہ مرد پچیسویں برس اور عورت سولہویں برس میں بلوغ کو پہنچتے ہیں (سشرت سوتر استھان ۳۵ - ۱۰)

اس کے علاوہ گرہیہ سوتروں میں شادی کی رسم کے بعد چوتھی رات استقرار حمل کا حکم ہے۔ گوبھل کے نزدیک یہ چوتھی رات شادی کے بعد پہلی دفعہ حیض ختم ہونے کی چوتھی رات ہے۔ اسی وجہ سے اس فعل کو چترتھی کرم یعنی چوتھی رات کا فعل کہا جاتا ہے۔ جب استقرار حمل شادی کے تین رات یا زیادہ سے زیادہ ایک مہینہ بعد ہو جاتا ہے۔ تو سشرت کا یہ قول کہ پچیس برس کے لڑکے کی شادی بارہ برس کی لڑکی سے کی جائے۔ اس کے اپنے بیان کردہ استقرار حمل کی عمر (پچیس اور سولہ برس) کے مذکورہ بالا قانون کے خلاف ہے۔ اور اس لئے قابل تسلیم نہیں۔ شادی کی موزوں عمر کم سے کم پچیس اور سولہ برس ہی معلوم ہوتی ہے۔ گوبھل گرہیہ سوتر میں چترتھی کرم کے متعلق مندرجہ ذیل ہدایت دی گئی ہے:-

ऊर्ध्वं त्रिरात्रात् संभव इत्येके । यदर्तुमती भवत्युपरतशोणिता तदा संभवकालः

بعض فقہا کی رائے میں شادی کے تین رات بعد استقرار حمل ہونا چاہیئے (ہماری رائے میں) جب لڑکی حیض سے فارغ ہو جائے تب استقرار حمل کیا جائے۔ ۲ - ۵ - ۷، ۸۔ تفسیر میں "تین رات بعد" کی توضیح ہے:-

(باقی اگلے صفحہ پر)

اولاد پیدا ہونا ہی ناممکن ہے۔ پھر اس کے لئے گوری۔ روہنی وغیرہ اصطلاحات مقرر کرنا غیر موزوں ہے۔ اگر لڑکی کا رنگ گورا نہ ہو، کالا ہو۔ تو اُسے اصطلاحاً گوری کہنا فضول ہے۔ پُرانوں میں گوری مہادیو کی اور روہنی واسدیو کی زوجہ کا نام آیا ہے۔ تم پُرانوں کے ماننے والے انہیں اپنی ماؤں کے برابر سمجھتے ہو۔ اب اگر تم ہر ایک دوشیزہ میں گوری وغیرہ کا تصور کرتے ہو۔ تو اُن سے شادی کرنا کیونکر ممکن اور شرعاً کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ دراصل تمہارے اور ہمارے یہ دونوں مقولے غیر مستند ہی ہیں۔ کیونکہ جیسے ہم نے برہما کے نام سے دو شلوک بنا لئے ہیں۔ ویسے ہی تم نے پراشر وغیرہ کے نام سے دو شلوک گھڑ لئے ہیں۔ ایسے تمام اقوال کو غیر مستند مان کر سب کام ویدوں ہی کی سند سے کرنے چاہئیں۔ دیکھو منوسمرتی میں لکھا ہے۔

त्रीणि वर्षाण्युदीक्षेत कुमार्यृतुमती सती ।
ऊर्ध्वं तु कालादेतस्माद्विन्देत सदृशं पतिम् ॥

دوشیزہ حائضہ ہونے پر تین برس تک انتظار کرے۔ اس کے بعد اپنے جیسا ور تلاش کر کے اس سے شادی کرے۔ منو ۹-۹۰
حیض مہینے میں ایک دفعہ ہوتا ہے۔ اس حساب سے دوشیزہ تین سال میں چھتیس دفعہ حائضہ ہوگی شادی اس کے بعد کرنا مناسب ہے پیشتر نہیں۔

काममामरणात्तिष्टेद् गृहे कन्यर्तुमत्यपि ।
न चैवैनां प्रयच्छेत्तु गुणहीनाय कर्हिचित ॥

خواہ لڑکا یا لڑکی مرتے دم تک (کنوارا یا) کنواری رہے۔ لیکن متضاد اوصاف۔ اعمال۔ عادات کے مرد و عورت کی باہم مناکحت نہیں ہونی چاہئے۔ منو ۹-۸۹۔
حاصل کلام یہ کہ مذکورہ بالا امر دل سے چھوٹے یا اَن میل زوجین کا بیاہ کرنا ہرگز جائز نہیں۔

زوجین کی رضامندی

معترض۔ شادی کرنا ماں باپ کے اختیار میں ہونا چاہئے یا لڑکے لڑکی کے؟ **مجیب**۔ (آخری) اختیار لڑکے لڑکی کا ہونا افضل ہے۔ اگر ماں باپ اولاد کی مناکحت کا خیال کریں بھی۔ تو بھی لڑکے لڑکی کی رضامندی کے بغیر رشتہ نہ کریں باہمی رضامندی ہو جانے کی صورت میں شکر رنجی کا امکان کم رہ جاتا ہے۔ اور اولاد افضل ہوتی ہے برخلاف اس کے بغیر رضامندی کی شادی میں ہمیشہ قضیہ رہتا ہے۔ دراصل شادی سے زیادہ تعلق لڑکے لڑکی کا ہے

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) संप्रदानरात्रितः । یعنی شادی کی رات کے بعد۔ اور حائضہ کی توضیح کی ہے۔

पतिगृहागताघृतुकाले सम्भवकालः ।

خاوند کے گھر آنے کے بعد پہلی دفعہ حیض سے فارغ ہونے پر استقرارِ حمل کا موزوں وقت ہے۔

لہ رِگ وید ۱۰-۲۷-۱۲ میں لکھا ہے:-

कियती योषा मर्यतो वधूयोः परिप्रीता पन्यसा वार्येण ।
भद्रा वधूर्भवति यत्सुपेशाः स्वयं सा मित्रं वनुते जने चित् ॥

کتنی عورتیں شادی کے خواہشمند مرد سے محض اور مرغوب بخشش پا کر مطمئن ہوتی ہیں۔ وہ حسینہ خوش قسمت ہے جو مردوں میں سے اپنے محبوب کو اپنے آپ منتخب کرتی ہے۔

نہ کہ ماں باپ کا۔ اگر زوجین میں باہم محبت اور خوشنودی ہے تو انہیں کو آرام، اور اگر تو تو میں میں ہوتی ہے تو انہیں کو تکلیف ہوتی ہے۔ بقول منو ۳-۶۰

सन्तुष्टो भार्यया भर्त्ता भर्त्रा भार्य्या तथैव च ।
यस्मिन्नेव कुले नित्यं कल्याणं तत्र वै ध्रुवम् ॥

جس گھر میں بیوی سے میاں اور میاں سے بیوی ہمیشہ خوش رہتی ہے۔ وہیں مسرت، دولت اور نیکنامی قیام کرتی ہے (اور جہاں مخاصمت اور مخالفت رہتی ہے وہاں مصیبت، افلاس اور بدنامی کے ڈیرے لگ جاتے ہیں)۔ بنابرآں زمانہ قدیم سے آریاورت میں جو سوئمبر یعنی لڑکے لڑکی کی باہمی رضامندی سے شادی ہونے کا رواج چلا آیا ہے۔ وہی شادی کا افضل ترین طریق ہے جب مرد اور عورت شادی کرنا چاہیں۔ ان کی علمیت، آداب اخلاق، شکل، عمر، طاقت، حسب و نسب اور جسم کی قد و قامت وغیرہ باہم موزوں ہونے چاہئیں۔ ان امور کا تطابق نہ ہونے کی صورت میں شادی راحت کا باعث نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہی کمسنی کی شادی باعثِ راحت ہو سکتی ہے۔

شادی کی عمر

رگوید ۳-۸-۴ میں آیا ہے:-

युवा सुवासाः परिवीत आगात्स उ श्रेयान्भवति जायमानः ।
तं धीरासः कवय उन्नयन्ति स्वाध्यो३ मनसा देवयन्तः ॥ १ ॥

جو شخص برہمچریہ پورت ہے یعنی زمانہ طالب علمی کو ختم کر کے تعلیم و تربیت کی خوبیوں سے سجا ہوا، خوشنما لباس پہن کر طاقت ور جسم سے (ضبطِ نفس سے) آراستہ، کامل بلوغ کی حالت میں حصولِ تعلیم کے بعد (منزلِ خانہ داری میں) داخل ہوتا ہے وہی (دوسری بار یعنی مادرِ علم کے بطن سے) پیدا ہو کر تعظیم و تکریم کا مستحق اور رفاہِ عام کا باعث ہوتا ہے۔ ترقیٔ علوم کے خواہشمند حلیم علماء نہایت غور و خوض سے اسے ترقی کے زینے پر چڑھا کر سرفراز کرتے ہیں۔ (برخلاف اس کے جو عورت مرد اعلیٰ تعلیم و تربیت اور ضبطِ نفس کے بغیر صغیر سنی میں شادی کر لیتے ہیں۔ وہ چاہِ ہلاکت میں گرتے ہیں۔ علماء کے نزدیک ان کی ذرا بھی عزت نہیں ہوتی)۔

رگوید ۳-۵۵-۱۶ میں آیا ہے۔

आ धेनवो धुनयन्तामशिश्वीः सबर्दुघाः शशया अप्रदुग्धाः ।
नव्यानव्या युवतयो भवन्तीर्महद्देवानामसुरत्वमेकम् ॥

نہ دوہی ہوئی گائیں (گئووں) کی طرح عالمِ طفلی کو عبور کر چکی، ہر قسم کے اعلیٰ کاروبار کو مکمل کرنے والی، کو ائف نابالغی سے آگے گذر گئی، نئے نئے علوم اور نئے نئے کوائف سے آراستہ و پیراستہ، عین عالمِ شباب میں پہنچی ہوئی عورتیں، ضبطِ نفس کے پابند، تعلیم یافتہ، بالغ شوہروں کی عظیم بے نظیر علوم و فنون کی محنت اور مسرت میں شریک ہونے کے ساتھ ساتھ اولاد حاصل کریں۔

عورت کو چھوٹی عمر میں کبھی بھی مرد کا تصور نہیں کرنا چاہیئے۔ یہی طرزِ عمل دنیا اور عقبیٰ کی راحت کا موجب ہے۔ کمسنی کی شادی سے جتنی تباہی مردوں کی ہوتی ہے، اُس سے کہیں زیادہ عورتوں کی ہوتی ہے

رگوید ۱ - ۱۷۹ - ۱ میں فرمایا ہے :-

पूर्वीरहं शरदः शश्रमाणा दोषा वस्तोरुषसो जरयन्तीः ।
मिनाति श्रियं जरिमा तनूनामप्यू नु पत्नीर्वृषणो जगम्युः ॥

(نہایت مخلق) اولاد پیدا کرنے کے قابل - پُر لطف باتیں مرد نوجوان دلکش بیویوں سے شادی کر کے (پورے سو سال کی یا اس سے بھی زیادہ طویل عمر راحت اور مسرت کی حالت میں گزارتے اور بیٹوں پوتوں والے ہو کر پھلتے پھولتے ہیں - تمام مردوں اور عورتوں کو یہی دستور العمل کا پابند ہونا چاہیئے) موسم سرما کے قبل از وقت دورے اور صبح (کاذب) کے قبل از وقت ظہور (بالترتیب) دن اور رات کی خوبصورتی کو مٹا دیتے ہیں - ایسے ہی (یہ اوقات جو جذباتِ شہوانی کو اکساتے ہیں اور قبل از وقت) بڑھاپا (جو کمسنی کی شادی کا نتیجہ ہے -) اعضاء کے حسن و جمال کو زائل کر دیتے ہیں - پس میں عورت یا مرد (ان تمام حالات کو دیکھ کر مصروف مشقت و ریاضت رہتا ہوا) (بطریق احسن تعلیم و تربیت کے ذریعہ قوت روحانی و جسمانی سے بہرہ اندوز ہو کر عالم جوانی میں شادی کروں) ؛

اس اصول کی خلاف ورزی احکام وید کی خلاف ورزی ہے - ایسی احکام الٰہی کے خلاف شادی ہرگز راحت کا موجب نہیں ہوتی -

جب تک اس رشی منی راجا مہاراجا اور آریہ عوام اسی طرح زمانہ طالب علمی کے قواعد کے پابند ہو کر تعلیم حاصل کرتے رہے - اس کے بعد رسم سوئمبر یعنی زوجین کی رضامندی سے شادی کرتے رہے تب تک اس ملک کی حالت روبہ ترقی رہی - برخلاف اس کے جب سے مجرد رہ کر تعلیم حاصل کرنے کا رواج بند ہو گیا تب سے ملک آریاورت کا بتدریج زوال ہوتا چلا آیا ہے - بنابرآں شرفاء کا فرض ہے - کہ اس خرابی کا انسداد کر کے مذکورہ بالا طریق سوئمبر کو پھر رواج دیں - علاوہ بریں شادی اپنے اپنے ورن (جماعت مدنی) ہی میں ہونی چاہیئے - اور ورنوں (جماعات مدنی) کا انحصار (افراد کے ذاتی) اوصاف - اعمال اور عادات پر ہونا چاہیئے

ورن ویوستھا تقسیم جماعات مدنی

معترض - کیا براہمن وہی ہوتا ہے جس کے ماں - باپ براہمن ہوں ؟ یا دیگر جماعات کے ماں باپ کی اولاد بھی براہمن ہو سکتی ہے ؟

مجیب - ہاں ! دیگر جماعات کے ماں باپ کی اولاد بھی براہمن ہو سکتی ہے - ایسے براہمن گذشتہ زمانوں میں بھی ہو چکے - اب بھی ہوتے ہیں اور آئندہ بھی ہوں گے - مثلاً چھاندوگیہ اپنشد میں جابال رشی کا ذکر آتا ہے اس کے حسب نسب کا پتہ ہی نہیں چلا - مہابھارت میں وشوامتر کا ذکر آیا ہے وہ کشتری سے براہمن ہو گیا تھا - رشی ماتنگ چانڈال کے گھر پیدا ہو کر براہمن بنا - آج بھی جس شخص کی تعلیم اور فطرت اعلےٰ ہو - وہ براہمن بننے کے قابل ہے - اور جو جاہل اور غبی ہے وہ شودر بننے کے لائق ہے - یہی کیفیت آئندہ زمانوں میں بھی رہے گی -

معترض - جسم جس ورن (جماعت مدنی) کے رج اور ویریہ (والدین کے مادۂ تولید) سے بنا ہے .

وُہ یکایک بدل کر دُوسرے ورن کے قابل کیسے ہو سکتا ہے؟

مجیب۔ برہمن کا جسم رج اور ویرج کے اِتصال یعنی والدین کی تخم ریزی کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ بقول منو جس کا اِقتباس اُوپر بھی ہو چکا ہے۔

स्वाध्यायेन जपैर्होमैस्त्रैविद्येनेज्यया सुतैः ।
महायज्ञैश्च यज्ञैश्च ब्राह्मीयं क्रियते तनुः ॥

درس و تدریس اور اورادو اذکار۔ انواع و اقسام کے ہَون کی تکمیل۔ وید کے الفاظ۔ معانی اور ان کے باہمی تعلقات کی جہالت۔ منتروں کی صحیح قرأت اور تعلیم۔ پورنماشی وغیرہ اِکھوادوں کے یگیوں مذکورہ بالا طریق سے احکام شرع کے مطابق تولید نسل۔ مندرجہ بالا و ذاتی فرائض یعنی برہم یگیہ (صبحاً مسائی اور مطالعۂ وید) دیو یگیہ (اور ذاتہوتر) پِتری یگیہ (بزرگوں کی خدمت) بلی ویشو دیو (لنگڑے لولوں اور حیوانات کی امداد۔) اور اتتھی یگیہ (مہمان نوازی) کے ادا کرنے۔ اگنی شٹوم وغیرہ یگیوں علماء کی صحبت اور تعظیم و تکریم۔ حق گوئی اور رفاہِ عام وغیرہ اخلاق حسنہ اور تمام علوم و فنون کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ذمائم کے ترک اور حسنات کے اخذ کرنے سے یہ قالب برہمن (عارف باللہ) کی زندگی بسر کرنے کے قابل بنایا جاتا ہے۔ (منو ۲ — ۲۸)

کیا تم منو کے اِس قول کے قائل نہیں ہو؟ معترض:- ہیں۔ مجیب۔ پھر ورن و آشرم کی تقسیم جماعات ملتی کی بنیاد ماں باپ کے تخم پر کیوں رکھتے ہو؟

معترض۔ ایک میں نہیں۔ اکثر لوگ زمانہ قدیم سے ایسا مانتے چلے آئے ہیں۔ کیا تم قدیم رواج کی تردید کرتے ہو؟

مجیب۔ قدیم رواج کی تردید تو ہم نہیں کرتے۔ البتہ تمہاری اُلٹی سمجھ کے آگے سر نہیں جھکاتے۔ اس اُلٹی سمجھ کی تردید ضرور کرتے ہیں۔

معترض۔ اس کا کیا ثبوت ہے۔ کہ ہماری سمجھ اُلٹی اور تمہاری سیدھی ہے؟

مجیب۔ اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ تم پانچ سات پُشتوں کے رواج کو قدیم تسلیم کرتے ہو۔ اور ہم وید اور آفرینش دُنیا سے لے کر آج تک کے (صحیح) مسلسل رواج کے قائل ہیں۔ دیکھو پشتینی رواجات کی حالت یہ ہے۔ کہ کہیں باپ ٹھیک راستے پر ہے اور لڑکا غلط راہ پر۔ کہیں لڑکا صحیح راستے پر ہے اور باپ غلط راہ پر۔ اور کہیں دونوں صحیح یا دونوں غلط راستے پر ہیں۔ (اِس حالت میں کونسی پُشت کی تقلید کی جائے؟) تم اپنی وہم پرستی کی کیفیت تو دیکھو۔ منو مہاراج نے کیا کہا ہے:-

येनास्य पितरो याता येन याता पितामहाः ।
तेन यायात्सतां मार्गं तेन गच्छन्न रिष्यते ॥

جس راستے کے پیرو باپ دادا رہے ہوں۔ اُسی کی پیروی اولاد بھی کرے۔ مگر اس میں شرط یہ ہے کہ باپ دادا راست رو رہے ہوں (اگر آبا و اجداد غلط راہ پر ہوں۔ تو ان کے نقش قدم پر ہرگز نہ چلے) احکام

دین کے پابند۔ افضل اشخاص کے نقش قدم پہ چلنے سے کبھی نقصان نہیں ہوتا۔ منو ۴ - ۱۷۸

بھلا تم اس قول کے قائل ہو یا نہیں؟ معترض۔ ہاں ہاں۔ قائل ہیں۔ مجیب۔ اور دیکھو۔ جو جو ہدایات وید کے ذریعہ پرمیشور نے نازل کی ہیں۔ وہ قدیم ہیں۔ اور جو بات احکام وید کے خلاف ہے۔ وہ قدیم نہیں۔ (وہ صاف بدعت ہے۔) کیا ہم سب کو یہ حقیقت تسلیم کرنی چاہیئے یا نہیں؟

معترض۔ ضرور تسلیم کرنی چاہیئے۔

مجیب۔ جو (مندرجہ بالا استدلال کا) قائل نہ ہو۔ اس سے پوچھو۔ کہ اگر کسی کا باپ مفلس ہو اور وہ خود دولت مند ہو جائے۔ تو کیا اسے اپنے باپ کی مفلسی کے زعم میں اپنا مال ومتاع پھینک دینا چاہیئے؟ اگر باپ نابینا ہو۔ تو لڑکے کو بھی اپنی آنکھیں پھوڑ لینی چاہیئیں؟ اگر باپ بداعمال ہو۔ تو کیا لڑکا بھی بد اعمالیاں ہی کرے؟ نہیں۔ برعکس اس کے سب کو تمام اشخاص کے اعمال حسنہ کی تقلید اور افعال ذمیمہ سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ جو شخص جماعات مدنی کی تقسیم کا انحصار اوصاف اور اعمال پہ نہیں بلکہ والدین کے تخم پر رکھتا ہے۔ اس سے سوال کرنا چاہیئے۔ کہ جو شخص اپنے ورن (جماعت مدنی) کو ترک کر کے نیچ انتیج (چانڈال وغیرہ) عیسائی یا مسلمان ہو گیا ہو۔ اسے وہ براہمن تسلیم کیوں نہیں کرتا؟ اس کا جواب وہ یہی دے گا۔ کہ جس نے براہمن کے کام چھوڑ دیئے۔ وہ براہمن نہیں رہا۔ اس سے صاف ثابت ہے۔ کہ جو اشخاص براہمن وغیرہ جماعات مدنی کا کام کرتے ہیں وہی براہمن وغیرہ۔ اعلےٰ جماعات مدنی میں ہیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ اگر کوئی پیدا تو کسی ادنیٰ جماعت میں ہوا ہو۔ لیکن اس کے اعمال، اوصاف اور عادات اعلیٰ جماعت کے ہوں۔ تو اس کا شمار اعلیٰ جماعت میں کرنا چاہیئے۔ برخلاف اس کے جو پیدا تو کسی اعلےٰ جماعت میں ہوا ہو۔ مگر اس کے اعمال ادنیٰ جماعت کے ہوں۔ تو اس کا شمار ادنیٰ جماعت میں ہونا چاہیئے۔

معترض۔ یجروید کے ۳۱ ویں ادھیائے ۱۱ ویں منتر میں کہا ہے کہ

ब्राह्मणोऽस्य मुखमासीद् बाहू राजन्यः कृतः ।
ऊरू तदस्य यद्वैश्यः पद्भ्याꣳ शूद्रो अजायत ॥

براہمن ایشور کے منہ سے کشتری بازوؤں سے۔ ویش رانوں سے اور شودر پاؤں سے پیدا ہوئے۔

پس جیسے منہ، بازو وغیرہ کی صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ نہ بازو وغیرہ منہ کی شکل میں آسکتے ہیں۔ اسی طرح نہ براہمن کشتری وغیرہ بن سکتا ہے۔ نہ کشتری وغیرہ براہمن بن سکتے ہیں۔

مجیب۔ اس منتر کے جو معنے تم نے کیئے ہیں۔ وہ صحیح نہیں۔ کیونکہ اوپر سے "پرش" یعنی محیط غیر متشکل پرماتما کا ذکر چلا آتا ہے۔ چونکہ پرماتما غیر متشکل ہے۔ اس لیئے اس کے منہ وغیرہ اعضا نہیں ہو سکتے۔ اگر اس کے منہ وغیرہ اعضا ہوں۔ تو وہ "پرش" یعنی محیط نہیں ہو سکتا۔ اور اگر وہ محیط نہ ہو۔ تو قادر مطلق۔ خالق عالم۔ قیوم۔ پرلے یعنی عالم تحلیل یا فنا لانے والا۔ ارواح کے گناہ و ثواب سے باخبر ہو کر ان کو سزا و جزا دینے والا۔ علیم۔ (اجنما۔ امر) پیدائش اور موت کی قید سے آزاد وغیرہ اوصاف سے متصف نہیں ہو سکتا۔ اس سے اس منتر کے (وہ معنے نہیں جو تم نے کیئے ہیں) صحیح معنے یہ ہیں:-

جو کامل محیط پرمیشور کی خلقت میں منہ کی طرح اعلےٰ و افضل ہے۔ وہ براہمن ہے۔ (بانہو کے معنے شت پتھ براہمن میں "طاقت اور قوت" کئے گئے ہیں) جس میں ان اوصاف کی افراط ہو وہ کشتری ہے۔ کمر سے نیچے اور گھٹنوں سے اوپر کے حصے کا نام "اُرو" یعنی ران ہے جو تمام ملکوں تک اور تمام مقامات میں رانوں کے زور سے آتا جاتا اور داخل ہوتا ہے۔ وہ ویش اور جو پیروں کی طرح قلیل الاحساس یعنی احمق ہے وہ شودر ہے۔ شت پتھ براہمن وغیرہ میں بھی اس منتر کے یہی معنے کئے گئے ہیں۔ چنانچہ کہا ہے:-

यस्मादेते मुख्यास्तस्मान्मुखतो ह्यसृज्यन्त इत्यादि ।

چونکہ یہ براہمن مکھیہ یعنی افضل ہیں۔ اس لئے انہیں مکھ یعنی منہ سے پیدا ہوئے کہا گیا ہے

جیسے تمام اعضاء میں منہ افضل ہے۔ ایسے ہی کامل علم اور اعلیٰ اوصاف، اعمال اور عادات سے متصف ہونے کی وجہ سے بنی نوع انسان میں سب سے افضل افراد براہمن کہلاتے ہیں۔ جب پرمیشور غیر متشکل ہونے کی وجہ سے منہ وغیرہ اعضاء ہیں ہی نہیں۔ تو منہ وغیرہ سے پیدائش ہونا ایسا ہی غیر ممکن ہے۔ جیسے بانجھ عورت کے لڑکے کی شادی۔ اگر درحقیقت براہمنوں کی پیدائش منہ سے اور دیگر جماعات مدنی کی دیگر اعضاء سے ہوئی ہوتی۔ تو ان کے اجسام کی بناوٹ اپنی اپنی علت مادی کے مطابق ہوتی۔ یعنی جیسے منہ کی شکل گول مول ہے۔ ایسے ہی براہمنوں کی شکل گول مول ہوتی۔ کشتریوں کے قالب بانہوؤں کی شکل کے۔ ویشوں کے رانوں اور شودروں کے پاؤں کی شکل کے ہوتے۔ مگر واقعہ میں ایسا نہیں ہے۔ علاوہ اس کے تم پر یہ بھی اعتراض کیا جا سکتا ہے۔ کہ جب تمہارے اپنے عقیدے کے مطابق وہی شخص براہمن ہے جس کی پیدائش منہ سے ہوئی ہو۔ تو تم براہمن نہیں ہو۔ کیونکہ جیسے اور لوگوں کے جسم (ماں باپ کے اجسام کے تمام اجزاء سے ترکیب پا کر) ماں کے بطن سے پیدا ہوتے ہیں ویسے ہی تم بھی ہوئے ہو۔ اس سے ثابت ہوا کہ تمہارے معنے غلط ہیں۔ صحیح معنے ہمارے ہیں۔ کیونکہ دیگر مقامات پر بھی کہا ہے۔

ورنوں (جماعات مدنی) کی تبدیلی

منو ۱۰ - ۶۵ میں کہا ہے:-

शूद्रो ब्राह्मणतामेति ब्राह्मणश्चैति शूद्रताम् । क्षत्रियाज्जातमेवन्तु विद्याद्वैश्यात्तथैव च ॥

ब्राह्मणो मनुष्याणां (मुखम्) ......

[1] تانڈیہ براہمن ۶-۱-۶ میں لکھا ہے:-

तस्माद् ब्राह्मणो मुखेन वीर्यं करोति मुखतो हि सृष्टः ।

"براہمن انسانوں کا مکھ یعنی سردار ہے .... اس لئے براہمن مکھ یعنی منہ سے (سابن آچاریوں کی تفسیر کے مطابق وید و تدریس سے) عظمت حاصل کرتا ہے۔ اس کی پیدائش مکھ یعنی منہ سے ہوئی ہے۔"

شت پتھ براہمن ۳-۹-۱-۱۴ میں کہا ہے:-

यस्यैवैतत्सर्वस्य ब्रह्म मुखं करोति तस्मादस्य सर्वस्य ब्राह्मणो मुखम् ।

اس تمام کائنات کا برہم مکھ بنایا جاتا ہے۔ اس لئے اس تمام کائنات کا براہمن منہ ہے۔

[1] آگے چل کر صفحہ نمبر ... پر نرکت کے حوالہ سے رشی دیانند لکھتے ہیں:-

"اے بچے! تو عضو عضو (سے پیدا ہوئے لڑکے) کا ثمر ہے۔"

جو شودر کے گھر میں پیدا ہو کر براہمن (کشتری یا ویش) کے سے اوصاف۔ اعمال اور عادات سے متصف ہو وہ بالترتیب براہمن (کشتری یا ویش) ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جو شخص پیدا تو براہمن (کشتری یا ویش) کے گھر میں ہوا ہو۔ لیکن اس کے اوصاف۔ اعمال اور عادات شودر کے سے ہوں۔ وہ شودر ہو جاتا ہے علیٰ ہذا القیاس کشتری یا ویش کے گھر پیدا ہو کر انسان براہمن یا شودر کے اوصاف سے متصف ہونے کی وجہ سے علی الترتیب براہمن یا شودر ہو جاتا ہے ۔[1]

[1] اس شلوک کے اوپر کے شلوک کی شرح میں کہا ہے کہ ـــــــ اگر شودرانی سے براہمن کی لڑکی پیدا ہو جائے۔ اس لڑکی سے پھر کسی براہمن کی لڑکی ہو۔ علیٰ ہذا القیاس سات پشتوں تک یہ سلسلہ جاری رہے تو ساتویں پشت کا بچہ براہمن ہوتا ہے۔ (منو ۱۰-۶۴)

مگر منو سمرتی ۳-۱۴، ۱۵ میں کہہ آئے ہیں۔ کہ ـــــــ براہمن اور کشتری کے لئے کسی لاچاری کی حالت میں بھی شودر عورت سے شادی کرنا جائز نہیں۔ براہمن، کشتری اور ویش۔ جذبات کے بس میں آ کر شودر عورت سے شادی کر لیں۔ تو ان کے سلسلے گھرانے اولاد سمیت شودر ہو جاتے ہیں۔ پھر سات دفعہ کے تکرار سے کیا ایک ممنوع فعل جائز ہو جائیگا۔ اور اس کا نتیجہ اچھا ہوگا یعنی اس سات بار کے گناہ سے شودر تو براہمن بن گیا۔ پھر براہمن شودر کیسے بنے گا۔ شارحین کہتے ہیں۔ کہ اگر کسی براہمن مرد کا شودر عورت سے لڑکا پیدا ہو جائے۔ اور اس لڑکے کا بھی شودر عورت سے پھر لڑکا ہو۔ علیٰ ہذا القیاس سات پشتوں تک یہ سلسلہ جاری رہے تو ساتویں پشت کا لڑکا شودر ہوگا۔ اصل شلوک میں تو لکھا ہے۔ کہ شودر براہمن بن جاتا ہے اور براہمن شودر۔ شارحین شودر کے معنے کرتے ہیں براہمن کی شودر عورت سے لڑکی۔ اور براہمن کے معنے کرتے ہیں۔ براہمن مرد کا شودر عورت سے لڑکا۔ اس توضیح میں صاف کھینچ تان معلوم ہوتی ہے پس شلوک ۱۰-۶۴ قابل تسلیم نہیں۔ اور شلوک ۱۰-۴۲ میں کہا جا چکا ہے۔ "انسان کے قالب میں پیدا ہو کر ریاضت یا تخم کے اثر سے انسان اونچی اور نیچی جماعت میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ شلوک ۱۰-۶۵ کی اس سے مطابقت ہے۔ یعنی اس میں بھی تبدیلی جماعت کا انحصار ریاضت یا تخم پر رکھا ہے۔ خود شارحین نے ریاضت کی مثال میں وشوامتر اور تخم کی مثال کے طور پر رشی سرنگ کو پیش کیا ہے پھر اپنی طرف سے ایزاد کر دیا ہے۔ کہ یہ سابقہ یگوں کی بات ہے کلی یگ کے لئے یہ حکم نہیں۔ بھوشیہ پران میں منوسمرتی ۱۰-۶۵ ایک دو الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ مندرجہ ذیل سلسلے میں درج ہوا ہے۔
(دیکھو بھوشیہ پران - برہم پرو - ادھیائے ۴۴ - شلوک ۵۵ تا ۵۸)

सद्यः पतति मांसेन लाक्षया लवणेन च ।
त्र्यहेण शूद्रो भवति ब्राह्मणः क्षीरविक्रया ॥
गोरक्षकान् वाणिजिकान् तथा कारुकुशीलवान् ।
प्रेष्यान् वार्धुषिकांश्चैव शूद्रांस्तान् मनुरब्रवीत् ॥
शूद्रो ब्राह्मणतामेति ब्राह्मणश्चैति शूद्रताम् ।
क्षत्रियो याति विप्रत्वं विद्याद्वैश्यं तथैव च ॥

براہمن گوشت۔ لاکھ اور نمک بیچنے سے فوراً اور دودھ بیچنے سے تین دن میں شودر ہو جاتا ہے۔ گئوئیں پالنے والوں سوداگروں کاریگروں گانے بجانے اور ناچنے والوں۔ نوکروں اور سود خوروں کو منو نے شودر کہا ہے۔ شودر براہمن ہو جاتا ہے۔ اور براہمن شودر۔ کشتری براہمن بن جاتا ہے اور ایسے ہی ویش۔ یہاں سات پشتوں کا کوئی ذکر نہیں بلکہ دھندوں کی تبدیلی کا موجب بتایا گیا ہے۔

قصہ مختصر جو شخص جس ورن (جماعت مدنی) کے لائق ہو۔ اُسے اُسی میں شمار کیا جائے۔ آپستمب (دھرم سوتر) میں بھی کہا ہے:۔

धर्मचर्य्यया जघन्यो वर्णः पूर्वं पूर्वं वर्णमापद्यते जातिपरिवृत्तौ ॥

अधर्मचर्य्यया पूर्वो वर्णो जघन्यं जघन्यं वर्णमापद्यते जातिपरिवृत्तौ

احکام الٰہی کی پابندی سے ادنیٰ ورن کا شخص (تعلیم کے خاتمہ پر[1]) اپنے سے اعلیٰ اعلیٰ ورن کو حاصل کرے اور اس کا شمار اسی ورن میں کیا جائے جس کے وہ لائق ہو۔ برخلاف اس کے احکام دین کی خلاف ورزی کرنے والا اعلیٰ درجہ کا شخص (تعلیم کے خاتمہ پر) ادنیٰ ورن میں شامل کیا جائے۔ اور اس کا شمار بھی اسی ادنیٰ ورن میں ہو۔ (آپستمب دھرم سوتر ۲-۵-۱۱-۱۰، ۱۱ - دوسرا ایڈیشن)

جماعات مدنی کا جو قاعدہ مردوں کے لئے ہے۔ اُسی کا اطلاق عورتوں پر بھی ہوتا ہے یعنی اُن کا شمار بھی اسی ورن یعنی جماعت مدنی میں ہونا چاہیئے۔ جس کے وہ لائق ہیں۔ اس انتظام کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ تمام ورن اپنے اپنے اوصاف اعمال اور عادات سے متصف ہو کر خالص رہتے ہیں یعنی گھرانوں میں کوئی کشتری۔ ویش یا شودر کے سے اوصاف کا شخص نہیں رہتا۔ اور کشتری ویش اور شودر جماعات بھی خالص رہتی ہیں۔ دوسرے لفظوں میں (ورنوں) جماعات باہم خلط ملط نہیں ہونے پاتیں۔ اور کسی جماعت کی مذمت یا نااہلیت (کی شکایت) نہیں ہوتی۔

معترض۔ اگر کسی کا ایک ہی لڑکا یا لڑکی ہو۔ اور وہ دوسرے ورن (جماعت مدنی) میں شامل ہو جائے۔ تو اُس کے ماں باپ کی خدمت کون کرے گا؟ اس انتظام سے سلسلہ نسل کے قطع ہو جانے کا خطرہ بھی ہے۔ اس کا انسداد کیونکر ہوگا؟

---

[1] لفظی معنے پیدائش ثانی کے موقعہ پر۔ تعلیم کا خاتمہ اصطلاح میں پیدائش ثانی کہلاتا ہے۔ چنانچہ یہی آپستمب دھرم سوتر میں لکھا ہے:۔

यस्माद् धर्मानाचिनोति स आचार्यः ॥

स हि विद्यातस्तं जनयति ॥ جس سے طالب علم (دھرم) دینیات کی تعلیم پاتا ہے۔ وہ آچاریہ ہے

وہی اسے علم کے بطن) سے پیدا کرتا ہے۔ तच्छ्रेष्ठं जन्म وہی افضل پیدائش ہے

(آپستمب دھرم سوتر ۱-۱-۱-۱۴، ۱۵، ۱۶)

یہی بات منوسمرتی میں کہی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

आचार्यस्त्वस्य यां जाति विधिवद्वेदपारगः

उत्पादयति सावित्र्या सा सत्या साजरामरा ॥

اسے جو جسم وید کا ماہر آچاریہ باقاعدہ گائیتری کے ذریعہ دیتا ہے۔ وہ حقیقی ہے۔ اُسے نہ پیری لاحق ہوتی ہے اور نہ موت۔

(منوسمرتی ۲-۱۴۸)

مجیب۔ نہ تو کوئی شخص اولاد کی خدمت سے محروم رہے گا۔ اور نہ سلسلۂ نسل منقطع ہوگا۔ کیونکہ ایسے ماں باپ کو ودیا سبھا (مجلس علمی) اور راج سبھا (مجلس سیاسی) کی طرف سے اپنے لڑکے لڑکیوں کے قائم مقام اپنی جماعت مدنی کے لائق دوسرے لڑکے لڑکیاں مل جائیں گی پس ندکورہ بالا انتظام کی وجہ سے کسی قسم کی بدنظمی نہ ہوگی۔

تقسیم جماعات کا وقت

ذاتی اوصاف اور اعمال کی بنا پر جماعات مدنی کی یہ تقسیم تب کرنی چاہیئے جب لڑکیوں کا سولھویں برس کا اور لڑکوں کا پچیسویں برس کا امتحان ہو۔ اور شادی بھی اسی قانون کے مطابق یعنی براہمن مرد کی براہمن عورت سے۔ کشتری مرد کی کشتری عورت سے۔ ویش مرد کی ویش عورت سے اور شودر مرد کی شودر عورت سے ہونی چاہیئے تبھی زوجین کے اعمال اپنے اپنے فرائض یعنی جماعت مدنی کے مطابق ہوں گے۔ اور ان میں محبت بھی حسب دلخواہ ہوگی۔

ان چاروں جماعات کے فرائض اور اوصاف حسب ذیل ہیں۔ منو ادھیائے میں کہا ہے:۔

براہمن کے فرائض و اوصاف

अध्यापनमध्ययनं यजनं याजनं तथा ।

दानं प्रतिग्रहं चैव ब्राह्मणानामकल्पयत् ॥

(۱) پڑھنا (۲) پڑھانا (۳) یگیہ (ہوم شرعی) کرنا (۴) کرانا (۵) خیرات دینا (۶) لینا۔ یہ چھ کام براہمن کے ہیں۔ لیکن[1]

---

[1] اتھرووید میں آیا ہے۔ अनुव्रतः पितुः पुत्रो मात्रा भवतु संमनाः ।

لڑکا وہ ہے جس کی ذہنی استعداد اور زندگی کا مقصد اور شغل (ہمت) ماں اور باپ کی استعداد، مقصد اور شغل کے موافق ہو۔ (اتھرووید ۳-۳۰-۲) برہدارنیک گرہیہ سوتر۔ گرہیہ پر بھاشا ۲-۱-۵ میں کہا ہے:۔

न मांसपेशकलः पुत्रो नाविद्वान्नाप्यकर्मकृत् ।

स्वयं न याति परस्वर्गं किं पुनः पितरं नयेत् ॥

"لڑکا گوشت کے ٹکڑے کا نام نہیں۔ نہ جاہل اور بے عمل شخص لڑکا کہلاتا ہے۔ جو خود سورگ میں نہیں جاتا وہ باپ کو کس طرح پار لگائے گا؟" بقول حالی ۔؎ ہے پدر کا جبھی پسر وارث۔ ہو ہنر کا بھی اس کے گر وارث

اسی بات کو مدنظر رکھ کر وشوامتر نے رچیک کے لڑکے شنہ شیپ کو اپنی فرزندی میں لے لیا تھا۔ (مہابھارت شانتی پرو ادھیائے ۲۹۲) اور اپنے لڑکوں کو اپنی فرزندی سے خارج کر دیا تھا۔ (رامائن بال کانڈ۔ سرگ ۶۲)

[2] ان میں سے تین کام پڑھنا۔ یگیہ کرنا اور دان دینا دھرم ہیں اور تین کام یعنی پڑھانا۔ یگیہ کرانا اور دان لینا ذریعہ معاش ہیں لیکن دان لینا خسیس کام ہے۔ برخلاف اس کے پڑھا کر اور یگیہ کرا کر گذارہ کرنا افضل ہے۔ (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۱۷۔ بارھواں ایڈیشن) ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۰۲ پر رشی دیانند منو کا مندرجہ ذیل شلوک معہ ترجمہ درج فرماتے ہیں:۔

उपासते ये गृहस्थाः परपाकमबुद्धयः ।

तेन ते प्रेत्य पशुतां व्रजन्त्यन्नादिदायिनाम् ॥

جو لوگ خانہ دار ہو کر پرائے گھر کا کھانا کھانے کی خواہش کرتے ہیں۔ وہ بے عقل دوسرے سے خیرات لینے کا گناہ کر کے دوسرے جنم میں خوراک وغیرہ دینے والوں کے حیوان بنتے ہیں۔ کیونکہ دوسروں سے خوراک وغیرہ کی خیرات حاصل کرنا سنیاسیوں کا کام ہے خانہ داروں کا نہیں۔ (منو ۳-۱۰۴)

بقول منو ۱۰ــ ۹۰ خیرات لینا حسنت کا کام ہے۔

शमो दमस्तपः शौचं क्षान्तिरार्जवमेव च ।
ज्ञानं विज्ञानमास्तिक्यं ब्रह्मकर्मस्वभावजम् ॥ (گیتا ۱۸ــ۴۲)

(۱) ضبطِ قلب۔ دل میں کبھی بُرائی کی خواہش پیدا نہ ہونے دینا۔ بلکہ اس کو خلافِ دین (ادھرم کے) اعمال میں مشغول ہونے سے روکنا (۲) ضبطِ حواس۔ کان۔ آنکھ وغیرہ حواس کو بے اعتدالی سے باز رکھ کر احکام دین کی پیروی میں لگانا (۳) ریاضت۔ ہمیشہ نفس پر قادر رہ کر احکام الٰہی کے مطابق عمل کرنا (۴) پاکیزگی۔ جس کی تشریح منو سمرتی ۵ــ ۱۰۹ میں اس طرح کی گئی ہے۔ کہ :-

अद्भिर्गात्राणि शुध्यन्ति मनः सत्येन शुध्यति ।
विद्यातपोभ्यां भूतात्मा बुद्धिर्ज्ञानेन शुध्यति ॥

پانی سے باہر کے اعضاء۔ حق شعاری سے قلب۔ علم و معرفت اور احکام الٰہی کی پیروی سے روح اور حق و باطل کی تمیز یعنی حق کے اختیار اور باطل کے ترک کرنے سے عقل یعنی قوتِ فیصلہ پاکیزہ ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں دلبستگی اور نفرت وغیرہ باطنی اور جسمانی غلاظت وغیرہ ظاہری کدورتوں کو رفع کر کے پاک و صاف رہنا پاکیزگی کہلاتا ہے۔ (۵) تحمل یعنی تعریف و مذمت۔ رنج و راحت۔ گرم و سرد۔ بھوک و پیاس۔ نفع و نقصان تعظیم و تحقیر وغیرہ ہونے کی صورت میں خوشی اور غم دونوں سے بالاتر ہو کر احکام دین (دھرم) پر محکم اعتقاد رکھنا (۶) نرمی۔ انکساری۔ راستی اور سادہ طبعی اختیار کرنا اور کج روی وغیرہ عیوب کا ترک کر دینا (۷) وید وغیرہ کتب حقہ کا معہ انگوں اور اپانگوں کے مطالعہ سے ان کی تدریس کی قابلیت پیدا کرنا اور حق و باطل میں تمیز کر کے جو چیز جیسی ہو اسے ویسے ماننا مثلاً مدرک اشیاء کو مدرک اور غیر مدرک اشیاء کو غیر مدرک سمجھنا اور تسلیم کرنا (۸) خاک سے لے کر ذات پاک پرمیشور تک تمام موجودات کا علم کما حقہ حاصل کر کے ان اشیاء سے جائز فائدہ اٹھانا (۹) عدم کفران یعنی وید[1]۔ ایشور۔ نجات۔ گذشتہ اور آئندہ جنم دین۔ علم۔ صحبتِ صالحہ۔ والدہ، والد۔ استاد اور مہمانوں کی خدمت سے کبھی روگرداں نہ ہونا اور ان کی مذمت سے ہمیشہ باز رہنا۔ (اوپر کے چھ اور ریوٹ ملا کر) پندرہ اعمال اور اوصاف براہمن جماعت کے افراد میں ہونے لازم ہیں۔

منو ۱ــ ۸۹ میں کہا ہے :-

کشتری کے فرائض اور اوصاف

प्रजानां रक्षणं दानमिज्याध्ययनमेव च
विषयेष्वप्रसक्तिश्च क्षत्रियस्य समासतः ।

(۱) انصاف سے رعایا کی حفاظت۔ یعنی طرفداری سے بالاتر ہو کر شرفا کی تعظیم اور اشرار کی تحقیر کرنا۔ دوسرے لفظوں میں ہر طرح تمام رعایا کی حفاظت اور پرورش کرنا (۲) علم اور دین کی ترویج اور مستحقوں کی مدد

---

[1] علم اور عملی عبادت اور ریاضت ہائے یوگ کے ذریعہ اپنے روبرو لا کر (ستیارتھ پرکاش بدھی صفحہ ۲۱۳) [2] پرمیشور۔ وید۔ دھرم پر یقین کو پرجنم نیو مرن جنم۔ کرم پھل اور مکتی سے کبھی روگرداں نہ ہونا (ستیارتھ پرکاش بدھی صفحہ ۲۱۳ ۔ بارھواں ایڈیشن)

اور امداد میں مال و اسباب خرچ کرنا (۳) اگنی ہوتر وغیرہ یگیہ (فرائض شرعی) ادا کرنا اور بعلیا سے ادا کرانا (۴) وید وغیرہ کتب حقہ کا مطالعہ اور ان کے درس و تدریس کا انتظام کرنا (۵) محسوسات میں نہ پھنس کر نفس پر قادر رہنا۔ اور اس طرح جسمانی اور روحانی قوی کی ترقی کرنا مختصراً کشتری کے یہ اوصاف و فرائض ہیں)

शौर्यं तेजो धृतिर्दाक्ष्यं युद्धे चाप्यपलायनम् ।
दानमीश्वरभावश्च क्षात्रं कर्म स्वभावजम् ॥

(۶) شجاعت یعنی سینکڑوں بلکہ ہزاروں کا مقابلہ تن تنہا کرنے سے بھی خوفزدہ نہ ہونا (۷) ہمیشہ پر جلال رہنا یعنی مجسم و لعتیاج سے بالاتر ہو کر مستقل مزاجی اور خودداری کا مجسم ہونا (۸) صبر و استقلال (۹) راجا اور رعایا کے متعلق تمام کاروبار میں ہوشیار اور کتب علوم کا ماہر ہونا (۱۰) میدان جنگ میں مستعد اور بیخوف رہ کر صف کارزار سے قدم نہ ہٹانا یعنی بھاگ نہ جانا۔ (ضابطہ کارزار سے قدم نہ ہٹانا یعنی) اس طرح لڑنا کہ فردوس فتح ہو اور اپنی جان بھی محفوظ رہے اگر بھاگ جانے یا دشمن کو دھوکا دینے سے فتح ہوتی ہو۔ تو ایسا ہی عمل کرنا[1]) سخاوت (۱۱) "ایشور بھاو"[2] یعنی طرفداری سے بالاتر ہو کر سب کے ساتھ مناسب سلوک کرنا۔ سوچ سمجھ کر دینا۔ وعدہ پورا کرنا۔ وعدہ خلافی کبھی نہ کرنا۔ یہ گیارہ کشتری جماعت کے فرائض اور اوصاف ہیں۔ (گیتا ۱۸-۴۳)

ویش کے فرائض اور اوصاف

منو ۱ - ۹۰ میں کہا ہے:-

पशूनां रक्षणं दानमिज्याध्ययनमेव च ।
वणिक्पथं कुसीदं च वैश्यस्य कृषिमेव च ॥

(۱) گائے وغیرہ حیوانات کی پرورش اور ترقی کرنا (۲) علم اور دین کی ترقی کرنے اور کرانے میں مال و زر وغیرہ خرچ کرنا (۳) اگنی ہوتر وغیرہ یگیوں (رسوم شرعی) کا ادا کرنا (۴) وید وغیرہ کتب حقہ کا مطالعہ کرنا (۵) ہر قسم کی تجارت کرنا (۶) چار آنے۔ چھ آنے۔ بارہ آنے۔ ایک روپیہ سو روپیہ سینکڑہ سے زیادہ سود اور اصل سے دوچند یعنی ایک روپیہ دیا ہو۔ تو سو برس میں بھی دو روپیہ سے زیادہ نہ لینا اور نہ دینا۔ (۷) زراعت یہ اوصاف اور فرائض ویش کے ہیں:

बकवच्चिन्तयेदर्थान् सिंहवच्च पराक्रमेत् ।
वृकवच्चावलुंपेत शशवच्च विनिष्पतेत् ॥

[1] منوسمرتی ۷ - ۱۰۶ میں کہا ہے:-

بگلے کی طرح یکسوئے قلب سے حصول مقاصد پر غور کرے۔ شیر کی طرح شجاعت دکھائے بھیڑیئے کی طرح چھپ کر وار کرے اور خرگوش کی طرح بھاگ جائے۔

[2] سوامی دیانند جی "ایشور بھاو" کے معنی رشی دیانند مندرجہ ذیل کرتے ہیں:- جیسے پرمیشور سب پر برادرانہ شفقت کا سلوک کرتا اور رعایت سے بالاتر ہو کر گناہ و ثواب کرنے والوں کو سزا و جزا دیتا۔ اور اپنے علم کل وغیرہ کی بدولت سب کا انتریامی (منضبط باطن) ہو کر سب کے نیک و بد اعمال کو کما حقہ دیکھتا ہے۔ اسی طرح راجا رعایا کے ساتھ سلوک کرے۔ خفیہ جاسوس وغیرہ کے ذریعہ ہمیشہ اپنے آپ کو رعایا اور سرکاری ملازموں کے نیک و بد اعمال سے واقف رکھے۔ رات دن انصاف کرنے عوام کو مناسب طریق سے آرام دینے۔ شرفاء کی تعظیم کرنے اور اشرار کو سزا دینے میں مصروف رہے۔ اپنے جسم کو ہر طرح کے امراض سے محفوظ۔ قوی منضبط۔ پر جلال اور طویل العمر رکھ کر اور اپنے قلب کو عدل گستری میں لگا کر مقاصد سے بہرہ یاب ہو:

شودر

एकमेव हि शूद्रस्य प्रभुः कर्म समादिशत् ।
एतेषामेव वर्णानां शुश्रूषामनसूयया ॥

شودر کو واجب ہے۔ کہ نِندا، حسد، غرور وغیرہ عیوب کو ترک کر کے براہمنوں، کشتریوں اور ویشوں کی بطریق احسن خدمت کرے۔ اور اسی کو اپنا ذریعہ معاش بنائے بس یہی ایک شودر کا وصف اور فرض ہے۔ منو ۱-۹۱

مختصر طور پر یہ سب ورنوں (جماعات مدنی) کے اوصاف اور فرائض بیان کئے گئے ہیں۔ جس شخص میں جس ورن (جماعت مدنی) کے اوصاف اور اعمال پائے جائیں۔ اسے اسی کا مستحق قرار دیا جائے اس طرح کے انتظام سے تمام بنی نوع انسان ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتے ہیں۔ اعلیٰ جماعات کو ڈر ہوگا۔ کہ اگر ہماری اولاد جہالت وغیرہ عیوب میں مبتلا ہو گئی۔ تو وہ شودر بن جائے گی۔ خود اولاد کو بھی خوف ہوگا۔ کہ اگر ہمارا علم و عمل مندرجہ بالا توضیحات کے مطابق نہ ہوا۔ تو ہمیں شودر بننا پڑے گا۔ دوسری طرف ادنیٰ جماعات میں جوش پیدا ہوگا۔ کہ ہم اعلیٰ جماعات میں شامل ہوں علم اور دین (دھرم) کی اشاعت کا کام براہمنوں کے سپرد کرنا چاہیئے۔ کیونکہ کامل عالم اور احکام الٰہی کے پابند ہونے کی وجہ سے اس فرض کو وہی بطریق احسن ادا کر سکتے ہیں۔ کشتریوں کو حکومت کے اختیارات دے دینے سے نہ سلطنت کا کبھی زوال ہوگا۔ اور نہ حکومت کے کاروبار میں ہرج واقع ہوگا۔ مویشیوں کی پرورش وغیرہ کا کام ویشوں ہی کو سونپنا چاہیئے۔ کیونکہ وہی اس کام کو پوری قابلیت اور مستعدی سے کر سکتے ہیں۔ شودر کو فقط خدمت گزاری کا کام اس لئے دیا گیا ہے۔ کہ وہ علم سے بے بہرہ اور غبی ہونے کی وجہ سے علمیت اور ذہانت کا کوئی دھندہ نہیں کر سکتا۔ مگر جسمانی محنت کے تمام فرائض انجام دے سکتا ہے۔ اس طرح تمام ورنوں یعنی جماعات مدنی کو اپنے اپنے حقوق کے مطابق فرائض کی تکمیل پر تعینات کرنا راجہ وغیرہ کا فرض ہے۔

بیاہ کی اقسام

بیاہ آٹھ قسم کا ہوتا ہے۔ (۱) براہم (۲) دیو (۳) آرش (۴) پراجاپتیہ (۵) آسر (۶) گاندھرو (۷) راکشس (۸) پیشاچ۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) دولہا اور دلہن دونوں باقاعدہ مجرد رہ کر کامل تعلیم یافتہ۔ احکام شریعت کے پابند اور نیک سیرت ہوں ان کا باہمی رضامندی سے نکاح کیا جائے۔ اسے "براہم وواہ" کہتے ہیں۔

(۲) لڑکی کو زیوروں سے آراستہ کر کے کسی بڑے یگیہ میں یگیہ کا کام کرتے ہوئے داماد کے سپرد کر دینا "دیو وواہ" کہلاتا ہے۔

(۳) دولہا سے کچھ[له] لے کر شادی کرنا "آرش وواہ" کہلاتا ہے۔

له جن اشخاص کی پیدائش جس ورن (جماعت مدنی) میں ہو۔ اگر ان کے اوصاف۔ اعمال اور عادات بھی اسی ورن (جماعت) کے مطابق ہوں۔ تو نہایت افضل ہے (سنسکار ودھی صفحہ ۲۱۶۔ بارھواں ایڈیشن) له منوسمرتی ۳-۵۲ میں داماد سے اس طرح کچھ بھی لینے کی ممانعت کی گئی ہے۔ اور ایسے لڑکی کا بیچنا کہا گیا ہے۔ رشی دیانند جی سنسکار ودھی کے صفحہ ۱۲۲ پر شادی کے بیان میں لکھتے ہیں۔ "یہ طریق غلط ہے۔ کیونکہ آگے چل کر منوسمرتی میں اس دادوستد کی ممانعت کی گئی ہے۔ علاوہ اس کے یہ طرز عمل نامعقول بھی ہے۔ اس لئے کچھ نہ لے دے کر دونوں کی رضامندی سے شادی کرنا "آرش وواہ" کہلاتا ہے۔" رشی دیانند شادی کے سلسلے میں داماد سے کچھ لینے کے شروع سے آخر تک خلاف رہے ہیں۔ پہلے تو انھوں نے اس اصطلاح کی اصلاح کرنا چاہی۔ بعد میں غالباً اس اصطلاح کا استعمال بکثرت دیکھ کر اسے اصطلاح کی جوں کی توں رہنے دی۔ مگر اس طریق شادی کو ادنیٰ اقسام نکاح میں شامل کر دیا جیسے چند سطور آگے پڑھنے سے معلوم ہوگا۔ (مترجم)

(۴) دھرم (دین کی ترقی) کو مدِ نظر رکھ کر شادی کرنا "پراجاپتیہ وِواہ" کہلاتا ہے۔

(۵) دولہا اور دلہن کو کچھ دے کر شادی کرنا "آسُر وِواہ" کہلاتا ہے۔

(۶) بغیر کسی قاعدہ یا موقعہ کے کسی لڑکے لڑکی کی آپس میں مجامعت ہو جانا "گاندھرو وِواہ" کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔

(۷) جنگ کے ذریعے زبردستی یا فریب سے لڑکی حاصل کرنا "راکشس وِواہ" ہے۔

(۸) سوتی ہوئی یا شراب وغیرہ پی کر پاگل ہوتی ہوئی لڑکی سے بالجبر مجامعت کرنا "پیشاچ وِواہ" ہے۔

اِن اقسام میں "براہم وِواہ" سب سے افضل۔ دیَو۔ اور پراجاپتیہ متوسط درجہ کا۔ آرش آسُر اور گندھرو ادنےٰ۔ راکشس حقیر اور پیشاچ نہایت مکروہ اور ذلیل نکاح ہے۔

شادی کی تیاری

اِس بات کا پورا دھیان رکھنا چاہیئے۔ کہ شادی سے پیشتر لڑکا اور لڑکی یکجائی میں بالکل نہ ملنے پائیں۔ کیونکہ عالمِ شباب میں مرد اور عورت کا خلوت میں یکجا ہونا باعثِ خرابی ہوتا ہے۔ لیکن جب شادی کا وقت آئے یعنی زمانہ طالبِ علمی کے ختم ہونے میں ایک برس یا چھ مہینے باقی ہوں۔ تب لڑکوں اور لڑکیوں کی تصاویر جنہیں آجکل فوٹو کہتے ہیں۔ اُتروا کر لڑکوں کی تصویریں لڑکیوں کی استانیوں کے پاس اور لڑکیوں کی لڑکوں کے اُستادوں کے پاس بھیج دیں۔ جن جن کی شکل و صورت میں مشابہت پائی جائے۔ اُن کی سوانحعمری یعنی پیدائش سے لے کر تب تک کے حالات کا تذکرہ منگا کر اُستاد اور اُستانیاں دیکھ لیں۔ جن جن کے اوصاف۔ اعمال اور عادات ایک سے ہوں۔ اور اِس بناء پر اُن کی باہم مناکحت ہونا مناسب معلوم ہوتا ہو۔ اُن کی تصاویر ایک دوسرے کے ہاتھ میں دے دیں اور کہہ دیں۔ کہ اِس معاملہ میں اپنا اپنا عندیہ ہم پر ظاہر کر دینا جب وہ باہم ازدواج کا فیصلہ کر لیں۔ تب دونوں کا "سماورتن سنسکار" یعنی فارغ التحصیل ہونے کی رسم ایک ساتھ ادا کی جائے۔ اگر دونوں کا ارادہ اپنے اُستادوں اور استانیوں کے روبرو شادی کرنے کا ہو۔ تو وہیں ورنہ لڑکی کے والدین کے گھر میں رسم شادی ادا کی جائے۔ جب وہ ایک دوسرے کے سامنے ہوں۔ تو والدین یا اساتذہ وغیرہ معزز اصحاب کی موجودگی میں ان کی آپس میں بات چیت اور بحث کرانی چاہیئے۔ اور اگر طرفین کو کوئی پوشیدہ بات پوچھنی ہو۔ تو اس کے متعلق بھی وہیں مجلس میں تحریری سوال و جواب کر لیں۔ جب ان کا شادی کرنے کا خیال پختہ ہو جائے تب سے اُن کے کھانے پینے کا انتظام خاص کر دینا چاہیئے۔ تاکہ اُن کے اعضاء و قویٰ جو پیشتر تحصیلِ علم کی محنت اور ضبطِ نفس کی پابندیوں کی وجہ سے کمزور ہو گئے ہیں۔ چاند کی طرح بتدریج بڑھ کر تھوڑے ہی دنوں میں طاقت (اور جمال) کے کمال کو پہنچ جائیں۔ اس کے بعد جب لڑکی حائضہ ہو کر پاک ہو جائے۔ تب ویدی اور منڈپ بنا کر گھی اور

لہ پارسکر گرہیہ سوتر ۱-۱۱-۱ میں تحریر ہے۔

चतुर्थ्यामपररात्रेऽन्तरतोऽग्निमुपसमाधाय दक्षिणतो ब्राह्मणमुपवेश्योत्तरत उदपात्रं प्रतिष्ठाप्य स्थालीपाकं श्रपयित्वाऽऽज्यभागाविष्ट्वाऽऽज्याहुतीर्जुहोति ।

چوتھی رات رات کے وقت آخری پہر میں گھر کے اندر آگ جلا کر سمت جنوب میں براہمن کو بٹھا کر سمت شمال میں پانی کا برتن رکھ کر اور ستھالی پاک پکا کر آجیہ بھاگ کی دو آہوتیاں دے کر آجیہ آہوتیاں دے۔

خوشبودار اشیاء کا ہون اور ذی علم اشخاص مرد و عورت کی حسب مراتب تعظیم اور تواضع کریں۔ بعد ازاں جب استقرار حمل کرنا مناسب سمجھیں۔ اس دن سنسکار ودھی میں بیان کی گئی تفاصیل کے مطابق آدھی رات یا رات

استقرار حمل

کے دس بجے نہایت مسرت سے سب کے رخصت ہو بقیہ رسوم ادا کر کے خلوت میں چلے جائیں۔ مرد نطفہ قائم کرنے اور عورت اسے اخذ کرنے کی ترکیب عمل میں لائے۔ جہاں تک ہو سکے ضبط نفس سے پیدا ہوئے اس نطفہ کو ضائع نہ ہونے دیں کیونکہ اس بیرج اور رج سے جس اولاد کا جسم ترکیب پاتا ہے وہ نہایت افضل ہوتی ہے۔ اس اولاد کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ جب رحم میں نطفہ گرنے کا وقت ہو تب عورت اور مرد دونوں حالت سکون میں آ جائیں۔ ناک کے سامنے ناک اور آنکھ کے سامنے آنکھ ہو۔ تمام جسم راستی کی حالت میں ہو۔ اور دونوں کے دلوں میں خوشی بھار ہی ہو حرکت بالکل نہ کریں۔ مرد اپنا جسم ڈھیلا چھوڑ دے۔ اور عورت نطفہ کو اخذ کرتے ہوئے اعضائے نہانی کو اوپر کھینچے۔ اور اندام نہانی کا انقباض کر کے نطفہ کو رحم میں قائم کر لے۔ اس کے بعد صاف پانی سے غسل کریں۔ قیام حمل کا یقین بالعموم ایک ماہ بعد حیض بند ہو جانے سے ہوتا ہے۔ ہوشیار عورتوں کو اس کا علم اسی وقت بھی ہو جاتا ہے۔ اس سمے نیم گرم دودھ میں سونٹھ۔ کیسر۔ اسگندھ۔ الائچی سفید اور تعلب مصری ڈال کر گرم کر لیں۔ اور اب ٹھنڈا کر کے حسب رغبت دونوں نوش جاں کریں۔ اور الگ الگ بستر پر سو جائیں۔ جب جب استقرار حمل کرنا ہو۔ یہی طریق عمل کریں۔ جب مہینہ بھر حیض بند رہنے سے قیام حمل کا یقین ہو جائے تب سے ایک برس تک مجامعت سے باز رہیں۔ ایسا کرنے سے صرف وہی اولاد ہی نہیں۔ بلکہ بعد کے بچے بھی اوصاف حمیدہ سے متصف ہوتے ہیں۔ ورنہ طاقت مردمی زائل۔ زوجین کی عمریں کم اور انواع و اقسام کے امراض لاحق ہو جاتے ہیں۔ اس ضبط نفس کی صورت میں بھی باہم سلوک اور گفتگو ہمیشہ محبت آمیز ہونی چاہیئے۔ مرد اپنی طاقت مردمی کی اور عورت حمل کی حفاظت نہایت

حمل کی حفاظت

ہوشیاری سے کرے۔ خوراک اور پوشاک ایسی استعمال کریں۔ کہ مرد کے لئے خواب میں بھی احتلام کا امکان نہ ہو۔ اور حمل میں بچے کا جسم نہایت حسین دلفریب۔ قوی اور بحری ہوتا جائے حتیٰ کہ دسویں ماہ اس کی باقاعدہ ولادت عمل میں آئے۔ حمل کی خاص حفاظت چوتھے مہینے سے اور اس سے بھی زیادہ خصوصیت سے آٹھویں مہینے سے کرنی چاہیئے۔ حاملہ کبھی دست آور خشک نشیلی اور عقل اور طاقت کے لئے مضر خوراک کا استعمال نہ کرے۔ برخلاف اس کے گھی۔ چاول۔ گیہوں۔ مونگ۔ ماش وغیرہ عمدہ اشیاء کھائے پیئے۔ اور ان کے استعمال میں وقت اور مقام کا معقول خیال رکھے حمل کی حالت میں دو سنسکار[1] یعنی رسوم۔ ایک "پُنسون" یعنی تمیز قوت کی چوتھے مہینے اور دوسری "سیمنتونین" یعنی تمیز ذہن کی آٹھویں مہینے حسب ہدایت شرع ادا کی جائے۔

ولادت اور اس کے بعد

جب ولادت ہو۔ تب زچہ اور بچہ کی حفاظت نہایت احتیاط سے کرنی چاہیئے۔ شنٹھی پاک یا سوبھاگیہ شنٹھی پاک (معجون ادرک) جو پہلے سے تیار کر رکھنا چاہیئے۔ اس کا استعمال کیا جائے۔ خوشبودار نیم گرم پانی سے زچہ اور بچہ دونوں غسل

[1] یہ تمام اصطلاحات کے ہیں مراتب سے ہی تمام تفاصیل سمجھ لینی چاہیئیں۔ اس سے زیادہ معرض تحریر میں لانا مناسب نہیں ہے (مصنف) شمت پتھ براہمن ۱۴ - ۷ - ۵ میں ان اصطلاحات کا ذکر پایا جاتا ہے۔

کریں۔ اس کے بعد نال کاٹیں۔ یعنی بچے کی ناف کی جڑ میں ملائم تاگا باندھ کر چار انگل نال چھوڑ دیں۔ اور باقی کاٹ دیں۔ تاگا ایسا باندھیں۔ کہ جسم سے خون کی ایک بوند بھی باہر نہ جانے پائے۔ بعد ازاں اس مکان کو صاف کر کے دروازے کے اندر گھی اور خوشبودار وغیرہ اشیا کا ہون کریں۔ باپ بچے کے کان میں کہے "وید واسی" یعنی تو وید (کلام الٰہی) ہے۔ پھر گھی اور شہد ملا کر سونے کی سلائی سے بچے کی زبان پر اس ترکیب سے لفظ "اوم" تحریر کرے۔ اور اسی سلائی سے باقی گھی اور شہد چٹائے۔ یہ عمل کرنے کے بعد اسے ماں کے حوالے کر دے۔ اگر بچے کا رجحان دودھ پینے کی طرف ہو۔ تو ماں دودھ پلائے۔ اگر ماں کے تھنوں میں دودھ نہ ہو۔ تو کسی اور عورت کا امتحان کر کے اس کا دودھ پلایا جائے۔ بعد ازاں کسی اور کمرے میں جہاں کی ہوا صاف ہو صبح و شام خوشبودار گھی وغیرہ اشیا کا ہون کیا جایا کرے۔ اور اسی میں زچہ اور بچہ کی رہائش کا انتظام کیا جائے۔ بچہ چھ دن تک ماں کا دودھ پیئے۔ زچہ اپنے جسم کو تقویت دینے کے لئے مقوی غذا کا استعمال کرے۔ اور انقباض رحم کی تدابیر عمل میں لائے۔ چھٹے دن عورت مکان سے باہر نکلے اور بچے کو دودھ پلانے کے لئے دایہ رکھے اسے کھانے پینے کی خوراک دے۔ دایہ دودھ پلائے اور بچے کی پرورش کرے۔ لیکن ماں اس کی کامل نگرانی رکھے تا کہ اس کی پرورش میں کوئی ناجائز حرکت حارج نہ ہو۔ زچہ اپنا دودھ بند کرنے کے لئے تھنوں کے منہ پر ایسی ادویہ کا لیپ کرے کہ دودھ باہر نہ نکلے۔ اپنے کھانے پینے کا بھی مناسب انتظام کرے۔ اس کے بعد "نام کرن" وغیرہ رسوم حسب ہدایت سنسکار ودھی مناسب اوقات پر ادا کریں۔ جب عورت پھر حائضہ ہو۔ تو پاک ہونے پر مندرجہ بالا ہدایات کے مطابق استقرار حمل کا عمل کریں۔

ऋतुकालाभिगामी स्यात्स्वदारनिरतः सदा ।

ब्रह्मचार्य्येव भवति यत्र तत्राश्रमे वसन् ।

اہل خانہ کی باہمی خوشنودی

"جو اپنی ہی بیوی سے خوش رہتا اور جائز اوقات ہی پر مجامعت کرتا ہے۔ وہ (زندگی کی کسی بھی منزل میں یعنی) خانہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ وہ گویا برہمچاری ہے۔ (منو ۳-۴۵، ۵۰)

सन्तुष्टो भार्यया भर्त्ता भर्त्रा भार्या तथैव च ।

यस्मिन्नेव कुले नित्यं कल्याणं तत्र वै ध्रुवम् ॥

جس گھر میں بیوی سے خاوند اور خاوند سے بیوی خوب خوش رہتی ہے۔ اس میں خوش نصیبی اور خوشحالی قائم ہوتی ہے۔ (اور جہاں زوجین میں نااتفاقی رہتی ہے۔ وہاں بدبختی اور افلاس کے پاؤں جم جاتے ہیں) (منو ۳-۶۰)

यदि हि स्त्री न रोचेत पुमांसन्न प्रमोदयेत् ।

अप्रमोदात्पुनः पुंसः प्रजनं न प्रवर्त्तते ॥

اگر عورت خاوند کو خوش نہیں رکھتی۔ اور اس کی مسرت کی تدبیر نہیں کرتی۔ تو اس کی اس ناخوشی کی وجہ سے سلسلۂ نسل آگے نہیں چل سکتا۔ (منو ۳-۶۱)

अथास्य नामधेयं करोति वेदोऽसीति

तदस्यैतद् गुह्यमेव नाम स्यात् । अथ दधिमधुघृतं संसृज्यानन्तर्हितेन जातरूपेण प्राशयति ॥ ब्राह्मो दैवस्तथार्षः प्राजापत्यस्तथासुरः ।

ے شت پتھ براہمن ۱۴-۷ پرپاٹھک ۵-۲۵ میں لکھا ہے:۔

اب اس (بچے) کا نام رکھے۔ یعنی کہے "تو وید ہے"۔ یہ اس کا مخفی نام ہے۔ اس کے بعد دہی شہد اور گھی ملا کر خالص سونے کی سلائی سے چٹائے۔

ے تفصیل کے لئے دیکھو صفحہ نمبر ۳۰

स्त्रियां तु रोचमानायां सर्वं तद्रोचते कुलम् ।
तस्यां त्वरोचमानायां सर्वमेव न रोचते ॥

عورت کے خوش رہنے سے سارا گھر خوش رہتا ہے۔ اور اس کے ناخوش رہنے سے ہر طرف ناخوشی ہی ناخوشی پائی جاتی ہے

पितृभिर्भ्रातृभिश्चैताः पतिभिर्देवरैस्तथा । منو ۳-۶۲
पूज्या भूषयितव्याश्च बहुकल्याणमीप्सुभिः ॥
यत्र नार्यस्तु पूज्यन्ते रमन्ते तत्र देवताः ।
यत्रैतास्तु न पूज्यन्ते सर्वास्तत्राऽफलाः क्रियाः ॥
शोचन्ति जामयो यत्र विनश्यत्याशु तत्कुलम् ।
न शोचन्ति तु यत्रैता वर्द्धते तद्धि सर्वदा ॥
तस्मादेताः सदा पूज्या भूषणाच्छादनाशनैः ।
भूतिकामैर्नरैर्नित्यं सत्कारेषूत्सवेषु च ॥

اگر باپ - بھائی - خاوند اور دیور گھر کی کامل بہبودی چاہیں - تو عورتوں کی پوجا (تعظیم) کریں اور انہیں زیورات وغیرہ بہم پہنچا کر مسرور رکھیں - ۱

جس گھر میں عورتوں کی تعظیم ہوتی ہے - وہاں مرد ذی علم ہو کر دیوتا یعنی فرشتے[1] کہلاتے اور کمال مسرت سے ہنسی تفریح طبع میں مصروف رہتے ہیں - اور جس گھر میں عورتوں کی تعظیم نہیں ہوتی - وہاں سب کام کاج بے فائدہ ہو گئے ہیں - ۲

جس گھر یا خاندان میں عورتیں غم و الم کے مارے مضطرب ہو کر تکلیف اٹھاتی ہیں - وہ بسرعت تمام نیست و نابود ہو جاتا ہے - اور جس گھرانے میں عورتوں کا دل جوش مسرت سے لبریز رہتا ہے - وہاں ہمیشہ ترقی ہوتی رہتی ہے ۳

اس لئے خوشحالی کے خواہشمند اشخاص کو چاہیئے - کہ تیوہار اور پوجا (تعظیم) کے موقعوں پر زیور پوشاک اور خورد و نوش وغیرہ سے ان کی ہمیشہ تعظیم و تکریم کریں - ۴

(منو ۳-۵۵ سے ۵۷ و ۵۹)

ان شلوکوں میں لفظ "پوجا" تعظیم کے معنوں میں استعمال ہوا ہے - ہر روز جب گھر کے افراد پہلی دفعہ ملیں جب جب ایک دوسرے سے رخصت ہوں - تب تب محبت سے ایک دوسرے کو "نمستے" کہیں[2] -

گھر کی منتظمہ

सदा प्रहृष्टया भाव्यं गृहकार्येषु दक्षया ।
सुसंस्कृतोपस्करया व्यये चामुक्तहस्तया ॥

عورت کے لئے واجب ہے کہ گھر کے کام کاج ہمیشہ نہایت خوش دلی اور ہوشیاری سے کرے - تمام چیزیں نہایت عمدگی سے

[1] سنسکار ودھی میں "دیوتا" کے معنے ملکوتی صفات - ملکوتی لذات اور افضل اولاد کئے گئے ہیں (سنسکار ودھی صفحہ ۱۸۱ - بارھواں ایڈیشن)

[2] دیکھو فٹ نوٹ [1] صفحہ ۵۱

بنائے۔ اور گھر کو صاف رکھے۔ خرچ کرنے میں ہاتھ بہت کھلا نہ رکھے یعنی مناسب خرچ کرے۔ تمام اشیائے خوردنی صفائی سے تیار کرے۔ اور کھانا ایسا اچھا بنائے کہ دوائی کا کام دے یعنی قلب و دماغ و نفس میں مرض کو داخل نہ ہونے دے۔ خرچ کا باقاعدہ حساب رکھ کر شوہر وغیرہ کو سنا دیا کرے۔ نوکر وں چاکروں سے مناسب کام لے اور گھر کا کوئی کام بگڑنے نہ دے) منو ٥ ـ ١٥٠

स्त्रियो रत्नान्यथो विद्या सत्यं शौचं सुभाषितम् ॥
विविधानि च शिल्पानि समादेयानि सर्वतः ॥

نیک عورت۔ انواع و اقسام کے جواہر۔ علم۔ صداقت۔ پاکیزگی۔ خوش کلامی اور ہر قسم کے فنون یعنی صنعت و حرفت کے طریقے۔ تمام ممالک اور تمام اشخاص سے حاصل کر لینے چاہئیں۔ منو ٢ ـ ٢٤٠

میٹھی سچائی

منو سمرتی ٤ ـ ١٣٨، ١٣٩ میں کہا ہے:-

सत्यं ब्रूयात् प्रियं ब्रूयान्न ब्रूयात् सत्यमप्रियम् ।
प्रियं च नानृतं ब्रूयादेष धर्मः सनातनः ॥
भद्रं भद्रमिति ब्रूयाद्भद्रमित्येव वा वदेत् ।
शुष्कवैरं विवादं च न कुर्यात्केनचित्सह ॥

ہمیشہ میٹھا سچ (جس سے دوسرے کا بھلا ہو) زبان پر لانا چاہئیے۔ دل آزار سچ (مثلاً یک چشم کو یک چشم) کہے نہ دوسرے کو خوش کرنے کے لئے دروغ گوئی سے کام لے۔

"اچھا۔ اچھا" - "قبہا قبہا" یا ایک ہی دفعہ "اچھا" - "قبہا" کہے کسی سے خواہ مخواہ کا تنازعہ یا تکرار نہ کرے ۔ جو بات دوسرے کے بھلے کی ہو اُسے چاہے دوسرا بُرا مانے۔ وہ کہہ دیا کرے۔

पुरुषा बहवो राजन् सततं प्रियवादिनः ।
अप्रियस्य तु पथ्यस्य वक्ता श्रोता च दुर्लभः ॥

(اے مہاراجہ دھرت راشٹر! اس دنیا میں دوسرے کو خوش کرنے کے لئے متواتر شیریں کلامی سے کام لینے والے خوشامدی شخص بہت ہیں۔ مگر جو بات سننے میں کڑوی لیکن انجام میں مفید ہو۔ اس کے سننے اور کہنے والا شاذ و نادر ہی ملتا ہے۔ (مہابھارت ادیوگ پرو ۔ ودر نیتی ۔ ٣٧ ـ ١٥)

شرفاء کو واجب ہے۔ کہ بالمشافہ یعنی منہ پر دوسرے کا عیب کہیں اور اپنا عیب سنیں اور پیٹھ پیچھے ہمیشہ دوسروں کی تعریف کریں۔ برخلاف اس کے شریر الطبع لوگوں کا وطیرہ یہ ہوتا ہے۔ کہ دوسروں کے سامنے ان کی خوبیوں کا ذکر کرنا اور غیبت میں عیوب کا اظہار کرنا۔ جب تک انسان اپنے عیوب کا اظہار نہیں کرتا۔ تب تک وہ اُن سے پاک ہو کر حسنات اختیار نہیں کر سکتا۔ کسی کی خواہ مخواہ مذمت نہ کرے۔ مذمت کے اصلی معنے اوصاف کو عیوب اور عیوب کو اوصاف بتانا ہے۔ برخلاف اس کے اوصاف کو اوصاف اور عیوب کو عیوب ظاہر کرنا بھی تعریف ہے۔ دوسرے لفظوں میں دروغ گوئی مذمت اور راست کلامی تعریف ہے۔

شاستروں کا مطالعہ

बुद्धिवृद्धिकराण्याशु धन्यानि च हितानि च ।
नित्यं शास्त्राण्यवेक्षेत निगमांश्चैव वैदिकान् ॥
यथा यथा हि पुरुषः शास्त्रं समधिगच्छति ।
तथा तथा विजानाति विज्ञानं चास्य रोचते ॥

وید وغیرہ کتب حقہ کا جو بسرعت تمام عقل اور دولت کی ترقی اور ہر طرح کی بہبودی کے موجب ہیں کا ہمیشہ مطالعہ کرے (اور پڑھائے۔ جو کتب زمانہ طالب علمی میں پڑھی ہوں۔ اُن پر نئی دن ہمیشہ غور و خوض کیا کریں۔ اور دوسروں کو ان کا درس دیا کریں) ۔ کیونکہ جوں جوں انسان شاستروں (کتب حقہ) کے اسرار سے واقف ہوتا جاتا ہے۔ توں توں اس کے علم کی ترقی اور علوم و فنون میں اس کے قلب کو رغبت ہوتی جاتی ہے۔ (منو ۴۔ ۱۹، ۲۰)

پانچ مہایگیہ فرائض روزانہ

ऋषियज्ञं देवयज्ञं भूतयज्ञं च सर्वदा ।
नृयज्ञं पितृयज्ञं च यथाशक्ति न हापयेत् ॥१॥

(رشی یگیہ۔ دیو یگیہ۔ بھوت یگیہ۔ نر یگیہ (اتتھی یگیہ) اور پتری یگیہ میں حتے الوسع ناغہ نہ ہونے دے۔ منو ۴۔ ۲۱)

अध्यापनं ब्रह्मयज्ञः पितृयज्ञश्च तर्पणम् ।
होमो दैवो बलिर्भौतो नृयज्ञोऽतिथिपूजनम् ॥

تعلیم دینا برہم یگیہ ہے۔ ترپن یعنی بزرگوں کی خوشنودی حاصل کرنا پتری یگیہ ہے۔ ہون کرنا دیو یگیہ ہے۔ بلی ویشو (لنگر) دن رات۔ اپاہجوں اور حیوانوں کی پرورش بھوت یگیہ ہے اور اتتھیوں یعنی مہمانوں کی تواضع کرنا نر یگیہ ہے۔ (منوسمرتی ۳۔ ۷۰)

स्वाध्यायेनार्चयेतर्षीन् होमैर्देवान् यथाविधि ।
पितॄन् श्राद्धैश्च नॄनन्नैर्भूतानि बलिकर्मणा ॥ ॥

(مطالعہ کے ذریعہ رشیوں۔ ہون سے دیوتاؤں (ہوا وغیرہ قوائے قدرت اور فرشتہ سیرت علماء و فضلاء) شرادھ سے بزرگوں۔ طعام سے عام لوگوں اور بلی ویشو دیو سے یگیہ جانداروں کی تواضع کرے) منو ۳۔ ۸۱

۱- برہم یگیہ ۲- دیو یگیہ

روزانہ یگیوں، فرائض سے دو کا ذکر اوپر زمانہ طالب علمی کے بیان میں کیا جا چکا ہے۔ ایک برہم یگیہ یعنی وید وغیرہ کتب حقہ کا مطالعہ کرنا اور کرانا۔ اور سندھیا کے ذریعہ قرب الٰہی کی کوشش اور ریاضت ہائے یوگ کی مشق کرنا۔ دوسرا دیو یگیہ یعنی علماء کی صحبت اور خدمت (اور ہون وغیرہ کے ذریعہ) پاکیزگی وغیرہ ملکوتی صفات اختیار کرنا اور سخاوت علوم کی ترقی میں کوشاں ہونا۔ یہ دونوں فرائض صبح و شام ادا کرنے چاہئیں۔

لہ اس اور اگلے دو شلوکوں کا لفظی ترجمہ ستیارتھ پرکاش میں نہیں کیا گیا۔ لیکن ان کا مفہوم جن میں استعمال کی گئی اصطلاحات کی توضیح آگے ان یگیوں کے بیان میں مذکور ہے۔ (مترجم)

اتھروید کانڈ ۱۹۔ انوواک ۷ منتر ۳، ۴ میں فرمایا ہے:۔

सायंसायं गृहपतिर्नो अग्निः प्रातःप्रातः सौमनसस्य दाता० ॥

प्रातःप्रातर्गृहपतिर्नो अग्निः सायंसायं सौमनसस्य दाता० ॥

جو ہون ہر شام کیا جاتا ہے۔اس میں ڈالی گئی آہوتیاں (خوشبودار وغیرہ اشیاء) صبح تک ہوا کو صاف رکھ کر راحت کا موجب ہوتی ہیں۔ ۱

جو ہون ہر صبح کیا جاتا ہے۔اس میں ڈالی گئی اشیاء شام تک ہوا کو صاف رکھ کر قوت عقل اور صحت کی ترقی کا باعث ہوتی ہیں۔ ۲

اس لئے شتپتھ براہمن۔ پرپاٹھک ۴۔کھنڈ ۵ میں کہا ہے:۔

तस्मादहोरात्रस्य संयोगे ब्राह्मणः सन्ध्यामुपासीत । उद्यन्तमस्तं यान्तमादित्यमभिध्यायन् ॥ ३॥

دن اور رات کے ملنے کے وقت یعنی جب آفتاب طلوع اور غروب ہوتا ہے پرمیشور کا دھیان اور اگنی ہوتر ضرور کرنا چاہئے۔ منو ۲۔۱۰۳ میں کہا ہے:۔

न तिष्ठति तु यः पूर्वां नोपास्ते यस्तु पश्चिमाम् ।
स शूद्रवद् बहिष्कार्यः सर्वस्माद् द्विजकर्मणः ॥ ४ ॥

جو شخص صبح و شام یہ دونوں فرائض ادا نہ کرے۔ اسے سر کردہ اصحاب مثل شودر تصور کر کے دویجوں یعنی تعلیم یافتگان کے حقوق سے محروم کر دیں۔

سندھیا کے اوقات

معترض۔ سندھیا تین دفعہ کیوں نہ کریں؟ مجیب۔ دن اور رات کا اتصال تین دفعہ نہیں ہوتا۔ روشنی اور تاریکی کا میل صبح اور شام ان دو ہی اوقات پر ہوتا ہے۔ جو شخص اس استدلال کا قائل نہ ہو کر دوپہر کو بھی اوقات کا اتصال تسلیم کرتا ہو۔ وہ آدھی رات کو بھی سندھیا۔ اپاسنا کیوں نہ کرے؟ اور اگر کوئی آدھی رات کو بھی سندھیا کرنا فرض سمجھے تو پہر پہر گھڑی گھڑی۔ پل پل اور لمحہ لمحہ بھی تو اتصال ہوتا ہے۔ اس میں بھی سندھیا۔ اپاسنا کیا کرے۔ مگر ایسا کرنا ناممکن ہے۔ کسی شاستر یعنی کتاب حقہ میں دوپہر کی سندھیا کا حکم نہیں ملتا۔ اس لئے دو اوقات میں سندھیا اور ہون کرنا فرض ہے تیسری دفعہ نہیں۔ اور جو ازمنہ ثلاثہ (تین زمانوں) کی تقسیم ہے۔ وہ ماضی۔ حال اور مستقبل کے اعتبار سے ہے سندھیا۔ اپاسنا کے متعلق تعداد کے لئے نہیں کی گئی۔

۳۔ پتری یگیہ

تیسرا فرض پتری یگیہ ہے یعنی دیو بمعنی علماء۔ رشی بمعنی طلباء و اساتذہ اور پتر بمعنی والدین وغیرہ بزرگوں۔ عارفوں اور مرتاضان عظیم کی خدمت کرنا پتری یگیہ کے دو حصے ہیں۔ ایک شرادھ۔ دوسرا ترپن۔ جس جذبہ کے ماتحت حقائق کو اختیار کیا جاتا ہے ایسے شردھا (شرت بمعنی حق دھا بمعنی اخذ) یعنی عقیدت کہتے ہیں۔ اور جو عمل عقیدت سے کیا جائے۔ وہ شرادھ کہلاتا ہے۔ اور جس جس عمل سے موجود الوقت والدین وغیرہ کی خوشنودی حاصل ہو۔ اس کا نام ترپن ہے

یہ عمل زندہ اشخاص کے متعلق ہوتے ہیں۔ متوفی حضرات کے متعلق نہیں۔

ओं ब्रह्मादयो देवास्तृप्यन्ताम् । ब्रह्मादिदेवपत्न्यस्तृप्यन्ताम् । ब्रह्मादिदेव-सुतास्तृप्यन्ताम् । ब्रह्मादिदेवगणास्तृप्यन्ताम् ॥ वाम् ॥

विद्वांसो हि देवाः　　شت پتھ براہمن ۳-۷-۳-۱۰ میں کہا ہے۔

علما ہی کو دیوتا کہتے ہیں۔ جو انگوں اور اپانگوں کے ساتھ چاروں ویدوں کے عالم ہوں۔ انہیں اصطلاح میں برہما کہا گیا ہے۔ اور جو ان سے کم علم رکھتے ہوں۔ انہیں فقط دیو۔ ان کی ہم پلہ ان کی زوجہ بالترتیب براہمنی اور دیوی کہلاتی ہے۔ اور ان کے ہم پایہ ان کی اولاد اور شاگرد اور ان کے ہم صف ان کے ملازم۔ ان تمام حضرات کی خدمت کو اصطلاح میں شرادھ اور ترپن کہتے ہیں۔

رشی ترپن

ओं मरीच्यादय ऋषयस्तृप्यन्ताम् । मरीच्याद्यृषिपत्न्यस्तृप्यन्ताम् । मरीच्याद्यृषिसुतास्तृप्यन्ताम् । मरीच्याद्यृषिगणास्तृप्यन्ताम् ॥

جو برہما کے پڑپوتے مریچی کی طرح ہم پلہ ہو کر پڑھائیں۔ اور جو ان کی ہم پایہ بیویاں لڑکیوں کو تعلیم دیں۔ اور ان کے ہم صف فرزند اور شاگرد اور ملازم ہوں۔ ان کی خدمت اور تعظیم کرنا "رشی ترپن" کہلاتا ہے۔

پتری ترپن

ओं सोमसदः पितरस्तृप्यन्ताम् । अग्निष्वात्ताः पितरस्तृप्यन्ताम् । बर्हिषदः पितरस्तृप्यन्ताम् । सोमपाः पितरस्तृप्यन्ताम् । हविर्भुजः पितरस्तृप्यन्ताम् ॥ आज्यपाः पितरस्तृप्यन्ताम् । [सुकालिनः पितरस्तृप्यन्ताम्] । यमादिभ्यो नमः नमः, यमादींस्तर्पयामि । पित्रे स्वधा नमः पितरं तर्पयामि । पितामहाय स्वधा नमः

---

۱ بودھاین گریہ سوتر ۱-۷ میں رقم ہے۔

उपनीतमात्रो व्रतानुचारी वेदान्तं किञ्चिदधीत्य ब्राह्मणः ॥२॥

एकां शाखामधीत्य श्रोत्रियः ॥३॥ अङ्गाध्याय्यनूचानः ॥४॥

कल्पाध्यायी ऋषिकल्पः ॥५॥ सूत्रप्रवचनाध्यायी भ्रूणः ॥६॥

चतुर्वेदादृषिः ॥७॥ अत ऊर्ध्वं देवः ॥८॥

جو شخص یگیوپویت پہن کر اپنے عہد کے مطابق عمل کرتا اور وید کا کچھ حصہ پڑھ لیتا ہے اسے براہمن کہتے ہیں۔ ۲ جو ایک شاکھا پڑھ لیتا ہے۔ وہ شروتریہ کہلاتا ہے ۳۔ جو انگ پڑھ لیتا ہے۔ وہ انوچان ۴۔ کلپ پڑھا ہوا رشی کلپ ۵۔ سوتر کا پڑھنے پڑھانے والا بھرون ۶۔ چاروں ویدوں کا عالم رشی ۷۔ اس سے آگے دیو ۸۔

بودھاین سوتر میں یہ تمام اصطلاحیں پیدائشی براہمن کی ہی بیان کی گئی ہیں۔ لیکن اس سے اتنا تو صاف ہے کہ رشی اور دیو خاص اوصاف کے براہمنوں کو کہتے تھے۔ یعنی ان سے افضل۔ مگر مختلف انواع کے نام نہیں۔

पितामहं तर्पयामि । [प्रपितामहाय स्वधा नमः प्रपितामहं तर्पयामि] । मात्रे स्वधा नमो मातरं तर्पयामि । पितामह्यै स्वधा नमः पितामहीं तर्पयामि । [प्रपितामह्यै स्वधा नमः प्रपितामहीं तर्प्पयामि] । स्वपत्न्यै स्वधा नमः सम्बन्धिभ्यः स्वधा नमः सम्बन्धिनस्तर्पयामि । सगोत्रेभ्यः स्वधा नमः सम्बन्धिनस्तर्प्पयामि । सगोत्रेभ्यः स्वधा नमः, सगोत्राँस्तर्पयामि ॥

جو علوم الہیات و خواص الاشیاء کے ماہر ہوں۔ وہ "سوم سد"

جو آتش یعنی برق (بجلی) وغیرہ اشیاء کے ماہر ہوں۔ وہ "اگنی شوات"

جو علوم کی ترقی وغیرہ افضل کاموں میں مصروف ہوں۔ وہ "برہی شد"

جو دولت اور اقبال کے محافظ۔ اور دوائی کا رس پی کر خود تندرست رہتے ہوں۔ اور دوسروں کے بھی جان و مال کے اسی طرح محافظ ہوں۔ وہ "سوم پا"

جو نشہ آور مہلک اشیا کا ترک اور عمدہ غذا کا استعمال کرتے اور کراتے ہوں۔ وہ "ہور بھج"

جو قابل دریافت اشیاء کے محافظ اور گھی دودھ وغیرہ کے کھانے پینے والے ہوں۔ وہ "آجیہ پا"

جن کے اوقات کا استعمال بطریق احسن یعنی (دھرم) دین کی ترقی کے لئے ہوتا ہے۔ وہ "سکالی"

جو اشرار کی تعزیر اور شرفا کی حفاظت کرنے والے اہل انصاف ہیں۔ وہ "یم" کہلاتے ہیں۔

جو اولاد پیدا کر کے غذا اور نیک اعمال کے ذریعہ اس کی تربیت کرتا ہے۔ وہ "پتا" یعنی باپ "پتا کا پتا" "پتامہ" (دادا) اور پتامہ کا پتا "پرپتامہ" یعنی پردادا کہلاتا ہے۔

جو عمدہ غذا اور اخلاق حسنہ کے ذریعہ اولاد کو قابل تعظیم بناتی ہے۔ وہ "ماتا"۔ جو پتا کی ماتا ہے۔ وہ "پتامہی" یعنی دادی۔ اور پتامہ کی ماتا "پرپتامہی" یعنی پردادی کہلاتی ہے۔ ان بڑے بوڑھوں۔ اپنی بیوی اور بہن اور دیگر متعلقین یعنی اپنے گوت اور اس کے باہر کے معززین اور بزرگان کی نہایت عقیدت سے عمدہ سے عمدہ خوراک۔ پوشاک۔ سواری وغیرہ نذر کر کے بطریق احسن خوشنودی حاصل کرنا یعنی جن اعمال و افعال سے ان کا قلب مطمئن اور مسرور اور جسم تندرست اور قوی ہو۔ ان کے ذریعہ ان کی خدمت اور تواضع کرنا شرادھ اور ترپن کہلاتا ہے۔

۴۔ بلی ویشودیو چوتھا فرض ویشودیو ہے یعنی جب کھانا تیار ہو۔ اس میں سے ترش نمکین اور کھاری اشیا چھوڑ کر گھی اور میٹھی چیزیں لے لیں۔ اور آگ الگ کر کے اس میں منتر پڑھ کر آہوتیاں دیں اور الگ حصے کریں۔ چنانچہ منوسمرتی ۳ - ۸۴ میں لکھا ہے۔

वैश्वदेवस्य सिद्धस्य गृह्येऽग्नौ विधिपूर्वकम् ।
आभ्यः कुर्य्याद्देवताभ्यो ब्राह्मणो होममन्वहम् ॥

باورچی خانہ میں جو کھانا تیار ہو۔ اس سے صفات ملکوتی کے اخذ کرنے کیلئے کھانا پکانے کی آگ میں مندرجہ ذیل منتر[1] پڑھ کر ہر روز ہون کرے۔

[1] اگلے صفحہ پر فٹ نوٹ دیکھیں۔

ओम् अग्नये स्वाहा । सोमाय स्वाहा । अग्न षोमाभ्यां स्वाहा । विश्वेभ्यो देवेभ्यः स्वाहा । धन्वन्तरये स्वाहा । कुह्वै स्वाहा । अनुमत्यै स्वाहा । प्रजापतये स्वाहा । सह द्यावापृथिवीभ्यां स्वाहा । स्विष्टकृते स्वाहा ॥

ان میں سے ہر ایک منتر سے جلتی ہوئی آگ میں آہوتی دیں۔ بعد اس کے تھالی میں یا زمین پر پتا رکھ کر مشرق وغیرہ اطراف میں بالترتیب ان منتروں سے کھانے کے حصے الگ کرتے جائیں۔

ओं सानुगायेन्द्राय नमः । सानुगाय यमाय नमः । सानुगाय वरुणाय नमः । सानुगाय सोमाय नमः । मरुद्भ्यो नमः । अद्भ्यो नमः । वनस्पतिभ्यो नमः । श्रियै नमः । भद्रकाल्यै नमः । ब्रह्मपतये नमः । वास्तुपतये नमः । विश्वेभ्यो देवेभ्यो नमः दिवाचरेभ्यो भूतेभ्यो नमः । नक्तञ्चारिभ्यो भूतेभ्यो नमः । सर्वात्मभूतये नमः ॥

اگر کوئی درویش موجود ہو۔ تو اُسے یہ حصے تناول کرادیں۔ ورنہ آگ میں ڈال دیں۔ اس کے بعد نمکین اشیاء مثلاً دال۔ بھات۔ سبزی۔ روٹی وغیرہ لے کر چھ حصے زمین پر رکھ دیں چنانچہ منوسمرتی ۳۔۹۲ میں حکم ہے:-

शुनां च पतितानां च श्वपचां पापरोगिणाम् ।
वायसानां कृमीणां च शनकैर्निर्वपेद् भुवि ॥

کتوں۔ پاپیوں۔ چانڈالوں کسی بد معاشی کی وجہ سے بیمار پڑ گئے شخصوں۔ کووں اور کیڑوں مثلاً چیونٹیوں وغیرہ کے لیے خوراک زمین پر رکھے۔

ہر حصے کے ساتھ لفظ "نمہ" کا استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً "شو بھیو نمہ" یعنی کتوں کے لیے نمہ وغیرہ۔ یہاں لفظ "نمہ" کے معنے خوراک ہیں۔ ان الفاظ کے ساتھ یہ حصے زمین پر رکھ کر کسی مصیبت زدہ یا بھوکے جاندار یا کتے کوے وغیرہ کو دے دے۔ ان اشیاء کا ہون کرنے سے مراد یہ ہے کہ باورچی خانے کی ہوا صاف ہو جائے اور جو نادانستہ طور پر لطیف یعنی نظر سے بعید جاندار ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اس کا کفارہ ہو جائے۔

۵۔ اتتھی یگیہ

پانچواں فرض اتتھی یگیہ یعنی مہمانوں کی خدمت ہے۔ "اتتھی" اُسے کہتے ہیں۔ جس کی آمد کی کوئی تتھی یعنی تاریخ مقرر نہ ہو۔ یعنی جو احکامِ الٰہی کا پابند۔ تلقینِ حق کرنے والا۔ رفاہِ عالم کے لیے جا بجا سفر کرنے والا۔ عالم کامل۔ اعلیٰ درجہ کا مرتاض (سنیاسی) درویش۔ کسی خانہ دار کے گھر آجائے۔ تو پہلے اُس کے پاؤں دھلوانا۔ پھر منہ دھونے کا پانی حاضر کرنا۔ پھر آچمن یعنی گھونٹ بھر پینے کا پانی پیش کر کے اُسے نہایت تعظیم و توقیر سے آسن پر بٹھانا چاہیئے۔ اور تناول کرنے کو عمدہ

۱؎ (پچھلے صفحہ سے آگے) کرم کانڈ میں استعمال کرنے کے لیے رشی لوگ وید کے منتر کلاً یا جزواً لے لیتے۔ حسب ضرورت ان میں تبدیلی بھی کر لیتے۔ تبدیلی کو تبدیلی حسب ضرورت نئے منتر بھی وضع کر لیتے رہے ہیں۔ ایسے منتر براہمن گرنتھوں۔ گرہیہ سوتروں۔ شروت سوتروں۔ دھرم سوتروں وغیرہ میں بکثرت ملتے ہیں۔ ویشو دیو یگیہ کے منتر اسی طرح کے رشیوں کے وضع کردہ ہیں۔ منوسمرتی ۳۔۸۵ تا ۹۲ میں ان منتروں کے استعمال کا حکم پایا جاتا ہے۔ آگے بھی کئی یگیوں کے متعلق ایسے منتروں کا ذکر آیا ہے۔ ایسے منتروں کی وید میں تلاش کرنا بے فائدہ ہے۔ منتر لفظ کا استعمال ابتداءً وید منتروں کے لیے ہوا۔ بعد میں براہمنوں۔ اپنشدوں۔ یہاں تک کہ یگیہ میں استعمال کیے جانے والے فقرات کے لیے بھی یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ (مترجم)

اشیا دھوپ، دیپ حاضر کرکے کمال خلوص اور خدمت کے ذریعہ اُس کی خوشنودی حاصل کرنی چاہیئے۔ بعد ازاں بعد اس کی صحبتِ صالحہ کے ذریعہ ایسے علوم سے جو دین و دولت۔ اور خواہش و نجات ان چاروں نعمتوں کے حصول کا ذریعہ ہیں۔ بہرہ یاب ہو۔ ایسے درویش کی ہدایات کو آویزہ گوش بنائے۔ اور ہمیشہ ان کے مطابق عمل کرے۔ خانہ دار اور بادشاہ بھی حسب موقع درویش کی طرح تعظیم اور تواضع کے مستحق سمجھے جاتے ہیں۔ مگر

पाषण्डिनो विकर्मस्थान् वैडालवृत्तिकान् शठान् ।

हैतुकान् बकवृत्तींश्च वाङ्मात्रेणापि नार्चयेत् ॥

بدعتی یعنی وید کی مذمت اور احکام وید کے خلاف عمل، مثلاً دروغ گوئی کرنے والے گربہ خصلت یعنی جیسے بلا چھپ کر اور نہایت استقلال سے تاک تاک کر چوہے پر جھپٹتا اور اسے مار کر اپنا پیٹ بھرتا ہے۔ ایسے انسان اور شریر۔ ضدی بیہودہ تکرار کرنے والے مغرور۔ جو نہ خود جانیں اور نہ دوسروں کا کہا مانیں۔ کج بحث (یا وہ گو جیسے آج کل کے وہ ویدانتی جو کہتے ہیں کہ ہم برہم ہیں۔ دنیا باطل ہے اور وید وغیرہ کتب مقدسہ یہاں تک کہ خود پرمیشور بھی ایک فرضی ہستی ہے۔ ایسی گپیں ہانکنے والے) بگلے بھگت یعنی جیسے بگلا ایک پاؤں اٹھا کر گویا دھیان میں مست ہو کھڑا ہوتا ہے اور پھر کیا یک مچھلی کی جان لے کر اپنی غرض پوری کرتا ہے۔ (ویسے آج کل کے بیراگی اور خاکی وغیرہ ضدی بیہودہ امر پسند وید کے مخالف لوگ ہیں) ایسے لوگوں کی تعظیم عملاً تو کیا لفظاً بھی نہیں کرنی چاہیئے۔ (منو ۴ — ۳۰)

کیونکہ تعظیم و تکریم سے بڑھے ہو کر یہ لوگ دنیا کو بے دین بناتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے اعمال کی بدولت اپنے تنزل کا باعث تو ہوتے ہی ہیں۔ (سیوک) خادم یعنی پیرو کو بھی ساتھ ہی بحرِ جہالت میں غرق کر دیتے ہیں۔

ان پانچ یگیوں (روزانہ فرائض کے ادا کرنے کا فائدہ یہ ہے۔ کہ (۱) برہم یگیہ کی تکمیل سے تعلیم و تربیت۔ احکام الٰہی کی پابندی۔ تہذیبِ اخلاق وغیرہ صفاتِ حسنہ کی ترقی ہوتی ہے (۲) اگنی ہوتر کے ذریعہ ہوا۔ بارش اور پانی کی صفائی ہو کر دنیا کو آرام ملتا ہے۔ صاف ہوا میں سانس لینے اور اس کے چھونے سے اور (پاکیزہ اشیاء کے) کھانے پینے سے صحتِ عقل۔ قوت اور ہمت کی ترقی اور دین و دولت اور خواہش و نجات کے ذرائع کی تکمیل ہوتی ہے۔ اسی لئے اسے دیو یگیہ کہتے ہیں (۳) پتری یگیہ سے جب انسان ماں باپ اور عارفانِ حق وغیرہ بزرگان کی خدمت کرے گا۔ تو اُس کے علمِ حق کی ترقی ہوگی۔ حق و باطل میں تمیز حق کو اختیار اور باطل کو ترک کر کے راحت سے بہرہ یاب ہوگا۔ علاوہ ازیں احسان شناسی (بھی تو انسان کا فرض ہے۔) یعنی جو خدمت ماں، باپ اور استاد نے اولاد اور تلامذہ کی کی ہے اس کے بوجھ سے سبکدوش ہونا ہر فردِ بشر کو واجب ہے۔ (۴) "بلی ویشو دیو" کا فائدہ اوپر کہا جا چکا ہے (۵) جب تک دنیا میں اعلیٰ درجہ کے "اتھیتوں" یعنی سیاح درویشوں کا وجود نہیں ہوتا تب تک کوئی ترقی نہیں ہو سکتی۔ ان کے جا بجا سفر اور تلقینِ حق کرنے سے مکر و فریب اور بدعت ہائے باطلہ کی اشاعت اور ترویج رک جاتی ہے۔ اور خانہ داروں کو خود بخود گھر بیٹھے ہدایت حقہ حاصل ہوتی رہتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ تمام بنی نوع انسان ایک ہی (دھرم) دین پر قائم رہتے ہیں۔ بغیر "اتھیتوں" یعنی سیاح درویشوں کے شکوک کا ازالہ نہیں ہو سکتا بغیر

خانہ دار کا اخلاق

شکوک کے ازالہ کے اعتقاد محکم نہیں ہوتا۔ اور بغیر اعتقاد کے راحت کہاں؟ منو ۴ – ۹۲ میں کہا ہے:-

ब्राह्मे मुहूर्त्ते बुध्येत धर्मार्थौ चानुचिन्तयेत् ।
कायक्लेशाँश्च तन्मूलान् वेदतत्त्वार्थमेव च ॥

رات کے چوتھے پہر یعنی جب چار گھڑی رات باقی ہو اُٹھے۔ حاجات ضروریہ سے فارغ ہوکر دین و دولت امراض جسمانی۔ ان کے باعث اور وید کے اصلی مفہوم یعنی پرماتما کا دھیان کرے۔ خلاف دین عمل کبھی نہ کرے۔ کیونکہ

नाधर्मश्चरितो लोके सद्यः फलति गौरिव ।
शनैरावर्त्तमानस्तु कर्त्तुर्मूलानि कृन्तति ॥ ।

(ادھرم) خلاف دین کیا ہوا فعل (کبھی بغیر نتیجہ کے نہیں رہتا۔ ہاں) اس کا نتیجہ فوراً ظاہر نہیں ہوتا۔ (اس لئے جاہل لوگ ایسے افعال کرنے سے نہیں ڈرتے۔ مگر تحقیق جانو)۔ (ادھرم) دین کے خلاف کیا ہوا فعل آہستہ آہستہ تمہاری جڑیں کاٹتا چلا جا رہا ہے۔ (جیسے گائے وقت آنے پر بچہ دیتی ہے ایسے ہی خلاف دین فعل بھی اپنے بُرے نتائج اپنے وقت پر پیدا کر کے رہتا ہے) منوسمرتی ۴ – ۱۷۲

अधर्मेणैधते तावत्ततो भद्राणि पश्यति। ।
ततः सपत्नाञ्जयति समूलस्तु विनश्यति॥ ॥

(ادھرم) خلاف دین فعل کرنے والا (ادھرم) دین کی حدود کو نظر انداز کر کے (جیسے پانی تالاب کے کنارے کو توڑ کر چاروں طرف پھیل جاتا ہے ویسے) دروغ گوئی فریب۔ بدمعاشی یعنی (بنی نوع انسان کی) حفاظت کرنے والے وید مقدس کی تردید اور وعدہ شکنی وغیرہ افعال شنیعہ سے پرائی اشیاء پر قابض ہوکر اوّل اوّل بڑھتا ہے۔ بعد ازاں مال و دولت وغیرہ خوشحالی کے اسباب کے طفیل خوراک۔ پوشاک زیورات۔ سواری مکان۔ اور عظیم و تکریم حاصل کر لیتا۔ اور بے انصافی سے دشمنوں پر بھی فتح پا لیتا ہے۔ مگر آخر کار جلدی تباہ ہو جاتا ہے۔ جیسے درخت کی جڑ کٹ جائے۔ تو وہ فوراً سوکھ کر گر پڑتا ہے ایسے ہی (ادھرم) خلاف دین عمل کرنے والا شخص نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ (منوسمرتی ۴ – ۱۷۴)

सत्यधर्मार्यवृत्तेषु शौचे चैवारमेत्सदा। ।
शिष्यांश्च शिष्याद्धर्मेण वाग्बाहूदरसंयतः॥ ; ॥

(عالم کا فرض ہے کہ) (زبانی۔ قوت بازو اور آتش شکم کو قابو میں رکھ کر) احکام وید کے مطابق حقیقت۔ راہ دین (یعنی تعصب سے بالاتر ہوکر اخذ حق اور ترک باطل) اور آریہ لوگوں یعنی احکام الٰہی کے مطابق عمل کرنے والوں کے اخلاق (اور تزکیہ ظاہری و باطنی سے محبت رکھے۔ اور الٰہی امور) کی شاگردوں کو تعلیم دے۔ (منو ۴ – ۱۷۵)

ऋत्विक्पुरोहिताचार्य्यैर्मातुलातिथिसंश्रितैः। तैः ।

बालवृद्धातुरै र्वैद्यैर्ज्ञातिसम्बन्धिबान्धवैः ॥
मातापितृभ्यां यामीभिर्भ्रात्रा पुत्रेण भार्यया ॥
दुहित्रा दासवर्गेण विवादं न समाचरेत ॥

یگیہ کرانے والے پروہت (مُرشد)۔ اُستاد۔ ماموں۔ سیّاح درویش جس کے آنے جانے کی تاریخ مقرر نہیں (اپنے خانہ دار) پرمنحصر بچے۔ بُوڑھے مُصیبت زدہ۔ طبیب۔ رشتہ دار۔ سُسر وغیرہ تعلقدار۔ دوست۔ ماں۔ باپ بہن بھائی۔ بیوی۔ لڑکی اُور نوکروں سے بحث۔ یعنی بیہودہ تکرار اُور لڑائی بکھیڑا کبھی نہ کرے۔

منوسمرتی ۴۔ ۱۷۹ و ۱۸۰

अतपास्त्वनधीयानः प्रतिग्रहरुचिर्द्विजः ।
अम्भस्यश्मप्लवेनेव सह तेनैव मज्जति ॥

ضبطِ نفس اُور راست گوئی وغیرہ ریاضتوں سے مبرّا۔ مطالعہ سے منحرف۔ دُوسروں سے (دھرم) دین کے نام پر دل کھول کر خیرات لینے والا۔ یہ تینوں اپنے بُرے اعمال کے طفیل اِس طرح بحرِ مصائب میں غرق ہو جاتے ہیں۔ جیسے پتھر کی کشتی میں سوار مُسافر۔ (منوسمرتی ۴ — ۱۹۰)

بے جا خیرات

یہ خود تو غرق ہوتے ہی ہیں خیرات دینے والوں کو بھی اپنے ساتھ لے ڈوبتے ہیں۔ چنانچہ کہا ہے :۔

त्रिष्वप्येतेषु दत्तं हि विधिनाप्यर्जितं धनम् ।
दातुर्भवत्यनर्थाय परत्रादातुरेव च ॥

خواہ احکام دین کے مطابق ثواب سے کمایا ہوا مال بھی کیوں نہ ہو۔ جو مندرجہ بالا تین قسم کے اشخاص کو دیا جاتا ہے۔ وہ دینے والے کے لِئے بھی زندگی میں اور لینے والے کے لِئے آئندہ زندگی میں خرابی کا موجب ہوتا ہے۔ (منو ۴ — ۱۹۳)

ایسے آدمیوں کا انجام کیا ہوتا ہے؟

यथा प्लवेनौपलेन निमज्जत्युदके तरन् ।
तथा निमज्जतोऽधस्तादज्ञो दातृप्रतीच्छकौ ॥

جیسے پتھر کی کشتی میں بیٹھ کر دریا کو عبور کرنے والا ڈوب جاتا ہے۔ اِسی طرح بے تمیز خیرات دینے والا اُور لینے والا دونوں قعرِ تنزل میں گرتے یعنی آفات میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ منوسمرتی ۴ — ۱۹۴

ریاکاروں کی علامات

धर्मध्वजी सदालुब्धश्छाद्मिको लोकदम्भकः ।
बैडालव्रतिको ज्ञेयो हिंस्रः स्वार्थाभिसन्धकः ॥ १ ॥
अधोदृष्टिर्नैष्कृतिकः स्वार्थसाधनतत्परः ।
शठो मिथ्याविनीतश्च बकव्रतचरो द्विजः ॥ २ ॥

جو شخص (دھرم) دین کا کام قطعاً بھی نہ کرے۔ لیکن (دھرم) دین کے نام پر لوگوں کو ٹھگے۔ خود غرض۔ ایسا نا کشی

علم بردار دین۔ ہر وقت حرص کا شکار۔ فریبی۔ اہل عالم کے سامنے اپنی بڑائی کی گپیں ہانکنے والا بلبند آواز کو ہلاک کرنے والا۔ بد اندیش۔ بظاہر انہوں پر دل سے بال کر لینے والا۔ ایسی صفات کے شخص کو گربہ باطن یعنی بلی کی طرح شریر النفس اور خسیس سمجھو۔

شہرت کے لئے آنکھیں نیچی رکھنے والا۔ حاسد کسی نے مجبور کیا ہو۔ تو اس کے انتقام کے طور پر اس کی جان تک لے لینے والا۔ فریب۔ گناہ۔ وعدہ شکنی۔ کسی بھی ذریعہ سے اپنا کام نکالنے میں ہوشیار خواہ اپنی بات جھوٹی ہو۔ مگر اس پر اصرار کرنے والا۔ جھوٹ موٹ کی شائستگی۔ قناعت۔ اور خلوص قلب دکھانے والا۔ ان اوصاف کے شخص کو بگلا بھگت تصور کرو۔ ۲ (منو سمرتی ۴۔ ۱۹۵، ۱۹۶)

جن اشخاص میں مذکورہ بالا علامات پائی جائیں۔ وہ نمائش پرست یعنی ریاکار ہوتے ہیں۔ ان پر نہ کبھی اعتبار اور نہ ان کی خدمت اور تواضع کریں۔

دھرم ثواب کا ذخیرہ

धर्मं शनैः सञ्चिनुयाद् वल्मीकमिव पुत्तिकाः ।
परलोकसहायार्थं सर्वभूतान्यपीडयन् ॥१॥
नामुत्र हि सहायार्थं पिता माता च तिष्ठतः ।
न पुत्रदारं न ज्ञातिर्धर्मस्तिष्ठति केवलः ॥२॥
एकः प्रजायते जन्तुरेक एव प्रलीयते ।
एकोनुभुङ्क्ते सुकृतमेक एव च दुष्कृतम् ॥३॥

ہر فرد بشر کے لئے واجب ہے کہ جیسے دیمک آہستہ آہستہ مٹی کا گھر بناتی ہے اسی طرح جاندار وں کو ایذا پہنچانے سے پرہیز کرتے ہوئے اپنے عقبےٰ کی بھلائی کے لئے آہستہ آہستہ دھرم ثواب کا ذخیرہ جمع کرتے جائیں۔ ۱

کیونکہ عقبےٰ میں نہ باپ نہ لڑکا نہ بیوی اور نہ رشتہ دار آڑے آسکتے ہیں وہاں فقط (دھرم) دین اور نیکی ہی کام آتی ہے۔ ۲

(دیکھئے) روح اکیلی جنم پاتی اور اکیلی مرجاتی ہے۔ اور اکیلی ہی گناہ اور ثواب کا ثمرہ رنج و راحت کی شکل میں حاصل کرتی ہے ۳ (منوسمرتی ۴ — ۲۳۸ تا ۲۴۰)

एकः पापानि कुरुते फलं भुङ्क्ते महाजनः ।
भोक्तारो विप्रमुच्यन्ते कर्ता दोषेण लिप्यते ॥४॥

(یہ بھی ذہن نشین کر لیجئے) کہ گھر کا ایک شخص گناہ کر کے مال و اسباب کما لاتا ہے اور سارا گھر اس سے مستفید ہوتا ہے۔ مگر استفادہ کرنے والے گناہ کے حصے دار نہیں بنتے۔ گنہگار وہی گردانا جاتا ہے۔ جو بدی کرتا ہے ۴ — (مہا بھارت۔ ادھیوگ پرو۔ ادھیائے ۳۲)

मृतं शरीरमुत्सृज्य काष्ठलोष्ठसमं क्षितौ ।
विमुखा बान्धवा यान्ति धर्मस्तमनुगच्छति ॥[illegible]॥

جب کسی کا کوئی رشتہ دار مر جاتا ہے۔ تو تمام بھائی بند مٹی کے ڈھیلے (یا لکڑی کے ٹکڑے) کی طرح

زمین پر پھینک دیتے ہیں۔ اور اس سے منہ پھیر کر اس کی طرف پیٹھ کر کے چلے جاتے ہیں۔ کوئی اس کے ساتھ نہیں جاتا۔ ساتھ جاتا ہے اس کا دھرم (دین یعنی نیکی)۔ ۵ (منوسمرتی ۴—۲۴۱)

तस्माद्धर्मं सहायार्थं नित्यं सञ्चिनुयाच्छनैः ।
धर्म्मेण हि सहायेन तमस्तरति दुस्तरम् । १॥
धर्मप्रधानं पुरुषं तपसा हतकिल्विषम् ।
परलोकं नयत्याशु भास्वन्तं खशरीरिणम् ।

اس لئے دنیا اور عقبےٰ میں ساتھ دینے کے لئے دھرم یعنی کار ثواب کا ذخیرہ آہستہ آہستہ جمع کرتا جائے کیونکہ دھرم یعنی جمع شدہ ثواب کے ذریعہ ہی روح گہرے اور وسیع بحر مصائب کو عبور کر سکتی ہے۔ ۱ جو شخص (دھرم) دین ہی کو افضل سمجھتا ہے اور جس کی تمام کدورتیں احکام دین کی پابندی سے دور ہو گئی ہیں۔ اسے اس کا اپنا کیا ہوا (دھرم) کار ثواب ہی اس نور سے نور تمام جانداروں کی جان پر بھو پرمیشور سے واصل کرتا ہے جس کا آکاش یعنی خلا گویا قالب ہے۔ اور جو "پرلوک" یعنی سب سے بڑھ کر زیارت کے قابل ہے۔ ۲ منو ۴—۲۴۲، ۲۴۳

اس لئے

दृढकारी मृदुर्दान्तः क्रूराचारैरसंवसन् ।
अहिंस्रो दमदानाभ्यां जयेत्स्वर्गं तथाव्रतः ॥
वाच्यर्था नियताः सर्वे वाङ्मूला वाग्विनिःसृताः ।
तान्तु यः स्तेनयेद्वाचं स सर्वस्तेयकृन्नरः ॥
आचाराल्लभते ह्यायुराचारादीप्सिताः प्रजाः ।
आचाराद्धनमक्षय्यमाचारो हन्त्यलक्षणम् ॥

ہمیشہ استقلال سے کام کرنے والا حلیم الطبع۔ حواس پر قادر اور موذیوں۔ ظالموں اور بدمعاشوں سے الگ رہنے والا دھرماتما (اہل دین) فاتح نفس ہو کر علوم وغیرہ سے اہل عالم کو فیضیاب کر کے (عالم) جنت میں داخل ہوتا ہے۔ ۱ اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ زبان پر ہی تمام کاروبار کا انحصار ہے۔ زبان ہی تمام کاروبار کی بنیاد ہے۔ کیونکہ زبان سے ہی تمام کاروبار (شروع ہو کر) پایۂ تکمیل کو پہنچتے ہیں۔ جو شخص زبان کی چوری یعنی دروغ گوئی کرتا ہے۔ وہ سب قسم کی چوری یعنی تمام گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے۔ ۲ (اس لئے دروغ گوئی وغیرہ برائیوں کو ترک کر کے) جو شخص اخلاق حسنہ کا عامل ہوتا ہے۔ وہ ضبط نفس کے ذریعہ پوری عمر طبعی۔ افضل اولاد اور لازوال دولت حاصل کرتا ہے۔ اخلاق حسنہ کا پابند نحوست کی تمام علامات دور کر دیتا ہے ۳ منوسمرتی ۴—۲۴۶، ۲۵۶، ۱۵۶

مذکورۃ الصدر اشخاص کے طرز عمل کی ہمیشہ تقلید کرنی چاہیئے۔

दुराचारो हि पुरुषो लोके भवति निन्दितः ।
दुःखभागी च सततं व्याधितोऽल्पायुरेव च ॥

بداخلاق شخص کی شرفا میں مذمت ہوتی ہے۔ اور تکالیف اور امراض میں مبتلا ہو کر اس کی عمر کم ہو جاتی ہے۔ منو ۴ ۔ ۱۵۷ ہمیشہ کوشش یہ کرنی چاہیئے ۔ کہ

यद्यत्परवशं कर्म तत्तद्यत्नेन वर्जयेत् ।
यद्यदात्मवशं तु स्यात्तत्तत्सेवेत यत्नतः ॥
सर्वं परवशं दुःखं सर्वमात्मवशं सुखम् ।
एतद्विद्यात्समासेन लक्षणं सुखदुःखयोः ॥

جن جن امور میں دوسروں کا محتاج ہونا پڑے۔ ان سے حتی الوسع پہلو تہی کی جائے۔ اور جو باتیں اپنے حیطۂ اختیار میں ہوں۔ انہیں کوشش سے قبول کرے۔ کیونکہ رنج و راحت کی مختصر تعریف یہی ہے۔ کہ غیر کی احتیاج رنج اور اپنا اختیار یعنی خود مختاری راحت (کا باعث) ہے۔ منوسمرتی ۴ ۔ ۱۵۹، ۱۶۰

اشتراک عمل

لیکن جن امور کا انحصار ایک دوسرے کی شرکت پر ہے۔ ان کی تکمیل اشتراک عمل سے ہی کرنی چاہیئے۔ مثلاً بیوی کو میاں کی اور میاں کو بیوی کی احتیاج لازم ہے دونو کا طرز عمل ایسا ہونا چاہیئے۔ کہ باہمی خوشنودی کا موجب ہو۔ زناکاری اور باہمی مخاصمت سے انہیں ہمیشہ باز رہنا چاہیئے۔ عورت مرد کی ہدایت کے مطابق گھر کا کام کاج کرے۔ اور مرد باہر کے کاروبار کا ذمہ وار ہو۔ دونوں ایک دوسرے کو بری عادات سے بچائے رکھیں۔ یہ بات نقش فی الحجر سمجھنی چاہیئے۔ کہ جب شادی ہو چکی۔ تب سے عورت کے ہاتھ مرد اور مرد کے ہاتھ عورت گویا فروخت ہو چکی۔ یعنی ایڑی سے لے کر چوٹی تک جو بھی دونوں کے جذبات حرکات و سکنات اور قوائے تناسل وغیرہ ہیں وہ سب ایک دوسرے کی ملک کی ہیں۔ باہمی رضامندی کے بغیر اب انہیں کوئی کام نہیں کرنا چاہیئے۔ باہمی شکر رنجی کے بڑے اسباب مثلاً حرامکاری یعنی بلسوا یا غیر مرد کی صحبت وغیرہ۔ ان سے ہمیشہ پرہیز کریں۔ اور میاں بیوی ایک دوسرے کی قربت میں ہی خوش رہیں۔

استاد اور استانی کے اوصاف

اگر زوجین براہمن ورن (جماعت مدنی) کے ہوں تو مرد لڑکوں کو اور عورت لڑکیوں کو تعلیم دے طرح طرح کی پند و نصائح سے دونوں اپنے اپنے طلباء اور طالبات کو ذی علم بنائیں۔ بیوی کا قابل تعظیم دیوتا، خاوند اور خاوند کی پوجا (تعظیم، محبت کے لائق دیوی) بیوی ہے۔

جب تک مکتب میں رہیں۔ تب تک طلباء اپنے استادوں کو والدین کا قائم مقام اور استاد اپنے طالب علموں کو بمنزلہ اولاد تصور کریں۔ استادوں اور استانیوں کے خصائل کا بیان مہابھارت ادیوگ پرو۔ ودر پرجاگر ادھیائے ۳۳ میں حسب ذیل کیا گیا ہے:۔

आत्मज्ञानं समारम्भस्तितिक्षा धर्मनित्यता ।
यमर्था नापकर्षन्ति स वै पण्डित उच्यते ॥
निषेवते प्रशस्तानि निन्दितानि न सेवते ।
अनास्तिकः श्रद्धधान एतत्पण्डितलक्षणम् ॥

क्षिप्रं विजानाति चिरं शृणोति, विज्ञाय चार्थं भजते न कामात् ।
नासम्पृष्टो ह्युपयुङ्क्ते परार्थे, तत्प्रज्ञानं प्रथमं पण्डितस्य ॥
नाप्राप्यमभिवाञ्छन्ति नष्टं नेच्छन्ति शोचितुम् ।
आपत्सु च न मुह्यन्ति नराः पण्डितबुद्धयः ॥
प्रवृत्तवाक् चित्रकथ ऊहवान् प्रतिभानवान् ।
आशु ग्रन्थस्य वक्ता च यः स पण्डित उच्यते ॥
श्रुतं प्रज्ञानुगं यस्य प्रज्ञा चैव श्रुतानुगा ।
असंभिन्नार्यमर्यादः पण्डिताख्यां लभेत सः ॥

علم روحانی سے متصف محنت جو کبھی کاہلی کا شکار نہ ہو۔ رنج و راحت۔ نفع و نقصان۔ توقیر و تحقیر تحسین و مذمت سے خیر متاثر یعنی نہ خوش اور نہ ناخوش رہنے والا ہمیشہ راہ دین میں مستعد۔ جسے محسوسات دنیوی اپنی طرف نہیں کھینچ سکتے۔ ایسا شخص پنڈت (عالم) کہلانے کا مستحق ہے۔ ۱

ہمیشہ احکام الہیٰ کے مطابق و قابل تعریف عمل کرنا۔ اس کے خلاف تمام اعمال و افعال ترک کردینا الیشور۔ وید اور اخلاق حسنہ کی مذمت یا نہ رہنا یا ایشور وغیرہ (موجودات غیب) میں کامل اعتقاد رکھنا۔ یہ پنڈت یعنی عالم کے لئے مشروع اور ممنوع فعل ہیں۔ ۲

مشکل امور کو بھی بہت جلدی جان جائے۔ مدتوں (شاستروں) کتب حقہ کا مطالعہ کرے ان کی ہدایات سننے اور ان پر غور کرے۔ اپنی علمیت کا استعمال رفاہ عام میں کرے۔ کوئی کام خود غرضی کے زیر اثر نہ کرے۔ بغیر سوال کئے یا بے موقعہ دوسروں کے معاملات میں لب نہ کھولے۔ عالم کی علمیت کی سب سے بڑی علامت یہی ہے۔ ۳

ناقابل حصول اشیاء کی خواہش ہی نہ کرے کسی چیز کے چلے جانے پر متاسف نہ ہو مصیبت میں غم و اضطراب کو پاس تک نہ پھٹکنے دے۔ وہی سچا عالم ہے۔ ۴

جس کی زبان سب علوم کا بیان اور سوال و جواب کرنے میں نہایت تیز اور ہوشیار ہو جو (شاستروں) کتب حقہ کے مضامین کا نادر نقش شاہد۔ مناسب استدلال کرنے والا۔ قوت حافظہ کا دھنی۔ کتابوں کے صحیح صحیح معنی فوراً بیان کر دینے والا۔ وہ (پنڈت) عالم کہلاتا ہے۔ ۵

جس کا علم عقل کے اور عقل علم کے مطابق ہو۔ اور جو کبھی آریہ یعنی افضل۔ احکام الہیٰ کے پابند اشخاص کے دستور العمل کی خلاف ورزی نہ کرے۔ اسی پر لفظ "پنڈت" کا صحیح اطلاق ہو سکتا ہے۔ ۶

جہاں ایسے عورت مرد تعلیم دینے کا کام کرتے ہیں۔ وہاں علم۔ (دھرم) دین اور اعلیٰ اخلاق کی ترقی ہوتی ہے۔ اور دن بدن تمام بنی نوع انسان کی راحت اور آرام میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

احمق کی پہچان

اسی پر وید میں احمق یعنی تعلیم پانے کے ناقابل شخص کی مندرجہ ذیل علامات بیان کی گئی ہیں:-

अश्रुतश्च समुन्नद्धो दरिद्रश्च महामनाः ।
अर्थांश्चाकर्मणा प्रेप्सुर्मूढ इत्युच्यते बुधैः ॥१॥
अनाहूतः प्रविशति अपृष्टो बहु भाषते ।
अविश्वस्ते विश्वसिति मूढचेता नराधमः ॥२॥

جس نے نہ کوئی شاستر (کتاب دین) پڑھا ہو اور نہ سنا ہو۔ تاہم مغرور بڑا ہو۔ بے زر ہو کر بڑے بڑے خیالی پلاؤ پکاتا ہو۔ بغیر محنت کے تمام مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہو۔ اُسے ارباب عقل احمق کہتے ہیں۔ ۱
جو بغیر بلائے مجلس یا کسی کے گھر میں داخل ہو جاتا ہے۔ اونچی نشست پر بیٹھنا چاہتا ہو۔ بغیر کہے مجالس میں بیہودہ بکتا ہے۔ اور ناقابل اعتبار اشیاء اور اشخاص پر اعتماد رکھتا ہے۔ وہ نادان تمام لوگوں میں خسیس ترین شخص ہے۔ ۲

جہاں ایسے اشخاص معلم۔ واعظ یا اُستاد کی حیثیت سے کام کرتے اور قابل تعظیم سمجھے جاتے ہیں ہاں جہالت۔ بے دینی۔ بدتہذیبی۔ فتنہ و فساد اور نااتفاقی کی ترقی اور بنی نوع انسان کی تکالیف میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

طلباء کے عیب و ثواب

طلباء کے بارے میں مندرجہ ذیل ہدایات حوالۂ قلم کی گئی ہیں:-

आलस्यं मदमोहौ च चापलं गोष्ठिरेव ।
स्तब्धता चाभिमानित्वं तथाऽत्यागित्वमेव च ॥
एते वै सप्त दोषाः स्युः सदा विद्यार्थिनां मताः ॥१॥
सुखार्थिनः कुतो विद्या कुतो विद्यार्थिनः सुखम् ।
सुखार्थी वा त्यजेद्विद्यां विद्यार्थी वा त्यजेत्सुखम् ॥२॥

طلباء کے لئے یہ سات عیوب قابل ترک ہیں:-
کاہلی یعنی جسمانی اور ذہنی محنت سے جی چرانا۔ نشہ۔ کسی چیز سے بے حد دلبستگی۔ چلبلاپن۔ اِدھر اُدھر کی بیہودہ حکایات کہنا سننا۔ دوران درس میں رک جانا (اور رکے رہنا) غرور۔ اور عدم ترک یعنی حرص اشیاء۔ جن اشخاص میں یہ عیوب ہوں وہ علم سے بہرہ یاب نہیں ہو سکتے۔ ۱
آرام طلب کو علم کہاں۔ اور طالب علم کو آرام کہاں۔ آرام طلب علم کی خواہش چھوڑ دے اور طالب علم آرام کی خواہش ترک کر دے۔ ۲ مہابھارت۔ ودر پرجاگرادھیائے ۴۰ شلوک ۵-۶
ایسا کئے بغیر علم حاصل نہیں ہو سکتا۔ تحصیل علم کے حقدار مندرجہ ذیل اشخاص ہوتے ہیں۔

सत्ये रतानां सततं दान्तानामूर्ध्वरेतसाम् ।
ब्रह्मचर्यं दहेद्राजन् सर्वपापान्युपासितम् ॥१॥

جن اشخاص کا شغل ذکر حق شعاری ہو۔ اور جن کا حواس پر قابو ہو۔ اپنی قوت مردمی ضائع نہ ہونے دیں۔

وہی سچے طالب علم ہیں۔ وہی (آگے جا کر) عالم بنتے ہیں۔ (ضبط نفس اُن کے تمام گناہوں (نقائص) کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے۔)

مہابھارت۔ انوشاسن پرو۔ ادھیائے ۵ شلوک ۲۸

حاصل کلام یہ کہ اُستاد اور طالب علم نیک اوصاف ہونے چاہئیں۔ اُستادوں کو کوشش کرنی چاہئیے کہ طلباء راست گو۔ حق اندیش اور حق شعار ہوں۔ ان میں شائستگی۔ ضبط نفس۔ تہذیب وغیرہ نیک اوصاف پیدا ہوں۔ اور قوائے روحانی سے آراستہ و پیراستہ ہو کر وید وغیرہ کتب حقہ کے ماہر ہوں معلم ان سے حرکات ذمیمہ کے ترک کرانے اور علوم و فنون کی تعلیم دینے میں مستعد رہیں تا کہ دمیلتہ فاتح النفس ملین القلب۔ ہم مکتبوں سے محبت کرنے والے نیکو شعار اور مخلق ہو کر کوشش کریں۔ کہ انہیں کامل علم۔ کامل عمر طبعی۔ اور دین و دولت اور خواہش و نجات ان چاروں مقاصد حیات کے حصول کے لئے کامل سعی کرنا آجائے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ یہ فرائض براہمن جماعت کے ہیں۔

ویش کے فرائض

کشتریوں کے فرائض کا ذکر امور سلطنت کے بیان میں کیا جائیگا۔ ویشوں کا فرض یہ ہے۔ کہ ضبط نفس کے ساتھ ساتھ علم حاصل کر کے شادی کریں۔ اور اُس کے بعد مختلف ممالک کی زبانوں سے واقفیت حاصل کریں۔ انواع و اقسام کی تجارت کے اسلوب جنس اشیاء کے نرخوں سے آگاہ ہو کر خرید و فروخت میں مصروف ہوں مختلف ممالک کی سیاحت کریں۔ منافع کو ملحوظ رکھ کر بیوپار کریں۔ نہایت ہوشیاری سے جانوروں کی حفاظت اور زراعت کی ترقی کے وسائل عمل میں لائیں۔ دولت کی ترقی کریں۔ اور اسے علم اور دین کی اشاعت اور توسیع میں صرف کریں۔ راست گو اور بے ریا ہو کر تمام کاروبار راستی شعاری سے سرانجام دیں۔ تمام اجناس کی حفاظت ایسے طریق سے کریں۔ کہ کوئی جنس ضائع نہ ہونے پائے۔

شودر کے فرائض

شودر خدمتگاری کے تمام فنون میں ہوشیار ہو کے چاہئیں۔ کھانا پکانے کے فن میں وہ بالخصوص ماہر ہوں۔ نہایت محبت سے تعلیم یافتہ جماعات کی خدمت کریں۔ یہی ان کا ذریعہ معاش ہو۔ تعلیم یافتہ افراد یا فرقہ ان کی خوراک۔ پوشاک۔ رہائش شادی وغیرہ ضروریات کے لئے تمام اخراجات کے ذمہ وار ہوں یا انہیں ماہوار تنخواہ دیا کریں۔ الغرض چاروں ورنوں (جماعات ملکی) کو باہم محبت۔ خیراندیشی اور خلوص سے رہنا چاہئیے۔ اور ایک دوسرے کے رنج و راحت اور نفع و نقصان میں شریک ہو کر سلطنت اور رعایا کی ترقی کے لئے اپنا جی جان اور زر و مال صرف کرتے رہنا چاہئیے

میاں بیوی اکٹھے رہیں

زوجین کو ایک دوسرے سے جدا نہیں رہنا چاہئیے چنانچہ منوسمرتی میں لکھا ہے۔

पानं दुर्जनसंसर्गः पत्या च विरहोऽटनम् ।
स्वप्नोऽन्यगेहवासश्च नारीसन्दूषणानि षट् ॥

شراب۔ بھنگ وغیرہ نشہ آور اشیاء کا استعمال۔ بُرے آدمیوں کی صحبت۔ خاوند سے جدائی اور (بدعتی اشخاص کی زیارت کے بہانے) آوارہ گردی۔ پرائے گھر میں سونا۔ باہر رہنا۔ یہ چھ عیوب عورت کی بدنامی اور گمراہی کا باعث ہوتے ہیں۔ منوسمرتی ۹ - ۱۳

مَردوں کے لئے بھی یہ افعال باعثِ تذلیل و تحقیر ہیں۔ زوجین کی جُدائی دو وجوہات سے ہوتی ہے۔ ایک تو کسی کام کے لئے کسی دُور کے مقام پر جانا اور دُوسرے مَوت۔ ان میں سے اوّل الذکر کا علاج یہ ہے کہ اگر خاوند کو دُور جانا ہو۔ تو بیوی کو بھی ساتھ رکھے۔ مطلب یہ کہ میاں بیوی بہت مدّت ایک دُوسرے سے جُدا نہیں رہنے چاہئیں۔

کثرتِ ازدواج کی ممانعت

معترض۔ عورت اور مرد کے ایک سے زیادہ بیاہ ہونے جائز ہیں یا نہیں؟ مجیب۔ ایک ہی وقت میں ایک سے زیادہ نکاح جائز نہیں۔ معترض۔ تو کیا مختلف اوقات میں مختلف نکاح ہونے واجب ہیں؟ مجیب۔ ہاں۔

सा चेदक्षतयोनिः स्याद् गतप्रत्यागतापि वा ।
पौनर्भवेन भर्त्रा सा पुनः संस्कारमर्हति ॥ ९

جس عورت (یا مرد) کی فقط رسمِ شادی ادا ہوئی ہو۔ مگر مجامعت نہ ہوئی ہو۔ اس کا دُوسرے مرد (یا عورت) سے دوبارہ نکاح ہونا جائز ہے۔ منوسمرتی ۹ — ۱۷۶

یعنی براہمن۔ کشتری اور ویش جماعات میں مجامعت کے بعد خواہ مرد ہو یا عورت اس کا دُوسرا بیاہ نہیں ہونا چاہئے۔

نکاحِ ثانی کے نقصانات

معترض:۔ دوبارہ شادی کرنے میں کیا نقص ہے؟ مجیب۔ اوّل زوجین میں محبت کی کمی۔ کیونکہ اگر

گتپرتیاگتا गतप्रत्यागता کے معنے وہ عورت کئے ہیں جس کی شادی ایک مرد سے ہو چکی ہو۔ لیکن وہ اسے چھوڑ کر کسی اور مرد سے شادی کر چکی ہو۔ مگر اب اسے بھی چھوڑ کر اپنے پہلے خاوند کے پاس آ گئی ہو۔ اگر دُوسرے خاوند سے اس کی مجامعت نہ ہوئی ہو۔ تو اس کی اصلی خاوند سے دُوسری بار رسمِ شادی ادا کی جائے گی۔ راگھوانند کی رائے میں مجامعت نہ ہو چکنا مردوں نہیں۔ لفظ "वा" کے معنے ان کے خیال میں یہ ہیں۔ کہ ہمبستری کر چکی عورت کو بھی دُوسری دفعہ رسمِ شادی ادا کر کے اپنے اصلی خاوند کے پاس لوٹ آنے کی اجازت ہے۔ یہاں ذکر "پنر بھو" عورت کا ہے۔ "پنر بھو" دوبارہ شادی کرنے والی عورت کو کہتے ہیں۔ اس میں بیوہ بھی شامل ہے۔ اور وہ بھی جسے اس کے اصلی خاوند نے چھوڑ دیا ہو یا جو خود خاوند کو چھوڑ گئی ہو۔ اوپر شلوکوں میں ان عورتوں کا ذکر پایا جاتا ہے۔ راگھوانند کے خیال میں یہ تمام عورتیں خواہ ہمبستری کر چکی ہوں یا نہ — دوبارہ رسمِ شادی ادا کرنے کی مستحق ہیں۔ اس میں یاگیہ ولکیہ سمرتی کے اقوال ذیل بھی سند ہیں:۔

अक्षता च क्षता चैव पुनर्भूः संस्कृता पुनः ।

خواہ مدخولہ ہو خواہ غیر مدخولہ جس کا دوبارہ نکاح ہو۔ اُسے "پنر بھو" کہتے ہیں۔ (یاگیہ ولکیہ ۱ — ۶۷)

अक्षतायां क्षतायां वा जातः पौनर्भव उच्यते ।

اس طرح مدخولہ یا غیر مدخولہ عورت سے پیدا شدہ لڑکا "پونر بھو" کہلاتا ہے (۲ — ۱۳۰) منو ۹ — ۱۷۶ میں لفظ "پونر بھو" دُوسرے خاوند کے معنے میں استعمال ہوا ہے۔ لفظ "پونر بھو" کے معنی ہیں "پنر بھو" یعنی دوبارہ شادی کرنے والی عورت کا وہ لڑکا ہوگا۔ تو اسے "پونر بھو" پتر کہیں گے۔ اور شوہر ہوگا۔ تو "پونر بھو" پتی کہیں گے۔ اسی شلوک میں عورت کے لئے نکاحِ ثانی کی اجازت پائی جاتی ہے۔ اسی سلسلے میں صفحہ نمبر ۱۱۶ کا فٹ نوٹ بھی قابلِ غور ہے:۔

دوبارہ شادی کی اجازت ہو۔ تو جب جی چاہا۔ مرد (پہلی) عورت کو اور عورت (پہلے) مرد کو چھوڑ کر دوسری شادی کر لے گی۔ دوسرے اگر ایک کے مرتے پر دوسرا نکاح ثانی کرے گا۔ تو وہ مرحوم یا مرحومہ کا مال و اسباب اڑا لیجائے گا۔ اور متوفی کا خاندان اُس سے تنازعہ کرے گا تیسرے بعض شریف خاندانوں کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ اور اُن کی جائیداد نیست و نابود ہو جائے گی۔ چوتھے زوجین کے باہمی عہد وفاداری (پتی ورت اور پتنی ورت) پر پانی پھر جائے گا۔ علےٰ ہذا القیاس۔ ان اور اس قسم کے دیگر نقائص کی وجہ سے پہلے تینوں ورنوں (جماعات مدنی) میں دوسری یعنی ایک سے زائد شادیاں نہیں ہونی چاہئیں۔

معترض۔ جب سلسلہ نسل قطع ہو گیا۔ تب بھی تو خاندان کا نشان جاتا رہے گا۔ اس کے علاوہ عورت اور مرد (رانڈ اور رنڈوے ہو کر) زنا کاری اور اسقاطِ حمل وغیرہ نہایت قبیح افعال کے مرتکب ہوں گے۔ اس لئے دوسری شادی کر دینا بہتر ہے۔

مجیب۔ اگر مرد اور عورت ضبطِ نفس کے قواعد پر رہنا پسند کریں۔ تو کوئی بھی خرابی پیدا نہ ہوگی اور اگر سلسلہ نسل قائم رکھنے کے لئے اپنے ورن (جماعت مدنی) کے کسی شخص کا لڑکا گود لے لیں۔ تو خاندان بھی قائم رہے گا۔ اور زنا کاری بھی نہ ہوگی۔ اور اگر ضبط نفس پر قائم نہ رہ سکیں۔ تو نیوگ کر کے [illegible] پیدا کر لیں۔

نکاح ثانی اور نیوگ

معترض۔ نکاح ثانی اور نیوگ میں کیا فرق ہے؟

مجیب۔ اوّل شادی کی صورت میں لڑکی اپنے باپ کا گھر چھوڑ کر خاوند کے (دوسرے نکاح کی صورت میں اپنے پہلے شوہر کا گھر چھوڑ کر دوسرے خاوند کے) گھر چلی جاتی ہے۔ اور باپ سے (اور دوسرے نکاح کی صورت میں سسرال سے بھی) اس کا زیادہ تعلق نہیں رہتا۔ لیکن نیوگ کی صورت میں) بیوہ اپنے (پہلے) خاوند کے گھر رہتی ہے۔ جس سے نیوگ ہوتا ہے۔ اس کے گھر نہیں چلی جاتی۔ دوسرے منکوحہ بیوی کے لڑکے اس کے خاوند کی جائیداد کے وارث ہوتے ہیں۔ لیکن نیوگ کرنے والی عورت کے لڑکے اس کے نیوگ کے خاوند کے نہ لڑکے کہلاتے ہیں نہ اس کا گوت قبول کرتے ہیں۔ اور نہ ان پر اس کا کوئی اور حق ہوتا ہے۔ برعکس اس کے وہ اپنی ماں کے متوفی خاوند کے لڑکے کہلاتے اس کے گوت کو قائم رکھتے اور اُسی کی جائیداد کے وارث بن کر اُسی کے گھر رہتے ہیں تیسرے منکوحہ بیوی اور اس کے شوہر پر ایک دوسرے کی (بالترتیب) خدمت اور پرورش لازم ہوتی ہے۔ لیکن نیوگ کرنے والوں پر اس طرح کی باہمی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ چوتھے منکوحہ بیوی اور اس کے خاوند کا تعلق

۱ے رشی دیانند نے پونہ میں پندرہ تقریریں فرمائی تھیں جن کا مجموعہ "اپدیش منجری" نام سے طبع ہوا تھا۔ بارھویں تقریر میں رشی نے نکاح ثانی اور نیوگ کے مضمون پر اپنے خیالات ظاہر فرمائے ہیں۔ رشی کی رائے وہی ہے جو ستیارتھ پرکاش میں درج ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ رشی نے مندرجہ ذیل عبارت بھی ارشاد فرمائی تھی۔ جو خاص طور پر قابل غور ہے۔

"جو لوگ بیوہ کی شادی کی مخالفت کرتے ہیں۔ ان کی تائید کرکے شادی بیوگان کی تردید کرنے کو میں رضامند نہیں ہوں بلکہ اس کے برعکس میں کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ایشور کے نزدیک عورت اور مرد دونوں برابر ہیں۔ کیونکہ وہ عادل ہے۔ اس میں طرفداری ذرا بھی نہیں ہے۔ جب مردوں کو نکاح ثانی کی اجازت دی جاتی ہے۔ تو عورتوں کو دوسری شادی سے کیوں روکا جاتا ہے؟" (اپدیش منجری صفحہ ۹۳)

تاحینِ حیات رہتا ہے۔ مگر نیوگ کرنے والوں کا نیوگ کے وقت تک ہوتا ہے۔ اس کے بعد نہیں۔ پانچویں بیوی اور شوہر مل کر (ایک ہی) گھر کے کام کاج کرتے ہیں۔ مگر نیوگ کرنے والے اپنے اپنے گھروں کے کاروبار میں مصروف رہتے ہیں۔

شادی اور نیوگ

معترض شادی اور نیوگ کے قواعد ایک سے ہیں یا مختلف؟
مجیب - تھوڑا سا فرق ہے۔ چند اختلافات کا ذکر تو اوپر ہو ہی چکا ہے اس کے علاوہ یہ کہ شادی شدہ میاں بیوی دس بچے پیدا کر سکتے ہیں۔ لیکن نیوگ کرنے والوں کو دو یا چار سے زیادہ بچے پیدا کرنے کی اجازت نہیں۔ (نیوگ کے مختصراً قواعد یہ ہیں)۔ (۱) جیسے کنوارے مرد کی کنواری عورت سے شادی ہوتی ہے۔ اسی طرح نیوگ بیوہ عورت اور رنڈوے مرد کا ہونا چاہیئے۔ کنواری اور کنوارے کا نہیں (۲) جیسے شادی شدہ میاں بیوی ہمیشہ ساتھ رہتے ہیں۔ ویسے نیوگ کرنے والے مرد عورت ساتھ نہ رہیں ان کی صحبت استقرارِ حمل کے وقت (جس کے اوقات اوپر بیان کئے جا چکے ہیں) ہونی چاہیئے۔ اس کے علاوہ اکٹھے نہ ہوں۔ (۳) اگر نیوگ عورت کے لئے ہوا ہو۔ تو دوسرا حمل قائم ہوتے ہی ان کا تعلق قطع ہو جانا چاہیئے۔ اور اگر مرد کے لئے ہوا ہو۔ تو بھی یہی صورت عمل میں لائی جائے۔ ہاں! نیوگ کرنے والی عورت دو تین سال تک ان لڑکوں کی پرورش کر کے نیوگ کرنے والے مرد کے حوالہ کرے۔ اس طرح نیوگ کرنے والی عورت دو بچے اپنے لئے اور دو دو چار مردوں کے لئے (کل دس بچے) پیدا کر سکتی ہے۔ کیونکہ وید میں (کل) دس اولاد پیدا کرنے کی اجازت ہے چنانچہ فرمایا ہے:-

इमां त्वमिन्द्र मीढ्वः सुपुत्रां सुभगां कृणु ।
दशास्यां पुत्रानाधेहि पतिमेकादशं कृधि ॥

اے طاقتِ مردمی سے مستعد قوی مرد! تو اس منکوحہ عورت (یا بیواؤں) کو با اولاد اور سہاگن کر اور گیارھواں فرد عورت کو شمار کر۔ اے عورت! تو بھی نکاح کرنے والے شوہر یا نیوگ کرنے والے مردوں سے دس اولاد پیدا کر۔ اور گیارھواں فرد خاوند کو شمار کر۔ رگوید ۱۰ - ۸۵ - ۴۵

وید کے اس حکم کی رُو سے برہمن، کشتری اور ویش مردوں اور عورتوں کو دس سے زیادہ اولاد پیدا نہیں کرنی چاہیئے۔ اس سے زیادہ تعداد کی صورت میں اولاد کمزور، کم عقل اور کم عمر ہوتی ہے۔ اور میاں بیوی بھی کمزور، کم عمر اور مریض ہو کر بڑھاپے میں سخت تکالیف میں مبتلا ہوتے ہیں۔

معترض - نیوگ کی یہ کیفیت زناکاری سی معلوم ہوتی ہے۔ **مجیب** - جیسے بغیر شادی کے مرد اور عورت کی مجامعت کا نام زناکاری ہے۔ ویسے ہی بغیر نیوگ کے صحبت کرنے کو بھی زناکاری کہا جا سکتا ہے دوسرے لفظوں میں جیسے باقاعدہ شادی ہو جانے کی صورت میں زناکاری نہیں رہتی۔ ایسے ہی باقاعدہ نیوگ کی حالت میں بھی زناکاری نہیں رہ سکتی۔ جیسے ایک شخص کی لڑکی کا دوسرے شخص کے لڑکے کے ساتھ حسب ہدایت شاستر شرع نکاح ہو جانے پر ان کی باہم مجامعت میں نہ گناہ متصور ہوتا ہے اور نہ شرم محسوس ہوتی ہے۔ اسی طرح حسب ہدایت شاستر شرع نیوگ بھی نہ باعث گناہ ہے اور نہ موجب شرم۔ **معترض** - بات تو ٹھیک ہے مگر طرزِ عمل کسبیوں کا سا معلوم ہوتا ہے۔ **مجیب** - یہ بات نہیں۔ بیسوا کے لئے نہ تو کوئی مرد معین ہوتا ہے اور نہ اس کی مجامعت کے کوئی

قواعد ہیں۔ برخلاف اس کے نیوگ کے لئے شادی کی طرح قواعد مقرر ہیں۔ جیسے ایک غیر مرد کو نکاح کر کے لڑکی دے دینا اور پھر ان کا باہم مجامعت کرنا باعثِ شرم نہیں ہوتا۔ ایسے ہی نیوگ بھی باعثِ شرم نہیں ہونا چاہیئے۔ اور زانی اور مرد نیز تو شادی ہو جانے پر بھی بدکاری سے گریز نہیں کرتے۔ **معترض**۔ ہمیں نیوگ میں گناہ معلوم ہوتا ہے۔ **مجیب**۔ اگر نیوگ کو گناہ تصور کرتے ہو۔ تو شادی کو گناہ تصور کیوں نہیں کرتے ہو؟ حقیقت گناہ تو نیوگ کے روکنے میں ہے۔ کیونکہ قانونِ قدرت کی رو سے عورت اور مرد کے فطری جذبات کا انسداد ہو ہی نہیں سکتا۔ اس بارے میں مستثنیٰ ہیں تو فقط تارک الدنیا ریاضت شعار عارف۔ کیا تم اسقاطِ حمل کو جو بچہ کشی کی ایک صورت ہے۔ گناہ تصور نہیں کرتے؟ اور بیوہ عورت اور رنڈوے مرد کو اندر اندر جلتے رہنے پر مجبور کرنے کو سوسائٹی کی طرف سے ظلم تسلیم نہیں کرتے؟ جب تک وہ دونوں عالم شباب میں ہیں ان کی مجامعت اور اولاد پیدا کرنے کی خواہش کو سرکاری قانون یا پنچایتی رواج کے ذریعہ روکنا گویا خفیہ بدکاری وغیرہ جرائم کی تحریص دینا ہے۔ ان بدکاری وغیرہ جرائم کے انسداد کی ایک ہی افضل تدبیر ہے۔ وہ یہ کہ جو نفس پر قابو رکھ سکیں۔ وہ شادی یا نیوگ کچھ بھی نہ کریں۔ لیکن جو ایسا نہ کر سکیں۔ ان کا ازدواج اور مجبوری کی حالت میں نیوگ ہونا ضروری ہے۔ اس سے زناکاری کم ہو گی۔ باہمی محبت کی وجہ سے اولاد افضل ہو گی نسل انسانی میں اضافہ ہو گا۔ اور اسقاطِ حمل کا قطعاً انسداد ہو جائے گا۔ شادی اور نیوگ سے کئی برائیاں رکتی ہیں۔ مثلاً ادنیٰ درجہ کے مرد سے اعلیٰ درجہ کی عورت یا بیوا وغیرہ ادنیٰ درجہ کی عورت سے اعلیٰ درجہ کے مرد کا ناجائز تعلق۔ شریف خاندانوں کی بدنامی اور قطع نسل۔ عورت اور مرد کا اندر اندر جلتے رہنا اور اسقاطِ حمل کی صورت میں بچہ کشی۔ بنابر اں نیوگ کرنا واجب ہے۔ **معترض**۔ نیوگ میں کیا کیا بات ہونی لازم ہے؟ **مجیب**۔ جیسے شادی علی الاعلان ہوتی ہے۔ ایسے ہی نیوگ بھی اعلانیہ ہونا چاہیئے۔ جیسے شادی میں بزرگوں کی اجازت اور زوجین کی رضامندی ہوتی ہے۔ ایسے ہی نیوگ میں بھی ہونا لازم ہے۔ یعنی جب نیوگ ہونا ہو۔ تب اپنے[1] خاندان کی عورتوں اور مردوں کے سامنے اعلان کریں۔ کہ ہم دونوں اولاد پیدا کرنے کے لئے نیوگ کرنے لگے ہیں۔ جب[2] نیوگ کا مقصد پورا ہو جائے گا۔ تو ہم اس کے بعد صحبت نہیں کریں گے۔ اگر اس عہد کی خلاف ورزی کریں۔ تو (ہم رشیوں کے نزدیک) گنہگار اور سرکار اور پنچایت کی طرف سے مستوجب سزا ہوں گے۔ ایک مہینے میں

---

[1] وسِشٹھ سمرتی ادھیائے ۱۷ میں لکھا ہے۔

ऊर्ध्वं षड्भ्यो मासेभ्यः स्नात्वा श्राद्धं च पत्ये दत्त्वा
विद्याकर्म गुरुयोनिसम्बन्धात् संनिपात्य पिता भ्राता व
नियोगं कारयेत् ॥

چھ مہینے کے بعد غسل کر کے خاوند کے لئے شرادھ کرے۔ اور علم عمل اور خون کے رشتہ داروں کو اکٹھا کر کے باپ یا بھائی نیوگ کرا دے۔ (ہمیں اس شلوک سے صرف نیوگ کا جواز ثابت کرنا ہی مقصود ہے)۔ (مترجم)

[2] اس مفہوم کو منوسمرتی ۹-۶۲ میں بدیں الفاظ ظاہر کیا ہے۔

विधवायां नियोगार्थे निर्वृत्ते तु यथाविधि ।
गुरुवच्च स्नुषावच्च वर्तेयातां परस्परम् ॥

ایک بار استقرار حمل کریں گے۔ اور قیام حمل کے بعد ایک سال تک جُدا رہیں گے۔ معترض۔ نیوگ اپنے ورن (جماعت مدنی) میں ہونا چاہیئے یا مختلف ورنوں (جماعاتِ مدنی) میں بھی؟ مجیب۔ اپنے ورن (جماعتِ مدنی) یا اپنے سے اعلےٰ ورن (جماعتِ مدنی) کے مرد کے ساتھ یعنی ویش عورت، ویش کشتری، براہمن مرد سے۔ کشتری عورت کشتری یا براہمن مرد سے اور براہمن عورت فقط براہمن مرد سے نیوگ کر سکتی ہے مختصر یہ کہ نطفہ اپنے یا اپنے سے اعلےٰ ورن (جماعتِ مدنی) کا ہونا چاہیئے۔ اپنے سے ادنیٰ ورن (جماعتِ مدنی) کا نہیں۔ مینشن یعنی عورت اور مرد کے باہم مختلف پیدا کئے جانے کا یہی مدعا ہے۔ کہ احکام الٰہی یعنی ہدایت وید کے مطابق شادی یا نیوگ کے ذریعہ اولاد پیدا کریں معترض۔ مرد کو نیوگ کرنے کی کیا ضرورت ہے کیونکہ اس کا نکاح ثانی ہو سکتا ہے؟ مجیب۔ ہم اُوپر کہہ چکے ہیں۔ کہ تعلیم یافتہ یعنی براہمن۔ کشتری۔ ویش۔ جماعات کے افراد کا ایک ہی دفعہ بیاہ ہونا وید وغیرہ کتب حقہ کی ہدایات کے مطابق جائز ہے۔ دُوسری دفعہ بیاہ ہونا جائز نہیں۔ علاوہ ازیں کنوارے مرد اور عورت کی آپس میں شادی ہونا قرینِ انصاف ہے۔ بیوہ عورت سے کنوارے مرد اور رنڈوے مرد سے کنواری عورت کی مناکحت جہاں بعید از انصاف ہے۔ وہاں (دھرم) احکام دین کے بھی خلاف ہے۔ جیسے کنوارا مرد بیوہ عورت سے شادی نہیں کرنا چاہتا۔ ایسے ہی ترن ویواہ یعنی نکاح اور ہمبستری کر چکے مرد کے ساتھ کنواری عورت بھی شادی کرنا پسند نہیں کرتی۔ رنڈوے مرد سے کوئی کنواری عورت اور بیوہ عورت سے کوئی کنوارہ مرد شادی کرنا پسند نہیں کرے گا۔ تب ایسے مردوں اور عورتوں کو نیوگ کی ضرورت ہوگی۔ دھرم یعنی کُتب دینی کی ہدایت بھی یہی ہے۔ کہ ایک ہی طرح کے زوجین کا آپس میں ازدواج ہو۔ معترض۔ جیسے شادی کے لئے وید وغیرہ کتب حقہ کی سند ہے۔ ایسے ہی نیوگ کے لئے بھی ہے یا نہیں؟ مجیب۔ اس کے لئے اسناد کی کمی نہیں۔ دیکھو اور کان دھر کر سُنو۔

कुह स्विद्दोषा कुह वस्तोरश्विना कुहाभिपित्वं करतः कुहोषतुः ।

को वां शयुत्रा विधवेव देवरं मर्यं न योषा कृणुते सधस्थ आ ॥ १ ॥

اے عورت اور مرد! (اِن امور پر غور کیا کرو۔ کہ) جیسے بیوہ دیور (شوہر ثانی) کے ساتھ اور منکوحہ بیوی اپنے خاوند کے ساتھ یکجا ہوتی اور ہمبستر ہو کر اولاد پیدا کرتی ہے۔ اسی طرح تم میاں بیوی رات کے وقت کہاں اور دن کے وقت کہاں رہتے ہو؟ تمہاری خوابگاہ کہاں ہے؟ تم نے کہاں (معاش وغیرہ) اشیا کے حصول کی کوشش کی؟ کس کس وقت کہاں کہاں بسے؟ اور تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ (رگوید ۱۰-۴۰-۲)

---

[1] اس منتر کی تفسیر میں شری سائن آچاریہ لکھتے ہیں:-

शयुत्रा शयने विधवेव यथा मृतभर्तृका नारी देवरं भर्तृभ्रातरं अभिमुखीकरोति । मर्यं न यथा च सर्वं मनुष्यं योषा: सर्वा नारी संभोगकाल ऽभिमुखीकरोति ॥

جیسے بیوہ مقام خواب میں اپنے خاوند کے بھائی کے۔ اور جیسے عورت مجامعت کے وقت مرد کے سامنے ہوتی ہے

. . . .

اِس سے ثابت ہُوا۔ کہ دیش۔ بِدیش میں میاں بیوی اکٹھے رہیں۔ اور بیوہ نیوگ کر کے اِسی طرح اولاد پیدا کرے۔ جیسے (منکوحہ بیوی) شادی شدہ خاوند سے کرتی ہے معترض۔ اگر کِسی کا چھوٹا بھائی ہی نہ ہو تو بیوہ کِس سے نیوگ کرے؟ مجیب دیور سے۔ مگر دیور کے معنے وہ نہیں۔ جو تم سمجھے ہو۔ دیکھو۔ نِرُکت میں لکھا ہے:۔

देवरः कस्माद् द्वितीयो वर उच्यते ॥

"دیور" اس مرد کا نام ہے جو بیوہ کا دُوسرا خاوند ہو۔ (چاہے وہ پہلے خاوند کا چھوٹا بھائی یا بڑا بھائی یا اس سے اُونچے ورن (جماعت ورنی) کا شخص ہو جس سے بیوہ نیوگ کرے وہ "دیور" ہے) نِرُکت ۳۔ ۱۵

उदीर्ष्व नार्यभि जीवलोकं गतासुमेतमुप शेष एहि ।

हस्तग्राभस्य दिधिषोस्तवेदं पत्युर्जनित्वमभि सं बभूथ ॥ २ ॥

اے (بیوہ) عورت! تو اس متوفی خاوند (کے غم میں) پڑی ہے۔ (اب اس کی امید چھوڑ کر) زندہ انسانوں کی دُنیا میں آ۔ یہ بات ذہن نشین کر لے۔ کہ اب تجھ سے اولاد کی پیدائش تیرا ہاتھ پکڑنے والے دُوسرے (نیوگ کرنے والے) خاوند کے لئے یا تیرے لئے ہو سکتی ہے۔ (رگوید ۱۰۔ ۱۸۔ ۸)

अदेवृघ्न्यपतिघ्नी हैधि शिवा पशुभ्यः सुयमाः सुवर्चाः ।

प्रजावती वीरसूर्देवृकामा स्योनेममग्निं गार्हपत्यं सपर्य ॥

اے شوہر اور دیور کو تکلیف نہ دینے والی! تو اس (خانہ داری کی) منزل میں حیوانات کے لئے موجب راحت ہو۔ احکامِ الہٰی کی پابند۔ کتب حقہ کے علم سے آراستہ اور حسین بیٹوں پوتوں والی بہادروں کی ماں دیور سے محبت کرنے والی ہو سکنے کے لئے باعثِ راحت ہو کر آ۔ (خاوند یا اس کی وفات پر دیور کو حاصل کر کے) منزلِ خانہ داری کی اس اگنی ہوتر (مقدس آگ) کو قائم رکھ۔ اتھروید ۱۴۔ ۲۔ ۱۸)

तामनेन विधानेन निजो विन्देत देवरः ॥

اگر کِسی عورت کے خاوند کا رسوم شادی کی تکمیل کے بعد بغیر مجامعت کے انتقال ہو جائے۔ تو خاوند کا چھوٹا بھائی اس سے شادی کر سکتا ہے۔ (منوسمرتی ۹۔ ۶۹)

---

[1] یتریہ آرنیک ۶۔ ۱ میں اِس منتر کا استعمال متوفی خاوند کی لاش کے پاس سے بیوی کو اُٹھا لانے کے موقعہ کے لئے کیا گیا ہے۔ شری سائن آچاریہ اس کے مندرجہ ذیل معنے کرتے ہیں منتر کے متن میں ایک دو لفظوں کی تبدیلی کر دی گئی ہے لیکن اس سے معنے میں فرق نہیں آیا۔

हे नारि । त्वं 'इतासुं' गतप्राणं एवं पतिं 'उपशेषे' उपेत्य शयनं करोषि, 'उदीर्ष्व' अस्मात्पतिसमीपादुत्तिष्ठ, 'जीवलोकमभि' जीवन्तं प्राणिसमूहमभिलक्ष्य 'एहि' आगच्छ । त्वं 'हस्तग्राभस्य' पाणिग्राहवतः 'दिधिषोः पुनर्विवाहेच्छोः' पत्यु एतत् 'जनित्वं' जायात्वं 'अभिसंबभूथ' आभिमुख्येन

اے عورت! تو اس مرے ہوئے خاوند کے پاس لیٹ رہی ہے۔ اِس کے پاس سے اُٹھ کھڑی ہو۔ زندہ انسانوں کی دُنیا میں آ اور ہاتھ پکڑنے والے دُوسرا بیاہ کرنے کے خواہشمند شوہر کی بیوی بن۔

[2] موجودہ منوسمرتی میں یہ شلوک نیوگ کے سلسلے میں آیا ہے۔ اس میں اس عورت کو جو بغیر مجامعت بیوہ ہو گئی ہو۔ نیوگ کی اجازت دی گئی ہے ازدواج ثانی کی نہیں۔ مگر اُدیم منوسمرتی ۹۔ ۱۷۶ کے مطابق جب ایسی بیوہ کے لئے دُوسری شادی ہی (بقیہ اگلے صفحہ پر)

معترض۔ ایک عورت یا مرد کے لئے کتنی دفعہ نیوگ جائز ہے؟ اور نکاح اور نیوگ کرنے والے مردوں کا نام کیا ہوتا ہے؟ مجیب۔ رگوید میں کہا ہے:۔

सोमः प्रथमो विविदे गन्धर्वो विविद उत्तरः ।

तृतीयो अग्निष्टे पतिस्तुरीयस्ते मनुष्यजाः ॥

اے عورت! جو پہلا نکاح کرنے والا خاوند تجھے حاصل کرتا ہے اس کا نام (عنفوانِ شباب کی وجہ سے) "سوم" (کہلاتا) ہے۔ اور جو دوسرا (نیوگ کے ذریعہ) حاصل ہوتا ہے۔ وہ (ایک عورت کا خاوند ہو چکنے کی وجہ سے) "گندھرو" (شادی شدہ) کہلاتا ہے۔ اس کے بعد جو تیسرا خاوند ہے۔ وہ (کثرتِ حرارت کی وجہ سے) "اگنی" اور چہارم (سے یا دہم تک) کا نام "منشیہ جا" (اولاد پیدا کرنے والا) ہے۔ رگوید ١٠۔٨٥۔٤٠ رگوید ١٠۔٨٥۔٤٥ کے مطابق جس کا حوالہ اوپر دے آئے ہیں۔ جیسے عورت گیارہ مردوں تک نیوگ کر سکتی ہے۔ ایسے ہی مرد بھی گیارہ عورتوں تک سے نیوگ کر سکتا ہے۔

معترض۔ تعداد "گیارہ" سے دس اولاد اور گیارھواں خاوند کیوں نہ مراد لیا جائے؟

مجیب۔ اگر یہی مفہوم اخذ کرو گے۔ تو رگوید ١٠۔٤٠۔٢ نرکت ٣۔١٥ اتھروید ١٤۔٢۔١٨ اور رگوید ١٠۔٨٥۔٤٠ (جن کا حوالہ اوپر دے آئے ہیں) میں مندرجہ "دیگر خاوند" وغیرہ الفاظ کے منشاء کے خلاف ہوگا۔ (یعنی ان دیگر خاوندوں کی تعداد کا تعین نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ تمہارے مسلمات کے مطابق تو دوسرا خاوند بھی نہیں ہو سکتا۔ منوسمرتی ٩۔١٦٥ میں اولاد کی اقسام میں "اڈدس"

(پچھلے صفحہ سے آگے) جائز قرار دی گئی ہے۔ تو پھر اس کے لئے نیوگ کی اجازت کے کیا معنے؟ پرشی ٩۔١٨٦ کے مطابق بیوہ کو نیوگ نہیں نکاح ثانی کا جواز اخذ کرتے تبھی منوسمرتی ٩۔٥٧ سے ٩۔٦٣ تک نیوگ کی اجازت اور تفصیل دے کر ٩۔٦٤ سے ٩۔٦٨ تک کے شلوکوں میں اس کی مذمت کر دی ہے پھر ٩۔٦٩ و ٧٠ میں اس عورت کو جو بغیر مجامعت کے بیوہ ہو گئی ہو۔ نیوگ کی اجازت دے کر اس کے لئے ازدواج ثانی کی ممانعت کر دی ہے۔ ٩۔٧١ کے بعد کے تمام شلوک اس تفصیل کی تحریف معلوم ہوتے ہیں جب بیوگان کے لئے نکاح ثانی ہر حالت میں ممنوع قرار دے دیا گیا۔ یہاں تک کہ فقط "واگ دان" یعنی منگنی ہونے پر بھی جو عورت بیوہ ہو جائے۔ اس کی شادی بھی خلاف شاستر قرار دے دی گئی۔ لیکن جیسے فٹ نوٹ صفحہ نمبر ١١١ میں ثابت کیا گیا ہے۔ منوسمرتی کے بعض شارحین اور بعض دیگر سمرتی کاروں کی رائے میں فقط منگنی تو کیا شادی ہو کر ہمبستری ہو چکنے کی صورت میں بھی ازدواج بیوگان جائز ہے۔ منوسمرتی ٩۔١٩١ میں ایک ایسی عورت کا ذکر ہے جس کے ایک خاوند سے لڑکا ہو جانے کے بعد اس خاوند کا انتقال ہو جاتا ہے۔ اور وہ لڑکے کے نابالغ ہونے کی وجہ سے جائداد کی مالک ہو جاتی ہے۔ بعد میں وہ ایک اور خاوند سے شادی کرتی ہے۔ اس سے بھی اس کے لڑکا ہو جاتا ہے اور پھر دوسرا خاوند بھی انتقال کر جاتا ہے۔ اب ان دو لڑکوں میں وراثت کا تنازعہ پیدا ہوتا ہے۔ منوسمرتی کا فیصلہ یہ ہے۔ کہ ہر ایک لڑکا اپنے اپنے باپ کی جائداد کا وارث ہوگا۔ چنانچہ منو کے الفاظ یہ ہیں:۔

द्वौ तु यौ विवदेयातां द्वाभ्यां जातौ स्त्रिया धने ।

तयोर्यद्यस्य पित्र्यं स्यात्तत्स गृह्णीत नेतरः ॥

اس سے ظاہر ہے۔ کہ منوسمرتی کے اس شلوک میں ایسی بیوہ کو بھی شادی کی اجازت دی گئی ہے جس کی پہلے خاوند سے اولاد موجود ہو۔ (٩۔١٩١)

لہ اگلے صفحہ پر دیکھیں۔

یعنی شوہر کے نطفے سے پیدا ہوئے لڑکے کے بعد "کشیترج" یعنی نیوگ سے پیدا ہوئے لڑکے کا ورثا میں شمار کیا گیا ہے۔ منوسمرتی ۹ — ۵۹ — ۵۸ کا منشا حسب ذیل ہے:-

देवराद्वा सपिण्डाद्वा स्त्रिया सम्यङ् नियुक्तया ।
प्रजेप्सिताधिगन्तव्या सन्तानस्य परिक्षये ॥ १ ॥
ज्येष्ठो यवीयसो भार्यां यवीयान्वाग्रजस्त्रियम् ।
पतितौ भवतो गत्वा नियुक्तावप्यनापदि ॥ २ ॥

خاوند کی چھ پشتوں میں خاوند کے بڑے یا چھوٹے بھائی یا اپنے یا اپنے سے اوپر کے درن (جماعت مدنی) کے شخص کے ساتھ بیوہ کا نیوگ ہونا جائز ہے۔ مگر یہ اسی حالت میں جب کہ بیوہ عورت اور رنڈوا مرد اولاد پیدا کرنے کے خواہشمند ہوں۔ یا پہلے اولاد نہ ہو یا ہو کر نہ رہی ہو۔ ۱

اور اگر مصیبت نہ ہو (یعنی اولاد موجود ہو یا اولاد کی خواہش نہ ہو یا اولاد ہو جانے پر بھی) بڑا بھائی چھوٹے بھائی کی یا چھوٹا بھائی بڑے بھائی کی بیوہ سے مجامعت کرے تو وہ چاہ عصیاں میں گر جاتا ہے۔ ۲

ایک بار کے نیوگ کے لئے دوسرا حمل قائم ہو جانے کی میعاد مقرر ہے۔ اس کے بعد مجامعت کرنا منع ہے اور اگر عورت اور مرد دونوں کے لئے نیوگ ہوا ہو۔ تو چار بچوں تک۔ مندرجہ بالا تفصیل کے مطابق ایک عورت اور ایک مرد دس بچے پیدا کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد جذبات شہوانی کی غلامی سمجھی جائے گی منکوحہ میاں بیوی پر بھی یہی قید عاید ہوتی ہے۔ یعنی اگر وہ دس بچوں کی پیدائش کے بعد مجامعت کریں۔ تو شہوت پرست متصور ہوں۔ اور ان کی مذمت کی جائے۔ حاصل کلام یہ کہ شادی اور نیوگ کا مدعا اولاد کی پیدائش ہے۔ جذبات حیوانی کی سیری نہیں۔

زوجین کی موجودگی میں نیوگ

معترض۔ نیوگ خاوند کے مرنے پر ہوتا ہے یا جیتے جی بھی؟

مجیب۔ جیتے جی بھی۔ چنانچہ رگوید ۱۰ — ۱۰ — ۱۰ میں آتا ہے۔ کہ

अन्यमिच्छस्व सुभगे पतिं मत् ॥

(جب خاوند اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو۔ تو اپنی بیوی کو ہدایت کرے۔ کہ) اے سہاگ کی خواہشمند عورت! تو میرے سوا کسی اور خاوند کی خواہش کر (کیونکہ اب مجھ سے اولاد کی پیدائش نہیں ہو سکے گی۔)

(۲ پچھلے صفحہ سے) اتھروید ۵ — ۱۷ — ۸ میں ارشاد فرمایا ہے:-

उत यत् पतयो दश स्त्रियाः पूर्वे अब्राह्मणाः ।
ब्रह्मा चेद्धस्तमग्रहीत् स एव पतिरेकधा ॥

اگر ایک عورت کے دس پہلے خاوند اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہوں۔ اور ایک قابل شخص اس سے ہاتھ لیوا کرے تو ایک طرح وہی اس کا خاوند ہے۔ ("برہما" اور "پرجاپتی" مترادف ہیں۔ یہاں "برہما" کے معنے ہیں اولاد پیدا کرنے کے قابل اور "ابراہمن" کے معنے اس کے خلاف اولاد پیدا کرنے کے ناقابل)

ایسی حالت میں عورت دوسرے مرد سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے۔ مگر اپنے عالی حوصلہ شادی کئے ہوئے خاوند کی خدمت میں کربستہ رہے اِسی طرح جب عورت امراض وغیرہ مزاحمات میں مُبتلا ہو کر اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو۔ تو اپنے شوہر کو ہدایت کرے۔ کہ اے خاوند! آپ مجھ سے اولاد پیدا کرنے کی خواہش ترک کر کے کسی بیوہ سے نیوگ کے ذریعہ اولاد حاصل کیجئے۔ اس بارے میں تاریخی امثال بھی موجود ہیں جیسے راجہ پانڈو کی رانی کُنتی اور مادری وغیرہ نے بذریعہ نیوگ لڑکے پیدا کئے۔ اور ویاس جی نے چترانگد اور وچتر ویریہ کے مر جانے کے بعد وچتر ویریہ کی زوجہ امبکا سے دھرت راشٹر۔ امبالکا سے پانڈو اور داسی سے ودُر پیدا کیا۔

प्रोषितो धर्मकार्यार्थं प्रतीक्ष्योऽष्टौ नरः समाः ।
विद्यार्थं षड् यशोर्थं वा कामार्थं त्रींस्तु वत्सरान् ॥ १ ॥

اگر خاوند (دھرم) یعنی دین کے کام کے لئے پردیس گیا ہو۔ تو عورت آٹھ برس۔ اگر علم یا شہرت حاصل کرنے کے لئے گیا ہو تو چھ برس اور اگر دولت وغیرہ کی خواہش سے گیا ہو تو تین برس تک انتظار کرے . . . .

(اس کے بعد نیوگ سے اولاد پیدا کرے۔ جب خاوند واپس آ جائے۔ تو نیوگ کا تعلق قطع ہو جائے) منو ۹-۷۶

لہ دیگر شاستر یہاں نیوگ کی اجازت نہیں دیتے۔ بلکہ خاوند کے پاس چلے جانے کا حکم دیتے ہیں۔ اگر عورت خاوند کے پاس جا سکے۔ تو سب کے نزدیک افضل ہے۔ سوال تو پیدا ہی تب ہوتا ہے۔ جب خاوند کے پاس جانا ممکن نہ ہو۔ تبھی تو وسشٹھ سمرتی میں لکھا ہے۔

प्रोषितपत्नी पंचवर्षा प्रवसेद् यद्यकामा यथा प्रेतस्य एवं च वर्तितव्यं स्यात् । एवं पंच ब्राह्मणी प्रजाता, चत्वारि राजन्या प्रजाता त्रीणि वैश्या प्रजाता, द्वे शूद्रा प्रजाता । अत ऊर्ध्वं समानोदकपिण्डजन्मर्षि गोत्राणां पूर्वः पूर्वो गरीयान् । न खलु कुलीने विद्यमाने परगामिनी स्यात् ॥

پردیس گئے ہوئے مرد کی عورت اگر اُسے صحبت کی خواہش ہو۔ تو پانچ برس تک اکیلی رہے اس کا طرز عمل بیوہ کی طرح ہونا چاہیئے جس براہمنی کے بچے پیدا ہو چکا ہو۔ وہ پانچ برس تک کشتری عورت جس کے بچے ہو چکا ہو چار برس ویش عورت جس کے بچے ہو چکا ہو تین برس۔ شودر عورت جس کے بچے ہو چکا ہو دو برس (اکیلی رہے) اس کے بعد سمانودک سے۔ وہ نہ ہو تو سمان پنڈ سے۔ وہ نہ ہو تو سمان جنم سے۔ وہ نہ ہو تو سمان رشی سے۔ وہ نہ ہو تو سمان گوتر سے نیوگ کرے۔ اپنے خاندان کے مرد کی موجودگی میں غیر سے صحبت نہ کرے۔ (وسشٹھ سمرتی ادھیائے ۱۷)

अष्टौ वर्षाण्युदीक्षेत ब्राह्मणी प्रोषितं पतिम् ।

نارد سمرتی ۱۲–۹۸ تا ۱۰۰ میں لکھا ہے۔

अप्रसूता तु चत्वारि परतोऽन्यं समाश्रयेत् ॥
क्षत्रिया षट् समास्तिष्ठेदप्रसूता समात्रयः ।
वैश्या प्रसूता चत्वारि द्वे वर्षे त्वितरा वसेत् ॥
जीविश्रूयमाणे तु स्यादेष द्विगुणोऽवधिः ॥

(باقی اگلے صفحہ پر)

اسی طرح مرد کے لئے مندرجہ ذیل ہدایت ہے:-

वन्ध्याष्टमेऽधिवेद्याब्दे दशमे तु मृतप्रजाः ।

एकादशे स्त्रीजननी सद्यस्त्वप्रियवादिनी ॥ २ ॥

عورت بانجھ ہو (یعنی شادی کے بعد آٹھ برس تک اولاد پیدا نہ ہوئی ہو) تو آٹھویں سال۔ اولاد ہو کر مر جاتی ہو تو دسویں سال۔ لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں۔ لڑکے نہیں تو گیارھویں سال اور اگر تلخ کلام ہو۔ تو فوراً اُسے ترک کر کے دوسری عورت سے بذریعہ نیوگ اولاد پیدا کرے۔ (منوسمرتی ۹ - ۸۱)

اگر مرد نہایت تکلیف کا باعث ہو۔ تو عورت کو بھی اجازت ہے کہ اُسے چھوڑ کر کسی اور مرد سے بذریعہ نیوگ اولاد پیدا کرے۔ وہ اولاد اس کے خاوند کی جائداد کی وارث ہو گی۔

ان حوالہ جات اور دلائل کو مدِ نظر رکھتے ہوئے سوئمبر وِواہ اور نیوگ کے ذریعہ اپنے خاندان کی ترقی کرنا واجب ہے۔ جیسے "اورس" یعنی نکاح کرنے والے خاوند سے پیدا ہوا لڑکا باپ کی جائداد کا وارث ہوتا ہے۔ ایسے ہی "کشیترج" یعنی نیوگ سے پیدا ہوا بیٹا بھی اپنے متوفی باپ کا وارث تسلیم کیا گیا ہے۔ (منوسمرتی ۹ - ۱۶۵)

ضبطِ نفس کی تعلیم

عورت اور مرد دونوں کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیئے۔ کہ بیرج (نطفہ) اور رج (عورت کا مادۂ تولید) بے بہا اشیاء ہیں۔ جو اس بے بہا خزانے کو غیر عورت یعنی بیسوا اور غیر مرد یعنی کسی بدمعاش کی صحبت میں ضائع کرتا ہے وہ احمق مطلق ہے۔ کوئی کسان یا مالی جاہل بھی ہو۔ تو بھی اپنا تخم غیر کی زمین میں نہیں چھڑکتا جب ایک جاہل شخص معمولی نباتات کے متعلق اس قدر محتاط ہے۔ تو جو شخص اشرف المخلوقات یعنی قالبِ انسانی کے تخم کو نااہل زمین میں بوتا ہے۔ وہ یقیناً احمقوں کا سردار ہے۔ اس ضائع شدہ تخم کا ثمر اُسے کچھ بھی نہیں ملتا۔ برہمن گرنتھوں میں لکھا ہے۔ کہ بچہ والد کی جان ہوتا ہے۔ نرکت میں کہا ہے:-

अङ्गादङ्गात्सम्भवसि हृदयादधिजायसे ।

आत्मासि पुत्र मा मृथाः स जीव शरदः शतम् ॥

(پچھلے صفحہ سے آگے) پردیس گئے ہوئے خاوند کی براہمنی آٹھ برس انتظار کرے اگر بغیر اولاد کے ہو تو چار برس۔ اس کے بعد دوسرے مرد کی طرف رجوع کرے کشتری عورت چھ سال انتظار کرے! اولاد کی عدم موجودگی میں تین سال۔ ویش عورت چار سال۔ اولاد نہ ہو تو دو سال

خاوند کے زندہ ہونے کی خبر مل جانے کی صورت میں یہ میعاد دوگنی ہو جاتی ہے۔

ا۔ حصرم ستدھویں صفحہ ۲۲۰ پر بانجھ عورت کو دسویں۔ لڑکیاں پیدا کرنے والی کو بارھویں جس کی اولاد پیدا ہو کر مر جاتی ہو اسے پندرھویں سال۔ اور تلخ کلام کو فوراً الگ کر دینے کا حکم دیا ہے۔ اور تلخ کلامی کے معنے زناکاری کئے گئے ہیں۔ شاید تلخ کلامی زناکاری کے بعد کی مراد ہو۔ یعنی جو عورت زناکاری کے بعد بجائے اصلاح کے تلخ کلامی کرتی ہو۔ اُسے فوراً الگ کر دینے کا حکم دیا گیا ہے ۔

لے بچے! تو عضو عضو سے پیدا ہوتے لطفے کا ثمر ہے۔ تو دل کا لختِ جگر ہے۔ تو میری جان ہے۔ (مجھ سے پہلے یعنی میرے دیکھتے نہ مرجانا)۔ تو سو برس تک جیتے رہنا۔ نرکت ۳-۱-۴

جس تخم سے بزرگانِ عظام اور عارفانِ کرام کے قالب پیدا ہوتے ہیں۔ اسے بیسواؤں وغیرہ ناکارہ اراضی میں بونا۔ یا ناکارہ تخم کی کاشت اعلیٰ اراضی میں ہونے دینا شدید ترین گناہ ہے۔

شادی کے فوائد

معترض۔ شادی کس لئے کی جاتی ہے؟ اس سے زوجین کو قیود میں پڑ کر نہایت تنگی اور تامل سے رہنا اور تکالیف برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ اس سے بہتر ہے۔ کہ جس سے جس کی محبت ہو۔ وہ محبت رہنے تک ملے رہیں جب محبت نہ رہے تو الگ ہو جائیں۔

مجیب۔ یہ رواج چرند و پرند یعنی حیوانات کا ہے۔ بنی نوعِ انسان کا نہیں۔ اگر بنی نوعِ انسان میں شادی کا رواج نہ رہے۔ تو منزلِ خانہ داری کی تمام مراسم حسنہ نیست و نابود ہو جائیں۔ کوئی کسی کی خدمت نہ کرے۔ زناکاری عام ہو جائے۔ اور سب مریض۔ کمزور اور کم عمر ہو کر جلدی مر جائیں۔ جس سے نسب برباد ہو جائیں۔ کسی کو کسی کا خوف یا لحاظ نہ رہے۔ کوئی کسی کی جائیداد کا مالک یا وارث نہ ہو سکے۔ نہ کسی چیز پر کسی کا مدت دراز تک اختیار رہے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ ان خرابیوں کے انسداد کے لئے قانونِ شادی کا جاری رہنا نہایت ضروری ہے۔ معترض۔ اگر شادی فقط ایک ہو یعنی ایک خاوند کی ایک ہی بیوی اور ایک بیوی کا ایک ہی خاوند ہو۔ تو عورت کے حاملہ ہو جانے یا زوجین میں سے کسی کے مدت دراز تک مریض رہنے کی صورت میں۔ جبکہ دونوں عالمِ شباب میں ہوں اور بغیر مباشرت کے نہ رہ سکتے ہوں۔ کیا کریں؟ مجیب۔ اس کا جواب نیوگ کے ذکر میں آچکا ہے۔ اگر عورت کے حاملہ ہونے اور اس لئے ایک برس تک مجامعت کے غیر جواز کی صورت میں مرد سے اور مرد کے مدت دراز تک بیمار رہنے کی حالت میں عورت سے بغیر مباشرت کے نہ رہا جائے۔ تو زناکاری یا بیسوا کی صحبت کسی حالت میں بھی نہ کرنی چاہیئے۔ (صحبت کے بغیر چارہ ہی نہ ہو تو) کسی سے نیوگ کر کے اس کے لئے اولاد پیدا کر دیں۔

خانہ داروں کے فرائض

جہاں تک ہو سکے غیر متیسر اشیاء کی خواہش، متیسر اشیاء کی حفاظت اور محفوظ اشیاء کی ترقی میں کوشاں رہیں۔ اس طرح مال و دولت بڑھا بڑھا کر ملک کی بہبودی میں صرف کریں۔ مندرجہ بالا تفصیل کے مطابق اپنے اپنے ورن (جماعت مدنی) اور آشرم (منزلِ حیات) کے فرائض کی ادائیگی نہایت جوش اور تندہی یعنی جی جان سے اور زر و مال صرف کر کے کریں۔ یہی حیاتِ انسانی کا سب سے اعلیٰ مقصد ہے۔ ماں۔ باپ اور ساس سسر کی خدمت خلوصِ دل سے کریں۔ دوست۔ ہمسایہ۔ راجہ۔ عالم۔ حکیم اور شرفا سے محبت اور اشرار یعنی احکام الٰہی کے خلاف چلنے والوں سے اغماض کا سلوک کریں۔ یعنی بغض و عداوت سے اوپر اٹھ کر ان کی اصلاح کی کوشش کریں۔ حتے الوسع اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت میں دولت وغیرہ تمام ذرائع اسباب صرف کر کے انہیں اعلیٰ تعلیم یافتہ اور کامل مہذب بنائیں۔ اور تمام اعمال احکام الٰہی کے مطابق کرتے ہوئے حصولِ نجات کے لئے کوشاں ہوں۔ جس سے راحت کامل اور سرور اکمل نصیب ہو۔

جعلی تصانیف کے جعلی اقوال

مندرجہ ذیل اقسام کے اقوال کو کبھی قابلِ تسلیم تصور نہ کریں:-

पतितोपि द्विजः श्रेष्ठो न च शूद्रो जितेन्द्रियः ।
निर्दुग्धा चापि गौः पूज्या न च दुग्धवती खरी ॥१॥

अश्वालम्भं गवालम्भं संन्यासं पलपैत्रिकम् ।
देवराच्च सुतोत्पत्ति कलौ पञ्च विवर्जयेत् ॥२॥
नष्टे मृते प्रव्रजिते क्लीबे च पतिते पतौ ।
पञ्चस्वापत्सु नारीणां पतिरन्यो विधीयते ॥३॥

پیدائشی براہمن۔ کشتری اور ویش گرا ہوا بھی اچھا ہے شودر اپنے نفس پر قادر ہو۔ تو بھی اچھا نہیں کیونکہ دودھ نہ دینے والی گائے کی بھی تعظیم کی جاتی ہے مگر دودھ دینے والی گدھی کی نہیں۔ ۱

گھوڑے اور گائے کی قربانی۔ سنیاس۔ گوشت کا پنڈ دینا یعنی اسے مردہ ارواح کی نذر کرنا۔ دیور سے اولاد پیدا کرنا۔ کلجگ میں یہ پانچ فعل ممنوع ہیں۔ ۲

خاوند کے لاپتہ ہو جانے۔ مر جانے۔ درویش ہو جانے۔ نامرد ہو جانے۔ اور اپنے دھرم سے گر جانے پر مجبوری کی ان پانچ حالتوں میں عورتوں کے لئے دوسرا خاوند جائز ہے۔ ۳

یہ خود ساختہ پاراشری کے شلوک ہیں۔ بھلا بدکار براہمن۔ کشتری یا ویش کو تو اچھا اور نیک سیرت شودر کو برا قرار دینے کی نسبت زیادہ تعصب اور انصاف و دین کا خون اور کیا ہوگا؟ جیسے گائے چاہے دودھ دیتی ہو یا نہ، گھر والے دونوں حالتوں میں اس کی پرورش کرتے ہیں۔ اسی طرح گدھی کی پرورش بھی ہر حالت میں کمہار وغیرہ جماعات کے لوگ کرتے ہیں۔ پھر یہ مثال کیسی غیر موزوں ہے۔ کیونکہ براہمن۔ کشتری۔ ویش اور شودر سب بنی نوع انسان ایک ہی نوع سے تعلق رکھتے ہیں۔ برخلاف اس کے گائے اور گدھی مختلف انواع کے جانور ہیں۔ بالفرض جاندار ہونے کی حیثیت سے مثل اور مثل بہ میں جزوی موافقت ہو بھی جائے۔ تو بھی قائل کا منشا ثابت نہیں ہوتا۔ اس لئے علماء کے نزدیک کسی حالت میں بھی یہ قول قابلِ تسلیم نہیں۔ ۱

(ا) جب گائے اور گھوڑے کی قربانی وید کی رو سے جائز ہی نہیں۔ تو فقط کلجگ میں اس کی ممانعت وید کے منشا کے خلاف ہے۔ فقط کلجگ میں ممنوع ہونے کے معنے یہ ہیں۔ کہ تریتا وغیرہ دوسرے یگوں (زمانوں) میں اس کی اجازت ہے۔ اچھے زمانوں میں ایسے برے فعل کی اجازت ہونا بالکل ناممکن ہے۔ (ب) جب سنیاس یعنی فقیری اختیار کرنے کی وید وغیرہ کتب حقہ میں اجازت ہے۔ تو اس کی ممانعت کے لئے کوئی (شرعی) بنیاد ہی نہیں۔ (ج) گوشت خوری کی ممانعت ہر زمانے کے لئے ایک سی ہے (د) اور جب وید (شوہر ثانی) سے اولاد پیدا کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ تو پھر اس شلوک کا مصنف کیوں اس کی بیہودہ تردید کر رہا ہے۔ ۲

خاوند کے لاپتہ ہو جانے یعنی کسی غیر ملک میں چلے جانے کی صورت میں بیوی دوسرا خاوند کر لے! اگر پھر پہلا

خاوند آجائے۔ تو وہ کس کی بیوی ہو۔ کوئی کہے۔ پہلے خاوند کی۔ تو فبہا۔ لیکن یہ حکم اس خود ساختہ پاراشری کا تو ہے نہیں۔ پھر عورت کے لئے مجبوری کی حالتیں کیا فقط پانچ ہیں؟ اگر خاوند دائم المریض ہو یا ہمیشہ ناچاقی رہتی ہو تو؟ عورت کے لئے مصیبت فقط پانچ حالتوں میں نہیں۔ اس سے کہیں زیادہ صورتوں میں پیدا ہو جاتی ہے۔ (ان سب کا تدارک ضروری ہے) ۔۳۔ ان نقائص کی وجہ سے ایسے شلوک قابل تسلیم نہیں۔

معترض کیوں صاحب! آپ پاراشری کے قول کو بھی تسلیم نہیں کرتے؟ مجیب۔ خواہ کسی کا قول ہو۔ اگر وید کے خلاف ہے۔ تو ہرگز قابل تسلیم نہیں۔ پھر یہ تو پراشر کا قول ہی نہیں بعض کتب برہما۔ وسشٹھ۔ رام۔ شو۔ وشنو۔ دیوی وغیرہ کے نام سے اس لئے تصنیف کی جاتی ہیں۔ کہ ان بڑے بڑے ناموں کی وجہ سے انہیں تمام عالم تسلیم کر لیں گے۔ اور لکھنے والوں کے لئے ایک معقول ذریعہ معاش پیدا ہو جائے گا۔ اسی خیال سے اور اسی طرح ایسے مہمل حکایات کی کتب لکھی جاتی ہیں۔ چند تصرفات یعنی بعد میں ملائے گئے شلوکوں کو چھوڑ کر منوسمرتی تو وید کے مطابق ہے۔ مگر اور کوئی سمرتی نہیں۔ دیگر بد عتی کتب پر بھی یہی بات صادق آتی ہے

منزل خانہ داری کی فضیلت

معترض۔ گرہست (خانہ داری) اونٹے (آشرم) حالت زیست ہے یا اعلے؟ مجیب۔ اپنے اپنے فرائض کے لحاظ سے ہر ایک منزل حیات (آشرم) اعلے ہے۔ لیکن

यथा नदीनदा: सर्वे सागरे यान्ति संस्थितिम् ।
तथैवाश्रमिण: सर्वे गृहस्थे यान्ति संस्थितिम् ॥१॥

جیسے ندی۔ نالے اور بڑے بڑے دریا تب تک بھٹکتے رہتے ہیں جب تک سمندر میں داخل نہیں ہو جاتے ایسے ہی تمام آشرم یعنی دیگر منازل زیست کا انحصار خانہ داری پر ہے۔ بغیر خانہ داری کے کسی آشرم (منزل) کا کوئی کام پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچتا۔ ۱ (منوسمرتی ۶ — ۹۰)

यथा वायुं समाश्रित्य वर्त्तन्ते सर्वजन्तव: ।
तथा गृहस्थमाश्रित्य वर्त्तन्ते सर्व आश्रमा: ॥२॥
यस्मात्त्रयोप्याश्रमिणो दानेनान्नेन चान्वहम् ।
गृहस्थेनैव धार्य्यन्ते तस्माज्ज्येष्ठाश्रमो गृही ॥३॥
स संधार्य: प्रयत्नेन स्वर्गमक्षयमिच्छता ।
सुखं चेहेच्छता नित्यं योऽधार्यो दुर्बलेन्द्रियै: ॥४॥

جیسے سب جانداروں کی زندگی کا انحصار ہوا پر ہے۔ ایسے ہی تمام منازل حیات کا انحصار خانہ داری پر ہے۔ ۲ چونکہ برہمچاری (طالب علم) بان پرستھ (عزلت گزیں) اور سنیاسی (درویش) ان تینوں آشرم (منازل حیات) والوں کا انحصار خانہ داروں کی روزانہ خیرات اور تواضع وغیرہ پر ہے۔ اس لئے خانہ داری زندگی کی افضل ترین منزل ہے (قصرِ حیات کا سنگ بنیاد خانہ داری ہے۔) ۳ دنیاوی حقیقی یعنی حیات و نجات کی (لاانداں)[1] راحت کے خواہشمندوں کو واجب ہے۔ کہ فرائض خانہ داری کو کمال

[1] لاانداں کے معنے یہ ہیں۔ کہ جب تک راحت نصیب رہتی ہے۔ تب تک اس میں رنج کی آمیزش جو محسوس ہو سکے بمنزلہ راحت میں ہوتی ہے۔ نہیں ہوتی۔ (منقلہ دھرمی خطالات صفحہ ۱۸۳ - پندرھواں ایڈیشن)

مستعدی سے سرانجام دیں یا اس منزل کے فرائض ضعیف الاعضاء یعنی بزدل اور کمزور انسان ادا نہیں کر سکتا

تو سمرتی ۳-۷۷ تا ۷۹

دنیا کا جس قدر کار و بار چل رہا ہے۔ اس تمام کا انحصار گرہست آشرم یعنی منزل خانہ داری پر ہے۔ اگر خانہ دار نہ ہوتے۔ تو طالب علم۔ عزلت نشین۔ اور درویش کہاں سے آتے؟ جو شخص منزل خانہ داری کی مذمت کرے وہ خود قابل مذمت ہے۔ اور جو شخص اس کے اوصاف حمیدہ کا قائل ہے۔ وہ خود قابل تحسین ہے۔ مگر خانہ داری تبھی راحت کا گھر بن سکتی ہے۔ جب عورت اور مرد دونوں باہم خوش و خرم۔ زیور علم سے آراستہ۔ محنتی اور تمام کاروبار کے ماہر ہوں۔ منزل خانہ داری میں راحت و آرام کی بنیاد اس بات پر ہے۔ کہ زمانہ طالب علمی میں قواعد ضبط نفس کے پابند ہیں۔ اور اس کے بعد جیسے اوپر بیان کیا گیا ہے۔ زوجین کی باہمی رضامندی سے شادی ہو۔

یہ مختصر طور پر تحصیل علم سے فراغت۔ شادی اور عالم خانہ داری کا بیان کیا گیا ہے۔ آئندہ باب میں بان پرستھ (عالم عزلت) اور سنیاس (عالم درویشی) کا بیان کیا جائے گا۔

تمام شد باب چہارم در باب فراغت التحصیل۔ امور شادی۔ خانہ داری

کتاب فصاحت انتساب ستیارتھ پرکاش مصنفہ شری سوامی دیانند سرسوتی

باب پنجم

بان پرستھ اور سنیاس آشرم یعنی منازل عزلت گزینی و درویشی

منازل انسانیت کا بالترتیب اختیار کرنا

جابال اپنشد منتر ۴ میں کہا ہے:-

ब्रह्मचर्य्याश्रमं समाप्य गृही भवेत् गृही भूत्वा वनी भवेद्वनी भूत्वा प्रव्रजेत् ॥

ہر شخص یعنی قابل انسان کو واجب ہے۔ کہ زمانہ طالب علمی کے خاتمہ پر منزل خانہ داری میں داخل ہو۔ اس کے بعد بان پرستھ عزلت گزینی اختیار کرے۔ ازاں بعد سنیاسی (درویش) ہو جائے۔ منازل زندگی کے بالترتیب اختیار کرنے کا یہی ضابطہ مقرر ہے۔

بان پرستھ کے فرائض

एवं गृहाश्रमे स्थित्वा विधिवत्स्नातको द्विजः ।
वने वसेत्तु नियतो यथावद्विजितेन्द्रियः ॥ १ ॥

गृहस्थस्तु यदा पश्येद्वलीपलितमात्मनः ।
अपत्यस्यैव चापत्यं तदारण्यं समाश्रयेत् ॥ २ ॥
संत्यज्य ग्राम्यमाहारं सर्वं चैव परिच्छदम् ।
पुत्रेषु भार्यां निःक्षिप्य वनं गच्छेत्सहैव वा ॥ ३ ॥
अग्निहोत्रं समादाय गृह्यं चाग्निपरिच्छदम् ।
ग्रामादरण्यं निःसृत्य निवसेन्नियतेन्द्रियः ॥ ४ ॥
मुन्यन्नैर्विविधैर्मेध्यैः शाकमूलफलेन वा ।
एतानेव महायज्ञान्निर्वपेद्विधिपूर्वकम् ॥ ५ ॥

اس طرح (سناتک) فارغ التحصیل براہمن۔ کشتری اور ویش (جس نے زمانۂ طالب علمی کو ختم کر کے خانہ داری اختیار کی ہے۔) حسب قواعد شاستر (شرع) منزل خانہ داری میں سے گزر کر اور حواس کو کما حقہ زیر کر کے دلی عقیدت کے ساتھ جنگل میں جا بسے۔ ۱

جب خانہ دار کے سر کے بال سفید ہو جائیں۔ اور چہرے میں جھریاں نظر آنے لگیں اور لڑکے کا بھی لڑکا پیدا ہو گیا ہو۔ تب اُسے چاہئے۔ کہ جنگل میں جا بسے۔ ۲

ہر طرح کی شہری خوراک اور پوشاک وغیرہ تمام نفیس اشیاء ترک اور اہلیہ کو اولاد کے پاس چھوڑ کر یا اپنے ساتھ لے کر جنگل میں رہائش اختیار کرے۔ ۳

"اگنی ہوتر" کا تمام سامان (یعنی "یگیہ" یاگ کے تمام لوازمات) ساتھ لے کر بستی سے باہر نکل جائے۔ اور حواس پر قابو رکھ کر جنگل میں قیام کرے۔ ۴

انواع و اقسام کے سامک وغیرہ غلہ جات عمدہ سبزیاں۔ مول۔ پھل پھول۔ کند وغیرہ اشیاء سے مذکورہ بالا پانچ مہا یگیوں کی تکمیل کرے! وہ انہی سے مہمانوں کی تواضع اور گزارے کا انتظام بھی کرے۔ ۵

منوسمرتی ۶-۱ تا ۵

स्वाध्याये नित्ययुक्तः स्याद्दान्तो मैत्रः समाहितः ।
दाता नित्यमनादाता सर्वभूतानुकम्पकः ॥ १० ॥
अप्रयत्नः सुखार्थेषु ब्रह्मचारी धराशयः ।
शरणेष्वममश्चैव वृक्षमूलनिकेतनः ॥ २ ॥

مطالعہ (یعنی درس و تدریس) میں ہمیشہ مصروف رہے فاتح النفس سب کا رفیق منضبط الحواس اور علوم وغیرہ کی اشاعت میں مستعد رہے۔ تمام جانداروں سے رحم اور محبت کا سلوک کرے۔ اور کسی سے کوئی چیز بطور خیرات نہ لے۔ ہمیشہ اسی طرز عمل پر کاربند رہے۔ ۱

راحت جسمانی کی کوشش میں حد اعتدال سے تجاوز نہ کرے۔ مجرد رہے (عورت ساتھ ہو تو بھی حرکات نفسانی سے باز رہے۔) زمین پر سوئے۔ اپنے پر منحصر اور متعلقین اور مال و اسباب سے زیادہ محبت نہ کرے اور درخت کے نیچے قیام کرے۔ ۲

(منوسمرتی ۶—۸، ۲۶)

तपःश्रद्धे ये ह्युपवसन्त्यरण्ये शान्ता विद्वांसो भैक्षचर्य्यां चरन्तः ।
सूर्य्यद्वारेण ते विरजाः प्रयान्ति यत्राऽमृतः स पुरुषो ह्यव्ययात्मा ॥ १ ॥

جو طمانینۃ القلب عارف، ریاضت، و احکام الٰہی کی تکمیل اور حق شعاری کے معتقد ہو کر خیرات پر گذارہ کرتے اور جنگل میں بستے ہیں وہ تمام کدورتوں سے پاک ہو جاتے اور پران دوار سے اس مقام محمود محفوظ ہوتے ہیں۔ جہاں لازوال۔ اکمل۔ نفع و نقصان سے بالاتر محیط پرمیشور کی ذات جلوہ گر ہے (منڈک اپنشد ۱-۲-۱۱)

(بان پرستھ) عزلت گزیں کو واجب ہے۔ کہ عزلت گزینی سے پیشتر اپنے دل میں

अभ्यादधामि समिधमग्ने व्रतपते त्वयि ।
व्रतञ्च श्रद्धां चोपैमीन्धे त्वा दीक्षितो अहम् ॥ १ ॥

"میں یوں کر کے اور (دیکشا) بیعت لیکر تکمیل عہد۔ حق شعاری اور عقیدت سے بہرہ یاب ہو جاؤں"۔ یہ عزم کر کے عزلت گزینی اختیار کرے۔ اور طرح طرح کی ریاضتوں۔ عارفوں کی صحبت۔ یوگ کی مشق اور پاکیزہ خیالی سے علم اور پاکیزگی حاصل کرے۔ تاں بعد جب (سنیاس) درویشی اختیار کرنے کا ارادہ ہو تو اہلیہ کو اولاد کے پاس بھیج دے۔ اور (سنیاسی) درویش ہو جائے۔ یجروید ۲۰-۲۵

یہ مختصر بیان (بان پرستھ آشرم) منزل عزلت گزینی کا کیا گیا ہے۔ اس کے آگے (سنیاس کی ودھی) ضابطۂ درویشی بیان کیا جائے گا۔

वनेषु च विहृत्यैवं तृतीयं भागमायुषः ।
चतुर्थमायुषो भागं त्यक्त्वा सङ्गान् परिव्रजेत् ॥

اس طرح زندگی کی تیسری منزل یعنی پچاسویں برس سے لے کر پچہترویں برس تک جنگل میں عزلت گزیں رہے اور حیات کے چوتھے حصے میں قید علائق سے آزاد ہو کر (سنیاسی) درویش ہو جائے۔ منو ۶-۳۳

براہِ راست سنیاس

معترض۔ اگر کوئی شخص منازل خانہ داری و عزلت گزینی کو اختیار نہ کر کے براہِ راست درویشی اختیار کرلے۔ تو وہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے یا نہیں؟ مجیب۔ ہوتا بھی ہے اور نہیں بھی۔ معترض۔ یہ دو متضاد جواب کیوں؟ مجیب۔ اس جواب میں تضاد نہیں۔ کیونکہ جو شخص عالم طفلی میں ترک علائق کر کے پھر محسوسات کا غلام ہو جائے وہ بڑا گنہگار ہے۔ مگر جو ان قیود سے بالاتر ہے وہ نہایت پاکیزہ باطن برگزیدۂ خلائق ہے۔ چنانچہ کہا ہے۔

यदहरेव विरजेत्तदहरेव प्रव्रजेद्वनाद्वा गृहाद्वा ब्रह्मचर्यादेव प्रव्रजेत् ॥

جس دن علائق دنیا سے دل برداشتہ ہو اسی دن گھر (عالم خانہ داری) سے یا جنگل (عالم عزلت گزینی)

۵؎ یہ ہدایت (سنیاسی) درویش کو دی گئی ہے۔ (بان پرستھ) عزلت گزین کو منوسمرتی ۶-۸ کے حوالہ سے مانگنے کی ممانعت کی گئی ہے . . . . لیکن ۶-۲۷ میں "یاترک بھکشا" یعنی جسم کو قائم رکھنے بھر کے لئے خیرات مانگنے کی اجازت دی گئی ہے۔ حرص ممنوع ہے۔ لیکن گذارے بھر کی اجازت ہے۔

سے (یا طالب علمی سے ہی) درویشی اختیار کر لے۔ جابال اُپنشد منتر ۴۔ (معمولی فرق کے ساتھ)
(جابال اُپنشد کے اِس قول میں درویشی اختیار کرنے کی تین صورتیں بیان کی گئی ہیں۔) صورت دوم میں منازل زندگی کا ترتیب وار بیان کیا گیا ہے۔ صورت اوّل و سوم میں اس کا بدل بیان کیا گیا ہے یعنی چاہے تو منزل خانہ داری (گرہستھ) سے ہی (سنیاس) درویشی اختیار کر لے۔ یہی نہیں صورت سوم میں اس سے بھی آگے چلے گئے ہیں۔ اِس صورت کا مفہوم یہ ہے۔ کہ جو شخص کامل عالم۔ فاتح النفس خواہشات نفسانی سے بالاتر اور افادہ عام کا مشتاق ہو۔ وہ زمانہ طالب علمی سے ہی درویشی اختیار کر لے۔ ویدیں میں بھی "یتیوں" (رگوید ۱۰-۷۲-۷، ۸-۶-۱۸؛ اور عارف براہمنؒ (رگوید ۱۰-۱۰۹-۴ و یجروید ۴۰-۷) کا ذکر آیا ہے۔ ان الفاظ میں صاف (سنیاس) منزل درویشی کا حکم پایا جاتا ہے۔ہاں۔

नाविरतो दुश्चरितान्नाशान्तो नासमाहितः ।
नाशान्तमानसो वापि प्रज्ञानेनैनमाप्नुयात् ॥

جو شخص بد اعمالی سے اونچا نہیں اُٹھا۔ جسے اطمینان قلب حاصل نہیں ہوا۔ جو لذتِ مراقبہ سے بے بہرہ ہے جس کا دل یکسو نہیں۔ وہ درویشی اختیار کرنے پر بھی علم معرفت (اور اس) کے ذریعے قربِ الٰہی سے فیضیاب نہیں ہو سکتا۔ (کٹھ اُپنشد۔ ولی ۲۔ منتر ۲۳)

यच्छेद्वाङ्मनसी प्राज्ञस्तद्यच्छेद् ज्ञान आत्मनि ।
ज्ञानमात्मनि महति नियच्छेत्तद्यच्छेच्छान्त आत्मनि ॥

خردمند درویش زبان اور قلب کو ادھرم یعنی احکام دین کی خلاف ورزی سے روک کر علم ذات میں لگائے۔ علم ذات کو معرفت الٰہی کا زینہ بنائے۔ اور معرفت الٰہی کا قیام اپنے مطمئن بالذات باطن میں کرے۔ (کٹھ اُپنشد۔ ولی ۳۔ منتر ۱۳)

परीक्ष्य लोकान् कर्मचितान् ब्राह्मणो निर्वेदमायान्नास्त्यकृतः कृतेन ।
तद्विज्ञानार्थं स गुरुमेवाभिगच्छेत् समित्पाणिः श्रोत्रियं ब्रह्मनिष्ठम् ॥

تمام محسوسات دنیوی کو اعمال کا ثمرہ سمجھ کر براہمن یعنی عارف درویش جملہ علائق ترک کر دے کیونکہ غیر مخلوق پرمیشور (کا قرب) فقط اعمال (شرعی) سے دستیاب نہیں ہوتا۔ اس لئے کوئی چیز (مثلاً ہون کی لکڑی) بطور نذر لے کر کسی ماہر وید (برہم وت) عارف باللہ مرشد کی خدمت میں علم معرفت کے لئے حاضر ہو۔ اور تمام شبہات کا ازالہ کرے۔ (منڈک اُپنشد ۱-۲-۱۲)

مندرجہ ذیل اشخاص کی صحبت سے گریز کرے:-

अविद्यायामन्तरे वर्त्तमानाः स्वयं धीराः पण्डितम्मन्यमानाः ।
जङ्घन्यमानाः परियन्ति मूढा अन्धेनैव नीयमाना यथान्धाः ॥१।
अविद्यायां बहुधा वर्त्तमाना वयं कृतार्था इत्यभिमन्यन्ति बालाः ।
यत्कर्मिणो न प्रवेदयन्ति रागात् तेनातुराः क्षीणलोकाश्च्यवन्ते ॥२

جو جہالت میں مقید ہو کر بھی اپنے آپ کو دانشمند اور عارف سمجھتے ہیں وہ احمق قعر مذلت کی طرف رجوع کر کے جیسے اندھے کے پیچھے اندھا چلا جاتا ہے۔ اور آخر کار اس کا انجام بُرا ہوتا ہے (ایسے ہی) طرح طرح کی مصیبتوں کے شکار رہتے ہیں۔ ۱

جہالت میں پڑے ہوئے کودک مزاج (خام عقل) طرح طرح کے لہو و لعب میں مصروف ہیں انہیں گھمنڈ ہے کہ ہم نے اپنی زندگی کا مقصد پورا کر لیا۔ حالانکہ قید علائق میں گرفتار فقط رسوم شرعی کے ادا کرنے والے رموز حقیقت سے خود آشنا ہیں اور نہ کبھی اور کو آشنا کر سکتے ہیں وہ مضطرب ہو ہو کر جینے مرنے کے چکر میں پڑے رہتے ہیں۔ (منڈک اپنشد ۱-۲-۸،۹)

वेदान्तविज्ञानसुनिश्चितार्थाः संन्यासयोगाद्यतयः शुद्धसत्त्वाः ।
ते ब्रह्मलोकेषु परान्तकाले परामृताः परिमुच्यन्ति सर्वे ॥

جو ویدانت یعنی پرمیشور کا بیان کرنے والے وید منتروں کے مفہوم سے واقف۔ اخلاق حسنہ ایشور دل سے قائم اور فقر و ریاضت کے ذریعہ پاک باطن درویش ہیں۔ وہ واصل بالذات ہو کر راحت نجات سے مسرور رہتے ہیں اور جب مکتی یعنی نجات کی میعاد ختم ہو جاتی ہے تو پھر دنیا میں واپس آتے ہیں
(منڈک اپنشد ۳-۲-۶)

न वै सशरीरस्य सतः — بغیر نجات کے مصائب دنیوی کا خاتمہ نہیں ہو سکتا۔
प्रियाप्रिययोरपहतिरस्त्यशरीरं वाव सन्तं न प्रियाप्रिये स्पृशतः ॥

جسم کی موجودگی میں رنج و راحت سے نجات نہیں ہو سکتی۔ جسم سے آزاد ہو کر جو (آتما) روح حالت نجات میں پاکیزہ ہو کر محیط' جان جہان پرمیشور کے قریب میں رہتی ہے۔ دنیوی رنج و راحت اس کے پاس پھٹکنے تک نہیں۔ (چھاندوگیہ اپنشد ۸-۱۲-۱)

पुत्रैषणायाश्च वित्तैषणायाश्च लोकैषणायाश्च व्युत्थायाथ भिक्षाचर्यं चरन्ति ॥

اس لئے درویش اولاد۔ دولت اور عزت و شہرت کی ہوس یعنی خواہش سے بالاتر ہو کر اور خیرات کو گزارے کا ذریعہ بنا کر رات دن وسائل نجات کے استعمال میں مستعد رہتے ہیں۔ (شتپتھ برہمن ۱۴-۵-۲-۱)

प्राजापत्यां निरूप्येष्टिं तस्यां सर्ववेदसं हुत्वा ब्राह्मणः प्रव्रजेत् ॥ १ ॥
प्रजापत्यां निरूप्येष्टिं सर्ववेदसदक्षिणाम् ।
आत्मन्यग्नीन्समारोप्य ब्राह्मणः प्रव्रजेद् गृहात् ॥ २ ॥

عالم برہمن پرجاپتی یعنی مالک کائنات پرمیشور کے قرب کے لئے یگیہ کر کے اس میں (یگیہ پویت شکھا وغیرہ) تمام (نشانات) نذر کر دے۔ آہوتیہ وغیرہ آتش ہائے خمسہ کو اپنے (پانچ پرانوں)

لے بودھاین دھرم سوتر ۲-۱۰ میں آتا ہے:-

विज्ञायते---आधान प्रभृत्ययमेवाग्नयो भवन्ति ।
तस्य प्राणो गार्हपत्योऽपानोऽन्वाहार्यपचनो व्यान आहवनीय उदान समानौ सभ्यावसथ्यौ ॥

انفاس خمسہ یعنی پران - اپان - ادان - سمان اور ویان میں روشن کر کے گھر سے باہر نکل جائے اور (سنیاس آشرم) منزل درویشی میں داخل ہو - (یجروید براہمن - منوسمرتی ۶ - ۳۸)

यो दत्वा सर्वभूतेभ्यः प्रव्रजत्यभयं गृहात् ।
तस्य तेजोमया लोका भवन्ति ब्रह्मवादिनः ॥ ३ ॥

برہم وادی یعنی کلام الٰہی وید میں بیان کئے گئے علوم دینی و دنیوی کی اشاعت کرنے والے اس (سنیاسی) درویش کو جو تمام حیوانات کو (اپنی کامل بے آزاری کے ذریعہ) بے خوف کر کے اور گھر بار چھوڑ کر فقیر ہوتا ہے - نور (اور پُر راحت) عالم نجات حاصل ہوتا ہے - منوسمرتی ۶ - ۳۹

سنیاسی کے فرائض

معترض - (سنیاسی) درویش کا دھرم کیا ہے؟ مجیب - دھرم یعنی دین تو تمام بنی نوع انسان کا چاہئے وہ کسی (آشرم) منزل زندگی میں ہوں - ایک ہے جس کے ارکان بے تعصب عادلانہ رویہ - حق کو قبول اور باطل کو ترک کرنا - وید میں بیان کئے گئے احکام الٰہی کی تعمیل - رفاہ عام حق گوئی وغیرہ ہیں - لیکن (سنیاسی) درویش کے خاص فرائض یہ ہیں :-

दृष्टिपूतं न्यसेत्पादं वस्त्रपूतं जलं पिबेत् ।
सत्यपूतां वदेद्वाचं मनःपूतं समाचरेत् ॥ १ ॥
क्रुध्यन्तं न प्रतिक्रुध्येदाक्रुष्टः कुशलं वदेत् ।
सप्तद्वारावकीर्णां च न वाचमनृतां वदेत् ॥ २ ॥
अध्यात्मरतिरासीनो निरपेक्षो निरामिषः ।
आत्मनैव सहायेन सुखार्थी विचरेदिह ॥ ३ ॥
क्लृप्तकेशनखश्मश्रुः पात्री दण्डी कुसुम्भवान् ।
विचरेन्नियतो नित्यं सर्वभूतान्यपीडयन् ॥ ४ ॥
इन्द्रियाणां निरोधेन रागद्वेषक्षयेण च ।
अहिंसया च भूतानाममृतत्वाय कल्पते ॥ ५ ॥
दूषितोऽपि चरेद्धर्मं यत्र तत्राश्रमे रतः ।
समः सर्वेषु भूतेषु न लिंगं धर्मकारणम् ॥ ६ ॥
फलं कतकवृक्षस्य यद्यप्यम्बुप्रसादकम् ।
न नामग्रहणादेव तस्य वारि प्रसीदति ॥ ७ ॥
प्राणायामा ब्राह्मणस्य त्रयोपि विधिवत्कृताः ।
व्याहृतिप्रणवैर्युक्ता विज्ञेयं परमन्तपः ॥ ८ ॥
दह्यन्ते ध्मायमानानां धातूनां हि यथा मलाः ।
तथेन्द्रियाणां दह्यन्ते दोषाः प्राणस्य निग्रहात् ॥ ९ ॥

प्राणायामैर्दहेद्दोषान् धारणाभिश्च किल्बिषम् ।
प्रत्याहारेण संसर्गान् ध्यानेनानीश्वरान् गुणान् ॥ १० ॥

उच्चावचेषु भूतेषु दुर्ज्ञेयामकृतात्मभिः ।
ध्यानयोगेन संपश्येद् गतिमस्यान्तरात्मनः ॥ ११ ॥

अहिंसयेन्द्रियासङ्गैर्वैदिकैश्चैव कर्म्मभिः ।
तपसश्चरणैश्चोग्रैस्साधयन्तीह तत्पदम् ॥ १२ ॥

यदा भावेन भवति सर्वभावेषु निःस्पृहः ।
तदा सुखमवाप्नोति प्रेत्य चेह च शाश्वतम् ॥ १३ ॥

चतुर्भिरपि चैवैतैर्नित्यमाश्रमिभिर्द्विजैः ।
दशलक्षणको धर्मः सेवितव्यः प्रयत्नतः ॥ १४ ॥

धृतिः क्षमा दमोऽस्तेयं शौचमिन्द्रियनिग्रहः ।
धीर्विद्या सत्यमक्रोधो दशकं धर्मलक्षणम् ॥ १५ ॥

अनेन विधिना सर्वांस्त्यक्त्वा संगाञ्छनैः शनैः ।
सर्वद्वन्द्वविनिर्मुक्तो ब्रह्मण्येवावतिष्ठते ॥ १६ ॥

جب سنیاسی رہگذر میں جا رہا ہو۔ تو ادھر ادھر نہیں بلکہ نیچے زمین پر نظر رکھ کر چلے ہمیشہ پانی کپڑے سے چھان کر پئے ہمیشہ سچ بولے۔ اور دل سے غور کر کے حق کو قبول کرے اور باطل کو ترک کرے۔ ۱

اگر کوئی اثنائے وعظ یا دوران مباحثہ وغیرہ میں سنیاسی پر غصہ کرے یا بُرا بھلا کہے تو سنیاسی کو واجب ہے کہ اس پر خود خفا نہ ہو۔ بلکہ ہمیشہ اس کے بھلے کے لئے نصیحت ہی کرے۔ اور جو قفل گیانی سات دروازوں (یعنی ایک منہ۔ دو نتھنوں۔ دو آنکھوں اور دو کانوں) میں منتشر ہے اُس سے کسی حالت میں بھی خلاف حقیقت بات نہ کہے۔ (یعنی دروغ گوئی فقط زبان سے ہی نہیں۔ اشارۃً کرنا بھی منع ہے۔ ۲

اپنی اور پرمیشور کی ذات میں قائم اور احتیاج غیر سے مستغنی ہو۔ شراب اور گوشت وغیرہ سے پرہیز کرے اپنی ذات بھروسے راحت (یا شادمانی) کا خواہشمند ہو کر اس دُنیا میں علم اور دین کی ترقی کے لئے تلقین حق کرتا ہوا ہمیشہ مصروف سفر رہے۔ ۳

سر کے بال۔ ناخن۔ داڑھی اور مونچھیں کٹوا دے۔ خوش وضع کشکول اور عصا رکھے گیروے وغیرہ سے رنگے ہوئے کپڑے پہنے۔ غیر متزلزل الیقین رکھے کسی جاندار کو ایذا نہ پہنچائے اس حالت میں جا بجا سفر کرتا رہے۔ ۴

حواس کو (امور خلاف دین اعمال سے باز رکھے۔ بیجا رغبت اور نفرت سے پرہیز کرے اور تمام جانداروں سے بے آزاری (یعنی خلوص قلب اور محبت) کا سلوک کرتا ہوا نجات کے لئے مستعد ہو۔ ۵

دُنیا میں کوئی بُرا کہے یا بھلا۔ (حقیقی یعنی دل کا) سنیاسی چاہے کسی آشرم (منزل زندگی) میں کیوں ہو

سب جانداروں سے غیر طرفدار ہو کر (دھرم) احکام دین کے مطابق سلوک کرے اور دوسروں کو بھی ہمیشہ بھلائی کی کوشش کرتا ہے۔ اسے یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے۔ کہ (عصا، کنڈول اور بھگوے کپڑے وغیرہ) علامات ظاہری رکھنا دھرم یعنی دین کا موجب نہیں ہے (بلکہ تمام بنی نوع انسان کو تلقین حق اور علوم سے بہرہ یاب کر کے ترقی (کے زینے پر قائم) کرنا ہی سنیاسی کا فرض اولین ہے ۶

کیونکہ اگرچہ نرملی کا پھل پیس کر گدلے پانی میں بھی ڈالنے سے اسے صاف کر دیتا ہے تاہم بغیر ڈالے اس کا نام لینے یا نقل اس لینے سے ہی پانی صاف نہیں ہو جاتا۔ ۷

براہمن یعنی عارف درویش کے لئے لازم ہے۔ کہ ادم کے ساتھ سات دیا ہرتیوں (حروف اعظم) کا جاپ کرتا ہوا جتنی بار ممکن ہو۔ باقاعدہ پرانا یام یعنی ضبط دم کرے۔ (پرانا یاموں کی تعداد کم سے کم تین ہونی چاہیے اس سے کم ہرگز نہیں) یہی سنیاسی کی سب سے بڑی ریاضت ہے ۸

کیونکہ جیسے آگ میں تپانے اور گلانے سے دھاتوں کی میل دور ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی ضبط دم کی مشق سے (من، آلہ خیال وغیرہ حواس ظاہر و باطن کے نقائص جل کر راکھ ہو جاتے ہیں۔ ۹

اس لئے (سنیاسی) درویش ہمیشہ ضبط دم کے ذریعے روح قلب اور حواس کی کدورتوں کو خیال کی یکسوئی سے گناہ کو قیود قلب سے محسوسات کے ساتھ وابستگی کو۔ اور محویت قلب سے بے لگام جذبات مثلاً نشاط و ملال اور جہالت وغیرہ کدورت ہائے روحانی کو جلا کر راکھ کر دے۔ ۱۰

محویت قلب کی اس مشق سے جس سے واقف ہونا غیر مرتاض اور غیر عارف اشخاص کے لئے محال ہے۔ تمام چھوٹی بڑی اشیاء میں جا بجا پرمیشور کی موجودگی (اور اس کے ساتھ ساتھ اپنی اور انتریامی (منضبط باطن) پرمیشور کی رسائی) کا مشاہدہ کرے۔ ۱۱

تمام جانداروں کے لئے بے آزاری۔ ترک محسوسات۔ احکام وید کے مطابق عمل اور سخت سے سخت ریاضت کے ذریعہ اسی عالم میں عالم نجات کا حصول ترک دنیا یا (سنیاسی) درویش ہی کر اور کرا سکتے ہیں (ان کے سوا کوئی اور شخص (اس سعادت کا اہل) نہیں)۔ ۱۲

جب (سنیاسی) درویش تمام اشیاء کی خواہشات سے بالاتر ہو جاتا ہے اور تمام امور ظاہری و باطنی میں خلوص قلب سے کام لیتا ہے۔ تبھی جیتے جی اور مر کے بعد پائیدار راحت سے وہ بہرہ یاب ہوتا ہے۔ ۱۳

ارکان دین

اس لئے طالب علم، خانہ دار، عزلت گزیں اور درویش (ان چاروں منازل زندگی سے گزرنے والے انسانوں) کو واجب ہے۔ کہ مندرجہ ذیل دس (دھرم کے لکشنوں) ارکان دین کی تعمیل کریں۔ ۱۴

دس ارکان دین یہ ہیں:۔

(۱) دھرتی "استقلال" یعنی ہمیشہ صبر سے رہنا۔ ۲۔ کشما، تحمل یعنی مذمت مدحت توقیر و تحقیر۔ نفع و نقصان وغیرہ متضاد حالات میں (یکساں) بُردبار رہنا۔ ۳۔ (دم) قلب کو ہمیشہ (دھرم) احکام الہٰی کی تعمیل میں لگا کر (ادھرم) احکام الہٰی کی خلاف ورزی سے اس طرح باز رکھنا۔ کہ گناہ کی خواہش تک پیدا نہ ہو ۴۔ (استیہ) مالک کی اجازت کے بغیر یا مکر و فریب یا بدآدمی یا خلاف وید عمل و تعلیم کے ذریعے

دوسرے کا مال اپنے تصرف میں لانا چوری کہلاتا ہے۔ اور اس سے پرہیز (یعنی خلاف عمل) کرنا ساہو کاری یعنی امانت داری ہے۔ ۵۔ (شوچ) پاکیزگی یعنی بے جا رغبت و نفرت اور تعصب طرفداری کو ترک کرکے باطن کی۔ اور پانی اور مٹی کے ذریعہ باہر کی صفائی۔ ۶۔ (اندریہ نگرہ) حواس کو احکام الٰہی کے خلاف چلنے سے روک کر (دھرم) ہمیشہ پابندیٔ دین میں لگانا۔ ۷۔ (دھی) نشہ آور وغیرہ مضر عقل اشیاء، صحبت بد کاہلی سستی وغیرہ کو ترک کرکے عمدہ اشیاء کے استعمال، صحبت صالحہ اور یوگ کی ریاضتوں سے عقل اور ذہانت کی ترقی کرنا۔ ۸۔ (ودیا) خاک سے ذات پاک یعنی پرمیشور تک کا صحیح علم حاصل کرکے اس سے مناسب استفادہ کرنا جو بات (آتما) جی میں ہو۔ وہ قلب میں جو قلب میں ہو وہ زبان پر۔ اور جو زبان پر ہو۔ اسے عمل میں لانا عالمانہ اور اس کے برخلاف جاہلانہ عمل کہلاتا ہے۔ ۹۔ (ستیہ) حق شعاری یعنی جو چیز جیسی ہے اسے ویسا ہی سمجھنا۔ کہنا اور عمل میں لانا۔ ۱۰۔ (اکرودھ) غصہ وغیرہ عیب کو ترک کرکے طمانیت قلب وغیرہ حسنات اختیار کرنا۔ ان دس ارکان دین کی تعمیل سے لازم ہو کر عادلانہ انداز سے پابندی چاروں (آشرموں) منازل زیست میں یکساں لازم ہے۔ اس (دھرم) دین کی بنیاد احکام وید ہیں۔ اس (دھرم) دین کے راستے پر خود چلنا اور دوسروں کو سمجھا کر چلانا (سنیاسیوں) درویشوں کا خاص فرض ہے۔ ۱۵۔ اس طرح بتدریج سب قسم کے علائق یعنی لاگ لگاؤ ترک کرکے نشاط و ملال وغیرہ تمام تضادات سے نجات پاکر (سنیاسی) درویش فقط ذات باری (کے دھیان) میں قائم ہو رہتے ہیں۔ ۱۶۔ منوسمرتی۔ ۶۔ ۴۹، ۴۸، ۵۲، ۶۰، ۶۶، ۶۷، ۷۰ تا ۷۲، ۷۵، ۸۰، ۹۱، ۹۲، ۸۱۔

(سنیاسیوں) درویشوں کا سب سے بڑا کام یہی ہے کہ خانہ داری وغیرہ (آشرموں) منازل زندگی کے لوگوں کو تمام قسم کے افعال و اعمال کے متعلق امور حقہ کا قائل کرکے احکام الٰہی کی خلاف ورزی سے باز رکھیں۔ اور ان کے تمام شکوک ہٹا کر سب کو حق شعاری وغیرہ ارکان دین کی پابندی میں راغب کریں۔

سنیاس کا حق صرف براہمن کا

معترض۔ (سنیاس) درویشی اختیار کرنا فقط براہمن کا فرض ہے یا کشتری وغیرہ کا بھی؟ مجیب۔ یہ حق براہمن ہی کا ہے۔ کیونکہ جو تمام (ورنوں) جماعات میں کامل عالم۔ احکام الٰہی کا پابند غیر کی بھلائی چاہنے والا ہو۔ اسی کو براہمن کہتے ہیں۔ اور بغیر کامل علم۔ کامل دین۔ کامل اعتقاد الٰہی اور کامل (ویراگ) ترک علائق کے (سنیاس) درویشی اختیار کرنے میں دنیا کا خاص بھلا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے زبان زد عوام بھی یہی ہے۔ کہ فقط براہمن کو (سنیاس) درویشی اختیار کرنے کا حق ہے۔ اوروں کو نہیں۔ منوسمرتی میں فرمایا ہے۔

एष वोऽभिहितो धर्मो ब्राह्मणस्य चतुर्विधः ।
पुण्योऽक्षयफलः प्रेत्य राजधर्मं निबोधत ।।

(اے رشیو!) یہ چار منازل زندگی یعنی (برہمچریہ) طالب علمی۔ (گرہستھ) خانہ داری (وان پرستھ) عزلت گزینی اور (سنیاس) درویشی براہمن کے لئے واجب ہیں۔ ان کا ثمر موجودہ زندگی میں ثواب اور آخرت میں نجات حاصل کرکے راحت لازوال سے فیضیاب ہونا ہے! اب اس کے آگے راجاؤں کے فرائض کہے جائیں گے سو سنو۔ (منو ۶۔ ۹۷)

اِس سے ظاہر ہے۔ کہ (سنیاس) درویشی اختیار کرنے کا مقدم حق براہمن کو ہے کشتری وغیرہ کے لیے دیگر آشرم یعنی برہمچریہ وغیرہ ہیں۔

سنیاس کی ضرورت

معترض۔ (سنیاس) درویشی اختیار کرنے کی ضرورت کیا ہے؟

مجیب۔ جیسے جسم کو سر کی ضرورت ہے ویسے ہی (آشرموں) منازلِ زیست میں (سنیاس آشرم) منزلِ درویشی کا ہونا ضروری ہے۔ اس کے بغیر (ودیا) علم اور (دھرم) دین کی ترقی نہیں ہو سکتی۔ دوسرے (آشرموں) منازلِ زندگی میں بالترتیب تحصیلِ علم، مشاغلِ خانہ داری اور ریاضت وغیرہ کی مصروفیات کے باعث فرصت کم ملتی ہے۔ طرفداری سے بالاتر رہنا دیگر منازلِ زیست میں مشکل ہے۔ جیسے سنیاسی، درویش تمام قیود سے آزاد ہو کر دنیا کا بھلا کرتا ہے۔ ویسے دیگر (آشرموں) منازل کے لوگ نہیں کر سکتے جس قدر فرصت اور موقعہ سنیاسی (درویش) کو تحقیقِ حق کے ذریعہ (تمام) اشیاء کے علم کی ترقی کا ملتا ہے اتنا دیگر منازل میں ملنا ممکن نہیں۔ پھر اگر کوئی شخص حالتِ طالب علمی سے ہی درویش ہو جائے۔ وہ جس قدر تلقینِ حق اور اہلِ عالم کی ترقی کر سکتا ہے اتنی (گرہستھ) عالم خانہ داری یا (بان پرستھ) عزلت گزینی کے بعد درویشی اختیار کرنے والا ابھی نہیں کر سکتا۔

سنیاس اور نسلِ انسانی کی ترقی

معترض۔ (سنیاس) درویشی اختیار کرنا پرمیشور کی مرضی کے خلاف ہے۔ کیونکہ پرمیشور کی مرضی نسلِ انسانی کی ترقی کرنے کی ہے۔ جو (گرہستھ) منزلِ خانہ داری اختیار نہ کرے گا اُس کے ذریعہ تناسل جاری نہ رہے گا۔ اگر (سنیاس) درویشی تمام (آشرموں) منازلِ زیست میں افضل ہو۔ اور تمام بنی نوعِ انسان اسے اختیار کر لیں۔ تو نسلِ انسانی کا استیصال ہو جائے گا۔

مجیب۔ خوب! شادی کر کے بھی تو بعض لوگوں کے اولاد نہیں ہوتی یا ہو کر مر جاتی ہے۔ تو کیا ان کا (گرہستھ) منزلِ خانہ داری میں داخل ہونا بھی ایشور کی مرضی کے خلاف ہے؟ اب اگر تم کسی شاعر کا یہ مقولہ بطور جواب پیش کرو "سعی کرسی نہ ہو ثمر تو کیا تیرا قصور؟" تو ہم تم سے پوچھتے ہیں۔ کہ اگر خانہ داری اختیار کرنے پر اولاد کی کثرت بھی ہو گئی۔ مگر باہمی عداوت کے باعث وہ آپس میں لڑ مری۔ تو نقصان کتنا زیادہ ہو گا۔ خیالات کے اختلاف کے باعث جھگڑے بہت ہوتے رہتے ہیں۔ جب (سنیاسی) درویش فقط احکامِ وید کی تلقین کر کے بنی نوعِ انسان میں باہم محبت پیدا کرے گا تو لاکھوں انسانوں کو (لڑنے مرنے سے) بچا دے گا۔ اِس طرح ایک درویش ہزارہا خانہ داروں کے برابر نسلِ انسانی کی (حفاظت اور اس کے ذریعہ) ترقی کا موجب ہو گا۔ پھر سب انسان تو (سنیاس) درویشی اختیار کر بھی نہیں سکتے۔ کیونکہ ہر فرد خواہشاتِ نفسانی سے آزاد نہیں ہو سکتا۔ (سنیاسی) درویش کی نصیحت سے جو جو اشخاص احکامِ الٰہی کے پابند ہوتے جائیں گے۔ وہ سب گویا سنیاسی کی اولاد ہوں گے۔

سنیاس اور عمل

معترض۔ سنیاسی کہتے ہیں۔ ہمیں دنیا میں کچھ کرنا دھرنا نہیں۔ روٹی کپڑا لے کر مزے میں رہنا ہے۔ دنیا جو تمام تصویرِ جہالت ہے اس میں مغز پچی کس لیے کرنا؟ اپنے آپ کو (برہم) خدا مان کر موج میں رہنا۔ کوئی آ کر پوچھے۔ تو اسے بھی یہی تعلیم

دینا کہ تم بھی (برہم) خدا ہے۔ تجھ پر گناہ و ثواب کا اثر نہیں ہوتا۔ کیونکہ سردی گرمی جسم کے اور بھوک پیاس تنفس اور سنج و راحت من (آلۂ خیال) کے کوائف ہیں۔ دنیا جھوٹی ہے۔ اور دنیا کے سب کاروبار بھی فرضی یعنی جھوٹے ہیں۔ اس میں پھنسنا دانا قل کا کام نہیں۔ گناہ و ثواب جو بھی ہوتا ہے وہ جسم اور اندریوں (حواس) کا خاصہ ہے روح کا نہیں۔ علیٰ ہذا القیاس سنیاسی لوگوں کا (اپدیش) وعظ بھی ہوتا ہے مگر آپ نے سنیاسی کے فرائض کچھ عجیب سے بتائے ہیں۔ اب ہم کس کی بات کو صحیح اور کس کے قول کو غلط تسلیم کریں؟

مجیب۔ کیا نیک اعمال بھی ان کے فرائض میں نہیں؟ دیکھو منوسمرتی باب ۶ شلوک ۸۶ میں "ایسے اعمال حقہ جو احکام وید کے موافق ہیں" (سنیاسی) درویش کے لئے لازم قرار دیئے گئے ہیں۔ کیا کھانا کھانا اور کپڑے پہننا وغیرہ اعمال بھی وہ ترک کر سکیں گے؟ اگر یہ اعمال ترک نہیں کئے جا سکتے۔ تو اچھے کاموں کے ترک کرنے سے کیا وہ ذلیل اور گنہگار نہ ہوں گے؟ جب خانہ داروں سے کھانا اور کپڑا لیتے ہیں اور ان کے احسان سے سبکدوش ہونے کے لئے بدلے میں احسان نہیں کرتے۔ تو کیا وہ گناہِ عظیم کے مرتکب نہیں ہوتے؟ جیسے اگر آنکھ سے دیکھنے اور کان سے سننے کا کام نہ لیا جائے۔ تو آنکھ اور کان کا ہونا فضول ہے۔ ایسے ہی اگر سنیاسی (درویش) تلقینِ حق، وید وغیرہ کتب حقہ پر غور و فکر اور (ان کی) اشاعت نہیں کرتے۔ تو وہ بھی دنیا کے کندۂ بے مفت کا بوجھ ہیں۔ اور جو کہتے یا لکھتے ہیں۔ کہ دنیا طلسم جہالت ہے۔ اس میں مغز پچی کاہے کو کریں؟ ایسے واعظ خود جہالت کے پتلے ہیں۔ وہ دنیا میں گناہ کی ترقی کر کے گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جسم وغیرہ سے جس قدر کام کیا جاتا ہے۔ اس کی فاعل روح ہے۔ اس لئے اس کا اثر بھی روح کو ملتا ہے۔ جو روح کو برہم (خدا) کہتے ہیں وہ جہالت کی نیند سو رہے ہیں۔ کیونکہ روح خود بھی اور اس کا علم بھی محدود ہے۔ برخلاف اس کے برہم (خدا) محیط اور علیم کل ہے۔ برہم (ذات باری) ازلی اور ابدی۔ پاک بالذات۔ علیم بالذات اور آزاد بالذات ہے حالانکہ روح کبھی عالم قید میں ہے اور کبھی عالم نجات میں۔ ذات باری پر محیط اور علیم کل ہونے کی وجہ سے وہم یا جہالت کبھی طاری نہیں ہو سکتی۔ برعکس اس کے روح کو کبھی صحیح علم ہوتا ہے۔ اور کبھی اس پر جہل چھا جاتا ہے۔ ذات باری پیدائش اور موت سے بالاتر ہے۔ لیکن روح ان قیود میں مقید ہے۔ بنا برآں ان لوگوں کا یہ قول باطل ہے۔ معترض۔ یہ بات درست ہے یا نہیں کہ سنیاسی تمام اعمال ترک کر دیتا ہے۔ اور آگ اور دھات کو نہیں چھوتا؟ مجیب۔ نہیں۔ سنیاسی کے لغوی معنے ہیں وہ شخص جس میں (علم حق) کا قیام ہے۔ اور جس کی اعلیٰ فطرت میں برے افعال سے پرہیز کرتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اعمال حسنہ کا کرنے والا اور افعال شنیعہ کا ہٹانے والا سنیاسی کہلاتا ہے[1]۔

---

[1] ستیارتھ پرکاش کی عبارت اس مقام پر کچھ کم واضح ہے۔ اس کا مفہوم سمجھنے کے لئے سنسکار ودھی صفحہ ۲۳۱ سنیاس پرکرن کی امداد لی گئی ہے۔ مفہوم دونوں جگہ ایک ہے۔

सम्यङ् न्यस्यन्त्यधर्माचरणानि येन वा सम्यङ् नित्य
सत्यकर्मस्वास्त उपविशति स्थिरीभवति येन स संन्यासः,
संन्यासो विद्यते यस्य स संन्यासी ।

معترض: تعلیم و تلقین کا کام تو خانہ دار کیا کرتے ہیں۔ پھر سنیاسی ہونے کا کیا مطلب ہے؟ **مجیب**: تلقینِ حق سب (آشرموں) منازل کے لوگ کریں۔ اور کرتے ہیں۔ لیکن جس قدر فرصت اور غیر طرفداری کا امکان (سنیاسی) درویش کے لئے ہوتا ہے۔ خانہ داروں کے لئے نہیں ہوتا۔ ہاں! جو براہمن ہیں۔ ان کا بھی فرض ہے۔ کہ مرد مردوں کو اور عورتیں عورتوں کو تعلیم دیں۔ اور راہِ حق کی ہدایت کریں۔ تاہم جس قدر سفر کا موقعہ (سنیاسی) کو ملتا ہے اتنا خانہ دار براہمن وغیرہ کو کبھی میسر نہیں آسکتا۔ اور پھر اگر براہمن احکام وید کی خلاف ورزی کریں۔ تو ان پر سنیاسی کا انکس ہوتا ہے۔ اس لئے سنیاسیوں کا ہونا واجب ہے۔

سنیاسی کا بستی میں قیام

معترض- کہا ہے۔ "فقیر ایک رات" فقیر کو ایک مقام پر ایک رات رہنا چاہیئے۔ اس سے زیادہ نہیں۔ **مجیب**- یہ قول اس لحاظ سے تو اچھا ہے۔ کہ سنیاسی کے ایک جگہ رہنے سے دنیا کا بھلا زیادہ نہیں ہو سکتا۔ پھر مقام رہائش کا لگاؤ بھی ہو جاتا ہے۔ اور محبت و نفرت بھی بڑھ جاتی ہے۔ لیکن اگر ایک جگہ رہنے سے (عالم کی) خاص بہتری ہوتی ہو تو بیشک رہے۔ مثلاً راجہ جنک کے پاس پنچ شکھ وغیرہ چار چار مہینے اور دیگر درویش برسوں تک مقیم رہتے تھے۔ یہ قاعدہ کہ "ایک جگہ مقیم نہیں رہنا" آج کل کے بدعتی فرقہ پرستوں کا وضع کیا ہوا ہے۔ (ان کا خیال ہے کہ اگر سنیاسی زیادہ دیر تک ایک جگہ رہے گا۔ تو ہمارا بدعتی طلسم تار تار ہو جائے گا۔ اس کی آگے ترقی نہ ہو سکے گی۔

سنیاسی کو دان دینا

معترض:

यतीनां काञ्चनं दद्यात्ताम्बूलं ब्रह्मचारिणाम् ।
चोराणामभयं दद्यात्स नरो नरकं व्रजेत् ॥

جو زر دے گدا کو۔ طالب علم کو پان
ہمت راہزن کو۔ اس کا دوزخ ہے مکان

اس شلوک (شعر) اور ایسے دیگر اقوال کا مطلب یہ ہے۔ کہ جو سنیاسی (درویش) کو خیرات میں سونا دے وہ دوزخ میں جاتا ہے۔ **مجیب**- یہ بات بھی ورن آشرم (جماعات و منازل) مذہبی کے مخالف فرقہ پرست اور خود غرض پرانیوں کی وضع کی ہوئی ہے۔ (انہیں خوف رہتا ہے کہ) اگر سنیاسیوں کو زیادہ زر ملے گا۔ تو وہ ہماری تردید زیادہ کر سکیں گے۔ اس سے ہمارا نقصان ہوگا۔ اور سنیاسی ہمارے ماتحت بھی نہ رہیں گے۔ اور اگر بھکشا خیرات وغیرہ امور میں یہ ہمارے محتاج رہے۔ تو ہم سے ڈرتے رہیں گے جب جاہلوں اور خود غرضوں کو خیرات دینا اچھا سمجھا جاتا ہے۔ تو عالم اور دنیا کا بھلا کرنے والے سنیاسیوں کو خیرات دینے میں کیا عیب ہو سکتا ہے؟ بقول منو

विविधानि च रत्नानि विविक्तेषूपपादयेत् ॥

طرح طرح کے زر و جواہر درویشوں کی نذر کرے۔ (منوسمرتی ۱۱-۶)

منو جی کے منوسمرتی میں مندرجہ ذیل شلوک ملتا ہے۔

धनानि तु यथाशक्ति विप्रेषु प्रतिपादयेत् ।
वेदवित्सु विविक्तेषु प्रेत्य स्वर्गं समश्नुते ॥

وید جاننے والے۔ بیوی بچوں سے الگ ہوئے ہوئے براہمنوں کو حسب استطاعت مال و دولت نذر کرے۔ ایسا کرنے سے مرنے کے بعد جنت میں داخل ہوتا ہے۔ لفظ " विविक्त " کے معنے کلوک بھٹ نے کئے ہیں "بیوی بچوں سے الگ ہوئے ہوئے"۔ " पुत्रकलत्राद्यसक्त " رشی دیانند اس لفظ کے معنے سنیاسی یعنی درویش کرتے ہیں۔

تمہارا اپنش کرتا اوپر کا شلوک (شعر) ہے بھی بے معنی۔ کیونکہ اگر سنیاسی کو سونا خیرات میں دینے سے خیرات دینے والا دوزخ میں جاتا ہے۔ تو کیا چاندی۔ موتی۔ ہیرے وغیرہ دینے سے (مثلاً) جنت میں جائے گا؟ معترض۔ شلوک (شعر) کی عبارت غلط پڑھی گئی۔ اصل عبارت یوں ہے:۔ ؎ جو دستِ گدا میں زر دے۔ تلمیذ کو پانی۔

مجیب۔ یہ موجع بھی کسی نادان کے دماغ کی اختراع ہے۔ اگر "دستِ گدا" یعنی درویش کے ہاتھ میں دینے والا دوزخ کو جاتا ہے۔ تو قدموں میں دھر دینے یا گٹھڑی باندھ کر نذر کرنے سے جنت میں جائے گا؟ درحقیقت یہ من گھڑت بات ہی قابلِ تسلیم نہیں۔ ہاں! یہ بات تو درست ہے کہ اگر سنیاسی (لوگ کشیم)[1] فرقلیات بلا ضرورت زائد مال و اسباب رکھے گا۔ تو اسے چور بھی ستائیں گے۔ اور وہ مو یعنی بیجا محبت میں پھنس جائے گا۔ برخلاف اس کے جو عالم ہے۔ وہ اس کا ناجائز استعمال نہیں کرے گا۔ اور نہ دام حرص میں پھنسے گا۔ کیونکہ وہ پہلے زمانہ طالب علمی یا منزلِ خانہ داری میں تمام تجربات کر چکا ہے۔ اور جو ابتجربہ بحالتِ طالب علمی سے (سنیاس) درویشی اختیار کر لیتا ہے۔ وہ کامل تارک الدنیا ہونے کی وجہ سے کبھی گرفتارِ حرص نہیں ہوتا۔

سنیاس اور شرادھ

معترض۔ لوگ کہتے ہیں۔ اگر شرادھ (مردہ ارواح کی نذر و نیاز) میں سنیاسی کھانا کھا لے۔ تو پتر (ارواح) بھاگ جاتے اور دوزخ میں جا گرتے ہیں۔

مجیب۔ اول تو مردہ ارواح کا آنا اور شرادھ (نذر و نیاز) کا انہیں پہنچنا ناممکن اور احکام وید اور عقل کے خلاف ہے اور اس لئے باطل ہے۔ اور جب (پتر) ارواح آتی ہی نہیں تو بھاگ کون جائے گا؟ جب اُرواح مرنے کے بعد اپنے گناہ و ثواب کے مطابق پرمیشور کے حکم سے نیا قالب اختیار کرتی ہیں۔ تو ان کا آنا کیونکر ممکن ہے؟ یہ بات بھی خود غرض پوپ(؟) اندوں اور بیراگیوں کی خود ساختہ ہے۔ البتہ یہ درست ہے کہ جہاں سنیاسی جائیں گے۔ وہاں سے وید وغیرہ کتبِ حقہ کے احکام کے خلاف مردوں (پتروں) ارواح کو نذر و نیاز دینے کی بدعتیں فرو ہو کر مفقود ہو جائیں گی۔

طالب علمی سے براہِ راست سنیاس

معترض۔ جو شخص حالتِ طالب علمی سے (سنیاس) درویشی اختیار کرے گا۔ اس کے لئے زندگی گزارنا مشکل ہوگا۔ کیونکہ جذباتِ شہوانی کا روکنا نہایت دشوار ہے۔ اس لئے خانہ داری اور اولاد گزینی کے بعد جب انسان بوڑھا ہو جائے۔ تب درویشی اختیار کرے تو بہتر ہے؟ مجیب۔ جو ضبطِ نفس نہ کر سکے یعنی جس کا حواس پر قابو نہ ہو۔ وہ حالتِ طالب علمی سے براہِ راست سنیاس نہ لے۔ لیکن جو کر سکے۔ وہ کیوں نہ لے؟ جو شخص لذاتِ نفسانی کے معائب اور ضبطِ نفس کی خوبیوں سے کما حقہ واقف ہے۔ وہ نفس کا غلام کبھی نہیں ہو سکتا۔ ایسے اشخاص کی قوتِ مردمی آتشِ فکر کے لئے ایندھن کا کام دیتی ہے یعنی اس کا مصرف یہ روحانی اشغال ہو جاتے ہیں۔ جیسے طبیب اور ادویہ کی ضرورت مریض کو ہوتی ہے۔ تندرست شخص کو نہیں۔ ایسے ہی جس مرد یا عورت کی زندگی کا مقصد علم۔ (دھرم) دین کی ترقی اور تمام عالم کا بھلا کرنا ہو۔ وہ شادی نہ کرے۔ مثلاً زمانہ قدیم میں پنچ شکھ وغیرہ ایسے مرد اور گارگی وغیرہ ایسی عورتیں ہو گزری ہیں۔ لہٰذا (سنیاس) درویشی اختیار کرنے کا حق فقط مستعد اور قابل شخص کو ہے۔ اگر ناقابل شخص درویش بنے گا۔ تو خود بھی غرق ہوگا۔ اور دوں کو بھی غرق کرے گا۔ جیسے "سمراٹ" شہنشاہ کو کہتے ہیں۔ ویسے ہی "پری وراٹ" شہنشاہوں کے شہنشاہ درویش کو کہتے ہیں۔

[1] لوگ کے معنی ہیں غیر حاصل کا حاصل کرنا اور کشیم کے حاصل کی حفاظت کرنا۔ محاورہ میں ان الفاظ کے معنے فرقلیات یا دولت کر دیئے گئے ہیں۔

بادشاہ کی عزت فقط اپنے ملک اور متعلقین میں ہوتی ہے۔ لیکن درویش ہر جگہ تعظیم پاتا ہے۔ بقول چانکیہ

विद्वत्त्वं च नृपत्वं च नैव तुल्यं कदाचन ।
स्वदेशे पूज्यते राजा विद्वान् सर्वत्र पूज्यते ॥ ? ॥

عالم اور راجا کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ راجا فقط اپنے راج میں ہی عزت و توقیر پاتا ہے اور عالم کو ہر جگہ تعظیم و تمکنت ملتی ہے۔

آشرموں کے مقاصد

بنابراں تعلیم و تربیت اور قوٰے وغیرہ کی ترقی کے لئے (برہمچریہ) طالبعلمی اعلیٰ قسم کے دنیاوی کاروبار کی تکمیل کے لئے (گرہستھ) خانہ داری۔ غور و خوض اور محویت کی مشق اور علم معرفت کی ترقی کے لئے (بان پرستھ) عزلت گزینی اور وید وغیرہ کتب حقہ کی اشاعت حسنات کے قبول اور رذائم کے ترک تلقینِ حق اور ازالۂ شبہات کے لئے (سنیاس) منزل درویشی مقصود ہے۔ جو اشخاص سنیاسی ہو کر اس منزل کے فرض اعلےٰ یعنی تلقین حق کی تکمیل نہیں کرتے۔ وہ ذلیل اور جہنمی ہیں تمام (سنیاسیوں) درویشوں کو لازم ہے۔ کہ تلقینِ حق۔ ازالۂ شبہات۔ وید وغیرہ کتب حقہ کی تعلیم اور احکام وید کے مطابق امور دینی کی ترقی جی جان سے کر کے تمام عالم کی فلاح کا موجب بنیں۔

بیراگی وغیرہ سنیاسی نہیں

معترض سنیاسیوں کے علاوہ جو سادھو۔ بیراگی۔ گوسائیں خاکی وغیرہ ہیں۔ ان کا شمار بھی سنیاسیوں میں ہوگا یا نہیں؟

مجیب۔ نہیں۔ کیونکہ ان میں سنیاس کا ایک بھی وصف موجود نہیں۔ وہ احکام وید کے خلاف راستہ اختیار کر کے وید سے زیادہ اپنے اپنے فرقوں کے پیشواؤں کے اقوال کو سند مانتے اور اپنے ہی فرقہ وارانہ اعتقادات کی تعریف کرتے ہیں۔ خود دام تزویر میں پھنس کر اپنی اغراض کے لئے دوسروں کو بھی اپنے اپنے مت میں پھنسلاتے ہیں اصلاح کرنا تو درکنار۔ یہ لوگ اُلٹا اہل عالم کو بہکا کر قعرِ تنزل میں گراتے اور اپنا اُلّو سیدھا کرتے ہیں اس لئے ان کا شمار درویشوں میں نہیں غرض کیشوں میں ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ غرض کیشی کی منزل میں تو ثابت قدم ہیں۔ اس کے برعکس جو خود احکام الہٰی کے مطابق عمل پیرا ہو کر دوسروں کو بھی اسی راستے پر چلاتے ہیں جو فقط اپنی ذات ہی نہیں بلکہ تمام اہل عالم کو دنیا و عقبیٰ میں جنت یعنی راحت سے بہرہ یاب کرتے ہیں وہی احکام الہٰی کے پابند (سنیاسی) درویش اور روحانی (لفظاً نظر سے بزرگ ہیں۔

یہ مختصر طور پر عالم درویشی کا بیان کیا گیا ہے۔ آئندہ باب میں امور سلطنت کا بیان کیا جائے گا

ختم شد

باب پنجم در بیان منازل عزلت گزینی و درویشی
کتاب فصاحت انتساب ستیارتھ پرکاش
مصنفہ
شری سوامی دیانند سرسوتی

باب ششم

سیاسیات

راجہ کیسا ہو

राजधर्मान् प्रवक्ष्यामि यथावृत्ता भवेन्नृपः ।
संभवश्च यथा तस्य सिद्धिश्च परमा यथा ॥ १ ॥
ब्राह्मं प्राप्तेन संस्कारं क्षत्रियेण यथाविधि ।
सर्वस्यास्य यथान्यायं कर्त्तव्यं परिरक्षणम् ॥ २ ॥

(منوجی مہاراج رشیوں سے کہتے ہیں۔ کہ چاروں ورنوں جماعات مدنی اور چاروں آشرموں (منازل زیست) کا دستور العمل بیان کرنے کے بعد اب ہم سیاسیات کا ذکر کریں گے یعنی راجہ کیسا ہونا چاہیئے؟ اس منصب کی ابتدا کیسے ہوئی؟ اور اسے اپنے مقاصد میں کامیابی کیسے حاصل ہو؟ باب ذیل میں ان امور کا بالتفصیل بیان کیا جائے گا۔ ۱

کشتری کو واجب ہے۔ کہ براہمن کی طرح تعلیم و تربیت سے پورا فیضیاب عالم و فاضل ہو کر عدل گستری کے ذریعہ تمام سلطنت کی کماحقہ حفاظت کرے۔ ۲ (منوسمرتی ۷ - ۱، ۲)

اس کا طریق حسب ذیل ہے:۔

مجالس ثلثہ

त्रीणि राजाना विदथे पुरूणि परि विश्वानि भूषथः सदांसि ।

پرمیشور ارشاد کرتا ہے۔ کہ راجہ۔ اراکین سلطنت اور رعایا مل کر خوشحالی ملک و ترقی علوم وغیرہ مشترکہ مقاصد کی تکمیل کے لئے تین مجلسیں یعنی (ودیا آریہ سبھا) مجلس علوم۔ (دھرم آریہ سبھا) مجلس دینیات۔ اور (راج آریہ سبھا) مجلس سیاسیات قائم کر کے رعایا کو جن میں انسان اور دیگر سب متنفس شامل ہیں تعلیم تربیت آزادی۔ پابندی دین اعمال و اسباب وغیرہ سے آراستہ و پیراستہ کریں۔ (رگوید ۳ - ۳۸ - ۶)

له ان تینوں مجلسوں کے جداگانہ فرائض اور اختیارات پر رشی نے روشنی نہیں ڈالی معلوم یہ ہوتا ہے کہ مجلس علوم کا کام علوم کی اشاعت کرنا ہے مجلس دینیات کا کام دین کی اشاعت و امور متعلقہ دینیات کا انضباط کرنا ہے۔ اور مجلس سیاسیات کا کام تدبیر ملکی کے متعلق خود دخوض کر کے ضروری انتظامات کرنا ہے یہ تین مجلسیں گویا بالترتیب زمانہ حال کی یونیورسٹی۔ چرچ اور پارلیمنٹ کی مترادف ہیں۔ رشی ان مجالس کو ایک دوسرے سے جدا بھی رکھتے ہیں۔ اور ان میں اشتراک عمل کی صورت بھی پیدا کرتے ہیں شخصی دینیات ان کی نظر میں انفرادی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان امور میں وہ ہر فرد کو قانون سلطنت کی قیود سے بری رکھنا چاہتے ہیں۔ دیکھو صفحہ نمبر تاہم جس سلطنت میں انضباط کی بنیاد ہی دین یعنی احکام الٰہی ہوں۔ اس میں دینیات سے کلیۃً قطع نظر کرنا ناممکن ہے۔ امور دینیات کی ایک الگ مجلس بنا کر اسے مجلس سیاسیات کے ساتھ وابستہ کر دینا شاید دین اور سیاسیات کے باہمی تعلقات کے عقدے کا بہترین حل ہو۔ دینیات انسانی زندگی کا ایک فردی شعبہ ہے۔ نہ تو اسے (باقی اگلے صفحہ پر)

तं सभा च समितिश्च सेना च ॥

راجہ کے اس فرض کو تینوں (سبھائیں) مجلسیں جنگ وغیرہ کے ضوابط اور فوج مل کر پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔ اتھروید ۱۵-۹-۲
راجہ اور اراکین مجلس کا باہمی فرض مندرجہ ذیل خطبۂ شاہی کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔

सभ्य सभां मे पाहि ये च सभ्याः सभासदः ॥

(راجہ مجلس کے تمام ممبروں کو اس طرح مخاطب کرے) اے مجلس کے لائق اور افضل ممبر آپ میری مجلس کے انضباط اور احکام جو احکام الٰہی کے مطابق ہیں۔ کی حفاظت کریں۔ اور مجلس کے (دیگر) قابل اراکین بھی اس انضباط کی تکمیل کیا کریں (اتھروید ۱۹-۵۵-۵)

ویدک دھرم اور جمہوریت

ان احکام رحمانی کا مدعا یہ ہے۔ کہ کسی فرد واحد کو اختیار سلطنت دے کر مطلق العنان بادشاہ نہیں بنانا چاہیئے۔ بلکہ راجہ مجلس کا صدر ہو مجلس راجہ کے ماتحت ہو اور راجہ مجلس کے۔ راجہ اور مجلس دونوں رعایا کے ماتحت رہیں۔ اور رعایا مجلس سیاسی کے ماتحت رہے۔ اگر ایسا نہ کرو گے۔ تو بقول شت پتھ براہمن

राष्ट्रमेव विश्याहन्ति तस्माद्राष्ट्री विशं घातुकः ।
विशमेव राष्ट्रायाद्यां करोति तस्माद्राष्ट्री विशमत्ति न पुष्टं पशुमन्यत इति ॥

(اگر حکام رعایا سے خود مختار رہیں تو) تمام سلطنت میں اپنا عمل دخل کر کے رعایا کو برباد کر دیں گے۔ مطلق العنان بادشاہ خود مختاری کے نشہ میں سرشار ہو کر رعایا کی ہلاکت کا باعث ہوتا ہے۔ وہ اہل ملک کو گویا لقمۂ تر سمجھ کر کھا جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں ان پر سخت ظلم کرتا ہے۔ (اس لئے کسی فرد واحد کو مطلق العنان بادشاہ نہیں بنانا چاہیئے) جیسے شیر یا گوشت خور شخص موٹے تازے حیوان کو مار کر کھا جاتا ہے ایسے ہی مطلق العنان بادشاہ رعایا کو ہلاک کر ڈالتا ہے۔ (کسی کو اپنے سے بڑا نہیں ہونے دیتا۔ اہل دولت کو لوٹ کھسوٹ کر اور جبر و تشدد سے دخل کر کے اپنا الو سیدھا کرتا ہے) شت پتھ براہمن ۱۳-۲-۳-۷-۸

इन्द्रो जयाति न परा जयाता अधिराजो राजसु राजयातै ।
चर्कृत्य ईड्यो वन्द्यश्चोपसद्यो नमस्यो भवेह ॥

اے بنی نوع انسان! تم میں جو نہایت ذوالجلال شخص ہو۔ جو دشمنوں پر فتحیاب ہو سکے۔ جسے بد خواہ شکست نہ دے سکیں۔ جو راجاؤں میں سرتاج ہو کر چمکے۔ جو مجلس کا صدر بننے کے ہر طرح قابل ہو۔ جس کے اوصاف، اعمال، اور عادات قابل تعریف ہوں۔ جو تعظیم کے لائق۔ قربت کا اہل۔ پناہ دینے کے قابل اور سب کے لئے قابل عزت ہو۔ اسی کو صدر مجلس یعنی راجہ بنانا چاہیئے۔ (اتھروید ۶-۹۸-۱)

(پچھلے صفحہ سے آگے) نیست و نابود کیا جا سکتا ہے۔ اور نہ کوئی با تدبیر سلطنت اس کی سیاسی ضرورتوں اور پیچیدگیوں سے انحراف کر سکتی ہے۔ بہتر یہی ہے۔ کہ اس شعبۂ زندگی کا ایک الگ صیغہ مقرر کر دیا جائے۔ اور انتظام ملک میں اس کا مناسب یا لحاظ ہو۔ (مترجم)

۱؎ رشی دیانند کے نزدیک یہ تمام لوازمات حکومت ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جہاں منوسمرتی میں راجہ کا فرض بیان کیا جاتا ہے رشی اس میں مجلس سیاسی اور کہیں کہیں بلا زمان سرکار کا اضافہ کر دیتے ہیں۔ در اصل راجہ وہاں تمام حکومت یعنی سرکار کا قائم مقام ہے۔ (مترجم)

इमं देवा असपत्नꣳसुवध्वं महते क्षत्राय महते ज्यैष्ठ्याय महते जानराज्यायेन्द्र-स्येन्द्रियाय० ॥

اے ذی علم حکام اور اہالیانِ ملک! تم رُوئے زمین کی بادشاہت، جمہور میں عظمت، بڑے بڑے علماء کی رہائش سے مزین اس سلطنت میں منصبِ بادشاہت اور اعلیٰ درجہ کی عظمت اور دولت کی حفاظت کے لئے ہر قسم کی طرفداری اور تعصب سے بالاتر، کامل عالم اور شائستہ سبھا کے حسب صدر مجلس راجہ کو باہمی صلاح و مشورہ سے اعلیٰ حاکم مان کر تمام رُوئے زمین کو بد اندیشوں سے خالی کر دو۔ (یجروید ۹ — ۴۰)

स्थिरा वः सन्त्वायुधा पराणुदे वीळू उत प्रतिष्कभे ।
युष्माकमस्तु तविषी पनीयसी मा मर्त्यस्य मायिनः ॥

(پرمیشور ہدایت فرماتا ہے کہ اے حکامِ ملک! تمہارے (آتشیں اور دیگر قسم کے) دور تک مار کرنے والے اسلحہ جات اور (توپ، بندوق، تیر، کمان، تلوار وغیرہ) ہتھیار دشمنوں کو شکست دینے اور ان کے حملوں کی مدافعت کرنے کے لئے قابلِ تعریف اور مضبوط ہوں۔ اور تمہاری فوج ہزار ہا تحسین و توصیف ہو۔ تاکہ تم ہمیشہ فتحیاب ہو۔ مگر ہاں! جو شخص ظلم وغیرہ قابلِ مذمت افعال کا مرتکب ہوتا ہے! اسے ان میں سے کوئی بات نصیب نہ ہو۔ (رگوید ۱ — ۳۹ — ۲)

یعنی جب تک کسی سلطنت کے باشندے احکام الٰہی کے پابند رہتے ہیں۔ تب تک سلطنت کی ترقی ہوتی رہتی ہے اور جب کوئی قوم بد اخلاق ہو جاتی ہے۔ تو اس کی سلطنت بھی تباہ ہو جاتی ہے۔ بڑے بڑے علماء و فضلاء کو (ودیا آریہ سبھا) مجلس علوم کے اراکین۔ احکام الٰہی کے پابند (خدا دوست) علماء کو (دھرم آریہ سبھا) مجلس دینیات کے اراکین اور ستودہ اخلاق (دھارمک) انصاف پسند اشخاص کو (راج آریہ سبھا) مجلس سیاسیات کے اراکین مقرر کیا جائے۔ اور جو شخص تمام اراکین میں سب سے افضل اوصاف۔ اعمال اور عادات سے متصف ہو۔ اس کو مجلس سیاسیات کا صدر مقرر کر کے تمام اہلِ ملک مملکت کی ہر طرح کی ترقی میں مصروف ہوں۔ ہر سہ مجالس کے مشورہ سے تدابیر ملکی کے عمدہ عمدہ قوانین وضع کئے جائیں۔ اور تمام افراد سلطنت ان قوانین کے ماتحت سمجھے جائیں۔ رفاہِ عام کے تمام امور پر ان مجالس میں غور کیا جائے۔ جن امور کا تعلق تمام رعایا سے ہے۔ ان امور میں سب لوگ قوانینِ سلطنت کے ماتحت رہیں۔ اور جو امور دینیات یا فرائض شخصی (یعنی افراد کی اپنی ذات سے تعلق رکھتے ہیں ان میں سب خود مختار ہوں۔

صدرِ مجلس کے اوصاف

حسب قول منو صدرِ مجلس میں مندرجہ ذیل اوصاف ہونے چاہئیں:-

इन्द्राऽनिलयमार्काणामग्नेश्च वरुणस्य च ।
चन्द्रवित्तेशयोश्चैव मात्रा निर्हृत्य शाश्वतीः ॥ १ ॥
तपत्यादित्यवच्चैष चक्षूंषि च मनांसि च ।
न चैनं भुवि शक्नोति कश्चिदप्यभिवीक्षितुम् ॥ २ ॥

सोऽग्निर्भवति वायुश्च सोऽर्कः सोमः स धर्मराट् ।
स कुबेरः स वरुणः स महेन्द्रः प्रभावतः ॥३॥

راجہ یعنی صدرِ مجلس بجلی کی طرح زور آور دولت اور قدرت پیدا کرنے والا۔ ہوا کی طرح سب کے لئے بمنزلہ تنفس عزیز اور دل کی بات بھانپنے والا۔ غیر طرفدار منصف مزاج۔ سورج کی طرح عدل (دھرم) دین اور علم کی روشنی پھیلانے والا۔ جہالت۔ اور ظلم کی تاریکی کا سدِّباب کرنے والا۔ آگ کی طرح بدباطنوں کو جلا کر راکھ کر دینے والا۔ وَرُن کی طرح شریر الطبع اشخاص کو طرح طرح کی قیود میں ڈالنے والا۔ چاند کی طرح نیک اشخاص کے لئے راحت کا باعث خزانچی کی طرح خزانوں کو پُر کرنے والا ہونا چاہیئے۔ ۱

جو سورج کی طرح ذوالجلال یعنی اپنے رُعب سے سب کے ظاہر و باطن پر ہیبت طاری کر دینے والا ہو جس کی طرف رُوئے زمین پر کسی کو آنکھ اُٹھا کر دیکھنے کی ہمت نہ ہو۔ ۲

جو اثر کے لحاظ سے مجسم آگ۔ ہوا۔ سورج۔ چاند (دھرم) دین کی اشاعت اور ترقی کرنے والا۔ مجرموں کے لئے تعزیر کا پتلا۔ نہایت ذوالجلال ہو وُہی صدرِ مجلس ہونے کے قابل ہے۔ ۳ منو ۷۔ ۴، ۶، ۷

حقیقی راجہ کون ہے؟

स राजा पुरुषो दण्डः स नेता शासिता च सः ।
चतुर्णामाश्रमाणां च धर्मस्य प्रतिभूः स्मृतिः ॥१॥
दण्डः शास्ति प्रजाः सर्वा दण्ड एवाभिरक्षति ।
दण्डः सुप्तेषु जागर्ति दण्डं धर्मं विदुर्बुधाः ॥२॥
समीक्ष्य स धृतः सम्यक् सर्वा रञ्जयति प्रजाः ।
असमीक्ष्य प्रणीतस्तु विनाशयति सर्वतः ॥३॥
दुष्येयुः सर्ववर्णाश्च भिद्येरन्सर्वसेतवः ।
सर्वलोकप्रकोपश्च भवेद्दण्डस्य विभ्रमात् ॥४॥
यत्र श्यामो लोहिताक्षो दण्डश्चरति पापहा ।
प्रजास्तत्र न मुह्यन्ति नेता चेत्साधु पश्यति ॥५॥
तस्याहुः संप्रणेतारं राजानं सत्यवादिनम् ।
समीक्ष्यकारिणं प्राज्ञं धर्मकामार्थकोविदम् ॥६॥
तं राजा प्रणयन्सम्यक् त्रिवर्गेणाभिवर्द्धते ।
कामात्मा विषमः क्षुद्रो दण्डेनैव निहन्यते ॥७॥
दण्डो हि सुमहत्तेजो दुर्धरश्चाकृतात्मभिः ।
धर्माद्विचलितं हन्ति नृपमेव सबान्धवम् ॥८॥
सोऽसहायेन मूढेन लुब्धेनाकृतबुद्धिना ।

न शक्यो न्यायतो नेतुं सक्तेन विषयेषु च ॥९॥
शुचिना सत्यसन्धेन यथाशास्त्रानुसारिणा ।
प्रणेतुं शक्यते दण्डः सुसहायेन धीमता ॥१०॥

ڈنڈ یعنی تعزیر

ڈنڈ (عصائے عدل) بادشاہت کی روح رواں ہے۔ عصائے عدل بذاتِ خود بادشاہت ہے عصائے عدل انصاف کی اشاعت کا باعث اور عصائے عدل ہی سب پر حکومت کرتا ہے یہی عصا ہر چہار جماعات (ورنوں) اور ہر چہار منازل (آشرموں) کے ضوابط کا ضامن ہے - ۱

عصائے عدل تمام رعایا پر حکومت کرتا ہے۔ اور عصائے عدل ہی سب کا محافظ ہے۔ جب سب سو جاتے ہیں تو عصائے عدل جاگتا رہتا ہے اس لئے دانا عصائے عدل کو ہی دھرم یعنی قانون کہتے ہیں - ۲

عصائے عدل غور و خوض سے مناسب طور پر استعمال کیا جائے۔ تو رعایا کے لئے باعث راحت ہوتا ہے لیکن اگر اس کا استعمال بے پرواہی سے کیا جائے تو سلطنت کے لئے ہر طرف سے تباہی کا موجب ہوتا ہے - ۳

بغیر عصائے عدل یعنی تعزیر کے تمام جماعات (ورنوں) میں خرابی پیدا ہو جانے اور تمام (قانونی) حدود کے ٹوٹ جانے کا امکان ہے۔ لیکن عصائے عدل کی بے اعتدالی سے بھی تمام عالم میں فتنہ و فساد پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے - ۴

جہاں سیاہ فام سرخ چشم ہیبت ناک انسان کے مشابہ گناہوں کو مٹانے والے عصائے عدل کا حکم چلتا ہے وہاں عوام غفلت میں نہیں پڑتے اور خوشحال رہتے ہیں بشرطیکہ اس عصا کا حامل غیر طرفدار صاحب بصیرت شخص ہو - ۵

صداقت شعار۔ ہر کام سوچ سمجھ کر کرنے والے۔ دانشمند۔ دین۔ دولت اور مقاصد عوام کی تکمیل کے ماہر راجہ کو ہی اہل الرائے عصائے عدل کا صحیح حامل کہتے ہیں - ۶

جو راجہ عصائے عدل کا استعمال مناسب طور پر کرتا ہے۔ وہ دین و دولت اور مقاصد کی تکمیل سے ترقی (اور عظمت) کے درجات پر فائز ہوتا ہے۔ اور جو خواہشاتِ نفسانی کا غلام۔ کج رو۔ حاسد خسیس۔ کم عقل شخص راجہ بن کر کرسیٔ عدالت پر متمکن ہوتا ہے اسے عصائے عدل خود ہلاک کر دیتا ہے - ۷

عصائے عدل نہایت پُر جلال چیز ہے اس کے حامل خام طبع اشخاص نہیں ہو سکتے۔ راہِ دین سے منحرف راجہ کو یہ عصا بمعہ اہل و عیال برباد کر دیتا ہے - ۸

(علمائے کامل کی) امداد سے محروم۔ تعلیم و تربیت سے بے بہرہ۔ خواہشاتِ نفسانی میں منہمک شخص اس عصا کا استعمال حدِ اعتدال کے اندر رہ کر نہیں کر سکتا - ۹

برخلاف اس کے جو شخص پاکیزہ باطن۔ صداقت شعار نیک اشخاص کی صحبت میں رہنے اور ضوابط حکمت کے مطابق عمل کرنے والا۔ برگزیدہ (ارباب بصیرت) کی امداد سے فیضیاب اور خود اہل بصیرت ہو۔ وہی اس عصا کے استعمال کی قابلیت رکھتا ہے - ۱۰

(منوسمرتی ۷-۱۷ تا ۱۹-۲۴ تا ۲۸، ۳۰-۳۱)

सैनापत्यं च राज्यं च दण्डनेतृत्वमेव च ।
सर्वलोकाधिपत्यं च वेदशास्त्रविदर्हति ॥११॥
दशावरा वा परिषद्यं धर्मं परिकल्पयेत् ।

ऽवरा वापि वृत्तस्था तं धर्मं न विचालयेत् ॥२॥
त्रैविद्यो हैतुकस्तर्की नैरुक्तो धर्मपाठकः ।
त्रयश्चाश्रमिणः पूर्वे परिषत्स्याद्दशावरा ॥३॥
ऋग्वेदविद्यजुर्विच्च सामवेदविदेव च ।
त्र्यवरा परिषज्ज्ञेया धर्मसंशयनिर्णये ॥४॥
एकोऽपि वेदविद्धर्मं यं व्यवस्येद् द्विजोत्तमः ।
स विज्ञेयः परो धर्मो नाज्ञानामुदितोऽयुतैः ॥५॥
अव्रतानाममन्त्राणां जातिमात्रोपजीविनाम् ।
सहस्रशः समेतानां परिषत्त्वं न विद्यते ॥६॥
यं वदन्ति तमोभूता मूर्खा धर्ममतद्विदः ।
तत्पापं शतधा भूत्वा तद्वक्तॄननुगच्छति ॥७॥

تمام سپاہ اور افسران سپاہ کی قیادت۔ محکمہ عدل کے تمام امور کا اختیار۔ محکمہ سیاسیات کی اعلیٰ حکومت اور بادشاہت۔ ان چار منصبوں پر تمام وید شاستروں کے ماہر (علمار کامل احکام الہٰی کے دل وجان سے پابند۔ فاتح النفس۔ نہایت نیک سیرت) اشخاص کو مقرر کرنا چاہیئے۔ (دوسرے لفظوں میں سپہ سالار اعظم چیف جسٹس (قاضی القضات) وزیر اعظم اور راجہ یعنی صدر اعظم (صدر مجلس) یہ چار اشخاص تمام علوم کے ماہر ہونے چاہئیں۔ ۱

شارحین قانون

(دشاورا[1]) کم سے کم دس ماہران علوم کی یا (تریاورا) یعنی اس سے بھی کم ہو۔ تو تین ماہران علوم کی مجلس جسے قانون قرار دے اس کی خلاف ورزی کرنے کا کسی کو حق نہیں۔ ۲

(دشاورا) دس علمار کی مجلس کے اراکین چاروں ویدوں علم منطق۔ نرکت۔ علم قانون وغیرہ کے ماہر ہونے چاہئیں۔ اور ان میں تینوں ابتدائی (آشرموں) منازل کے اشخاص یعنی (برہمچاری) مجرد (گرہستھی) خانہ دار اور بان پرستھ (عزلت گزین) شامل ہونے چاہئیں۔ ۳

جس مجلس کے اراکین رگوید۔ یجروید۔ سام وید کے تین عالم ہوں (وہ تریاورا) یعنی تین علمار کی مجلس کہلائے گی اس کا کام قانون کے نکات زیر بحث کا فیصلہ کرنا ہوگا)۔ (اس مجلس کا فیصلہ بھی ناطق ہوگا)۔ ۴

سب ویدوں کا جاننے والا (دوجوں) تمام تعلیم یافتہ اشخاص میں برگزیدہ ایک (سنیاسی) بھی جسے قانون قرار دے وہ اعلیٰ پایہ کا قانون ہے۔ اس کے برخلاف ہزاروں لاکھوں بلکہ کروڑوں نادانوں کا دیا ہوا فیصلہ قابل تسلیم نہیں ہوسکتا۔ ۵

(ضبط نفس۔ راست گوئی وغیرہ) ریاضتوں اور علم وید یا قوت خیال سے معرا۔ ان پڑھ اشخاص (برہمنوں۔ کشتریوں اور ویشوں) جو عملاً شودر ہیں۔ کے ہزاروں کی تعداد میں شامل ہو جانے سے بھی کوئی مجلس مجلس نہیں کہلاتی۔ ۶

---

[1] دشاورا اور تریاورا قانون کی تشریح کرنے والی کمیٹیاں ہیں۔ جو قانون کے نکات متنازعہ فیہ کا فیصلہ کرتی ہیں سلطنت کی تین بڑی مجلسوں یعنی مجلس علوم۔ مجلس دینیات اور مجلس سیاسیات سے یہ کمیٹیاں مختلف ہیں۔ دراصل یہ کمیٹیاں ان مجلسوں (سبھاؤں) کی مقرر کردہ ہیں۔

دیدوں سے ناآشنا (جہالت مجسم) بے وقوف لوگ جسے قانون کہیں (اسے کبھی قابل تسلیم نہیں سمجھنا چاہیئے) ایسا قانون سینکڑوں قسم کا گناہ بن کر کہنے (اور عمل کرنے والوں) کی جان کا لاگو ہوتا ہے ۔ ۷ ۔ (منوسمرتی ۱۲-۱۰۰، ۱۱۳ تا ۱۱۵)

المختصر ان کمیٹیوں اور مذکورہ بالا تینوں مجلسوں یعنی (ودّیا آریہ سبھا) مجلس علوم (دھرم آریہ سبھا) مجلس دینیات اور (راج آریہ سبھا) مجلس سیاسیات میں جہلا کو ہرگز شامل نہیں کرنا چاہیئے ۔ برعکس اس کے ان تمام انجمنوں کے اراکین احکام الٰہی کے پابند علما ہی مقرر کیے جانے چاہیئیں ۔

راجہ اور اراکین مجلس سے متعلقہ اوامر و نواہی

त्रैविद्येभ्यस्त्रयीं विद्यां दण्डनीतिं च शाश्वतीम् ।
आन्वीक्षिकीं चात्मविद्यां वार्त्तारम्भाँश्च लोकतः ॥ १ ॥
इन्द्रियाणां जये योगं समातिष्ठेद्दिवानिशम् ।
जितेन्द्रियो हि शक्नोति वशे स्थापयितुं प्रजाः ॥ २ ॥
दश कामसमुत्थानि तथाष्टौ क्रोधजानि च ।
व्यसनानि दुरन्तानि प्रयत्नेन विवर्जयेत् ॥ ३ ॥
कामजेषु प्रसक्तो हि व्यसनेषु महीपतिः ।
वियुज्यतेऽर्थधर्माभ्यां क्रोधजेष्वात्मनैव तु ॥ ४ ॥
मृगयाक्षो दिवास्वप्नः परिवादः स्त्रियो मदः ।
तौर्य्यत्रिकं वृथाट्या च कामजो दशको गणः ॥ ५ ॥
पैशुन्यं साहसं द्रोह ईर्ष्यासूयार्थदूषणम् ।
वाग्दण्डजं च पारुष्यं क्रोधजोऽपि गणोऽष्टकः ॥ ६ ॥
द्वयोरप्येतयोर्मूलं यं सर्वे कवयो विदुः ।
तं यत्नेन जयेल्लोभं तज्जावेतावुभौ गणौ ॥ ७ ॥
पानमक्षाः स्त्रियश्चैव मृगया च यथाक्रमम् ।
एतत्कष्टतमं विद्याच्चतुष्कं कामजे गणे ॥ ८ ॥
दण्डस्य पातनं चैव वाक्पारुष्यार्थदूषणे ।
क्रोधजेऽपि गणे विद्यात्कष्टमेतत्त्रिकं सदा ॥ ९ ॥
सप्तकस्यास्य वर्गस्य सर्वत्रैवानुषङ्गिणः ।
पूर्वं पूर्वं गुरुतरं विद्याद्व्यसनमात्मवान् ॥ १० ॥
व्यसनस्य च मृत्योश्च व्यसनं कष्टमुच्यते ।
व्यसन्यधोऽधो व्रजति स्वर्यात्यव्यसनी मृतः ॥ ११ ॥

(راجہ اور اراکین مجلس وہی ہو سکتے ہیں ۔ جو) چاروں ویدوں میں بیان کی گئی ..... رموز سہ گانہ (علم، عمل اور عبادت) کی تعلیم ان رموز کے ماہرین سے حاصل کر چکے ہوں ۔ علم سیاسیات، علم منطق ۔ اور علم معرفت (یعنی برہم شود

کے اوصاف - افعال اور عادات سے کما حقہ واقف ہوں - اور عامۃ الناس کے دنیوی کاروبار کے متعلق پوری واقفیت حاصل کر چکے ہوں - ۱

مجلس کے اراکین اور صدر حواس کو قابو میں رکھیں (ہمیشہ احکام الہٰی کے پابند رہیں - ان احکام کی خلاف ورزی سے پرہیز کریں - اور اسی مقصد سے رات دن ریاضت ہائے یوگ کی مشق کیا کریں - کیونکہ اپنے حواس اور قوے (یعنی قلب متنفس اور قالب) کو (جو اندر کی رعایا ہیں) زیر کئے بغیر باہر کی رعایا کو قابو میں نہیں رکھا جا سکتا - ۲

دس عیوب عیاشی سے اور آٹھ عیوب غضب سے ایسے پیدا ہوتے ہیں - کہ ان میں ایک بار پھنس کر پھر انسان ان سے مشکل سے آزاد ہو سکتا ہے - ان عیوب سے بچے رہنے کی جی جان سے کوشش کرے - ۳

جو راجہ دس اقسام عیاشی کا شکار ہو جاتا ہے - وہ دولت یعنی سلطنت اور مال و زر اور دھرم یعنی نعمت دین سے محروم ہو جاتا ہے - اور جو آٹھ عیوب غضبی کا شکار ہوتا ہے - وہ جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے - ۴

دس عیوب جو عیاشی سے پیدا ہوتے ہیں یہ ہیں (۱) شکار (۲) قمار بازی[1] (۳) دن کو سونا (۴) غیبت اور عشقیہ گفتگو (۵) عورتوں کی قربت (۶) منشی اشیاء (مثلاً شراب - بھنگ - افیم - گانجا - چرس وغیرہ) کا استعمال (۷ تا ۹) گانا بجانا رقص کرنا کرانا (اور ان کا سننا اور دیکھنا) (۱۰) آوارہ گردی - ۵

آٹھ عیوب جو غضب سے پیدا ہوتے ہیں وہ یہ ہیں (۱) چغلخوری (۲) زنا بالجبر وغیرہ جبر و تشدد (۳) غداری (۴) حسد یعنی دوسرے کی عظمت یا ترقی کو دیکھ کر جلتے رہنا (۵) مذمت یعنی کسی کی خوبی کو نقص اور نقص کو بطور خوبی ظاہر کرنا (۶) مال و زر کا بیجا یعنی برے کاموں میں استعمال کرنا (اور کسی کا مال چھین لینا) (۷) درشت کلامی یعنی گالی گلوچ (۸) مارپیٹ یعنی بے قصور سزا دہی - ۶

تمام دانا اچھی طرح جانتے ہیں - کہ ان ہر دو اقسام کے عیوب کا بیج حرص ہے - اسے دور کرنے کے لئے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھنا چاہیئے - ۷

جو عیب عیاشی کا نتیجہ ہیں - ان میں سے منشیات کا استعمال قمار بازی عورتوں کی قربت اور شکار یہ چار عیب بالخصوص برے ہیں - ۸

اور جو عیب غضب سے پیدا ہوتے ہیں - ان میں سے بغیر قصور مارپیٹ کرنا گالی گلوچ اور زر و مال کا چھین لینا اور بیجا صرف کرنا یہ تین عیب نہایت مضرت رساں ہیں - ۹

ان سات عیوب میں سے مقدم الذکر عیب ہر مؤخر الذکر عیب سے زیادہ برا ہے - یعنی زر و مال کے چھین لینے اور بیجا خرچ کرنے کی نسبت گالی گلوچ - گالی گلوچ کی نسبت مارپیٹ - مارپیٹ کی نسبت شکار کھیلنا - شکار کھیلنے کی نسبت عورتوں کی قربت اس سے قمار بازی اور اس سے منشی اشیاء کا استعمال شدید تر عیب ہے - ۱۰

تحقیق بری عادت اور موت میں سے عادت بد زیادہ مضر ہے - کیونکہ بدکردار جیتا شخص جتنا زیادہ جیے گا اتنا زیادہ گناہ کرتا کرتا اسی تناسب سے قعر ذلت میں گرتا جائے گا - برخلاف اس کے جو کسی بھی بری عادت میں نہیں پھنسا وہ مر کر بھی عالم راحت کا مستحق ہوگا - ۱۱ (منوسمرتی ۷ - ۴۴ تا ۵۳)

---

[1] جوا اور تفریح کے لیے چوسر کھیلنا - ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۸۷ بارھواں ایڈیشن

اِس لئے بالخصوص راجہ اور بالعموم تمام بنی نوع انسانی کو واجب ہے۔ کہ کبھی شکار اور شراب نوشی وغیرہ معائب میں مبتلا نہ ہوں۔ اور عادات بد سے علیحدہ رہ کر احکام الٰہی کے مطابق اوصاف۔ اعمال اور عادات سے متصف ہوں اور ہمیشہ اچھے کام کیا کریں۔

وزراء سلطنت | اراکین مجلس اور وزراء میں مندرجہ ذیل اوصاف ہونے چاہئیں۔

मौलान् शास्त्रविदः शूराँल्लब्धलक्ष्यान् कुलोद्‌गतान् ।
सचिवान्सप्त चाष्टौ वा प्रकुर्वीत परीक्षितान् ॥ १ ॥
अपि यत्सुकरं कर्म तदप्येकेन दुष्करम् ।
विशेषतोऽसहायेन किन्तु राज्यं महोदयम् ॥ २ ॥
तैः सार्द्धं चिन्तयेन्नित्यं सामान्यं सन्धिविग्रहम् ।
स्थानं समुदयं गुप्तिं लब्धप्रशमनानि च ॥ ३ ॥
तेषां स्वं स्वमभिप्रायमुपलभ्य पृथक् पृथक् ।
समस्तानाञ्च कार्य्येषु विदध्याद्धितमात्मनः ॥ ४ ॥
अन्यानपि प्रकुर्वीत शुचीन् प्राज्ञानवस्थितान् ।
सम्यगर्थसमाहर्तृ̄नमात्यान्सुपरीक्षितान् ॥ ५ ॥
निवर्त्तेतास्य यावद्भिरितिकर्तव्यता नृभिः ।
तावतोऽतन्द्रितान् दक्षान् प्रकुर्वीत विचक्षणान् ॥ ६ ॥
तेषामर्थे नियुञ्जीत शूरान् दक्षान् कुलोद्‌गतान् ।
शुचीनाकरकर्मान्ते भीरूनन्तर्निवेशने ॥ ७ ॥
दूतं चैव प्रकुर्वीत सर्वशास्त्रविशारदम् ।
इङ्गिताकारचेष्टज्ञं शुचिं दक्षं कुलोद्‌गतम् ॥ ८ ॥
अनुरक्तः शुचिर्दक्षः स्मृतिमान् देशकालवित् ।
वपुष्मान्वीतभीर्वाग्मी दूतो राज्ञः प्रशस्यते ॥ ९ ॥

ویدوغیرہ کتب علوم کے ماہر شجاع۔ اولو العزم۔ عالی نسب۔ آزمائش میں پورے اُترے ہوئے۔ احکام الٰہی کے پابند اپنی سلطنت یا ملک میں پیدا شدہ سات یا آٹھ برگزیدہ اشخاص کو وزیر مقرر کرے۔ ۱

کیونکہ کوئی آسان کام بھی کسی تنہا شخص سے (بغیر کسی کی امداد کے) سرانجام پانا مشکل ہوتا ہے۔ پھر سلطنت جیسا عظیم الشان کام کسی فرد واحد سے کس طرح پایۂ تکمیل کو پہنچے گا؟ (اس لئے کسی فرد واحد کو راجہ بنا کر اس کی عقل پر بھروسہ کرنا اور تمام سلطنت کے کاروبار کا بوجھ اسی پر ڈال دینا نہایت خطرناک ہے) ۲

(صدر مجلس کو واجب ہے کہ) امور سلطنت کے متعلق ہوشیار۔ ذی علم وزراء کے ساتھ حسب معمول (کسی سے) صلح (کسی سے) جنگ (کسی سے) قیام یعنی حسب موقعہ اپنی سلطنت میں حفاظت سے بیٹھے رہنے اور جب بیٹھنے کا موقعہ ہو۔ جھٹ

دشمن پر چڑھائی کر دینے (افواج اور خزائن وغیرہ کی حفاظت) اور جو جو ملک زیر ہوں۔ اِن میں فتنہ فساد کے مٹانے اور امن قائم کرنے۔ اِن چھ امور کے بارے میں ہمیشہ مشورہ کرے ۳

تمام کام مشورہ سے کرے یعنی اِن اراکینِ مجلس کی پہلے الگ الگ رائے اور اختیار دلی سے (اور پھر سب کی صلاح سے یکجا) آشنا ہو کر (کثرت رائے سے) جو بات اپنے اور غیر کے بھلے کی قرار پائے۔ وہی عمل میں لائے - ۴

اور بھی ایسے اشخاص جو دیانت دار عقلمند۔ ارادے کے پکے اور حصول مقاصد میں ہوشیار ہوں۔ اور جو آزمائش میں پورے اُتریں۔ عہدہٴ وزارت پر مقرر کرے۔ ۵

جتنے اشخاص سے سلطنت کے کاروبار کی کماحقہٗ تکمیل ہو سکے۔ اتنے چست۔ قوی اور ہوشیار برگزیدہ افراد کو عہدے دار تعینات کرے۔ ۶

ان کے ماتحت بہادر۔ طاقتور۔ عالی نسب۔ دیانت دار ملازموں کو (کانوں اور گوداموں وغیرہ) بڑے بڑے محکمہ جات پر اور ڈرپوک اشخاص کو اندر کے کاموں پر تعینات کرے۔ ۷

قونصل

اچھے خاندان میں پیدا ہوئے۔ دیانت دار۔ خدوخال اور حرکات و سکنات سے دل کے راز اور مستقبل کی بات کو جان لینے والے۔ تمام (شاستروں) علوم کے ماہر ہوشیار شخص کو قونصل (ایلچی) بنائے ۸

جو شخص سلطنت کے کاروبار میں نہایت دلچسپی اور جوش سے کام لے (یعنی پورا وفادار ہو) اور جو بے ریا۔ پاکیزہ باطن۔ ہوشیار۔ قوتِ حافظہ کا دھنی۔ مقام اور موقعہ کے مطابق کام کرنے والا۔ خوش وضع۔ بلند آواز۔ فصیح الکلام ہو۔ وہی راجہ کا ایلچی ہونے کے لئے موزوں ہے۔ ۹ منوسمرتی ۷-۵۴ تا ۵۷ - ۶۰ تا ۶۴

محکمہ جات کی تقسیم

کاروبار سلطنت کی تقسیم مندرجہ ذیل طریق پر کی جانی چاہیے :-

अमात्ये दण्ड आयत्तो दण्डे वैनयिकी क्रिया ।
नृपतौ कोशराष्ट्रे च दूते सन्धिविपर्ययौ ॥ १ ॥
दूत एव हि संधत्ते भिनत्त्येव च संहतान् ।
दूतस्तत्कुरुते कर्म भिद्यन्ते येन वा न वा ॥ २ ॥
बुद्ध्वा च सर्वं तत्त्वेन परराजचिकीर्षितम् ।
तथा प्रयत्नमातिष्ठेद्यथात्मानं न पीडयेत् ॥ ३ ॥
धनुर्दुर्गं महीदुर्गमब्दुर्गं वार्क्षमेव वा ।
नृदुर्गं गिरिदुर्गं वा समाश्रित्य वसेत्पुरम् ॥ ४ ॥
एकः शतं योधयति प्राकारस्थो धनुर्धरः ।
शतं दश सहस्राणि तस्माद्दुर्गं विधीयते ॥ ५ ॥
तत्स्यादायुधसम्पन्नं धनधान्येन वाहनैः ।
ब्राह्मणैः शिल्पिभिर्यन्त्रैर्यवसेनोदकेन च ॥ ६ ॥
तस्य मध्ये सुपर्याप्तं कारयेद्गृहमात्मनः ।

गुप्तं सर्वर्त्तुकं शुभ्रं जलवृक्षसमन्वितम् ॥ ७ ॥
तदध्यास्योद्वहेद्भार्यां सवर्णां लक्षणान्विताम् ।
कुले महति सम्भूतां हृद्यां रूपगुणान्विताम् ॥ ८ ॥
पुरोहितं प्रकुर्वीत वृणुयादेव चर्त्विजम् ।
तेऽस्य गृह्याणि कर्माणि कुर्युर्वैतानिकानि च ॥ ९ ॥

تعزیر کا کام وزیر کے ماتحت خزانہ اور ملک کا کام راجہ کے۔ صلح و جنگ ایلچی کے (اور سلطنت کے تمام کار بار مجلس سیاسیات کے) ماتحت ہونے چاہئیں۔ تعزیرات کا ضابطہ ایسا ہونا چاہیئے۔ کہ کسی کے ساتھ بے انصافی نہ ہو۔ کیونکہ سلطنت کا انضباط تمام تر تعزیرات پر منحصر ہے۔ ۱

ایلچی ہی بگڑے ہوؤں کو ملاتا اور ملے ہوئے (بدطینت) اشخاص کو آپس میں لڑا دیتا ہے۔ ایلچی ایسا کام کرے جس سے دشمنوں میں پھوٹ پڑ جائے۔ (پھوٹ پڑنا نہ پڑنا ایلچی پر منحصر ہے)۔ ۲

(مجلس کا صدر اور اراکین یا ایلچی وغیرہ) مخالف راجہ کے ارادوں کا صحیح علم حاصل کر کے ایسی کوشش کریں کہ اپنا نقصان نہ ہو۔ ۳

خوبصورت جنگل اور ہر قسم کی دولت سے مالامال مقام پر تیر اندازوں کا۔ یا مٹی کا۔ یا پانی کا۔ یا فوج کا۔ یا پہاڑ کا قلعہ بنا کر اس کے درمیان شہر آباد کرے۔ ۴

شہر کے چاروں طرف فصیل بنائے۔ کیونکہ فصیل کے اندر کھڑے ہو کر ایک بہادر تیر انداز سو سپاہیوں کا اور سو سپاہی دس ہزار کا مقابلہ آسانی سے کر سکتے ہیں اس لئے قلعہ (اور فصیل) ضرور بنوانی چاہیئے۔ ۵

اس قلعہ میں اسلحۂ جنگ۔ زر و مال۔ اناج سامان سواری و باربرداری برہمن یعنی معلم اور واعظ کاریگر کارخانے اور کلیں چارہ۔ گھاس اور پانی وغیرہ با افراط ہوں۔ ۶

قلعہ کے وسط میں اپنے لئے پانی۔ درختوں اور پھولوں وغیرہ سے آراستہ ہر طرح سے محفوظ۔ تمام موسموں کی راحت سفید رنگ کا محل تعمیر کرائے۔ جو تمام کاروبار سلطنت کے لئے مکتفی ہو۔ ۷

راجا کیلئے کثرت ازدواج کی ممانعت

بعد ازاں یعنی زمانۂ طالب علمی کے خاتمہ پر جب مذکورہ بالا امور سلطنت کا تسلی بخش انتظام ہو جائے

کسی حسین۔ نیک سیرت۔ جاذب نظر۔ عالی نسب۔ کشتری خاندان کی۔ علم وغیرہ اوصاف اعمال اور عادات میں اپنی ہمپایہ ایک ہی لڑکی سے شادی کرے۔ (دیگر تمام مستورات کو اپنے لئے ممنوع سمجھ کر ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھے)۔ ۹

پروہت اور رتوج کا انتخاب اور تقرر اس لئے کرے۔ کہ روزانہ اگنی ہوتر اور یتدرہ (نذر گلیہ وغیرہ) رسومات خانگی ادا کیا کریں۔ (راجہ بذات خود ہمیشہ سلطنت کے کاروبار میں مستعد رہے۔ راجہ کی سندھیا اپاسنا یعنی عبادت وغیرہ فرائض کی ادائیگی کا حقیقی فائدہ) یہی ہے کہ وہ استعدادِ سلطنت کے کام کاج میں مشغول رہے۔ اور کوئی کام بگڑنے نہ دے۔[۱] منوسمرتی ۷-۶۵، ۶۶، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۴، ۷۶، ۷۸

[۱] فرائض خانگی کی نگرانی پروہت اور رتوج کا کام ہے ان فرائض کی ادائیگی کے ذمہ دار بھی وہی ہیں لیکن راجہ ان فرائض کی ادائیگی سے آزاد نہیں۔ چنانچہ آگے چل کر منوسمرتی باب ۷ شلوک ۱۴۵ کی توضیح کرتے ہوئے رشی دیانند آپ سے ۸ برہمنوں کا دھیان اور اگنی ہوتر کرنے کے بعد ہی ان مجلس میں داخل ہونے کی ہدایت فرماتے ہیں یعنی راجہ کو فرائض خانگی کے تفکرات سے تو آزاد کرتے ہیں۔ لیکن فرائض ذاتی سے نہیں۔

सांवत्सरिकमाप्तैश्च राष्ट्रादाहारयेद् बलिम् ।
स्याच्चाम्नायपरो लोके वर्त्तेत पितृवन्नृषु ॥१॥
अध्यक्षान् विविधान् कुर्यात् तत्र तत्र विपश्चितः ।
तेऽस्य सर्वाण्यवेक्षेरन्नृणां कार्याणि कुर्वताम् ॥२॥
आवृत्तानां गुरुकुलाद्विप्राणां पूजको भवेत् ।
नृपाणामक्षयो ह्येष निधिर्ब्राह्मो विधीयते ॥३॥
समोत्तमाधमै राजा त्वाहूतः पालयन् प्रजाः ।
न निवर्त्तेत संग्रामात् क्षात्रं धर्ममनुस्मरन् ॥४॥
आहवेषु मिथोऽन्योन्यं जिघांसन्तो महीक्षितः ।
युध्यमानाः परं शक्त्या स्वर्गं यान्त्यपराङ्मुखाः ॥५॥
न च हन्यात्स्थलारूढं न क्लीबं न कृताञ्जलिम् ।
न मुक्तकेशं नासीनं न तवास्मीति वादिनम् ॥६॥
न सुप्तं न विसन्नाहं न नग्नं न निरायुधम् ।
नायुध्यमानं पश्यन्तं न परेण समागतम् ॥७॥
नायुधव्यसनं प्राप्तं नार्त्तं नातिपरिक्षतम् ।
न भीतं न परावृत्तं सतां धर्ममनुस्मरन् ॥८॥
यस्तु भीतः परावृत्तः सङ्ग्रामे हन्यते परैः ।
भर्त्तुर्यद्दुष्कृतं किञ्चित्तत्सर्वं प्रतिपद्यते ॥९॥
यच्चास्य सुकृतं किंचिदमुत्रार्थमुपार्जितम् ।
भर्त्ता तत्सर्वमादत्ते परावृत्तहतस्य तु ॥१०॥
रथाश्वं हस्तिनं छत्रं धनं धान्यं पशून् स्त्रियः ।
सर्वद्रव्याणि कुप्यं च यो यज्जयति तस्य तत् ॥११॥

राज्ञश्च दद्युरुद्धारमित्येषा वैदिकी श्रुतिः ।
राज्ञा च सर्वयोधेभ्यो दातव्यमपृथग्जितम् ॥१२॥

معتبر اشخاص کے ذریعہ سالانہ محصول وصول کیا جائے۔ اور صدر مجلس یعنی راجا اور دیگر حکام۔ دوسرے
لفظوں میں مجلس کے تمام اراکین) رعایا کے بارے میں احکام وید کے مطابق شفقت پدرانہ عمل میں لائیں۔ ۱
سلطنت کے کاروبار میں مجلس سیاسیات مختلف قسم کے افسر تعینات کرے۔ اور اس بات کی نگرانی رکھے۔ کہ جس
جس کام پر جو جو شخص تعینات کیا گیا ہے وہ اسے باقاعدہ انجام دیتا ہے یا نہیں۔ (جو اشخاص اپنے فرائض کی تکمیل
کماحقہ کرتے ہیں انہیں انعام و اکرام۔ اور جو نہیں کرتے انہیں سزا دی جانی چاہیئے۔ ۲

وید کی اشاعت راجاؤں کی لازوال دولت ہے۔ جو عالم گوروکل یعنی مکتب سے باقاعدہ حصولِ تعلیم اور ضبطِ نفس کی مشق کے بعد فارغ التحصیل ہو کر واپس آئے۔ راجا اور مجلس اس کی تعظیم کرے۔ (ان اشخاص کی بھی تعظیم کی جائے جن کی تعلیم سے لوگ عالم بنتے ہیں۔ ایسا کرنے سے علوم کی ترقی ہوتی اور تمام سلطنت درجۂ کمال کو پہنچتی ہے)۔ ۳

احکامِ جنگ

راجا رعایا کی حفاظت میں مصروف ہے۔ اور جب اسے اپنے چھوٹا، برابر کا یا بڑا راجہ جنگ کا پیغام دے۔ تو بطور کشتری اس کا فرض ہے۔ کہ اس کا مقابلہ کرے اور میدانِ جنگ سے کبھی روگرداں نہ ہو۔ (یعنی ایسی ہوشیاری سے لڑے کہ یقیناً فتحیاب ہو) ۴

جو راجا میدانِ جنگ میں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو کر مصروفِ کارزار رہتے ہیں اور حسبِ استطاعت بےخوف ہو کر لڑتے اور پیٹھ دکھانے سے گریز کرتے ہیں۔ وہ عالم راحت میں مقیم ہوتے ہیں اس لئے جنگ میں کبھی پیٹھ نہ دکھائے۔ (ہاں! کبھی کبھی فتح حاصل کرنے کے لئے دشمن کے سامنے سے روپوش ہو جانا۔ اور جس طرزِ عمل کے اختیار کرنے سے یقیناً فتح حاصل ہو ویسا ہی تدبیر اختیار کرنا مناسب ہے جیسے شیر غصے میں آ کر فوراً سامنے ہوتا اور خواہ مخواہ بندوق کا نشانہ بن جاتا ہے۔ اسی طرح بیوقوف بن کر سلطنت کو مفت میں تاحت و تاراج نہیں ہونے دینا چاہیئے[1]) ۵

مندرجہ ذیل اشخاص پر ہتھیار نہیں چلانا چاہیئے:- (۱) میدانِ جنگ سے کنارہ کش (۲) مخنث (۳) ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہوئے (۴) جن کے سر کے بال کھل کر بکھر گئے ہوں (۵) بیٹھے ہوئے (۶) پناہ گزیں۔ ۶

(۷) سوئے ہوئے (۸) بیہوش (۹) برہنہ تن[2] (۱۰) بے ہتھیار (۱۱) جنگ کے تماشائی (۱۲) دشمن کے ہمراہی[3] ۷

(۱۳) سخت زخمی (۱۴) مصیبت زدہ (۱۵) مغروب (۱۶) خوفزدہ۔ (۱۷) مفرور۔ شرفا کا یہی وطیرہ ہے! سے ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے۔ ۸

ایسے اشخاص کو گرفتار کر کے ان میں سے جو تندرست ہوں۔ انہیں قید خانے میں ڈال دینا اور ان کی خوراک اور پوشاک کا مکمل انتظام کر دینا چاہیئے۔ اور جو زخمی ہوں۔ ان کا باقاعدہ علاج کرانا چاہیئے اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ نہ تو انہیں طعن و تشنیع کی جائے۔ اور نہ کسی اور قسم کی تکلیف دی جائے۔ ان سے وہ کام کرانے چاہئیں جو ان کی شان کے شایاں ہوں۔ یہ بات بالخصوص مدِ نظر رکھنی چاہیئے۔ کہ کوئی عورتوں بچوں۔ بوڑھوں۔ بیماروں اور مصیبت زدہ اشخاص پر ہتھیار نہ چلائے۔ ان کی اولاد کی حفاظت اپنی اولاد کی طرح کرتی اور عورتوں کو بمنزلہ اپنی بہنوں اور بیٹیوں کے تصور کرنا چاہیئے۔ انہیں بری نظر سے دیکھنا بھی نہیں چاہیئے جب سلطنت میں کامل امن و امان ہو جائے۔ تو جن افراد سے پھر فتنہ و فساد کا اندیشہ نہ ہو۔ انہیں باعزت طور پر رہا کر کے اپنے اپنے گھر یا دیش میں بھیج دینا چاہیئے۔ اور جن سے مستقبل میں مزاحمت کا خطرہ ہو۔ انہیں حبسِ دوام کی سزا دینی چاہیئے۔ ۸

---

[1] منوسمرتی میں اس مفہوم کا باب ہفتم کا ۱۰۸ اشلوک ہے جس کی توضیح آگے چل کر کی گئی ہے۔ دیکھو صفحہ نمبر ۱۵۲ [2] دیگر شارحین نے اس لفظ کے معنے "بغیر زرہ بکتر کے یا بغیر کپڑے کے" کئے ہیں۔ لیکن یہی مفہوم "برہنہ تن" کہا ہے [3] دیگر شارحین نے اس کے معنے "کسی اور کے ساتھ مصروفِ جنگ" کئے ہیں کہ جس کا ہتھیار ٹوٹ گیا ہو۔

جو سپاہی ڈر کے مارے بھاگ کر دشمن کے ہاتھوں مارا جاتا ہے وہ اپنے آقا کے گناہوں کا بوجھ اپنے اوپر لیکر
عقبیٰ میں مستوجب سزا ہوتا ہے۔ ۹
اور جو دنیا و عقبیٰ میں اُسے درجات ثواب حاصل تھے۔ وہ اس کے آقا کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں (میدانِ
جنگ سے منحرف ہو کر مارے گئے کو راحت نصیب نہیں ہوتی۔ اس کا تمام ثواب چھن جاتا ہے اور اس کی
سابقہ تعظیم و تکریم کا مستحق وہ ہو جاتا ہے۔ جو مطابق احکام دین مصروفِ جنگ رہا ہو)۔ ۱۰

مالِ غنیمت

(اس قاعدہ کی خلاف ورزی کبھی نہیں کرنی چاہیئے۔ کہ) جس جس ملازم نے میدانِ
جنگ میں جو رتھ گھوڑے۔ ہاتھی۔ چھتر۔ زر و مال۔ اناج۔ گائے وغیرہ مویشی۔ عورتیں
اور دیگر ہر قسم کا سامان از قسم (کم قیمت معدنیات) اور (گھی اور تیل وغیرہ کے کُپّے) فتح کیے ہوں۔
وہی ان کا حق دار ہے۔ ۱۱
اہلِ فوج کا فرض ہے۔ کہ مالِ غنیمت کا سولہواں حصہ راجا کی نذر کریں۔ اور جو مال سب کی متفقہ کوشش سے
ہاتھ آیا ہو۔ اس کا سولہواں حصہ راجا فوج کو بانٹ دے۔ ۱۲ منو ۷۔ ۸۰ تا ۸۲۔ ۸۷، ۸۹، ۹۱ تا ۹۷
جو اشخاص جنگ میں مارے جائیں۔ ان کا حصہ ان کی اہلیہ اور اولاد کو دیا جائے۔ اور اس کی بیوی
اور نابالغ بچوں کی پرورش کا سرکار کی طرف سے باقاعدہ انتظام کیا جائے۔ جب لڑکے قابل ہو جائیں۔ تو
انہیں حسب لیاقت حقوق ملازمت دیئے جائیں۔ جو راجہ اپنی سلطنت کی ترقی۔ نیک نامی۔ فتحیابی اور راحت
و آرام کی ابزادی کا خواہشمند ہو۔ اُسے ان قواعد کی خلاف ورزی سے ہمیشہ پرہیز کرنا چاہیئے۔

ترقی و استحکام سلطنت کے اسباب

अलब्धं चैव लिप्सेत लब्धं रक्षेत्प्रयत्नतः ।
रक्षितं वर्द्धयेच्चैव वृद्धं पात्रेषु निःक्षिपेत् ॥ १ ॥
अलब्धमिच्छेद्दण्डेन लब्धं रक्षेदवेक्षया ।
रक्षितं वर्द्धयेद्वृद्ध्या वृद्धं दानेन निःक्षिपेत् ॥ २ ॥
अमाययैव वर्त्तेत न कथंचन मायया ।
बुध्येतारिप्रयुक्तां च मायां नित्यं स्वसंवृतः ॥ ३ ॥
नास्य छिद्रं परो विद्याच्छिद्रं विद्यात्परस्य तु ।
गूहेत्कूर्म इवाङ्गानि रक्षेद्विवरमात्मनः ॥ ४ ॥
वकवच्चिन्तयेदर्थान् सिंहवच्च पराक्रमेत् ।
वृकवच्चावलुम्पेत शशवच्च विनिष्पतेत् ॥ ५ ॥
एवं विजयमानस्य येऽस्य स्युः परिपन्थिनः ।
तानानयेद्वशं सर्वान् सामादिभिरुपक्रमैः ॥ ६ ॥
यथोद्धरति निर्दाता कक्षं धान्यं च रक्षति ।
तथा रक्षेन्नृपो राष्ट्रं हन्याच्च परिपन्थिनः ॥ ७ ॥

मोहाद्राजा स्वराष्ट्रं यः कर्षयत्यनवेक्षया ।
सोऽचिराद् भ्रश्यते राज्याज्जीविताच्च सबान्धवः ॥८॥
शरीरकर्षणात्प्राणाः क्षीयन्ते प्राणिनां यथा ।
तथा राज्ञामपि प्राणाः क्षीयन्ते राष्ट्रकर्षणात् ॥९॥
राष्ट्रस्य संग्रहे नित्यं विधानमिदमाचरेत् ।
सुसंगृहीतराष्ट्रो हि पार्थिवः सुखमेधते ॥१०॥
द्वयोस्त्रयाणां पंचानां मध्ये गुल्ममधिष्ठितम् ।
तथा ग्रामशतानां च कुर्याद्राष्ट्रस्य संग्रहम् ॥११॥
ग्रामस्याधिपतिं कुर्याद्दशग्रामपतिं तथा ।
विंशतीशं शतेशं च सहस्रपतिमेव च ॥१२॥
ग्रामे दोषान्समुत्पन्नान् ग्रामिकः शनकैः स्वयम् ।
शंसेद् ग्रामदशेशाय दशेशो विंशतीशिनम् ॥१३॥
विंशतीशस्तु तत्सर्वं शतेशाय निवेदयेत् ।
शंसेद् ग्रामशतेशस्तु सहस्रपतये स्वयम् ॥१४॥
तेषां ग्राम्याणि कार्याणि पृथक्कार्याणि चैव हि ।
राज्ञोऽन्यः सचिवः स्निग्धस्तानि पश्येदतन्द्रितः ॥१५॥
नगरे नगरे चैकं कुर्यात्सर्वार्थचिन्तकम् ।
उच्चैः स्थानं घोररूपं नक्षत्राणामिव ग्रहम् ॥१६॥
स तानुपरिक्रामेत्सर्वानेव सदा स्वयम् ।
तेषां वृत्तं परिणयेत्सम्यग्राष्ट्रेषु तच्चरैः ॥१७॥
राज्ञो हि रक्षाधिकृताः परस्वादायिनः शठाः ।
भृत्या भवन्ति प्रायेण तेभ्यो रक्षेदिमाः प्रजाः ॥१८॥
ये कार्यिकेभ्योऽर्थमेव गृह्णीयुः पापचेतसः ।
तेषां सर्वस्वमादाय राजा कुर्यात्प्रवासनम् ॥१९॥

راجہ اور مجلس سیاسی کو چاہیئے۔ کہ غیر میسر اشیاء کے حصول کے خواہشمند ہوں۔ حاصل شدہ اشیاء کی حفاظت میں کوشاں رہیں۔ محفوظ اشیاء کی ترقی کریں۔ اور بڑھے ہوئے مال و زر کا صرف جائز مقامات پر (مثلاً علوم وید اور دھرم (دین) کی اشاعت۔ طالب علموں۔ احکام وید کے (اپدیشکوں) واعظوں اور بے کس یتیموں کی پرورش میں) کریں۔ ۱

ان مساعی جہانگانہ کے مقاصد سے واقف ہو کر اور کاہلی چھوڑ کر یہ تمام تدابیر عمل میں لائے۔ حصول

اور نادان کے ذریعہ غیر میسر اشیاء کے حاصل کرنے کی خواہش ہمیشہ کی جگہ انی سے حاصل شدہ اشیا کی حفاظت
اور سود وغیرہ کے ذریعہ اشیائے محفوظ کی ترقی کرے۔ اور بڑھی ہوئی دولت کا صرف مندرجہ بالا طریق سے ۵
(سخاوت کے کاموں میں) کرے۔ ۲

کبھی کسی سے مکر و دغا کا سلوک نہ کرے۔ برعکس اس کے ہمیشہ خلوص دل سے کام لے۔ اور ہمیشہ اپنی حفاظت میں
مستعد اور دشمن کے مکر و فریب سے آگاہ ہو کر بدکیش کے منصوبوں کو بیکار کرتا ہے۔ ۳

خود دشمن کی کمزوریوں سے واقف ہے۔ لیکن کوئی دشمن اس کی کمزوریوں سے واقف نہ ہو سکے۔ جیسے کچھوا اپنے تمام اعضاء کو مخفی رکھتا ہے ایسی طرح ایسے تمام مقامات جن سے دشمن سلطنت میں داخل ہو سکے محفوظ اور پوشیدہ رکھے۔ جیسے بگلا دل کی یکسوئی سے مچھلی کی تاک میں رہتا ہے ایسی طرح اسباب سلطنت کی ترقی پر اپنے دل کی توجہ مرکوز کرے۔ دولت وغیرہ اسباب اور فوج کی ترقی کر کے دشمن کو زیر کرنے کے لئے شیر کی طرح تنہا عادانہ وار کرے۔ چیتے (بھیڑیئے) کی طرح چھپ کر دشمنوں پر جا پڑے۔ اور قوی تر دشمن کے نزدیک آنے پر خرگوش کی طرح دور بھاگ جائے۔ اور پھر حکمت عملی سے اسے گرفتار کر لے) ۵

ان تدابیر سے فتحیاب ہو۔ اور سلطنت میں جو راہزن یعنی لیٹرے اور ڈاکو ہوں انہیں محبت سے سمجھا کر یا آپس میں لڑا کر زیر کرے۔ جو اس طرح زیر نہ ہوں۔ انہیں سخت سزا دے کر اپنے تابع کرے۔ ۶

جیسے نلائی کرنے والا گھاس کو نکال پھینکتا اور اناج کو محفوظ رکھتا ہے (یعنی اسے کاٹنے نہیں دیتا) ایسے ہی راجہ ٹھگوں اور چوروں کو ہلاک کرے۔ اور رعایا کی حفاظت کرے۔ ۷

جو راجہ غفلت یا لاپرواہی سے اپنی سلطنت کو کمزور ہونے دیتا ہے۔ وہ سلطنت تو سلطنت۔ اپنے متعلقین سمیت اپنی زندگی تک سے قبل از وقت ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ ۸

جیسے جسم کو کمزور کرنے سے حیوانات کے قوائے حیات کمزور ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی رعایا کو کمزور کرنے سے راجاؤں کے قوائے حیات (یعنی سلطنت کی مختلف طاقتیں اور رفیق) زوال پذیر ہو کر معہ سمت نابود ہو جاتے ہیں۔ ۹

راجہ اور مجلس سیاسی سلطنت کے انتظام کے لئے (مندرجہ ذیل ضابطہ سے کام لے کر) کوشش کرے۔ کہ تمام امور کماحقہٗ پایۂ تکمیل تک پہنچ جائیں۔ جو راجہ انتظام سلطنت میں ہمیشہ مستعد رہتا ہے اسے زیادہ راحت نصیب ہوتی ہے۔ ۱۰

دو۔ تین۔ پانچ اور سو گاؤں کے درمیان ایک ایک مرکز مقرر کرے جس میں حسب ضرورت ملازم یعنی کاردار وغیرہ افسر مقرر کر کے تمام سلطنت کا انتظام کرے۔ ۱۱

ایک ایک گاؤں کے اوپر ایک ایک افسر۔ پھر دس گاؤں کے اوپر ایک اور افسر۔ پھر بیس کے اوپر ایک تیسرا افسر۔ پھر سو پر چوتھا۔ اور ہزار پر پانچواں افسر مقرر کرے۔ ۱۲

آج کل جو ہر گاؤں میں پٹواری تعینات کر کے ہر دس گاؤں پر مشتمل ایک تھانہ۔ دو تھانوں پر مشتمل ایک بڑا تھانہ پانچ بڑے تھانوں پر مشتمل ایک تحصیل اور دس تحصیلوں پر مشتمل ایک ضلع ہوتا ہے۔ یہ سب نظم و نسق منو سمرتی وغیرہ ہمارے دھرم شاستروں یعنی کتب دینی سے ماخوذ کیا گیا ہے۔

---

[1] دیگر شارحین ان الفاظ کا مفہوم بیرونی دشمن سمجھتے ہیں
[2] یہ اس سے اگلے شلوک یعنی منو سمرتی ۷ — ۱۰۸ کا مفہوم ہے۔

محکمۂ جاسوسی

اس طرح تمام سلطنت کا انتظام کر کے فرمان جاری کرے۔ کہ ہر گاؤں کا حاکم ہر روز اپنے گاؤں کی واردات کی اطلاع خفیہ طور پر دس گاؤں کے حاکم کے پاس بھیج دیا کرے اور دس گاؤں کا حاکم بیس گاؤں کے افسر کو اپنے دسوں گاؤں کے حالات کی رپورٹ کیا کرے۔ ۱۳

بیس گاؤں کا افسر سو گاؤں کے افسر کے پاس۔ اور سو گاؤں کا افسر اپنے ہزار گاؤں کے افسر کے پاس روزانہ رپورٹ بھیجا کرے۔ اعلیٰ ہذا القیاس ہزار گاؤں کا افسر دس ہزار گاؤں کے اور دس ہزار گاؤں کا لاکھ گاؤں کے افسر کے پاس روزانہ اطلاعات ارسال کرے۔ یہ اطلاعات مجلس سیاسی میں آئیں۔ اور پھر ان مجالس کی اطلاعات مجلس عظمیٰ یعنی روئے زمین کی مجلس سیاسی میں جائیں تاکہ تمام روئے زمین کے حالات پر یکجا غور کیا جا سکے۔ ۱۴

(ہر دس ہزار گاؤں پر دو (وفادار) وزیر ایسے مقرر کرے جن میں سے ایک مجلس سیاسی میں رہے) اور دوسرا حاکم نگہبان ہو کر دورہ کرے۔ اس کے ذمہ سب (منصفوں وغیرہ) حکام سلطنت کے کام کی مستعدی سے دیکھ بھال کرنا ہو۔ ۱۵ بڑے بڑے شہروں میں ایک مجلس شوریٰ کا خوشنما۔ بلند اور وسیع مکان ایسا ہی جیسے چاند کی طرح چمکنے والا مکان تعمیر کرایا جائے۔ (اس میں بڑے بڑے مشائخ اور علما جنہوں نے تمام امور کی بذریعہ علم تحقیق کر لی ہو بیٹھ کر صلاح و مشورہ کریں۔ اور ایسے قوانین اور علوم رائج کریں جن سے راجہ اور رعایا دونوں کی ترقی ہو) ۱۶ دورہ پر رہتے والے وزیر کے ماتحت جاسوس یعنی مخبر تعینات کئے جائیں۔ جو سرکاری ملازمین اور مختلف جماعتوں کے لوگوں سے افسران اور رعایا کے عیوب و ثواب خفیہ طور پر معلوم کریں۔ (حاکم قصورواروں کو ہمیشہ سزا اور مستحقان تکریم کو انعام و اکرام دیا کرے) ۱۷

(راجہ جن ملازمین کو رعایا کی حفاظت پر مقرر کرتا ہے۔ وہ اکثر بے ایمان ہو جاتے ہیں۔ اور دوسروں کا مال و اسباب غصب کر لیتے ہیں۔ ان سے رعایا کی حفاظت کرنی چاہیئے) ۱۸

راجہ جن اشخاص کو رعایا کی حفاظت کا اختیار دے۔ وہ احکام الٰہی کے پابند۔ آزمائش میں پورے اترے ہوئے۔ عالی نسب۔ اہل علم ہونے چاہئیں۔ اُن کے ماتحت دوسروں کا مال و اسباب اٹھا لینے والے چوروں اور ڈاکوؤں کو بھی) ملازم رکھے۔ انہیں بری عادات سے بچانے کے لئے سرکاری ملازمت پر مقرر کر کے مذکورہ بالا ذی علم محافظین کے ماتحت کر دے۔ تاکہ اُن (چور وغیرہ) سے بھی رعایا کی حفاظت کا کام سرانجام پائے۔ ت

انسداد رشوت ستانی کا طریقہ

جو بددیانت ملازمین سرکار فریقین مقدمہ سے خفیہ طور پر رشوت لے کر طرفداری اور بے انصافی سے کام لیں۔ ان کی جائیداد ضبط کر لے۔ اور (مناسب سزا دے کر کسی ایسی جگہ) ملک بدر کر دے۔ (جہاں سے وہ واپس نہ آ سکیں)۔ ۱۹

منوسمرتی ۷ ـ ۹۹ ـ ۱۰۱ ـ ۱۰۴ تا ۱۰۷ ـ ۱۱۰ تا ۱۱۷ ـ ۱۲۰ تا ۱۲۴

لے منوسمرتی ۹ ـ ۲۶۷ میں لکھا ہے :ـ

तत्सहायैरनुगतैर्नानाकर्मप्रवेदिभिः ।

विद्यादुत्सादयेच्चैव निपुणैः पूर्वतस्करैः ॥

ایسے ہوشیار چوروں کے ذریعہ جو موجودہ چوروں وغیرہ کے ساتھی اور بھیدی رہے ہوں۔ اور جو مختلف اقسام کی چالاکیوں کے کماحقہٗ ماہر ہوں۔ ان چوروں اور ڈاکوؤں کا پتہ لگا کر ان کا استیصال کرے۔

اگر ایسے اشخاص کو سزا نہ دی جائے۔ تو دیگر ملازم بھی ان کی دیکھا دیکھی بے اعتدالیاں کریں گے برعکس اس کے انہیں سزا دینا دیگر ملازموں کے لئے باعث عبرت ہوگا۔ (ایسی بے اعتدالیوں کا اصلی علاج یہ ہے کہ) خود سرکار کی طرف سے ان افسران کو زمین یا روپیہ ماہوار یا سالانہ یا یکبارگی بطور تنخواہ اس قدر دے دیا جائے جس سے ان کی ضروریات زیست بھی پوری ہو جائیں۔ اور معقول سرمایہ بھی جمع ہو سکے۔ حالت پیری میں بھی انہیں آدھا مشاہرہ ملتا رہنا چاہیئے۔ یہ پنشن حین حیات تک قائم رہے۔ نہ اس کے بعد نہیں۔ ہاں! ان کی اولاد کو ان کی لیاقت کے مطابق ملازمت اور انعام و اکرام ضرور دیا جائے۔ نیز بچوں کو جب تک وہ کمانے کے قابل نہ ہوں۔ اور عورتوں کو تا دم زیست سرکار کی طرف سے مناسب گزارہ ملا کرے۔ لیکن اگر عورتیں اور بچے بد اعمال ہوں۔ تو انہیں کچھ نہ دیا جائے۔ راجا کو چاہیئے کہ ہمیشہ ان تدابیر پر عمل پیرا رہے۔

यथा फलेन युज्येत राजा कर्त्ता च कर्मणाम् ।
तथावेक्ष्य नृपो राष्ट्रे कल्पयेत्सततं करान् ॥१॥
यथाल्पाऽल्पमदन्त्याऽऽद्यं वार्य्योकोवत्सषट्पदाः ।
तथाऽल्पाऽल्पो ग्रहीतव्यो राष्ट्राद्राज्ञाब्दिकः करः ॥२॥
नोच्छिन्द्यादात्मनो मूलं परेषां चातितृष्णया ।
उच्छिन्दन्ह्यात्मनो मूलमात्मानं तांश्च पीडयेत् ॥३॥
तीक्ष्णश्चैव मृदुश्च स्यात्कार्यं वीक्ष्य महीपतिः ।
तीक्ष्णश्चैव मृदुश्चैव राजा भवति सम्मतः ॥४॥
एवं सर्वं विधायेदमिति कर्त्तव्यमात्मनः ।
युक्तश्चैवाप्रमत्तश्च परिरक्षेदिमाः प्रजाः ॥५॥
विक्रोशन्त्यो यस्य राष्ट्राद्ध्रियन्ते दस्युभिः प्रजाः ।
सम्पश्यतः सभृत्यस्य मृतः स न तु जीवति ॥६॥
क्षत्रियस्य परो धर्मः प्रजानामेव पालनम् ।
निर्दिष्टफलभोक्ता हि राजा धर्मेण युज्यते ॥७॥

راجہ اور مجلس سیاسی محصول کی تجویز اس طرح کرے۔ کہ راجہ اور کارکن یعنی حکام اور رعایا اپنی اپنی مشقت کا ثمر حاصل کر سکیں۔ ۱

جیسے جونک۔ بچھڑا اور بھونرا تھوڑا تھوڑا کر کے اپنی خوراک کا حصہ اخذ کر لیتے ہیں۔ ایسے ہی راجہ بھی تھوڑی تھوڑی مقدار میں سالانہ محصول وصول کیا کرے۔ ۲

زیادہ حرص میں پڑ کر اپنی اور دوسروں کی بیخ کنی کا موجب نہ بنے۔ کیونکہ اگر (محصول کی زیادتی کی وجہ سے) تمام کاروبار اور عوام کی آسودگی کی جڑ ہی کٹ گئی۔ تو پھر اپنے اور دوسروں کیلئے آفت ہی آفت کا سامان ہوگا ۳

راجہ حسب موقعہ درشتی اور نرمی دونوں سے کام لے شریروں سے درشتی اور شریفوں سے نرمی کا سلوک کرنے

وہ راجہ ہر دلعزیز ہوتا ہے۔ ۴

اس طرح تمام انتظامات کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہو۔ اور غفلت سے باز رہ کر کمال تندہی سے رعایا کی حفاظت میں مصروف رہے۔ ۵

جس راجہ کے راج میں راجہ اور ملازمین کے دیکھتے دیکھتے راہزن اور لٹیرے روتی چلاتی رعایا کی جان و مال لے لیتے ہیں۔ وہ راجہ (اور اس کے عہدہ دار اور ملازمین گویا زندہ نہیں بلکہ مر چکے ہیں (ایسی سرکار گرفتار مصیبت رہتی ہے۔) ۶ راجہ کا افضل ترین دین (دھرم) رعایا کی حفاظت ہے۔ اگر وہ اتنا ہی محصول لے جو (منوسمرتی کے ساتویں باب میں بیان کیا گیا ہے۔ راجہ مجلس سیاسی کے ذریعہ مقرر ہو۔ تو وہ احکام الٰہی کا پابند ہے۔ اسے راحت نصیب ہوگی۔ اور اگر اس نے ان حدود سے تجاوز کیا۔ تو گرفتار مصیبت ہوگا) ۷

منوسمرتی ۷ ــ ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۳۹، ۱۴۲ تا ۱۴۴

راجہ کے فرائض یومیہ

منوسمرتی ۷ ــ ۱۴۵ تا ۱۴۸ میں کہا ہے:-

उत्थाय पश्चिमे यामे कृतशौचः समाहितः ।
हुताग्निर्ब्राह्मणाँश्चार्च्य प्रविशेत्स शुभां सभाम् ॥ १ ॥
तत्र स्थितः प्रजाः सर्वाः प्रतिनन्द्य विसर्जयेत् ।
विसृज्य च प्रजाः सर्वा मन्त्रयेत्सह मन्त्रिभिः ॥ २ ॥
गिरिपृष्ठं समारुह्य प्रासादं वा रहोगतः ।
अरण्ये निःशलाके वा मन्त्रयेदविभावितः ॥ ३ ॥
यस्य मन्त्रं न जानन्ति समागम्य पृथग्जनाः ।
स कृत्स्नां पृथिवीं भुङ्क्ते कोशहीनोऽपि पार्थिवः ॥ ४ ॥

راجہ ایک پہر رات رہے اُٹھے۔ اور حاجات ضروریہ سے فارغ ہو کر یکسوئے قلب سے ذکر و فکر (سندھیا) اگنی ہوتر اور احکام الٰہی کے پابند عارفوں (برہمنوں) کی تعظیم بجا لا کر (اور ناشتہ کر کے) ایوانِ مجلس میں داخل ہو۔ ۱

جو رعایا کے لوگ وہاں حاضر ہوں ان سے کھڑا ہو کر تعظیم سے پیش آئے اور انہیں رخصت کر کے وزیر اعظم اور دیگر وزراء سے مشورہ کرے۔ ۲

(بعد ازاں وزیر کو ساتھ لے کر سیر کو چلا جائے) اور پہاڑ کی چوٹی یا تنہا مکان میں یا ایسے جنگل میں جہاں تنکا تک بھی نہ ہو۔ مخالفانہ خیالات سے بالاتر ہو کر تخلیئے میں صلاح و مشورہ کرے۔ ۳

جس راجہ کے خفیہ خیالات کو دوسرے لوگ مل کر بھی دریافت نہیں کر سکتے (یعنی جس کا خیال گہرا، پاک اور رفاہِ عام کو مدِ نظر رکھ کر ہمیشہ دل کے اندر مخفی رہتا ہے) وہ راجہ مال و دولت کے بغیر بھی لشکر زمین کی بادشاہت کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ ۴ المختصر جب تک اراکین مجلس متفق نہ ہوں راجہ فقط اپنی مرضی سے کوئی کام نہ کرے

صلح و جنگ

منوسمرتی ۷ ــ ۱۶۱ تا ۱۶۷ میں کہا ہے:-

आसनं चैव यानं स सन्धि विग्रहमेव च ।

कार्यं वीक्ष्य प्रयुञ्जीत द्वैधं संश्रयमेव च ॥१॥
संधिं तु द्विविधं विद्याद्राजा विग्रहमेव च
उभे यानासने चैव द्विविधः संश्रयः स्मृतः ॥२॥
समानयानकर्मा च विपरीतस्तथैव च ।
तथा त्वायतिसंयुक्तः संधिर्ज्ञेयो द्विलक्षणः ॥३॥
स्वयंकृतश्च कार्यार्थमकाले काल एव वा ।
मित्रस्य चैवापकृते द्विविधो विग्रहः स्मृतः ॥४॥
एकाकिनश्चात्ययिके कार्ये प्राप्ते यदृच्छया ।
संहतस्य च मित्रेण द्विविधं यानमुच्यते ॥५॥
क्षीणस्य चैव क्रमशो दैवात्पूर्वकृतेन वा ।
मित्रस्य चानुरोधेन द्विविधं स्मृतमासनम् ॥६॥
बलस्य स्वामिनश्चैव स्थितिः कार्यार्थसिद्धये ।
द्विविधं कीर्त्यते द्वैधं षाड्गुण्यगुणवेदिभिः ॥७॥
अर्थसंपादनार्थं च पीड्यमानः स शत्रुभिः
साधुषु व्यपदेशार्थं द्विविधः संश्रयः स्मृतः ॥८॥
यदावगच्छेदायत्यामाधिक्यं ध्रुवमात्मनः ।
तदात्वे चाल्पिकां पीडां तदा सन्धिं समाश्रयेत् ॥९॥
यदा प्रहृष्टा मन्येत सर्वास्तु प्रकृतीर्भृशम् ।
अत्युच्छ्रितं तथात्मानं तदा कुर्वीत विग्रहम् ॥१०॥
यदा मन्येत भावेन हृष्टं बलं स्वकम् ।
परस्य विपरीतं च तदा यायाद्रिपुं प्रति ॥११॥
यदा तु स्यात्परिक्षीणो वाहनेन बलेन च ।
तदासीत प्रयत्नेन शनकैः सान्त्वयन्नरीन् ॥१२॥
मन्येतारिं यदा राजा सर्वथा बलवत्तरम् ।
तदा द्विधा बलं कृत्वा साधयेत्कार्यमात्मनः ॥१३॥
यदा परबलानां तु गमनीयतमो भवेत् ।
तदा तु संश्रयेत् क्षिप्रं धार्मिकं बलिनं नृपम् ॥१४॥
निग्रहं प्रकृतीनां च कुर्याद्योऽरिबलस्य च
उपसेवेत तं नित्यं सर्वयत्नैर्गुरुं यथा ॥१५॥

यदि तत्रापि संपश्येद्दोषं संश्रयकारितम् ।
सुयुद्धमेव तत्राऽपि निर्विशङ्कः समाचरेत् ॥ १६ ॥

(راجہ اور حکام کو یہ بات ہمیشہ مدِ نظر رکھنی چاہیئے۔ کہ) حسبِ حالات (۱) قیام (۲) دشمن سے جنگ کیلئے کوچ (۳) صلح (۴) بدا ندیش کے ساتھ جنگ (۵) تقسیم سپاہ یعنی فوج کے دو حصے کر کے فتح حاصل کرنا اور (۶) پناہ گزینی یعنی کمزور ہونے کی حالت میں کسی زبردست راجہ کا سہارا لینا۔ ان چھ اقسام کی تدابیر سے کام لیں۔ ۱

صلح۔ جنگ۔ قیام۔ کوچ۔ فوج کی دو حصوں میں تقسیم اور پناہ گزینی دو دو قسم کی ہوتی ہے۔ ان تمام اقسام سے راجا کو واقف ہونا چاہیئے۔ ۲

آشتی کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ (ایک یہ کہ فریقین مل کر کوچ کریں) دوسری اس کے خلاف یعنی یہ کہ ہر فریق الگ الگ رویہ رکھے۔ صلح فوری فوائد کو مدِ نظر رکھ کر بھی کی جاتی ہے اور آئندہ فوائد کے خیال سے بھی ۳

جنگ کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو اپنی اغراض کے لئے وقت بے وقت خود لڑائی چھیڑنا۔ دوسرے کسی دوست کا نقصان کئے جانے پر اس کی خاطر جنگ کرنا۔ ۴

یکایک فرد واحد آپڑنے پر تنہا یا کسی دوست سے مل کر چڑھائی کرنا۔ یہ دو اقسام کوچ یا لشکر کشی کے ہیں۔ ۵

قیام کی دو وجوہات ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ خود آفاتِ آسمانی یا اپنے اعمال کی وجہ سے کمزور ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ کسی دوست کا اصرار ہو۔ ۶ کسی مقصد کی تکمیل کے لئے سپہ سالار اور سپاہ کے دو حصے کر کے فتح حاصل کرنا۔ یہ دو قسم کی تقسیم افواج ہے۔ ۷

پناہ گزینی دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک تو جب دشمنوں سے مجبور ہو۔ اور اپنا مطلب نکالنے کے لئے کسی بڑے راجا یا بزرگ کا سہارا لے۔ (دوسرے مدبرینِ عالم کو خبردار کرنے کے لئے کہ یہ راجا اکیلا نہیں ہے) ۔ ۸

جب آئندہ ایسے معلوم ہوں۔ کہ مستقبل میں جنگ کرنے سے اپنی فتح اور عظمت یقینی ہے۔ اور اس وقت بھی نقصان کا امکان کم ہے۔ تب صلح کر لے۔ اور مناسب وقت آنے تک صبر کئے رہے۔ ۹

جب اپنی تمام رعایا اور فوج نہایت خوش و خرم اور روز بروز فضیلت اور ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہو اور یہی حالت اپنی ذات کی ہو۔ تب جنگ چھیڑ دے۔ ۱۰

جب اپنی فوج کو مسرور و محفوظ اور طاقتور تصور کرے اور دشمن کی فوج اس کے برعکس یعنی کمزور نظر آئے تب دشمن پر چڑھائی کرے۔ ۱۱ جب فوج میں سپاہیوں اور سواروں کی کمی ہو۔ تب سکون اختیار کر کے آہستہ آہستہ دشمنوں سے صلح کرتا جائے۔ ۱۲

جب دشمن کو اپنے سے ہر طرح قوی تر سمجھے تب اپنی فوج کو (دو چند یا) دو حصوں میں تقسیم کر کے اپنا کام نکالے۔ ۱۳

جب یہ صاف نظر آرہا ہو کہ دشمن کی افواج فوراً ملک پر غالب ہو جائیں گی تب کسی احکام الٰہی کے پابند زبردست راجا کی پناہ میں چلا جائے۔ ۱۴ جو (معاون راجا یا نیز رعایا۔ اپنی اور دشمن کی فوج کو قابو میں لانے میں مددگار ہو۔ اس کی خدمت ایسے خلوصِ دل سے کرے جس سے اپنے پیر و مرشد کی۔ ۱۵

اور اگر پناہ دینے والے راجا کے رویہ میں بھی کوئی خدشہ کی بات نظر آئے۔ تو اس سے بھی بے تامل لڑ بھڑ کر قوت سے مرعوب کا ارادہ ہو۔ ۱۶

مذکورہ بالا تمام تدابیر بدکیش راجاؤں کے متعلق عمل میں لانی چاہئیں۔ جو راجا احکام الٰہی کا پابند ہو

اس کی مخالفت نہیں کرنی چاہیئے۔ برعکس اس کے ایسے راجاؤں سے ہمیشہ آشتی اور اتفاق رکھنا واجب ہے۔

راجا کے لیئے ضروری ہدایات

منوسمرتی ۷۔۱۷۷ تا ۱۸۰ میں لکھا ہے:۔

सर्वोपायैस्तथा कुर्यान्नीतिज्ञः पृथिवीपतिः ।
यथास्याभ्यधिका न स्युर्मित्रोदासीनशत्रवः ॥ १ ॥

आयतिं सर्वकार्याणां तदात्वं च विचारयेत् ।
अतीतानां च सर्वेषां गुणदोषौ च तत्त्वतः ॥ २ ॥

आयत्यां गुणदोषज्ञस्तदात्वे क्षिप्रनिश्चयः ।
अतीते कार्य्यशेषज्ञः शत्रुभिर्नाभिभूयते ॥ ३ ॥

यथैनं नाभिसंदध्युर्मित्रोदासीनशत्रवः ।
तथा सर्वं संविदध्यादेष सामासिको नयः ॥ ४ ॥

تدبیر ملکی کے ماہر راجا کو ایسی تدابیر عمل میں لانی چاہئیں جن سے اس کے رفیق بے تعلق اور دشمن اس پر فائق نہ ہو سکیں۔ ۱ تمام معاملات کے متعلق اپنے فرائض اور آئندہ فرائض پر اور جملہ امور سابقہ کے عیوب و ثواب پر باریک بینی سے غور کرے۔ ۲

اس کے بعد عیوب کے دور کرنے اور حسنات کے قائم رکھنے کی کوشش کرے۔

جو راجا آئندہ کے عیوب و ثواب سے واقف ہو صورت حال کے متعلق فوراً فیصلہ کرے اور امور ماضی کے بارے میں جو کچھ کرنے کو باقی ہے اس سے باخبر ہو۔ اس پر دشمن غلبہ حاصل نہیں کر سکتے۔ ۳

(تمام افسران سلطنت۔ بالخصوص صدر مجلس یعنی) راجا کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ رفیق۔ بے تعلق اور دشمن اس کی مخالفت میں متفق نہ ہو جائیں اس معاملہ میں کبھی غافل نہ ہونا چاہیئے یہی تدبیر ملکی کا لب لباب ہے۔ ۴

कृत्वा विधानं मूले तु यात्रिकं च यथाविधि ।
उपगृह्यास्पदं चैव चारान् सम्यग्विधाय च ॥१॥

संशोध्य त्रिविधं मार्गं षड्विधं च बलं स्वकम् ।
सांपरायिककल्पेन यायादरिपुरं शनैः ॥२॥

शत्रुसेविनि मित्रे च गूढे युक्ततरो भवेत् ।
गतप्रत्यागते चैव स हि कष्टतरो रिपुः ॥३॥

दण्डव्यूहेन तन्मार्गं यायात्तु शकटेन वा ।
वराहमकराभ्यां वा सूच्या वा गरुडेन वा ॥४॥

यतश्च भयमाशंकेत्ततो विस्तारयेद् बलम् ।
पद्मेन चैव व्यूहेन निविशेत सदा स्वयम् ॥५॥

सेनापतिबलाध्यक्षौ सर्वदिक्षु निवेशयेत् ।
यतश्च भयमाशङ्केत् प्राचीं तां कल्पयेद्दिशम् ॥ ६ ॥
गुल्मांश्च स्थापयेदाप्तान् कृतसंज्ञान् समन्ततः ।
स्थाने युद्धे च कुशलानभीरूनविकारिणः ॥ ७ ॥
संहतान् योधयेदल्पान् कामं विस्तारयेद् बहून् ।
सूच्या वज्रेण चैवैतान् व्यूहेन व्यूह्य योधयेत् ॥ ८ ॥
स्यन्दनाश्वैः समे युध्येदनूपे नौद्विपैस्तथा ।
वृक्षगुल्मावृते चापैरसिचर्मायुधैः स्थले ॥ ९ ॥
प्रहर्षयेद् बलं व्यूह्य तांश्च सम्यक् परीक्षयेत् ।
चेष्टाश्चैव विजानीयादरीन् योधयतामपि ॥ १० ॥
उपरुध्यारिमासीत राष्ट्रं चास्योपपीडयेत् ।
दूषयेच्चास्य सततं यवसान्नोदकेन्धनम् ॥ ११ ॥
भिन्द्याच्चैव तडागानि प्राकारपरिखास्तथा ।
समवस्कन्दयेच्चैनं रात्रौ वित्रासयेत्तथा ॥ १२ ॥
प्रमाणानि च कुर्वीत तेषां धर्म्यान्यथोदितान् ।
रत्नैश्च पूजयेदेनं प्रधानपुरुषैः सह ॥ १३ ॥
आदानमप्रियकरं दानञ्च प्रियकारकम् ।
अभीप्सितानामर्थानां काले युक्तं प्रशस्यते ॥ १४ ॥

جب راجا دشمنوں سے لڑنے کو جائے۔ تو گھر میں اپنی سلطنت کی حفاظت (وغیرہ امور) کا انتظام اور سفر کا تمام فوجی سامان (یعنی فوج سواری - بار برداری اسلحہ جنگ وغیرہ) فراہم کر کے اور ہر طرف جاسوس یعنی خفیہ خبر رساں تعینات کر کے غنیم پر چڑھائی کرے۔ ۱

تین قسم کے راستے (یعنی ایک بری - ایک بحری یا دریائی - اور تیسرا آسمانی یا ہوائی) تیار کرا کے (بری راستے میں گاڑی - گھوڑے اور ہاتھی - بحری راستے میں جہاز - اور آسمانی راستے میں ہوائی جہاز وغیرہ کے ذریعہ سفر کرے) پیادہ فوج - گاڑیاں - ہاتھی - گھوڑے اور دور و نزدیک سے مار کرنے والے اسلحہ جنگ اور کھانے پینے کا سامان کافی مقدار میں ساتھ لے۔ سامان جنگ کے ان چھ شعبوں کو مکمل کر کے (اور کسی سبب کا اعلان کر کے) دشمن کے ملک کی طرف کوچ کرے۔ ۲

ایسے رفیق کے متعلق جو خفیہ طور پر دشمن سے ملا ہوا ہو۔ (اور اسے خفیہ طور پر اطلاع دیتا ہو) خاص طور پر محتاط رہے۔ اور ایسے اشخاص کے متعلق بھی جو ساتھ چھوڑ کر پھر واپس آ گئے ہوں۔ (ان لوگوں کے آنے جانے کا خاص خیال رکھے۔ اور ان سے بات چیت کرنے میں محتاط رہے) اور جو اندرونی دشمن اور ظاہرا دوست ہو اسے بدترین

دشمن تصور کرنا چاہیئے ۔ ۳

خود فنِ جنگ سے واقف ہو ۔ اور تمام ملازمانِ سرکار اور اہلِ ملک کو اس فن کی تعلیم دلائے ۔ کیونکہ وہی لوگ اچھی طرح لڑ سکتے ہیں جو پہلے اس فن کی تعلیم حاصل کر چکے ہوں ۔ نیز اِن تعلیم میں

فوج کو ڈنڈا ۔ گاڑی یا خنزیر کی صورت میں (یعنی جیسے سؤر ایک دوسرے کے پیچھے بھاگتے جاتے ہیں ۔ اور کبھی بلکہ جھنڈ بنا لیتے ہیں ۔) یا جیسے مگرمچھ پانی میں چلتے ہیں ۔ یا سوئی کی شکل میں (یعنی جیسے سوئی آگے سے باریک اور پیچھے موٹی ہوتی جاتی ہے ۔ اور تاگا اس سے بھی زیادہ موٹا ہوتا ہے ۔) یا جیسے نیلکنٹھ (اوپر نیچے جھپٹ کر شکار پر) حملہ کرتا ہے ۔ ان اشکال میں فوج کو حملہ کرنے کا حکم دے ۔ ۴

جس سمت سے خطرہ معلوم ہو ۔ اُدھر فوج کو پھیلا دے ۔ (سپہ سالاروں کو چاروں طرف تعینات کر کے) فوج کی ترتیب کنول کی سی کر دے ۔ اور خود درمیان میں رہے ۔ ۵

سپہ سالار اور پیشوا یعنی حکم دینے والے اور فوج کے ساتھ لڑنے لڑانے والے بہادروں کو تمام اطراف میں تعینات کر دے ۔ جدھر لڑائی ہوتی ہو ۔ فوج کا رخ اُدھر کو کر دے ۔ ۶

دیگر اطراف میں بھی انتظام تیار رکھے ۔ جو نیز پیچھے سے یا پہلو سے دشمن کی گھات کا امکان ہوتا ہے ۔

جو ستونوں کی طرح غیر متزلزل ۔ فنِ جنگ میں ماہر فرض شناس ۔ اپنے مقام پر قائم رہنے والے اور فنِ جنگ میں ہوشیار ہوں ۔ جن کا سینہ خوف سے خالی اور دیگر عیوب سے پاک ہو (اور جو اشارات و کنایات کو جانتے ہوں) ایسے سپاہیوں کو فوج کے چاروں طرف متعین کرے ۔ ۷

اگر تھوڑے سپاہیوں کو بڑی فوج سے لڑانا ہو ۔ تو ملا کر لڑائے ۔ اور ضرورت پڑے ۔ تو انہیں جھٹ پھیلا دے (جب شہر ۔ قلعہ ۔ یا دشمن کی سپاہ میں داخل ہو کر لڑنا ہو تو) سوئی کی شکل میں یا دودھاری تلوار کی شکل میں جائیں ۔ (یعنی وار بھی کرتے جائیں ۔ اور داخل بھی ہوتے جائیں) اس قسم کی متعدد اشکال میں ترتیب دے کر افواج کو جنگ کا حکم دے ۔ ۸

اگر سامنے توپ یا بندوق چھوٹ رہی ہو ۔ تو سرپ ویوہ مرتب کریں یعنی سانپ کی طرح رینگ رینگ کر چلیں ۔ جب توپوں کے پاس پہنچیں ۔ تو توپچی کو مار کر یا گرفتار کر کے توپوں کا منہ دشمن کی طرف پھیر دیں ۔ اور انہی (توپوں یا بندوقوں وغیرہ) سے انہیں ہلاک کریں ۔ یا بوڑھے اشخاص کو گھوڑوں پر سوار کر کے توپوں کے آگے دوڑائیں اور مار ڈالیں ۔ درمیان میں اچھے سوار رہیں ۔ اس طرح یکلخت دھاوا کر کے غنیم کی افواج کو درہم برہم کر دیں ۔ اور انہیں محصور کر لیں یا بھگا دیں ۔

میدانِ جنگ ہموار ہو تو گاڑیوں ۔ گھوڑوں اور پیادوں سے ۔ اگر سمندر ہو تو جہازوں سے ۔ اگر کم گہرا پانی ہو تو ہاتھیوں سے درختوں اور جھاڑیوں میں تیروں سے اور (ریلی زمین میں) تلوار اور ڈھال سے جنگ کریں کرائیں ۔ ۹

(دورانِ جنگ میں لڑنے والوں کا حوصلہ بڑھائیں ۔ اور انہیں شاباش شاباش کہیں ۔ جب جنگ ختم ہو جائے تو ایسی تقریر دل جو ہمت اور شجاعت کو اُکسانے والی ہوں سے اُن کے دلوں میں مزید جوش پیدا کریں اور تعالی

خورد و نوش۔ اسلحہ جنگ۔ اَدویہ اور دیگر ہر قسم کی امداد سے انہیں خوش و خرم رکھیں۔ بغیر خاص ترتیب کے نہ جنگ کریں نہ کرائیں۔ اپنی فوج کی حرکات و سکنات کا دوران جنگ میں معائنہ کرتے رہیں۔ (کہ ٹھیک طرح لڑتی ہے یا دغا کرتی ہے)۔ ۱۰

(جب راجا مناسب سمجھے) دشمن کا چاروں طرف سے محاصرہ کر کے اس کی حرکات محدود کر دے۔ اور اس کی سلطنت کو نقصان پہنچا کر رسد چارہ۔ پانی اور ایندھن کو خراب یا برباد کرے۔ ۱۱

دشمن کے تالاب۔ شہر کی فصیل اور خندق کو توڑ پھوڑ دے۔ ناگاہ حملہ کرے یا شبخون مار کر خوف اور دہشت پھیلائے۔ الغرض سب طرح سے فتحیابی کی تدابیر عمل میں لائے۔ ۱۲

مفتوحین سے سلوک

فتحیاب ہونے کے بعد فریق ثانی سے عہدنامے پر دستخط کرائے (اور مناسب خیال کرے تو) اُسی خاندان کے کسی نیک۔ احکام الٰہی کے پابند شخص کو راجا مقرر کر دے۔ اور اس سے لکھوا لے۔ کہ میں آپ کے حکم کے مطابق یعنی اُمور سلطنت کے متعلق جو احکام الٰہی ہیں۔ اُن کے ماتحت چل کر عدل گستری سے رعایا کی حفاظت کروں گا۔ اسے اس مضمون کی تلقین کرے۔ اور اس کے پاس ایسے مصاحب رکھے جن سے پھر فتنہ و فساد کا خطرہ نہ ہو)۔ (مفتوحہ ملک کے قوانین و رواجات کو جیسے وہ اس ملک کے ضوابط وغیرہ میں درج ہیں مستند قرار دے) شکست یافتہ راجا کی زر و جواہر وغیرہ بیش قیمت تحائف کے ذریعہ تعظیم و تکریم کرے۔ ۱۳

ایسا کبھی نہ ہونے دے کہ شکست خوردہ راجا اور اس کے ہمراہی ضروریات زندگی سے ہی محروم ہو جائیں۔ اگر اُسے قید میں ڈالا ہو۔ تو بھی اس کے حفظ مراتب کا خیال رکھے۔ تاکہ وہ شکست کی مصیبت کو فراموش کر کے آیندہ زندگی آرام سے بسر کر سکے۔

دنیا میں دوسرے کا اسباب لے لینا عداوت کا اور اپنی طرف سے کچھ دے دینا محبت کا باعث ہوتا ہے بالخصوص وقت پڑنے پر مناسب سلوک کرنا اور شکست یافتہ کو اس کی دل پسند اشیا مہیا کر دینا باعث تحسین ہوتا ہے۔ ۱۴

ایسے راجا کو نہ کبھی چڑانا اور نہ اس سے کبھی مخول کرنا چاہیئے اُسے یہ بھی کبھی یاد نہیں دلانا چاہیئے کہ ہم نے تمہیں شکست دی ہے اس کے برعکس ہمیشہ اس قسم کے اقوال سے اس کی تعظیم کرنی چاہیئے کہ آپ ہمارے بھائی بند ہیں۔ منوسمرتی ۷-۱۸۴ تا ۱۹۲ ، ۱۹۴ تا ۱۹۶ ، ۲۰۳ ، ۲۰۴

हिरण्यभूमिसंप्राप्त्या पार्थिवो न तथैधते ।
यथा मित्रं ध्रुवं लब्ध्वा कृशमप्यायतिक्षमम् ॥ १ ॥
धर्मज्ञं च कृतज्ञं च तुष्टप्रकृतिमेव च ।
अनुरक्तं स्थिरारम्भं लघुमित्रं प्रशस्यते ॥ २ ॥
प्राज्ञं कुलीनं शूरं च दक्षं दातारमेव च ।
कृतज्ञं धृतिमन्तञ्च कष्टमाहुररिं बुधाः ॥ ३ ॥

ے یہ مفہوم منوسمرتی باب ۷۔ شلوک ۲۰۲ کا ہے۔

आर्य्यता पुरुषज्ञानं शौर्य्यं करुणवेदिता ।
स्थौललक्ष्यं च सततमुदासीनगुणोदयः ॥ ४ ॥

دولت اور زمین کے حصول سے اتنا نہیں بڑھتا جتنا ایک پکّے دوست کے حاصل ہو جانے سے۔ دوست خواہ کمزور ہو مگر دور اندیش ہو اور امور سلطنت کو درجۂ تکمیل تک پہنچا سکے تو راجا کی ترقی کا باعث ہوتا ہے۔ ۱
فرض شناس، محسن، احسان مند، مطمئن، وفادار، مستقل مزاج دوست چاہے چھوٹا بھی ہو تعریف کے قابل ہوتا ہے ۲
یہ بات ہمیشہ مدِ نظر رکھنی چاہیئے کہ عقلمند، عالی نسب، بہادر، شجاع، سخی، احسان شناس، عالی حوصلہ شخص کبھی دشمن نہ بننے پائے۔ کیونکہ ایسا بدخواہ نہایت خطرناک ہوتا ہے۔ ۳
شرافت، مردم شناسی، شجاعت، رحم، اور کثیف[1] یعنی سطحی نظر۔ یہ اوصاف بے تعلق راجا کے لئے قابل تعریف ہیں۔ ۴
منوسمرتی ۔ ۷ ۔ ۲۰۸ تا ۲۱۱

एवं सर्वमिदं राजा सह संमन्त्र्य मन्त्रिभिः ।
व्यायाम्याप्लुत्य मध्याह्ने भोक्तुमन्तःपुरं विशेत् ॥

(جیسے ہم اوپر لکھ آئے ہیں) صبح اٹھ کر ضروریات روزمرہ سے فارغ ہو سندھیا، اپاسنا اور اگنی ہوتر کر اور کرا کے تمام وزراء سے مشورہ کرے۔ مجلس میں جا کر اور تمام ملازموں اور افسران سپاہ سے مل کر انہیں مطمئن رکھنے کی تجاویز عمل میں لائے۔ انواع و اقسام کی قواعد کرا کر ہر دو اصطبل خانہ، فیل خانہ، گاؤ خانہ، اسلحہ خانہ، شفا خانہ اور خزانہ جات کا ملاحظہ کرے۔ ان میں جو نقائص ہوں۔ انہیں روزمرہ دور کرائے۔ ورزش گاہ میں جا کر ورزش کرے۔ اور بوقت دوپہر کھانا کھانے کے لئے حرم میں داخل ہو (طعام ملاحظہ شدہ، عقل، طاقت اور ہمت کا بڑھانے والا اور دافع امراض ہو۔ اس میں کھانے پینے کی انواع و اقسام کی خوشبودار شیریں، طرح طرح کی خوش ذائقہ اشیاء شامل ہوں۔ تاکہ ان کے استعمال سے ہمیشہ تندرست اور شادماں رہ سکے) الغرض سلطنت کے تمام کاروبار کی ترقی میں مصروف رہے۔
منوسمرتی ۷ ۔ ۲۱۶

ٹیکس و لگان

منوسمرتی ۷ ۔ ۱۳۰ میں کہا ہے:-
رعایا سے محصول وصول کرنے کا طریقہ حسب ذیل ہے:-

पञ्चाशद्भाग आदेयो राज्ञा पशुहिरण्ययोः ।
धान्यानामष्टमो भागः षष्ठो द्वादश एव वा ॥ ३ ॥

تاجر اور کاریگر کو (مویشی یا) سونے چاندی کی صنعت اور تجارت سے جتنا نفع ہو۔ اس میں سے پچاسواں حصہ اور چاول وغیرہ اناج کا چھٹا، آٹھواں یا بارھواں حصہ سرکار لے لے۔
محصول کی تجویز اور وصولی چاہے جنس کی شکل میں ہو یا روپے کی صورت میں۔ ایسے انداز سے کرے کہ کسان وغیرہ اسباب خورد و نوش اور دیگر سرمایہ سے محروم ہو کر گرفتار مصیبت نہ ہوں۔ رعایا کے تندرست رہنے اور ان کے پاس سرمایہ اور اشیاء خوردنی کی افراط ہونے سے سلطنت کی بڑی ترقی ہوتی ہے۔ رعایا کو بمنزلہ اولاد سمجھ کر آرام پہنچائیں۔ رعایا بھی راجا اور ملازمان سرکار کو بمنزلہ پدر سمجھے۔ یہ بات سولہ آنے

[1] منوسمرتی کے ایک قلمی نسخہ میں مسٹر بیہلر کو اس مقام پر لفظ "بارک بینی" ملا ہے۔ جو ان کی نظر میں دیگر اوصاف کے ساتھ زیادہ موزوں ہے۔

ٹھیک ہے۔ کہ راجاؤں کے علاوہ کسان وغیرہ (مزدوری پیشہ) جفاکش لوگ ہیں۔ اور راجا اُن کا محافظ ہے رعایا نہ ہو تو راجا کس کا؟ اور راجا نہ ہو تو رعایا کس کی کہلائے؟ دونوں اپنے اپنے انفرادی کاموں میں آزاد اور مشترکہ تعاون کے کاموں میں ایک دوسرے کے محتاج رہیں۔ نہ راجا یا ملازمان سرکار رعایا کی رائے عامہ کے خلاف عمل کریں۔ اور نہ رعایا یا ملازمین راجا کے حکم کے برخلاف کوئی کام کریں۔ یہ مختصر طور پر راجا یعنی سرکار کا فرض منصبی جسے سیاسیات کہتے ہیں بیان کیا گیا ہے۔ اور جو زیادہ تفصیل سے جاننا چاہیں۔ وہ ہر چہار وید۔ منوسمرتی۔ شکرنیتی۔ مہابھارت وغیرہ کتب کا مطالعہ کرکے اُسے تمام حقائق ذہن نشین کریں۔

انصاف کا ضابطہ منوسمرتی کے باب ہشتم و نہم وغیرہ میں درج ہے۔ محکمہ انصاف کو اسی پر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔ چند نکات مختصراً یہاں بھی درج کیے جاتے ہیں۔

اٹھارہ قسم کے معاملات متنازعہ فیہ

منوسمرتی ۸۔ ۳ تا ۸، ۱۲ تا ۱۹ میں کہا ہے:۔

प्रत्यहं देशदृष्टैश्च शास्त्रदृष्टैश्च हेतुभिः ।
अष्टादशसु मार्गेषु निबद्धानि पृथक् पृथक् ॥ १ ॥
तेषामाद्यमृणादानं निक्षेपोऽस्वामिविक्रयः ।
संभूय च समुत्थानं दत्तस्यानपकर्म च ॥ २ ॥
वेतनस्यैव चादानं संविदश्च व्यतिक्रमः ।
क्रयविक्रयानुशयो विवादः स्वामिपालयोः ॥ ३ ॥
सीमाविवादधर्मश्च पारुष्ये दण्डवाचिके ।
स्तेयं च साहसं चैव स्त्रीसङ्ग्रहणमेव च ॥ ४ ॥
स्त्रीपुंधर्मो विभागश्च द्यूतमाह्वय एव च ।
पदान्यष्टादशैतानि व्यवहारस्थिताविह ॥ ५ ॥
एषु स्थानेषु भूयिष्ठं विवादं चरतां नृणाम् ।
धर्मं शाश्वतमाश्रित्य कुर्यात्कार्यविनिर्णयम् ॥ ६ ॥
धर्मो विद्धस्त्वधर्मेण सभां यत्रोपतिष्ठते ।
शल्यं चास्य न कृन्तन्ति विद्धास्तत्र सभासदः ॥ ७ ॥
सभा वा न प्रवेष्टव्या वक्तव्यं वा समञ्जसम् ।
अब्रुवन्विब्रुवन्वापि नरो भवति किल्विषी ॥ ८ ॥
यत्र धर्मो ह्यधर्मेण सत्यं यत्रानृतेन च ।
हन्यते प्रेक्षमाणानां हतास्तत्र सभासदः ॥ ९ ॥
धर्म एव हतो हन्ति धर्मो रक्षति रक्षितः ।

तस्माद्धर्मो न हन्तव्यो मा नो धर्मो हतोऽवधीत् ।। १० ।।

वृषो हि भगवान्धर्मस्तस्य यः कुरुते ह्यलम् ।

वृषलं तं विदुर्देवास्तस्माद्धर्मं न लोपयेत् ।। ११ ।।

एक एव सुहृद्धर्मो निधनेऽप्यनुयाति यः ।

शरीरेण समं नाशं सर्वमन्यद्धि गच्छति ।। १२ ।।

पादोऽधर्मस्य कर्त्तारं पादः साक्षिणमृच्छति ।

पादः सभासदः सर्वान् पादो राजानमृच्छति ।। १३ ।।

राजा भवत्यनेनास्तु मुच्यन्ते च सभासदः ।

एनो गच्छति कर्त्तारं निन्दार्हो यत्र निन्द्यते ।।१४।।

مجلس - راجا اور ملازمان سرکار ملک کے رسم و رواج اور شاستر یعنی ضابطۂ قانون کو مد نظر رکھ کر مندرجہ ذیل اٹھارہ اقسام کے معاملات متنازعہ فیہ کا فیصلہ ہر روز کیا کریں۔ (اگر شاستر) ضابطہ کسی معاملہ پر خاموش ہو۔ اور اس کے متعلق قانون کی ضرورت ہو۔ تو مناسب قوانین وضع کر لینے چاہئیں جس سے رعایا اور سرکار دونوں کی بہبودی ہو)۔ ۱

معاملات متنازعہ فیہ یہ ہیں:- (۱) وصولی قرضہ (۲) امانت (یعنی کسی کے پاس کوئی چیز رکھی جائے اور وہ واپس نہ کرے) (۳) غیر مالک کی طرف سے بیع (۴) شراکت (باہم مل کر کسی پر زیادتی یا ظلم کرنا) (۵) مال ہبہ کر کے نہ دینا (۶) کسی کی اجرت یا تنخواہ میں سے کچھ لے لینا یا کم دینا یا بالکل نہ دینا (۷) خلاف ورزی معاہدہ (۸) تنازعہ متعلقہ خرید و فروخت (۹) مال مویشی کے مالک اور چرواہے میں تنازعہ (۱۰) تنازعہ سرحد (۱۱) ضرب جسمانی (۱۲) اہانت و ہتک عزت (۱۳) چوری اور ڈاکہ زنی (۱۴) تشدد (۱۵) زنا (۱۶) فرائض متعلقہ زوجین کی عدم ادائیگی (۱۷) تقسیم جائداد (۱۸) قمار بازی یعنی جاندار یا بے جان اشیاء - یہ اٹھارہ بنائے مقدمہ ہیں - ۲ تا ۵

اکثر اہل مقدمہ کے تنازعات کی بنا یہی امور ہوتے ہیں۔ ان کا فیصلہ قانون ازلی کو مد نظر رکھ کر کرے۔ (یعنی فیصلہ کرتے وقت دو رعایت سے ہرگز کام نہ لے۔) ۶

جس عدالت میں بے انصافی کے ہاتھوں انصاف کا خون ہوتا ہے۔ اور اس کی تلافی نہیں کی جاتی (یعنی فریق حق بجانب کی حق رسی کی جاتی ہے۔ اور نہ جابر فریق کو سزا دی جاتی ہے) اس عدالت کے تمام اراکین خود اس بے انصافی کے تیر کا نشانہ بن جاتے ہیں۔ ۷

احکام الٰہی کے پابند بندۂ خدا کا فرض ہے۔ کہ یا تو عدالت میں شامل ہی نہ ہو اور اگر شامل ہو۔ تو خالص حق کی بات کہے۔ عدالت میں انصاف کا خون ہوتے دیکھ کر جو شخص خاموش رہتا ہے یا حق کے برعکس رائے دیتا ہے وہ سخت گنہگار ہے۔ ۸

جس عدالت میں اراکین کے دیکھتے دیکھتے بے انصافی کے ہاتھوں انصاف کا اور باطل کے ہاتھوں حق کا خون ہوتا ہے۔ اس عدالت کے تمام اراکین گویا مردہ ہیں۔ (ان میں سے ایک بھی زندہ نہیں)۔ ۹

نصاف کا خون خود خون کرنے والے کا خون کرتا ہے۔ اور انصاف کا پاس خود پاس کرنے والے کا پاس کرتا ہے۔ اس لئے انصاف کا خون نہیں کرنا چاہیئے۔ مبادا یہ خون ہمارا خون کر دے۔ ۱۰

انصاف خود منعم اور خود (ورش) بادِ مرادِ راحت ہے۔ جو اسے مٹا دیتا ہے۔ اسے حکماء "ورشل" یعنی شودر اور خسیس تصوّر کرتے ہیں۔ اس لئے کسی کو انصاف کا خون کرنا واجب نہیں۔ ۱۱

اس دنیا میں (دھرم) انصاف ہی ایک ایسا دوست ہے۔ جو موت کے بعد بھی ساتھ دیتا ہے۔ دیگر تمام اسباب اور اسباب جسم کے چھوٹتے ہی گویا نیست و نابود ہو جاتے ہیں۔ ۱۲

یعنی ان سب کا ساتھ چھوٹ جاتا ہے۔ مگر (دھرم) انصاف کا ساتھ کبھی نہیں چھوٹتا۔

جب عدالت میں طرفداری کی وجہ سے انصاف کا خون کیا جاتا ہو۔ تو انصاف کے اس خون کے چار حصے ہو جاتے ہیں۔ ایک حصہ بے انصافی کرنے والے کو۔ دوسرا (حلف دروغ) گواہ کو۔ تیسرا اراکین عدالت کو۔ اور چوتھا بے انصافی کرنے والی عدالت کے صدر اعلیٰ یعنی راجا کو پہنچتا ہے۔ ۱۳

جس عدالت میں قابلِ مذمت اشخاص کی مذمت (اور قابلِ تحسین اشخاص کی تحسین) کی جاتی ہے (اور سزا کے سزاوار سزا اور تعظیم کے مستحق تعظیم حاصل کرتے ہیں) وہاں راجا اور تمام اراکین عدالت لوث جرم سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ اور فقط مجرم ہی جرم کی وجہ سے گنہگار متصوّر ہوتا ہے۔ ۱۴

فقراتِ ذیل میں گواہوں کے اوصاف بیان کیے جاتے ہیں:-

گواہ اور ان کے اوصاف

منوسمرتی ۸-۶۳، ۶۸، ۷۲ تا ۷۵، ۷۸ تا ۸۱، ۸۳، ۸۴، ۹۶، ۹۱ میں کہا ہے:-

आप्ताः सर्वेषु वर्णेषु कार्य्याः कार्येषु साक्षिणः ।
सर्वधर्मविदोऽलुब्धा विपरीतांस्तु वर्जयेत् ॥ १ ॥
स्त्रीणां साक्ष्यं स्त्रियः कुर्युर्द्विजानां सदृशा द्विजाः ।
शूद्राश्च सन्तः शूद्राणामन्त्यानामन्त्ययोनयः ॥ २ ॥
साहसेषु च सर्वेषु स्तेयसङ्ग्रहणेषु च ।
वाग्दण्डयोश्च पारुष्ये न परीक्षेत साक्षिणः ॥ ३ ॥
बहुत्वं परिगृह्णीयात्साक्षिद्वैधे नराधिपः ।
समेषु तु गुणोत्कृष्टान् गुणिद्वैधे द्विजोत्तमान् ॥ ४ ॥
समक्षदर्शनात्साक्ष्यं श्रवणाच्चैव सिध्यति ।
तत्र सत्यं ब्रुवन्साक्षी धर्मार्थाभ्यां न हीयते ॥ ५ ॥
साक्षी दृष्टश्रुतादन्यद्विब्रुवन्नार्य्यसंसदि ।
अवाङ्नरकमभ्येति प्रेत्य स्वर्गाच्च हीयते ॥ ६ ॥
स्वभावेनैव यद् ब्रूयुस्तद् ग्राह्यं व्यावहारिकम् ।

अतो यदन्यद्विब्रूयुर्धर्मार्थं तदपार्थकम् ॥ ७ ॥
सभान्तः साक्षिणः प्राप्तानर्थिप्रत्यर्थिसन्निधौ ।
प्राड्विवाकोऽनुयुञ्जीत विधिनाऽनेन सान्त्वयन् ॥ ८ ॥
यद् द्वयोरनयोर्वेत्थ कार्येऽस्मिँश्चेष्टितं मिथः ।
तद् ब्रूत सर्वं सत्येन युष्माकं ह्यत्र साक्षिता ॥ ९ ॥
सत्यं साक्ष्ये ब्रुवन्साक्षी लोकानाप्नोति पुष्कलान् ।
इह चानुत्तमां कीर्त्तिं वागेषा ब्रह्मपूजिता ॥ १० ॥
सत्येन पूयते साक्षी धर्मः सत्येन वर्द्धते ।
तस्मात्सत्यं हि वक्तव्यं सर्ववर्णेषु साक्षिभिः ॥ ११ ॥
आत्मैव ह्यात्मनः साक्षी गतिरात्मा तथात्मनः ।
मावमंस्थाः स्वमात्मानं नृणां साक्षिणमुत्तमम् ॥ १२ ॥
यस्य विद्वान्हि वदतः क्षेत्रज्ञो नाभिशङ्कते ।
तस्मान्न देवाः श्रेयांसं लोकेऽन्यं पुरुषं विदुः ॥ १३ ॥
एकोऽहमस्मीत्यात्मानं यत्त्वं कल्याण मन्यसे ।
नित्यं स्थितस्ते हृद्येष पुण्यपापेक्षिता मुनिः ॥१४॥

مقدمات میں تمام (ورنوں) جماعات مدنی میں سے احکام الٰہی کے پابند دانا۔ بے ریا۔ احکام دین سے واقف بے حرص راست گو اشخاص کی شہادت لینی چاہیے۔ ان کے برعکس اوصاف والے اشخاص کی نہیں ۱

عورتوں کی گواہ عورتیں۔ تعلیم یافتہ اشخاص کے گواہ ویسے ہی تعلیم یافتہ اشخاص۔ شودروں کے گواہ شودر۔ اور چانڈالوں کے گواہ چانڈال ہوں۔ ۲

تشدد۔ چوری۔ زنا۔ اہانت مجرمانہ اور مارپیٹ کے مقدمات میں گواہوں کی حیثیت کا بہت خیال نہ کرے (ان مقدمات میں شہادت لینا بھی لازم ہے (مگر شہادت آسانی سے بہم نہیں پہنچ سکتی) کیونکہ یہ سب جرائم خفیہ طور پر کئے جاتے ہیں)۔ ۳

جب گواہوں میں اختلاف ہو۔ تو کثرت گواہان۔ اگر کسی کی طرف کثرت نہ ہو یعنی دونوں طرف برابر برابر گواہ ہوں۔ تو گواہوں کے اخلاق اور اگر اخلاق بھی ایک سا ہو۔ تو تعلیم یافتہ جماعات کے اعلیٰ ترین اشخاص یعنی رشی مہرشیوں اور سنیاسیوں کی شہادت کو معتبر مان کر فیصلہ کرنا چاہیے۔ ۴

شہادت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک عینی اور دوسری سماعی یعنی سُنی سُنائی۔ جو گواہ عدالت میں سچ بولے وہ نہ ایمان سے محروم ہوتا ہے نہ دولت سے۔ (برخلاف اس کے دروغ گو کو قرار واقعی سزا دینا واجب ہے) ۵

جو شخص عدالت یا مجلس شرفا میں دیکھے اور سُنے کے برعکس شہادت دے۔ اس کی زبان قطع کر دی جائے جس سے وہ جیتے جی دوزخ میں مقیم ہو۔ مرنے کے بعد تو وہ راحت سے محروم ہوگا ہی۔ ۶

گواہ جو بات قدرتی انداز سے اور امورِ متنازعہ فیہ کے متعلق کہے۔ اُسے قبول کرنا چاہیئے۔ اور جو اس سے مختلف
سکھائی پڑھائی بات کہے۔ اسے عدالت اغراض مقدمہ کے لئے ہیچ سمجھے۔ ۷

گواہوں کے مستغیث اور مستغاث علیہ کے روبرو حاضرِ عدالت ہو جانے پر منصف اور وکیل کو اس طرح
حوصلہ دے کر سوال کرنا چاہیئے۔ ۸

اے گواہو! اِن فریقین مقدمہ نے ایک دوسرے کے خلاف جو کچھ کیا ہے اُس کے متعلق تم اپنا تمام علم مِن و عن
یعنی جوں کا توں ظاہر کر دو۔ کیونکہ اس وقوعہ کے فقط تمہیں شاہد ہو۔ ۹

جو گواہ سچی شہادت دیتا ہے۔ وہ عقبیٰ میں اعلیٰ یعنی عالم لاحت میں جنم پاتا ہے۔ وہ دنیا اور عقبیٰ دونوں میں
نیکنام ہوتا ہے۔ ویدوں میں زبان کو ہی تعظیم (اور تحقیر) کا باعث بتایا گیا ہے۔ ۱۰

سچ بولنے سے گواہ تمام کدورتوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ سچ بولنے سے اس کی دینی ترقی ہوتی ہے اس لئے
تمام (دوِجوں) جماعاتِ مدنی میں گواہوں کو سچی شہادت دینی چاہیئے۔ ۱۱

ضمیر ہی ضمیر کا شاہد ہے۔ اور ضمیر ہی ضمیر کو بھروسا ہے۔ اِس بات کو مدِ نظر رکھ کر اے انسان! تو شاہدِ دل
کے شاہد اپنے ضمیر کی اہانت مت کر (یعنی سچ بول۔ جو بات ضمیر، ذہن اور زبان میں ہے وہی سچ ہے اور
جو اس کے خلاف ہے۔ وہ جھوٹ ہے)۔ ۱۲

جس شخص کے شہادت دینے پر اس کا ضمیر جو حق و ناحق کا شاہد ہے متحمل نہیں ہوتا۔ دانا لوگ اسے دنیا میں بہترین
انسان سمجھتے ہیں۔ ۱۳

اے عافیت کے خواہشمند انسان! تو جو اپنے دل میں یہ خیال کر کے کہ میں اکیلا ہوں خلافِ واقعات شہادت
دیتا ہے۔ تیرا یہ طرزِ عمل درست نہیں ہے۔ تیرے دل میں حاضر و ناظر پرمیشور موجود ہے۔ جو گناہ و
ثواب کو دیکھ رہا ہے۔ وہ عالم الغیب ہے (اس سے ڈر اور ہمیشہ سچ بولا کر)۔ ۱۴

लोभान्मोहाद्भयान्मैत्रात्कामात्क्रोधात्तथैव च ।
अज्ञानाद् बालभावाच्च साक्ष्यं वितथमुच्यते ॥ १ ॥
एषामन्यतमे स्थाने यः साक्ष्यमनृतं वदेत् ।
तस्य दण्डविशेषांस्तु प्रवक्ष्याम्यनुपूर्वशः ॥ २ ॥
लोभात्सहस्रं दण्ड्यस्तु मोहात्पूर्वन्तु साहसम् ।
भयाद् द्वौ मध्यमौ दण्ड्यौ मैत्रात्पूर्वं चतुर्गुणम् ॥ ३ ॥
कामाद्दशगुणं पूर्वं क्रोधात्तु त्रिगुणं परम् ।
अज्ञानाद् द्वे शते पूर्णे बालिश्याच्छतमेव तु ॥ ४ ॥
उपस्थमुदरं जिह्वा हस्तौ पादौ च पञ्चमम् ।
चक्षुर्नासा च कर्णौ च धनं देहस्तथैव च ॥ ५ ॥
अनुबन्धं परिज्ञाय देशकालौ च तत्त्वतः ।

सारा ऽपराधौ चालोक्य दण्डं दण्ड्येषु पातयेत् ॥ ६ ॥
अधर्मदण्डनं लोके यशोघ्नं कीर्त्तिनाशनम् ।
अस्वर्ग्यञ्च परत्रापि तस्मात्तत्परिवर्जयेत् ॥ ७ ॥
अदण्ड्यान्दण्डयन् राजा दण्ड्यांश्चैवाप्यदण्डयन् ।
अयशो महदाप्नोति नरकं चैव गच्छति ॥ ८ ॥
वाग्दण्डं प्रथमं कुर्याद्धिग्दण्डं तदनन्तरम् ।
तृतीयं धनदण्डं तु वधदण्डमतः परम् ॥ ९ ॥

جو شہادت حرص ۔ محبت ۔ ڈر ۔ دشمنی ۔ خواہشِ نفسانی ۔ غصہ ۔ جہالت یا طفلانہ مزاجی کے زیر اثر دی جائے ۔ وہ بے وقعت یعنی غیر معتبر سمجھنی چاہیئے ۔ ١ ان میں سے کسی بھی جذبہ کے زیر اثر غلط شہادت دینے والے کو جرم کے مطابق مندرجہ ذیل سزائیں دی جائیں ۔ ٢ جو حرص سے جھوٹی شہادت دے ۔ اسے پندرہ روپے دس آنے ۔ جو محبت کے بس میں آکر جھوٹی شہادت دے ۔ اسے تین روپے ساڑھے چودہ آنے ۔ جو خوف سے جھوٹی شہادت دے اسے سات روپے تیرہ آنے ۔ جو دشمنی کے زیر اثر جھوٹی شہادت دے ۔ اسے پندرہ روپے دس آنے جرمانہ کیا جائے ۔ ٣ جو خواہشِ نفسانی سے جھوٹی شہادت دے ۔ اسے پچیس روپے ۔ جو غصہ سے جھوٹی شہادت دے ۔ اسے چھیالیس روپے چودہ آنے ۔ جو لاعلمی سے جھوٹی شہادت دے ۔ اسے چھ روپے ۔ جو طفلانہ مزاجی سے جھوٹی شہادت دے اسے ایک روپیہ نو آنہ جرمانہ کیا جائے ۔ ٤

احکام تعزیر

عضو تناسل ۔ شکم ۔ زبان ۔ ہاتھ ۔ پاؤں ۔ آنکھ ۔ ناک ۔ کان ۔ جائداد اور جسم یہ سب تعزیر کے محل ہیں ۔ ٥ ۔ (لیکن جو جو سزائیں اوپر لکھی ہیں ۔ یا آگے لکھیں گے مثلاً یہ کہ حرص سے جھوٹی شہادت دینے والے کو پندرہ روپے دس آنے جرمانہ کیا جائے انہیں نادار اشخاص کی حالت میں کم اور دولتمند اشخاص کی صورت میں دو چند یا سہ چند یا چہار چند تک بھی کیا جا سکتا ہے ۔) سزا دینے میں محرک وجہ ۔ موقعہ مقام حیثیت مجرم اور نوعیت جرم کا خیال رکھنا چاہیئے ۔ ٦
بے انصافی سے سزا دینا دنیا میں بدنامی اور عقبیٰ میں عقوبت کا باعث ہوتا ہے ۔ اس لیے کبھی کو غیر منصفانہ سزا نہیں دینی چاہیئے ۔ ٧ جو راجا نا قابل سزا کو سزا دیتا ہے ۔ اور قابل سزا کو سزا نہیں دیتا ۔ وہ جیتے جی بدنام اور مرکر گرفتار عقوبت ہوتا ہے ۔ ٨ مجرم کو پہلے (جرم کی) زبانی سزا دینی چاہیئے ۔ یعنی اس کی مذمت کرنی چاہیئے ۔ بعد ازاں لعنت ملامت اور پھر جرمانہ کیا جائے ۔ اور آخر میں جسمانی سزا دی جائے (یعنی کوڑے یا بید لگوائے جائیں ۔ یا سر قلم کیا جائے) ٩ منوسمرتی ٨ ۔ ١١٨ تا ١٢١ ، ١٢٥ تا ١٢٩

येन येन यथाङ्गेन स्तेनो नृषु विचेष्टते ।
तत्तदेव हरेदस्य प्रत्यादेशाय पार्थिवः ॥१॥
पिताचार्य्यः सुहृन्माता भार्य्या पुत्रः पुरोहितः ।
नादण्ड्यो नाम राज्ञोऽस्ति यः स्वधर्मे न तिष्ठति ॥२॥

कार्षापणं भवेद्दण्ड्यो यत्रान्यः प्राकृतो जनः ।
तत्र राजा भवेद्दण्ड्यः सहस्रमिति धारणा ॥ ३ ॥
अष्टापाद्यन्तु शूद्रस्य स्तेये भवति किल्बिषम् ।
षोडशैव तु वैश्यस्य द्वात्रिंशत्क्षत्रियस्य च ॥ ४ ॥
ब्राह्मणस्य चतुःषष्टिः पूर्णं वापि शतं भवेत् ।
द्विगुणा वा चतुःषष्टिस्तद्दोषगुणविद्धि सः ॥ ५ ॥
ऐन्द्रं स्थानमभिप्रेप्सुर्यशश्चाक्षयमव्ययम् ।
नोपेक्षेत क्षणमपि राजा साहसिकं नरम् ॥ ६ ॥
वाग्दुष्टात्तस्कराच्चैव दण्डेनैव च हिंसतः ।
साहसस्य नरः कर्त्ता विज्ञेयः पापकृत्तमः ॥ ७ ॥
साहसे वर्त्तमानं तु यो मर्षयति पार्थिवः ।
स विनाशं व्रजत्याशु विद्वेषं चाधिगच्छति ॥ ८ ॥
न मित्रकारणाद्राजा विपुलाद्वा धनागमात् ।
समुत्सृजेत् साहसिकान्सर्वभूतभयावहान् ॥ ९ ॥
गुरुं वा बालवृद्धौ वा ब्राह्मणं वा बहुश्रुतम् ।
आततायिनमायान्तं हन्यादेवाविचारयन् ॥ १० ॥
नाततायिवधे दोषो हन्तुर्भवति कश्चन ।
प्रकाशं वाऽप्रकाशं वा मन्युस्तन्मन्युमृच्छति ॥ ११ ॥
यस्य स्तेनः पुरे नास्ति नान्यस्त्रीगो न दुष्टवाक् ।
न साहसिकदण्डघ्नौ स राजा शक्रलोकभाक् ॥ १२ ॥

جس طرح اور جس جس عضو سے (چور) (یا مجرم) انسانوں کو فریب پہنچاتا ہے اُس کا وہ وہ عضو قطع کر دیا جائے تاکہ سب کو عبرت ہو۔ ۱ چاہے والد، استاد، دوست، بیوی، لڑکا اور پروہت ہی کیوں نہ ہو۔ جو اپنی حدود کے اندر نہیں رہتا۔ وہ راجا کے نزدیک قابل سزا ہے۔ ۲

یعنی جب راجا عدالت کی کرسی پر بیٹھے۔ تو کسی کی رو رعایت نہ کرے۔ بلکہ ہر ایک کو حسب قصور سزا دے۔ جس جرم کی وجہ سے معمولی آدمی کو ایک پیسہ جرمانہ کیا جاتا ہے۔ اسی جرم میں راجا کو ایک ہزار پیسہ سزا دی جانی چاہیئے۔ (یعنی راجا کو معمولی آدمی کی نسبت ہزار گنا سزا دی جانی چاہیئے۔ وزیر کو آٹھ سو گنا۔ اس سے کم درجہ کے افسر کو سات سو گنا اس سے کم درجہ کو چھ سو گنا۔ علیٰ ہذا القیاس چھوٹے سے چھوٹے ملازم یعنی چپراسی کو آٹھ گنا سزا دینی چاہیئے۔ ملازمان سرکار کے لئے یہ کم سے کم سزا ہے۔ اگر ملازمان کو رعایا سے زیادہ سزا نہ دی جائے۔ تو وہ سلطنت کو برباد کر دیں گے۔ مثال کے طور پہ شیر زیادہ اور بکری کم سزا (تنبیہ) سے قابو میں آ

جاتی ہے۔ (یہی تناسب ملازمانِ سرکار اور رعایا کا ہے) ملازمانِ سرکار یعنی راجا سے لے کر چپراسی تک کو رعایا کی نسبت بہت زیادہ سزا دینا لازم ہے)۔ ۳
ایسے ہی جو شودر نادانی کی وجہ کر چوری کرے۔ اُسے مالِ مسروقہ سے آٹھ گنا۔ ویش کرے تو سولہ گنا۔ کشتری کرے تو بتیس گنا اور براہمن کرے تو چونسٹھ یا سو یا ایک سو اٹھائیس گنا جرمانہ کرنا چاہیئے یعنی جو مجرم جتنا زیادہ صاحبِ شعور اور معزز ہو۔ وہ اسی حساب سے مستوجبِ سزا متصور ہونا چاہیئے۔ ۴، ۵
مسندِ شاہی کے مستحق۔ دین و دولت کے خواہشمند راجا کو چاہیئے۔ کہ (ڈاکہ زنی وغیرہ جبر و تشدد کے مجرم کو سزا دینے میں لمحہ بھر بھی تساہل نہ کرے۔ ۶ اہانتِ مجرمانہ۔ چوری اور ضرب کے مجرم سے جبر و تشدد (یعنی ڈاکہ زنی وغیرہ) کا مجرم زیادہ قصوروار ہے۔ ۷ جو راجا تشدد (یعنی ڈاکہ زنی وغیرہ) کے مجرم کو سزا نہ دے کر چشم پوشی کرتا ہے۔ وہ جلدی تباہ ہو جاتا ہے۔ اور سلطنت میں بغض و عداوت پیدا کرنے کا موجب ہوتا ہے۔ ۸ راجا خود ذاتی یعنی تمام جانداروں کو تکلیف دینے والے جبر و تشدد کے مجرموں کو نہ تو دوستی اور نہ ہی مالِ کثیر کی آمد کی وجہ سے بغیر گرفتار اور قطعِ اعضاء کئے چھوڑے۔ ۹

تعزیر میں ادنیٰ و اعلیٰ کی تمیز نہیں

چاہے استاد ہو چاہے (بیٹا وغیرہ) کمسن لڑکا ہو چاہے (والد وغیرہ) بزرگ ہو چاہے (شاستروں) علمِ دینی و دُنیوی کا ماہر براہمن) ہو۔ جو اپنی حدود میں نہ رہ کر بے انصافی یعنی کسی بے گناہ کا خون کرتا ہے۔ اسے بلا تامل قتل کر دے۔ (قتل پہلے کرے اور سوچے پیچھے)۔ ۱۰
(آتتائی)[1] خونی کو سرِ بازار قتل کر دیا جائے یا خفیہ طور پر۔ اِس قتل کا مرتکب مجرم نہیں گردانا جاتا کیونکہ وہ فعلِ اشتعال کا جواب اشتعال سے دیتا ہے۔ ۱۱ جس راجا کے راج میں نہ تو کوئی چور۔ نہ زانی۔ نہ اہانتِ مجرمانہ۔ نہ جبر و تشدد و ڈاکہ زنی وغیرہ کا مجرم اور نہ قانون شکن یعنی راجا کے احکام کی خلاف ورزی کرنے والا ہو۔ وہ نہایت قابلِ تحسین فرمانروا ہے۔ ۱۲

منو ۸۔۔ ۳۳۴، ۳۳۸ تا ۳۴۴، ۳۴۷ تا ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۸۶۔

भर्त्तारं लङ्घयेद्या स्त्री स्वज्ञातिगुणदर्पिता ।
तां श्वभिः खादयेद्राजा संस्थाने बहुसंस्थिते ॥ १ ॥
पुमांसं दाहयेत्पापं शयने तप्त आयसे ।
अभ्यादध्युश्च काष्ठानि तत्र दह्येत पापकृत् ॥ २ ॥

جو عورت اپنے میکے والوں کی عظمت کے زعم میں شوہر کو چھوڑ کر اغیار سے صحبت کرتی ہو۔ اُسے راجا عورتوں اور مردوں کے مجمعِ عام کے سامنے جیتے جی کتوں سے پھڑوا کر مار ڈالے۔ ۱ اسی طرح جو مرد اپنی عورت کو چھوڑ کر غیر عورت یا بیسوا سے ہمبستری کرتا ہو اس بدمعاش کو راجا لوہے کے جلتے ہوئے پلنگ پر بٹھا کر آگ

---

[1] سمرتیوں میں "آت تائی" چھ قسم کے اشخاص کو کہا گیا ہے:- (۱) آگ لگانے والا (۲) زہر دینے والا (۳) ہتھیار لے کر قتل کرنے کو تیار (۴) لٹیرا (۵) زمین چھیننے والا (۶) عورت کو جبر سے لے جانے والا۔

لگوائے جس سے وہ بدکردار عورتیں اور مردوں کے مجمع عام کے روبرو جل کر راکھ ہو جائے ۔ ۲

منوسمرتی ۸ ۔ ۳۷۱ ، ۳۷۲

مجرم راجا کو دوسروں سے زیادہ سزا دی جائے

معترض ۔ اگر راجا یا رانی یا منصف عدالت یا اس کی بیوی زنا وغیرہ جرائم کی مرتکب ہو ۔ تو اسے کون سزا دے ؟ مجیب ۔ مجلس سیاسی ۔ ان لوگوں کو رعایا کی نسبت زیادہ سزا ملنی چاہیئے ۔ معترض ۔ راجا وغیرہ مجلس سیاسی کے ہاتھوں سزا کیوں قبول کرنے لگے ؟ مجیب ۔ راجا بھی اپنے جسم کا ایک اہل ثواب خوش نصیب شخص ہے ۔ اگر اسے سزا نہ دی جائے ۔ یا وہ سزا قبول نہ کرے ۔ تو دیگر اشخاص اس کی تحریر کے آگے سر کیوں جھکائیں گے ؟ اور جب تمام رعایا ۔ برگزیدہ افسران اور مجلس سیاسی نے از روئے انصاف سزا دینے کا فیصلہ کر دیا ۔ تو تنہا راجا کیا کر سکتا ہے ؟ اور اگر ملک میں یہ انضباط نہ ہو ۔ تو راجا ۔ افسران ۔ اور سبھی ارباب قدرت وحشت اپنا اور انصاف کا بیڑا ڈبو کر پہلے سلطنت کو اور پھر اپنے آپ کو تباہ کر ڈالیں گے ۔ اس موقعہ پر یاد کیجیئے وہ شلوک جس کا مفہوم حسب ذیل ہے :۔

حقیقتاً عصائے عدل ہی راجا ہے ۔ یہی (دھرم) قانون مجسم ہے جو اسے مٹاتا ہے ۔ اس سے زیادہ ذلیل آدمی اور کون ہوگا ؟

سخت سزا کے فوائد

معترض ۔ ایسی کڑی سزائیں دینا واجب نہیں ۔ کیونکہ انسان نہ تو کبھی بگڑے ہوئے عضو کو بنا سکتا ہے ۔ اور نہ کبھی مرے شخص کو از سر نو زندہ کر سکتا ہے ۔ اس لئے اسے ایسی قطع اعضاء اور موت کی سزا نہیں دینی چاہیئے ۔ مجیب ۔ جو ان سزاؤں کو سخت سمجھتے ہیں وہ تدبیر ملکی سے واقف نہیں ۔ ایک فرد کو ایسی سخت سزا دینے کا نتیجہ یہ ہوگا ۔ کہ دیگر تمام افراد ان جرائم کے ارتکاب سے باز رہ کر (دھرم) مذہب پر قائم رہیں گے ۔ حق تو یہ ہے ۔ کہ اس طرح دی ہوئی سزا (تمام رعایا کی اوسط سے) ایک شخص کے حصہ میں رائی بھر بھی نہیں آئے گی ۔ برخلاف اس کے اگر سزا خفیف دی جائے ۔ تو جرائم کی تعداد میں اضافہ ہوگا ۔ اور جسے تم خفیف سزا کہتے ہو ۔ وہ کروڑوں اشخاص کو دی جانے کی وجہ سے کروڑوں گناہ ہو کر مقدار میں اسی حساب سے بڑھ جائے گی ۔ کیونکہ جب جرائم کے مرتکب کثیر التعداد لوگ ہوں گے ۔ تو تھوڑی تھوڑی سزا سب کو دینی ہوگی ۔ مثال کے طور پر ایک شخص کو ایک من سزا دی گئی ۔ اور دوسرے کو ایک پاؤ ۔ کل سزا ایک من اور ایک پاؤ ہوئی ۔ اوسطاً ہر دو اشخاص کے حصہ میں بیس بیس سیر اور آدھ آدھ پاؤ سزا آئی ۔ بدمعاش لوگ اس (پاؤ بھر) سزا کی کیا پرواہ کرتے ہیں بلکہ لیجیئے ہم اسی بات کو ایک اور مثال سے اور واضح کیے دیتے ہیں) بالفرض اگر ایک شخص کو ایک من سزا دی جائے ۔ اور اس کے مقابلہ میں ایک ہزار اشخاص کو پاؤ پاؤ ۔ تو ان ہزار اشخاص کی کل سزا (ہزار پاؤ یعنی) سوا چھ من ہوگی ۔ ایک من کی نسبت یہ سزا مقدار اور شدت دونوں میں زیادہ ہے ۔ اور وہ مقدم الذکر ایک من اس سے کم بھی ہے اور خفیف بھی (اور پھر موت تو فقط یہی سزا ہو سکتی ہے)۔

दीर्घाध्वनि यथादेशं यथाकालं तरो भवेत् ।
नदीतीरेषु तद्विद्यात्समुद्रे नास्ति लक्षणम् ॥ ३ ॥
अहन्यहन्यवेक्षेत कर्मान्तान्वाहनानि च ।

आयव्ययौ च नियतावाकरान्कोषमेव च ॥ ४ ॥

एवं सर्वानिमान्राजा व्यवहारान्समापयन् ।

व्यपोह्य किल्बिषं सर्वं प्राप्नोति परमां गतिम् ॥ ५ ॥

جیسے راستہ میں سمندر کی کھاڑیوں۔ ندیوں اور دریاؤں کی لمبائی کو دیکھ کر اس کا محصول مقرر کرنا چاہیئے۔ اور کھلے سمندر میں اس طرح کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا (وہاں جیسا مناسب سمجھے جہاز رانوں اور سرکار دونوں کا مفاد مدِ نظر رکھ کر محصول مقرر کرے) ۱

اس قانون کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہے۔ کہ جو لوگ قدیم زمانے میں فنِ جہاز رانی کے وجود سے انکار کرتے ہیں۔ ان کا یہ خیال باطل ہے۔ راجا کو چاہیئے۔ کہ اپنی رعایا کے جو اشخاص ایک ملک سے دوسرے ملک اور ایک جزیرے سے دوسرے جزیرے کا بذریعہ جہاز سفر کرتے ہیں۔ ان کی حفاظت کا تمام مقامات پر انتظام کرے۔ تاکہ انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔

راجا کو چاہیئے۔ کہ تمام کاموں کی تکمیل ہاتھی گھوڑے وغیرہ سامان سواری دیا رہ دار اور مقررہ آمدنی اور خرچ لعل و جواہر کی کانوں اور خزانہ جات کا ملاحظہ ہر روز کیا کرے۔ ۲

اسی طرح راجا تمام کاروبار سلطنت کو کما حقہ سرانجام دے کر گناہوں کا ازالہ کرتا ہے۔ اور اعلیٰ درجۂ راحت یعنی نجات کا حقدار بنتا ہے۔ ۳ منوسمرتی ۸۔۔۔۴۰۶، ۴۱۹، ۴۲۰

معترض سنسکرت کی کتابوں میں تدبیر ملکی کا مکمل بیان ہے یا غیر مکمل؟ مجیب مکمل۔ کیونکہ روئے زمین پر جو بھی علوم سیاسی رائج ہوتے ہیں یا ہوں گے۔ ان کا ماخذ سنسکرت زبان کی کتب ہیں جس بات کا ان کتب میں صریح ذکر نہ ہو۔ اس کے لئے منو کا مندرجہ ذیل قول مدِ نظر رکھنا چاہیئے:۔

प्रत्यहं लोकदृष्टैश्च शास्त्रदृष्टैश्च हेतुभिः ॥

جن قوانین کو سرکار اور رعایا کی بہبودی کا باعث اور احکام الٰہی کے مطابق تصوّر کریں انہیں علما کامل پر مشتمل (راج سبھا) مجلس سیاسی (راجات اور قوانین مقامی کی بنا پر) خود وضع کرے۔ منوسمرتی ۸۔۔۳

مندرجہ ذیل امور کا خیال ضرور رکھنا چاہیئے۔ اوّل جہاں تک ہو سکے صغیر سنی کی شادی نہ ہونے دیں عالم شباب میں بھی زوجین کی رضا مندی کے بغیر بیاہ نہ کریں۔ نہ کرائیں اور نہ ہونے دیں۔ (برہمچاری مجرّد رہ کر) حصولِ علم کے قواعد کی پابندی پوری طرح کریں اور کرائیں۔ زناکاری اور کثرتِ ازدواج کا انسداد کریں تاکہ روحانی اور جسمانی قوے کی کامل حفاظت ہو۔ اگر فقط ذہن اور روحانی قوے کی ترقی مدِ نظر رکھی جائے اور جسمانی قوے کی پرواہ نہ کی جائے۔ تو ایک قوی الجثہ شخص سینکڑوں ذی علم عالموں پر آسانی سے غلبہ پا سکتا ہے برخلاف اس کے اگر فقط جسمانی قویٰ کا نشو و نما کیا جائے۔ اور ذہنی و روحانی قویٰ کا نہیں۔ تو اس بے علمی کی حالت میں ملک کی حفاظت کا اچھا انتظام نہیں ہو سکتا۔ اور اگر یہ نظم و نسق نہ ہو۔ تو لوگ آپس میں نفاق۔ مخاصمت اور لڑائی جھگڑا کر کے برباد اور ہلاک ہو جائیں۔ اس لئے ہمیشہ روحانی اور جسمانی دونوں اقسام کے قویٰ کی ترقی ساتھ ساتھ کرتے رہنا چاہیئے طاقت اور عقل کے لئے جس قدر مضر زنا اور عیش پرستی ہے اتنی

اور کوئی چیز نہیں۔ کھشتریوں کو بالخصوص مضبوط اور قوی ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اگر یہی لوگ خواہشاتِ نفسانی کے غلام ہوں گے۔ تو سلطنت کا انتظام درہم برہم ہو جائے گا۔

یہ بات بھی مدِ نظر رکھنی چاہیئے۔ کہ رعایا ہمیشہ راجا کے نقشِ قدم پر چلتی ہے۔ راجا اور حکام سلطنت کے لئے لازم ہے۔ کہ کسی صورت میں بھی اپنا اخلاق بگڑنے نہ دیں۔ برخلاف اس کے ہمیشہ راہِ دین و انصاف پر چل کر سب کے لئے اصلاح کی مثال قائم کریں۔

یہ مختصر طور پر امورِ سلطنت کا بیان کیا گیا ہے۔ زیادہ تفصیل کے لئے وید، منوسمرتی کا ساتواں، آٹھواں اور نواں باب، شکر نیتی، ودر پرجاگر اور مہابھارت میں سے شانتی پرو کے ان ابواب کا جن میں (راج دھرم) امورِ سلطنت اور (آپت دھرم) قوانینِ مصیبت وغیرہ کا بیان کیا گیا ہے۔ مطالعہ کر کے تدبیرِ ملکی سے کما حقہٗ واقف ہوں۔ اور تمام روئے زمین یا اس کے کسی حصہ کی سلطنت کا (جہاں اپنا راج ہو) انتظام کریں۔ یہ بات ہمیشہ ذہن نشین رکھنی چاہیئے۔ کہ

वयं 'प्रजापतेः प्रजा अभूम'

ہم مالکِ کائنات کی رعایا ہیں۔ (یجروید ۱۸ — ۱۹)

مالکِ کائنات یعنی پرمیشور ہمارا حقیقی راجا ہے۔ اور ہم سب اس کے نوکر ہیں۔ وہ اپنے فضل و کرم کی بدولت ہمیں اپنی مخلوقات پر راج کرنے کا اختیار عنایت کرے اور ہمارے ہاتھوں اپنے انصافِ حقیقی کو روئے زمین پر رائج کرے۔ آئندہ باب میں ایشور اور وید کا بیان کیا جائے گا۔

تمام شد باب ششم درباره سیاسیات کتاب فصاحت انتساب ستیارتھ پرکاش مصنفہ شری سوامی دیانند سرسوتی

باب ہفتم

ایشور اور وید

ऋचो अक्षरे परमे व्योमन्यस्मिन्देवा अधि विश्वे निषेदुः ।
यस्तन्न वेद किमृचा करिष्यति य इत्तद्विदुस्त इमे समासते ॥ १ ॥

اس منتر کے معنے (باب سوم) میں نصابِ طالب علمی کے بیان میں تحریر کئے جا چکے ہیں۔ منتر کا مفہوم یہ ہے:-

پرمیشور (خدا تعالےٰ) نورانی صفات۔ نورانی افعال اور نورانی عادات اور علوم سے متصف ہے۔ زمین سورج وغیرہ اجرام اسی کے سہارے قائم ہیں۔ وہ آکاش (خلا) کی طرح محیط، سب دیوتاؤں کا دیو (رب الارباب) ہے جنہیں اس پرمیشور کا نہ علم ہے اور نہ اس میں اعتقاد۔ اور نہ اس کا دھیان یعنی ذکر کرتے ہیں۔ ایسے ناقص العقل منکرانِ حق ہمیشہ بحرِ مصیبت میں غرق رہتے ہیں۔ کیونکہ انسان عرفانِ الٰہی کی بدولت ہی نعمت

سرُور سے بہرہ یاب ہوتا ہے۔ رگوید ۱-۱۲۴-۳۹

تینتیس ۳۳ دیوتا

معترض۔ تم اس بات کے قایل ہو یا نہیں۔ کہ ویدمیں متعدد ایشوروں کا ذکر ہے؟
مجیب۔ نہیں۔ کیونکہ چاروں ویدوں میں کوئی ایسی تحریر نہیں پائی جاتی جس سے متعدد ایشوروں کا ہونا ثابت ہو۔ برخلاف اس کے یہ تو صاف مذکور ہے۔ کہ ایشور ایک ہے۔ معترض۔ ویدمیں جو متعدد دیوتاؤں کا ذکر پایا جاتا ہے۔ اس کے کیا معنے ہیں؟ مجیب۔ جو اشیاء "دِویہ" یعنی عجیب و غریب صفات سے متصف ہوں انہیں دیوتا کہا جاتا ہے۔ مثلاً زمین لیکن اسے کہیں ایشور یا پرستش کے قابل تسلیم نہیں کیا گیا۔ دیکھو اس منتر میں ہی کہا ہے کہ جس کے سہارے سب دیوتا (نورانی موجودات) قایم ہیں۔ وہی جاننے کے لایق اور پرستش کرنے کے قابل ایشور ہے جو لوگ لفظ "دیوتا" سے ایشور مراد لیتے ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں۔ پرمیشور دیوؤں کا دیو (دیوتاؤں کا دیوتا یعنی ربّ الارباب) ہے۔ اس لئے اسے مہادیو یعنی دیوتاؤں (نورانی موجودات) میں سب سے افضل کہتے ہیں۔ وہی تمام عالم کی پیدائش۔ قیام اور فنا کا موجب ہے اور وہی عادل حاکم الحاکمین ہے۔ ویدمیں تینتیس[1] دیوتاؤں کا ذکر آتا ہے۔ اس کی توضیح شت پتھ براہمن میں اس طرح کی ہے۔ کہ خاک۔ آب۔ آتش۔ باد۔ خلا۔ سورج۔ چاند اور تارے یہ آٹھ اشیاء مخلوقات کی بستی یعنی جائے قیام ہونے کی وجہ سے "وسو" کہلاتی ہیں (وسو کے معنے ہیں بستی یعنی جائے قیام) پران۔ اپان۔ ویان۔ اُدان اور سمان۔ ناگ۔ کورم۔ کرکل۔ دیودت۔ دھننجے اور جیوآتما (روح) یہ گیارہ "رُدر" کہلاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ جب یہ جسم سے الگ ہوتے ہیں۔ تو رُلا جاتے ہیں۔ (رُدر کے لغوی معنے ہیں رُلانے والا) سال کے بارہ مہینوں کو بارہ "آدتیہ" کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ سب کی عمر لیتے (گھٹاتے) رہتے ہیں۔ (آدتیہ کے لغوی معنے ہیں لینے والا) بجلی کا نام "اِندر" اس لئے ہے۔ کہ یہ کمال نعمت و حشمت کا باعث ہے۔ یگیہ سے ہوا۔ بارش۔ پانی اور نباتات وغیرہ کی صفائی۔ علماء کرام کی تعظیم اور انواع و اقسام کی صنعت و حرفت کی ترقی ہو کر عوام کی پرورش ہوتی ہے اس لئے اسے پرجاپتی یعنی عوام کی پرورش کرنے والا کہتے ہیں۔ ان تینتیس اشیاء کو مذکورہ بالا صفات کی وجہ سے "دیو" کہا جاتا ہے۔

چونتیسواں دیوتا پرمیشور

ان تینتیس دیوتاؤں (نورانی موجودات) کا مالک اور ان سب سے افضل ہونے کی وجہ سے پرماتما چونتیسواں دیوتا ہے۔ یہی دیوتا (نورانی ذات) پرستش کے قابل ہے۔ شت پتھ براہمن کے چودھویں کانڈ میں اس امر کی وضاحت کی گئی ہے۔ دیگر کتب میں بھی یہ توضیح ملتی ہے۔ اگر تم ان کتب کا مطالعہ کر لیتے۔ تو اس دام توہم میں پڑکر کیوں گمراہ ہوتے۔ کہ ویدمیں متعدد ایشوروں کا ذکر پایا جاتا ہے۔

ईशा वास्यमिदꣳ सर्वं यत्किञ्च जगत्यां जगत् ।
तेन त्यक्तेन भुञ्जीथा मा गृधः कस्य स्विद्धनम् ॥ २ ॥

اے انسان! اس دنیا میں جس قدر عالم یعنی اجرام ہیں۔ ان سب پر محیط ہو کر تمام موجودات کو انضباط میں رکھنے والا پرمیشور کہلاتا ہے اس سے ڈر اور غیر منصفانہ طور پر کسی کے مال و زر کی خواہش مت کر۔ اس لئے انصافی کو ترک کر اور دھرم یعنی عادلانہ رویہ کے ذریعہ سرور ذات سے مستفیض ہو۔ (یجروید ۴۰-۱)

---

[1] त्रयस्त्रिंशता: ۔ یجروید ۱۴-۳۱ رگوید ۱-۴۵-۲

अहम्भुवं वसुनः पूर्व्यस्पतिरहं धनानि सं जयामि शश्वतः ।
मां हवन्ते पितरं न जन्तवोऽहं दाशुषे विभजामि भोजनम् ॥ ३ ॥

(ایشور ارشاد کرتا ہے۔ اے بنی نوع انسان!) میں ایشور سب سے پیشتر موجود رہوں میں تمام عالم کا مالک ہوں میں عالم کی قدیم علت اور تمام نعمتوں کو اپنے ملنے والے بھگتوں کو دینے والا ہوں بھگت مجھے ایسے ہی پکارتے ہیں جیسے بال بچے اپنے ماں باپ کو پکارتے ہیں ایسے ہی تمام انواع مجھے امداد کے لئے پکاریں۔ میں اس کائنات کے قیام کے لئے جو تمام اہل عالم کی راحت کا باعث ہے۔ انواع و اقسام کے خوراک وغیرہ وسائل زیست کی تقسیم کرتا ہوں۔ (رگوید۔ ۱۰۔۴۸۔۱)

अहमिन्द्रो न परा जिग्य इद्धनं न मृत्यवेऽवतस्थे कदा चन ।
सोममिन्मा सुन्वन्तो याचता वसु न मे पूरवः सख्ये रिषाथन ॥ ४ ॥

میں افضل ترین قوت و دولت کے منبع سورج کی طرح تمام عالم کو منور کرتا ہوں۔ میں نہ کبھی مغلوب ہوتا ہوں نہ مرتا ہوں یہ تمام عالم جو نعمتوں کا مخزن ہے اس کا خالق میں ہوں۔ تم مجھے ہی اس دنیا کا خالق اور مدبر سمجھو۔ اے اہل عالم! تم نعمت و حشمت کے حصول کے لئے کوشاں رہ کر علم وغیرہ نعمتوں کے لئے مجھ ہی سے التجا کرو میری رفاقت سے کبھی دور کر دانی نہ ہو۔ اے بنی نوع انسان! میری حقیقی حمد و ثنا راست گوئی ہے۔ ایسی حمد کرنے والے انسان کو میں انہی علوم وغیرہ نعمتیں عطا کرتا ہوں۔ اور وید کو متجلی کرنے والا میں ہوں۔ وید میں میری ذات و صفات کا کما حقہ بیان کیا گیا ہے۔ اس کے ذریعہ سب علوم کو ترقی دیتا ہوں۔ میں نیک انسان کو نیکی کی تحریک اور بدکار یعنی گناہ عام کا کام کرنے والے کو اس کے کام کا ثمر دیتا ہوں۔ اس عالم میں جو اشیاء موجود ہیں ان کا خالق اور قیوم میں ہوں اس لئے تم مجھے چھوڑ کر کسی اور کی عبادت مت کرو۔ اور نہ کسی کو میری جگہ معبود مان اور جانو۔ (رگوید ۱۰۔۴۸۔۵)

हिरण्यगर्भः समवर्त्तताग्रे भूतस्य जातः पतिरेक आसीत् ।
स दाधार पृथिवीं द्यामुतेमां कस्मै देवाय हविषा विधेम ॥

اے بنی نوع انسان! جو آفرینش سے پیشتر سورج وغیرہ تمام روشن اجرام کا منبع اور جائے قیام تھا اور جو اشیاء دنیا کہ پیدا ہو چکی ہیں۔ اب ہوتی ہیں۔ اور آئندہ ہوں گی۔ ان سب کا مالک تھا ہے اور ہوگا۔ وہ پرمیشور زمین سے لیکر سورج تک تمام موجودات کی خلقت کر کے انہیں قائم رکھتا ہے۔ اس سرور بالذات پرماتما ہی کی عبادت جیسے ہم کریں ویسے تم بھی کرو۔ (یجروید ۱۳ – ۴)

پرمیشور کی ہستی کا ثبوت

معترض۔ آپ ایشور ایشور کہتے جاتے ہیں۔ ذرا یہ بھی تو بتائیے۔ کہ آپ اسے ثابت کیسے کرتے ہیں؟ مجیب۔ (پرتیکش) مشاہدہ وغیرہ تمام ذرائع یقین سے معترض۔ ایشور کی ذات (پرتیکش) مشاہدہ وغیرہ (پرمانوں) ذرائع یقین سے ثابت نہیں ہوتی۔
مجیب۔ نیائے درشن کے مصنف مہرشی گوتم فرماتے ہیں:۔

इन्द्रियार्थसन्निकर्षोत्पन्नं ज्ञानमव्यपदेश्यमव्यभिचारिव्यवसायात्मकं प्रत्यक्षम् ॥

کان، جلد، آنکھ، زبان، ناک اور من (آلۂ خیال) کا آواز، لمس، صورت، ذائقہ، بو، راحت و رنج اور حق و باطل۔ ان محسوسات اور تخیلات سے تعلق ملنے پر جو علم پیدا ہوتا ہے اسے (پرتیکش) علم بالمشاہدہ کہتے ہیں بشرطیکہ وہ

(فقط لفظی یعنی اسم کے ذریعہ سے کہا اور معلوم نہ ہو یقینی ہو۔ (نیائے درشن ۔ ۱ ۔ ۴)

اب قابل غور بات یہ ہے ۔ کہ ان حواس اور آلۂ خیال سے مشاہدہ اوصاف کا ہوتا ہے موصوف کا نہیں۔ جیسے لامسہ وغیرہ چار حواس کے ذریعہ لمس صورت ۔ ذائقہ اور بو کا احساس ہو کہ ان اوصاف سے متصف جوہر خاک کا روح سے وابستہ (من) آلۂ خیال کو علم بالمشاہدہ ہوتا ہے ویسے ہی اس مشہود عالم موجودات میں خاص ترتیب اور صنعت و حکمت وغیرہ اوصاف کا مشاہدہ ہونے سے پرمیشور کی ہستی کا علمی ثبوت[1] ملتا ہے ۔ اور جب روح من (آلۂ خیال) کو اور من (آلۂ خیال) حواس کو کسی چیز میں لگاتا ہے یا چوری وغیرہ برے اور رفاہ عام وغیرہ اچھے کاموں کا آغاز کرتا ہے ۔ اور روح کی خواہش اور علم وغیرہ صفات اسی چیز یا فعل مطلوب کی طرف مائل ہو جاتی ہیں ۔ تو معاً آتما (روح) کے اندر سے برے کام کے متعلق خوف ۔ تامل اور شرم اور اچھے کام کے بارے میں بے خوفی ۔ عدم تامل ۔ اور جوش مسرت پیدا ہوتا ہے ۔ اس کیفیت کی محرک روح نہیں پرمیشور کی ذات ہوتی ہے ۔ اور جب روح تمام کدورتوں سے پاک ہو کر اپنی قوت خیال کو پرماتما کی ذات پر مرکوز کرتی ہے ۔ تو اس وقت دونوں یعنی آتما (روح) اور پرماتما کا علم بالمشاہدہ ہوتا ہے ۔ پس جب پرمیشور کا علم بالمشاہدہ ہوتا ہے ۔ تو علم بالقیاس وغیرہ ہونے میں تو شک ہی کیا ہے ؟ کیونکہ معلول کو دیکھ کر علت کا قیاس تو ہوتا ہی ہے ۔

دیاپک محیط

معترض ۔ پرمیشور محیط ہے یا کسی خاص مکان میں مقیم ہے ؟ مجیب محیط ہے ۔ اگر کسی مقام پر مقیم ہوتا ۔ تو حاضر و ناظر ۔ علیم کل ۔ تمام موجودات کو انضباط میں رکھنے والا تمام کائنات کا خالق ۔ قیوم اور پرلے یعنی موجودات علت میں تحلیل کرنے والا نہ ہو سکتا ۔ کیونکہ کسی فاعل کے فعل کا غیر متعلق مقام میں ہونا ناممکن ہے ۔ (اور کامل اقتدار کے لئے وہاں ہونا لازم ہے)

دیالو رحیم اور نیائے کاری عادل

معترض ۔ پرمیشور ایک ساتھ رحیم اور عادل ہے یا نہیں ؟ مجیب ۔ ہے معترض ۔ یہ دونوں اوصاف باہم متضاد ہیں ۔ عدل کے ساتھ رحم اور رحم کے ساتھ عدل نہیں رہ سکتا ۔ عدل کے معنے ہیں اعمال کے مطابق بغیر کسی کمی بیشی کے (سزا و جزا یعنی) رنج و راحت دینا ۔ اور رحم کے معنے ہیں مجرم کو بغیر سزا دیئے چھوڑ دینا ۔ مجیب رحم اور عدل میں فرق برائے نام ہے کیونکہ جو غرض و غایت عدل کی ہے ۔ وہی رحم کی ۔ سزا دینے کا مدعا یہ ہے ۔ کہ بنی نوع انسان گناہ سے محترز ہو کر تکالیف سے آزاد ہوں ۔ اور رحم کے تو معنے ہی بنی نوع انسان کو تکالیف سے آزاد کرنا ہے ۔ رحم کے جو معنے تم نے کئے ہیں وہ صحیح نہیں ۔ عدل تو اسی کو کہتے ہیں ۔ کہ جس نے جس قدر قصور کیا ہو

[1] متن میں لفظ "پرتیکش" ہے ۔ رشی دیانند پرمیشور کو علت فاعلی اور عالم کو اس کا معلول مانتے ہیں ۔ آگے چل کر اسی پیراگراف کے خاتمہ پر یہ بھی مانتے ہیں ۔ کہ معلول کو دیکھ کر علت کا قیاس ہوتا ہے ۔ اس لئے یہاں "پرتیکش" کے معنے علم بالمشاہدہ کی بجائے "علمی ثبوت" کئے گئے ہیں ۔ عالم میں ترتیب وغیرہ کا احساس کرنے سے عالم کا مشاہدہ ہوتا ہے ۔ اوپر دی گئی "جوہر خاک" کی تشبیہ کا مشبہ بھی عالم ہے ۔ جیسے لمس وغیرہ اوصاف کے احساس سے ان اوصاف سے متصف جوہر خاک کا علم بالمشاہدہ ہوتا ہے ایسے ہی ترتیب وغیرہ اوصاف سے متصف عالم کا بھی مشاہدہ ہوتا ہے ۔ اس مشاہدہ کی بنا پر اس ترتیب کی علت فاعلی یعنی پرمیشور کا علمی ثبوت ملتا یعنی صاف علم بالمشاہدہ ہوتا ہے ۔ اس کا ذکر رشی دیانند آگے چل کر اسی پیراگراف میں کرتے ہیں ۔ عالم میں ترتیب وغیرہ اوصاف کا مشاہدہ علمی ثبوت ہے اس ترتیب کے فاعل پرمیشور کی ہستی کا ۔ پرمیشور کا مشاہدہ یوگیوں کو حالت مراقبہ میں ہوتا ہے ۔

اُسے اُسی قدر سزا دینا۔ (مگر رحم کے معنے بغیر سزا دیئے چھوڑ دینا نہیں کیونکہ) اگر قصوروار کو سزا نہ دی جائے۔ تو رحم کا مطلب ہی فوت ہو جائے۔ ایک مجرم کو جس نے ناکردنی کا ارتکاب کیا ہے۔ سزا نہ دینا ہزاروں نیک بندگانِ خدا کو عذاب دینے کے مترادف ہے۔ اگر ایک فرد کے چھوڑنے سے ہزاروں کے لئے عذاب کا سامان ہو۔ تو وہ کیسے رحم ہو سکتا ہے؟ حقیقی رحم تو یہ ہے۔ کہ ڈاکو کو جیل میں ڈال کر اسے آئندہ جرائم سے بچایا جائے۔ یہ ڈاکو کی ذات پر رحم ہے۔ اور (اگر اس طرح اس کی اِصلاح نہ ہو سکے۔ تو) اُسے قتل کر دیا جائے۔ یہ دیگر ہزارہا اشخاص پر رحم ہے۔ **معترض** پھر رحم اور عدل دو مختلف الفاظ کیوں ہیں؟ اگر دونوں کا مفہوم ایک ہے۔ تو دو الفاظ کا ہونا بے فائدہ ہے۔ اس صورت میں ایک ہی لفظ کافی تھا۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ رحم اور عدل کی غرض و غائیت ایک نہیں۔ **مجیب** کیا ایک ہی مفہوم کے مظہر متعدد الفاظ نہیں ہوتے؟ اور کیا ایک ہی لفظ متعدد معانی کا مظہر نہیں ہوتا؟ **معترض** یہ دونوں باتیں ہوتی ہیں۔ **مجیب** پھر تمہیں یہ اعتراض کیوں ہوا ہے؟ **معترض** دُنیا میں ایسا اعتراض سُننے میں آتا ہے۔ **مجیب** دُنیا میں تو حق بھی سُننے میں آتا ہے۔ اور باطل بھی۔ ان دونوں پر غور و فکر کر کے تحقیق حق کرنا ہمارا اپنا کام ہے دیکھو۔ پرمیشور کی رحمت کا کمال! اس نے تمام ارواح کی ضروریات کی تکمیل کے لئے تمام اشیاء پیدا کر کے ان ارواح کو عنائیت کر دی ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور رحم کیا ہو سکتا ہے؟ اب عدل کا نتیجہ بھی عیاں ہے۔ اس پر غور کرو مختلف افراد کی حالت میں رنج و راحت کی کمی و بیشی (عدم مساوات) سے صاف عادلانہ سلوک کا اظہار ہو رہا ہے۔ یہ (عدم مساوات ارواح کے سابقہ اعمال کا نتیجہ ہے) پرمیشور کے رحم اور عدل میں فقط اتنا ہی فرق ہے۔ کہ جو ارادہ کی صورت میں سب کو راحت پہنچانے اور رنج سے چھڑانے کی خواہش اور اس کے لئے عمل ہے۔ اس کا نام رحم اور جو ظاہری حرکت مثلاً قید میں ڈالنا اور اعضاء سے محروم کر دینا وغیرہ مناسب سزا دہی ہے۔ اس کا نام عدل ہے۔ دونوں کا واحد اور مشترکہ مقصد یہ ہے۔ کہ سب کو گناہ اور (سزا یعنی) تکالیف سے آزاد کر دیا جائے۔

نراکار (غیر متشکل)

معترض۔ ایشور متشکل ہے یا غیر متشکل؟ **مجیب** غیر متشکل کیونکہ اگر متشکل ہوتا تو محیط نہ ہوتا۔ اور اگر محیط نہ ہوتا۔ تو علیم کل وغیرہ صفات کا بھی پرمیشور پر اطلاق نہ ہو سکتا کیونکہ محدود شے کے اوصاف۔ افعال اور عادات بھی محدود ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ متشکل شے۔ سردی۔ گرمی بھوک پیاس۔ مرض نقص اور تقسیم و تجزیہ وغیرہ سے بھی بالاتر نہیں ہو سکتی۔ اس سے یہی نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ پرمیشور غیر متشکل ہے۔ اگر پرمیشور متشکل ہو۔ تو اس کے اعضاء یعنی ناک۔ کان۔ آنکھ وغیرہ کا بنانے والا کوئی اور ہونا چاہیئے۔ جو شے ترکیب سے پیدا ہوتی ہے۔ اسے مرکب کرنے والا غیر متشکل مدرک فرد ہونا چاہیئے۔ اگر اس کے جواب میں کوئی یہ کہے کہ پرمیشور نے اپنی مرضی سے اپنے آپ اپنی شکل یعنی جسم بنا لیا۔ تو بھی تو نتیجہ یہی نکلا۔ کہ شکل بننے سے پہلے غیر متشکل تھا۔ (اب متشکل ہو گیا۔ جو نقص ہے) اس سے ثابت ہے۔ کہ پرمیشور کبھی شکل یعنی جسم اختیار نہیں کرتا۔ برخلاف اس کے خود غیر متشکل (اور محیط) ہونے کی وجہ سے تمام عالم کو لطیف علت سے متشکل کر کے کثیف اشکال عطا کرتا ہے۔

سرو شکتیمان (قدیرِ کُل)

معترض۔ پرمیشور قدیرِ کُل ہے یا نہیں؟ **مجیب**۔ ہے لیکن قدیرِ کُل کے وہ معنی نہیں جو تم کرتے ہو۔ قدیرِ کُل کے اصلی معنے یہ ہیں

کہ ایشور اپنے کام یعنی عالم کے پیدا کرنے۔ قائم رکھنے اور فنا کرنے اور تمام ارواح کے گناہ و ثواب کا ٹھیک ٹھیک ثمر دینے وغیرہ افعال میں کسی اور کی امداد کا محتاج نہیں۔ بلکہ اپنی لامحدود قدرت سے ہی اپنے تمام کاموں کی تکمیل کرتا ہے۔ معترض۔ ہمارا اعتقاد تو یہ ہے۔ کہ ایشور جو چاہے سو کر سکتا ہے۔ کیونکہ اس کے اوپر کسی اور کا اختیار نہیں مجیب۔ ایشور کیا چاہتا ہے؟ اگر تم کہو۔ کہ سب کچھ چاہتا اور کر سکتا ہے۔ تو ہم سوال کرتے ہیں۔ کہ کیا ایشور اپنے آپ کو ہلاک کر سکتا ہے؟ کیا اپنے علاوہ دیگر پرمیشور بنا سکتا ہے؟ کیا خود جہالت (میں گرفتار ہو سکتا ہے؟) اور چوری۔ زنا وغیرہ بد اعمالیاں کر سکتا ہے؟ اور کیا تکالیف میں مبتلا ہو سکتا ہے؟ یہ تمام صفات اور افعال پرمیشور کے اوصاف افعال اور عادات کے خلاف ہیں۔ پس تمہارا یہ قول کہ ایشور سب کچھ کر سکتا ہے کبھی ممکن نہیں ہو سکتا۔ اس حالت میں قدیر کل کے وہی معنے صحیح ہیں۔ جو ہم نے کئے ہیں۔

(آنادی) ازلی

معترض۔ ایشور حادث ہے یا قدیم؟ مجیب۔ قدیم۔ قدیم اس وجود کو کہتے ہیں جس کی علت یا آغاز نہ ہو۔ باب اول میں اس لفظ کا مفہوم بیان کر دیا گیا ہے۔ وہاں ملاحظہ کیجئے۔ معترض پرمیشور کی مرضی کیا ہے؟ مجیب۔ ایشور سب کی بہتری چاہتا ہے۔ اس کی مرضی یہ ہے۔ کہ سب کو راحت نصیب ہو۔ لیکن کسی کی آزادی سلب ہو بغیر قصور کئے وہ کسی کو کسی کے زیر نہیں کرتا۔

(ستتی) حمد (پرارتھنا) دعا (اُپاسنا) تقرب الٰہی

معترض۔ پرمیشور کی حمد و ثنا کرنا۔ اس سے دعا مانگنا اور اس کے حضور میں جانا لازم ہے یا نہیں؟ مجیب۔ ہاں۔ یہ سب کام کرنے چاہئیں معترض۔ کیا حمد و ثنا سے خوش ہو کر پرمیشور اپنے قانون کو پس پشت ڈال دے گا۔ اور ثنا اور دعا کرنے والے کے گناہ معاف کر دے گا؟ مجیب۔ نہیں معترض۔ تب ثنا اور دعا کس لئے کی جائے؟ مجیب۔ اس کا ثمر کچھ اور ہے۔ معترض وہ کیا؟ مجیب۔ حمد و ثنا کرنے سے ایشور سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ اور اس کے اوصاف۔ افعال اور عادات کے ذکر سے اپنے اوصاف اعمال اور عادات کی اصلاح ہوتی ہے۔ دعا مانگنے سے انکسار اور ہمت پیدا ہوتی اور امداد ملتی ہے حضور میں جانے سے پرمیشور سے وصال اور اس کا پرتیکش مشاہدہ ہوتا ہے۔

(سگُن ستتی) مثبت حمد

معترض۔ ذرا اور وضاحت سے سمجھائیے مجیب۔ دیکھئے ستتی یعنی حمد و ثنا کی مثال

स पर्यगाच्छुक्रमकायमव्रणमस्नाविरꣳ शुद्धमपापविद्धम् ।
कविर्मनीषी परिभूः स्वयम्भूर्याथातथ्यतोऽर्थान् व्यदधाच्छाश्वतीभ्यः समाभ्यः ॥

وہ پرماتما محیط کل سریع الفعل یعنی آناً فاناً کام کرنے والا۔ لامحدود قدرت کا مالک پاک علیم کل متنبط الباطن سب سے افضل اور اعلیٰ۔ قدیم قائم بالذات ہے وہ اپنی قدیم رعایا یعنی تمام ارواح کو اپنے قدیم علم کے ذریعہ جملہ اشیاء کا ویدکی صورت میں صحیح صحیح علم بخشتا ہے۔

(نرگن ستتی) حمد منفی

یہ (سگن) ثنا (سگن) مثبت ہے یعنی جو اوصاف پرمیشور میں پائے جاتے ہیں۔ انہی اوصاف سے اس کی توصیف کی گئی ہے۔ اس کے خلاف مندرجہ ذیل (ستتی) ثنا (نرگن) منفی ہے:-

وہ غیر مجسم اور غیر مولود ہے۔ یعنی وہ کبھی جسم اختیار کرتا ہے اور نہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ زخمی نہیں ہوتا۔ وہ رگوں وغیرہ کی قید میں آتا ہے۔ نہ کبھی گناہ کرتا ہے۔ وہ تکلیف، عقوبت اور جہالت میں کبھی نہیں پھنستا۔ یجروید ۴۰۔۸

(وغیرہ وغیرہ) یہ تمام اوصاف منفی ہیں۔ ان فقروں میں پرمیشور کو بے جا رغبت و نفرت وغیرہ نقائص سے پاک بیان کیا گیا ہے۔ حمد و ثنا کا فائدہ یہ ہے۔ کہ جیسے اوصاف۔ افعال اور عادات پرمیشور میں پائی جاتی ہیں۔ انہیں ہم اپنے میں پیدا کریں مثلاً اسے عادل کہنے کا مقصد یہ ہے۔ کہ ہم عادل ہوں۔ برخلاف اس کے جو شخص بھانڈ کی طرح پرمیشور کے اوصاف کا ذکر تو کرتا ہے لیکن اپنے اخلاق کی اصلاح نہیں کرتا۔ اس کا حمد و ثنا کرنا فضول ہے

اب پراتھنا (دعا) کی مثال لیجئے:۔

यां मेधां देवगणाः पितरश्चोपासते ।
तया मामद्य मेधयाऽग्ने मेधाविनं कुरु स्वाहा ॥१॥

اے روشن بالذات نور علی نور پرمیشور! اپنے فضل سے ہمیں آج وہ ذہنِ رسا عطا کیجئے۔ جس کا سہارا آپکے عالم۔ عارف اور مرتاض لیتے ہیں۔ (یجروید ۳۲-۱۴)

तेजोऽसि तेजो मयि धेहि । वीर्य्यमसि वीर्य्यं मयि धेहि । बलमसि बलं मयि धेहि । ओजोऽस्योजो मयि धेहि । मन्युरसि मन्युं मयिधेहि । सहोऽसि सहो मयि धेहि ॥

آپ نور علی نور ہیں۔ مجھ میں بھی اپنے نور کی تجلی کیجئے۔ آپ کی قدرت لامحدود ہے۔ مجھے بھی اپنے فضل سے کامل ہمت اور قدرت عطا کیجئے۔ آپ کی طاقت لاانتہا ہے۔ مجھے بھی اپنی طاقت سے فیض کیجئے۔ آپ کی قوت کامل اور بیکراں ہے۔ مجھے بھی اس کامل قوت سے بہرہ اندوز کیجئے۔ بُرے افعال اور اشخاص پر آپ کی نگاہِ غضب ہے۔ مجھے بھی نگاہِ غضب عنایت کیجئے۔ آپ (مذمت اور تعریف سے مستغنی ہیں) اور جو آپ کے خلاف جرم کرے۔ اس کے لئے آپ میں تحمل ہے۔ اپنے فضل سے مجھے بھی ویسا ہی کیجئے۔ (یجروید ۱۹-۹)

यज्जाग्रतो दूरमुदैति दैवन्तदु सुप्तस्य तथैवैति ।
दूरंगमं ज्योतिषां ज्योतिरेकन्तन्मे मनः शिवसङ्कल्पमस्तु ॥१॥
येन कर्माण्यपसो मनीषिणो यज्ञे कृण्वन्ति विदथेषु धीराः ।
यदपूर्वं यक्षमन्तः प्रजानां तन्मे मनः शिवसङ्कल्पमस्तु ॥२॥
यत्प्रज्ञानमुत चेतो धृतिश्च यज्ज्योतिरन्तरमृतं प्रजासु ।
यस्मान्नऋते किंचन कर्म क्रियते तन्मे मनः शिवसङ्कल्पमस्तु ॥३॥
येनेदं भूतं भुवनं भविष्यत्परिगृहीतममृतेन सर्वम् ।
येन यज्ञस्तायते सप्त होता तन्मे मनः शिवसङ्कल्पमस्तु ॥४॥
यस्मिन्नृचः साम यजूंषि यस्मिन्प्रतिष्ठिता रथनाभाविवाराः ।
यस्मिँश्चित्तं सर्वमोतं प्रजानां तन्मे मनः शिवसङ्कल्पमस्तु ॥५॥
सुषारथिरश्वानिव यन्मनुष्यान्नेनीयतेऽभीशुभिर्वाजिन इव ।
हृत्प्रतिष्ठं यदजिरं जविष्ठं तन्मे मनः शिवसङ्कल्पमस्तु ॥६॥

اے مخزنِ رحمت! میرا من (آلۂ خیال) جو عالمِ بیداری میں دُور دُور جاتا۔ نورانی صفات سے متصف رہتا۔ گہری نیند کی حالت میں ساکت ہو جاتا۔ اور سپنے میں پھر گویا دور دراز کے سفر پر چل کھڑا ہوتا ہے۔ جو تمام روشنیوں کی ایک روشنی ہے۔ وہ خیر اندیش یعنی اپنی اور دیگر جانداروں کی بہبودی کا خواہاں ہو کبھی کی مضرت کا خواہاں کبھی نہ ہو۔ ۱

اے مالک القلوب! جس من (آلۂ خیال) کے ذریعہ احکام الٰہی کے پابند عامل اور عالم دانائے عام کے کاموں اور میدانِ کارزار وغیرہ میں شاغل بجا لاتے ہیں۔ جو عجیب و غریب قوت سے متصف۔ قابلِ تعظیم ہو کر خلائق کے باطن میں موجود ہے۔ وہ میرا من (آلۂ خیال) احکامِ ربانی کی تکمیل کا خواہاں رہے۔ ان احکام کی خلاف ورزی کا خیال تک بھی نہ کرے۔ ۲

جو اعلٰی علوم (کا وسیلہ) جو بیدار اور دوسروں کی بیداری کا باعث ہے۔ جو قوتِ فیصلہ سے متصف تحقیقِ حق کی طرف ذہناً مائل ہے۔ جو خلائق کے باطن میں ایک نورانی۔ ناقابلِ ہلاکت چیز ہے جس کے بغیر کوئی کام نہیں کیا جا سکتا۔ وہ میرا من (آلۂ خیال) پاکیزہ اوصاف کا شائق ہو اور برے اوصاف سے بچا رہے۔ ۳

اے مالکِ کائنات! جس کے ذریعہ (یوگی) مرتاض لوگ ماضی۔ حال اور مستقبل کے تمام کوائف سے آگاہ ہوتے ہیں جو قربِ الٰہی کے ذریعہ روح کو ان تینوں زمانوں کے حالات سے واقف کرتا ہے جس میں قوتِ علم بھی ہے اور قوتِ عمل بھی جسے حواسِ خمسہ عقل اور روح کی قوتیں سے متصف کر کے (اگنی یعنی تقربِ الٰہی کے) پاکیزہ عمل کو وسعت دی جاتی ہے۔ وہ میرا من (آلۂ خیال) علم معرفت سے بہرہ یاب ہو اور جہالت وغیرہ آلام سے دور رہے۔ ۴

اے علیم افضل و اکمل پرمیشور (خدا تعالیٰ)! جیسے رتھ کے پہیے کی ناف میں پہیے کے تیر لگے ہوتے ہیں۔ ایسے ہی آپ کے فضل سے جس میرے من (آلۂ خیال) میں رگوید۔ یجروید۔ سام وید اور اتھروید متمکن ہیں۔ اور جس من (آلۂ خیال) کے ذریعہ علیم محیط۔ جملہ خلائق کے ناظر۔ مدرک بالذات (آپ) کا علم حاصل ہوتا ہے۔ میرا وہ من (آلۂ خیال) جہالت سے پاک ہو کر ہمیشہ علم و معرفت کا شیدا رہے۔ ۵

اے منتظم کائنات پرمیشور! جیسے عنان یار رتھبان گھوڑوں کو جدھر چاہے ہانک لے جاتا ہے ایسے ہی من (آلۂ خیال) انسان کو ادھر اُدھر ہانکے پھرتا ہے۔ اس آلۂ خیال کا مقام قلب ہے۔ اور یہ نہایت متحرک اور تیز رو ہے۔ آپ کے فضل و کرم سے میرا یہ من (آلۂ خیال) سب حواس کو بُرائی کے راستے سے روک کر ہمیشہ احکام الٰہی کی پابندی کی طرف لے جایا کرے۔ - یجروید ۳۴۔ ۱ تا ۶

अग्ने नयं सुपथा राये अस्मान् विश्वानि देव वयुनानि विद्वान् ।
युयोध्यस्मज्जुहुराणमेनो भूयिष्ठां ते नम उक्तिं विधेम ॥

اے بخشندۂ راحت! منور بالذات۔ علیم کل پرماتما! ہمیں طریقِ احسن سے تمام علوم کی دولت عنایت کیجیے اور کجروی اور گنہگاری کے راستہ سے دور رکھئے ہم نہایت انکسار سے بڑھ چڑھ کر آپ کی حمد و ثنا کرتے ہیں تاکہ آپ ہمیں تمام گندگیوں سے پاک کریں۔ (- یجروید ۴۰ - ۱۶)

मा नो महान्तमुत मा नोऽअर्भकं मा न उक्षन्तमुत मा न उक्षितम् ।
मा नो वधीः पितरं मोत मातरं मा नः प्रियास्तन्वो रुद्र रीरिषः ॥

اے رودر یعنی گنہگاروں کو ان کے گناہوں کی سزا دے کر رلانے والے پرمیشور! آپ ہمارے چھوٹوں۔ بڑوں۔ اپنی ملوں کے

پیٹ میں قائم رکھیں۔ ہمارے ماں باپ۔ بھائی بند۔ اجسام و اعضاء کی ہلاکت[1] کا حکم نہ دیجئے ہمیں ایسے راستہ پر چلایئے کہ ہم آپ کے حضور میں موجب سزا نہ ہوں۔　　۔یجروید۔ ۱۶ ۔ ۱۵

असतो मा सद् गमय तमसो मा ज्योतिर्गमय मृत्योर्माऽमृतं गमयेति ॥

اے ہادیٔ کامل جانِ جہاں پرماتما! آپ ہمیں باطل کی راہ سے ہٹا کر راہِ حق پر چلایئے۔ ہمیں جہالت کی تاریکی سے نکال کر آفتاب عرفان کی روشنی میں لایئے۔ اور موت کی بیماری سے بچا کر سرور نجات کا امرت پلایئے۔ شت پتھ براہمن ۱۴-۳-۱-۳۰

حاصل کلام یہ کہ جن صفات حسنہ سے پرمیشور کو متصف سمجھ کر اپنے آپ کو ان اوصاف سے متصف کرنے کے لئے پرمیشور سے دعا مانگی جاتی ہے۔ ان اوصاف کے لحاظ سے وہ (پرارتھنا) دعا (سگن) مثبت ہوتی ہے۔ اور جن جن نقائص اور صفات مذمومہ سے پرمیشور کو منزہ سمجھ کر اور اپنے آپ کو ان سے دور رکھ کر پرمیشور سے دعا مانگی جاتی ہے۔ ان اوصاف کے لحاظ سے (پرارتھنا) دعا (نرگن) منفی ہوتی ہے۔

پرارتھنا دعا اور عمل میں مطابقت

دعا کرنے والے کا عمل بھی اپنی دعا کے مطابق ہونا چاہیئے۔ مثلاً اگر اعلےٰ قواے ذہنی کے لئے دعا مانگی جائے۔ تو ان قویٰ کے حاصل کرنے کے لئے انسان سے خود جس قدر کوشش ہو سکے کرے۔ دوسرے لفظوں میں دعا کوشش کے بعد کرنی واجب ہے۔ مندرجہ ذیل قسم کی دعا نہ انسان کو کرنی چاہیئے۔ اور نہ ایشور اسے قبول کریگا۔ مثلاً کوئی کہے۔ کہ اے مالک کائنات! میرے دشمنوں کو ہلاک کر۔ مجھ کو سب سے بڑا اور فقط مجھے ہی تعظیم کے قابل بنا۔ دیگر سب میرے زیر ہو جائیں وغیرہ۔ بالفرض اگر مخالفین ایک دوسرے کی ہلاکت کے لئے دعا کریں۔ تو کیا پرمیشور دونوں کو ہلاک کر دے؟ اگر کوئی کہے۔ کہ جس کی محبت (اور عقیدت) زیادہ ہوگی۔ اسی کی دعا قبول ہوگی۔ تو ہم جواباً کہہ سکتے ہیں۔ کہ جس کی محبت (یا عقیدت) کم ہو۔ اس کے دشمن کی زیادہ نہیں کم ہلاکت ضرور ہونی چاہیئے ایسی جاہلانہ دعائیں مانگتے مانگتے کوئی یہ دعا مانگنے لگے گا۔ کہ اے پرمیشور! آپ ہمیں روٹی پکا کر کھلایئے۔ میرے مکان میں جھاڑو لگایئے۔ ہمارے کپڑے دھو دیجئے۔ ہماری کھیتی باڑی آپ کیجئے۔ جو لوگ اس طرح پرمیشور کے بھروسے کاہل ہو کر بیٹھے رہتے ہیں۔ وہ جاہل مطلق ہیں۔ پرمیشور کا حکم ہے محنت کرو۔ جو شخص اس حکم کی خلاف ورزی کرے گا وہ کبھی راحت کا حقدار نہیں ہو سکتا۔ ایشور فرماتا ہے:۔

कुर्वन्नेवेह कर्माणि जिजीविषेच्छतꣳ समाः ॥

انسان سو برس تک یعنی تا حین حیات مصروف عمل ہو کر جینے کی خواہش کرے کاہلی کبھی نہ کرے۔ (یجروید ۴۰ ۔ ۲)

دیکھو۔ تمام کائنات میں جس قدر جاندار یا بے جان اشیاء ہیں سب ہمیشہ اپنے اپنے افعال و اعمال میں مصروف رہتی ہیں۔ مثلاً چیونٹیاں وغیرہ حیوانات ہمیشہ محنت کرتے۔ زمین وغیرہ اجرام ہمیشہ گردش کرتے اور درخت وغیرہ نباتات ہمیشہ بڑھتے اور گھٹتے رہتے ہیں۔ انسان کو بھی ہمیشہ یہ امثال پیش نظر رکھنی چاہئیں جیسے کوئی شخص خود محنت کرے تو کوئی اور شخص بھی اس کا ہاتھ بٹا دیتا ہے۔ ایسے ہی جو شخص (دھرم) احکام الہٰی کو مد نظر رکھ کر کوشش کرتا ہے اس کی مدد پرمیشور بھی کرتا ہے۔ لوگ کارکن شخص کو ملازم رکھتے ہیں کام چور کو نہیں۔ دیکھنے کے خواہشمند آنکھوں والے کو کوئی چیز دکھائی دیتی ہے۔ اندھے کو نہیں۔ (ایسے ہی پرمیشور کی امداد اہل کو ملتی ہے نا اہل کو نہیں)

[1] منتر کے لفظی معنے ہیں "ہلاک نہ کیجئے"۔ پرمیشور ہلاکت کا حکم دیتا ہے۔ جیسے راجا قتل وغیرہ کا جب کہا جائے "راجا نے ہلاک کیا"۔ تو اس کے معنے یہی ہیں ہلاکت کا حکم دیا

نیک کی بھلے کی دعا ہی پرمیشور کی امداد کی اہل ہے۔ کسی کے بُرے کی نہیں۔ فقط یہ کہہ دینے سے کہ گُڑ میٹھا ہے۔ گُڑ کا ذائقہ نہیں مل جاتا۔ نہ اس کا ذائقہ حاصل ہوتا ہے۔ البتہ جو کوشش کرتا ہے اُسے جلد یا دیر سے گُڑ مل جاتا ہے۔

اُپاسنا حضورِ خدا میں جانا

ایسے ہی تیسری "اُپاسنا" (تقربِ الٰہی)۔ میتریئی اُپنشد ۶ – ۳۴ میں لکھا ہے:۔

समाधिनिर्धूतमलस्य चेतसो निवेशितस्यात्मनि यत्सुखं भवेत् ।
न शक्यते वर्णयितुं गिरा तदा स्वयन्तदन्तःकरणेन गृह्यते ॥

جس شخص کی جہالت وغیرہ کدورتیں (سمادھی یوگ) اشغ مراقبہ کے ذریعہ دور ہو گئی ہیں۔ جس شخص نے اپنی ذات میں قائم ہو کر اپنی تمام توجہ پرماتما پر مرکوز کر لی ہے۔ اسے جو پرمیشور کے وصال کا سرور حاصل ہوتا ہے۔ وہ حد بیان سے باہر ہے۔ اس سرور کا احتظاظ روح کو اپنی قوائے باطنی کے ذریعہ ہی حاصل ہوتا ہے۔

اُپاسنا کے لفظی معنے ہیں نزدیک ہونا۔ (اشٹانگ یوگ) ریاضت ہائے ہشت گانہ کے ذریعہ پرماتما کے تقرب محیط و منتظم کائنات کی صورت میں اس کی زیارت یعنی عین الیقین حاصل کرنے کے لئے جن جن اعمال کی ضرورت ہے۔ وہ سب کرنے چاہئیں۔ یوگ شاستر مہرشی پتنجلی ساد ھن پاد سوتر ۳۰ میں لکھا ہے:۔

अहिंसासत्याऽस्तेयब्रह्मचर्याऽपरिग्रहा यमाः ॥

(جو شخص ایشور کے حضور میں جانا چاہتا ہے۔ اس کے لئے پہلی منزل یہ ہے۔ کہ) وہ (اہنسا) پر عمل کرے یعنی کسی سے بَیر (عداوت) نہ رکھے۔ سب سے ہر حالت میں محبت کرے (ستیہ) سچ بولے جھوٹ کبھی نہ بولے۔ (استیہ) چوری نہ کرے دیانتداری کا برتاؤ کرے۔ (برہمچریہ) نفس امارہ کو ضبط میں رکھے عیش پرست ہرگز نہ ہو (اپری گرہ) ہمیشہ بے تعلق رہے (ناجائز دلبستگی سے بچے۔ یہ پانچ اقسام کی (یم) جسمی ریاضتیں (اُپاسنا یوگ) تقرب الٰہی کی پہلی منزل ہیں۔ (سوتر ۳۰)

शौचसन्तोषतपःस्वाध्यायेश्वरप्रणिधानानि नियमाः ॥

(شوچ) بجا رغبت اور نفرت کو ترک کر کے اندرونی اور اشنان وغیرہ کے ذریعہ بیرونی پاکیزگی اختیار کرے (سنتوش) اگر (دھرم) دیانتدارانہ محنت کرنے پر نفع ہو۔ تو اس سے حد سے زیادہ مسرور نہ ہو۔ اور نقصان ہو تو مغموم نہ ہو بلکہ طمانیت قلب سے کاہلی کو دور رکھ کر ہمیشہ مشقت میں مصروف رہے۔ (تپ) رنج و راحت کو (یکساں سمجھ کر) بصداقت (دھرم) احکام الٰہی کے مطابق عمل کرے۔ ان کے خلاف ہرگز نہیں۔ (سوادھیائے) ہمیشہ کتب حقہ کا مطالعہ کرے اور ان کا درس دے۔ نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرے اور (ایشور پرنیدھان) ہمیشہ پرمیشور کے اسم جامع (نام) "اوم" کا ورد اور اس کے معنوں پر غور کیا کرے۔ اپنے آپ کو پرمیشور کے احکام کی نذر کر دے۔ ان پانچ (نیموں) شخصی ریاضتوں کو (اُپاسنا یوگ) تقرب الٰہی کی دوسری منزل کہتے ہیں۔ یوگ درشن سادھن پاد سوتر ۳۲ باقی چھ منزلوں کا بیان یوگ شاستر اور میری تصنیف کردہ رگوید آدی بھاشیہ بھومکا (تمہید تفسیر وید) میں کیا گیا ہے۔ ناظرین وہاں مطالعہ کریں۔

جب پرمیشور کے حضور میں جانا چاہیں۔ تب کسی صاف مقام پر جا کر۔ آسن لگا کر پرانایام (ضبط انفاس) کر کے محسوسات خارجی سے حواس کو ہٹا کر من (آلہ خیال) کو ناف دل حلق آنکھ چوٹی یا پیٹھ کے درمیان (ریڑھ

کی ہڈی میں قائم کرکے اپنی اور پرماتما کی ذات سے فرداً فرداً واقف اور جان جان پرماتما میں محو ہو کر مکتی (نجات) حاصل کرنا (جاننا) نہیں (دھیان) ذکر و فکر اور (سمادھی) مراقبہ کی لذّات سے محظوظ ہو۔ جب انسان ان وسائل سے مستفیض ہوتا ہے تب اس کا باطن (رُوح) اور ضمیر پاک ہو کر علم حق سے منوّر ہو جاتا ہے۔ جس طرح انسان روز بروز علم اور معرفت میں ترقی کرتا کرتا مقام نجات تک پہنچ جاتا ہے۔ جو آٹھ پہر میں ایک گھڑی بھی اس طرح دھیان (شغل فکر) کرتا ہے وہ رفتہ رفتہ منازل رُوحانیت طے کرتا جاتا ہے۔ علم کل وغیرہ اوصاف سے متصف پرمیشور کا دھیان

سگُن اور نرگُن اُپاسنا

کرتے ہوئے پرمیشور کے حضور میں جانا (سگن اُپاسنا) اور نفرت عداوت ذائقہ۔ بُو۔ لمس وغیرہ اوصاف سے منزہ سمجھ کر اپنی لطیف رُوح کے اندر اور باہر موجود محیط پرمیشور میں محو ہو جانا (نرگُن اُپاسنا) تقرب الٰہی کہلاتا ہے۔ پرماتما کے حضور میں جانے کا فائدہ یہ ہے۔ کہ جیسے سردی کی شدّت سے بیقرار شخص آگ کے پاس جا کر سردی سے بچ جاتا ہے۔ ویسے ہی پرمیشور کے قرب سے تمام نقائص اور آلام دُور ہو جاتے ہیں۔ اور قرب الٰہی کے اوصاف۔ افعال اور عادات ذات الٰہی کے اوصاف افعال اور عادات کے مطابق پاک ہو جاتے ہیں۔ اس لئے پرمیشور کی (استتی) حمد و ثنا اس سے (پرارتھنا) دعا اور (اُپاسنا) اس کے حضور میں جانے (کی مشق) ضرور کرنی چاہیئے۔ ان عبادات کا اپنا نتیجہ تو کچھ اور ہے۔ لیکن ان سے خود عابد کی رُوحانی طاقت اس قدر بڑھ جائے گی۔ کہ مصیبتوں کے پہاڑ سامنے آنے پر بھی گھبرائے گا نہیں بلکہ سب مصائب خوشی خوشی برداشت کر سکے گا۔ کیا یہ چھوٹی بات ہے؟ (اس کے علاوہ) جو شخص پرمیشور کی حمد و ثنا نہیں کرتا۔ اس سے دعا نہیں مانگتا اور اس کے حضور میں نہیں جاتا۔ وہ احسان فراموش اور جاہل مطلق ہے جس پرماتما نے تمام کائنات ارواح کی راحت کے لئے ودیعت کر رکھی ہے۔ اس کا احسان بھلا دینا (بلکہ) خود اس کی ہستی سے منکر ہو جانا فقط احسان فراموشی ہی نہیں۔ جہالت بھی ہے۔

پرمیشور کی فاعلیت

معترض: جب پرمیشور کے کان۔ آنکھ وغیرہ اعضا نہیں ہیں۔ تو وہ ان اعضا کے فعل کیسے انجام دیتا ہے؟ مجیب: شویت اشوتر اپنشد ادھیائے ۳ منتر ۱۹ میں لکھا ہے:

अपाणिपादो जवनो ग्रहीता पश्यत्यचक्षुः स शृणोत्यकर्णः ।
स वेत्ति वेद्यं न च तस्यास्ति वेत्ता तमाहुरग्र्यं पुरुषं पुराणम् ॥

پرمیشور کے ہاتھ نہیں۔ لیکن سب کو اپنی قدرت کے ہاتھوں (خلق کرتا) اور اپنے پنجۂ قدرت میں رکھتا ہے اس کے پیر نہیں لیکن محیط کل ہونے کی وجہ سے سب سے تیز رفتار ہے۔ آنکھ نہیں۔ لیکن سب کچھ ٹھیک ٹھیک دیکھتا ہے کان نہیں۔ لیکن سب کی باتیں سنتا ہے۔ من (آلۂ خیال) نہیں۔ لیکن تمام عالم سے باخبر ہے اس کی ذات کا انتہائی یعنی کامل علم کسی کو نہیں۔ اسی کو قدیم۔ سب سے اعلیٰ۔ اور سب میں بھرپور ہونے کی وجہ سے "پُرش" (بھرپور ہستی) کہتے ہیں۔

وہ بیرونی اور اندرونی اعضا اور قوٰی کا کام اپنی قدرت سے لیتا ہے۔

۱؎ یجروید ادھیائے ۴۰۔ منتر ۵ میں کہا ہے:۔ وہ واحد ذات نہ ہل کر من سے بھی زیادہ تیز ہے۔ وہ حواس کی رسائی سے دُور ہے (کیونکہ حواس جہاں جاتے ہیں) وہ وہاں پہلے ہی پہنچا ہوا ہے۔ وہ ساکن رہتا ہوا بھی دوسروں سے دوڑ میں آگے نکل جاتا ہے۔ ہوا اسی کے سہارے چلتی اور روح اسی کے سہارے عمل کرتی ہے۔

معترض۔ اسے اکثر لوگ افعال اور صفات سے مبرا کہتے ہیں مجیب شویت اشوتر اپنشد ۶-۸ میں کہا ہے:-

न तस्य कार्य्यं करणं च विद्यते न तत्समश्चाभ्यधिकश्च दृश्यते ।
परास्य शक्तिर्विविधैव श्रूयते स्वाभाविकी ज्ञानबलक्रिया च ॥

پرمیشور سے کوئی (اپنے جیسا) معلول نہیں ہوتا۔ اسے کسی آلہ یعنی ہتھیار کی ضرورت نہیں۔ نہ کوئی اس کے برابر ہے اور نہ اس سے برتر۔ اس کی قدرت کاملہ جس میں لامحدود علم۔ لامحدود طاقت اور لامحدود فعل شامل ہے اس کی ذات کا خاصہ بیان کی جاتی ہے۔

اگر پرمیشور فعل (کی صفت) سے خالی ہوتا۔ تو عالم کی پیدائش۔ قیام اور فنا (تحلیل فی المادہ) نہ کر سکتا۔ اس لئے اگرچہ وہ محیط ہے۔ لیکن متحرک ہونے کی وجہ سے فاعل بھی ہے۔ معترض۔ جب وہ فعل کرتا ہے تو اس کا فعل محدود ہوتا ہے یا غیر محدود؟ مجیب۔ جتنے مکان اور زمان میں فعل کرنا ضروری سمجھتا ہے۔ اتنے ہی مکان اور زمان میں فعل کرتا ہے۔ نہ اس سے کم اور نہ اس سے بیش۔ کیونکہ وہ علیم ہے۔

غیر محدود

معترض۔ پرمیشور اپنی انتہا۔ واقف ہے یا نہیں؟ مجیب۔ پرماتما کا علم کامل ہے۔ جو چیز جیسی ہے اسے ویسا ہی جاننا (حقیقتاً) علم کہلاتا ہے یا جس سے چیز (۱) کی ماہیت جوں کی توں جانی جائے (حقیقتاً) اسی کو علم کہتے ہیں۔ جب پرمیشور غیر محدود ہے۔ تو اس کا اپنے آپ کو غیر محدود جاننا علم۔ اور اس کے برخلاف (اپنی غیر محدود ذات کو محدود سمجھنا) علم معکوس ہوگا۔ کیونکہ غیر محدود کو محدود اور محدود کو غیر محدود سمجھنا وہم ہے۔ جس چیز کے جیسے اوصاف۔ افعال اور عادات (خواص) ہیں۔ اسے ویسا ہی جاننا اور ماننا علم اور معرفت کہلاتا ہے۔ اس کے برعکس علم معکوس یا جہل۔ یوگ درشن سمادھی پاد سوتر ۲۴ میں کہا ہے:-

क्लेशकर्मविपाकाशयैरपरामृष्टः पुरुषविशेष ईश्वरः ॥

جو جہالت وغیرہ عوارض۔ اور اچھے برے۔ مرغوب۔ غیر مرغوب۔ اور مخلوط نتائج پیدا کرنے والے اعمال کے تاثرات سے آزاد ہے۔ وہ "پرش" یعنی آتماؤں میں سے خاص (پرماتما) افضل پرش ایشور کہلاتا ہے۔

سانکھیہ درشن ایشور کا قائل ہے

معترض۔ سانکھیہ درشن ۱-۹۲ میں لکھا ہے

ईश्वरासिद्धेः ॥ १ ॥

ایسا ایشور ثابت نہیں ہو سکتا جو مشاہدے کا مضمون ہو۔ پھر سانکھیہ ۵-۱۰، ۱۱ میں کہا ہے:-

प्रमाणाभावान्न तत्सिद्धिः ॥ २ ॥

جب (پرتیکش) مشاہدے کا مضمون نہیں تو (انومان) قیاس وغیرہ دیگر پرمانوں) ذرائع یقین سے بھی اسے ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ سانکھیہ ۵-۱۰

सम्बन्धाभावान्नानुमानम् ॥ ३ ॥

اور چونکہ (دیاپتی) علاقۂ التزام نہیں ہے اس لئے انومان (قیاس) نہیں ہو سکتا۔ اور مشاہدہ اور قیاس کا مضمون نہ ہونے کی وجہ سے (شبد پرمان) اور آپت وچن کا مضمون بھی نہیں۔ سانکھیہ ۵-۱۱ ان وجوہات کی بنا پر ایشور کا وجود ثابت نہیں ہوتا۔ مجیب۔ یہاں تو فقط اتنا ہی کہا ہے۔ کہ پرمیشور مشاہدہ (حسیہ) کا مضمون نہیں۔ دوسرا یہ کہ پرمیشور عالم کی علت مادی نہیں۔ پرمیشور ارواح سے مختلف ہے۔ اسے "پرش"[1] اس لئے کہتے ہیں۔ کہ وہ سب میں سما رہا ہے۔ اور روح کا نام "پرش" اس لئے ہے

[1] لفظ "پرش" کا اشتقاق دو طرح سے کیا جاتا ہے۔ اس کے ایک معنے ہیں "پورنڈ" یعنی بھرا یا سمایا۔ اور دوسرے معنے جسم میں محو استراحت۔ مقدم الذکر اشتقاق سے

प्रधानशक्तियोगाच्चेत्सङ्गापत्तिः ॥ १ ॥ کہ وہ مجسم میں مقیم ہے۔ سانکھیہ درشن میں اسی مقام پر کہا ہے:-
اگر ایشور سے مادے کی قوت کا اتصال ہو۔ تو ایشور متصل ہو جائے گا۔ جو نقص ہے (یعنی جیسے مادہ لطیف حالت سے ترکیب پا کر معلول کی صورت اختیار کرتا ہے۔ اسی طرح پرمیشور بھی لطیف سے) کثیف ہو جائے گا۔ اس لئے پرمیشور عالم کی علت مادی نہیں۔ علت فاعلی ہے۔ سانکھیہ درشن ۵-۸

सत्तामात्राच्चेत्सर्वैश्वर्यम् ॥ २ ॥ اگر محض ایشور سے عالم پیدا ہو۔ تو جیسے پرمیشور قدرت کل ہے۔ اسی طرح عالم میں بھی قدرت کاملہ پائی جائے۔ (لیکن درحقیقت ایسا نہیں۔ اس لئے پرمیشور عالم کی علت مادی نہیں بلکہ علت فاعلی ہے) سانکھیہ درشن ۵-۹

श्रुतिरपि प्रधानकार्यत्वस्य ॥ ३ ॥ اپنشد میں بھی مادہ ہی کو عالم کی علت مادی کہا گیا ہے۔ سانکھیہ درشن ۵-۱۲ (اپنشد کا قول مسئلہ حسب ذیل ہے:-)

अजामेकां लोहितशुक्लकृष्णां बह्वीः प्रजाः सृजमानां स्वरूपाः ॥

غیر مخلوق ستو۔ رج۔ اور تموگن کا توازن ہے جس کا دوسرا نام مادہ ہے۔ وہی اپنے وجود سے کثیر اشیاء کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یعنی مادہ تغیر پذیر ہونے کی وجہ سے اشکال بدل لیتا ہے۔ لیکن پرمیشور غیر متغیر رہتا ہے وہ حالات کے اختلاف کے باعث کبھی مختلف اشکال اختیار نہیں کرتا ہمیشہ اپنی ذات میں قائم اور تمام تغیرات سے پاک رہتا ہے۔

میمانسا درشن میں ایشور کی ہستی

ان حوالجات کے مطالعے سے ظاہر ہے۔ کہ جو شخص سانکھیہ درشن کے مصنف آچاریہ (حکیم) کپل کو ایشور کی ہستی سے منکر کہتا ہے وہ خود ایشور کی ہستی سے منکر ہو تو ہو۔ آچاریہ (حکیم) کپل نہیں۔ میمانسا درشن میں "دھرم" (ثواب) اور دھرمی (اہل ثواب) کا تعلق تسلیم کیا گیا ہے۔ (ثواب کا ثمرہ اہل ثواب کو دینے کے لئے ایشور کا وجود ماننا ضروری ہے) نیائے درشن اور ویشیشک درشن میں لفظ "آتما" سے ایشور (اور روح دونوں) مراد لئے جاتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ تینوں درشن ایشور کی ہستی سے منکر نہیں ہیں۔ جو علم کل وغیرہ اوصاف سے متصف ہے۔ اور جو "آتما" یعنی ہر جگہ محیط جان جہان ہے۔ اسے میمانسا۔ ویشیشک اور نیاء درشن میں ایشور مانا گیا ہے۔

ایشور اوتار نہیں لیتا

معترض: ایشور اوتار لیتا (قالب اختیار کرتا) ہے یا نہیں؟ مجیب: نہیں کیونکہ یجر وید میں ارشاد فرمایا ہے۔

"अज एकपात्"

وہ پیدا نہیں ہوتا۔ ایسی حالت میں قائم رہتا ہے۔ یجر وید ۳۴-۵۳

"स पर्यगाच्छुक्रमकायम्" وہ محیط۔ پاک اور غیر مجسم ہے۔ یجر وید ۴۰-۸

وید کے ان ارشادات سے ثابت ہے۔ کہ پرمیشور قالب اختیار نہیں کرتا۔ معترض: شری کرشن کہتے ہیں۔ کہ

यदा यदा हि धर्मस्य ग्लानिर्भवति भारत ।
अभ्युत्थानमधर्मस्य तदात्मानं सृजाम्यहम् ॥

اے ارجن! جب جب (دھرم) دین کا زوال (اور ادھرم یعنی بے دینی کا عروج ہوتا ہے تب تب میں قالب اختیار کرتا ہوں۔
بھگوت گیتا ۴-۷

مجیب - یہ بات (یعنی ایشور کا قالب میں آنا) احکام وید کے خلاف ہے - اس لئے قابل تسلیم نہیں - یہ ہو سکتا ہے کہ شری کرشن (مہاتما) نیز مجسم اشخاص اور (دھرم) دین کی حفاظت کرنے کے خواہشمند ہوں (اور چاہتے ہوں کہ) میں ہر زمانے میں پیدا ہو کر نیک اشخاص کی حفاظت اور بدطینت اشخاص کی ہلاکت کا باعث بنوں - اس میں کوئی عیب نہیں - کیونکہ نیک اشخاص کا جسم جان اور مال و زر دوسروں کے بھلے کے لئے ہوتا ہے - مگر اس سے شری کرشن ایشور ثابت نہیں ہو سکتے -

معترض - اگر یہ بات ہے - تو دنیا میں ایشور کے چوبیس اوتار کیوں تسلیم کئے جاتے ہیں؟ مجیب - عوام خود جاہل اور وید کے معانی سے ناواقف ہیں - اور خرقہ دار لوگ انہیں بہکاتے ہیں - اس لئے اوہام میں مبتلا ہو کر اس قسم کی غیر مستند باتیں کرتے اور مانتے ہیں معترض - اگر پرمیشور قالب اختیار نہ کرے - تو کنس اور راون جیسے بدنہاد اشخاص کس طرح ہلاک کئے جا سکیں؟ مجیب - جو پیدا ہوا ہے اس کا مرنا لازم ہے - جو ایشور بغیر قالب اختیار کئے عالم کو پیدا کرتا - قائم رکھتا اور پھر سے فنا کر دیتا ہے - اس کے سامنے کنس اور راون وغیرہ کی حیثیت ایک چیونٹی کے برابر بھی نہیں ہے - محیط کل ہونے کی وجہ سے وہ کنس اور راون کے اجسام کے بھی ذرے ذرے میں موجود ہے - وہ جب چاہے جھٹ ان کے کبھی عضو رئیسہ کو کاٹ کر ہلاک کر سکتا ہے - بھلا جو شخص اس لامحدود صفات - افعال اور عادات کے مالک کو ایک خسیس جاندار کے ہلاک کرنے کے لئے پیدا ہونے اور مرنے والا بیان کرے - اسے سوائے احمق کے اور کیا خطاب دیا جا سکتا ہے؟ اگر کوئی کہے کہ ایشور اپنے پیاروں کی امداد کے لئے قالب اختیار کرتا ہے - تو بھی درست نہیں ہے - کیونکہ جو ایشور کے پیارے بھگت کے محب احکام الہٰی کے مطابق چلتے ہیں - انہیں آفات سے بچانے کی قدرت پرمیشور میں پہلے سے ہی ہے - کیا زمین سورج اور چاند وغیرہ اجرام کی پیدائش - قیام اور فنا وغیرہ افعال کی نسبت کنس اور راون وغیرہ کو ہلاک کرنا اور گووردھن وغیرہ پہاڑوں کا اٹھانا بڑے کام ہیں؟ جو شخص دنیا میں پرمیشور کے کاموں پر غور کرے (اسے معلوم ہو گا - کہ) اس کے برابر نہ ہے اور نہ ہو گا - علاوہ اس کے ایشور کا قالب اختیار کرنا عقلاً بھی محال ہے - جیسے کوئی لامحدود (آکاش) خلا کے متعلق کہے - کہ وہ رحم میں سما گیا - یا مٹھی میں دھر لیا گیا - تو یہ اقوال محال ہیں - کیونکہ خلا لامحدود اور محیط کل ہے اس لئے وہ نہ باہر جاتا اور نہ اندر آتا ہے - اسی طرح چونکہ پرمیشور بھی لامحدود اور محیط کل ہے - اس لئے اس کا آنا جانا بھی کبھی ثابت نہیں ہو سکتا - کسی چیز کا آنا جانا وہاں ہوتا ہے - جہاں وہ پہلے نہ ہو - کیا پرمیشور رحم میں پہلے موجود نہیں تھا جو کہیں سے آیا؟ اور کیا باہر غیر موجود تھا جو پیدا ہوا؟ ایشور کے بارے میں اس طرح کا بیان اور عقیدہ سوائے جاہلوں کے اور کس کا ہو سکتا ہے؟ پس ثابت ہے - کہ ایشور کا آنا جانا - پیدا ہونا اور مرنا عقلاً محال ہے (جیسے کرشن وغیرہ ایشور کے اوتار نہیں) ایسے ہی عیسیٰ وغیرہ کے بارے میں بھی یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیئے - کہ وہ بھی ایشور کے اوتار نہیں تھے - یہ سب رغبت نفرت بھوک پیاس - خوف - غم - رنج - راحت - پیدائش - موت وغیرہ عوارض سے متصف ہونے کے باعث انسان تھے -

ایشور اور عفو گناہ

معترض - ایشور اپنے (بھگتوں) محبوں کے گناہ معاف کرتا ہے یا نہیں؟ مجیب نہیں کیونکہ اگر وہ گناہ معاف کرے - تو اس کا عدل معدوم ہو جائے - اور سب انسان بڑے بڑے گناہ کرنے لگیں - معافی کی بات سنتے ہی انہیں گناہ کرنے میں تامل نہ رہے گا - ان کا ارتکاب گناہ کا حوصلہ بڑھ جائے گا - جیسے اگر راجا جرائم معاف کر دے - تو لوگ دلیر ہو کر بیش از بیش گناہ کریں گے - انہیں یقین ہو گا - کہ

راجا ہمارے سارے معاف کر دے گا۔ یا ہم خوشامد کر کے اور منت سماجت کر کے ہم اپنے گناہ بخشوا لیں گے یہاں تک کہ جو پہلے جرائم کا ارتکاب نہیں کرتے۔ وہ بھی بے خوف ہو کر ارتکاب جرائم کی طرف مائل ہو جائیں گے اس لئے تمام اعمال کا ماحصل ثمرہ دینا ہی پرمیشور کا کام ہے۔ معاف کر دینا نہیں۔

روح فاعل مختار ہے

معترض۔ روح مختار ہے یا مجبور؟ مجیب۔ فعل کرنے میں مختار ہے اور ایشور کے قانون کے مطابق سزا و جزا حاصل کرنے میں مجبور ہے۔ پانینی منی اپنے ویاکرن میں کہتے ہیں۔ کہ فاعل مختار ہی کو کہتے ہیں۔ معترض۔ مختار کسے کہتے ہیں؟ مجیب۔ جس کے اختیار میں جسم۔ (پران) انفاس اور ظاہری و باطنی قوے ہوں۔ (وہ مختار ہے) اگر روح مختار نہ ہو۔ تو وہ گناہ و ثواب کی سزا و جزا کی سزاوار ہرگز نہیں ہو سکتی۔ جیسے نوکر آقا کے اور فوج سپہ سالار کے حکم یا اشارے سے میدان جنگ میں کثیر التعداد اشخاص کو ہلاک کر دیتی ہے۔ تو بھی نہ نوکر مجرم ہوتا ہے اور نہ فوج۔ ایسے ہی اگر ارواح کے سبب اعمال ایشور کی تحریک یا جبر سے معرض ظہور میں آئیں۔ تو ارواح گناہ و ثواب کی ذمہ دار قرار نہیں دی جا سکتیں۔ ان اعمال کے ثمر کا حقدار پرمیشور ہو گا جو ان کا محرک ہے۔ بہشت و دوزخ یعنی رنج و راحت کا مستحق بھی پرمیشور ہو گا۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی ہتھیار سے کسی شخص کو قتل کر دے۔ تو مواخذہ اور سزا کا سزاوار ہتھیار نہیں خود قاتل ہوتا ہے۔ ایسے ہی مجبور ہونے کی حالت میں روح گناہ و ثواب کی ذمہ دار نہیں گردانی جا سکتی۔ اس استدلال سے ثابت ہے کہ روح اپنی قدرت کے مطابق فعل کرنے میں مختار ہے لیکن جب وہ کسی گناہ کا ارتکاب کر لیتی ہے۔ تو ایشور کے قانون کے ماتحت مجبور ہو کر اس کی سزا کی متحمل ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں روح فعل کرنے میں مختار اور گناہ کے ثمر کے طور پر تکالیف برداشت کرنے میں مجبور ہے۔ معترض۔ اگر پرمیشور ارواح کی خلقت نہ کرتا۔ یا انہیں فعل کی قدرت نہ بخشتا۔ تو ارواح کسی فعل کا ارتکاب نہ کر سکتیں۔ اس سے ثابت ہے کہ ارواح پرمیشور کی تحریک سے ہی فعل کرتی ہیں۔ مجیب۔ روح کو خلق کبھی نہیں کیا گیا۔ روح ویسے ہی ازلی ہے۔ جیسے ایشور اور عالم کی علت مادی یعنی ہیولے۔ البتہ جسم اور اعضائے جسمانی ایشور کے بنائے ہوئے ہیں۔ اور یہ روح کے اختیار میں ہیں جو شخص دل سے۔ زبان سے۔ یا جسم سے گناہ و ثواب کرتا ہے۔ اس کا ذمہ دار وہی ہے پرمیشور نہیں۔ مثال کے طور پر کسی کاریگر نے پہاڑ سے لوہا نکالا۔ وہ کسی بیوپاری نے خرید کر لیا۔ اس کی دکان سے لوہار نے لے کر تلوار بنا لی۔ اس سے کسی سپاہی نے تلوار لے لی اور اس سے کسی کو قتل کر دیا۔ اب جیسے سرکار نہ لوہا نکالنے والے نہ اسے لینے۔ نہ اس سے تلوار بنانے والے اور نہ ہی تلوار کو مواخذہ یا سزا کا مستحق سمجھتی ہے۔ ایسے ہی جسم وغیرہ کو پیدا کرنے والا پرمیشور کسی فاعل کے فعل کا ذمہ دار نہیں ہوتا۔ بلکہ الٹا اس کے کئے کی سزا و جزا دیتا ہے۔ اگر ہر فعل کا فاعل پرمیشور ہوتا۔ تو کوئی شخص گناہ کا مرتکب نہ ہو سکتا۔ کیونکہ پرمیشور طبعاً پاک اور نیک ہونے کے باعث کبھی روح کو گناہ کرنے کی تحریک نہیں دیتا۔ اس سے ثابت ہے کہ روح فعل کرنے میں مختار ہے اور جیسے روح اپنے افعال میں مختار ہے ویسے ہی پرمیشور بھی اپنے کاموں میں مختار ہے۔

روح اور ایشور کی صفات

معترض۔ روح اور ایشور کی ماہیت کیا ہے؟ ان کے اوصاف اعمال اور عادات کیسی ہیں؟ مجیب۔ دونوں مدرک بالذات ہیں دونوں کی ذات پاک۔ لایزال اور نیک وغیرہ ہے۔ مگر پرمیشور کے فعل کائنات کا پیدا کرنا۔ قائم رکھنا۔ فنا کرنا۔ سب کو ضبط

میں رکھنا۔ ارواح کو ان کے گناہ و ثواب کا ثمر دینا وغیرہ ہیں۔ یہ سب فعل پاک اور نیک ہیں۔ اور روح سے اولاد کی پیدائش۔ پرورش اور صنعت وحرفت وغیرہ اچھے بُرے سب قسم کے افعال سرزد ہوتے ہیں۔ ایشور کے اوصاف ازلی اور ابدی علم اور سرور اور لامحدود طاقت وغیرہ ہیں۔ اور روح کے

इच्छाद्वेषप्रयत्नसुखदुःखज्ञानान्यात्मनो लिङ्गमिति ॥

(اچھا یعنی رغبت اشیاء کے حصول کی خواہش (دویش یعنی نفرت) بیح وغیرہ میں عدم رغبت اور دشمنی (پریتن) کوشش اور اس کی قوت (سکھ) راحت۔ سرور (دکھ) رنج والم۔ (گیان) تمیز۔ شناخت۔ (یہ روح کی علامات ہیں) نیاء درشن ١۔١۔١٠

روح کی یہ صفات تو نیاء اور ویشیشک درشن دونوں میں) یکساں بیان کی گئی ہیں لیکن ویشیشک درشن میں مندرجہ ذیل مزید علامات کا اضافہ کیا گیا ہے

प्राणापाननिमेषोन्मेष[जीवन]मनोगतीन्द्रियान्तरविकाराः सुखदुःखे इच्छाद्वेषौ प्रयत्नाश्चात्मनो लिङ्गानि ॥

(پران) سانس باہر نکالنا۔ (اپان) سانس اندر لینا (نمیش) آنکھ بند کرنا۔ (انمیش) آنکھ کھولنا (من) قوت فیصلہ قوت حافظہ اور انانیت (گتی) حرکت (اندریہ) حواس اور قوے کا فعل (انتروکار) بھوک پیاس رنج و غم وغیرہ مختلف کوائف سے متاثر ہونا۔ (ویشیشک ٣۔٢۔٤)

یہ صفات ایشور سے روح کی تمیز کراتی ہیں۔ روح کی شناخت انہی اوصاف کے ذریعہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ وہ کثیف نہیں (لطیف ہے) جب تک قالب میں روح کا قیام رہتا ہے۔ تبھی تک ان اوصاف کا ظہور ہوتا ہے اور جب روح قالب سے نکل جاتی ہے تب یہ اوصاف بھی ظہور پذیر نہیں ہوتے۔ جو اوصاف جس جوہر کے وجود کے ساتھ موجود رہیں۔ اور اس کی عدم موجودگی میں غائب ہو جائیں۔ وہ اوصاف اسی جوہر کے ہیں جیسے آفتاب اور چراغ وغیرہ (روشن اشیاء) کی موجودگی میں روشنی موجود رہتی ہے اور غائب ہونے پر غائب ہو جاتی ہے۔ اسی طرح روح اور ایشور بھی اپنے اپنے اوصاف کے ذریعہ پہچانے جاتے ہیں۔

ترکال درشی آئیندہ زمانوں کا شاہد

معترض۔ پرمیشور تینوں زمانوں (ماضی حال اور مستقبل) کا شاہد ہے اس لئے وہ مستقبل کی باتیں جانتا ہے۔ وہ جیسا مقدر کرے گا۔ ویسا ہی عمل روح کرے گی۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ روح مختار نہیں۔ بنا برآں ایشور روح کو سزا بھی نہیں دے سکتا۔ کیونکہ جیسا ایشور نے اپنے علم سے مقدر کر دیا ویسا ہی عمل روح کو کرنا ہے۔ مجیب۔ ایشور کو (اپنی ذات کے اعتبار سے) آئیندہ زمانوں کا شاہد کہنا جہالت ہے کیونکہ جو بات ہو کر نہ رہے۔ اسے ماضی۔ اور جو بات پہلے نہ ہوئی ہو اور آگے ہونی ہو۔ اسے مستقبل کہتے ہیں۔ کیا پرمیشور کو

ا؎ عام طور پر پران کے معنے سانس لینا اور اپان کے معنے سانس باہر نکالنا لئے جاتے ہیں۔ لیکن شت پتھ براہمن ١۔١۔٣۔٢ میں باہر نکلنے والے سانس کو پران اور اندر داخل ہونے والے کو اپان کہا گیا ہے۔ رشی دیانند نے پران کے معنے شت پتھ براہمن کے مندرجہ بالا حوالہ کے مطابق کئے ہیں۔ شت پتھ کا قول مندرجہ ذیل ہے:۔

सोऽयं पुरुषोऽन्तः प्रविष्टः प्राङ् च सावित्री प्रबोधयतौ ।

کسی بات کا علم ہو کر پھر نہیں رہتا۔ یا پہلے نہیں ہوتا۔ اور پھر ہو جاتا ہے۔ پرمیشور کا علم (غیر متغیر ہے۔ وہ) ایک سا بنا رہتا ہے۔ اس میں ترمیم و تنسیخ نہیں ہوتی۔ ماضی اور مستقبل ارواح کے لئے ہیں (ایشور کی ذات کے لئے نہیں) ہاں![1] ارواح کے اعمال کے اعتبار سے پرمیشور کو تینوں زمانوں کا علم ہے۔ اپنی ذات کے اعتبار سے نہیں[2]۔ جیسا عمل روح خود مختارانہ طور پر کرتی ہے۔ علیم کل ہونے کی وجہ سے پرمیشور کو اس کا ویسا ہی علم ہوتا ہے۔ اور جیسا ایشور کو علم ہوتا ہے ویسا ہی عمل روح کرتی ہے۔ ان میں نہ تو عدم مطابقت ہوتی ہے اور نہ تقدیم و تاخیر۔ دوسرے لفظوں میں پرمیشور ماضی، حال، اور مستقبل کے علم اور اعمال کا ثمرہ دینے میں۔ اور روح زمانہ حال کے جزوی (علم) اور زمانہ حال میں عمل کرنے میں مختار ہے۔ ایشور کا علم ازلی ہے۔ اسے جیسے عمل کا ازل سے علم ہے۔ ویسے ہی سزا (وجزا) کا۔ اس لئے یہ دونوں علم برحق ہیں۔ کیا کبھی عمل کا علم برحق اور سزا (وجزا) کا علم باطل ہو سکتا ہے؟ اس طرح ماننے میں کوئی بات قابل اعتراض نہیں رہتی۔

روح محدود (اصغر) ہے

معترض۔ روح جسم میں علیحدہ بسیط جوہر ہے یا پریچھن (محدود اصغر)؟

مجیب۔ محدود (اصغر) اگر روح بسیط ہوتی۔ تو بیداری، خواب، نیند، موت، پیدائش، اتصال، انفصال اور آمد و رفت کبھی نہ ہو سکتی۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ روح قلیل العلم اور قلیل (اصغر) لطیف ہے اور پرمیشور اس سے بھی لطیف۔ لامحدود علیم کل اور محیط بالذات ہے۔ لہذا روح اور پرمیشور کا باہمی تعلق محیط اور محاط کا ہے۔

ویاپک محیط اور ویاپیہ محاط

معترض۔ جہاں ایک چیز موجود ہو۔ وہاں دوسری چیز موجود نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ایشور اور روح کا باہمی تعلق اتصال کا ہے محیط اور محاط کا نہیں

مجیب۔ اس قاعدہ کا اطلاق برابر لطافت والی اشیاء پر ہو سکتا ہے غیر مساوی لطافت کی اشیاء پر نہیں۔ مثلاً لوہا کثیف ہے اور آتش لطیف۔ اسی طرح روح پرمیشور کی نسبت کثیف (یعنی کم لطیف) اور ایشور روح کی نسبت زیادہ لطیف ہے۔ اور اسی لئے پرمیشور (ویاپک) محیط اور روح (ویاپیہ) محاط ہے۔ پرمیشور اور روح میں جیسے محیط اور محاط کا تعلق ہے۔ ویسے ہی مخدوم اور خادم۔ قیوم اور قائم۔ آقا

---

[1] علم دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک سوبھاوک گیان (علم طبعی) دوسرا نیمتک گیان (علم بالاسباب) پرمیشور کے سوبھاوک گیان (علم طبعی) میں کمی ہوتی ہے نہ بیشی۔ اس کی اپنی ذات زماں کی قید سے بالاتر ہے۔ انسان کو وقت کا علم تبدیلی سے ہوتا ہے۔ یہ تبدیلی ایک تو اس کے اپنے اندر ہوتی ہے۔ دوسری باہر کے ماحول میں۔ پرمیشور کی ذات میں تو تبدیلی ہوتی ہی نہیں۔ اس لئے اسے زمانے کا علم اپنی ذات کے اعتبار سے نہیں۔ دیگر موجودات (جو تغیر پذیر ہیں) کے اعتبار سے ہی ہو سکتا ہے۔ ہم جو کل تھے۔ وہ آج نہیں۔ جو آج ہیں وہ کل نہیں رہیں گے۔ ان تغیرات کا علم ہی ہمارے لئے بڑی حد تک کل۔ آج۔ اور پھر کل آئندہ کل کا علم ہے۔ پرمیشور میں یہ تغیرات نہیں ہوتے۔ اس لئے اس کے اپنے لئے تو گویا نہ کل ہے نہ آج ہے اور نہ آئندہ کل ہے۔ لیکن ہمارے، وقت کے علم کا دوسرا ماخذ کائنات کا تغیر بھی ہے۔ وقت کے علم کا یہ ماخذ پرمیشور کے لئے بھی موجود ہے۔ پرمیشور کے لئے وقت کی ہستی ارواح اور کائنات کے تغیرات کے اعتبار سے ہے۔

[2] پرمیشور کے (سوبھاوک گیان) علم طبعی میں انسان کے اعمال کی اقسام اور ان کی مختلف سزا و جزا کا علم شامل ہے۔ یہ علم ازلی و ابدی ہے۔ لیکن ارواح کے اعمال کا فرداً فرداً علم اسی وقت ہو سکتا ہے۔ جب وہ اعمال ظہور پذیر ہو گئے ہیں۔ ان کے علم میں تقدیم و تاخیر نہیں ہوتی۔ پرمیشور کا علم اور ارواح کے اعمال ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ اس علم میں خطا کا بھی امکان نہیں۔ اس طرح پرمیشور کا علیم کل ہونا بھی قائم رہتا ہے۔ اور ارواح کی خود مختاری بھی۔

اور نوکر۔ راجا اور رعایا۔ اور باپ اور بیٹے کا بھی تعلق ہے۔

مسئلۂ "وحدت وجود" کی تردید

معترض۔ اگر ایشور اور روح ایک دوسرے سے جدا ہیں۔ تو وید کے مندرجہ ذیل (مہاواکیوں) اقوال عظیمہ کے کیا معنے ہیں؟

پرگیانم برہم	प्रज्ञानं ब्रह्म ॥ १ ॥	دراک برہم (خدا) ہے
اہم برہم اسمی	अहं ब्रह्मास्मि ॥ २ ॥	میں برہم (خدا) ہوں
تت توم اسی	तत्त्वमसि ॥ ३ ॥	وہ (خدا) تو ہے
ایم آتما برہم	अयमात्मा ब्रह्म ॥ ४ ॥	یہ آتما برہم ہے

مجیب۔ یہ اقوال وید کے نہیں۔ یہ براہمن گرنتھوں کے ہیں۔ کتب معتبرہ میں انہیں کہیں (مہاواکیہ) اقوال عظیم نہیں کہا گیا۔ ان کے معنی یہ ہیں:۔

تاتستھیہ اپادھی صفت مجازاً

میں برہم یعنی ذات باری میں قائم ہوں

یہاں قائم کا فعل مجازاً مقام سے منسوب کیا گیا ہے۔ کیونکہ اگر کوئی کہے۔ کہ مچان پکارتے ہیں۔ تو چونکہ مچان غیر ذی روح ہیں۔ اور وہ پکار نہیں سکتے۔ اس لئے مچانوں کی پکار کا مطلب مچانوں پر کھڑے ہوئے انسانوں کی پکار سمجھا جاتا ہے۔ (فعل مقیم انسان کا ہے۔ لیکن اسے مقام یعنی مچان سے منسوب کیا جاتا ہے دوسرے لفظوں میں مچانوں پر کھڑے ہوئے انسانوں کو مجازاً مچان کہہ دیا جاتا ہے) اسی طرح یہاں (اپنشدوں) بھی سمجھنا چاہیئے۔ (یہاں برہم میں قائم یعنی موجود روح کو مجازاً برہم کہہ دیا گیا ہے) اب اگر کوئی اعتراض کرے کہ برہم یعنی ذات باری میں قائم تو تمام موجودات ہیں۔ پھر روح کے قائم ہونے میں کیا خصوصیت ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اگرچہ تمام موجودات ذات باری میں قائم ہیں۔ تاہم جس طرح اشتراک اوصاف کی وجہ سے روح پرمیشور کے نزدیک ہے۔ ویسی اور کوئی چیز نہیں۔ اس کے علاوہ روح کو ذات باری کا علم ہوتا ہے۔ اور حالت نجات میں برہم کا بے حجابانہ قرب نصیب ہوتا ہے بدیں وجوہ ذات باری میں روح کا قیام خاص ہے اس کے علاوہ روح ایشور کی رفیق کار ہے۔ رفاقت کی وجہ سے بھی روح اور ایشور مجازاً ایک کہے جا سکتے ہیں پس (جیو) روح اور (برہم) ذات باری حقیقتاً ایک نہیں ہیں مگر ہاں! جیسے کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے بارے میں کہے۔ کہ یہ اور میں ایک ہیں۔ یعنی ہم میں کوئی منافرت نہیں۔ ایسے ہی روح عالم مراقبہ میں جوش محبت میں آکر (مجازاً) کہہ سکتی ہے۔ کہ میں اور برہم ایک ہیں۔ یعنی ایک ہی مقام میں مقیم ہیں۔ اور منافرت سے پاک ہیں۔ جو روح اپنے اوصاف۔ اعمال اور عادات میں پرمیشور کے اوصاف اعمال اور عادات کی مطابقت پیدا کر لیتی ہے۔ وہی اشتراک اوصاف کی وجہ سے (برہم) ذات باری اور اپنے آپ کو ایک کہہ سکتی ہے

معترض۔ تو اس قول کے کیا معنے کرو گے:۔ (تت) وہ یعنی خدا (توم) تو یعنی روح (اسی) ہے؟ مجیب۔ لفظ تت سے تم کیا مراد لیتے ہو؟ معترض۔ برہم یعنی ذات باری مجیب۔ لفظ "برہم" یعنی ذات باری کو ضمیر "تت" یعنی "وہ" کا مرجع تم نے کیسے بنا لیا؟ معترض۔ فقرہ بالا سے جو بایں طور ہے:۔

'सदेव सोम्येदमग्र आसीदेकमेवाद्वितीयं ब्रह्म ॥'

برخوردار! یہ سب پہلے ایک لاشریک "برہم" ہی تھا۔

مجیب۔ معلوم ہوتا ہے۔ تم نے چھاندوگیہ کی شکل ہی نہیں دیکھی۔ اگر دیکھی ہوتی تو تمہیں معلوم ہوتا کہ اس فقرہ میں لفظ "برہم" تو ہے ہی نہیں پھر تم اس "دروغ گوئی" سے کام کیوں لیتے۔ چھاندوگیہ اُپنشد میں تو فقط اتنا کہا ہے:-

सदेव सोम्येदमग्र आसीदेकमेवाद्वितीयम् ॥

برخوردار! یہ تمام پہلے ایک لاشریک (طور پر) موجود ہی تھا۔ (چھاندوگیہ اُپنشد ۶-۲-۱) اس فقرے میں لفظ "برہم" نہیں آتا۔ معترض۔ تو آپ لفظ "تت" (وہ) سے کیا مراد لیتے ہیں؟ مجیب۔ اُپنشد کی پوری عبارت اس طرح ہے:-

स य एषोऽणिमैतदात्म्यमिदꣳ सर्वं तत्सत्यꣳ स आत्मा तत्त्वमसि श्वेतकेतो इति ॥

وہ پرماتما جاننے کے قابل ہے۔ وہ نہایت لطیف ہے وہ اس دنیا اور روح کی جان ہے۔ وہی حق بالذات ہے وہ اپنی جان آپ ہے۔ پیارے برخوردار شویت کیتو!

'तदात्मकस्तदन्तर्यामी त्वमसि ॥' اس (انتریامی) بسیط باطن سے تو ملا ہوا ہے چھاندوگیہ اُپنشد ۶-۸-۷

یہی تو صحیح اُپنشدوں کے دیگر اقوال کے مطابق ہے۔ کیونکہ شت پتھ براہمن ۱۴-۵-۷-۳۰ میں لکھا ہے کہ

य आत्मनि तिष्ठन्नात्मनोऽन्तरो यमात्मा न वेद यस्यात्मा शरीरम् ।

य आत्मनोऽन्तरो यमयति स त आत्मान्तर्याम्यमृतः ॥

(رشی یاگیہ ولکیہ اُدالک سے کہتے ہیں۔ اے اُدالک!) جو پرماتما روح کے اندر مقیم ہو کر (بھی) روح سے جدا ہے جس کے بارے میں (غافل) روح نہیں جانتی کہ وہ پرماتما میرے اندر موجود ہے جس پرمیشور کے لئے روح بمنزلہ جسم ہے۔ یعنی جیسے جسم میں روح مقیم ہے۔ ویسے ہی روح میں پرمیشور سمایا ہوا ہے جو روح سے الگ ہے مگر اس کے گناہ و ثواب کا شاہد ہے۔ اور اسے نیک و بد کا ثمرہ دے کر ضبط میں رکھتا ہے وہی لایزال پاک ذات تیرے اندر کا حاکم ہے۔ وہ محیط ذات تیرے باطن میں موجود ہے۔ تو اسے پہچان۔

کیا کوئی ان اور اس قسم کے دیگر اقوال کے اور معنے کر سکتا ہے؟ جب حالت مراقبہ میں کوئی یوگی یعنی مرتاض پرمیشور کا پرتیکش مشاہدہ کرتا ہے۔ تو وہ کہتا ہے۔ کہ جو (برہم) پرمیشور مجھ میں سما رہا ہے وہی تمام عالم میں سما رہا ہے۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ جو آجکل کے ویدانتی روح اور ایشور کو ایک کہہ دیتے ہیں۔ وہ ویدانت شاستر (کی حقیقی تعلیم) سے ناواقف ہیں۔

پرمیشور (انو پرویشٹ) داخل در داخل ہے

معترض۔ چھاندوگیہ اُپنشد ۶-۳-۲ میں آتا ہے:-

अनेन आत्मना जीवेनानुप्रविश्य नामरूपे व्याकरवाणि ॥ १ ॥

(پرمیشور کہتا ہے:-) میں تمام عالم اور جسم کو پیدا کر کے عالم میں محیط اور جسم میں روح کی صورت میں داخل ہو کر اسماء اور اشکال کی توضیح کر دوں۔

तत्सृष्ट्वा तदेवानुप्राविशत् ॥ عالم اور جسم کو پیدا کر کے (پرمیشور) خود اس میں داخل ہوا (تیتریہ اُپنشد۔ برہمانند ولی ۶) علیٰ ہذالقیاس۔ ان اقوال کے معنے کیا کرو گے؟ مجیب۔ اگر تمہیں الفاظ اور فقرات کی ترکیب اور معانی کا علم ہوتا۔ تو کبھی اس طرح مطالب کا خون نہ

۱ یہ فقرہ "سلس" اور "ب" کی جگہ "اپنی" "اندر" ہے "اور" وہ ہے۔ ترجمہ اصل الفاظ کے مطابق کر دیا گیا ہے۔ (مترجم)

کہتے کیونکہ ایک "پرویش" ہوتا ہے۔ دوسرا "انوپرویش" (یہاں لفظ "پرویش" نہیں۔ "انوپرویش" کا استعمال ہوا ہے
پرویش" کے معنے ہیں ادخال یعنی داخل ہونا" "انوپرویش" کے معنے ہیں ادخال کے بعد داخل ہونا یعنی داخل در داخل ہونا
روح جسم میں داخل ہے۔ (پرمیشور روح میں۔ یعنی روح داخل ہے اور) پرمیشور داخل در داخل ہے۔ (پرمیشور کا یہ ادخال
صاف مجازی ہے حقیقت کے لحاظ سے محیط ذات کا کسی چیز میں ادخال نہیں ہوسکتا)۔ وہ گویا داخل در داخل ہو کر
(روح کے اندر رہ کے) وید کے ذریعہ اسماء اور اشکال وغیرہ کا علم الہام فرمایا ہے۔ جسم میں روح کو داخل کر کے خود
روح میں داخل یعنی داخل در داخل ہے۔ اگر تمہیں حرف "انو" (مابعد) کے معنے معلوم ہوتے۔ تو ایسی الٹی توضیح کبھی نہ کرتے

(بھاگ تیاگ لکشنا صنعت مجاز بالحذف اجزاء)

معترض مثلاً کوئی کہے کہ جس دیودت کو میں نے موسم گرما میں کاشی میں دیکھا تھا۔ اسی کو اب برسات کے موسم میں متھرا میں دیکھتا ہوں۔ یہاں مقام کاشی اور موسم گرما سے قطع نظر کر کے اور فقط ایک خاص قالب (کے شخص) کو ہی نظر میں رکھ کر دیودت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے صنعت مجاز (بالحذف عوارض) کے اس اصول کے مطابق فقرہ "تت توم اسی" یعنی "وہ تو ہے" میں ضمیر غائب "وہ" (اور اس کے مرجع ایشور) کے عوارض یعنی غائب مکان۔ غائب زمان اور (مایا) طلسم مجاز۔ اور ضمیر حاضر "تو" (اور اس کے مرجع روح کے عوارض یعنی حاضر مکان حاضر زمان اور (اودیا) وہم اور قلت علم سے قطع نظر کر کے محض ادراک کو (جو "وہ" اور "تو" دونوں ضمائر میں مشترک ہے) مد نظر رکھنے سے دونوں ضمیروں کا اشارہ ایک (مدرک ذات یعنی) برہم کی طرف ثابت ہوتا ہے۔ "بھاگ تیاگ لکشنا" یعنی صنعت مجاز (بالحذف اجزاء۔ یہاں بالحذف اجزاء کے معنی ہیں معانی کے الفاظ کے ایک حصہ (یہاں عوارض) سے قطع نظر کر کے دوسرے حصہ (یہاں مستقل ذات) کو مد نظر رکھنا۔ مثلاً ایشور کے معنی معروف میں سے علم کل وغیرہ صفات اور روح کے معنی معروف میں سے قلت العلم وغیرہ صفات کو نظر انداز کر کے دونوں کے لکشیہ ارتھ) مجازی معنی یعنی ذات مدرک کو مد نظر رکھنے سے ایشور اور روح کی وحدت ثابت ہوتی ہے۔

اس پر تم کیا کہہ سکتے ہو؟

---

۱ عصر جدید کے ویدانتیوں کا عقیدہ ہے۔ کہ حقیقی وجود فقط ایک ذات ہے جس کا نام ان کی اصطلاح میں برہم ہے۔ وہ ہست نہیں ہستی ہے۔ مدرک نہیں ادراک ہے سرور نہیں سرور ہے۔ یہ ذات ازلی ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور ازلی چیز جسے وہ نہ ہست مانتے ہیں اور نہ نیست۔ مایا یا اودیا ہے۔ مایا کے لغوی معنے ہیں طلسم مجاز۔ طلسم علت کی صورت میں مایا کہلاتا ہے۔ اور معلول کی صورت میں اودیا یعنی وہم یا جہل۔ برہم مایا یعنی مجاز کی اپادھی (عارضہ) میں مبتلا ہو کر ایشور بن جاتا ہے۔ اور اودیا یعنی جہل یا وہم کے عارضہ میں مقید ہو کر روح۔ ان دونوں میں بالذات کوئی فرق نہیں۔ دونوں معلول خالص ادراک یعنی برہم ہیں۔ فرق صرف عارضہ کا ہے۔ عارضہ بھی دراصل ایک ہے۔ لیکن اس کی مجازی صورتیں دو ہیں ایک علت دوسری معلول۔ علت کو مایا کہتے ہیں۔ اور معلول کو اودیا یعنی جہل جب روح کو عرفان یعنی حقیقت کا علم ہوگا۔ تو عارضہ اپنے آپ ہٹ جائے گا۔ اور خالص ادراک یعنی برہم ہی باقی رہے گا۔ یہی حالت نجات ہوگی۔

اپنشد کے اس قول میں کہ "وہ تو ہے" "وہ" کا اشارہ برہم کی طرف ہے اور "تو" کا روح کی طرف۔ "وہ" ضمیر غائب ہے اور "تو" ضمیر حاضر غائب کے معنے ہیں غائب مکان یا غائب زمان میں مقیم۔ یہ دونوں بھی عوارض ہیں۔ "وہ" اور "تو" میں مستقل چیز ہے محض ادراک۔ ایشور بھی ادراک ہے اور روح بھی۔ ان عوارض کے علاوہ ایشور کا عارضہ (مایا) طلسم مجاز ہے۔ اور روح کا (اودیا) وہم اور قلت علم۔ ان تمام عوارض کو نظر انداز کر دینے سے مستقل چیز فقط ادراک رہ جاتی ہے جو برہم ہے۔ "وہ" کا "وہ پن" اور "تو" کا "تو پن" ایشور کا طلسم مجاز اور روح کا قلت علم نظر سے اوجھل کر دیجئے۔ جیسے دیودت کی صورت میں کاشی اور متھرا (عوارض مکانی) اور موسم گرما اور برسات (عوارض زمانی) اوجھل کئے گئے تھے تو دیودت باقی جیسے وہاں دیودت رہا تھا ویسے ہی یہاں خالص برہم رہے گا۔

سنسکرت میں اس صنعت کلام کا نام "بھاگ تیاگ لکشنا" ہے۔ اردو میں اسے "صنعت مجاز (بالحذف اجزاء)" کہیں گے اس میں الفاظ کے

(باقی اگلے صفحہ پر)

ایشور اور رُوح فانی نہیں

مجیب۔ اوّل تم بتاؤ۔ کہ تم رُوح اور ایشور کا وجود دائمی مانتے ہو یا عارضی؟ معترض۔ ان دونوں کا وجود عوارض کا نتیجہ یعنی فرضی ہے اس لئے عارضی ہے۔ مجیب۔ تم ان عوارض کو دائمی مانتے ہو یا عارضی؟ معترض۔ ہمارے مذہب میں

जीवेशौ च विशुद्धाचिद्विभेदस्तु तयोर्द्वयोः ।
अविद्या तच्चितोर्योगः षडस्माकमनादयः ॥ १ ॥
कार्य्योपाधिरयं जीवः कारणोपाधिरीश्वरः ।
कार्य्यकारणतां हित्वा पूर्णबोधोऽवशिष्यते ॥ २ ॥

(۱) رُوح (۲) ایشور (۳) خالص ادراک (برہم) (۴) رُوح اور ایشور میں فرق (۵) جہل یا وہم (۶) جہل اور ادراک کا تعلق۔ یہ چھ اشیاء ازلی ہیں۔ (اودیا یعنی وہم بصورت جہل رُوح کا عارضہ ہے۔ اور مایا یعنی وہم بصورت علت ایشور کا۔ وہم بصورت علت و معلول سے قطع نظر کر کے ادراک کامل (برہم) باقی بچتا ہے

(سنکشیپ شاریرک اور شاریرک بھاشیہ)

ان چھ ازلی اشیاء میں سے فقط برہم ابدی ہے۔ باقی ازلی تو ہیں مگر ابدی نہیں۔ جیسے ا پراگ ابھاو (عدم ماقبل)[1] ازلی تو ہے مگر ابدی نہیں ہے جب تک (اودیا) جہل یا وہم رہتا ہے۔ تب تک یہ پانچ اشیاء قائم رہتی ہیں۔ ان پانچ اشیاء کا حدوث یعنی آغاز معلوم نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ غیر حادث یعنی ازلی ہیں۔ علم (حقیقت) ہونے کے بعد یہ نابود ہو جاتی ہیں۔ اس لئے انہیں غیر ابدی یعنی عارضی کہتے ہیں۔

نوین ویدانت کے مطابق ازلی اشیا چھ ہیں یا دو؟

مجیب۔ تمہارے یہ دونوں مقولے غلط ہیں۔ کیونکہ تمہارے مذہب میں (اودیا) جہل کے تعلق کے بغیر رُوح اور (مایا) طلسم مجاز کے تعلق کے بغیر ایشور کا کچھ وجود نہیں۔ اس لئے "جہل اور ادراک کا تعلق" کہہ کر جو تم نے چھٹی شے شمار کی ہے۔ اس کی جدا ہستی نہیں رہتی۔ "وہم بصورت علت و معلول" کا شمار بھی بالترتیب ایشور اور رُوح کے شمار میں شامل ہے علاوہ ازیں برہم سے وہم بصورت علت و معلول کا تعلق ہونے کے بغیر بالترتیب ایشور اور رُوح نہیں بن سکتے۔ اس لئے ایشور اور رُوح کا شمار برہم اور وہم سے الگ کرنا فضول ہے۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ تمہارے مذہب میں فقط دو اشیاء یعنی ایک برہم اور دوسرے اودیا وہم یا جہل ہی کا وجود ثابت ہوتا ہے چھ اشیاء کا نہیں۔

کیا برہم وہم میں مبتلا ہو سکتا ہے؟

اس کے علاوہ جہل بصورت معلول و علت کے عوارض سے

پچھلے صفحہ سے آگے) پورے معنے نہیں لئے جاتے۔ بخلاف اس کے معنی معروف کا کچھ حصہ نظر انداز کر دیا جاتا ہے "شیر" کے معنے میں سے حیوانیت نظر انداز کر دی اور شجاعت لے لی۔ ایسے ہی یہاں "وہ" کے معنے میں سے غائب مکان اور غائب زمان نظر انداز کر دیا۔ ایشور اس ضمیر کا مرجع ہے اس کے معنے ویدانتیوں کے نزدیک ہیں طلسم مجاز میں مقید برہم صنعت مجاز (لکشنا) کے مطابق یہ طلسم مجاز نظر انداز کر دیا گیا۔ پس "وہ" کے معنے غائب مکان۔ غائب زمان اور طلسم مجاز سے آزاد خالص برہم یا خالص ادراک ہوئے۔ ایسے ہی ضمیر "تو" کے معنے حاضر مکان حاضر زمان اور عارضی جہل سے آزاد رُوح یعنی خالص برہم یا خالص ادراک ہوئے۔ معترض اس (لکشنا) صنعت مجاز کے ذریعہ وحدت وجود ثابت کرنا چاہتا ہے اس کے پاس طلسم مجاز کا علاج صنعت مجاز ہے۔

[1] معلول اشیاء حلول ہونے سے پہلے معدوم ہوتی ہیں۔ ان کا یہ عدم عدم ماقبل کہلاتا ہے۔ دیکھو صفحہ ۹۳

بالترتیب رُوح اور ایشور کا وجود تب ثابت کیا جا سکتا ہے جب غیر محدود دائم الوجود۔ پاک علیم۔ آزاد بالذات۔ اور محیط کل برہم (ذات باری) سے جہل کا تعلق ثابت ہو۔ اگر اس کے ایک حصّہ میں اُس کے اپنے سہارے سے قائم اور اپنے ہی متعلق ازلی جہل تسلیم کرو گے۔ تو سارا برہم خالص ادراک نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ایک حصّہ میں جہل تسلیم کرو گے تو محدود ہونے کے باعث یہ جہل اِدھر اُدھر آتا جاتا رہے گا۔ جہاں جہاں جاوے گا۔ وہاں کا برہم جاہل ہوتا جائے گا۔ اور جس جس حصّہ سے جہل کوچ کرتا جائے گا۔ وہاں کا برہم عالم ہوتا جائے گا۔ اس حالت میں کسی حصّہ کے برہم کو بھی ازلی اور خالص علم (ادراک) سے متصف نہیں کہہ سکو گے۔ پھر برہم کا جو حصّہ جہل کی حدود کے اندر ہوگا۔ اُسے جہل کا علم ہوگا۔ (دوسرے حصّوں کو نہیں) اس طرح برہم کے اجزا ہو جائیں گے۔ کچھ جہل کے اندر اور کچھ باہر۔ اب اگر کہو کہ اجزا ہو جائیں۔ اس سے برہم کا کچھ نہیں بگڑتا۔ تو غلط ہے۔ کیونکہ اس طرح وہ غیر منقسم نہیں رہتا۔ برخلاف اس کے اگر ناقابل تجزیہ یعنی غیر منقسم (اور محیط) ہے تو جاہل نہیں ہوگا۔ علاوہ بریں جہل اور علم معکوس اوصاف ہیں۔ ان کا کسی جوہر سے دائمی تعلق ہونا چاہیئے۔ اگر ایسا ہے۔ تو یہ تعلق لازم (سمواے سمبندھ) ہوا۔ اور تعلق لازم (سمواے سمبندھ) عارضی نہیں ہو سکتا۔ جیسے جسم کے ایک حصّہ میں پھوڑا ہو جانے سے تمام جسم کو تکلیف ہوتی ہے۔ ایسے ہی برہم کے ایک حصّہ میں جہل اور رنج و راحت وغیرہ عوارض کے موجود ہونے سے تمام برہم رنج وغیرہ احساسات میں مبتلا ہو۔

انتہ کرن (آلۂ باطن) کی اُپادھی عارضہ

اور اگر تمہارا مذہب یہ ہو۔ کہ عارضہ معلول یعنی انتہ کرن (آلۂ باطن) کے تعلق کے باعث برہم جیو (رُوح) بن جاتا ہے۔ تو ہمارا سوال یہ ہے کہ برہم محیط ہے یا مکاناً محدود؟ اگر کہو کہ برہم تو محیط ہے لیکن عارضہ یعنی انتہ کرن (آلۂ باطن) محدود ہے۔ اور انتہ کرن (آلۂ باطن) (ایک نہیں بلکہ متعدد) اور الگ الگ ہیں۔ تو سوال یہ ہے کہ انتہ کرن (آلۂ باطن) چلتا پھرتا ہے یا نہیں؟ معترض۔ چلتا پھرتا ہے۔

مجیب۔ انتہ کرن (آلۂ باطن) کے ساتھ ساتھ برہم بھی چلتا پھرتا ہے یا قائم رہتا ہے؟ معترض۔ برہم قائم رہتا ہے

مجیب۔ اس کے معنے یہ ہوئے۔ کہ جس جس مقام کو انتہ کرن (آلۂ باطن) چھوڑتا جائے گا۔ اس اس مقام کا برہم جہل سے آزاد اور جس جس مقام میں انتہ کرن (آلۂ باطن) جاوے گا۔ اس اس مقام کا خالص یعنی بے نقص برہم جاہل ہوتا جائے گا۔ دوسرے لفظوں میں برہم ایک لمحہ میں عالم ہوگا۔ اور دوسرے میں جاہل۔ اس سے بندھ اور موکش (قید و نجات) بھی عارضی یعنی لمحہ بھر کی ہوں گی۔ اور جیسے ایک شخص کے دیکھے ہوئے کو دوسرا شخص یاد نہیں کر سکتا۔ اسی طرح کل کی دیکھی یا سنی ہوئی بات کو یاد کرنا محال ہوگا۔ کیونکہ جس وقت دیکھا یا سنا تھا۔ وہ دوسرا مقام اور دوسرا وقت تھا۔ اور اب اس سے مختلف مقام اور مختلف وقت ہے۔ اگر کہو کہ برہم (سب جگہ) ایک ہے (اس لئے ہر جگہ کی بات یاد رکھتا ہے) تو سوال اُٹھتا ہے۔ کہ رُوح علیم کل کیوں نہیں؟ اور اگر کہو۔ کہ انتہ کرن (آلات باطن) مختلف ہیں اس لئے علم بھی مختلف ہوتا ہے۔ تو اس پر اعتراض یہ وارد ہوتا ہے۔ کہ (انتہ کرن) آلۂ باطن تو غیر ذی روح چیز ہے۔ اسے علم ہو ہی نہیں سکتا۔

کیا رُوح برہم کا عکس ہے؟

اگر کہو کہ علم نہ فقط انتہ کرن یعنی آلۂ باطن کو ہوتا ہے اور نہ فقط برہم کو۔ بلکہ انتہ کرن یعنی آلۂ باطن میں مقیم برہم کے

عکس کو ہوتا ہے۔ تو علم آلۂ باطن کے ذریعہ مدرک برہم کو ہوا۔ (جب مدرک برہم بسیط ہے۔) تو وہ انتہ کرن (آلۂ باطن) کی وجہ سے محدود اور محدود العلم کیوں ہو جاتا ہے؟ اس استدلال سے ثابت ہے۔ کہ برہم (مایا) عارضہ بصورت علت اور (اودیا) عارضہ بصورت معلول کے تعلق سے بالترتیب ایشور اور روح نہیں بن سکتا۔ برخلاف اس کے ایشور نام ہی برہم کا ہے۔ اور برہم سے مختلف ازلی غیر حادث اور غیر فانی ذات کو روح کہتے ہیں۔ اگر تم کہو۔ کہ برہم کے عکس کا نام روح ہے۔ تو عکس تو عارضی چیز ہے پس سے روح عارضی شے ہوئی۔ تب راحت نجات سے (جو تمہارے عقیدہ میں ابدی ہے) کون مستفیض ہوگا؟ اس سے ثابت ہے۔ کہ برہم نہ کبھی روح تھا نہ ہے اور نہ ہوگا۔

معترض۔ تو چھاند وگیہ اپنشد کے مندرجہ ذیل فقرہ کے مطابق وحدت وجود کس طرح ثابت ہوگی؟

'सदेव सोम्येदमग्र आसीदेकमेवाद्वितीयम्'

برخوردار! یہ پہلے موجود ہی تھا۔ یہ ایک اور لاثانی[1] تھا۔ (چھاند وگیہ)

ادویت (لاشریک برہم) خدا

ہمارے مذہب میں تو برہم کے علاوہ اس کا کوئی ہم جنس غیر جنس۔ یا اپنا کوئی عضو یا جزو اس کی ذات میں یک نہیں ہے۔ بلکہ فقط برہم ہی موجود ہے۔ جب روح اس سے مختلف ہے۔ تو ادویت کیسے ثابت ہو سکتی ہے؟ مجیب۔ تم وہم میں پڑ کر خواہ مخواہ خوفزدہ ہو رہے ہو۔ ذرا صفت و موصوف کے تعلق پر غور کرو۔ اگر کہو۔ کہ صفت وہ ہے جو موصوف کی دوسرے موجودات سے تمیز کرائے۔ تو یہ بھی تمہیں تسلیم کرنا ہوگا۔ کہ صفت جہاں تمیز کراتی ہے۔ وہاں موصوف کی تعریف بھی کرتی ہے۔ اپنشد کے مندرجہ بالا فقرہ میں "ادویت" (واحد) صفت ہے برہم کی۔ اس صفت کے طفیل برہم کی تمیز اس طرح ہوتی ہے۔ کہ یہ کثیر التعداد ارواح اور عناصر سے واحد برہم کو تمیز کر دیتی ہے۔ اور برہم کی تعریف اس طرح ہوتی ہے۔ کہ اس کے واحد ہونے کا اعلان کرتی ہے۔ مثلاً کسی نے کسی سے کہا۔ کہ اس شہر میں دیودت ادویتیہ (لاثانی) مالدار ہے یا اس فوج میں وکرم سنگھ (ادویتیہ) لاثانی شجاع ہے۔ ان اقوال کا منشا ہے۔ کہ اس شہر میں دیودت کا ہمپایہ مالدار اور اس فوج میں وکرم سنگھ کا ہم پلہ شجاع کوئی نہیں۔ کم مالدار اور کم شجاع تو اور بھی ہیں۔ ان کے علاوہ خاک وغیرہ بے جان اشیاء اور حیوانات وغیرہ جاندار اور درخت وغیرہ بھی موجود ہیں۔ ان کی موجودگی کی تردید نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح برہم کی ہمپایہ ارواح اور ہمپایہ مادہ (پرکرتی) نہیں ہے لیکن اس سے کم درجہ کی ارواح اور کم درجہ مادہ (پرکرتی) ہے۔ اس مثال سے ظاہر ہے۔ کہ برہم ہمیشہ ایک ہے۔ اور ارواح اور عناصر جو مادہ (پرکرتی) میں شامل ہیں کثیر التعداد ہیں۔ صفت ادویت یا ادویتیہ برہم کو ان سے تمیز کر کے برہم کی وحدت کا اعلان کرتی ہے۔

تین اناوی (ازلیات ثلاثہ)

پس روح۔ مادہ (ہیولیٰ) اور معلول عالم موجودات کا عدم ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ ارواح بھی موجود ہیں۔ مادہ (ہیولیٰ) بھی لیکن وہ (برہم) خدا کے ہمپایہ نہیں۔ اس سے نہ (برہم کی) وحدت کو نقصان پہنچتا ہے اور نہ (ارواح اور عناصر کی) کثرت کو۔ تم خواہ مخواہ گھبراؤ مت۔ ذرا غور و خوض سے کام لو۔ معترض۔ برہم (خدا) کے اوصاف ہستی۔ ادراک اور سرور ہیں۔ روح بھی ہست۔ مدرک اور مسرور ہے۔ اس سے ان دونوں کا واحد ہونا ثابت ہوتا ہے۔ تم اس کی تردید کیوں کرتے ہو؟

[1] اپنشد میں لفظ "ادویتیہ" آیا ہے۔ جس کے معنے ہیں لاثانی یا لاشریک

جُزوی وحدت

مجیب۔ جُزوی اشتراکِ اوصاف سے وحدت وجود ثابت نہیں ہوتی جیسے خاک غیر مدرک اور محسوس شے ہے۔ ایسے ہی آب اور آتش بھی غیر مدرک اور محسوس اشیا ہیں اس سے یہ تینوں اشیاء ایک نہیں ہو جاتیں۔ ان میں کئی اوصاف باہم مختلف بھی ہیں مثلاً خاک میں بُو۔ یبوست اور ٹھوس پن وغیرہ۔ آب میں ذائقہ۔ مائعیت اور ملائمت۔ اور آتش میں صُورت اور یہ زندگی وغیرہ۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ یہ تمام اشیاء ایک نہیں۔ یا جیسے انسان اور چیونٹی دونوں آنکھ سے دیکھتے۔ منہ سے کھاتے اور پاؤں سے چلتے ہیں۔ تاہم انسان کی ہیئت چیونٹی کی ہیئت سے مختلف ہے۔ انسان کے دو پاؤں ہیں اور چیونٹی کے بہت سے۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ انسان اور چیونٹی ایک نہیں۔ اسی طرح چونکہ پرمیشور کا علم بمرگ اور فعل لا انتہا ہیں اور وہ وہم اور خطا سے پاک اور محیط ہے۔ ان اوصاف کی وجہ سے وہ ارواح سے مختلف ہے۔ اور رُوح کا علم۔ قوت۔ اور وجود محدود ہے اس میں وہم اور خطا کا امکان ہے۔ اور وہ صغیر ہے۔ ان اوصاف کی وجہ سے وہ پرمیشور سے مختلف ہے۔ غرضیکہ پرمیشور اور روح ایک نہیں۔ پرمیشور رُوح سے زیادہ لطیف اور رُوح پرمیشور سے کم لطیف ہے (یہ بھی ان دونوں میں صاف فرق ہے۔)

معترض۔ अथोदरमन्तरं कुरुते, अथ तस्य भयं भवति ।।

جو پرمیشور اور جیو (روح) میں ذرا بھی تمیز کرتا ہے۔ اس پر خوف طاری ہو جاتا ہے۔ (تیتریہ)

द्वितीयाद्वै भयं भवति ।। (کیونکہ خوف غیر سے ہوتا ہے۔ (برہدارنیک)

یہ اقوال (تیتریہ اور برہدارنیک اپنشد) کے ہیں۔ ان اقوال کا مفہوم صاف ہے۔ کہ پرمیشور اور روح میں تمیز نہیں کرنی چاہیئے۔ مجیب۔ اس عبارت کا مفہوم یہ نہیں۔ جو تم نے بیان کیا۔ اس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ جو شخص پرمیشور کے وجود سے منکر ہو یا اسے کسی خاص مکان یا زمان میں محدود تسلیم کرے۔ یا اس کے احکام یا اوصاف۔ افعال اور عادات کا مخالف ہو یا کسی دُوسرے شخص سے عداوت کا سلوک کرے۔ اس پر خوف طاری ہوتا ہے۔ کیونکہ خوف نتیجہ ہے مغائرت کا۔ مثلاً کوئی شخص کہے۔ کہ ایشور کا مجھ سے کچھ تعلق نہیں۔ یا کسی اور شخص سے کہے۔ کہ میں تمہیں کچھ نہیں سمجھتا۔ تو میرا کچھ بنا یا بگاڑ نہیں سکتا۔ یا کوئی کسی کو نقصان یا تکلیف پہنچاتا جائے۔ تو اس سے خوف ہوتا ہے۔ اور اگر کسی طرح کی مغائرت نہ ہو۔ تو دونوں ایک کہلاتے ہیں۔ مثلاً عوام الناس کہہ دیتے ہیں۔ کہ دیو دت۔ یگیہ دت۔ اور وشنو متر ایک ہیں اس کے معنے یہ ہوتے ہیں۔ کہ ان میں غیریت نہیں ہے۔ غیریت کا نہ ہونا راحت کا اور ہونا رنج کا باعث ہوتا ہے۔

خُدا اور رُوح کبھی ایک نہیں ہوتے

معترض۔ برہم (خدا) اور جیو (رُوح) ہمیشہ مختلف رہتے ہیں یا کبھی دونوں مِل کر ایک بھی ہو جاتے ہیں؟

مجیب۔ اس کا جواب کچھ تو اوپر دیا جا چکا ہے۔ (اس میں اتنا اور اضافہ کر لو۔ کہ) اشتراکِ اوصاف سے جُزوی وحدت (یکسانیت) سمجھی جا سکتی ہے۔ مثلاً آکاش (خلا) اور مجسم جواہر جہاں تک عدم ادراک اور ایک دوسرے سے کبھی جُدا نہ ہونے کا تعلق ہے۔ ایک ہیں۔ لیکن آکاش (خلا) محیط۔ لطیف۔ صُورت سے معرا۔ لا انتہا وغیرہ اوصاف سے متصف ہے۔ اور مجسم جواہر (اجسام) محدود اور محسوس چیز ہوتا ہے۔ اس لئے ان دونوں میں اختلاف اوصاف بھی ہے دُوسرے لفظوں میں خاک وغیرہ جواہر خلا سے جُدا کبھی نہیں رہ سکتے۔ (ہر مجسم چیز کے قیام کے لئے خلا چاہیئے۔ یہ ہوا خلا اور مجسم اشیاء کا اشتراک) مگر پھر ان دونوں کی ماہیت مختلف ہے۔ اس وجہ سے دونوں باہم ممیز ہیں۔ اسی

طرح برہم (خدا) بھی محیط ہے۔ روح اور خاک وغیرہ جواہر اس سے الگ کبھی نہیں ہو سکتے۔ مگر ماہیت کے اعتبار سے ایک بھی نہیں۔ مثال کے طور پر مکان کی تعمیر سے پیشتر مٹی۔ لکڑی اور لوہا وغیرہ اشیا مختلف مقامات پر بھی ہوتی ہوئی بھی (ایک ہی) خلا میں موجود ہیں جب مکان بن گیا تب بھی اسی خلا میں ہیں۔ اور جب مسمار ہو گیا۔ اور اس کے مختلف اجزا مختلف مقامات پر چلے گئے۔ تب بھی خلا ہی میں ہیں یعنی تینوں زمانوں میں خلا سے جدا نہیں ہو سکتیں۔ تاہم چونکہ ان کی ماہیت خلا سے مختلف ہے۔ اس لئے وہ اور خلا نہ کبھی ایک تھے۔ نہ ہیں اور نہ ہوں گے۔ اسی طرح ارواح اور عالم کائنات کی تمام اشیاء پرمیشور کے محیط ہونے کی وجہ سے کسی زمانے میں پرمیشور سے جدا بھی نہیں ہوتیں۔ اور جدا مختلف ہونے کی وجہ سے وہ اور پرمیشور ایک کبھی بھی نہیں ہو سکتے۔ عصر جدید کے ویدانتیوں کی نظر یک چشم شخص کی طرح (یکطرفہ) ہے۔ وہ مطابقت کے پہلو کو تو مدِ نظر رکھتے ہیں۔ لیکن امتیاز کے پہلو کو نظر انداز کر دیتے ہیں اس لئے ان کا علم حقیقت کے خلاف رہتا ہے۔ دنیا میں کوئی ایسا جوہر نہیں جس میں بعض اوصاف کا وجود اور بعض کا عدم۔ بعض اوصاف میں دیگر جواہر سے مطابق اور بعض میں مخالف بعض اوصاف کا اس میں اور دیگر جواہر میں اشتراک اور بعض کا باہم افتراق یا امتیاز نہ پایا جائے یا دوسرے جواہر کو ممتاز یا متمیز نہ کرے۔

(سگن) متصف اور (نرگن) غیر متصف

معترض۔ پرمیشور (سگن) متصف ہے یا غیر متصف؟ مجیب۔ (سگن) متصف بھی ہے (نرگن) غیر متصف بھی۔ معترض۔ کیا کبھی ایک میان میں دو تلواریں بھی رہ سکتی ہیں؟ ایک شے ایک ساتھ متصف اور غیر متصف کیسے ہو سکتی ہے؟ مجیب۔ جیسے غیر مدرک اشیاء میں صورت وغیرہ اوصاف موجود ہیں۔ اور مدرک جوہر کے ادراک وغیرہ اوصاف موجود نہیں ہیں۔ اسی طرح مدرک جوہر (روح) میں خواہش وغیرہ اوصاف موجود ہیں اور صورت وغیرہ غیر مدرک اشیاء کے اوصاف موجود نہیں ہیں۔ جو اوصاف جس جوہر میں موجود ہیں۔ ان اوصاف سے وہ جوہر متصف اور جو اوصاف اس میں نہیں ہیں۔ ان سے وہ غیر متصف ہے۔ اپنے اپنے ذاتی اوصاف سے ہر شے متصف اور متضاد اشیاء کے اوصاف سے غیر متصف ہے۔ ایسی کوئی شے نہیں۔ جو متصف محض یا غیر متصف محض ہو۔ بر عکس اس کے ہر شے متصف بھی ہے اور غیر متصف بھی۔ اسی طرح پرمیشور اپنے لا انتہا علم اور طاقت وغیرہ اوصاف سے متصف اور صورت وغیرہ غیر مدرک اشیاء کے اور نفرت وغیرہ مدرک ارواح کے اوصاف سے غیر متصف ہے۔ معترض۔ بالعموم غیر متشکل کو (نرگن) غیر متصف اور متشکل کو (سگن) متصف کہتے ہیں۔ یعنی جب پرمیشور قالب اختیار نہیں کرتا تب (نرگن) غیر متصف اور جب قالب اختیار کرتا ہے۔ تب (سگن) متصف کہلاتا ہے۔ مجیب۔ یہ خیال فقط جہلا کا ہے۔ جو لوگ علم سے بے بہرہ ہیں۔ وہ دیوانوں کی مانند بڑبڑایا کرتے ہیں۔ جیسے سرسام کا بیمار واہی تباہی بکتا ہے۔ اور اس کا کچھ مفہوم نہیں ہوتا۔ ایسے ہی جاہل مطلق کے اقوال کو بھی لا یعنی سمجھنا چاہیئے۔ معترض۔ پرمیشور رغبت والا ہے یا نفرت والا؟ مجیب۔ ان دونوں میں سے کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ رغبت اپنے سے جدا۔ افضل تر اشیاء کی طرف ہوتی ہے۔ اور پرمیشور سے نہ کوئی چیز جدا ہے۔ اور نہ افضل تر۔ اس لئے اس میں رغبت کا امکان نہیں۔ اور تارک وہ ہے جو حاصل شدہ اشیاء کو ترک کر دے۔ پرمیشور محیط ہونے کی وجہ سے کسی شے کو ترک نہیں کر سکتا۔ اس لئے تارک بھی نہیں۔

(ایکشن) علم کل اور خالقیت

معترض۔ پرمیشور میں صفت خواہش ہے یا نہیں؟

مجیب - ایسی صفت خواہش نہیں (جیسی ہم تم میں ہے) - کیونکہ خواہش بھی غیر میسّر اپنے سے افضل اور اعلیٰ اشیاء کی ہوتی ہے جن کے حاصل ہونے سے راحت حاصل ہو - پرمیشور کو نہ کوئی چیز غیر میسر ہے - نہ اس سے کوئی چیز افضل ہے - مسرور بالذات ہونے کی وجہ سے اسے راحت کی احتیاج بھی نہیں ہے - اس لئے ایشور میں صفت خواہش کا تو امکان نہیں - البتہ "ایکشن" یعنی تمام علوم کا کشف اور خالقیت کی صفت ہے - عاقلاں را اشارہ کافی است - ایشور کے اس مختصر بیان کے بعد اب وید کے موضوع پر روشنی ڈالی جائے گی -

यस्मादृचो अपातक्षन् यजुर्यस्मादपाकषन् ।

सामानि यस्य लोमान्यथर्वाङ्गिरसो मुखं स्कम्भन्तं ब्रूहि कतमः स्विदेव सः ॥

جس پرماتما سے رگوید - یجروید - سام وید[1] اور اتھروید معرض ظہور میں آتے ہیں - وہ نورانی اور رحمٰن ذات کونسی ہے (اس سوال کا جواب) جو تمام کائنات کی پیدائش اور قیام کا موجب ہے - وہی پرماتما ہے - اتھروید ۱۰-۲۳-۴-۲۰

स्वयम्भूर्याथातथ्यतोऽर्थान् व्यदधाच्छाश्वतीभ्यः समाभ्यः ।। ॥

قائم بالذات محیط کل - پاک - قدیم غیر متشکل پرمیشور اپنی ازلی رعایا یعنی جملہ ارواح کی بہبودی کے لئے (وید کے ذریعہ) تمام علوم کی کماحقہ تلقین فرماتا ہے - یجروید ۴۰-۸

معترض - تم پرمیشور کو متشکل مانتے ہو یا غیر متشکل؟ مجیب - غیر متشکل -

الہام کرنے کیلئے پرمیشور کا متشکل ہونا ضروری نہیں

معترض جب وہ غیر متشکل ہے تو بغیر منہ کے وید کے حروف کا تلفظ کیسے کر سکتا ہے؟ کیونکہ حروف کے تلفظ کے لئے تالو وغیرہ مخارج اور زبان کی حرکت ضروری ہے مجیب - پرمیشور قادر کل بھی ہے محیط کل بھی - ارواح پر اس کا احاطہ ہے - اس لئے انہیں علوم وید کی تعلیم دینے کے لئے اسے منہ وغیرہ کی ضرورت نہیں ہوتی - منہ اور زبان سے حروف کا تلفظ دوسروں کو سنانے کے لئے کیا جاتا ہے - اپنے لئے نہیں متکلم کے اپنے دل میں مختلف امور کا خیال اور الفاظ کا تلفظ بغیر منہ اور زبان کے عمل کے ہوتا رہتا ہے - ذرا کانوں کو انگلیوں سے بند کر کے دیکھو اور سنو کس طرح بغیر منہ - زبان - تالو وغیرہ مخارج کے آوازیں سنائی دیتی ہیں - پرمیشور نے (انتریامی) مالک القلوب ہونے کی وجہ سے ارواح کو ان کے اندر سے تلقین فرمائی ہے - تلفظ کی ضرورت تو اپنے سے باہر کے شخص کو سمجھانے کے لئے ہوتی ہے - جب پرمیشور غیر متشکل اور محیط کل ہے - تو وید کے تمام علوم کی تلقین یعنی انکشاف اپنی قائم فی الروح ذات کے ذریعہ ارواح کے اندر سے کر دیتا ہے - اور اسی تلقین کو انسان اپنی زبان کے ذریعہ اوروں تک پہنچاتا ہے - پس پرمیشور کے الہام پر یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا -

وید کا ظہور کن پر ہوا

معترض - پرمیشور نے وید کا انکشاف کن کے باطن میں اور کب کیا؟

अग्नेर्वा ऋग्वेदो जायते वायोर्यजुर्वेदः सूर्यात्सामवेदः

[1] لفظی ترجمہ: "سام وید جس کے رونگٹوں کی مانند ہے - اور اتھروید کے ملہم جس کا منہ ہیں" سام وید کا مضمون (اُپاسنا) تقرب الٰہی ہے جس کا تعلق جذبات سے ہے - جذبات کا بدیہی اظہار رونگٹے کھڑے کرتے ہیں اور منہ تلقین کا ذریعہ ہے - وید کے یہ دونوں استعارے معنی خیز ہیں - (مترجم)

اِبتدائے[1] آفرینش میں پرماتما نے اگنی۔ وایو۔ آدتیہ (اور انگرہ) کے باطن میں ایک ایک وید (بالترتیب رگوید۔ یجر وید۔ سام وید اور اتھروید) کا انکشاف فرمایا۔ (شت پتھ ۱۱-۴-۲-۳)

معترض۔ اپنشد کا فرمان تو یہ ہے۔ यो वै ब्रह्माणं विदधाति पूर्वं यो व वेदांश्च प्रहिणोति तस्मै ॥

جو پہلے برہما کو پیدا کرتا اور اسے وید کا الہام فرماتا ہے۔ (شویتاشوتر اپنشد ۶-۱۸)

اپنشد کے اس قول کے مطابق وید کا الہام برہماجی کے قلب میں ہوا ہے۔ پھر آپ نے اگنی وغیرہ رشیوں کے باطن میں کیوں کہا؟

مجیب۔ برہما کے باطن میں وید اگنی وغیرہ کے ذریعہ متجلی کیا گیا۔ چنانچہ منوسمرتی میں مرقوم ہے

अग्निवायुरविभ्यस्तु त्रयं ब्रह्म सनातनम् ।
दुदोह यज्ञसिद्ध्यर्थमृग्यजुः सामलक्षणम् ॥

(پرماتما نے ابتدائے آفرینش میں انسانوں کو پیدا کر کے اگنی وغیرہ چاروں مہرشیوں کے ذریعہ برہما کو وید عنایت کئے۔ اور) برہما نے اگنی۔ وایو۔ آدتیہ[2] (اور انگرہ) سے بالترتیب رگوید۔ یجر وید۔ سام وید (اور اتھروید) حاصل کئے۔ منو ۱-۲۳

معترض۔ وید کا انکشاف ان چار اشخاص پر کیا۔ اوروں پر نہیں اس سے پرمیشور طرفدار ثابت ہوتا ہے۔

مجیب۔ تمام اروارح میں یہ چار اشخاص نہایت پاکیزہ باطن تھے۔ دیگر اشخاص ان کے ہمپایہ نہیں تھے اس لئے ان پاک

---

[1] چاروں ویدوں کے کلام الٰہی ہونے کی سند اتھروید ۱۰-۲۳-۴-۲۰ سے اوپر پیش کی جا چکی ہے (دیکھو صفحہ نمبر ۱۹۹) شت پتھ براہمن اور منوسمرتی کے اقوال کی توضیح وید کی اس سند کے مطابق کی گئی ہے۔ شت پتھ براہمن کے مصنف رشی یاگیہ ولکیہ نے چاروں ویدوں کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ کانڈ ۱۱۔ ادھیائے ۵ براہمن ۶ اور کنڈکا ۴ تا ۷ میں لکھتے ہیں۔

पयआहुतयो ह वाऽएता देवानां । यदृचः,
स य एवं विद्वानृचोऽहरहः स्वाध्यायमधीते ॥
आज्याहुतयो ह वाऽएता देवानां । यद्यजूंषि
स य एवं विद्वान् यजूंष्यहरहः स्वाध्यायमधीते ।
सोमाहुतयो ह वाऽएता देवानां । यत्सामानि,
स य एवं विद्वान्त्सामान्यहरहः स्वाध्यायमधीते ।
मेदआहुतयो ह वाऽएता देवानां । यदथर्वाङ्गिरसः,
स य एवं विद्वानथर्वाङ्गिरसोऽहरहः स्वाध्यायमधीते ।

यहاں اتھروید کو اس کے ملہم کے نام سے "اتھرو انگرس" کہا گیا ہے۔ منوسمرتی ۱۱-۳۳ میں अथर्वाङ्गिरसीः श्रुतीः - "اتھرو انگرسی شرتی" کو براہمن کی طاقت کہا گیا ہے۔ اتھروید کے مندرجہ بالا منتر میں بھی اسی وید کا ذکر اسی نام سے کیا گیا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ شت پتھ براہمن اور منوسمرتی کے مصنف کی نظر میں نہ فقط اتھروید ہی تھا۔ بلکہ اس کا یہ نام بھی جو وید اور اس کے ملہم دونوں کے نام پر مشتمل ہے۔ چاروں ویدوں کو مضامین کے اعتبار سے "وید تریی" یا "ودیا تریی" کہنے کا رواج ہے۔ کیونکہ ان میں گیان (علم) کرم (عمل) اور اپاسنا (عبادت) کا ذکر پایا جاتا ہے۔

[2] دیکھو فٹ نوٹ مذکورہ بالا۔

علوم کا انکشاف ان پر کیا گیا۔

ویدکی زبان

معترض۔ ویدوں کو کسی ملک کی زبان میں منکشف نہ فرماکر سنسکرت میں کیوں شرف ظہور بخشا؟ مجیب۔ اگر کسی (ایک) ملک کی زبان میں تجلی کرتا۔ تو ایشور طرفدار ہو جاتا۔ کیونکہ جس ملک کی زبان کو یہ شرف بخشا جاتا۔ وید کی درس و تدریس میں اس ملک کے لئے سہولت اور دیگر ممالک کے باشندوں کے لئے دشواری کا سامان ہوتا۔ اس لئے وید کا انکشاف سنسکرت میں ہوا۔ جو کسی خاص ملک کی زبان نہیں تھی۔ ویدکی زبان جو دیگر زبانوں کا سرچشمہ ہے اُسی میں کلام الٰہی کا انکشاف ہوا۔ جیسے پرمیشور کے بنائے ہوئے خاک وغیرہ (عناصر) کی پیدائش تمام ممالک اور ان کے باشندوں کے لئے یکساں ہے۔ اور یہی تمام انسانی صنعت و حرفت کا سرچشمہ ہے اسی طرح پرمیشور کے الہام کی زبان بھی ایسی ہونی لازم ہے جس کے سیکھنے اور سکھانے میں تمام ممالک کے لوگوں کو یکساں محنت کرنی پڑے پس پرمیشور پر کوئی رعایت کا الزام عائد نہیں ہوتا (جیسے اوپر کہا گیا ہے۔ وید کی زبان) تمام دیگر زبانوں کا مصدر و منبع ہے۔

کلام الٰہی کی خصوصیتیں

معترض۔ اس کا کیا ثبوت ہے۔ کہ وید پرمیشور کا کلام ہے کسی اور کا نہیں؟ مجیب۔ (اول) ایشور پاک علیم کل۔ پاکیزہ اوصاف پاکیزہ افعال۔ پاکیزہ عادات۔ اور عدل و رحم وغیرہ اوصاف سے متصف ہے جس کتاب کے بیانات ایشور کے ان اوصاف۔ افعال اور عادات کے مطابق ہوں۔ وہی کتاب کلام الٰہی ہو سکتی ہے دیگر کتب نہیں (دوم) جس کتاب میں سلسلۂ کائنات۔ (پرتیکش) مشاہدہ وغیرہ (پرمانوں) ذرائع یقین علمائے کامل (کے اخلاق و اقوال) اور اپنی بے لوث ضمیر کی شہادت کے خلاف تحریر نہ پائی جائے۔ وہی کتاب صحیفۂ رحمانی رہونے کی صلاحیت رکھتی) ہے (سوم) ایشور کا علم وہم اور خطا سے پاک ہے جس کتاب کے بیانات وہم اور خطا سے مبرا ہوں وہی کتاب صحیفۂ ربانی کہلانے کی اہل ہو سکتی ہے۔ (چہارم) جس کتاب میں ذات باری۔ قانون قدرت اور روح اور مادہ (ہیولیٰ) کی ماہیت کا صحیح صحیح بیان کیا گیا ہو۔ وہی صحیفۂ رحمانی (سمجھی جانے کی اہل) ہے۔ وید ہی ایک ایسا صحیفہ ہے جس کی تحاریر تو (پرتیکش) مشاہدہ وغیرہ (پرمانوں) ذرائع یقین اور نہ کسی پاکیزہ باطن بزرگ کی ضمیر کے برعکس ہیں۔ یہ مندرجہ بالا تمام شرائط کو پورا کرتی ہیں۔ برخلاف اس کے بائیبل اور قرآن وغیرہ دیگر کتب ایسی نہیں (جو اس معیار پر پوری اتر سکیں۔) اس بات کی مزید توضیح تیرھویں اور چودھویں باب میں بائیبل اور قرآن کے بیان میں کی جائے گی۔

الہام کی ضرورت

معترض۔ پرمیشور کی طرف سے وید کے الہام کی ضرورت نہیں کیونکہ انسان رفتہ رفتہ اپنے علم کی ترقی کرتے کرتے انجام کار کتب بھی خود بخود تصنیف کر سکتا ہے مجیب۔ ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ بغیر علت کے معلول کی پیدائش ناممکن ہے جنگلی لوگ سلسلۂ کائنات کو دیکھ کر بھی خود بخود ذی علم نہیں ہو جاتے۔ مگر جب انہیں کسی معلم سے مستفیض ہونے کا موقع مل جائے۔ تو علوم سے بہرہ یاب ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی زمانہ حال (کی کسی مہذب قوم) کا بھی کوئی فرد کسی سے تعلیم حاصل کئے بغیر ذی علم نہیں ہو جاتا۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ اگر ابتدائے آفرینش میں پرماتما رشیوں پر علوم وید کا انکشاف نہ فرماتا۔ اور وہ ان علوم کی

تلقین دیگر ابنائے جنس کو نہ کرتے۔ تو سب جاہل رہتے۔ مثال کے طور پر کسی نوزائیدہ بچے کو عالم تنہائی میں یا جنگلی حیوانات کی صحبت میں رکھ دیا جائے۔ تو جیسی اُس کی صحبت ہوگی۔ وُہ بھی ویسا ہی ہو جائے گا۔ اِس حقیقت کی ایک مثال بھیل قوم ہے۔ جب تک ملک آریہ ورت سے دیگر ممالک میں تعلیم کی اشاعت نہیں ہوئی تھی۔ تب تک مصر۔ یونان اور براعظم یورپ وغیرہ کے باشندوں میں علم معدوم تھا۔ اور ولایت کے کولمبس وغیرہ اشخاص جب تک امریکہ میں نہیں گئے تھے۔ تب تک وہاں کے لوگ بھی ہزاروں۔ لاکھوں۔ کروڑوں برسوں سے جاہل یعنی بے علم چلے آتے تھے لیکن تعلیم کے ملتے ہی ان تمام ممالک کے باشندے ذی علم ہو گئے ہیں۔ اسی طرح ابتدائے آفرینش میں ایشور سے تعلیم و تربیت حاصل کر کے انسان بتدریج ذی علم ہوتا گیا ہے۔

स पूर्वेषामपि गुरुः कालेनानवच्छेदात् ॥

{وُہ (اُستادِ اوّل) اگلے انسانوں کا بھی ہادی ہے۔ کیونکہ اس پر زمانے کی قید نہیں} یوگ درشن۔ سمادھی پاد سوتر ۲۶

جیسے زمانہ حال میں ہم معلموں سے تعلیم حاصل کر کے ہی علوم سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ ایسے ہی پرمیشور ابتدائے آفرینش میں پیدا ہونے والے اگنی وغیرہ رشیوں کا معلم یعنی تعلیم دینے والا ہے۔ ارواح تو عالم خواب اور پرلے میں علم سے خالی ہوتی ہیں۔ مگر پرمیشور نہیں۔ اس کا علم ازلی اور ابدی ہے۔ اور یہ بات بھی یقیناً صحیح سمجھنی چاہیئے۔ کہ کوئی معلول یعنی حادث شے بغیر علت کے پیدا نہیں ہو سکتی۔

وید کے معانی اور اس کی اشاعت

معترض۔ ویدوں کا ظہور سنسکرت میں ہوا۔ اور اگنی وغیرہ رشی سنسکرت زبان نہیں جانتے تھے پھر انہوں نے ویدوں کے مطالب کیسے سمجھے؟ مجیب۔ پرمیشور نے ان کے ذہن نشین کرائے اس کے بعد احکام الٰہی کے پابند مرتاض مہرشی جب جب جس جس منتر کے معانی جاننے کے خواہشمند ہو کر حالتِ مراقبہ میں پرمیشور کے حضور میں حاضر ہوئے تب تب اس جان جاں پرماتما نے مطلوبہ منتروں کے معانی ان پر منکشف فرمائے جب کثیر التعداد (رشیوں کے) قلوب پر منتروں کے معانی متجلی ہوئے۔ تو رشی منیوں نے وُہ معانی معہ رشی منیوں کے حالات کے کتب کی شکل میں قلمبند کئے۔ ان کتب کا نام براہمن یعنی برہم بمعنی وید کی تفسیر ہوا۔

ऋषयो मन्त्रदृष्टयः मन्त्रान्सम्प्रादुः ॥

رشیوں (یعنی منتروں کے معانی بذریعہ کشف دریافت کرنے والوں) نے منتروں کا علم عطا کیا۔ نرکت ۱-۲۰

جس جس منتر کے معانی کا کشف اوّل اوّل جس جس رشی کے باطن میں ہوا۔ یعنی جس سے پہلے کسی نے اس منتر کا مفہوم ظاہر نہیں کیا تھا۔ دوسرے لفظوں میں جس رشی نے اوّل اوّل جس منتر کی تعلیم اوروں کو دی۔ اس اس منتر کے ساتھ اب تک اس اس رشی کا نام بطور یادداشت درج ہے جو لوگ انہیں منتروں کا مصنف کہتے ہیں۔ ان کا یہ دعویٰ باطل سمجھنا چاہیئے۔ رشی تو منتروں کے معانی کی اشاعت کرنے والے ہوتے ہیں۔

وید چار سنہتاؤں کا نام ہے

معترض۔ وید کن کتب کا نام ہے؟ مجیب۔ رگوید یجروید سام وید اتھروید ان سنہتاؤں کا۔ دیگر کتب کا نہیں۔

معترض۔ کاتیاین وغیرہ کے مندرجہ ذیل (پرتگیا سوتروں) اقوال ادعیہ وغیرہ کے کیا معنی کرو گے؟

मन्त्रब्राह्मणयोर्वेदनामधेयम् ॥ منتر اور براہمن کا نام وید ہے

مجیب۔ دیکھو سنہتاؤں کے شروع میں اور پھر ادھیائے (باب) کے خاتمہ پر لفظ "وید" زمانہ قدیم سے لکھا چلا آتا ہے لیکن براہمن کے نہ شروع میں اور نہ کسی باب کے اختتام پر یہ نام تحریر ہے علاوہ ازیں نرکت میں (جہاں وید کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ وہاں) لکھا جاتا ہے "یہ نگم ہے"۔ (نگم کے معنی ہیں وید۔ اور جہاں براہمن کا حوالہ دیتے ہیں وہاں لکھتے ہیں)۔ "یہ براہمن ہے" مثلاً

इत्यपि निगमो भवति । इति[च]ब्राह्मणम् ॥

نرکت ۶-۷-۳۰-۱۲ (یہاں نگم وید کے لئے اور براہمن براہمن گرنتھ کے لئے استعمال ہوا ہے۔

छन्दोब्राह्मणानि च तद्विषयाणि ॥

✓ اشٹادھیائی ۴-۲-۶۶ کے اس حوالہ میں چھند اور براہمن دو مختلف الفاظ کا استعمال ہوا ہے جو بالترتیب وید اور براہمن کے الگ الگ نام ہیں۔

ان حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے۔ کہ وید منتر بھاگ کا نام ہے۔ اور براہمن اس کی گویا توضیح ہے جنہیں اس مضمون کی زیادہ وضاحت جاننا مطلوب ہو۔ وہ میری بنائی "رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا" کا مطالعہ کریں۔ اس کتاب میں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ دیگر متعدد حوالہ جات کے متضاد ہونے کی وجہ سے یہ قول کاتیاین کا نہیں ہو سکتا اگر براہمن کو وید تسلیم کر لیں۔ تو وید ازلی ثابت نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ براہمنوں میں کثیر التعداد رشیوں، مہرشیوں اور راجاؤں مہاراجاؤں کے سوانح حیات درج ہیں۔

ویدمیں تاریخی حالات نہیں

تاریخی حالات ہمیشہ اشخاص متذکرہ تاریخ کی پیدائش کے بعد لکھے جاتے ہیں۔ پس جس کتاب میں ایسے تاریخی حالات کا اندراج ہو۔ وہ ان اشخاص کی ولادت کے بعد کی ہی ہو سکتی ہے۔ ویدوں میں تاریخی حالات کا اندراج نہیں۔ بلکہ وہاں تو کسی خاص شخص کا نام یا ذکر بھی نہیں پایا جاتا۔ برخلاف اس کے (شروع سے آخر تک فقط) ایسے الفاظ کا استعمال ہوا ہے جن سے کسی علم کا انکشاف ہو۔

شاکھائیں یعنی ویدکی شرحیں

معترض۔ ویدوں کی کتنی شاکھائیں (شاخیں) ہیں؟

مجیب۔ گیارہ سو ستائیس معترض۔ شاکھا (شاخ) سے کیا مراد ہے؟ مجیب۔ شاکھا (شاخ) کے معنے ہیں تفسیر معترض۔ علماء کے نزدیک شاکھائیں (شاخیں) وید میں شامل اجزا کا نام ہے مجیب۔ ذرا فہم و فکر سے کام لو۔ تو بہتر ہو۔ تمام شاکھائیں (شاخیں) آشولائن وغیرہ رشیوں کے نام سے مشہور ہیں۔ حالانکہ منتر سنہتا خود ایشور کے ہی نام سے زبان زد خلائق ہے چاروں وید کلام الٰہی مانے جاتے ہیں۔ لیکن آشولائن وغیرہ کی تصنیف کردہ شاکھائیں اپنے اپنے مصنف کی تصنیف تسلیم کی جاتی ہیں علاوہ ازیں تمام شاکھاؤں میں منتروں کے ٹکڑوں کے حوالے دے دے کر ان کی تشریح کی گئی ہے مثلاً تیتریہ شاکھا میں یجروید کے پہلے منتر کے ابتدائی الفاظ" اِشے تو ورجے تو " کا اقتباس دے کر ان کی توضیح دی گئی ہے برخلاف اس کے منتر سنہتاؤں میں کسی دوسری کتاب کا اقتباس نہیں دیا گیا اس سے ثابت ہے کہ چاروں وید جو اصل ہیں وہ کلام الٰہی ہیں۔ اور آشولائن وغیرہ رشیوں کی جو شاخیں ہیں۔ وہ رشی منیوں کی تصانیف ہیں ایشور کی نہیں۔ جو اصحاب اس موضوع پر زیادہ تفصیل سے غور کرنا چاہیں۔ وہ "رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا" کا مطالعہ کریں۔ جیسے ماں باپ اپنی اولاد پر نظر عنایت فرما کر ان کی ترقی کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ ویسے ہی پرماتما نے تمام

بنی نوع انسان پر رحم فرما کر ویدوں کو شرف ظہور بخشا ہے۔ تاکہ انسان ظلمت جہل سے نکل کر دام اوہام سے نجات پائیں اور آفتاب علم و عرفان کے زیر دید رہ کر انتہائی راحت و مسرت سے بہرہ اندوز ہوں اور علم و راحت کی بیش بیش ترقی کرتے جائیں۔

وید ازلی اور ابدی ہے

معترض۔ وید دائمی ہیں یا عارضی؟ مجیب۔ دائمی۔ چونکہ پرمیشور خود ازلی و ابدی ہے۔ اس لئے اس کے علم وغیرہ اوصاف بھی ازلی ابدی ہیں۔ دائمی جواہر کے اوصاف۔ افعال اور عادات (تینوں چیزیں) دائمی ہوتی ہیں۔ اور عارضی جواہر کی عارضی۔

معترض۔ کیا یہ کتب دائمی (ازلی و ابدی) ہیں؟ مجیب۔ نہیں۔ کتب تو سیاہی اور کاغذ کی بنی ہوئی ہیں۔ یہ دائمی نہیں ہو سکتیں۔ دائمی تو الفاظ۔ ان کے معانی اور ان کا باہمی تعلق ہے۔

ویدوں کا تمام متن الہامی ہے

معترض۔ پرمیشور نے رشیوں کو علم عطا کیا ہوگا اور انہوں نے اس علم سے کتب تصنیف کر لی ہوں گی؟ مجیب۔ علم اخبرشی موضوع معلومہ کے نہیں ہو سکتا۔ گایتری وغیرہ اوزان شڈج وغیرہ سروں اور اداتت۔ ان اداتت وغیرہ آہنگوں کے پابندی کر ایسے منتروں کی ترکیب جن میں تمام علوم کا بیان ہے سوائے علیم کل پرمیشور کے کسی اور سے نہیں ہو سکتی۔ ہاں وید کے مطالعہ کے بعد رشیوں منیوں نے ویاکرن۔ نرکت۔ چھند وغیرہ علوم کی اشاعت کے لئے ان تمام علوم کی کتب تصنیف کی ہیں۔ اگر پرمیشور وید کو شرف ظہور نہ بخشتے۔ تو کوئی شخص کوئی دیگر (تصنیف و تالیف) نہ کر سکے۔ اس سے ثابت ہے کہ وید کلام الٰہی ہیں۔ تمام بنی نوع انسان کو ویدک احکام کے مطابق عمل پیرا ہونا چاہیئے اگر کوئی کسی سے پوچھے۔ کہ تمہارا مذہب کیا ہے؟ تو جواب دینا چاہیئے "وید" یعنی جو کچھ ویدوں میں تحریر ہے ہم اسی کو (کلام حق) تسلیم کرتے ہیں۔

یہ مختصر تحریر ایشور اور وید کے موضوع پر کی گئی ہے۔ آئندہ باب میں پیدائش عالم کا بیان کیا جائے گا۔

(تمام شد باب ہفتم درباره ایشور و وید۔ کتاب فصاحت انتساب ستیارتھ پرکاش مصنفہ شری سوامی دیانند سرستی)

باب ہشتم

عالم کی پیدائش۔ قیام اور فنا[1] کا بیان

इयं विसृष्टिर्यत आ बभूव यदि वा दधे यदि वा न ।
यो अस्याध्यक्षः परमे व्योमन्त्सो अङ्ग वेद यदि वा न वेद ॥१॥
तम आसीत्तमसा गूढमग्रेऽप्रकेतं सलिलं सर्वमा इदम् ।
तुच्छ्येनाभ्वपिहितं यदासीत्तपसस्तन्महिना जायतैकम् ॥३॥

[1] فنا ترجمہ پرلے کا ہے جس کے معنے ہیں تحلیل فی المادہ۔ آریہ عقائد کے مطابق مادی اشیاء فانی ہیں لیکن مادہ غیر فانی ہے تمام مادی اشیاء پرلے کی حالت میں تحلیل ہو کر مادہ کی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ ان کا عدم محض نہیں ہوتا۔ (مترجم)

اے انسان! جس (فاعل کے فعل) سے یہ گوناگوں کائنات نمودار ہوئی ہے۔ جو اسے قائم رکھتا اور فنا کرتا ہے جو اس کائنات کا مالک ہے جس محیط ذات کے احاطہ میں یہ تمام عالم پیدا ہوتا، قائم رہتا اور پھر تحلیل ہو کر ہیولیٰ (مادہ) کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ وہ جانِ جہاں پرماتما ہے تو اسے جانِ عالم اور کسی اور کو خالقِ عالم تسلیم مت کر۔ یہ تمام عالم آفرینش سے پیشتر ظلمت سے ڈھکا ہوا۔ گویا حالتِ شب میں غیر ممیز تھا تمام عالم خلا کی مانند اور نہایت حقیر تھا یعنی غیر محدود پرمیشور کے مقابلہ میں فقط مقامی حیثیت رکھتا تھا۔ محیط پرمیشور کا یہ مخاطب تھا۔ پیدا ان اس قدیر کامل نے اسے حالتِ علّت سے معلول کیا۔ ۲ (رگوید ۱۰—۱۲۹—۷، ۳)

हिरण्यगर्भः समवर्त्तताग्रे भूतस्य जातः पतिरेक आसीत् ।

स दाधार पृथिवीं द्यामुतेमां कस्मै देवाय हविषा विधेम ॥३॥

اے بنی نوع انسان! جو آفتاب وغیرہ تمام نورانی اجرام کا محلِ قیام ہے۔ اور جو گذشتہ، موجودہ اور آئندہ تمام کائنات کا واحد لاشریک مالک ہے وہ پرمیشور جہاں اس عالم کی پیدائش سے پیشتر موجود تھا اس نے خاک (کرۂ زمین) سے لیکر خورشید تک تمام موجودات کو خلق کیا ہے (آؤ) اس اور اعلیٰ نور جانِ جہاں کی نہایت خلوص سے عبادت کریں۔ (رگوید ۱۰—۱۲۱—۱)

पुरुष एवेदं सर्वं यद्भूतं यच्च भाव्यम् ।

उतामृतत्वस्येशानो यदन्नेनातिरोहति ॥४॥

اے انسانو! جو کامل ذات تمام عالم کی روحِ رواں ہے۔ جو غیر فانی مادہ اور ارواح کی مالک ہے۔ جو خاک وغیرہ غیر مدرک اشیاء اور مدرک روح سے الگ ہستی رکھتی ہے۔ وہی اکمل اور محیط ذات ماضی، حال اور مستقبل یعنی تینوں زمانوں کے عالم کی خالق ہے۔ یجروید ۳۱—۲

यतो वा इमानि भूतानि जायन्ते येन जातानि जीवन्ति

यत्प्रयन्त्यभिसंविशन्ति तद्विजिज्ञासस्व तद् ब्रह्म ॥५॥

جس جانِ جہاں کی صناعی سے یہ خاک وغیرہ عناصر پیدا ہوتے ہیں جس کے سایۂ ربوبیت میں تمام مخلوق زندہ ہے اور جس کے دامنِ قدرت میں تمام دنیا پھر حالتِ ہیولیٰ کی طرف عود کر جاتی ہے وہ ذات برہم (باری تعالیٰ) ہے۔ اسے جاننے کی خواہش کرو۔ (تیتریہ اُپنشد بھرگو ولی۔ انوواک ۱)

जन्माद्यस्य यतः । جس (فاعل کے فعل) سے اس عالم کی پیدائش، قیام اور فنا ہوتی ہے۔ وہی برہم (ذاتِ باری) جاننے کے قابل ہے۔ (شاریرک سوتر ۱—۱—۲)

معترض۔ یہ عالم پرمیشور سے پیدا ہوا ہے یا کسی اور چیز سے؟ **مجیب**۔ اس کی علّتِ فاعلی پرمیشور ہے لیکن علّتِ مادی ہیولیٰ (مادہ) ہے **معترض**۔ کیا ہیولیٰ پرمیشور نے پیدا نہیں کیا؟ **مجیب**۔ نہیں۔ وہ ازلی ہے۔

ازلی جواہر ثلاثہ

معترض۔ ازلی[1] کسے کہتے ہیں اور کتنی اشیاء ازلی ہیں؟ **مجیب**۔ (ازلی کے معنے ہیں غیر حادث) یہ تین اشیاء ازلی ہیں۔ پرمیشور، روح اور عالم کی علّتِ مادی۔

معترض۔ اس بات کی سند کیا ہے؟ **مجیب**:۔

[1] متن میں لفظ "آدی" ہے جس کے معنے ہیں مقدم۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چھاپہ کی غلطی سے "انادی" کی جگہ "آدی" چھپ گیا ہے کیونکہ کلام میں "انادی" موزوں تر ہے۔

द्वा सुपर्णा सयुजा सखाया समानं वृक्षं परिषस्वजाते ।
तयोरन्यः पिप्पलं स्वाद्वत्त्यनश्नन्नन्यो अभि चाकशीति ॥२॥

برہم (باری تعالیٰ) اور جیو (رُوح) ادراک اور بندبیت وغیرہ اوصاف کے اعتبار سے ہم وصف محیط اور محاط ہونے کے اعتبار سے ملے ہوئے اور ایک دوسرے کے قدیم اور ازلی محب اور محبوب ہیں وہ اپنے جیسے ازلی شجر کائنات (جس کی اصل ہیولیٰ یعنی مادہ ہے اور شاخیں تمام عالم معلول اور جو کثیف عالم موجودات کی حالت میں سے گذر کر نیست ہونے کی حالت میں منفصل یعنی ذرہ ذرہ میں تقسیم ہو جاتا ہے) پر مقیم ہیں۔ (یہ تینوں موجودات ازلی ہیں اور ان کے اوصاف۔ افعال۔ اور عادات بھی ازلی ہیں) برہم (خدا) اور جیو (رُوح) میں سے آخر الذکر یعنی رُوح اس شجر عالم پر (متمکن ہو کر) گناہ و ثواب کے ثمر سے کما حقہٗ بہرہ یاب ہوتی ہے۔ اور اوّل الذکر یعنی پرماتما افعال کے اثمار سے آزاد رہ کر چاروں طرف ظاہر و باطن میں جا بجا جلوہ افروز ہے (ارواح سے ایشور اور ایشور سے ارواح۔ اور ان دونوں سے ہیولیٰ (مادہ) کی ماہیت مختلف ہے لیکن یہ تینوں اشیا ازلی ہیں) رگوید ۱-۱۶۴-۲۰

शाश्वतीभ्यः समाभ्यः ॥　پرمیشور نے اپنی ازلی قدیم مخلوق یعنی ارواح کے لئے وید کے ذریعہ تمام علوم کا انکشاف کیا ہے　(یجروید ۴۰-۸)

مندرجہ ذیل قول اپنشد کا ہے:-

अजामेकां लोहितशुक्लकृष्णां बह्वीः प्रजाः सृजमानां स्वरूपाः ।
अजो ह्येको जुषमाणोऽनुशेते जहात्येनां भुक्तभोगामजोऽन्यः ॥

ہیولیٰ (مادہ) رُوح اور پرماتما یہ تینوں غیر حادث ہیں۔ یہ تینوں کبھی پیدا نہیں ہوتے۔ ان کا آغاز کبھی نہیں ہوتا۔ دوسرے لفظوں میں یہ تینوں کائنات کے اسباب یعنی علتیں ہیں۔ لیکن ان کی اپنی کوئی علت نہیں۔ قدیم رُوح قدیم ہیولیٰ (مادہ) سے بہرہ اندوز ہو کر اس میں پھنس جاتی ہے۔ برخلاف اس کے پرماتما نہ اس سے بہرہ اندوز ہوتا ہے اور نہ اس میں مقید ہوتا ہے۔　(شوتیاشوتر اپنشد -۴-۵)

ایشور اور رُوح کی تعریف ایشور کے بیان میں کی جا چکی ہے۔ اب ہیولیٰ یعنی مادہ کی تعریف (اور اس سے معلول سلسلۂ کائنات) رقم کرتے ہیں۔

सत्त्वरजस्तमसां साम्यावस्था प्रकृतिः प्रकृतेर्महान् महतोऽहङ्कारो-ऽहङ्कारात् पञ्चतन्मात्राण्युभयमिन्द्रियं पञ्चतन्मात्रेभ्यः स्थूलभूतानि पुरुष इति पञ्चविंशतिर्गणः ।

ستو (نورانیت) رج (حرکت) تم (تاریکی) ان تینوں کے توازن (سے متصف جوہر) کا نام پرکرتی (ہیولیٰ) ہے اس سے مہت تتو یعنی بدھی (آلۂ تعقل) بدھی سے اہنکار (آلۂ انانیت) اہنکار سے پانچ تن ماترا (عناصر لطیفہ) اور دس اندریاں (یعنی احساس اور عمل کے لطیف ذرائع) اور گیارھواں من (آلۂ تخیل) پانچ عناصر لطیفہ سے پانچ عناصر کثیفہ۔ یہ تمام مل کر چوبیس اشیا ہوئیں۔ ان کے علاوہ پچیسواں پُرش ہے جو رُوح اور پرمیشور دونوں پر مشتمل ہے۔ ان میں سے پرکرتی (ہیولیٰ) غیر معلول ہے۔ اور مہت تتو (آلۂ تعقل) اہنکار (آلۂ انانیت) اور پانچ عناصر لطیفہ اپنی اپنی علت کے معلول اور دس اندریاں

(احساس اور عمل کے لطیف ذرائع) من (آلۂ خیال) اور عناصر کثیفہ کی علت ہیں۔ پرش یعنی پرمیشور اور روح نہ خود کسی کی علتِ مادی ہیں۔ اور نہ کسی دیگر علت سے معلول ہوتے ہیں۔ (سانکھیہ ۱-۶۱)

معترض۔ (لیکن اُپنشدوں کے مندرجہ ذیل اقوال تو اس کے خلاف ہیں:-)

सदेव सोम्येदमग्र आसीत् ॥ १ ॥

اے (برخوردار) شویت کیتو! یہ عالم آفرینش سے پیشتر موجود تھا۔ (چھاندوگیہ ۶-۲)

असद्वा इदमग्र आसीत् ॥ २ ॥ १ ॥

(یہ عالم آفرینش سے پیشتر) نیستی کی حالت میں (تھا)۔ (تیتریہ اپنشد۔ برہمانند ولی۔ انوواک ۷)

आत्मा वा इदमग्र आसीत् ॥ ३ ॥

(پہلے یہ عالم آتما ہی تھا) (برہدارنیک اپنشد ۱-۴-۱)

ब्रह्म वा इदमग्र आसीत् ॥ ४ ॥

(پہلے یہ عالم) برہم کی شکل میں تھا۔ (شت پتھ براہمن ۱۱-۱-۱۱-۱)

اس کے بعد तदैक्षत बहुः स्यां प्रजायेयेति ॥ १ ॥

सोऽकामयत बहुः स्यां प्रजायेयेति ॥ २ ॥

(اس نے خواہش کی۔ کہ میں بہت ہو جاؤں۔ پیدا ہوں۔ اس نے ارادہ کیا۔ میں بہت ہو جاؤں۔ پیدا ہوں۔ تیتریہ اپنشد۔ برہمانند ولی۔ انوواک ۶۔ یعنی) وہی پرماتما اپنی خواہش سے (وحدت کی حالت کو ترک کر کے کثرت کی حالت میں آ گیا ہے۔ مندرجہ ذیل قول بھی اُپنشد کا ہے:-

सर्वं खल्विदं ब्रह्म नेह नानास्ति किञ्चन ।

یہ تمام عالم کائنات یقیناً برہم ہے۔ اس میں دیگر باہم مختلف اشیاء بالکل ندارد ہیں۔ (برخلاف اس کے تمام برہم ہی کی صورتیں ہیں)

مجیب۔ کیوں ان اقوال کے معنی کا خون کرتے ہو؟ کیونکہ انہی اپنشدوں میں لکھا ہے:-

एवमेव खलु सोम्यान्नेन शुङ्गेनापो मूलमन्विच्छाद्भिस्सोम्य शुङ्गेन तेजोमूलमन्विच्छ । तेजसा सोम्य शुङ्गेन सन्मूलमन्विच्छ सन्मूलाः सोम्येमाः सर्वाः प्रजाः सदायतनाः सत्प्रतिष्ठाः

اے (برخوردار) شویت کیتو! معلول خاک سے جو اخذ (غذا) کا ماخذ ہے۔ اس کی علت یعنی آب کو دریافت کر۔ معلول آب سے اس کی علت آتش تک پہنچ۔ معلول آتش سے حقیقۃً ہست ازلی علت مادہ تک پہنچ۔ یہی حقیقۃً ہست مادہ اس عالم کا ابتدائی مخزن اور جائے قیام ہے۔ (چھاندوگیہ اپنشد ۶-۸-۴)

تمہارے پیش کردہ حوالہ جات کے معنے یہ ہیں:-

یہ (معلول) عالم آفرینش سے پیشتر گویا نیستی کی حالت میں تھا۔ (تیتریہ اُپنشد)

(یعنی اس کا عدم محض نہیں تھا۔ بلکہ) روح تھی (برہدارنیک اُپنشد)

برہم یعنی خدا تھا۔ (شت پتھ براہمن)۔ اور یہ عالم مادی ہیولیٰ یعنی مادہ میں تحلیل ہو کر موجود تھا (چھاندوگیہ)

اور بعض آپ چھاندوگیہ اُپنشد - برہمانند ولی - انوواک ۹ کے نام سے حوالہ دیا ہے اس پر یہ کہاوت صادق آتی ہے "کہیں کی اینٹ - کہیں کا روڑا بھان متی نے کنبہ جوڑا" کیونکہ اس حوالہ کا پہلا حصہ چھاندوگیہ اُپنشد ۱۴-۳-۱ سے لیا گیا ہے جس کی عبارت یہ ہے सर्वं खल्विदं ब्रह्म तज्जलानिति शान्त उपासीत ॥ اور آخری حصہ کٹھ اُپنشد ۲-۴-۱۱ سے ماخوذ ہے اس کی عبارت یہ ہے:- नेह नानास्ति किंचन ॥

جیسے اعضا جب تک جسم میں رہتے ہیں۔ تب تک تو کام دیتے ہیں۔ لیکن جسم سے جدا ہوتے ہی بیکار ہو جاتے ہیں ایسے ہی کوئی عبارت سلسلۂ کلام کے ساتھ مربوط ہو کر بامعنی اور سلسلہ سے غیر مربوط اور کسی دوسری عبارت کے ساتھ ملحق ہو کر بے معنی ہو جاتی ہے۔ سنو۔ ان اقتباسات کے معنے یہ ہیں:-

اے روح! تو اس برہم (ذات باری) کے حضور میں حاضر رہ۔ جو عالم کی پیدائش۔ قیام یعنی زیست اور فنا یعنی تحلیل کا موجب ہے جس کے خلق اور قیام سے یہ کائنات عالم وجود میں آئی ہے۔ وہ ذات اس عالم کے ساتھ موجود ہے۔ اس سے منحرف ہو کر کسی اور کی عبادت مت کرنا۔ (چھاندوگیہ اُپنشد ۳-۱۴-۱)

وہ ملک محض غیر منقسم غیر متغیر سب اللہ برہم ذات مختلف اشیاء سے مرکب نہیں ہوتی بلکہ اس کے تمام اشیاء اپنی اپنی جدا جدا ماہیت کے ساتھ پرمیشور کے سہارے قائم ہیں۔ (کٹھ اُپنشد ۲-۴-۱۱)

علل ثلاثہ

معترض - عالم موجودات کی علتیں کتنی ہیں؟ **مجیب** - تین۔ ایک (نمت کارن) علت فاعلی مع اسباب فاعلیت۔ دوسری (اُپادان کارن) علت مادی۔ تیسری (سادھارن کارن) علت عامہ۔ (۱) علت فاعلی وہ ہے جس کے فعل سے معلول معرض وجود میں آئے۔ اور بغیر فعل کے نہ آئے۔ جو خود معلول نہ ہو مگر دیگر اشیاء کی ہیئت بدل دے (۲) علت مادی وہ ہے جس کے بغیر معلول معرض وجود میں نہ آ سکے۔ بلکہ وہ خود ہیئت بدل کر معلول کی صورت اختیار کرے اور پھر اسے ترک کر کے اپنی اصلی حالت کی طرف عود بھی کر جائے۔ (۳) علت عامہ وہ ہے۔ جو معلولات کی ترکیب میں آلۂ عام یعنی مشترکہ مطلب کا کام دے۔ علت فاعلی دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک تو تمام مخلوقات کو حالت علت سے معلول کرنے۔ قائم رکھنے اور پھر تحلیل کر کے صورت علت میں تبدیل کر دینے اور تمام عالم کو انضباط میں رکھنے والا پرماتما اعلیٰ علت فاعلی ہے۔ دوم پرمیشور کی کائنات میں سے معلول اشیاء کو لے کر انہیں مختلف اشکال میں معلول در معلول کرنے والی ارواح ادنیٰ علت فاعلی ہیں۔ علت مادی ہیولیٰ یا ذرات ہیں جنہیں تمام عالم کا مادہ کہا جاتا ہے غیر مدرک ہونے کی وجہ سے یہ علت نہ اپنے آپ معلول ہو سکتی ہے اور نہ پھر خود بخود حالت علت کی طرف عود کر سکتی ہے۔ بلکہ کسی کے معلول کرنے سے معلول ہوتی اور حالت علت کی طرف عود کرانے سے پھر اپنی اصلی صورت علت اختیار کرتی ہے۔ کہیں کہیں غیر مدرک اشیاء کے زیر اثر بن بھی جاتی ہیں اور بگڑ بھی۔ جیسے پرمیشور کے خلق کئے ہوئے بیج زمین میں گر کر پانی مل جانے سے اشجار کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ اور غیر مدرک اشیاء مثلاً آگ وغیرہ کے لگ جانے سے نیست و نابود بھی ہو جاتے ہیں۔ لیکن ان کا باقاعدہ ترکیب پانا اور منفصل ہونا ایشور کے اور روح کے (افعال بالارادہ کے) ماتحت ہے۔ جب کوئی چیز بنائی جاتی ہے۔ (یعنی معلول صورت اختیار کرتی ہے۔ تو جن جن وسائل مثلاً علم۔ مشاہدہ۔ قوت ہاتھ اور دیگر گوناگوں ذرائع و آلات) کا استعمال علت فاعلی کرتی ہے۔ وہ علت فاعلی کے خاص آلات) اور

ا؎ اگلے صفحہ پر دیکھیں

سمت۔ زماں۔ اور خلا عام اسباب یعنی علتِ عامہ ہیں۔ مثال کے طور پر گھڑے کو بنانے والا کمہار علتِ فاعلی۔ مٹی علتِ مادی اور چک۔ ڈنڈا۔ آنکھ۔ ہاتھ۔ علم اور فعل وغیرہ علتِ فاعلی کے آلات خاص۔ اور سمت۔ زماں۔ خلا اور روشنی وغیرہ اسباب عام یعنی علتِ عامہ ہیں۔ ان تینوں علتوں کے بغیر کوئی چیز نہ صورتِ معلول میں آسکتی ہے۔ اور نہ پھر حالتِ علت کی طرف عود کر سکتی ہے۔

نوین ویدانتیوں کے عقیدۂ ہمہ اوست کی تردید

معترض۔ نوین (عہد جدید کے) ویدانتی فقط پرمیشور کو عالم کی واحد علت یعنی علتِ فاعلی ہی اور علتِ مادی بھی مانتے ہیں۔ اس میں اپنشد کا مندرجہ ذیل قول سند ہے۔

यथोर्णनाभिः सृजते गृह्णते च ॥ جیسے مکڑی باہر سے کوئی چیز نہیں لیتی بلکہ اپنے اندر سے ہی تانتین نکال کر جالا تنتی اور اپنے آپ اس میں کھیلتی ہے۔ ایسے ہی برہم (باری تعالیٰ) اپنے میں سے عالم کو خلق کر تا یعنی خود عالم موجودات کی صورت اختیار کر کے اس میں کھیل کر رہا ہے۔ (منڈک اپنشد ۱-۱-۷)

برہم (باری تعالیٰ) نے یہ خواہش یعنی ارادہ کر کے کہ میں کثرت کی حالت یعنی عالم موجودات کی صورت اختیار کروں۔ فقط ارادے سے ہی عالم کی صورت اختیار کر لی۔ مندرجہ ذیل کاریکا ویدانت درشن پر گوڑ پاد آچاریہ کی تصنیف ہے۔

आदावन्ते च यन्नास्ति वर्त्तमानेऽपि तत्तथा ॥ ।

جو نہ شروع میں ہو اور نہ آخیر میں رہے وہ زمانۂ حال میں بھی نہیں ہے۔ مانڈوکیہ اپنشد کاریکا اشلوک ۳۱

ابتدائے آفرینش میں عالم نہیں تھا۔ فقط برہم (باری تعالیٰ) تھا۔ پرلے (فنا) ہو چکنے پر بھی عالم نہیں رہے گا۔ تب بھی فقط برہم رہے گا۔ پس زمانہ حال میں بھی اس عالم کو برہم (باری تعالیٰ) ہی کیوں نہ تسلیم کیا جائے؟ مجیب اگر تمہارے قول کے مطابق عالم کی علتِ مادی برہم (باری تعالیٰ) ہو۔ تو برہم (باری تعالیٰ) متغیر ہو جائے گا یعنی وہ ایک حالت سے دوسری حالت میں آتا جاتا رہے گا۔ اور معلول ہو گا۔ اس کے علاوہ علتِ مادی کے اوصاف۔ افعال۔ اور عادات معلول میں بھی پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ ویشیشک درشن ۲-۱-۲۴ میں کہا ہے۔

कारणगुणपूर्वकः कार्य्यगुणो दृष्टः । معلول کے اوصاف علت کے اوصاف کے مطابق ہوتے ہیں۔

برہم (باری تعالیٰ) بالذات ست۔ چِت۔ مدرک۔ اور مسرور ہے لیکن عالم حالتِ معلول میں ست یا لا واسطہ غیر مدرک اور غیر مسرور ہے۔ برہم (باری تعالیٰ) پیدا نہیں ہوتا۔ اور عالم پیدا شدہ ہے۔ برہم (باری تعالیٰ) غیر محسوس

(پچھلے صفحہ سے) رشی دیانند نے یہاں دو اصطلاحیں استعمال کی ہیں۔ ایک سادھارن نمت اور دوسری نمت کارن۔ نیائے درشن کی اصطلاح میں نمت کارن کی طرح ہوتے ہیں۔ مثلاً کرتا (فاعل) کرن (آلۂ فعل) ادھی کرن (مقام فعل) وغیرہ۔ رشی دیانند کرتا یعنی فاعل کو نمت کارن کہہ کر دیگر نمت کارنوں میں سے ایسی اشیاء جو خاص فاعلوں اور خاص معلولوں کے لئے مخصوص ہیں۔ مثلاً کمہار کے لئے چک۔ ڈنڈا۔ ہاتھ وغیرہ کو نمت کارن کا جزو مان کر نمت کارن میں ہی شامل کر لیتے ہیں۔ اور جو تمام فاعلوں اور معلولوں کے لئے عام ہیں۔ مثلاً سمت۔ زماں۔ خلا وغیرہ۔ انہیں نمت سادھارن یعنی عام اسباب یا علتِ عامہ کے نام سے نامزد کرتے ہیں۔ ان اسباب کی مثالیں دو دفعہ دی گئی ہیں۔ پہلی تمثیل کے موقعہ پر ان اسباب کی ترتیب میں اس تقسیم کا خیال رکھا گیا معلوم ہوتا ہے لیکن دوسری تمثیل میں ہر دو اقسام کے اسباب مخلوط طور پر ہی لکھ دئے گئے ہیں۔ اور پھر انہیں مخلوط طور پر ہی نمت سادھارن اور نمت کارن کہہ دیا گیا ہے۔ ترجمہ میں پہلی ترتیب کو ملحوظ رکھ کر دوسری تمثیل بھی پہلی ترتیب کے مطابق کر دی گئی ہے۔ اور ناظرین کی مزید سہولت کے لئے اسباب کی ہر دو اقسام ایک دوسرے سے الگ الگ کر دی گئی ہیں۔ (مترجم)

اور عالم محسوس ہے۔ تو برہم (باری تعالیٰ) غیر منقسم اور عالم منقسم ہے۔ اگر خاک وغیرہ معلولات برہم (باری تعالیٰ) سے پیدا ہوں۔ تو خاک وغیرہ معلولات کی عدم ادراک وغیرہ صفات برہم (باری تعالیٰ) میں بھی پائی جائیں یعنی جیسے خاک وغیرہ غیر مدرک ہیں۔ ایسے ہی برہم (باری تعالیٰ) بھی غیر مدرک ہو یا جیسے پرمیشور مدرک ہے ایسے ہی خاک وغیرہ معلولات بھی مدرک ہونے چاہئیں۔ اور جو تم نے مکڑی کی مثال دی ہے۔ وہ تمہارے دعوے کی تائید نہیں بلکہ تردید کرتی ہے۔ کیونکہ مکڑی کا غیر مدرک جسم تانتوں کی علت مادی اور اس کی روح علت فاعلی ہے اور یہ پرمیشور کی عجیب و غریب صناعی کا کرشمہ ہے۔ کیونکہ دیگر حیوانات کی روح اپنے جسم سے تانتیں نہیں نکال سکتی۔ محیط پرمیشور بھی اسی طرح اپنی محاط علت مادی یعنی ہیولیٰ یا ذرات سے عالم محسوسات کو خلق کر کے یعنی کثیف حالت میں لا کر خود اس میں سمایا ہوا ہے۔ اور محیط شاہد بن کر سراپا محو سرور ہے۔ اور جو تم نے پرماتما کے ارادہ کا ذکر کیا۔ اس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ پرماتما نے ارادہ یعنی تصور خیال اور خواہش کی۔ کہ میں عالم کو خلق کر کے (اپنے اوصاف کی) جلوہ آرائی کروں جب دنیا پیدا ہوتی ہے۔ تب ارواح کے خیال علم۔ فکر۔ تلقین اور سماعت میں پرمیشور کی جلوہ گری ہوتی ہے۔ اور وہ تمام کثیف اشیاء کے ساتھ ساتھ موجود ہوتا ہے۔ برخلاف اس کے جب پرلے ہوتی ہے۔ (یعنی جب عالم تحلیل ہو کر علت کی حالت میں چلا جاتا ہے) تب سوائے پرمیشور اور نجات یافتہ ارواح کے کسی کو اس کا علم نہیں ہوتا۔ رہی کارِ کا سو وہ جہالت پرمبنی اور گمراہ کن ہے۔ کیونکہ آفرینش سے پیشتر یعنی پرلے (تحلیل فی المادہ) کی حالت میں عالم حاضر یعنی ظاہر نہیں تھا۔ اور پھر دنیا کے خاتمہ پر یعنی دوسری پرلے کے شروع میں جب تک پھر آفرینش نہ ہو۔ لطیف حالت علت کی طرف عود کر کے دوبارہ غائب ہو جائے گا چنانچہ رگوید میں ارشاد ہوا ہے:۔

तम आसीत्तमसा गूढमग्रे ॥ १ ॥

یہ تمام عالم آفرینش سے پیشتر پرلے کی حالت میں پردۂ ظلمت میں تھا۔ (رگوید ۱۰ - ۱۲۹ - ۳)

اور پرلے شروع ہونے کے بعد بھی یہی حالت ہو جاتی ہے۔ (مثلاً منو نے کہا ہے) :۔

आसीदिदं तमोभूतमप्रज्ञातमलक्षणम् ।

अप्रतर्क्यमविज्ञेयं प्रसुप्तमिव सर्वतः ॥ २ ॥

اس وقت (یہ دنیا عالم تاریکی میں تھی) نہ کسی کے جاننے۔ بحث کا موضوع بننے اور نہ علامات ظاہرہ سے آلۂ حواس کے ذریعہ حیطۂ احساس میں لانے کے قابل تھی۔ (ہر طرف گویا نیند ہی نیند طاری تھی)۔ منو ۱ - ۵

یہی حالت آئندہ پرلے میں ہو گی۔ اس عالم موجودات میں محسوس بننے یعنی علامات ظاہرہ کے ذریعہ حیطۂ احساس میں آنے اور کماحقہ ادراک کا مرجع بننے کی صلاحیت صرف زمانہ حال (یعنی حالت حلول) میں ہوتی ہے کارکا ندکور کے مصنف نے جو زمانہ حال میں بھی عالم کا عدم تحریر کیا ہے۔ اس کی کوئی سند نہیں۔ کیونکہ جو چیز (پرماتما) ذرائع یقین کے ذریعہ صاحب یقین کے علم الیقین میں آتی اور اسے حاصل ہو جاتی ہے اسے اس کے برعکس (یعنی نفیست) نہیں کہا جا سکتا۔

تخلیق عالم کی غرض و غایت

معترض۔ دنیا کے پیدا کرنے سے پرمیشور کا کیا مدعا ہے؟ مجیب نہ پیدا کرنے کا کیا مدعا ہو سکتا ہے؟ معترض پیدا نہ کرتا

تو جہاں خود عالم سرور میں رہتا۔ وہاں ارواح کو بھی رنج و راحت نہ ہوتا۔ مجیب۔ یہ باتیں کاہل۔ بے استعداد لوگوں کی ہیں۔ محنت پسندوں کی نہیں۔ (بھلا) پرلے کی حالت میں ارواح کو کیا رنج و راحت (ہو سکتی) ہے؟ اور اگر عالم موجودات کے رنج و راحت کا موازنہ کیا جائے۔ تو (رنج کی نسبت) راحت کئی گنا زیادہ ہے علاوہ ازیں اکثر پاکیزہ باطن اشخاص ذرائع نجات کے استعمال سے سرور نجات سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ پرلے کی حالت میں ارواح ایسی ہی بیکار پڑی رہتی ہیں جیسی گہری نیند میں۔ (اگر عالم کی خلقت نہ کی جاتی۔ تو) ایشور پرلے سے پیشتر یعنی سابقہ عالم موجودات کے گناہ و ثواب کا اثر ارواح کو کیسے دے سکتا؟ اور وہ اپنے اعمال کی سزا و جزا کیونکر پا سکتیں؟ اگر کوئی تم سے پوچھے آنکھ کے وجود کا کیا مقصد ہے؟ تو تم یہی جواب دو گے کہ دیکھنا۔ اسی طرح ایشور میں جو خلق کرنے کا علم۔ قدرت اور فعل (کی عادت) ہے۔ اس کا مقصد سوائے تخلیق عالم کے اور کیا ہو سکتا ہے؟ اس کے علاوہ تم بھی کوئی اور مقصد نہیں بتا سکو گے۔ ایشور کے دیگر اوصاف مثلاً عدل۔ قوام۔ رحم وغیرہ بھی تبھی کارآمد ہو سکتے ہیں جب عالم کو خلق کیا جائے۔ پرمیشور کی لاانتہا قدرت کا استعمال دنیا کو پیدا کرنے۔ قائم رکھنے اور پھر تحلیل کر کے حالتِ علت میں تبدیل کرنے اور ان تمام کاموں کا باقاعدہ انضباط کرنے سے ہوتا ہے۔ جیسے آنکھ کا طبعی خاصہ دیکھنا ہے۔ اسی طرح پرمیشور کا ذاتی خاصہ دنیا کو پیدا کرنا' اور ارواح کو لاتعداد اشیاء عنایت کر کے سب کا بھلا کرنا ہے۔ معترض۔ پہلے بیج ہوتا ہے یا درخت؟ مجیب۔ بیج۔ کیونکہ مقصد سبب۔ وجہ۔ مادہ اور علت وغیرہ الفاظ مترادف ہیں۔ چونکہ بیج علت کو کہتے ہیں اس لئے وہ معلول سے پہلے ہوتا ہے۔

قدیرِ کُل کا صحیح مفہوم

معترض۔ جب پرمیشور قدیرِ کُل ہے۔ تو وہ مادہ اور روح کو بھی خلق کر سکتا ہے۔ اگر ایسا نہیں کر سکتا۔ تو وہ قدیرِ کُل بھی نہیں رہ سکتا۔ مجیب۔ قدیرِ کُل کے معنے اس سے پیشتر لکھے جا چکے ہیں۔ (آپ کے مذہب میں) کیا قدیرِ کُل وہی کہلا سکتا ہے۔ جو غیر ممکن کو بھی ممکن کر سکے؟ اگر ایشور کے لئے ناممکن بات مثلاً بغیر علت کے معلول کی پیدائش بھی ممکن ہے۔ تو کیا ایشور بغیر علت کے دوسرا پرمیشور بھی پیدا کر سکتا ہے؟ خود مر سکتا ہے؟ غیر مدرک غمزدہ۔ ظالم۔ ناپاک اور بد کردار وغیرہ صفات سے بھی متصف ہو سکتا ہے یا نہیں؟ مثلاً آتش کی حرارت۔ آب کی برودت اور خاک کے عدم ادراک وغیرہ فطری خواص کو ایشور بھی تبدیل نہیں کر سکتا۔ ایشور کے قوانین اٹل اور کامل ہیں وہ ان میں تغیر و تبدل نہیں کر سکتا۔ پس قدیرِ کُل کے معنے یہی ہیں۔ کہ پرمیشور اپنے تمام کام بغیر کسی دوسرے کی مدد کے کر سکتا ہے۔

پرمیشور غیر مجسّم ہے

معترض۔ پرمیشور متشکل ہے یا غیر متشکل؟ اگر غیر متشکل (غیر مجسم) ہے تو بغیر ہاتھ وغیرہ آلات کے عالم کو خلق نہ کر سکے گا۔ برخلاف اس کے اگر متشکل (مجسم) ہے۔ تو اعتراض کی گنجائش نہیں۔ مجیب۔ ایشور غیر متشکل ہے۔ جو متشکل یعنی قالب کی قید میں ہو وہ ایشور نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کی قدرت محدود ہو گی۔ اور وہ زماں اور مکاں کی بندش میں ہو گا۔ اور پھر (مجسم ہونے کی وجہ سے) بھوک۔ پیاس۔ تجزیہ تقسیم۔ سردی۔ گرمی۔ بخار۔ درد وغیرہ میں بھی مبتلا ہو گا۔ اس پر روح کے اوصاف صادق آئیں گے۔ ایشور کے نہیں۔ علاوہ ازیں جیسے ہم تم متشکل یعنی مجسم ہونے کی وجہ سے

تمسرینو۔ اگو پرمانو اور مادہ کو اپنے حیطۂ قدرت میں نہیں لا سکتے۔ ویسے ہی اجیم یعنی (کثیف جسم میں مقید پرمیشور بھی ان لطیف اشیاء سے کثیف عالم کو پیدا نہیں کر سکے گا۔ پرمیشور مادی اعضاء مثلاً ہاتھ۔ پاؤں وغیرہ سے آزاد ہے۔ مگر اُس کی قدرت۔ طاقت اور ہمت و قوتِ فعل لاانتہا ہے۔ ان کے ذریعہ پرمیشور وہ کام کر لیتا ہے جو روح اور مادہ سے کبھی سرانجام نہیں پا سکتے چونکہ وہ مادے سے بھی لطیف تر اور ان (تمسرینو۔ اگو اور پرمانو وغیرہ) میں سمایا ہوا ہے اس لئے انہیں اپنے دستِ قدرت میں لے کر عالم موجودات کی صورت میں لے آتا ہے۔ معترض جیسے انسان وغیرہ کے ماں باپ متشکل (مجسم) ہوتے ہیں۔ اور اس لئے ان کی اولاد بھی متشکل (مجسم) ہوتی ہے۔ اور اگر ماں باپ غیر متشکل (غیر مجسم) ہوتے۔ تو اولاد بھی غیر متشکل (غیر مجسم) ہوتی۔ اسی طرح اگر پرمیشور غیر متشکل ہو۔ تو اس کا خلق کیا ہوا عالم بھی غیر متشکل ہونا چاہیئے مجیب تمہارا یہ اعتراض طفلانہ ہے۔ کیونکہ ہم ابھی کہہ چکے ہیں کہ پرمیشور عالم کی علتِ مادی نہیں علتِ فاعلی ہے۔ اور جو شے کثیف صورت اختیار کرتی ہے۔ وہ علتِ مادی ہیولیٰ یا ذرات ہیں۔ جو غیر متشکل مطلق (یعنی لطیفِ مطلق) نہیں۔ بلکہ پرمیشور سے کم لطیف اور اپنے معلولات کی نسبت لطیف تر ہیں۔

عدم سے وجود کا ہونا ناممکن ہے

معترض۔ کیا پرمیشور بغیر علت کے معلول پیدا نہیں کر سکتا؟ مجیب۔ نہیں۔ کیونکہ جس کا عدم (محض) ہے یعنی جس کا وجود ہے ہی نہیں۔ اس کا معرضِ وجود میں آنا قطعاً ناممکن ہے۔ مثلاً کوئی گپ ہانکے۔ کہ میں نے بانجھ عورت کے لڑکے اور لڑکی کی شادی ہوتے دیکھی۔ وہ دونوں انسان کے سینگ کی کمان اٹھائے ہوئے اور گل خلا کی مالا سے آراستہ تھے۔ سراب میں غسل کرتے اور شہر جنات میں رہتے تھے۔ وہاں بغیر ابر کے بارش اور بغیر زمین کے تمام قسم کے اناج کی پیداوار وغیرہ ہوتی تھی۔ علت کے بغیر معلول کا خلق کرنا بھی ایسے ہی ناممکنات میں سے ہے۔ یا جیسے کوئی کہے۔ کہ میرے ماں باپ نہیں تھے۔ میں یونہی پیدا ہو گیا۔ میرے منہ میں زبان نہیں ہے۔ لیکن میں بولتا ہوں بل میں سانپ تھا نہیں مگر نکل آیا۔ نہ میں کہیں تھا نہ یہ لوگ کہیں تھے مگر ہم سب آ گئے ہیں۔ ایسی ناممکن باتیں محض پاگلوں کی بڑ ہی ہیں۔

علتِ اولیٰ کی علت نہیں ہوتی

معترض اگر علت کے بغیر معلول نہیں ہوتا۔ تو پھر علتِ اولیٰ کی علت کیا ہے؟ مجیب جو اشیاء محض علت ہیں۔ وہ کسی اور علت کی معلول نہیں ہو سکتیں۔ برخلاف اس کے جو اشیاء کسی معلول کی علت بھی ہیں اور کسی علت کی معلول بھی۔ وہ علتِ ثانیہ (Secondary Cause) کہلاتی ہیں۔ مثلاً خاک مکان وغیرہ کی علت ہے۔ اور آب وغیرہ کا معلول۔ مگر جو علتِ اولیٰ یعنی مادہ ہے وہ ازلی ہے (اس کی علت نہیں ہو سکتی) چنانچہ سانکھیہ درشن ۱۔ ۶۷ میں کہا ہے:۔

मूले मूलाभावादमूलं मूलम् ॥

---

[1] ان اصطلاحات کی توضیح کے لئے دیکھو صفحہ نمبر ۲۲۵ [2] باب نہم میں اجسام ثلاثہ کا ذکر آئے گا۔ یہاں اس جسم کثیف کی طرف اشارہ نہیں بلکہ پرمیشور کے لئے تینوں جسم کثیف ہیں۔ یہاں صفت کثیف کا استعمال تمام اجسام کے لئے ہوا ہے۔ پرمیشور ہر قسم کے جسم سے آزاد ہے

[3] سنسکرت علم ادب میں ناممکنات کی مثالوں میں ایک کھپشپ یعنی گلِ خلا بھی ہے فقط خلا میں پھول کا ہونا ناممکن ہے۔

[4] یہ "گندھرو نگر" کا ترجمہ ہے۔ یہ بھی انہی ناممکنات کی ایک مثال ہے۔ (مترجم)

علت (اولی) کی علت نہیں ہوتی۔ اس لئے مادہ غیر معلول ہے پس ثابت ہے کہ غیر معلول تمام معلولات کی علت ہے۔ کسی معلول کے پیدا ہونے سے پیشتر تین علتوں کا ہونا ضروری ہے۔ مثلاً کپڑے کی ساخت سے پیشتر جلاہے۔ نلی روئی کے سوت (اور خلا) وغیرہ کا ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح عالم کی پیدائش سے پہلے پرمیشور ارواح۔ مادہ۔ زمان اور خلا کا ازل سے موجود ہونا ضروری ہے۔ اگر ان میں سے ایک علت بھی نہ ہو۔ تو عالم کی پیدائش نہ ہو سکے۔

پیدائش عالم کے متعلق کفار کے عقاید اور اُن کی تردید

اس موضوع پر کفار کے عقاید حسب ذیل ہیں۔

अत्र नास्तिका आहुः— معترض (کافر اول):-

शून्यं तत्त्वं भावो विनश्यति वस्तुधर्मत्वाद्विनाशस्य ॥ १ ॥

شونیہ ہی واحد شے ہے۔ آفرینش سے پیشتر شونیہ ہی تھا۔ اخیر میں پھر شونیہ ہی ہوگا۔ کیونکہ جس شے کا وجود ہے اس کا عدم ہو کر آخر شونیہ ہی ہو جائے گا۔ (سانکھیہ ۱-۴۴)

مجیب۔ شونیہ[2] کے معنے خلا۔ غیر محسوس۔ مکان (Space) اور نقطہ بھی ہیں۔ شونیہ غیر مدرک چیز ہے۔ اس شونیہ (پرلے) کی حالت میں تمام اشیا غیر محسوس رہتی ہیں۔ جیسے ایک نقطہ سے خط اور خط سے دائرہ بن جاتا ہے۔ ایسے ہی ایشور کی صناعی سے زمین۔ پہاڑ وغیرہ معرض ظہور میں آتے ہیں۔ علاوہ ازیں شونیہ کا شاہد[3] شونیہ نہیں ہوتا۔ معترض (کافر دوم):-

अभावाद्भावोत्पत्तिर्नानुपमृद्य प्रादुर्भावात् ॥ २ ॥

عدم سے وجود معرض ظہور میں آتا ہے۔ جیسے بیج کو پھوٹے بغیر کونپل پیدا نہیں ہوتی۔ اور بیج کو توڑ کر دیکھیں تو اس میں کونپل کا وجود ہے ہی نہیں (عدم ہے) چونکہ پہلے کونپل دکھائی نہیں دیتی تھی اس لئے وہ عدم سے پیدا ہوئی۔ (نیائے درشن ۴-۱-۱۴)

مجیب۔ جو بیج کو پھوڑ کر پیدا ہوتا ہے۔ وہ پہلے ہی بیج میں تھا۔ اگر نہ ہوتا۔ تو کبھی پیدا نہ ہوتا۔ معترض (کافر سوم):-

ईश्वरः कारणं पुरुषकर्माफल्यदर्शनात् ॥ ३ ॥

ثمرہ اعمال انسان کے اعمال کی وجہ نہیں حاصل ہوتا۔ کیونکہ بہت سے اعمال ایسے ہیں۔ جو بغیر ثمرہ کے دیکھے جاتے ہیں۔ اس سے قیاس کیا جاتا ہے کہ ثمرہ اعمال کا ملنا (یا نہ ملنا) ایشور کے اختیار کی بات ہے۔ جس عمل کا ثمرہ ایشور دینا چاہتا ہے دیتا ہے۔ جس کا ثمرہ دینا نہیں چاہتا نہیں دیتا۔ اس سے ثابت ہے کہ عمل کا ثمرہ (دینا نہ دینا) ایشور کی مرضی کے ماتحت ہے۔ نیائے درشن ۴-۱-۱۹

---

[1] ان مقامات پر اسباب کی ترتیب علل منطقی کے مطابق کر دی گئی ہے۔ کپڑے کے بنانے میں جلاہا اور آلات نمت کارن ہیں۔ روئی کا سوت اپادان کارن اور خلا وغیرہ سادھارن کارن۔ ... اس کا شمار نمت کارن میں ہونا چاہیے اسے روئی کے سوت کے بعد جگہ دی جاتی ... سادھارن کارن خلا وغیرہ ہیں۔

ایسے ہی عالم کے بنانے میں پرمیشور اور ارواح نمت کارن ہیں۔ مادہ اپادان کارن اور زمان اور خلا سادھارن کارن۔ پرمیشور کرتا یعنی فاعل ہے۔ اور ارواح بھی دان نمت یعنی مفعول لہٗ ہیں۔ یعنی انہی کے لئے کائنات خلق کی جاتی ہے۔

[2] شونیہ کے معنے آئندہ پیراگراف میں مجیب کے جواب میں دیئے ہیں۔ اردو میں "سونا" اسی شونیہ کی بگڑی ہوئی صورت ہے

[3] مطلب یہ ہے کہ شونیہ کا قیاس شاہد پر مبنی ہونا چاہیئے۔ اور اگر شاہد کرنے والا بھی شونیہ یعنی عدم محض ہو۔ تو شاہد ہونا ناممکن ہے اس سے ثابت ہے۔ کہ یا تو عالم کی علت شونیہ نہیں۔ یا شونیہ کے معنی عدم محض نہیں۔

مجیب ۔ اگر عمل کا ثمرہ ایشور کی مرضی کے ماتحت ہے۔ تو ایشور بغیر اعمال کے ثمرہ کیوں نہیں دیتا؟ اس سے ثابت ہے کہ انسان جیسا عمل کرتا ہے۔ پرمیشور اسے ویسا ہی ثمرہ عطا کرتا ہے۔ یعنی انسان کو فقط اپنی مرضی سے ایشور سزا و جزا نہیں دے سکتا۔ بلکہ انسان جیسا عمل کرتا ہے پرمیشور اس کا ویسا ہی ثمرہ عنایت کرتا ہے معترض (کافر چہارم)

अनिमित्ततो भावोत्पत्तिः कण्टकतैक्ष्ण्यादिदर्शनात् ॥ ४ ॥

اشیاء کی پیدائش بغیر علت کے ہوتی ہے جیسے ببول وغیرہ اشجار کے کانٹوں کی نوک تیز دیکھی جاتی ہے (اور اس کی علت درخت میں دکھائی نہیں دیتی) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب جب پیدائش عالم کی ابتدا ہوتی ہے تب تب اجسام وغیرہ اشیاء بغیر علت کے پیدا ہو جاتی ہیں۔ (نیائے درشن ۴-۱-۲۲)

مجیب ۔ جس سے کوئی شے پیدا ہو وہی اس شے کی علت ہے بھلا بغیر خار دار درخت پر کانٹے کیوں نہیں لگتے؟

معترض (کافر پنجم)

सर्वमनित्यमुत्पत्तिविनाशधर्मकत्वात् ॥ ५ ॥

تمام اشیاء پیدا ہوتی اور نیست و نابود ہو جاتی ہیں اس لئے تمام اشیا عارضی ہیں۔ (نیائے درشن ۴-۱-۲۵)

نئے ویدانتی جو کافر نمبر پانچ کی ذیل میں آتے ہیں کسی کتاب (اشٹاوکر) سے مندرجہ ذیل شلوک پیش کرتے ہیں کہ:-

میں کروڑوں کتابوں کا نچوڑ ایک ہی مصرع میں بند کئے دیتا ہوں۔

برہم (باری تعالیٰ) ہی حق ہے۔ عالم باطل ہے۔ روح برہم (باری تعالیٰ) کے سوا اور کچھ نہیں۔

مجیب ۔ جب تمام اشیاء کی عارضیت[1] ازلی و ابدی ہے۔ تو تمام اشیاء عارضی نہ رہیں۔ کیونکہ ایک شے یعنی عارضیت تو ازلی و ابدی ہے ہی۔ معترض ۔ تمام اشیاء کی عارضیت بھی عارضی ہے۔ جیسے آگ ایندھن کا خاتمہ کر کے خود بھی ختم ہو جاتی ہے۔ (ایسے ہی عارضیت تمام اشیاء کا خاتمہ کر کے خود بھی ختم ہو جاتی ہے۔ مجیب ۔ جو شے کما حقہ' حیطۂ ادراک میں آتی ہے۔ (اس کا عدم محض نہیں کہا جا سکتا) اس کی موجودہ صورت عارضی ہو سکتی ہے۔ لیکن اس کی لطیف ترین صورت یعنی علت کو عارضی نہیں کہہ سکتے۔ جب (نئے ویدانتی عالم کی پیدائش برہم (ذات حق) سے مانتے ہیں۔ اور برہم (ذات حق) کا وجود حقیقی ہے تو عالم کا وجود بھی غیر حقیقی نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ (ویدانتی) کہیں۔ کہ عالم کا وجود خواب یا رسّی کے سانپ وغیرہ کی طرح وہم کی پیدائش ہے۔ تو بھی ان کی بات نہیں بن سکتی کیونکہ وہم صفت (عرض) ہے۔ اور عرض سے نہ تو جوہر کی پیدائش ہوتی ہے اور نہ عرض جوہر سے جدا رہ سکتا ہے جب وہم کرنے والا ازلی اور ابدی ہے۔ تو اس کا وہم بھی ازلی و ابدی ہونا چاہیئے۔ ورنہ اُسے بھی عارضی تسلیم کرو۔ خواب بغیر دیکھے سنے (بدون مشاہدہ) کبھی نہیں آتا۔ عالم بیداری میں جن حقیقی اشیاء سے (حواس کا) براہ راست تعلق ہونے کی وجہ سے علم بالمشاہدہ وغیرہ ہو کر باطن میں ان اشیاء کے تاثرات یعنی نقوش ذہنی ثبت ہو جاتے ہیں عالم خواب میں انہی اشیاء کا مشاہدہ ہوتا ہے نیز جیسے گہری نیند میں بیرونی اشیاء کا ادراک نہ ہونے پر بھی بیرونی اشیاء (خارجاً) موجود رہتی ہیں اسی طرح پرلے کی حالت میں (مادہ کے خوابیدہ ہونے پر بھی) مادہ بحالت علت (خارجاً) قائم رہتا ہے۔ اگر (عالم بیداری کے) تاثرات کے بغیر خواب دیکھا جا سکے۔ تو پیدائشی اندھا بھی اشکال کا خواب دیکھ سکے پس ثابت ہے کہ اگرچہ عالم خواب میں فقط ادراک رہتا ہے تاہم خواب کے باہر اشیاء

[1] متن کی طباعت میں (ا) حذف ہو جانے سے اَنتیتا (عارضیت) کی جگہ نِتیتا (دائمیت) چھپ گیا ہے۔ بسلسلۂ کلام کے دیکھنے سے صاف اَنتیتا (عارضیت) معلوم ہوتی ہے۔ ترجمہ میں تصحیح کر دی گئی ہے۔ (مترجم)

موجود رہتی ہیں۔ **معترض**۔ چونکہ عالمِ بیداری کے محسوسات عالمِ خواب میں اور عالمِ بیداری اور خواب کے محسوسات گہری نیند میں معدوم ہو جاتے ہیں۔ اس لئے عالمِ بیداری کے محسوسات کو بھی عالمِ خواب کی مانند (عارضی) تسلیم کرنا چاہیئے۔ **مجیب**۔ یہ بات ناقابلِ تسلیم ہے۔ کیونکہ عالمِ خواب اور گہری نیند میں بیرونی اشیاء کا فقط عدمِ ادراک ہوتا ہے۔ عدمِ محض نہیں۔ مثلاً کسی کے پس پشت پڑی ہوئی اشیاء نظر سے غائب رہتی ہیں۔ مگر ان کا عدمِ محض نہیں ہوتا یہی حالت عالمِ خواب اور گہری نیند کی ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ جیسے ہم نے اوپر کہا تھا۔ کہ برہم (ذاتِ حق) ارواح اور مادۂ عالم (یہ تینوں اشیاء) ازلی و ابدی ہیں۔ وہی درست ہے۔ **معترض (کافر ششم)**:-

सर्वं नित्यं पञ्चभूतनित्यत्वात् ॥ ६ ॥ عناصرِ خمسہ ازلی و ابدی ہیں اس لئے تمام عالم ازلی و ابدی ہے (نیائے درشن ۴-۱-۲۹)

مجیب۔ یہ قول درست نہیں۔ کیونکہ جن اشیاء کی پیدائش اور فنا دیکھنے میں آتی ہے۔ اگر وہ ازلی و ابدی ہوں۔ تو تمام کثیف عالم۔ اجسام۔ ظروف۔ کپڑے وغیرہ اشیاء کو ہم پیدا اور فنا ہوتے دیکھتے ہی ہیں۔ (وہ بھی کیا ازلی اور ابدی ہی سمجھی جائیں؟ یہ اشیاء تو صاف طور پر عارضی ہیں) پس معلول شے کو ازلی و ابدی تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ **معترض (کافر ہفتم)**:-

सर्वं पृथग् भावलक्षणपृथक्त्वात् ॥ ७ ॥ تمام اشیاء جدا جدا موجود ہیں۔ ان میں کوئی ایک یعنی مشترک شے نہیں ہے۔ کوئی بھی چیز دیکھو۔ اس میں کسی دوسری چیز کا وجود نظر نہیں آتا۔ (نیائے درشن ۴-۱-۳۴)

مجیب۔ اجزاء میں کل (اور تمام اشیاء میں) زمانہ۔ حال۔ خلا۔ پرماتما اور نوع موجود ہیں چیزوں کے جدا جدا مجموعوں میں یہ تمام اشیاء کل۔ (زمانہ۔ حال۔ خلا۔ پرماتما اور نوع) ایک ایک یعنی مشترک ہیں۔ ان میں سے کوئی چیز جدا نہیں ہو سکتی۔ پس ثابت ہے کہ موجودات میں فقط افتراق نہیں۔ اگرچہ ان کی ماہیت جدا جدا ہے تاہم ان متفرق موجودات میں مشترک اشیاء بھی ہیں۔ **معترض (کافر ہشتم)**:-

सर्वमभावो भावेष्वितरेतराभावसिद्धेः ॥ ८ ॥

تمام اشیاء کا عدم فی الغیر ثابت ہے اس لئے تمام اشیاء معدوم ہیں۔ مثلاً گائے گھوڑا نہیں اور گھوڑا گائے نہیں اس لئے سب کو نیست یعنی معدوم سمجھنا چاہیئے۔ (نیائے درشن ۴-۱-۳۷)

مجیب۔ جہاں تمام اشیاء کا عدم فی الغیر ثابت ہے۔ وہاں وجود فی النفس بھی تو ثابت ہے۔ مثلاً (گائے گھوڑا نہیں۔ لیکن) گائے گائے تو ہے ہی۔ اسی طرح (گھوڑا گائے نہیں۔ لیکن) گھوڑا گھوڑا تو ہے ہی۔ (لہٰذا) ہر چیز کا (ہر دوسری چیز میں عدم ہونے پر بھی) اپنے میں وجود ہے۔ عدم نہیں۔ اور اگر کسی چیز کا بھی وجود نہ ہو۔ تو عدم فی الغیر کس میں کہا جائے؟ **معترض (کافر نہم)**:- عالم کی پیدائش فطرتاً یعنی اپنے آپ ہوتی ہے۔ جیسے پانی اور اناج کے اکٹھا ہونے سے (سڑاند اور) سڑاند سے کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں یا جیسے بیج مٹی اور پانی کے ملنے سے گھاس۔ درخت وغیرہ (کی پیدائش ہو جاتی ہے) یا جیسے پتھر وغیرہ اپنے آپ پیدا ہو جاتے ہیں یا جیسے سمندر اور ہوا کے تصادم سے لہریں اور لہروں سے جھاگ نمودار ہو جاتی ہے یا جیسے ہلدی چونا اور لیموں کا رس ملانے سے رولی (ٹیکا لگانے کا سرخ رنگ) بن جاتی ہے۔ ویسے ہی تمام عالم موجودات عناصر کے طبعی خواص سے پیدا ہوا ہے۔ اس کا خالق کوئی نہیں **مجیب**۔ اگر دنیا کی پیدائش (عناصر کے) قدرتی خواص کا نتیجہ ہو تو اس کی فنا کبھی نہیں ہو سکے گی۔ اور اگر فنا خاصۂ فطرت ہو۔ تو پیدائش کبھی نہیں ہو سکے گی۔ اور اگر

پیدائش اور فنا دونوں ایک ساتھ خاصہ فطرت ہوں تو ان دونوں کا انضباط کبھی نہ ہو سکے گا۔ اور اگر پیدائش اور فنا کو بالعلت تسلیم کرو گے۔ تو اس علت کا وجود پیدا اور فنا ہونے والی اشیاء سے پہلے تسلیم کرنا ہوگا کیونکہ اگر پیدائش اور فنا دونوں عالم کی فطرت میں ہوتیں۔ تو ایک ہی وقت میں پیدائش بھی ہوتی اور فنا بھی جو ناممکن ہے۔ اگر پیدائش اپنے آپ ہوتی۔ تو اس کرۂ ارض کے نزدیک دیگر کرۂ ارض چاند سورج وغیرہ کیوں پیدا نہ ہو جاتے؟ اور دیکھیے (جن جن اشیاء کی ترکیب سے جو جو اشیاء پیدا ہوتی ہیں۔ اور سب قانون الٰہی کے ماتحت ہوتی ہیں) مثلاً گھاس۔ درخت اور کیڑے وغیرہ پرمیشور کے پیدا کیے ہوئے بیج۔ اناج۔ پانی وغیرہ کے ملنے سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ ان کے بغیر نہیں۔ یا جیسے ہلدی۔ چونا اور لیموں کا رس مختلف مقامات سے اپنے آپ آکر ترکیب نہیں پاتے۔ بلکہ کسی کے ترکیب دینے سے مرکب ہوتے ہیں۔ پھر ترکیب بھی خاص تناسب سے دی جائے تب رولی (تلک لگانے کا سرخ رنگ) بنتی ہے کبھی جزو کے کم و بیش مقدار میں یا بے قاعدہ ملا دینے سے رولی نہیں بنتی۔ اسی طرح جب تک مادہ یعنی ذرات کو ایشور اپنے علم و حکمت سے ترکیب نہ دے۔ تب تک یہ غیر مدرک اشیاء کسی علت غائی کے ماتحت کوئی خاص صورت اختیار نہیں کر سکتیں پس ثابت ہے کہ پیدائش عالم خاصہ فطرت کے طور پر (یعنی اپنے آپ) نہیں ہوتی۔ بلکہ اس صانع ازلی کی صنعت سے ہوتی ہیں۔

عالم موجود قدیم نہیں بلکہ حادث ہے

معترض۔ اس عالم کا خالق نہ تھا نہ ہے اور نہ ہوگا۔ یہ عالم ازل سے ہی ایسا چلا آتا ہے نہ کبھی اس کی پیدائش ہوئی اور نہ فنا ہوگی۔ مجیب۔ بغیر محرک کے کوئی حرکت نہیں ہو سکتی۔ اور بغیر حرکت کے کوئی ایسی چیز نہیں بن سکتی جو حرکت کا نتیجہ ہو۔ جن زمین وغیرہ اجرام کی بناوٹ خاص ترکیب کا نتیجہ نظر آتی ہے وہ کبھی ازلی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ مرکب اشیاء کا وجود نہ ترکیب سے پیشتر ہوتا ہے نہ تقسیم کے بعد رہتا ہے اگر تم اس کے قائل نہ ہو۔ تو سخت سے سخت پتھر ہیرا۔ فولاد وغیرہ کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دو یا گلا کر یا جلا کر دیکھ لو کہ ان سب اشیاء میں مفرد ذرات کی ترکیب پائی جاتی ہے یا نہیں؟ جب ترکیب پائی جاتی ہے تو ایک دن ان کی تقسیم یعنی تفریق بھی ضرور ہوگی۔

روح پرمیشور کا درجہ کبھی بھی حاصل نہیں کر سکتی

معترض۔ ازلی پرمیشور کوئی نہیں۔ بلکہ جو روح ریاضتہائے یوگ سے انما[1] وغیرہ کمالات اور علم کل سے متصف ہو کر سراپا علم ہو جاتی ہے۔ اسی کا نام ایشور ہوتا ہے مجیب۔ اگر ازلی ایشور عالم کی خلقت نہ کرتا۔ تو ریاضتوں کے ذریعہ کمال روحانی حاصل کرنے والی ارواح کی جائے قیام اور ذریعہ زیست یعنی عالم موجودات جسم اور اس کے اعضا۔ کس طرح معرض وجود میں آتے؟ ان کے بغیر روح ریاضت نہ کر سکتی۔ اور جب وسائل ریاضت ہی نہ ہوتے۔ تو کمالات روحانی کیسے حاصل کرتی؟ روح ریاضتہائے یوگ کے ذریعہ خواہ کتنا بھی کمال کیوں نہ حاصل کر لے۔ اس کا بالذات پرمیشور کے ازلی کمال کی جس میں لا انتہا کمالات مضمر ہیں کبھی برابری نہیں کر سکتی۔ کیونکہ روح کا

[1] انما ان کمالات میں سے ہے۔ جو یوگی (مرتاض) کو یوگ کی ریاضتوں سے حاصل ہوتے ہیں۔ روح اس کمال کو حاصل کر کے لطیف سے لطیف اشیاء میں داخل ہو سکتی ہے۔

علم خواہ اپنی انتہائی حد تک بھی پہنچ جائے۔ تو بھی آخر اس کے علم اور قدرت کی حد ہے۔ لامحدود علم اور طاقت کی اہل روح نہیں ہوسکتی۔ دیکھو۔ کوئی بھی یوگی (مرتاض) نہ آج تک ایسا ہوا ہے اور نہ آئندہ ہوگا جو ایشور کے وضع کردہ قانونِ قدرت کو تبدیل کر سکے۔ مثلاً صانع ازل یعنی پرمیشور نے آنکھ کو دیکھنے اور کان کو سننے کی قوت عطا کی ہے۔ کوئی یوگی (مرتاض) اس انتظام میں تغیر و تبدل نہیں کر سکتا۔ پس ثابت ہے۔ کہ روح کبھی ایشور (خدا) نہیں بن سکتی۔ معترض۔ پرمیشور آفرینش عالم کے مختلف ادوار میں مختلف اقسام کی دنیا بناتا ہے یا ایک ہی قسم کی؟ مجیب۔ دنیا جیسی اب ہے۔ ایسی ہی سابقہ ادوار میں بھی تھی۔ اور آئندہ بھی اسی طرح کی ہوگی۔ ایشور ایک دور کی دنیا کو دوسرے دور کی دنیا سے مختلف نہیں بناتا۔ (چنانچہ رگوید ۱۰-۱۹۰-۳ میں ارشاد ہوا ہے)۔

सूर्याचन्द्रमसौ धाता यथापूर्वमकल्पयत् ।
दिवं च पृथिवीं चान्तरिक्षमथो स्वः ॥

پرمیشور نے جیسے سورج۔ چاند۔ بہشت۔ زمین اور خلا وغیرہ سابقہ کلپ (دور آفرینش) میں بنائے تھے ویسے ہی اب بنائے ہیں۔ (اور آئندہ بھی ایسے ہی خلق کرے گا)۔

چونکہ پرمیشور کے کاموں میں خطا نہیں ہوسکتی۔ اس لئے وہ ہمیشہ ایک سے ہوا کرتے ہیں۔ جو قلیل العلم ہوتا ہے اور جس کا علم گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ اسی کے کام میں سہو و خطا کا امکان ہوتا ہے۔ ایشور کے کاموں میں اس قسم کا امکان نہیں۔

پیدائش عالم کے متعلق شاستروں کا عدمِ تضاد

معترض۔ پیدائش عالم کے بارے میں وید وغیرہ شاستر کتب میں تضاد پایا جاتا ہے یا عدم تضاد؟ مجیب۔ عدم تضاد۔ معترض۔ اگر تضاد ہے۔ تو (مندرجہ ذیل کی تطبیق کیونکر کرو گے؟) تیتریہ اپنشد میں کہا ہے:-

तस्माद्वा एतस्मादात्मन आकाशः सम्भूतः । आकाशाद्वायुः वायोरग्निः । अग्नेरापः । अद्भ्यः पृथिवी । पृथिव्या ओषधयः । ओषधिभ्योऽन्नम् । अन्नाद्रेतः । रेतसः पुरुषः । स वा एष पुरुषोऽन्नरसमयः ॥

اس پرمیشور اور (اس) مادہ سے خلا یعنی علت کی صورت میں موجود شے۔ جو سب جگہ پھیلی ہوئی تھی۔ یکجا ترکیب میں آنے سے گویا پیدا ہوا۔ (در حقیقت خلا کبھی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ بغیر خلا کے مادہ یعنی ذرات کے لئے کوئی جائے قیام نہیں ہوسکتی۔ خلا کے بعد باد۔ باد کے بعد آتش۔ آتش کے بعد آب۔ آب کے بعد خاک۔ خاک سے پودے۔ پودوں سے اناج۔ اناج سے نطفہ۔ نطفہ سے حیوان یعنی اس کا جسم پیدا ہوتا ہے (حیوان کا جسم صاف طور پر اشیائے خوردنی سے ترکیب پاتا ہے)۔ (تیتریہ اپنشد برہمانند ولی انواک ۱)

جہاں سلسلہ آفرینش کا آغاز خلا سے۔ چھاندوگیہ اپنشد میں آتش سے۔ ایتریہ اپنشد میں آب سے۔ ویدوں میں کہیں پرش سے اور کہیں ہرنیہ گربھ وغیرہ سے۔ میمانسا درشن میں عمل سے۔ ویشیشک درشن میں زمان سے نیائے درشن میں ذرات سے یوگ درشن میں ریاضت سے سانکھیہ درشن میں مادہ سے اور ویدانت درشن میں

برہم (باری تعالیٰ) سے بیان کیا گیا ہے۔ اب ہم کس بات کو صحیح مانیں اور کس کو غلط؟ مجیب۔ یہ تمام بیانات حقیقت پر مبنی ہیں۔ باطل کوئی بھی نہیں۔ بطلان کا منکار وہ شخص ہے۔ جو ان کا مطلب اُلٹا سمجھتا ہے کیونکہ پرمیشور علت فاعلی ہے۔ اور پرکرتی (مادہ) علت مادی۔ جب مہاپرلے (تحلیل کاملہ) ہوتی ہے۔ تب سلسلۂ کائنات کا آغاز خلا سے اور جب خلا اور باد تحلیل نہیں ہوتے لیکن آتش اور اس کے بعد کے تمام معلولات تحلیل ہو جاتے ہیں تب آفرینش کا آغاز آتش سے اور جب آتش (بصورت برق) ابھی تحلیل نہیں ہوتی۔ تب آب سے ہوتا ہے دوسرے لفظوں میں جس جس پرلے (عالم تحلیل) میں تحلیل اشیا کا سلسلہ جس جس معلول تک پہنچتا ہے۔ اس کے بعد کی آفرینش کا آغاز وہیں سے ہوتا ہے۔ "پرش" اور "ہرنیہ گربھ" کی تشریح باب اول میں کی جا چکی ہے یہ دونوں نام پرمیشور کے ہیں تضاد کے معنے تو یہ ہیں۔ کہ ایک ہی موضوع یعنی بحث پر متضاد خیالات پیش کیے جائیں۔ چھ شاستروں (درشنوں) میں عدم تضاد اس طرح ہے۔ کہ (۱) میمانسا درشن کا دعوےٰ ہے۔ کہ دنیا میں کوئی معلول ایسا نہیں ہوتا جس کے بنانے میں حرکت علت کا کام نہ دے (۲) ویشیشک درشن کا دعوےٰ ہے۔ کہ بغیر زمان کے خلقت نہیں ہو سکتی (۳) نیائے درشن کا دعوےٰ ہے کہ علت مادی کے بغیر معلول پیدا نہیں ہو سکتا۔ (۴) یوگ درشن کا دعوےٰ ہے۔ کہ بغیر علم اور غور و خوض کے خلقت یعنی صنعت نہیں ہو سکتی (۵) سانکھیہ درشن کا قول ہے۔ کہ عناصر کی ترکیب کے بغیر عالم نہیں بن سکتا (۶) ویدانت درشن کا دعویٰ ہے۔ کہ بغیر خالق کے خلقت نہیں ہو سکتی۔ ماحصل یہ کہ دنیا کی پیدائش چھ علتوں سے ہوتی ہے۔ ان چھ علتوں کی جدا جدا تشریح ایک ایک درشن میں کی گئی ہے پس ان (کتب) میں کچھ بھی تضاد نہیں ہے جیسے چھ اشخاص مل کر چھپر اٹھائیں اور اسے دیواروں پر رکھ دیں اسی طرح پیدائش عالم کی مکمل تشریح چھ درشنوں کے مصنفوں نے پایۂ تکمیل تک پہنچائی ہے۔ مثال کے طور پر پانچ اندھوں اور ایک ضعیف البصر شخص کو کسی نے ہاتھی کا ایک ایک عضو دکھایا۔ اور پھر ایک ایک سے پوچھا ہاتھی کیسا ہوتا ہے؟ ایک نے کہا۔ ستون سا۔ دوسرے نے کہا۔ چھاج سا۔ تیسرے نے کہا موسل سا۔ چوتھے نے کہا جھاڑو سا۔ پانچویں نے کہا چبوترہ سا۔ چھٹے نے کہا کالا کالا چار ستونوں پر کھڑا ہٹیلے کی شکل کا۔ اسی طرح آج کل کی غیر رشیوں کی تصنیف کردہ کتب جدیدہ کے مطالعہ کرنے اور پراکرت بھاشا کے لکھنے اور پڑھنے والوں نے رشیوں کی تعلیم سے بے بہرہ ہو کر اور جدید۔ کم عقل مصنفوں کی سنسکرت اور بھاشا کی تصانیف کا مطالعہ کر کے ایک دوسرے کی مذمت پر کمربستہ ہو کر بیہودہ تنازعات برپا کیے ہیں۔ ان لوگوں کے اقوال نہ ارباب دانش اور نہ عوام الناس کے لئے قابل پذیرائی ہیں جب رہنما اور پیرو دونوں اندھے ہوں۔ تب مصائب کا سامنا کیوں نہ ہو؟ عین یہی حالت آجکل کے کم عقل۔ خود غرض۔ خواہشات نفسانی کے دلدادہ اشخاص کی ہے جن کی کرتوت تمام عالم کی ہلاکت کا باعث ہو رہی ہیں معترض۔ جب بغیر علت کے کوئی معلول پیدا نہیں ہوتا۔ تو علت کی بھی علت کیوں نہ مانی جائے مجیب۔ اے بھولے بھائیو! اپنی عقل کو کیوں کام میں نہیں لاتے؟ دیکھو! دنیا میں دو ہی اقسام کی اشیاء پائی جاتی ہیں۔ ایک علت دوسری معلول۔ علت (اولیٰ یا اعلیٰ) معلول نہیں ہوتی۔ اور جب وہ معلول کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ تو وہ علت نہیں رہتی جب تک انسان پیدائش عالم کا مفہوم اچھی طرح سمجھ نہیں لیتا تب تک اسے صحیح علم حاصل نہیں ہوتا۔

नित्यायाः सत्वरजस्तमसां साम्यावस्थायाः प्रकृतेरुत्पन्नानां परमसूक्ष्माणां पृथक् पृथग्वर्त्तमानानां तत्त्वपरमाणूनां प्रथमः संयोगारम्भः संयोगविशेषादवस्थान्तरस्य स्थूलाकारप्राप्तिः सृष्टिरुच्यते ॥

قدیم، ازلی و ابدی ستو۔ رج۔ تم ان تینوں کے توازن یعنی مادہ سے پیدا شدہ نہایت لطیف مفرد اجزا کے پہلی بار ترکیب پاکر کثافت اختیار کرنے کو پیدائش کہتے ہیں (یہ انواع و اقسام کی کائنات بتدریج لطیف سے کثیف اور کثیف سے کثیف تر صورت کے ظہور سے بنی ہے اس کا نام سرشٹی یعنی کائنات اس لئے ہے کہ یہ "سنسرگ" کا نتیجہ یعنی پیدا شدہ ہے۔

جو ترکیب اولین اختیار کرنے والی شے اور کرانے والی ذات ہے (وہ دونوں علت ہائے اولیٰ ہیں) جس سے ترکیب سے ترکیب کا آغاز ہوتا ہے اور جس پر جاکر تجزیہ کا اختتام ہو جاتا ہے یعنی جس کا آگے تجزیہ نہیں ہو سکتا اسے اصلی علت (مادی) کہتے ہیں۔ برخلاف اس کے جس کا ظہور ترکیب کے بعد ہوتا ہے۔ اور جو تقسیم (یعنی تجزیہ) کے بعد اپنی اصلی حالت پر نہیں رہتا۔ وہ معلول کہلاتا ہے۔ جو اس علت (اصلی) کی علت معلول (اصل) کا معلول۔ فاعل (ازلی) کا فاعل۔ علت آلی (عامہ) کی علت آلی (عامہ)، اور علت غائی کی علت غائی دریافت کرتا ہے وہ دیکھتا ہوا اندھا سنتا ہوا بہرہ اور جانتا ہوا انجان ہے۔ کیا کبھی آنکھ کی آنکھ چراغ کا چراغ اور سورج کا سورج بھی ہو سکتا ہے؟ جس سے معلول پیدا ہو وہ علت۔ اور جو علت سے پیدا ہو وہ معلول۔ اور جو علت سے معلول کو خلق کرنے والا ہے وہ خالق کہلاتا ہے۔ بھگوت گیتا ۲۔۱۶ میں آیا ہے:۔

नासतो विद्यते भावो नाभावो विद्यते सतः ।
उभयोरपि दृष्टोऽन्तस्त्वनयोस्तत्त्वदर्शिभिः ॥

محققوں نے ان ہر دو حقائق کا اصل اصول دریافت کر لیا ہے کہ نہ معدوم محض معرض وجود میں آسکتا ہے اور نہ ہست شے کا کبھی عدم محض ہو سکتا ہے۔

بھلا غیر محقق یعنی متعصب، ضدی، خبیث الباطن جاہل لوگ آسانی سے اس حقیقت سے کیسے آشنا ہو سکتے ہیں؟ جو شخص علیم اور صحبت صالحہ سے فیضیاب ہو کر کامل غور و خوض سے کام نہیں لیتا۔ وہ ہمیشہ دام اوہام میں گرفتار رہتا ہے۔ مبارک ہیں وہ اشخاص جو تمام علوم کے اصولوں سے آشنا ہیں (آشنا نہ ہونے کی صورت میں) آشنا ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور جب ان اصولوں سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔ تو خلوص باطن سے دیگر اشخاص کو اپنے علم سے فیضیاب کرتے ہیں۔ جو شخص بغیر علت کے پیدائش عالم کا قائل ہے وہ علم حقیقت سے بے بہرہ ہے۔

پیدائش عالم کی ترتیب

جب آفرینش کا وقت ہوتا ہے۔ تو پرماتما ان تمام لطیف اشیا کو متصل کرتا ہے۔ علتِ عالم کی لطیف ترین حالت یعنی مادے سے جو سب سے پہلے کچھ کثیف چیز پیدا ہوتی ہے اس کا نام مہت تتو (آلۂ تعقل) ہے۔ اس سے قدرے کثیف تر معلول کا نام اہنکار آلۂ انانیت ہے۔ اہنکار (آلۂ انانیت) سے باہم علیحدہ پانچ عناصر لطیف۔ پانچ حواس یعنی قوت سامعہ۔ قوت لامسہ۔ قوت باصرہ۔ قوت ذائقہ اور قوت شامہ (کے آلات) پانچ جوارح عمل یعنی زبان۔ ہاتھ

پاؤں۔ آلۂ تناسل اور مقعد۔ اور گیارھواں من (آلۂ خیال) پیدا ہوتے ہیں۔ یہ آلہ انانیت سے بھی کثیف تر ہیں ان پانچ عناصر لطیفہ سے متعدد کثیف حالتوں میں سے گزرنے کے بعد بالتدریج پانچ عناصر کثیفہ جو صاف ہمارے مشاہدہ میں آتے ہیں نمودار ہوتے ہیں۔ ان عناصر سے انواع و اقسام کے پودے اور درخت وغیرہ۔ ان سے غذا۔ غذا سے نطفہ اور نطفہ سے جسم پیدا ہوتا ہے۔ مگر (اجسام حیوانی کی) ابتدائی پیدائش مجامعت سے نہیں ہوتی۔ البتہ جب پرمیشور نر اور مادہ اجسام پیدا کر کے ان سے ارواح کا تعلق کر دیتا ہے۔ اس کے بعد حیوانات کی پیدائش مجامعت سے ہونے لگتی ہے۔

صنعت عالم کیلئے صانع کا وجود ضروری ہے

دیکھو جسم کی بناوٹ کیسی ہوشیاری سے کی گئی ہے کہ کہ اہل بصیرت دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں۔ جسم کے اندر ہڈیوں کا اتصال۔ شریانوں کی بندش۔ گوشت کا پلستر۔ چمڑے کا غلاف۔ تلی۔ جگر۔ پھیپھڑا۔ تنفس کے لئے پنکھے کی کل (پھیپھڑا)۔ اس سے روح کا تعلق۔ سر کو بمنزلہ بیخ جسم کی جڑ بنانا رونگٹوں اور ناخنوں وغیرہ کی پیدائش۔ آنکھ کے نہایت باریک ریشوں کا تاروں کی طرح گوندھا ہوا ہونا (آلات احساس و عمل) کے راستوں کی کشودگی۔ عالم بیداری۔ عالم خواب اور گہری نیند۔ ان تمام حالتوں سے روح کے لذت یاب ہونے کے لئے مختلف مقامات کی پیدائش۔ تمام اخلاط کی تقسیم (ان تمام اعضا و اجزاء اور ان کی ترکیب میں) انواع و اقسام کی کلوں کی سی عجیب و غریب صنعت سوائے پرمیشور کے اور کون کر سکتا ہے۔ علاوہ ازیں گونا گوں معدنیات اور جواہر سے مرصع زمین۔ بڑ وغیرہ درختوں کے بیجوں میں طرح طرح کی نفیس کاریگری۔ سبز۔ سفید۔ زرد۔ سیاہ۔ چتکبرے وغیرہ بے شمار رنگ برنگ کے پتوں۔ پھولوں۔ پھلوں اور جڑوں کی نشو و نما۔ شیریں۔ نمکین۔ تلخ۔ تیز۔ ترش۔ کسیلا وغیرہ طرح طرح کے ذائقوں کے باعث لذیذ اور انواع و اقسام کی خوشبوؤں سے معطر گلہائے گونا گوں اور برگ و بار۔ بوقلموں کی روئیدگی۔ اور قسم قسم کے اناج اور کند مول وغیرہ کی بالیدگی۔ کروڑوں کُرّوں بشمول زمین و آفتاب و ماہتاب کی خلق۔ قیام۔ گردش اور باقاعدہ نظام بغیر پرمیشور اور کس کے دست قدرت سے ممکن ہے۔ جب کوئی شخص کسی چیز کو دیکھتا ہے۔ تو اسے دو باتوں کا علم ہوتا ہے۔ ایک اس چیز کی ہیئت کا دوسرے اس کی صنعت کو دیکھ کر صانع (کے وجود) کا۔ مثلاً کسی شخص نے جنگل میں ایک خوشنما زیور پایا۔ دیکھنے سے ظاہر ہوا۔ کہ یہ زیور سونے کا ہے۔ اور کسی ہوشیار کاریگر کا بنایا ہوا ہے۔ اسی طرح اس رنگ برنگی دنیا میں انواع و اقسام کی صنعت کی موجودگی صانع حقیقی یعنی پرمیشور کے وجود پر دال ہے۔

آغاز آفرینش اور انسان

معترض۔ پہلے انسان کی خلقت ہوئی یا زمین وغیرہ کی؟ مجیب۔ زمین وغیرہ کی۔ کیونکہ بغیر زمین وغیرہ کے انسان کا قیام اور پرورش ناممکن تھی۔ معترض۔ ابتدائے آفرینش میں ایک انسان پیدا کیا گیا تھا یا متعدد؟ یا کوئی اور صورت معرض ظہور میں آئی تھی؟ اگر آئی تھی۔ تو وہ کیا (تھی)؟ مجیب۔ ابتدائے آفرینش میں کثیر التعداد انسان پیدا کئے گئے تھے۔ کیونکہ جن ارواح کے اعمال ایسے تھے۔ کہ انہیں (بغیر ماں باپ کے) براہ راست ایشوری قدرت سے پیدا کیا جائے۔ انہیں خالق ازل نے ابتدائے آفرینش میں ہی پیدا کرنا تھا۔ چنانچہ یجروید اور اس کے براہمن شت پتھ

(کثیر التعداد انسان اور کثیر التعداد رشی) یجروید ۳۱-۹ 'मनुष्या ऋषयश्च ये।' میں مرقوم ہے:-

'ततो मनुष्या अजायन्त' تب کثیر التعداد انسان پیدا ہوئے۔ شت پتھ براہمن ۱۴-۴-۲-۵

ان حوالہ جات سے ثابت ہے کہ ابتدائے آفرینش میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں انسان پیدا ہوئے تھے۔ عالم موجودات پر نظر ڈالنے سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ نسل آدم کثیر التعداد ماں باپ کی اولاد ہے۔ معترض۔ ابتدائے آفرینش میں انسان وغیرہ کی پیدائش بحالت طفلی ہوئی تھی یا بحالت شباب یا بحالت پیری یا تینوں حالتوں میں؟ مجیب۔ جوانی کی حالت میں۔ کیونکہ اگر شروع شروع میں بچے پیدا کئے جاتے۔ تو ان کی پرورش کے لئے دیگر انسانوں کی ضرورت ہوتی۔ اور اگر بوڑھے پیدا کئے جاتے۔ تو آگے مجامعت کے ذریعہ سلسلہ تناسل نہ چل سکتا۔ اس لئے ابتدائی انسان وغیرہ جوان پیدا کئے گئے تھے۔

سلسلہ پیدائش و فنا ازلی اور ابدی ہے

معترض۔ موجودات کا کبھی آغاز بھی ہوا تھا یا نہیں؟ مجیب۔ نہیں۔ جیسے دن سے پیشتر رات اور رات سے پیشتر دن ہوتا ہے۔ یا یوں کہو۔ کہ جیسے دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن ہوتا ہے۔ اور یہ سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔ ایسے ہی پیدائش عالم سے پیشتر پرلے یعنی تحلیل فی المادہ اور تحلیل فی المادہ سے پیشتر پیدائش عالم۔ یا یوں کہو۔ کہ پیدائش عالم کے بعد پرلے یعنی تحلیل فی المادہ۔ اور تحلیل فی المادہ کے بعد پیدائش عالم (ہوتی آئی ہے) یہ سلسلہ ازلی ہے۔ اس کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا۔ مگر ہاں! جیسے ہر دن اور ہر رات کی ابتدا اور انتہا دیکھنے میں آتی ہے۔ ایسے ہی ہر پیدائش اور ہر پرلے یعنی تحلیل فی المادہ کی ابتدا اور انتہا ہوتی ہے۔ مگر جیسے پرمیشور ارواح اور مادہ دنیا۔ یہ تین اشیا بالذات ازلی ہیں۔ اسی طرح عالم کی پیدائش۔ قیام اور فنا (تحلیل فی المادہ) کا سلسلہ بھی ازلی ہے۔ مثال کے طور پر برساتی نالہ کبھی سوکھ کر غائب۔ برسات ہو جانے پر دوبارہ نمودار اور موسم گرما میں پھر خشک ہو جاتا ہے۔ حالات مختلفہ کے اس بار بار تکرار کو تسلسل کہتے ہیں۔ المختصر جیسے پرمیشور کے اوصاف۔ افعال اور عادات ازلی ہیں ایسے ہی اس کا عالم کو پیدا کرنے۔ قائم رکھنے اور پھر تحلیل کر کے علت کی صورت میں تبدیل کر دینے کا سلسلہ بھی ازلی ہے۔ جیسے پرمیشور کے اوصاف۔ افعال اور عادات کی نہ کبھی ابتدا ہوئی تھی اور نہ کبھی انتہا ہوگی۔ ایسے ہی اس کے کاموں کی بھی نہ کبھی ابتدا ہوئی تھی۔ اور نہ کبھی انتہا ہوگی۔

ارواح کو مختلف قالب کیوں دیئے گئے؟

معترض۔ پرمیشور نے بعض ارواح کو انسان کا۔ بعض کو شیر وغیرہ درندوں۔ بعض کو ہرن۔ بعض کو گائے وغیرہ چرندوں۔ بعض کو درختوں۔ کیڑوں۔ مکوڑوں۔ بھنگوں وغیرہ کا قالب عطا کیا ہے۔ اس سے پرمیشور پر طرفداری کا الزام عائد ہوتا ہے۔ مجیب۔ طرفداری کا الزام عائد نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس نے تمام ارواح کو ان کی سابقہ زندگی کے اعمال کے مطابق سزا و جزا عطا کی ہے۔ اگر

لہ رشی وہ انسان ہے۔ جو درجۂ کمال کو پہنچ چکا ہے اور سادھیہ وہ جو ابھی اس کے لئے کوشش کرتا ہے یعنی معمولی انسان یہی معنے ستیارتھ پرکاش میں مندرجہ الفاظ کے ہیں۔ چنانچہ براہمن گرنتھ میں بھی ستیارتھ پرکاش کا لفظ "سادھیاہ" درج ہے۔ یہ گویا وید کے لفظ سادھیاہ کی تشریح ہے۔

بغیر اعمال کے مختلف اقسام کے قالب عطا کرتا۔ تو اس پر طرفداری کا اطلاق ہو سکتا تھا۔ **معترض**۔ انسان کی اولین پیدائش کس مقام پر ہوئی تھی؟ **مجیب**۔ تِروِشٹپ میں جسے آج کل تبت کہتے ہیں۔ **معترض**۔ ابتدائے آفرینش میں تمام انسان ایک قوم تھے یا متعدد اقوام میں منقسم تھے؟ **مجیب**۔ ایک قوم تھے۔ بعد ازاں حسب ارشاد رگوید ۱-۵۱-۸ "آریہ" اور "دسیو" دو جماعات میں منقسم ہو گئے۔ "آریہ" کے معنے ہیں افضل یعنی ذی علم، نیک سیرت اور "دسیو" کے معنے ہیں بدنہاد یعنی لامذہب اور جاہل۔ پھر آریوں کی بھی چار جماعات ہو گئیں۔ براہمن۔ کشتری۔ ویش اور شودر۔ ان میں سے پہلی تین جماعتیں تعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے (بالخصوص) آریہ اور چوتھی بے علم رہنے کے باعث شودر (مجازاً) اناریہ یعنی اناڑی کہلانے لگی۔ اتھرو وید میں لکھا ہے۔ 'उत शूद्रे उतार्ये'[1]

معترض۔ پھر وہ یہاں کیسے آئے؟ **مجیب**۔ جب آریوں یعنی عالموں یا دوسرے لفظوں میں دیووں یعنی نیک سیرت انسانوں اور دسیووں یعنی جاہلوں یا دوسرے لفظوں میں اسروں یعنی شیطنت مجسم انسانوں میں لگاتار جنگ و جدل برپا رہا۔ اور فتنہ و فساد حد سے تجاوز کرنے لگا۔ تب آریہ لوگ اس ملک کو تمام روئے زمین کے ممالک میں افضل خیال کر کے یہاں آ کر آباد ہو گئے۔ اسی لئے اس ملک کا نام آریاورت ہوا۔

آریاورت کا حدود اربعہ

معترض:- آریاورت کا حدود اربعہ کیا ہے؟

مجیب:-

आसमुद्रात्तु वै पूर्वादासमुद्रात्तु पश्चिमात् ।

तयोरेवान्तरं गिर्योरार्यावर्त्तं विदुर्बुधाः ॥ १ ॥

सरस्वतीदृषद्वत्योर्देवनद्योर्यदन्तरम् ।

तं देवनिर्मितं देशमार्यावर्त्तं प्रचक्षते ॥ २ ॥

شمال میں ہمالیہ۔ جنوب میں وندھیاچل۔ مشرق اور مغرب میں سمندر۔ ۱

مغرب میں سرسوتی یعنی دریائے اٹک جو شمال کے پہاڑوں سے نکل کر جنوب کے سمندر (بحر ہند) میں جا ملتا ہے۔ اور مشرق میں درشدوتی یعنی دریائے برہم پتر جو نیپال کے مشرقی پہاڑ سے نکل کر بنگال اور آسام کے مشرق اور برہما کے مغرب میں ہوتا ہوا جنوبی سمندر (خلیج بنگال) میں جا ملتا ہے۔ کوہ ہمالیہ کے وسط سے لے کر جنوب میں وندھیاچل (اور اس سے متصل مشرقی گھاٹ اور مغربی گھاٹ کے دونوں طرف) راس کماری تک جس قدر علاقہ ہے۔ وہ تمام آریاورت کہلاتا ہے۔ کیونکہ اسے آریوں یعنی ارباب علم نے بسایا تھا۔ آریوں کا مقام رہائش ہونے کی وجہ سے یہ ملک آریاورت کہلاتا ہے۔ ۲

منوسمرتی ۲-۲۲، ۱۷

معترض۔ اس سے پیشتر اس ملک کا نام کیا تھا اور اس میں کون لوگ آباد تھے؟ **مجیب**۔ اس سے پیشتر اس ملک کا نام کچھ بھی نہیں تھا۔ کیونکہ آریوں کے آنے سے پیشتر اس میں (انسانی) آبادی ہی نہیں تھی۔ آریہ لوگ ابتدائے آفرینش کے کچھ عرصہ بعد تبت سے سیدھے اس ملک میں آ کر آباد ہوئے۔

آریوں کے ایران سے آنے کی تردید

معترض۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ آریہ لوگ ایران سے یہاں آئے۔ اسی لئے ان کا نام آریہ ہوا۔ ان سے پیشتر یہاں

[1] وید کے اس قول کے معنے آگے کئے گئے ہیں۔ دیکھو صفحہ ۲۲۳

جنگلی لوگ آباد تھے۔ ان جنگلی لوگوں کو آریہ لوگ اسُر اور راکشس کہتے تھے۔ اور ان کے مقابلے میں اپنے آپ کو دیوتا ظاہر کرتے تھے۔ جب ان دو قوموں میں لڑائی ہوئی۔ تو اس کا نام حکایات میں دیو اسُر سنگرام یعنی "ملائک و شیاطین" کا جنگ رکھا گیا۔ جواب۔ یہ قول سراسر باطل ہے۔ کیونکہ (رگوید ۱۔ ۵۱۔ ۸ میں کہا ہے):۔

آریوں میں اور جو دسیو ہیں۔ ان میں تمیز کر۔ احکام الٰہی کے خلاف چلنے والوں کو رفاہ عام کرنے والوں کے تحت بطور محکوم رکھ (نیز اتھروید میں ارشاد ہوا ہے):۔

उत शूद्रे उतार्ये ॥

(ویش وغیرہ آریوں اور شودر (کی نظر میں مجھے پیارا کر) (اتھروید ۱۹ — ۶۲ — ۱)

ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ کہ "آریہ" احکام الٰہی کے پابند علمار حقیقت شعار کو کہتے ہیں۔ اس کے برعکس ان احکام کے خلاف چلنے والے رہزن۔ بدطینت جہلار کا نام "دسیو" ہے۔ مقدم الذکر میں بھی براہمن، کشتری اور ویش دوِجوں (دوبارہ پیدا شدہ یا دوسرے لفظوں میں تعلیم یافتہ اشخاص کا نام (بالخصوص) آریہ ہے۔ اور شودر اناڑیہ یا اناڑی کو کہتے ہیں جب خود وید کا ہی یہ ارشاد ہے۔ تو غیر ممالک کے مصنفین کی فرضی باتوں کو اہل بصیرت کیسے قبول کر سکتے ہیں؟ اور "دیو اسر سنگرام" میں جو کوہ ہمالیہ پہ آریوں اور دسیوؤں کے درمیان ہوا تھا۔ آریاورت کے انجاج مثلاً) ارجن اور مہاراجہ دشرتھ وغیرہ دیووں یعنی آریوں کی حفاظت اور اسروں (یعنی دسیوؤں) کی شکست میں معاون ہوئے تھے۔ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ آریہ ملک کے باہر چاروں طرف ہمالیہ کے مشرق جنوب مشرق۔ جنوب جنوب مغرب۔ مغرب شمال مغرب۔ شمال اور شمال مشرق میں جو لوگ رہتے تھے (تاریخ میں) انہی کا نام اسر ہے۔ جب جب وہ ہمالیہ کے دامن میں رہنے والے آریوں پر حملہ کرتے تھے۔ تب تب یہاں کے راجا مہاراجا انہی شمال وغیرہ اطراف میں آریوں کی معاونت کرتے تھے۔ اور جو جنوب میں شری رام چندر جی سے (راون کی) لڑائی ہوئی تھی۔ اس کا نام "دیواسر سنگرام" نہیں۔ بلکہ اسے رام اور راون کی یا آریوں اور راکشسوں کی لڑائی کہتے ہیں۔ کسی سنسکرت کی تصنیف یا تاریخی کتاب میں نہیں لکھا کہ آریہ لوگ ایران سے آئے۔ اور یہاں کے جنگلی لوگوں سے لڑ کر فتحیاب ہوئے۔ اور انہیں ملک سے باہر نکال کر خود بادشاہ بن گئے۔ (ان مستند بیانات کی موجودگی میں) غیر ممالک کے مصنفوں کی تحریر (جس کے لئے کوئی سند نہیں) کیسے صحیح تسلیم کی جا سکتی ہے؟

म्लेच्छवाचश्चार्यवाचः सर्वे दस्यवः स्मृताः ॥ म्लेच्छदेशस्त्वतः परः ॥

دُنیا میں براہمنوں، کشتریوں۔ ویشوں اور شودروں۔ ان جماعات کے حلقہ سے باہر جو آریوں اور ملیچھوں

لہ وید کا متن یہاں آریہ ہے جس کے معنے ہیں مالک یا ویش۔ آریہ اریہ کا مادہ رِ دھات ہے۔ جس کے معنے ہونگے مالک کا یا خود مالک اریہ اور آریہ معنے کے لحاظ سے ایک ہیں۔ یوں تو آریوں کی تمیز دسیوؤں سے کی جاتی ہے۔ اس تمیز کے لحاظ سے شودر آریوں میں شامل ہیں۔ لیکن پھر آریوں میں بلحاظ تعلیم براہمن۔ کشتری اور ویش بالخصوص آریہ یعنی افضل ہیں۔ دسیوؤں سے آریوں کی تمیز اخلاق کے اعتبار سے کی جاتی ہے۔ اور شودروں سے ذہنی قابلیت کے اعتبار سے ورنہ درحقیقت شودر بھی آریہ ہیں۔

لہ ۲ विजानीह्यार्यान्ये च दस्यवो बर्हिष्मते रन्धया शासदव्रतान् ।

मुखबाहूरुपज्जानां या लोके जातयो बहिः ।

म्लेच्छवाचश्चार्यवाचः सर्वे ते दस्यवः स्मृताः ।

کی بولی بولنے والی اقوام آباد ہیں۔ وہ سب "دسیو" کہلاتی ہیں۔ منو ۱۰-۴۵)

(جہاں کالا ہرن اپنی طبعی رفتار سے چلتا پھرتا ہے۔ وہ خاک پاک (آریاورت) ہے۔ جو قطعات زمین اس کے باہر ہیں۔ اُن کا نام ملیچھ دیش (یا دسیو دیش) ہے۔ (منو سمرتی ۲-۲۳)

اس سے بھی ثابت ہے۔ کہ آریہ ورت کے باہر مشرق شمال مشرق شمال شمال مغرب اور مغرب کے ممالک میں بسنے والوں کا نام دسیو۔ ملیچھ اور اسر تھا۔ اور جنوب مشرق اور جنوب اور جنوب مغرب میں بسنے والوں کا نام راکشس تھا۔ اب بھی دیکھ لو حبشیوں کے خد و خال ایسے ہی ہیبت ناک معلوم ہوتے ہیں جیسے (تاریخوں میں) راکشسوں کے بیان کئے گئے ہیں۔ اور آریاورت کے سمت الرجل یعنی پاؤں کی سیدھ میں بسنے والوں کا نام ناگ اور اس حصۂ زمین کا نام پاتال ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہی ہے۔ کہ روئے زمین کا یہ حصہ آریاورت باشندوں کے پیروں تلے یعنی پاؤں کی سیدھ میں آباد ہے۔ اس ملک کے ناگ بنسی یعنی راجا ناگ کے خاندان کے راجا ہوتے تھے۔ اسی خاندان کی شہزادی الوپی سے ارجن کی شادی ہوئی تھی۔ مختصر یہ کہ اکشواکو سے لیکر کوروؤں پانڈوؤں کے عہد تک تمام روئے زمین پر آریوں کی حکومت تھی۔ اور ملک آریہ ورت کے باہر بھی ویدوں کی کم و بیش اشاعت تھی۔ اس میں سند یہ ہے۔ کہ برہما کے لڑکے وراٹ۔ وراٹ کے لڑکے منو۔ منو کے دس لڑکوں مریچی وغیرہ۔ ان کی اولاد سوایمبھو وغیرہ سات راجاؤں اور ان کی اولاد اکشواکو وغیرہ نے جو آریاورت کے اولین راجا تھے یہ سر زمین آباد کی تھی۔

آریاورت کی غلامی پر اظہار تاسف

اب شامتِ اعمال یعنی آریوں کی کاہلی۔ غفلت اور باہمی مخالفت کی وجہ سے دیگر ممالک کی سلطنت کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ خود آریاورت میں بھی آریوں کی مکمل (بلا شرکت غیرے) بےخوف آزاد اور خود مختارانہ حکومت نہیں ہے۔ اور جو ہے وہ غیر ممالک کے پاؤں تلے روندی جا رہی ہے۔ کوئی کوئی راجا خود مختار ہے۔ جب بُرے دن آتے ہیں۔ تو اہل ملک کو طرح طرح کے مصائب جھیلنے پڑتے ہیں۔

غیر ملکی حکومت کبھی بھی موجب راحت نہیں ہو سکتی

کوئی کتنا کرے اہل ملک کی اپنی حکومت سب سے اعلیٰ اور افضل ہوتی ہے۔ اس کے برعکس ممالک غیر کے باشندوں کا راج۔ خواہ وہ فرقہ وارانہ مذاہب کی ہٹ دھرمی سے مبرا۔ اپنے پرائے کی طرفداری سے پاک۔ رعایا پر حکام کی ماں باپ کی سی شفقت انصاف اور رحم سے بھی متصف کیوں نہ ہو۔ مکمل راحت و آرام کا باعث نہیں ہو سکتا۔ مگر (مصنفان غیر کی تصانیف کے زیر اثر) جدا جدا زبانوں۔ طرح طرح کی تعلیمات اور انواع و اقسام کے رسم و رواج کے اختلافات کا دور ہونا نہایت مشکل ہے۔ اور ان کے دور ہوئے بغیر ایک دوسرے کی بھلائی اور تمام ملک کی طرف سے مشترکہ مقاصد کی تکمیل ہونا محال ہے۔ لہٰذا بریں نیک نہاد اشخاص کا فرض ہے۔ کہ جو احکامات اور تاریخی حالات وید وغیرہ

لہ कृष्णसारस्तु चरति मृगो यत्र स्वभावतः ।
स ज्ञेयो यज्ञियो देशो म्लेच्छदेशस्त्वतः परः ॥

کتب حقہ میں درج ہیں۔ انہی کو صحیح تسلیم کریں۔

موجودہ دُنیا کی عمر

معترض ۔دُنیا کو پیدا ہوئے کتنا زمانہ گزر چکا ہے؟ **مجیب** ۔دُنیا کو پیدا ہوئے اور ویدوں کو معرضِ ظہور میں آئے ایک ارب چھیانوے کروڑ کئی لاکھ اور کئی ہزار برس ہوئے ہیں۔ اس موضوع کی زیادہ وضاحت میری تصنیف (رگوید آدی بھاشیہ بھومکا) میں کی گئی ہے۔ وہاں مطالعہ کیجئے۔ عالم کے بننے اور بنانے کے اسلوب یہی ہیں۔ (جو اوپر ظاہر کئے گئے ہیں) مزید برآں یہ کہ (مادہ کا) لطیف ترین جزو جس کا تجزیہ نہیں ہو سکتا۔ پرمانو۔ ساٹھ پرمانوؤں کا مرکب انو اور دو انوؤں کا مرکب دوینک کہلاتا ہے۔ باد کثیف کا صغیر ترین جزو اسی پیمانے کا ہوتا ہے۔ تین دوینکوں سے آتش چار دوینکوں سے آب اور پانچ دوینکوں سے خاک (کا صغیر ترین جزو) بنتا ہے۔ یا تین دوینکوں سے ترسرینو اور ان کے دو چند سے خاک وغیرہ محسوس اشیاء مرکب ہوتی ہیں۔ پرماتما نے اسی تناسب اور ترتیب سے کرہ ہائے ارض وغیرہ کی ترکیب فرمائی ہے

یہ زمین کس کے سہارے قائم ہے؟

معترض ۔یہ زمین کس پر قائم ہے؟ کوئی کہتا ہے زمین شیش یعنی ہزار پھنوں والے سانپ کے سر پر قائم ہے۔ ایک اور شخص کہتا ہے۔ بیل کے سینگ پر۔ تیسرا کہتا ہے۔ کسی چیز پر نہیں۔ چوتھا کہتا ہے ہوا کے سہارے قائم ہے پانچواں کہتا ہے آفتاب کی کشش کے زیر اثر اپنے مقام (محور) پر قائم ہے چھٹا کہتا ہے کہ زمین بھاری ہونے کی وجہ سے خلا میں بتدریج نیچے جا رہی ہے۔ ہم ان میں سے کس بات کو صحیح تسلیم کریں؟ **مجیب** ۔جو کہتے ہیں کہ زمین شیش ناگ یا بیل کے سر پر قائم ہے ان سے سوال کرنا چاہیئے۔ کہ اس سانپ یا بیل کے ماں باپ کی پیدائش کے وقت کس چیز پر قائم تھی؟ اور خود سانپ اور بیل کس کے سہارے قائم ہیں؟ (یہ سوال سنتے ہی) بیل کا مفروضہ پیش کرنے والے مسلمان تو فوراً خاموش ہو جائیں گے۔ مگر شیش ناگ کے معتقد کہیں گے۔ کہ سانپ کچھوے پر کچھوا آب پر۔ آب آتش پر۔ آتش باد پر۔ اور باد خلا میں قائم ہے۔ اب ان سے سوال کرنا چاہیئے۔ کہ یہ سب کس پر قائم ہیں؟ ان کا جواب یقیناً یہی ہوگا۔ کہ پرمیشور کے سہارے۔ کوئی ان سے سوال کرے۔ کہ شیش کس کی اولاد ہے۔ اور بیل کس کی؟ تو وہ کہیں گے۔ شیش کدرو کے بطن سے پیدا ہوا ہے۔ اور بیل گائے کے۔ (شیش کا باپ کشیپ مریچی کا۔ مریچی منو کا۔ منو وراٹ کا اور وراٹ برہما کا لڑکا تھا۔ اور برہما ابتدائے آفرینش میں پیدا ہوا تھا۔ یعنی شیش کے پیدا ہونے سے پیشتر پانچ پشتیں ہو چکی تھیں اُس وقت زمین کس کے سہارے قائم تھی؟ (شیش کے باپ) کشیپ کے زمانے تک اسے کس نے تھام رکھا تھا؟ اس سوال کے آگے لاجواب ہو کر لڑنے پر اتر آئیں گے۔

اس قصہ کا اصلی مطلب یہ ہے۔ کہ سنسکرت میں شیش "باقی" کو کہتے ہیں۔ کسی شاعر نے لکھ دیا ہوگا۔

"शेषाधारा पृथिवी"

"شیش" پر قائم زمین ہے۔

کسی نے اس کے اصلی معنی نہ سمجھ کر سانپ کی فرضی کہانی وضع کر لی۔ دراصل بات یوں ہے چونکہ پرمیشور عالم کی پیدائش اور فنا کے بعد بھی باقی رہتا ہے۔ یعنی پیدائش اور فنا سے آزاد ہے اس لئے اسے "شیش" کہتے ہیں۔ زمین اسی کے سہارے قائم ہے۔ رگوید ۱۰۔ ۸۵۔ ۱ کا ارشاد ہے:۔

सत्येनोत्तभिता भूमिः ॥ جو پرمیشور ازمنۂ ثلاثہ کی قید سے آزاد و غیر فانی ہے

اسی نے زمین[۱]، آفتاب اور تمام اجرام کو قائم کر رکھا ہے۔

مندرجہ ذیل ارشاد بھی رگوید کا ہے:- उक्षा दाधार पृथिवीमुत द्याम् ॥

(زمین[۲] اور آسمان سورج کے سہارے قائم ہیں۔ رگوید ۱۰-۳۱-۸)

(یہاں لفظ "اکشا" سورج کے معنے میں استعمال ہوا ہے) اسی لفظ کو دیکھ کر کسی نے بیل فرض کر لیا ہوگا کیونکہ "اکشا" بیل کو بھی کہتے ہیں۔ اس احمق کو یہ خیال نہ آیا کہ اتنے بڑے کرۂ زمین کو اپنے اوپر قائم رکھنے کی طاقت بیل میں کہاں سے آئے گی؟ لفظ "اکشا" سے مراد یہاں برسات کے ذریعہ زمین کی آبیاری کرنے والا سورج ہے۔ اس نے اپنی کشش کے سہارے زمین کو ٹھہرایا ہوا ہے۔ مگر سورج وغیرہ کو قائم رکھنے والا بغیر پرمیشور کے اور کوئی نہیں ہے۔ معترض- اتنے بڑے کروں کو پرمیشور کس طرح قائم رکھتا ہے؟ مجیب- جیسے لامحدود خلا کے مقابلہ میں کروں کی حیثیت اتنی بھی نہیں ہے جتنی سمندر کے مقابلہ میں پانی کے چھوٹے چھوٹے قطروں کی۔ ایسے ہی غیر محدود پرمیشور کے سامنے لاتعداد اجرام ایک ذرہ کے برابر بھی نہیں کہے جا سکتے۔ وہ ظاہر و باطن میں ہر جگہ موجود ہے۔ یجروید میں فرمایا ہے:- 'विभूः प्रजासु'

وہ (پرماتما) مخلوقات پر محیط (ہو کر سب کو قائم رکھتا) ہے۔ (یجروید ۳۲-۸)

اگر عیسائیوں، مسلمانوں اور پیروان پران کے اقوال کے مطابق وہ محیط نہ ہوتا تو تمام مخلوقات کو ہرگز قائم نہ رکھ سکتا۔ کیونکہ بغیر احاطہ کے کوئی کسی چیز کو (اپنی طرح) قائم نہیں رکھ سکتا۔ اب اگر کوئی کہے کہ یہ اجرام تو باہمی کشش کے ذریعہ قائم ہیں پھر پرمیشور کے قوام کی کیا ضرورت ہے؟ تو اس سے جواباً پوچھنا چاہیئے کہ مخلوقات غیر محدود ہے یا محدود؟ اگر وہ کہے غیر محدود۔ تو اُسے کہنا چاہیئے کہ متشکل شے کبھی غیر محدود نہیں ہو سکتی اور اگر وہ کہے محدود۔ تو اس سے پوچھنا چاہیئے کہ جہاں اس محدود کائنات کا پرلا کنارہ یعنی انتہا ہے۔ دوسرے لفظوں میں جہاں تمام اجرام ختم ہو جاتے ہیں۔ اور ان کے آگے اور کوئی جسم نہیں۔ وہاں یہ کائنات کس کی کشش سے قائم ہوگی؟ کثیر التعداد اشیاء کا نام مجموعہ اور واحد شے کا نام فرد ہوتا ہے۔ مثلاً کثیر التعداد اشجار کو بن یعنی درختوں کا مجموعہ کہتے ہیں۔ اور ایک ایک درخت کو الگ شمار کریں تو اسے فرد کہا جاتا ہے۔ ایسے ہی تمام اجرام کو بحیثیت مجموعی ایک سمجھ کر کائنات کہا جائے۔ تو اس تمام کائنات کے قوام اور کشش کا باعث سوائے پرمیشور کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ پس جو پرماتما تمام عالم کو پیدا کرتا ہے۔ وہی اس کو قائم بھی رکھتا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے:-

स दाधार पृथिवीं द्यामुतेमाम् ॥

وہی (پرماتما)، زمین (وغیرہ تاریک) اور سورج وغیرہ، روشن اجرام اور اشیاء کو خلق کرنے اور قائم رکھنے والا ہے۔ (یجروید ۱۳-۴)

جو سب پر محیط ہے۔ وہی تمام عالم کا خالق اور قیوم ہے۔

---

[۱] یہاں بھومی سے مراد ہے تمام عالم مادی۔ زمین، آفتاب اور تمام اجرام اس کی تفصیل ہیں۔ [۲] رگوید ۱۰-۳۱-۸ کی عبارت یوں ہے:-

स द्यावापृथिवी बिभर्ति ॥

اور اتھروید ۴-۱۱-۱ کی عبارت اس طرح ہے:-

अनड्वान् दाधार पृथिवीमुत द्याम् ॥

مفہوم ہر دو عبارات کا ایک ہے۔

زمین متحرک ہے

معترض - زمین وغیرہ اجرام حرکت کرتے ہیں یا ساکن ہیں؟ مجیب - گردش کرتے ہیں۔
معترض - بعض لوگ کہتے ہیں کہ سورج گردش کرتا ہے۔ زمین نہیں۔ بعض کہتے ہیں زمین
گھومتی ہے سورج نہیں۔ ہم کس کے قول کو صحیح تسلیم کریں؟ مجیب - یہ دونوں اقوال نیم باطل ہیں کیونکہ وید میں کہا ہے

आयं गौः पृश्निरक्रमीदसदन्मातरं पुरः ।। पितरं च प्रयन्त्स्वः ।।।

یہ کرۂ زمین پانی (سمندر) سمیت سورج کے چاروں طرف گردش کر رہا ہے۔ یجروید ۳-۶

اس سے ظاہر ہے۔ کہ زمین گردش کرتی ہے۔ اسی وید میں ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوا ہے:-

आ कृष्णेन रजसा वर्त्तमानो निवेशयन्नमृतं मर्त्यं च ।
हिरण्ययेन सविता रथेना देवो याति भुवनानि पश्यन् ।।

آفتاب بارش وغیرہ کا باعث۔ مخزن نور سراپا جلی یعنی دلفریب ہیئت کے ساتھ موجود۔ چاند اور دیگر اشیاء پر برسات یا کرنوں کی شکل میں جوہر حیات کی بارش کر کے تمام مجسم اشیاء کو دیکھنے والوں کے حیطۂ نظر میں لاتا ہوا تمام اجرام کے ساتھ قوت کشش کے ذریعہ وابستہ اپنے محور پر گردش کرتا ہے (کسی دوسرے جرم کے گرد نہیں گھومتا۔) (یجروید ۳۳-۴۳)

اسی طرح ہر ایک دنیا میں ایک سورج روشنی دیتا اور دیگر تمام اجرام روشنی حاصل کرتے ہیں۔ اتھروید میں کہا ہے:- दिवि सोमो अधि श्रितः ।। چاند سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے (اتھروید ۱۴-۱-۱)

اسی طرح زمین وغیرہ اجرام بھی سورج سے ہی روشنی حاصل کرتے ہیں۔ اسی سے رات دن ظہور میں آتے ہیں۔ یہ رات اور دن (دونوں) ہر وقت قائم رہتے ہیں۔ کیونکہ سورج کے گرد گردش کرتے ہوئے زمین کا جو حصہ سورج کے سامنے آجاتا ہے۔ اس میں دن اور جو حصہ پس پشت یعنی اوجھل ہو جاتا ہے۔ اس میں رات ہوتی ہے طلوع آفتاب۔ غروب آفتاب۔ صبح۔ شام۔ دوپہر۔ آدھی رات وغیرہ اوقات کسی نہ کسی حصہ زمین پر ہمیشہ قائم رہتے ہیں۔ مثلاً جب آریاورت میں آفتاب کا طلوع ہوتا ہے۔ اس وقت پاتال یعنی امریکہ میں غروب ہوتا ہے اور جب آریاورت میں غروب ہوتا ہے۔ تب امریکہ میں طلوع ہوتا ہے جب آریاورت میں دوپہر ہوتی ہے اس وقت امریکہ میں آدھی رات۔ اور جب آریاورت میں آدھی رات ہوتی ہے۔ تب امریکہ میں دوپہر ہوتی ہے۔ جو کہتے ہیں کہ سورج گردش کرتا ہے۔ اور زمین گردش نہیں کرتی۔ وہ علم ہیئت سے بے بہرہ ہیں۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو دن رات کی میعاد ہزاروں برس ہوتی۔ سورج کا ایک نام "برَدھن" یعنی زمین سے لاکھوں گنا بڑا اور کروڑوں کوس دور ہے۔ مثال کے طور پر اگر رائی کے سامنے پہاڑ گردش کرے تو بہت وقت لگے گا۔ لیکن اگر (پہاڑ کے سامنے) رائی کا دانہ گردش کرے۔ تو ذرا بھی وقت نہیں لگتا۔ اسی طرح دن رات کی پیدائش (زمین کی گردش سے ہو تو) دن رات کی میعاد مناسب حدود کے اندر رہتی ہے۔ سورج کی گردش سے ہرگز یہ حالت نہیں ہو سکتی۔ جو لوگ سورج کو ساکن کہتے ہیں وہ بھی علم نجوم سے ناواقف ہیں۔ کیونکہ اگر سورج گردش نہ کرتا۔ تو ایک (راشی) منزل سے دوسری (راشی) منزل میں نہ جا سکتا۔ اس کے علاوہ کوئی ثقیل شے خلا میں بغیر گردش کئے ساکن نہیں رہ سکتی۔ اور جو جینی کہتے ہیں۔ کہ زمین گھومتی نہیں۔ بلکہ بتدریج نیچے جا رہی ہے۔ یا یہ کہ (دیگر اجرام اور ممالک سے قطع

نظر فقط جمبو دیپ میں دو سورج اور دو چاند ہیں۔ وہ گویا بھنگ کے گہرے نشہ میں مست ہیں۔ اگر زمین ۱؎ بحقیقت گردش نہ کرتی۔ بلکہ نیچے جا رہی ہوتی۔ تو ہوا کے چکر نہ بن سکتے۔ اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی۔ اس حالت میں پست مقامات میں رہنے والوں کو ہوا چھو ہی نہ سکتی اور نہ زمین کے نچلے حصہ میں رہنے والوں کو زیادہ زیادہ ہوا لگتی۔ اور اگر چاند سورج دو ہوتے تو رات نہ ہوتی اور نہ اندھیرا پکھواڑہ۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ اس ایک ۲؎ زمین کے حلقہ میں ایک چاند اور متعدد زمینوں (سیاروں) کے درمیان ایک آفتاب ہے۔

آفتاب وغیرہ اجرام فلکی میں انسانی آبادی

معترض سورج چاند اور تارے کیا چیز ہیں؟ کیا ان میں انسان وغیرہ کی آبادی ہے یا نہیں؟ **مجیب**۔ یہ تمام زمین کی قسم کے کرّے ہیں۔ اور ان میں انسان وغیرہ مخلوقات آباد ہے۔ چنانچہ شتپتھ براہمن میں مرقوم ہے:-

एते एतेषु हीदथं सर्वं वसु हितमेते हीदथं सर्वं वासयन्ते

तद्यदिदथं सर्वं वासयन्ते तस्माद्वसव इति ॥

آتش۔ ہوا۔ آفتاب۔ زمین۔ خلا۔ آسمان۔ چاند اور تاروں کا نام "وسو" اس لئے ہے۔ کہ ان میں تمام اشیاء اور مخلوقات بستی ہے یا یوں کہو کہ یہ تمام مخلوقات کو بساتے ہیں۔ لہٰذا مخلوقات کی بستی ہونے کی وجہ سے یہ سب "وسو" کہلاتے ہیں۔

(شتپتھ براہمن ۱۴-۶-۷-۴)

جب سورج۔ چاند اور تارے زمین کی طرح "وسو" یعنی مخلوقات کی بستیاں ہیں۔ تو ان میں بھی اس قسم کی مخلوقات ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے؟ جب یہ چھوٹا سا کرہ (زمین) انسان وغیرہ مخلوقات سے آباد ہے۔ تو کیا دیگر اجرام غیر آباد ہوں گے؟ پرمیشور کا کوئی کام بغیر مطلب کے نہیں ہوتا۔ اگر لاتعداد اجرام میں انسان وغیرہ کی آبادی نہ ہو تو کیا صنعت ایزدی بارور ہو سکتی ہے؟ پس ثابت ہے۔ کہ تمام اجرام میں انسان وغیرہ (مخلوقات) آباد ہے۔

اس کرۂ ارض اور دیگر کرّوں کی مخلوقات میں یگانگت

معترض۔ دیگر کرّوں میں بھی انسان وغیرہ مخلوقات کی اشکال اور اعضاء ایسے ہی ہوں گے۔ جیسے اس زمین پر ہیں یا اس سے مختلف؟ **مجیب** اشکال کا کچھ کچھ اختلاف ہونا ممکن ہے جیسے اس کرہ زمین پر چینی حبشی۔ آریاورت اور یورپ کے باشندوں کے اعضاء، رنگ روپ اور شکل میں تھوڑا تھوڑا فرق پایا جاتا ہے۔ ایسے ہی مختلف کرّوں میں بھی اس قسم کے اختلافات کا پایا جانا ممکن ہے تاہم جس نوع کی جیسی بناوٹ اس کرۂ زمین پر ہے ویسی ہی دیگر کرّوں میں بھی ہے جسم کے جس جس حصے میں آنکھ وغیرہ جو جو اعضاء یہاں پائے جاتے ہیں۔ دیگر کرّوں میں بھی (وہی اعضاء اس نوع کے اجسام کے) انہی حصوں میں پائے جاتے ہیں۔ وید مقدس کا ارشاد ہے کہ:-

सूर्याचन्द्रमसौ धाता यथापूर्वमकल्पयत् ।

दिवं च पृथिवीं चान्तरिक्षमथो स्वः ॥

۱؎ جاتی ہوائیں وغیرہ کے چکر زمین کی گردش کی وجہ سے بنتے ہیں ۲؎ جو کشش ثقل کی وجہ سے زمین کے چاروں طرف موجود ہے۔ اگر زمین ہی نیچے کی طرف جا رہی ہو یعنی اس میں چاروں طرف کی اشیاء کو اپنی طرف کھینچنے کی قدرت ہی نہ ہو۔ تو ہوا اس کے نیچے دب کر رکے گی۔ لیکن اوپر سے نیچے کی طرف کھینچے گی نہیں۔ ۳؎ دیگر سیاروں کے حلقہ میں ایک سے زائد چاند بھی ہیں۔

پرماتما نے جس طرح کا سورج - چاند - آسمان - زمین خلا اور اس میں قائم اشیاء جو سب اپنے خاص انداز سے موجب راحت ہیں گذشتہ آفرینش میں پیدا کی تھیں - ویسی ہی اس آفرینش میں پیدا کی ہیں - (رگوید ۱۰ - ۱۹ - ۳)

مخلوقات تمام اجرام میں ایسی بنائی گئی ہیں اختلاف ذرا بھی نہیں ہوتا -

تمام کُروں میں ایک ہی وید ظہور پذیر ہوتے ہیں

معترض - جو وید اس دُنیا میں معرض ظہور میں آئے ہیں

وہی دیگر دنیاؤں میں بھی معرض ظہور میں آتے ہیں یا نہیں؟ مجیب - وُہی وید (تمام دُنیاؤں میں) معرض ظہور میں آتے ہیں - جیسے ایک بادشاہ کا ضابطۂ حکومت اور تدبیر ملکی تمام ممالک میں ایک سی ہوتی ہے - ایسے ہی پرمیشور راج ادھراج (شاہنشاہ) کا شہنشاہ ہے کا قانون حکمت مقدر وید اس کی تمام سلطنت یعنی کائنات میں ایک سا ہے -

پرمیشور ازلی اشیاء کا خالق نہ ہونے پر بھی اُن کا مالک کیوں ہے

معترض - جب ارواح اور مادہ دُنیا ازلی ہیں - یعنی پرمیشور کے پیدا کئے ہوئے نہیں - تو ان پر پرمیشور کا اختیار بھی نہیں ہونا چاہئیے کیونکہ یہ سب موجود بالذات ہیں مجیب - جیسے راجا اور رعایا ہمعصر ہوتے ہیں - تاہم رعایا راجا کے ماتحت ہوتی ہے ویسے ہی ارواح اور غیر مدرک مادہ (پرمیشور کے ہمعصر یعنی ازلی و ابدی ہونے پر بھی) پرمیشور کے حیطۂ اختیار میں ہیں جب پرمیشور تمام کائنات کو خلق کرنے - ارواح کو ان کے اعمال کا ثمرہ دینے اور سب کی کماحقہ حفاظت کرنے والا اور لا انتہا قدرت کا مالک ہے تو کم قدرت (ارواح) اور غیر مدرک اشیاء اس کے قبضۂ قدرت میں کیوں نہ ہوں؟ روح عمل کرنے میں آزاد ہے - لیکن اعمال کی سزا و جزا پانے میں پرمیشور کے قانون کے ماتحت مجبور ہے - اور عالم کی پیدائش - پرورش اور فنا کی علت فاعلی قدیر کل پرمیشور ہے -

(یہ مختصر بیان عالم کی پیدائش - قیام اور فنا کے بارے میں کیا گیا) آئندہ باب میں عرفان و جہل اور قید و نجات کا بیان کیا جائے گا -

تمام شد

باب ہشتم درباره تخلیق و قیام و تحلیل عالم - کتاب فصاحت انتساب ستیارتھ پرکاش مصنفہ شری سوامی دیانند سرسوتی

باب نہم

عرفان و جہل اور قید و نجات

علم عمل اور عبادت

विद्यां चाऽविद्यां च यस्तद्वेदोभयं सह ।
अविद्यया मृत्युं तीर्त्वा विद्ययाऽमृतमश्नुते ॥

جو شخص ایک ساتھ ودیا (عرفان) اور اودیا (عمل اور عبادت) کی ماہیت سے واقف ہے وہ اودیا (عمل اور عبادت) کے ذریعہ موت پار ہو کر ودیا (عرفان) کے ذریعہ نجات حاصل کر لیتا ہے۔ یجروید ۴۰۔۱۴

عمل اور عبادت کو اودیا اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ ظاہر اور باطن کے ایک خاص قسم کے فعل کا نام ہے کسی خاص قسم کے علم کا نام نہیں منتر مندرجہ بالا میں درج ہے۔ کہ پاک اعمال اور پرمیشور کی عبادت کے بغیر کوئی شخص مرض موت سے نجات نہیں پا سکتا۔ دوسرے لفظوں میں خلوص عمل خلوص عبادت اور خلوص علم نجات کا اور دروغ گوئی وغیرہ غیر خالص اعمال پتھر کی مورتوں وغیرہ کی عبادت اور غیر صحیح علم قید کا موجب ہیں۔ کوئی شخص لمحہ بھر بھی عمل عبادت اور علم کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس حالت میں راستی گوئی وغیرہ اعمال جو احکام الہٰی کے مطابق ہیں کرنے اور دروغ گوئی وغیرہ افعال جو احکام الہٰی کے مخالف ہیں ترک کر دینے چاہئیں یہی طرز عمل نجات کا باعث ہے۔ معترض۔ نجات کسے حاصل نہیں؟ مجیب۔ جو شخص مقید ہے اُسے۔ معترض۔ مقید کون ہے؟ مجیب۔ جو روح کفر اور جہل میں پھنسی ہوئی ہے۔

نجات فطرتاً نہیں ہوتی

معترض۔ قید و نجات فطرتاً یعنی اپنے آپ ہوتی ہیں یا بالعلت؟ مجیب۔ بالعلت۔ کیونکہ اگر قید یا نجات فطرتاً (خاصۂ طبعی کے خاص طور پر اپنے آپ) ہوتیں تو نہ قید کا خاتمہ ہوتا نہ نجات کا۔ معترض۔ مانڈوکیہ اپنشد پر گوڑپاد آچاریہ کی کارِکا (شرح منظوم) میں لکھا ہے:۔

न निरोधो न चोत्पत्तिर्न बद्धो न च साधकः ।

न मुमुक्षुर्न वै मुक्त इत्येषा परमार्थता ॥

(چونکہ روح دراصل خدا ہے۔ اس لئے) یہ نہ کبھی قید یعنی حجاب میں آتی۔ نہ پیدا ہوتی۔ نہ بندشیں اور ریاضت کرتی ہے۔ نہ یہ نجات کی خواہش کرتی ہے۔ اور نہ کبھی اس کی نجات ہوتی ہے۔ (کیونکہ جب درحقیقت قید ہی نہیں ہوئی۔ تو پھر نجات کیسی؟

مجیب۔ نو جدید کے ویدانتیوں کا یہ قول[1] صحیح نہیں۔ کیونکہ روح بالذات محدود ہونے کی وجہ سے حجاب میں آتی قالب کے ساتھ ظاہر ہونے میں پیدا ہوتی۔ گناہوں کی سزا پانے کے معنوں میں مقید ہوتی۔ قید سے چھوٹنے کے لئے تدابیر اختیار کرتی۔ نجات کی خواہش کرتی۔ اور رنج سے آزاد اور سراپا سرور پرماتما سے واصل ہو کر لذتِ نجات سے بہرہ یاب بھی ہوتی ہے۔

فاعل اور متحمل روح ہے

معترض۔ یہ تمام کوائف جسم اور آلۂ باطنی (انتہ کرن) کے ہیں روح کے نہیں کیونکہ روح تو گناہ و ثواب سے آزاد شاہد محض ہے۔ سردی اور گرمی وغیرہ کوائف جسم وغیرہ پر طاری ہوتے ہیں۔ روح غیر ملوث رہتی ہے۔ مجیب۔ جسم اور (انتہ کرن) آلۂ باطنی غیر مدرک ہیں۔ وہ سردی گرمی سے بلعید ہیں۔ انہیں ان کا احساس نہیں ہوتا[2] جو مدرک انسان وغیرہ جاندار (کوائف) کے زیر اثر آتا ہے۔ اسی کو سردی گرمی کا علم اور احساس ہوتا ہے اسی طرح

---

[1] نو ویدانت کا جدید دور شری شنکر آچاریہ کے وقت سے شروع ہوتا ہے۔ "ہمہ اوست" کی تعلیم اسی دور میں دی گئی ہے۔ اس سے پیشتر کے ویدانتی صرف وحدت کے قائل نہیں تھے۔

[2] متن میں ہے "انہیں چھوتا ہے"۔

پر آن (انفاس) بھی غیر مدرک ہیں بھوک پیاس انہیں نہیں بلکہ جاندار رُوح کو لگتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس من (من) آلۂ خیال بھی غیر مدرک ہے شادی وغم اسے نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کے ذریعہ رُوح شادی وغم الم رنج وراحت کا احساس کرتی ہے۔ جیسے کان وغیرہ حواس ظاہری کے ذریعہ مرغوب وغیر مرغوب آواز وغیرہ محسوسات کے احساس سے رُوح خوش و ناخوش ہوتی ہے۔ اسی طرح (انتہ کرن) آلات باطن یعنی (من) آلۂ خیال۔ (بدھی) آلۂ عقل۔ (چت) آلۂ یادداشت یعنی ذہن اور (اہنکار) آلۂ انانیت سے بالترتیب (سنکلپ وکلپ) قصد و تامل۔ یقین۔ حفظ اور انانیت کا کرنے والا سزا و جزا کا مستحق ہوتا ہے۔ جیسے (قتل کی صورت میں سزا کی مستحق تلوار نہیں بلکہ تلوار کے ذریعہ قتل کرنے والا شخص ہوتا ہے۔ اسی طرح (دیہہ) جسم۔ (اندریاں) حواس و جوارح (انتہ کرن) آلات باطن اور (پران) انفاس کے ذریعہ نیک و بد اعمال کی کرنے والی رُوح رنج وراحت کی متحمل ہوتی ہے۔ رُوح اعمال کی شاہد نہیں بلکہ فاعل اور رنج و راحت کی متحمل ہے۔ اعمال کا شاہد محض تو واحد لاشریک پرماتما ہے جو رُوح اعمال کی فاعل ہے۔ وہی اعمال (کے تاثرات) سے ملوث ہوتی ہے۔ وہ ایشور (جو) شاہد محض (ہے ملوث نہیں (ہوتا)۔

جیو ایشور کا عکس نہیں

معترض۔ رُوح ذات باری کا عکس ہے۔ جیسے آئینے کے ٹوٹنے پھوٹنے سے عکس کو کچھ نقصان نہیں پہنچتا۔ اسی طرح (آلۂ باطن کے نیست و نابود ہو جانے سے رُوح کو نقصان نہیں پہنچتا) (انتہ کرن) آلۂ باطن میں ذات باری کا عکس یعنی رُوح تب تک موجود ہے۔ جب تک (انتہ کرن) آلۂ باطن کا عارضہ (اُپادھی) موجود ہے۔ جب (انتہ کرن) آلۂ باطن نیست و نابود ہو گیا۔ تب رُوح کی نجات ہو جائے گی۔ مجیب۔ یہ قول طفلانہ ہے عکس ایک متشکل چیز کا دوسری متشکل چیز میں پڑتا ہے۔ مثلاً چہرہ اور آئینہ دونوں متشکل اور ایک دوسرے سے جدا ہیں۔ اگر باہم جدا نہ ہوں تو بھی عکس نہیں پڑ سکتا۔ ذات باری محیط (کسی چیز سے جدا نہیں) اور غیر متشکل ہے اس لئے اس کا عکس نہیں ہو سکتا۔ معترض۔ دیکھو۔ گہرے پانی میں غیر متشکل اور محیط (آکاش) خلا کا عکس پڑتا ہے۔ اسی طرح صاف آلۂ باطن میں پرماتما کا عکس (رُوح کی صورت میں موجود ہے۔ (رُوح کو) اسی لئے (چدابھاس) مدرک ذات کا عکس کہتے ہیں۔ مجیب۔ یہ طفلانہ عقل کی لاف زنی بڑبڑاہٹ ہے کیونکہ خلا تو نظر آتا ہی نہیں۔ اسے آنکھ سے کوئی نہیں دیکھ سکتا جب خلا کی نسبت کیف یا کم کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ تو خلا کو کیونکر دیکھ سکتا ہے؟ معترض۔ یہ جو اوپر نیلا اور دھندلا سا نظر آتا ہے۔ وہ خلا ہے یا نہیں۔ مجیب۔ نہیں۔ معترض۔ تو وہ کیا ہے؟ مجیب۔ خاک۔ آب۔ اور آتش کے جدا جدا (تر سریٹر) ذرات نظر آتے ہیں۔ اس میں جو نیلا پن زیادہ ہے۔ وہ اس پانی کا رنگ ہے جو برستا ہے۔ اور جو دھندلا پن نظر آتا ہے۔ وہ خاک کا غبار ہے جو ہوا میں حرکت کر رہا ہے اسی کا عکس پانی یا آئینے میں نظر آتا ہے۔ آکاش (خلا) کا ہرگز نہیں۔

رُوح اور خدا کا اختلاف برائے نام نہیں

معترض۔ جیسے (اگرچہ آکاش یعنی خلا ایک ہے تاہم مختلف ناموں کے باعث) گھٹاکاش (گھڑے کا خلا) مٹھاکاش (مکان کا خلا) میگھاکاش (بادل کا خلا) اور مہداکاش (وسیع

ف۔ دیکھو صفحہ نمبر ۲۲۵

خلا) عام بول چال میں باہم متمیز (ایک دوسرے سے الگ تصور) ہوتے ہیں۔ اسی طرح (اپادھی۔ دو قسم کے) عوارض یعنی عالم کائنات اور (انتہ کرن) آلۂ باطن کے اختلاف کے باعث واحد ذات باری کے بالترتیب ایشور اور روح دو مختلف نام ہوتے ہیں۔ جب گھڑا وغیرہ نیست و نابود ہو جاتے ہیں۔ تو آکاش یعنی خلا کا واحد نام ویسا خلا رہ جاتا ہے۔ اسی ہی اپادھیوں یعنی عوارض کے نیست و نابود ہو جانے پر برہم یعنی ذات باری کا بھی واحد نام برہم یعنی ذات باری رہ جاتا ہے۔

مجیب۔ یہ قول بھی علم سے بے بہرہ اشخاص کا ہے۔ کیونکہ آکاش (خلا) کبھی منقسم نہیں ہوتا۔ بول چال میں بھی یہی کہا جاتا ہے۔ گھڑا لاؤ۔ یہ کوئی نہیں کہتا۔ کہ (گھٹاکاش) گھڑے کا خلا لاؤ۔ پس یہ بات بھی صحیح نہیں۔

اس اختلاف کا باعث آلاتِ باطن نہیں

معترض۔ جیسے سمندر میں مچھلیاں اور کیڑے اور خلا میں پرندے وغیرہ حرکت کرتے ہیں اسی طرح چداکاش یعنی اور اک محیط (ذات باری) میں سب (انتہ کرن) آلاتِ باطن حرکت کرتے ہیں۔ وہ خود غیر مدرک ہیں۔ لیکن جیسے آگ کی نزدیکی کی وجہ سے لوہا گرم ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی محیط ذات باری کی قربت کی وجہ سے انتہ کرن (آلاتِ باطن) مدرک ہو رہے ہیں۔ جیسے پرندے وغیرہ متحرک ہیں لیکن خلا غیر متحرک ہے۔ ایسے ہی انتہ کرن یعنی آلاتِ باطن متحرک ہیں اور ذات باری غیر متحرک ہے۔ پس روح کو آلاتِ باطن میں مقیم برہم (ذات باری) مان لینے میں کوئی نقص عاید نہیں ہوتا۔

مجیب۔ تمہاری یہ مثال بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ اگر محیط برہم (باری تعالےٰ) آلاتِ باطن میں متجلی ہو کر روح کی صورت اختیار کر لیتا ہے تو علیم کل وغیرہ صفات اس میں رہتی ہیں یا نہیں؟ اگر تم کہو۔ کہ آورن (حجاب کی وجہ سے علیم کل نہیں رہتا تو پھر یہ بھی بتاؤ۔ کہ کیا برہم (باری تعالےٰ) محجوب اور منقسم ہے یا غیر منقسم؟ اگر کہو کہ غیر محجوب و غیر منقسم ہے۔ تو پھر بیچ میں کوئی حجاب یعنی پردہ نہیں ڈال سکتا۔ اور اگر حجاب نہیں ہے۔ تو پھر وہ علیم کل کیوں نہیں؟ اگر کہو۔ کہ اپنی حقیقت کو فراموش کر کے (انتہ کرن) آلۂ باطن کے ساتھ (حقیقۃً نہیں۔ بلکہ) مجازاً متحرک ہے۔ تو سوال یہ ہے۔ کہ اگر (ذات باری) بالذات متحرک نہیں۔ تو (انتہ کرن) آلۂ باطن جس جس سابقہ مقام کو چھوڑ کر آگے آگے نیا مقام اختیار کرتا جائے گا۔ اس اس مقام کا برہم (باری تعالےٰ) گرفتار وہم یعنی پابند جہل ہوتا جائے گا۔ اور جس جس مقام کا برہم (باری تعالےٰ) آلۂ باطن سے آزاد ہوتا جائے گا۔ وہاں وہاں کا برہم (باری تعالےٰ) ذی علم پاک اور آزاد ہوتا جائے گا۔ اسی طرح جا بجا (انتہ کرن) آلاتِ باطن عالم کائنات کے برہم (باری تعالےٰ) کو بگاڑا کریں گے۔ اور قید و نجات بھی لمحہ لمحہ میں ہوا کرے گی۔ اگر حقیقۃً ایسا ہی ہوتا جیسا کہ تم کہتے اور تصدیق کرتے ہو۔ تو کبھی روح کو دیکھی سنی بات یاد نہ رہتی۔ کیونکہ جس مقام کے برہم نے (جو واقعہ) دیکھا تھا۔ (اس واقعہ کو) یاد کرتے کے وقت وہ یعنی اس مقام کا برہم (باری تعالےٰ) رہا ہی نہیں پس ثابت ہے۔ کہ روح اور خدا یا خدا اور روح کبھی ایک نہیں ہوتے۔ ہمیشہ مختلف رہتے ہیں۔

اس اختلاف کا باعث ادھیاروپ صنعت مجازہ نہیں

معترض۔ یہ (ادھیاروپ)

صنعت مجاز ہے۔ مجاز کے معنے ہیں ایک چیز میں دُوسری چیز کا تصور کرنا۔ برہم (ذات باری) میں تمام عالم اور اس کی حرکات کا تصور کرنے سے متلاشی (حق) کو (حقیقت) کا علم کرایا ہوتا ہے۔ درحقیقت تمام (عالم موجودات) برہم (باری تعالےٰ) ہی ہے۔ مجیب۔ اس (ادھیارو پ) مجازی تصور کا کرنے والا کون ہے؟ معترض۔ جیو۔ مجیب۔ جیو کسے کہتے ہیں؟ معترض (انتہ کرن) آلہ باطن میں مقید مدرک ذات کو۔ مجیب (انتہ کرن) آلہ باطن میں مقید مدرک کوئی اور ہے یا وہی برہم (باری تعالےٰ)؟ معترض۔ وہی برہم (باری تعالےٰ)۔ مجیب۔ تو کیا برہم (باری تعالےٰ) نے ہی اپنے آپ میں عالم موجودات کا تصور باطل باندھ لیا؟ معترض۔ جس سے برہم کا کیا نقصان ہوتا ہے؟ مجیب۔ جو باطل تصورات باندھے۔ وہ کیا بطالت (جھوٹ) کا مرتکب نہیں ہوتا؟ معترض۔ نہیں۔ کیونکہ جو بھی بات (من) آلہ خیال کے ذریعہ تصور میں لائی جاتی۔ اور زبان کے ذریعہ کہی جاتی ہے۔ وہ سب باطل ہے۔ مجیب۔ تو ذہن سے باطل تصور کرنے اور زبان سے باطل کہنے والا برہم (باری تعالےٰ) باطل فی الخیال اور باطل فی القول ہوا یا نہیں؟ معترض۔ ہو ہمیں بسر و چشم منظور ہے۔ مجیب۔ واہ رے بطالت کے پتلے ویدانتیو! تم نے حق فی بالذات۔ حق فی الجزم۔ حق فی الارادہ پرماتما کو باطل بنا دیا۔ کیا یہ عقیدہ تمہاری ذلت کا باعث نہیں؟ کونسی اپنشد یعنی سُوتر یا وید میں لکھا ہے۔ کہ پرمیشور باطل فی الارادہ یا باطل فی القول ہے؟ تمہارے اقوال پر یہ مثل صادق آتی ہے۔ کہ اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ کیونکہ یہ بات تو درست ہے کہ کوتوال چور کو ڈانٹے۔ لیکن یہ بات درست نہیں۔ کہ چور کوتوال کو ڈانٹے۔ تم خود باطل فی الارادہ اور باطل فی القول ہو کر اپنا عیب بے وجہ برہم (باری تعالےٰ) سے منسوب کرتے ہو۔ اگر برہم (باری تعالےٰ) باطل فی العلم باطل فی القول اور باطل فی العمل ہو۔ تو (اس کا ایک حصہ نہیں بلکہ اس کی) تمام کی تمام ذات باطل ہو جائے گی۔ کیونکہ وہ تمام ایک سا یعنی سراسر حق۔ دُوسرے لفظوں میں) حق فی الذات حق فی العلم۔ حق فی القول۔ اور حق فی العمل ہے۔ یہ تمام عیب تمہارے اپنے ہیں۔ باری تعالےٰ کے نہیں۔ جسے تم علم کہتے ہو وہ جہل ہے تمہارا وہ (ادھیارو پ) مجازی تصور بھی باطل ہے۔ خود برہم (ذات باری) نہ ہو کر اپنے آپ کو برہم (باری تعالےٰ) اور برہم (باری تعالےٰ) کو جیو تصور کرنا جہل نہیں تو کیا ہے؟ جو محیط ہے وہ محدود۔ جاہل اور مقید کبھی نہیں ہوتا۔ جاہل۔ محدود۔ مقامی صغیر اور قلیل العلم تو جیو ہوتی ہے۔ علیم کل محیط۔ باری تعالےٰ (ان نقائص کا) حامل نہیں ہوتا۔

اب اس کے آگے قید و نجات کا بیان کیا جائے گا۔

قید و نجات

معترض۔ نجات کسے کہتے ہیں؟ مجیب۔ جس حالت میں مخلصی ہو اسے نجات کہتے ہیں۔ معترض۔ مخلصی کس سے؟ مجیب۔ جس سے آزاد ہونے کی خواہش تمام ارواح کرتی ہیں۔ معترض۔ ارواح کس سے آزاد ہونے کی خواہش کرتی ہیں؟ مجیب۔ جس سے آزاد ہونا مطلب ہے۔ معترض کس سے آزاد ہونا مطلوب ہے؟ مجیب۔ رنج سے۔ معترض (ارواح) آزاد ہو کر کیا حاصل کرتی اور کہاں رہتی ہیں؟ مجیب۔ راحت حاصل کرتی اور برہم (ذات باری) میں رہتی ہیں۔

قید و نجات کے اسباب

معترض۔ قید و نجات کن کن اسباب کا نتیجہ ہے؟ مجیب۔ پرمیشور کے

احکام کے پابند رہنے۔ کفر۔ جہل۔ بری صحبت۔ ناپاک اثرات اور بری عادات سے پرہیز کرنے۔ سچ بولنے۔ دوسروں کا بھلا کرنے۔ علم۔ بے تعصبانہ انصاف۔ دین کی ترقی کرنے۔ مندرجہ بالا طریق سے (ستتی) پرمیشور کی حمد و ثنا کرنے (پرارتھنا) اس سے دعا مانگنے اور (اپاسنا) اس کے حضور میں حاضر رہنے یعنی ریاضت ہائے یوگ کی مشق اور علوم کا مطالعہ کرنے تعلیم دینے اور ایماندارانہ محنت کر کے علم کی ترقی کرنے۔ بہترین ذرائع استعمال کرنے اور تمام اعمال بغیر طرفداری کے انصاف اور دین کے مطابق کرنے وغیرہ وسائل سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ اس کے برعکس احکام الٰہی کے خلاف چلنے وغیرہ افعال کا نتیجہ قید ہوتا ہے۔

حالت نجات میں روح

معترض۔ حالت نجات میں روح محو ہو جاتی ہے یا موجود رہتی ہے؟ مجیب۔ موجود رہتی ہے۔ معترض۔ کہاں رہتی ہے؟ مجیب۔ برہم (ذات باری) میں۔ معترض۔ برہم (ذات باری) کہاں ہے؟ اور نجات یافتہ روح کسی ایک مقام پر رہتی ہے یا حسب دل خواہ ہر جگہ حرکت کرتی ہے؟ مجیب۔ برہم (ذات باری) ہر جگہ موجود ہے۔ اس میں نجات یافتہ روح علم اور سرور سے مستفید ہو کر بلا روک ٹوک آزادانہ حرکت کرتی ہے۔ معترض۔ نجات یافتہ روح کا مستقل شریر یعنی جسم کثیف ہوتا ہے یا نہیں؟ مجیب۔ نہیں ہوتا۔ معترض۔ پھر وہ راحت اور سرور سے کس طرح بہرہ ور ہوتی ہے؟ مجیب۔ اس کے عوم راحت وغیرہ طبعی خواص اور قوی قائم رہتے ہیں۔ مگر علاقہ مادی نہیں رہتا۔ چنانچہ شتپتھ براہمن میں لکھا ہے:

शृण्वन् श्रोत्रं भवति, स्पर्शयन् त्वग्भवति, पश्यन् चक्षुर्भवति, रसयन् रसना भवति, जिघ्रन् घ्राणं भवति, मन्वानो मनो भवति, बोधयन् बुद्धिर्भवति, चेतयंश्चित्तम्भवत्यहङ्कुर्वाणोऽहङ्कारो भवति ॥

(حالت نجات میں مادی جسم اور حواس و جوارح روح کے ساتھ نہیں رہتے۔ لیکن اس کے طبعی اوصاف اپنی خالص حالت میں قائم رہتے ہیں۔ حالت نجات میں) جب روح سننا چاہتی ہے تو اپنی قدرت سے کان۔ جب چھونا چاہتی ہے تب جلد۔ دیکھنا چاہتی ہے تب آنکھ۔ چکھنا چاہتی ہے تب زبان۔ سونگھنا چاہتی ہے تب ناک۔ تصور و تامل کے لئے (من) آلۂ خیال۔ فیصلہ کرنے کے لئے (بدھی) آلۂ تعقل۔ یاد کرنے کے لئے (چت) ذہن۔ اور انانیت کے لئے آلۂ انانیت بن جاتی ہے۔

(شتپتھ براہمن ۱۴-۳-۲-۱۷)

دوسرے لفظوں میں اس وقت روح کا محض ارادہ ہی اس کا جسم ہوتا ہے۔ جیسے جسم پر منحصر رہنے کی حالت میں روح (اندریوں) احساس و جوارح کے ذریعہ کام کرتی ہے۔ اسی طرح حالت نجات میں اپنی قدرت سے ہر قسم کے سرور سے متلذذ ہوتی ہے۔

روح کی قدرتیں

معترض۔ اس کی قدرتیں کتنے اقسام کی اور کتنی ہیں؟ مجیب۔ دراصل ایک قسم کی ہے۔ لیکن اس کا ظہور مندرجہ ذیل چوبیس صورتوں میں ہوتا ہے۔ قوت۔ ہمت۔ کشش۔ تحریک۔ حرکت۔ تخویف (ڈرانا) تمیز۔ عمل۔ جوش۔ حافظہ۔ فیصلہ۔ خواہش۔ محبت۔ نفرت۔ اتصال۔ انفصال۔ ترکیب۔ تقسیم۔ سماع (سننا) لمس (چھونا) بصارت (دیکھنا) ذائقہ (چکھنا) شامہ (سونگھنا) اور علم۔ اس قدرت کے ذریعہ (روح) حالت نجات میں بھی سرور سے بہرہ یاب ہوتی ہے۔ اگر حالت نجات

میں روح کی ہستی محو ہو جاتی۔ تو نجات کے سرور سے بہرہ یاب کون ہوتا؟ جو لوگ روح کے مِٹ جانے کو نجات تصور کرتے ہیں۔ وہ جاہلِ مطلق ہیں۔ کیونکہ روح کی نجات تو یہ ہے۔ کہ (وہ) تکالیف سے آزاد ہو کر سرور یا لذاتِ مجسم اکمل بے انتہا پرمیشور میں حالتِ سرور میں رہے (دیکھو ویدانت درشن شاریرک سوتر (میں کہا ہے:۔)

حالتِ نجات میں روح اور آلۂ باطن

अभावं बादरिराह ह्येवम् ।।

ویاس جی کے والد بادری منی روح کی نجات ...

نجات میں روح احساس کے ساتھ (من) آلۂ خیال کا عدم یعنی محو ہو جانا مانتے ہیں۔ (ویدانت درشن ۴-۴-۱۰)

भावं जैमिनिर्विकल्पामननात् ।।

جیمنی نجات یافتہ شخص کے من آلۂ خیال اور سوکشم شریر جسم لطیف (پران) انفاس اور (اندریہ) حواس کا بھی وجود مانتے ہیں۔ (ویدانت درشن ۴-۴-۱۱)

द्वादशाहवदुभयविधं बादरायणोऽतः ।।

ویاس منی عدم بھی مانتے ہیں اور وجود بھی۔ ان کی رائے میں روح اپنی خالص قدرت کے ساتھ موجود رہتی ہے لیکن ناپاکی۔ گناہ۔ رنج اور جہل وغیرہ کا عدم ہو جاتا ہے۔ (ویدانت درشن ۴-۴-۱۲)

مندرجہ ذیل قول کٹھ اپنشد کا ہے:۔

यदा पञ्चावतिष्ठन्ते ज्ञानानि मनसा सह ।
बुद्धिश्च न विचेष्टते तामाहुः परमां गतिम् ।।

جب پانچوں حواس بمعہ من آلۂ خیال کے روح کے ساتھ حالتِ سکون کو حاصل کر لیتے ہیں اور آلۂ عقل (بدھی) بھی غیر متذبذب یقین کی حالت میں ہوتا ہے تب اسے حالتِ کمال یعنی نجات کہتے ہیں۔ (کٹھ اپنشد ۲-۶-۱۰)

य आत्मा अपहतपाप्मा विजरो विमृत्युर्विशोकोऽविजिघत्सोऽपिपासः सत्यकामः सत्यसङ्कल्पः सोऽन्वेष्टव्यः स विजिज्ञासितव्यः सर्वांश्च लोकानाप्नोति सर्वांश्च कामान् यस्तमात्मानमनुविद्य विजानातीति ।।

جو پرماتما ہر قسم کے گناہ، پیری، موت، غم، بھوک اور پیاس سے آزاد ہے۔ اور جس کی مرضی اور ارادہ برحق ہے۔ اسی کی تلاش اور اسی کے جاننے کی خواہش کرنی چاہئے۔ اسی پرماتما کی وساطت سے نجات یافتہ روح تمام عالموں اور مقامِ خواہشوں کو حاصل کرتی ہے۔ پرماتما کو جان کر روح فدا ہو کر نجات کا استعمال اور اپنے آپ کو پاک کرنا جان لیتی ہے (چھاندوگیہ اپنشد)

स वा एष एतेन दैवेन चक्षुषा मनसैतान् कामान् पश्यन् रमते ।। ।।
य एते [illegible]लोके तं वा एतं देवा आत्मानमुपासते तस्मात्तेषां सर्वे च लोका आत्ताः सर्वे च कामाः स सर्वांश्च लोकानाप्नोति सर्वांश्च कामान्यस्तमात्मानमनुविद्य विजानातीति ।।

نجات یافتہ روح خالص ملکوتی آنکھ (چشمِ باطن) اور خالص (من) آلۂ خیال سے اپنی خواہشات کا معائنہ کرتی اور انہیں حاصل کرتی ہوئی محوِ سرور ہوتی ہے۔ چونکہ نجات پانے والے عارف برہم لوک یعنی "دیدار کے قابل پرمیشور" میں قائم ہو کر لذتِ نجات سے بہرہ یاب ہوتے ہیں۔ اور جو پرماتما سب کا انتریامی محیطِ باطن جا بجا جہاں ہے اسی کی عبادت

۱؎ متن میں غلطی سے "ابجاد" (عدم) کی جگہ "ابجاد" چھپ گیا ہے۔ اور "لے" (محو ہو جانا) کے بعد "نہیں" چھپ گیا ہے۔ دیکھئے ... آلۂ خیال کے عدم اور وجود کا ذکر مانتے ہیں ... آلۂ خیال کیسا ... خود روح کو بھی ... کر سکتے ہیں۔

کرتے ہیں۔ جس سے ان کی رسائی تمام عالموں میں ہو جاتی ہے۔ اور ان کی تمام خواہشات پوری ہو جاتی ہیں یعنی وہ جس جس عالم اور جس جس مراد کے حاصل کرنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ وہ عالم اور وہ مراد انہیں حاصل ہو جاتی ہے۔

(چھاندوگیہ اپنشد ۸-۱۲-۵، ۶)

نجات یافتہ ارواح کثیف جسم کو ترک کر کے اپنے ارادے کو جسم بنا لیتی ہیں۔ اور اسی سے محیط پرمیشور میں تمام خلا میں حرکت کرتی ہیں۔ جن کا جسم سے تعلق ہوتا ہے۔ وہ دنیوی تکالیف سے آزاد نہیں ہو سکتے چنانچہ پرجاپتی نے اندر سے کہا ہے:-

मघवन्मर्त्यं वा इदꣳ शरीरमात्तं मृत्युना तदस्याऽमृतस्याऽशरीरस्यात्मनोऽ-
धिष्ठानमात्तो वै सशरीरः प्रियाप्रियाभ्यां न वै सशरीरस्य सतः प्रियाप्रिययोरपहति-
रस्त्यशरीरं वाव सन्तं न प्रियाप्रिये स्पृशतः ॥

اے نہایت قابل تعظیم صاحب دولت! یہ کثیف جسم فانی ہے۔ یہ جسم اسی طرح موت کے منہ میں ہے جیسے شیر کے منہ میں بکری۔ یہ جسم غیر فانی روح کا مسکن ہے اسی کی وجہ سے روح رنج و راحت میں گرفتار رہتی ہے کیونکہ جسم میں مقیم روح کی دنیوی خوشی کا آخر کار خاتمہ ہو ہی جاتا ہے۔ اور جو جسم سے آزاد نجات یافتہ روح برہم (ربانی عالم) میں رہتی ہے۔ اسے دنیوی رنج و راحت چھو بھی نہیں سکتے۔ بلکہ وہ ہمیشہ حالت سرور میں رہتی ہے۔

(چھاندوگیہ اپنشد ۸-۱۲-۱)

نجات سے واپسی

معترض - ارواح نجات حاصل کرنے کے بعد پھر کبھی (پیدائش و وفات) آواگون کی مصیبت میں گرفتار ہوتی ہیں یا نہیں؟ کیونکہ مندرجہ ذیل اقوال سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نجات وہ حالت ہے جس سے لوٹ کر پھر کبھی روح عالم فانی میں نہیں آتی:- ॥

न च पुनरावर्त्तते न च पुनरावर्त्तते इति ।

پھر واپس نہیں آتی۔ پھر واپس نہیں آتی۔ (چھاندوگیہ اپنشد ۸-۱۵)

अनावृत्तिः शब्दादनावृत्तिः शब्दात् ॥

واپس نہیں ہوتی۔ یہ اپنشد کا قول ہے۔ واپس نہیں ہوتی۔ یہ اپنشد کا قول ہے۔ (شاریرک سوتر ۴-۴-۲۲)

نیز بھگوت گیتا میں کہا ہے:- ॥

यद्गत्वा न निवर्त्तन्ते तद्धाम परमं मम

جسے حاصل کر کے پھر واپس نہیں ہوتے۔ وہ اعلیٰ مقام میرا ہے۔ (بھگوت گیتا ۱۵-۱۰)

مجیب - یہ بات درست نہیں۔ کیونکہ وید میں اس کی تردید کی گئی ہے۔ چنانچہ رگوید کا ارشاد ہے:-

कस्य नूनं कतमस्यामृतानां मनामहे चारु देवस्य नाम ।
को नो मह्या अदितये पुनर्दात् पितरं च दृशेयं मातरं च ॥१॥
अग्नेर्वयं प्रथमस्यामृतानां मनामहे चारु देवस्य नाम ।
स नो मह्या अदितये पुनर्दात् पितरं च दृशेयं मातरं च ॥ २ ॥

(سوال) ہم لوگ کس کا نام پاک سمجھیں؟ غیر فانی اشیاء میں کون موجود ہمیشہ بالذات متجلی ایسا ہے جو ہمیں راحت نجات سے بہرہ یاب کر کے پھر اس دنیا میں پیدا کرتا اور ماں باپ کی زیارت کراتا ہے؟

(جواب) :- ہم متجلّی بالذات - ازلی - ہمیشہ آزاد - پرماتما کا نام پاک جپیں۔ جو ہمیں سرورِ نجات سے مستفیض کرنے کے بعد دوبارہ والدین کے زیر سایہ پیدا کر کے ماں باپ کی زیارت کراتا ہے۔ وہی پرماتما حالتِ نجات کا منقیط سکھ کا مالک ہے۔ (رگوید ۱-۲۴-۱، ۲)

نیز سانکھیہ درشن میں کہا ہے :- इदानीमिव सर्वत्र नात्यन्तोच्छेदः ॥ ३॥

جیسے اِس وقت ارواح قید و نجات کی حالت میں ہیں۔ اسی طرح ہمیشہ رہتی ہیں۔ قید اور نجات کا سلسلہ کبھی قطعاً منقطع نہیں ہوتا۔ (دوسرے لفظوں میں قید و نجات دائمی نہیں ہوتیں)۔ سانکھیہ درشن ۱-۱۵۹

معترض - نیائے درشن میں لکھا ہے :-

तदत्यन्तविमोक्षोऽपवर्गः ॥

"تکلیف کے غایت درجہ دفعیہ کو نجات کہتے ہیں"۔ (نیائے درشن ۱-۲۲)

दुःखजन्मप्रवृत्तिदोषमिथ्याज्ञानानामुत्तरोत्तरापाये तदनन्तरापायादपवर्गः ॥

باطل علم یعنی جہالت - حرص وغیرہ عیوب - محسوسات اور بری عادات میں رغبت - پیدائش اور رنج کے بالترتیب[1] دفعیہ سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ جو ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ (نیائے درشن ۱-۲)

مجیب - ضروری نہیں - کہ لفظ "اتینت" یعنی "غایت درجہ" سے کلی دفعیہ یعنی عدم محض مراد لیا جائے۔ مثلاً لوگ کہتے ہیں - کہ فلاں شخص کو "اتینت دکھ" یعنی غایت درجہ رنج یا "اتینت سکھ" یعنی غایت درجہ راحت ہے اس کے صاف یہی معنے ہیں کہ اسے بہت رنج یا بہت راحت ہے۔ لہٰذا یہاں (مندرجہ بالا سوتروں میں) بھی "اتینت" یعنی غایت درجہ کے یہی معنے لینے چاہئیں۔

نجات کی میعاد

معترض - اگر روح حالتِ نجات سے واپس بھی آجاتی ہے۔ تو حالتِ نجات میں رہتی کتنا عرصہ ہے؟ مجیب - مندرجہ ذیل قول منڈک اپنشد کا ہے :-

ते ब्रह्मलोके ह परान्तकाले परामृतात् परिमुच्यन्ति सर्वे ॥

نجات یافتہ ارواح نجات حاصل کر کے اور برہم (ذات باری) کے تقرب کے سرور سے فیضیاب ہو کر مہاکلپ کے بعد سرورِ نجات کو خیرباد کہتی اور اس عالمِ فانی میں پھر پیدا ہوتی ہیں۔ (منڈک اپنشد ۳-۲-۶)

مہاکلپ کی میعاد کا اندازہ یہ ہے۔ کہ تینتالیس[2] لاکھ بیس ہزار سال کی ایک چترگی - دو ہزار چترگیوں کا ایک اہوراتر (برہما کا دن رات) تیس اہوراتروں کا ایک مہینہ۔ بارہ مہینوں کا ایک سال اور سو سالوں کا ایک پرانت کال (مہاکلپ) ہوتا ہے۔ اس کا ٹھیک اندازہ حساب کے قاعدے سے لگائیے۔ سرورِ نجات سے بہرہ یاب ہونے کی میعاد ایک پرانت کال ہے۔

عرصۂ نجات محدود ہے

معترض - تمام اہلِ عالم اور مصنفین کی رائے یہی ہے۔ کہ جس کے بعد آواگون کے چکر میں پھر کبھی نہ پڑیں (ایسے حالتِ نجات کہتے ہیں)۔

---

[1] نیائے درشن کے سوتروں میں ان پانچ اشیاء کا اندراج اس سے الٹی ترتیب سے کیا گیا ہے اور لکھا ہے کہ ان کا دفعیہ الٹی ترتیب سے یعنی متاخر شے کے دفعیہ سے متقدم کا۔ پھر اس سے متقدم کا۔ علیٰ ہذا القیاس پانچوں اشیاء کا دفعیہ ہو جائے گا۔ رشی دیانند ناظرین کی سہولت کے لئے اس ترتیب کو الٹ کر ان اشیاء کے دفعیہ کا بالتدریج ارشاد فرماتے ہیں۔ بات ایک ہی ہے۔ یہاں ترجمہ رشی کی عبارت کے مطابق کیا گیا ہے۔ (مترجم)

مجیب - یہ بات کبھی نہیں ہو سکتی - کیونکہ (اوّل) جب روح کی قدرت جسم وغیرہ اسباب اور ذرائع محدود ہیں تو اس کے اعمال کا ثمر کیسے غیر محدود ہو سکتا ہے ؟ (دوم) غیر محدود سرور سے مستفیض ہونے کی توفیق - اعمال اور ذرائع ارواح کے پاس نہیں ہیں - اس لئے وہ غیر محدود یعنی لاانتہا راحت سے بہرہ یاب نہیں ہو سکتیں جن کے ذرائع فانی ہیں - ان کے اعمال کا ثمر ابدی کبھی نہیں ہو سکتا - (سوم) علاوہ ازیں اگر کوئی بھی روح حالتِ نجات سے دنیا میں واپس نہ آئے - تو سلسلۂ کائنات منقطع ہو جائے - یعنی دنیا میں ایک بھی روح باقی نہ رہے - معترض جتنی ارواح نجات حاصل کرتی ہیں - ایشور اتنی (اور) ارواح پیدا کر کے دنیا میں آباد کر دیتا ہے اس لئے ارواح کا خاتمہ نہیں ہوتا - مجیب - (اوّل) اگر ایسا ہو - تو روح کی ہستی عارضی ہو جائے - کیونکہ جس کی پیدائش ہوتی ہے اس کی فنا بھی ضرور ہوتی ہے - اس حالت میں اگر ارواح تمہارے خیال کے مطابق (ابدی) نجات بھی حاصل کر لیں - تو بھی ان کی فنا ہو جائے گی - تب بھی تو نجات عارضی ہو گی - (دوم) تمہارے[1] عقیدہ کے مطابق دسنگنگ یعنی) عالم نجات میں بے انتہا بھیڑ ہو جائے گی - کیونکہ وہاں ادخال زیادہ ہو گا اور اخراج کچھ بھی نہ ہو گا اس سے (تعداد میں) ایزادی کی کوئی حد نہ رہے گی (سوم) بغیر رنج کے راحت کا احساس کبھی نہیں ہو سکتا - مثلاً تلخ نہ ہو تو شیریں اور شیریں نہ ہو تو تلخ کسے کہیں ؟ وہ ذائقوں کے باہم متضاد ہونے سے ہی دونوں کا اندازہ ہو سکتا ہے - مثال کے طور پر اگر ایک شخص میٹھا ہی میٹھا کھاتا جائے - تو اسے وہ مزہ نہیں آتا جو تمام اقسام کے ذائقوں کا مزہ لینے والے کو آتا ہے - (چہارم) اگر پرمیشور محدود اعمال کا غیر محدود ثمر دے - تو اس کے انصاف میں نقص واقع ہو جائے جس میں جس قدر بوجھ اٹھانے کی توفیق ہو - اس پر اتنا ہی بوجھ لادنا دانشمندی ہے ایک من بوجھ اٹھانے والے شخص کے سر پر دس من لادنے[2] سے لادنے والے کی بدنامی ہوتی ہے - ایسے ہی قلیل العلم قلیل القدرت روح پر بے انتہا راحت کا بوجھ ڈال دینا حکمتِ خداوندی کے شایاں نہیں - اور (پنجم) اگر یہ کہا کہ پرمیشور نئی ارواح پیدا کرتا ہے - تو وہ ارواح جس علت سے پیدا ہوتی ہیں - وہ انجام کار ختم ہو جائے گی - کیونکہ خواہ کتنا ہی بڑا خزانہ ہو - اگر اس میں سے خرچ تو ہوتا جائے - اور آمد کچھ بھی نہ ہو - تو کبھی نہ کبھی اس کا دیوالہ نکل ہی جاتا ہے - اس لئے بھی فیصلہ یہی ہے - کہ حالتِ نجات میں جانا اور وہاں سے واپس آنا دونوں ٹھیک

---

[1] رشی دیانند کے مسلمات کے مطابق عالم نجات کوئی خاص مقام نہیں - بلکہ جیسے اوپر کہہ آئے ہیں یعنی "تو برہم ہر جگہ موجود ہے اسی میں نجات یافتہ روح علم و سرور سے متصف ہو کر بلا روک ٹوک آزادانہ حرکت کرتی ہے" (صفحہ ۲۲۵) برخلاف اس کے دیگر مذاہب میں عالم نجات کو ایک محدود مقام کی شکل دی گئی ہے - اس کی تفصیل آگے چل کر صفحہ ۲۴۳ پر درج ہے - فرماتے ہیں "جینی لوگ موکش شلا یعنی شو پور میں جا کر چپ چاپ بیٹھے رہتے عیسائی چوتھے آسمان پر شادی بیاہ ساز و سرود اور پوشاک (وغیرہ) سے مسرور ہونے کو اسی طرح مسلمان ساتویں آسمان پر - وام مارگی شری پور شیو کیلاش - ویشنو ویکنٹھ - اور گوکلئیے گوسائیں گوکل وغیرہ میں جا کر اعلیٰ درجہ کی عورت اشیا خورد و نوش - کپڑا - مکان وغیرہ حاصل کر کے مزے میں رہنے کو نجات تسلیم کرتے ہیں" ......
بھیڑ کا امکان اس قسم کے محدود عالم نجات میں ہے - پس یہاں جو اعتراض کیا گیا ہے - اس کا مرجع جینیوں وغیرہ کے عقائد کی رو سے عالم نجات کے کوائف ہیں - عام مسلمۂ نجات نہیں -

[2] بغیر ذوق عمل کے حد سے زیادہ راحت بھی بار گراں ہو جاتی ہے -

رہتے ہیں۔ تمہارے[1] مذہب میں نجات ایک خاص مقام میں بند اور مصروف عشرت رہنے کو کہتے ہیں۔ یہ دوسرے لفظوں میں قید محض یا اسیریٔ سلطانی ہے) کیا کوئی قلیل عرصہ کی قید کی نسبت زندگی بھر کی قید یا پھانسی کو بہتر تصور کر سکتا ہے؟ اس صورت میں اگر حالتِ نجات سے واپسی نہ ہو۔ تو زندگی بھر کی قید سے عالم نجات میں اتنا ہی فرق ہے۔ کہ وہاں (عالم نجات میں) مشقت نہیں کرنی پڑتی۔ رہا برہم (ذات باری) میں روح کی ہستی کا محو ہو جانا۔ سو تو ایسا ہی ہے جیسے سمندر میں ڈوب مرنا۔ معترض۔ جیسے پرمیشور ہمیشہ آزاد اور مکمل طور پر مسرور رہتا ہے ویسے ہی روح بھی ہمیشہ کے لئے آزاد اور مسرور ہو جائے تو کوئی اعتراض کی بات نہیں رہے گی۔ مجیب۔ پرمیشور کی ذات قدرت صفات۔ افعال اور عادات غیر محدود ہیں۔ اس لئے وہ کبھی جہالت اور رنج کی قید میں مبتلا نہیں ہو سکتا برخلاف اس کے حالتِ نجات میں بھی روح کی ذات تو پاک رہتی لیکن علم قلیل اور صفات۔ افعال اور عادات محدود رہتی ہیں۔ پس روح پرمیشور کے ہمپایہ (یعنی ابدی نجات کی اہل) کبھی نہیں ہو سکتی۔ معترض۔ ایسی نجات تو آواگون (یعنی حیات و ممات کے سلسلہ) کے مشابہ ہے۔ اس کے لئے جد و جہد کرنا بے سود ہے۔ مجیب۔ نجات آواگون (یعنی حیات و ممات کے سلسلہ) سے کوئی مشابہت نہیں رکھتی۔ کیونکہ جتنا عرصہ عالم کی چھتیس ہزار بار پیدائش اور فنا ہونے میں لگتا ہے۔ اتنا عرصہ نجات یعنی روح کے تکالیف سے آزاد ہو کر عالم سرور میں رہنے کی میعاد ہے کیا یہ چھوٹی بات ہے؟ (رہا تمہارا یہ اعتراض۔ کہ ایسی نجات کے لئے جد و جہد کرنا بے سود ہے۔ تو) جب آج کھاتے پیتے ہو۔ مگر کل پھر بھوک لگتی ہے۔ تو اس (روز روز لاحق ہونے والی بھوک) کا علاج کیوں کرتے ہو؟ جب بھوک۔ پیاس۔ دولت۔ سلطنت۔ عزت۔ عورت۔ اولاد وغیرہ مقابلۃً حقیر اشیاء کے لئے جد و جہد کرنا ضروری ہے۔ تو نجات کے لئے کیوں ضروری نہیں؟ جیسے مرنا لازم ہے۔ تاہم زندہ رہنے کی تدابیر کی جاتی ہیں۔ اسی طرح اگرچہ عالم نجات سے واپس آکر پھر قالب اختیار کرنا ہی ہے۔ تاہم نجات کے لئے تدابیر اختیار کرنا نہایت ضروری ہے۔

نجات حاصل کرنے کے ذرائع۔ اوویک

معترض۔ نجات (حاصل کرنے) کے کیا ذرائع ہیں؟ مجیب۔ چند ذرائع کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ خاص ذرائع کا ذکر آگے آتا ہے۔ جو شخص نجات کا خواہشمند ہو۔ وہ جیون مکت (اسی زندگی میں ہی آزاد) ہو جائے۔ یعنی جن دروغ گوئی وغیرہ گناہوں کا پھل رنج ہے۔ انہیں ترک کر کے راست گوئی وغیرہ نیک افعال جن کا ثمر راحت ہے ضرور کرے۔ جو شخص رنج سے آزاد ہو کر راحت حاصل کرنا چاہے۔ وہ ادھرم (ممنوعات) کو چھوڑ کر دھرم (مشروعات) پر بہر حال کاربند ہو کیونکہ رنج کی اصل بنیاد ارتکاب گناہ اور راحت کی اصل بنیاد احکام الٰہی کی تعمیل ہے۔ نیکوں کی صحبت سے بویک (تمیز یعنی حق و باطل۔ کفر و دین اور مشروع و ممنوع کی تحقیق یعنی ان تمام ضدین کی جدا جدا پہچان) ضرور کریں۔

---

[1] دیکھو فٹ نوٹ صفحہ گذشتہ۔ آگے سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے رشی دیانند پھر تحریر فرماتے ہیں:۔ "شیولوک۔ موکش شلا۔ چوتھا آسمان۔ ساتواں آسمان۔ شری پور۔ کیلاش۔ ویکنٹھ اور گولوک کو یہ لوگ ایک خاص حصۂ عالم میں ایک خاص مقام مانتے ہیں۔ اگر ارواح ان مقامات سے الگ ہو جائیں۔ تو انہیں نجات سے دست بردار ہونا پڑے۔ جیسے کوئی بارہ پتھر کے اندر قید یعنی نظر بند ہو۔ ایسے ہی ان عقائد کے مطابق نجات یافتہ اشخاص مقید ہوں گے۔ حقیقی نجات تو یہ ہے۔ کہ روح جہاں چاہے حرکت کرے۔ اس کے راستہ میں رکاوٹ نہ ہو۔ نہ خوف ہو نہ تذبذب اور نہ رنج" صفحہ نمبر ۲۴۴۔ پس یہاں جو اعتراض کیا گیا ہے۔ وہ عقائد غیر کی رو سے عالم نجات کی کیفیت پر کیا گیا ہے۔ عام مسلمہ نجات پر نہیں۔

پانچ کوش

اس کے علاوہ اجسام یعنی روح کے پانچ "کوشوں" کی محققانہ طور پر شناخت کریں ۔ اول جلد سے لے کر استخوان تک کا مجموعہ جو خاک سے مرکب ہے ۔ "اَن مے کوش" یعنی قالبِ غذا کہلاتا ہے ۔ دوسرا جسم "پران مے کوش" یعنی قالبِ انفاس ہے ۔ یہ پانچ "پرانوں" یعنی انفاس کا مجموعہ ہے ۔ (پانچ پران یہ ہیں ۔) "پران" یعنی جو سانس اندر سے باہر جاتا ہے ۔ "اپان" جو باہر سے اندر آتا ہے ۔ "سمان" جو مقام ناف پر قائم ہو کر جوہر غذا کو تمام جسم میں پہنچا دیتا ہے ۔ "اُدان"[1] جس کے ذریعہ کھایا پیا گلے میں سے اندر کھنچ جاتا ہے ۔ اور طاقت و ہمت پیدا ہوتی ہے ۔ اور "ویان" جس سے روح تمام جسم میں حرکت وغیرہ افعال کی تحریک کرتی ہے ۔ تیسرا جسم "منومے کوش" یعنی قالبِ فعل و خیال ہے ۔ اس میں "من" (آلہ خیال) ۔ "اہنکار" (آلہ انانیت) اور پانچ "کرم اندریاں" (جوارح عمل) یعنی زبان ۔ پاؤں ۔ ہاتھ ۔ مقعد اور آلہ تناسل شامل ہیں ۔ چوتھا "وگیان مے کوش" یعنی قالبِ علم ہے ۔ اس میں "بدھی" آلہ تعقل ۔ "چت" آلہ یادداشت (ذہن) اور پانچوں "گیان اندریاں" آلاتِ احساس و علم یعنی کان ۔ جلد ۔ آنکھ ۔ زبان ۔ اور ناک جن کے ذریعہ روح تمام علمی کاروبار کرتی ہے شامل ہیں ۔ پانچواں "آنند مے کوش" یعنی قالبِ سرور ہے ۔ اس میں محبت ۔ خوشی کم و بیش سرور اور (مطلق سرور دیا جاتا ہے) ۔ ان (کثائف) کا وسیلہ مادہ بحالتِ علت ہے ۔ انہیں پانچ کوش یعنی قالبِ خمسہ کہتے ہیں ۔ انہی کے ذریعہ انسان تمام اقسام کے عمل عبادت اور علم وغیرہ افعال سرانجام دیتا ہے ۔

تین اوستھائیں

روح کی اوستھائیں (حالتیں) تین ہوتی ہیں ۔ ۱ ۔ جاگرت (حالتِ بیداری) ۲ ۔ سوپن (حالتِ خواب) ۔ ۳ ۔ سشپتی (خوابِ گراں یعنی گہری نیند)[2]

تین شریر

شریر (اجسام) تین ہیں ۔ ۱ ۔ استھول شریر (جسم کثیف جو نظر آتا ہے) ۔ ۲ ۔ پانچ پران (انفاس) ۔ پانچ گیان اندریاں (حواس) ۔ پانچ سوکشم بھوت (عناصر لطیفہ) (من) آلہ خیال اور بدھی (آلہ تعقل) ۔ ان سترہ اجزاء کا مجموعہ سوکشم شریر (جسم لطیف) کہلاتا ہے ۔ جسم لطیف آواگون کے سلسلہ میں بھی روح کے ساتھ رہتا ہے ۔ اس کے دو حصے ہیں ۔ ایک (بھوتک)[3] مادی یعنی وہ جو عناصر لطیفہ کے اجزاء سے مرکب ہے ۔ دوسرا (سوابھاوک) ذاتی یعنی روح کے ذاتی خواص ۔ موخر الذکر غیر مادی جسم حالتِ نجات میں بھی رہتا ہے ۔ اسی سے روح سرورِ نجات سے بہرہ یاب ہوتی ہے ۔ تیسرا کارن شریر (جسم علتی) جس میں (سشپتی) گہری نیند کی کیفیت ہوتی ہے ۔ یہ جسم مادہ بحالتِ علت ہے ۔ یہ ہر جگہ موجود ہے ۔ اور تمام ارواح کا مشترکہ قالب ہے ۔ چوتھا[4] (تریہ شریر) جسم چہارم جس میں روح حالتِ مراقبہ میں پرمیشور کے سرور میں محو ہو جاتی ہے حالتِ مراقبہ

[1] سشرت ۔ ندان ستھان سوتر ۱۳، ۱۴ میں اُدان کے متعلق کہا ہے ۔

उदानो नाम यस्तूर्ध्वमुपैति पवनोत्तमः ॥
तेन भाषितगीतादिविशेषोऽभिप्रवर्त्तते ।
ऊर्ध्वजत्रुगतान् रोगान् करोति च विशेषतः ॥

[2] تریہ اوستھا یا حالتِ چہارم کا شمار رشی دیانند نے آگے چل کر بطور تریہ شریر (جسم چہارم) کے کیا ہے ۔ [3] متن میں "ابھوتک" کی جگہ "بھوتک" چھپ گیا ہے ۔ [4] اوپر اجسام کی تعداد تین درج کی گئی ۔ جسم چہارم کا شمار دیگر مصنفین اجسام میں نہیں کرتے ہیں ۔ اور اس کا نام تریہ شریر نہیں ۔ تریہ اوستھا کہتے ہیں ۔

کے تاثرات سے پیدا شدہ اس پاکیزہ جسم کی قوت فعل (پراکرم) حالتِ نجات میں بھی کماحقہ معاون ہوتی ہے۔

رُوح کوشوں اور اوستھاؤں سے مختلف ہے

ان تمام (کوشوں، قالبوں اور اوستھاؤں، حالتوں سے رُوح مختلف ہے۔ یہ بات سب پر ظاہر ہے کہ رُوح (اوستھاؤں) حالتوں سے مختلف شے ہے۔ کیونکہ جب موت واقع ہوتی ہے تو سب کہتے ہیں۔ کہ رُوح (قالب عنصری سے) پرواز کر گئی۔ یہی رُوح کو تمام (حرکتوں) کی محرک (تمام حفاظتوں کی محافظ۔ (تمام مشاہدوں میں شاہد۔ (تمام افعال کی) فاعل۔ اور سزا و جزا کی متحمل کہتے ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ رُوح نہ فاعل ہے اور نہ سزا و جزا کی متحمل۔ اسے علم اور قوتِ تمیز سے عاری سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ رُوح کے علاوہ جو یہ غیر مدرک اشیاء ہیں۔ انہیں نہ رنج و راحت کا احساس ہو سکتا ہے۔ اور نہ یہ گناہ و ثواب کی ذمہ دار ہوتی ہیں۔ ہاں! ان کی وساطت سے رُوح گناہ و ثواب کرتی اور رنج و راحت کی متحمل ہوتی ہے جیسے (اندریوں) حواس کا محسوسات سے۔ (من) آلۂ خیالی کا حواس سے۔ اور رُوح کا (من) آلۂ خیالی سے تعلق ہو کر رُوح (پرانوں) انفاس کو تحریک دیتی اور اچھے بُرے کاموں میں لگاتی ہے تب اس کا رجحان باہر (عالم خارجی کی طرف) ہوتا ہے اسی وقت اندر سے (افعال نیک کے لئے) مسرت جوش اور بے خوفی اور افعال بد سے خوف۔ تذبذب اور شرم پیدا ہوتی ہے۔ یہ منضبط باطن (انتریامی) پرماتما کی ہدایت ہوتی ہے جو شخص اس ہدایت پر عمل کرتا ہے۔ وہ لذاتِ نجات سے فیضیاب ہوتا ہے۔ اور جو اس کے خلاف عمل کرتا ہے وہ مقید ہو کر آواگون کی تکالیف میں مبتلا ہوتا ہے۔

ذرائع نجات ۔ ۲۔ بیراگ

نجات کا دوسرا ذریعہ (ویراگیہ) بیراگ ہے۔ (وویک) قوتِ تمیز کے ذریعہ جو حق و باطل کی تحقیقات ہو۔ اس کے مطابق راست روی اختیار کرنا اور کجروی ترک کر دینا "بیراگ" کہلاتا ہے خاک سے لے کر (ذاتِ پاک) پرماتما تک کی صفات افعال اور عادات سے واقف ہو کر پرمیشور کے احکام کی پابندی اور عبادت پر کمربستہ رہنا۔ اس کے خلاف عمل نہ کرنا اور (ان سب حالات میں) تمام کائنات سے استفادہ کرنا "بیراگ" ہے۔

۳۔ شٹک سمپتی

نجات کا تیسرا ذریعہ "شٹک سمپتی" (استعدادات ستہ) یعنی چھ قسم کا عمل کرنا ہے اوّل (شم) ضبط نفس یعنی اپنی رُوح اور (انتہ کرن) آلۂ باطن کو کفر (یعنی گناہ) کے راستہ سے ہٹا کر ہمیشہ اعمال دینی یعنی ثواب کی راہ میں مشغول رکھنا دوم (دم) ضبطِ حواس یعنی سامعہ وغیرہ حواس اور تمام جسم کو زناکاری وغیرہ افعالِ بد سے ہٹا کر ضبط نفس وغیرہ نیک اعمال میں لگائے رکھنا سوم (اُپ رتی) احتراز یعنی بدکردار اشخاص سے ہمیشہ دور رہنا۔ چہارم (تتکشا) بردباری یعنی چاہے کتنی بھی تعریف و مذمت یا نفع و نقصان ہو خوشی اور ناخوشی سے بالاتر ہو کر ہمیشہ وسائل نجات کے استعمال میں لگے رہنا پنجم (شردھا) عقیدت یعنی وید وغیرہ (شاستروں) کتب حقہ اور ان کی تعلیمات کے ماہر علمائے کامل یعنی ہادیانِ حق کے اقوال پر اعتقاد رکھنا۔ ششم (سمادھان) یکسوئی قلب۔ ان چھ کا مجموعہ تیسرا ذریعہ نجات ہے۔

۴۔ مُمکشتو

نجات کا چوتھا ذریعہ (مُمکشتو) شوق نجات ہے۔ جیسے بھوک پیاس سے بیقرار شخص کو سوائے

روٹی پانی کے کچھ بھی اچھا نہیں لگتا۔ ایسے ہی طالب نجات کی محبت سوائے نجات اور اس کے وسائل کے اور کسی چیز سے نہیں ہونی چاہیئے یہ چار سادھن ذرائع نجات ہیں۔

انوبندھ

ان (مندرجہ بالا چار ذرائع) کے علاوہ چار انوبندھ یعنی علائق ہیں۔ انہیں ذرائع نجات کے بعد عمل میں لایا جاتا ہے۔ اول ادھیکاری یعنی مستحق۔ جو مندرجہ بالا چاروں ذرائع نجات سے مسلح ہے۔ وہی ادھیکاری یعنی نجات کا مستحق ہے۔ دوسرا سمبندھ یعنی رابطہ نجات یا وصال حق موضوع ہے اور وید وغیرہ کتب حقہ اسے بیان کرتی ہیں "اس بات سے کما حقہ' آگاہ ہوکر مندرجہ بالا کتب اور ان کے موضوع کو باہم مربوط کرنا سمبندھ کہلاتا ہے تیسرا (وشے) طالب۔ وید وغیرہ تمام کتب حقہ کا موضوع (واصلے) برہم (باری تعالے) ہے۔ اس کے وصال کا طالب طالب نجات ہے۔ چوتھا (پریوجن) علت غائی۔ تمام آلام کا دفعیہ اور سرور کامل کے حصول سے راحت نجات سے بہرہ یاب ہونا علت غائی ہے۔ یہ چار انوبندھ یعنی علائق کہلاتے ہیں۔

شرون چتشٹیہ

ان کے بعد شرون چتشٹیہ (سماعات اربعہ) یعنی سننا وغیرہ چار افعال آتے ہیں۔ اول (شرون) سماعت۔ جب کوئی عالم (اپدیش) نصیحت کرے۔ تو اطمینان قلب سے دل لگا کر سننا۔ بالخصوص علم معرفت کی باتیں سننے میں خاص دھیان دینا چاہیئے کیونکہ یہ علم تمام علوم میں لطیف ترین ہے۔ (شرون) سماعت کے بعد (منن) غور و خوض آتا ہے۔ سنی ہوئی بات پر خلوت میں غور کرنا جس بات میں شک ہو۔ اسے پھر پوچھنا۔ دوران سماعت میں بھی اگر وکتا مقرر اور شروتا سامع مناسب سمجھیں تو سوال و جواب کئے جائیں۔ تیسرا ندھیاسن (راسخ الخیالی) جب شرون سماعت اور منن غور و خوض سے شکوک دور ہو جائیں۔ تو (سمادھی) عالم مراقبہ میں اسے چشم باطن کے روبرو لانا اور دھیان یوگ یعنی محویت قلب سے دیکھنا۔ کہ جیسا سنا اور غور و خوض کیا تھا واقعہ میں ویسا ہی ہے یا نہیں ؟ چوتھا ساکشات کار (مشاہدہ) یعنی جیسی کسی چیز کی ذات صفات اور خواص ہوں۔ ویسا ہی کما حقہ' جان لینا۔ یہ "شرون چتشٹیہ" یعنی سماعات اربعہ کہلاتی ہیں۔

ہمیشہ تموگن یعنی غصہ۔ ناپاکی۔ کاہلی سستی وغیرہ اور رجوگن یعنی حسد۔ بغض شہوت غرور پریشانی وغیرہ عیوب سے دور رہ کر ستوگن یعنی طمانیت نفس پاکیزگی علم۔ فکر وغیرہ نیک اوصاف اختیار کرے۔ (میتری) خوشحال اشخاص سے دوستی رکھے۔ (کرنا) مصیبت زدوں پر رحم کرے۔ (مدتا) نیک نہاد اشخاص کو دیکھ کر خوشی اور (اپیکشا) بد نہاد اشخاص سے بے تعلقی، نہ دوستی اور نہ دشمنی کا اظہار کرے۔ طالب نجات ہر روز کم سے کم دو گھنٹے فرداً دھیان یکسوئی قلب کی مشق کرے۔ تاکہ من (آلۂ خیال) وغیرہ اشیاء باطن کا (ساکشات کار) علم بالمشافہ ہو سکے۔ دیکھو۔ ہم مدرک بالذات ہیں اس لئے ہم عالم بالذات اور من آلۂ خیال کے بھی شاہد ہیں۔ کیونکہ جب من مطمئن یا پریشان۔ مسرور یا مغموم ہوتا ہے۔ ہم اسے کما حقہ' دیکھتے ہیں ایسی طرح ہم (اندریاں) حواس۔ اور (پران) انفاس کے ذریعہ علم حاصل کرنے والے محسوسات سابقہ کے یاد کرنے اور ایک ہی وقت میں متعدد اشیاء کے جاننے والے قوت قوام و کشش سے متصف اور مذکورہ بالا تمام (اشیاء سے جدا ہیں۔ اگر ہم ان اشیاء سے) جدا نہ ہوتے۔ تو فاعل مختار۔ ان اشیاء کے محرک اور نگران کبھی نہ ہو سکتے

پانچ کلیش (آلام)

یوگ درشن ۲-۳ میں کہا ہے:-

अविद्याऽस्मितारागद्वेषाभिनिवेशाः पञ्च क्लेशाः ॥

(اودیا) جہل - (اسمتا) زعم - (راگ) بیجا رغبت - (دویش) نفرت - (ابھی نویش) خوف مرگ - یہ پانچ کلیش (آلام) ہیں۔[1]

ان میں سے (اودیا) جہل کی تعریف یہ ہے:-

अनित्याशुचिदुःखानात्मसु नित्यशुचिसुखात्मख्यातिरविद्या ॥

فانی اشیاء کو غیر فانی - ناپاک کو پاک - رنج کو راحت - اور غیر روح کو روح تصور کرنا جہل ہے۔

یہ قول یوگ درشن (سادھن پاد سوتر ۵) کا ہے۔ فانی (اشیاء) مثلاً عالم اور جسم وغیرہ کو غیر فانی سمجھنا۔ جو عالم معمولی دیکھنے سننے یعنی مشاہدہ حسی کا مضمون ہے اس کے متعلق خیال کرنا کہ یہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا یا یہ کہ ریاضت ہائے یوگ کے زور سے دیوتاؤں یعنی ملک سیرت اشخاص کا جسم ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ ایسا غلط خیال (اودیا) جہل کا رکن اول ہے۔ ناپاک اشخاص مثلاً نجس عورت وغیرہ اور ناپاک افعال مثلاً دروغ گوئی، چوری وغیرہ کو پاک تصور کرنا رکن دوم ہے۔ خواہشات نفسانی میں منہمک رہنے کو جو در اصل رنج کا باعث ہے راحت کا موجب تصور کرنا رکن سوم۔ اور غیر روح کو روح تصور کرنا رکن چہارم ہے۔ یہ چار قسم کا علم معکوس (اودیا) جہل کہلاتا ہے۔ برخلاف اس کے حادث اور فانی کو حادث - غیر حادث اور غیر فانی کو غیر حادث اور غیر فانی - ناپاک کو ناپاک - پاک کو پاک - رنج کو رنج - راحت کو راحت - غیر روح کو غیر روح اور روح کو روح جاننا (ودیا) علم (صحیح) ہے یعنی جس سے اشیاء کی ماہیت صحیح طور پر جانی جائے وہ علم - اور جس سے توہم کے باعث صحیح علم حاصل نہ ہو سکے - بلکہ ایک شے کے بارے میں دوسری شے ہونے کا یقین ہو - وہ (اودیا) جہل ہے۔

عقل جو روح سے مختلف ہے۔ اسے روح سے غیر مختلف (یعنی خود روح) سمجھنا (اسمتا) زعم ہے۔ راحت سے محبت کا نام (راگ) رغبت بیجا۔ اور رنج سے دہشت کا نام (دویش) نفرت ہے۔ تمام جاندار کی یہ خواہش رہتی ہے کہ ہم ہمیشہ اس جسم میں قائم رہیں مریں نہیں۔ موت کی تکلیف سے ڈرنے کا نام (ابھی نویش) خوف مرگ ہے۔ ان پانچ کلیشوں (آلام) کو ریاضت ہائے یوگ کے ذریعہ دور کر کے اور برہم (باری تعالےٰ) سے واصل ہو کر راحت کاملہ یعنی سرور نجات سے فیضیاب ہونا چاہیئے۔

دیگر مذاہب کے مسلمات نجات

معترض - نجات کے متعلق جو تعلیم آپ کی ہے وہ اور کسی کی نہیں۔ دیکھو جینی لوگ موکش شلا یعنی شوپور میں جا کر چپ چاپ بیٹھے رہنے - عیسائی چوتھے آسمان پر شادی - تان رنگ - ساز و سرود اور پوشاک وغیرہ سے مسرور رہنے - مسلمان ساتویں آسمان پر - وام مارگی شری پور - شیو کیلاش - ویشنو ویکنٹھ - اور گوکلئے گوسائیں گولوک وغیرہ میں جا کر اور اعلےٰ درجہ کی عورت - اشیاء خورد و نوش - کپڑا - مکان وغیرہ حاصل کر کے مزے میں رہنے کو

[1] متن میں (اودیا) جہل کی یہ تعریف باب نہم کے شروع میں یجر وید ۴۰ - ۱۴ کے ترجمہ کے عین بعد دی گئی ہے - یجر وید ۴۰ - ۱۴ میں مذکورہ "اودیا" کے معنے تمام دیگر شارحین کی طرح رشی دیانند عمل اور عبادت کرتے ہیں - اس اودیا یعنی عمل و عبادت کا سلسلۂ کلام اودیا بمعنی جہل کی تعریف کے بعد پھر چل پڑتا ہے - اودیا بمعنی جہل بمعنی عمل و عبادت سے مختلف ہے سلسلۂ کلام کے لحاظ سے اس کا اندراج اس مقام پر ناموزوں معلوم ہوتا ہے - جہاں دیگر (کلیشوں) آلام کے ساتھ اس کا بھی شمار کیا گیا ہے ترجمہ میں اس کا اندراج یہاں کر دیا گیا ہے۔

نجات تسلیم کرتے ہیں پیروانِ پُران چار اقسام کی نجات کے قائل ہیں۔ (۱) سالوکیہ (ایشور کے لوک یعنی عالم میں رہنا۔ (۲)
سانُجیہ (چھوٹے بھائی کی طرح ایشور کے پاس رہنا (۲) سامیپیہ (خادم کی طرح پرمیشور کے پاس رہنا۔ (۳) سارُوپیہ (
معبود کے ہمشکل ہو جانا۔ اور (۴) سایُجیہ (ایشور کے ساتھ جُڑ جانا۔ ویدانتی برہم (ذاتِ باری) میں اِس طرح کی ہستی کم
محو ہو جانے کو نجات تصور کرتے ہیں۔ مجیب۔ جینیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کے مسئلہ نجات پر بالترتیب بارھویں تیرھویں
اور چودھویں باب میں بالخصوص تبصرہ کیا جائے گا۔ وام مارگی جو شری پور میں جا کر لکشمی کی سی عورتوں کی صحبت گوشت
شراب وغیرہ کھانے پینے اور راگ رنگ کو حالتِ نجات مانتے ہیں۔ وہ اس دنیا کی عیش و عشرت کے مقابلہ میں کوئی خاص
چیز نہیں ہے۔ اسی طرح مہادیو اور وشنو کے ہمشکل مردوں اور پاربتی اور لکشمی کی ہمشکل عورتوں کے باہم مصروفِ
عیش و عشرت ہونے (کے تذکروں) میں یہاں کے دولت مند راجاؤں (کی عیاشی) کی نسبت یہی بات زیادہ تجربہ
کی جاتی ہے کہ وہاں بیماریاں نہ ہوں گی اور شباب ہمیشہ بنا رہیگا۔ مگر یہ بات غلط ہے کیونکہ جہاں عیش و عشرت
ہو وہاں امراض اور جہاں امراض ہوں وہاں بڑھاپا ضرور ہوتا ہے۔ پیروانِ پُران سے سوال کرنا چاہیئے کہ جس چار
اقسام کی نجات کے تم قائل ہو۔ ویسی نجات تو کیڑوں مکوڑوں بھنگوں اور دیگر حیوانات وغیرہ کو فطرتاً حاصل ہے
کیونکہ جتنے بھی لوک یعنی عالم ہیں۔ وہ سب ایشور کے ہیں۔ اور تمام ارواح انہی میں رہتی ہیں۔ اس لئے 'سالوکیہ'
یعنی ایشور کے ہم عالم ہونے کے معنوں میں نجات بغیر مشقت کے خود بخود حاصل ہے۔ "سامیپیہ" یعنی نزدیک ہونے کے
معنوں میں بھی خود بخود میسر ہے۔ کیونکہ ایشور کے محیطِ کل ہونے کی وجہ سے سب اس کے نزدیک ہیں۔ (۳)[1] "سانُجیہ" یعنی
چھوٹا بھائی بن کر رہنا ہو تو روح ایشور سے بہر کیف خورد یعنی چھوٹی اور مدرک ہونے کی وجہ سے گویا ایشور کی ہم جلیس
یعنی خویش ہے۔ اس طرح "سانُجیہ" یعنی چھوٹا بھائی ہونے کے معنوں میں بھی نجات بغیر کسی کوشش کے سب کو حاصل ہے
علاوہ اس کے محیطِ کل پرمیشور سے ارواح محاط ہونے کی وجہ سے ہر وقت متصل یعنی جڑی ہوئی ہیں۔ اس لئے "سایُجیہ"
یعنی اتصال کے معنوں میں بھی نجات اپنے آپ حاصل ہے۔ اور جو دیگر عوام (ناستک، کفار) مرنے پر تتوں (عناصر)
کے عناصر میں مل جانے کو اعلیٰ درجہ کی نجات تسلیم کرتے ہیں وہ حالت تو کتے گدھے وغیرہ کو بھی حاصل ہے۔ دراصل یہ
تمام اقسام نجات کی نہیں۔ بلکہ ایک طرح کی قید کی ہیں۔ کیونکہ شیو پور۔ موکش شلا چوتھے آسمان۔ ساتویں آسمان شری
کیلاش۔ ویکنٹھ اور گولوک کو یہ لوگ ایک خاص حصۂ عالم میں ایک خاص مقام مانتے ہیں۔ اگر ارواح ان مقامات سے
الگ ہو جائیں۔ تو انہیں نجات سے دست بردار ہونا پڑے۔ جیسے کوئی بارہ پتھر کے اندر قید یعنی نظر بند ہو۔ ایسے ہی
ان عقائد کے مطابق نجات یافتہ اشخاص مقید ہوں گے۔ حقیقی نجات تو یہ ہے۔ کہ روح جہاں چاہے حرکت کرے اس
کے راستہ میں رکاوٹ نہ ہو۔ نہ خوف ہو نہ تذبذب اور اسی طرح دنیا کے ظہور میں آنے کو پیدائش اور تحلیل ہو کر
مادہ کی صورت اختیار کرنے کو فنا کہتے ہیں۔ (نجات یافتہ اشخاص بھی اپنے وقت پر پھر پیدا ہوتے ہیں۔

آواگون

حیاتِ سابقہ کے حالات یاد کیوں نہیں رہتے؟

معترض۔ پیدائش ایک دفعہ ہوتی ہے یا بار بار؟ مجیب۔ بار بار۔ معترض۔ اگر پیدائش بار بار ہوتی ہے تو گذشتہ زندگی اور موت کی باتیں

[1] اوپر اہل پران کے عقیدہ کے مطابق نجات کے اقسام چار بتلائے ہیں۔ مگر ان کی تفصیل میں پانچ اقسام کا شمار کیا گیا ہے۔ سانُجیہ زائد معلوم ہوتی ہے۔

یاد کیوں نہیں رہتیں؟ **مجیب**۔ رُوح کا علم قلیل ہے۔ یہ تینوں زمانوں کی شاہد نہیں ہے۔ اِس لئے اسے گذشتہ زندگی اور موت کے حالات یاد نہیں رہتے۔ جس من (آلۂ خیال) کے ذریعہ یہ علم حاصل کرتی ہے۔ وہ بھی ایک ساتھ دو چیزوں کا علم حاصل نہیں کر سکتا۔ بھلا سابقہ زندگی کی یاد تو دور رہی۔ اسی زندگی میں جب رُوح ماں کے پیٹ میں تھی۔ پھر جب اس کا جسم تیار ہوا۔ اور پیدا ہو کر پانچ برس کا انسان بنا۔ اس سے پیشتر جو جو حالات ہوئے انہیں کیوں یاد نہیں کر سکتی؟ اور عالم بیداری یا عالم خواب میں اکثر امور کا علم بالمشاہدہ حاصل کر کے جب خواب گراں یعنی گہری نیند طاری ہوتی ہے۔ تب عالم بیداری وغیرہ کی باتیں کیوں یاد نہیں کر سکتی؟ اگر تم سے کوئی سوال کرے۔ کہ آج سے بارہ برس پیشتر یعنی تیرھویں برس کے پانچویں مہینے کے نویں دن دس بج کر ایک منٹ پر تم نے کیا کیا تھا؟ تمہارے منہ، ہاتھ، کان، آنکھ، جسم کس طرف اور کس حالت میں تھے؟ تمہارے دل میں کیا کیا خیالات تھے؟ (تو ان سوالوں کا سوائے خاموشی کے اور کیا جواب دو گے؟ جب اسی زندگی میں یہ حالت ہے تو گذشتہ زندگی کے حالات یاد (نہ) کر سکنے پر اعتراض اٹھانا محض طفلانہ حرکت ہے۔ اور چونکہ تمام حالات یاد نہیں رہتے اسی سے رُوح امن[1] میں ہے۔ ورنہ تمام زندگیوں کی تکالیف یاد کر کر کے کثرت غم سے مرجاتی۔ اگر کوئی شخص سابقہ اور آئندہ تمام زندگیوں کے حالات سے واقف ہونا بھی چاہے تو بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ رُوح کی ذات اور علم دونوں محدود ہیں۔ یہ (غیر محدود علم) ایشور کو حاصل ہے۔ رُوح کو نہیں۔

علم بالقیاس

معترض۔ جب رُوح کو گذشتہ زندگی (کے گناہوں) کا علم نہیں۔ اور ایشور اسے سزا دیتا ہے۔ تو رُوح کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جب اسے علم ہو۔ کہ میں نے فلاں کام کیا تھا۔ اور یہ سزا اسی کا ثمر ہے۔ تبھی وہ آئندہ گناہوں سے باز رہ سکتی ہے۔ **مجیب**۔ تم علم (الیقین) کتنی قسم کا مانتے ہو؟ **معترض**۔ پرتیکش (مشاہدہ) وغیرہ پرمانوں (ذرائع یقین) سے آٹھ قسم کا۔ **مجیب**۔ تو جب تم وقتِ پیدائش سے لے کر وقتاً فوقتاً راج۔ دولت۔ عقل۔ علم۔ افلاس۔ بے عقلی۔ جہالت وغیرہ و رنج و راحت دُنیا میں دیکھتے ہو۔ تو اس سے حیاتِ سابقہ کا قیاس کیوں نہیں کرتے؟ مثلاً ایک طبیب اور ایک غیر طبیب کو کوئی بیماری ہو جائے۔ تو اس کے سبب یعنی وجہ کا علم طبیب کو تو ہو سکتا ہے۔ لیکن غیر طبیب کو جو علم طب سے بے بہرہ ہے نہیں ہوتا۔ کیونکہ اوّل الذکر نے علم طب کا مطالعہ کیا ہے۔ اور آخر الذکر نے نہیں کیا۔ تاہم بخار وغیرہ امراض کے لاحق ہونے پر لیک غیر طبیب بھی یہ قیاس تو کر ہی سکتا ہے۔ کہ مجھ سے کوئی بد پرہیزی ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے مجھے یہ بیماری لاحق ہوئی ہے۔ اسی طرح دُنیا میں انواع و اقسام کے رنج و راحت وغیرہ کی کمی بیشی (یعنی عدم مساوات) دیکھ کر حیاتِ سابقہ (کے اعمال) کا قیاس کیوں نہیں کرتے؟ اگر سابقہ زندگی کے قائل نہ ہو گے۔ تو پرمیشور غیر منصف ثابت ہو گا۔ کیونکہ بغیر گناہ کے افلاس وغیرہ مصائب اور بغیر سابقہ ثواب کے بادشاہت اور دولت کیوں عطا کی؟ برخلاف اس کے حیاتِ سابقہ کے گناہ و ثواب کے مطابق سزا و جزا دینے سے کما حقہٗ عادل رہتا ہے۔

---

[1] ایسے اطفال کی مثالیں وقتاً فوقتاً ہمارے مشاہدہ میں آتی رہتی ہیں۔ جنہیں حیاتِ سابقہ کے کچھ کچھ حالات یاد ہوتے ہیں۔ حیاتِ سابقہ کا مکمل قصہ تو نہیں سنا سکتے۔ مگر کوئی کوئی واقعہ اور کوئی کوئی کیفیت بیان کرتے ہیں اور تحقیقات کرنے پر ان کا بیان صحیح ثابت ہوتا ہے۔ ہاں! عام لوگوں کو گذشتہ زندگی کے حالات یاد نہیں ہوتے۔

پرمیشور کا عدل

معترض - زندگی ایک ہونے کی صورت میں بھی پرمیشور عادل ہو سکتا ہے کیونکہ حاکم اعلیٰ یعنی راجہ جو کرے۔ وہی انصاف ہوتا ہے۔ مثلاً باغبان اپنے باغیچہ میں چھوٹے بڑے درخت لگاتا۔ کبھی درخت کو کاٹتا اور اکھاڑتا۔ اور کبھی کو محفوظ رکھتا اور بڑھاتا ہے۔ جو چیز جس کی ہے۔ اسے وہ جس حالت میں چاہے رکھے۔ پھر پرمیشور سے برتر تو کوئی اور منصف (ہی) نہیں۔ جو اُسے سزا دے سکے یا جس سے ایشور خائف ہو۔ مجیب - چونکہ پرمیشور انصاف کرنا چاہتا اور کرتا ہے۔ اور بے انصافی کبھی نہیں کرتا۔ اسی لئے وہ قابل پرستش اور بزرگ ہے۔ اگر اس کا کوئی فعل انصاف کے خلاف ہو۔ تو وہ ایشور ہی نہیں رہتا۔ مثلاً باغبان بے ترتیبی سے۔ راستوں پر۔ یا بے موقعہ درخت لگانے۔ جو درخت کاٹنے کے قابل نہیں۔ انہیں کاٹنے۔ جو بڑھانے کے قابل نہیں۔ انہیں بڑھانے اور جو بڑھانے کے قابل ہیں۔ انہیں نہ بڑھانے سے قابل گرفت ہوتا ہے۔ اسی طرح بلا وجہ سزا و جزا دینے سے پرمیشور پر حرف آتا ہے۔ پرمیشور کے لئے انصاف کے کام کرنا لازم ہے کیونکہ وہ بالذات پاک اور عادل ہے۔ اگر دیوانہ وار کام کرے۔ تو دنیا کے اعلیٰ درجہ کے منصف کے مقابلہ میں بھی ادنےٰ اور حقیر ہو۔ کیا اس عالم میں اعلیٰ قابلیت کے کام کئے بغیر تعظیم و تکریم اور بُرے اعمال کئے بغیر تعزیر کرنے والا سزاوار مذمت و تحقیر نہیں ہوتا۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ پرمیشور بے انصافی نہیں کرتا۔ اور اسی لئے وہ کسی سے خائف نہیں ہوتا۔ معترض - پرمیشور نے شروع سے ہی جسے جو دینا مقدر کیا ہے۔ اسے وہی چیز دیتا ہے اور اسے جس قدر کام کرنا ہے۔ وہ اتنا ہی کرتا ہے۔ مجیب - تقدیر الہٰی اور ان کے اعمال کے مطابق ہوتی ہے - اس کے برعکس نہیں۔ اگر برعکس ہو۔ تو خود پرمیشور مجرم یعنی ظالم ثابت ہو۔

غیر مساوات کا عقدہ

معترض - بڑے چھوٹے تمام اشخاص کو یکساں رنج و راحت ہے۔ بڑوں کو بڑے اور کار لگتے ہیں۔ چھوٹوں کو چھوٹے۔ مثال کے طور پر کسی ساہوکار کا عدالت میں لاکھ روپے کا مقدمہ ہو۔ تو وہ اپنے گھر میں سے پالکی میں بیٹھ کر موسم گرما میں عدالت کی طرف جاتا ہے! بازار میں سے جاتا دیکھ کر جاہل لوگ کہتے ہیں۔ دیکھو گناہ و ثواب کا ثمرہ۔ ایک شخص مزے سے پالکی میں بیٹھا ہے۔ دوسرے بغیر جوتا پہنے اوپر نیچے سے جلتے بھنتے پالکی کو اٹھائے لئے جاتے ہیں۔ حالانکہ اہل بصیرت جانتے ہیں۔ کہ جوں جوں عدالت نزدیک آتی جاتی ہے۔ توں توں ساہوکار کے دل میں افسوس اور اضطراب بڑھتا جاتا ہے اور کہاروں کے دل کی خوشی زیادہ ہوتی جاتی ہے جب عدالت میں پہنچتے ہیں۔ تو سیٹھ جی ادھر اُدھر جانے کی فکر کرتے ہیں۔ کہ وکیل کے پاس جاؤں یا سررشتہ دار کے۔ نہ معلوم آج ہاروں گا یا جیتوں گا۔ کیا جانے کیا ہوگا۔ اُدھر کہار تمباکو پیتے۔ ایک دوسرے سے بات چیت کرتے اور خوشی خوشی مزے میں سو جاتے ہیں۔ اگر سیٹھ جی جیت جائیں تو انہیں جا کر حضرت کو) قدرے راحت (نصیب ہوتی ہے) اور ہار جائیں تو بحر غم میں ڈوب جاتے ہیں برخلاف اس کے کہار جیسے کے تیسے رہتے ہیں۔ علےٰ ہذا القیاس بادشاہ اگرچہ خوشنما اور ملائم پھولوں پر سوتا ہے تاہم اُسے نیند جلدی نہیں آتی۔ حالانکہ مزدور۔ کنکر۔ پتھر۔ مٹی یا اونچی نیچی زمین پر سوتا ہے اور اسے فوراً نیند آجاتی ہے یہی حالت ہر جگہ سمجھو۔ مجیب - ایسا سمجھنا نادانوں کا کام ہے۔ اگر کسی ساہوکار سے کہیں۔ کہ تو کہار بن جا اور کہار سے کہیں کہ تو ساہوکار بن جا۔ تو ساہوکار کہار بننا پسند نہیں کرے گا۔ مگر کہار ساہوکار بننے کا خواہشمند

ہوگا۔ اگر دونوں کے راحت و رنج برابر ہوتے۔ تو کوئی اپنی موجودہ حالت کو چھوڑ کر دوسری ادنیٰ یا اعلےٰ حالت میں جانا پسند نہ کرتا۔ دیکھو۔ ایک روح عالم۔ پاک باطن۔ صاحب دولت و ثمر وت راجہ کی رانی کے بطن میں آتی ہے اور دوسری نادار گھسیارن کے پیٹ میں ساں کے پیٹ سے ہی ایک کو ہر طرح کی آسائش ملتی۔ اور دوسری کو ہر طرح کی صعوبت پیش آتی ہے۔ ایک شخص کو پیدا ہوتے ہی دلفریب۔ خوشبودار پانی وغیرہ سے غسل کرایا جاتا اور باقاعدہ نال کاٹ کر جس جس طرح چاہیئے۔ دودھ وغیرہ پلایا جاتا ہے جب وہ دودھ پینا چاہتا ہے اسے حسب دلخواہ مصری وغیرہ ملا کر دودھ دیا جاتا ہے۔ اسے خوش و خرم رکھنے کے لئے نوکر چاکر۔ کھلونے۔ سواری۔ عمدہ مقامات پر لاڈ پیار وغیرہ راحت کے سامان مہیا کئے جاتے ہیں۔ دوسرے کی ولادت جنگل میں ہوتی ہے۔ غسل کے لئے پانی بھی نصیب نہیں ہوتا۔ جب وہ دودھ پینا چاہتا ہے۔ تو اُسے دودھ کی جگہ گھونسہ طمانچہ وغیرہ رسید کیا جاتا ہے۔ وہ نہایت دردناک آواز سے روتا ہے مگر کوئی پوچھتا تک نہیں۔ علےٰ ہذالقیاس گناہ و ثواب کے بغیر اس طرح کے رنج و راحت دینے کی صورت میں ایشور پر حرف آتا ہے۔ علاوہ ازیں اگر بغیر اعمال کے رنج و راحت حاصل ہو جاتے ہیں۔ تو آئندہ بہشت و دوزخ بھی ہونے چاہئیں۔ جیسے اس وقت پرمیشور نے بغیر اعمال کے رنج و راحت نصیب کئے ہیں۔ ویسے ہی مرنے کے بعد جسے چاہے گا بہشت میں اور جسے چاہے گا دوزخ میں بھیج دے گا۔ اس حالت میں تمام ارواح گنہگار ہو جائیں گی۔ کوئی ثواب کیوں کرے گا، کیونکہ ثواب کا ثمر ملنا مشتبہ ہے۔ اگر جزا و سزا پرمیشور کے اپنے اختیار میں ہے یعنی جیسی اس کی مرضی ہوگی وہ ویسا ہی پھل عطا کرے گا۔ تو گناہ کا خوف نہ رہ کر عالم میں (ادھرم) کفر کی ترقی اور (دھرم) دین کا تنزل ہو جائے گا۔ اس استدلال سے ثابت ہے۔ کہ حیات سابقہ کے گناہ و ثواب کے مطابق حیات موجودہ اور حیات سابقہ کے اعمال کے مطابق آئندہ سلسلہ حیات ہوگا۔

روح کا مختلف قالبوں میں جانا

معترض۔ انسان اور دیگر حیوانات وغیرہ کے قالب میں ارواح ایک سی ہیں یا مختلف انواع کی؟ مجیب ارواح سب ایک سی ہیں لیکن گناہ و ثواب کے اثرات سے بالترتیب ناپاک اور پاک ہو جاتی ہیں۔ معترض۔ انسان کی روح حیوانات وغیرہ کے اور حیوانات وغیرہ کی انسان کے قالب میں۔ اسی طرح عورت کی مرد کے اور مرد کی عورت کے قالب میں آتی جاتی ہے یا نہیں؟ مجیب۔ ہاں! آتی جاتی ہے۔ جب گناہ زیادہ اور ثواب کم ہوتا ہے۔ تو انسان کی روح کو حیوانات وغیرہ ادنیٰ درجہ کا قالب اور جب ثواب زیادہ اور گناہ کم ہوتا ہے تو دیوتا یعنی اہل علم کا قالب عطا ہوتا ہے۔ اور جب گناہ و ثواب مساوی ہوتے ہیں تو معمولی انسان کی زندگی ملتی ہے پھر انسان وغیرہ کے قالب میں بھی گناہ و ثواب کے کم و بیش اور مساوی ہونے کی وجہ سے اجسام وغیرہ اسباب زندگی۔ ادنےٰ۔ اعلےٰ اور متوسط درجہ کے ہوتے ہیں۔ قالب حیوانی میں جب روح بیشتر گناہوں کی سزا بھگت لیتی ہے۔ تب گناہ و ثواب کے برابر رہ جانے پر انسان کے قالب میں آتی اور ثواب کی جزا حاصل کرنے کے بعد متوسط درجہ کے انسان کا قالب اختیار کرتی ہے جب روح جسم سے نکلتی ہے اس حالت کا نام موت اور قالب سے وابستہ ہونے کا نام پیدائش ہے جب روح قالب سے پرواز کرتی ہے تب "یمالیہ" یعنی خلا میں

مقیم ہوا میں قیام کرتی ہے۔ وید میں فرمایا ہے:۔ यमेन वायुना । اس فقرہ میں "یم" اور "وایو" مترادف ہیں۔ یہاں "یم" سے مراد نہیں جس کا ذکر گرڑ پران میں آتا ہے۔ اس مسئلہ کی خاص تمہید و تائید باب یازدہم میں کی جائے گی۔ "تدان لبدہ" "دھرم راج" "یعنی پرمیشور روح کو اس کے گناہ و ثواب کے مطابق نئی زندگی عطا کرتا ہے۔ وہ پرمیشور کے حکم سے ہوا۔ غذا۔ پانی یا جسم کے کسی سوراخ کے راستہ کسی دوسرے (جاندار کے) قالب میں داخل ہوتی ہے۔ داخل ہونے کے بعد بالترتیب نطفہ میں جاتی۔ حمل میں قائم ہوتی۔ قالب اختیار کرتی۔ اور پھر باہر آتی ہے۔ اگر اس کے اعمال عورت کا قالب اختیار کرنے کے قابل ہوں۔ تو عورت کا اور مرد کا اختیار کرنے کے قابل ہوں تو مرد کا قالب اختیار کرتی ہے۔ استقرار حمل یعنی مرد اور عورت کی مجامعت کے وقت دونوں کا مادہ تولید برابر (قوی) ہونے کی حالت میں مخنث پیدا ہوتا ہے۔ یہ بھی گذشتہ اعمال کا اثر ہے) اس طرح روح انواع و اقسام کی پیدائش و وفات میں اس وقت تک مبتلا رہتی ہے جب تک بہترین عمل۔ بہترین عبادت اور بہترین علم حاصل کرکے حالت نجات میں نہیں پہنچ جاتی۔ اعلےٰ درجہ کے اعمال سے قالب انسانی میں اعلےٰ درجہ کی زندگی۔ اور عالم نجات میں مہاکلپ تک پیدائش و وفات کی تکلیف سے آزاد حالت سرور میں رہتی ہے معترض۔ نجات ایک زندگی میں حاصل ہو جاتی ہے یا متعدد زندگیوں میں؟ مجیب۔ متعدد زندگیوں میں۔ (چنانچہ کہا ہے:۔)

भिद्यते हृदयग्रन्थिश्छिद्यन्त सर्वसंशयाः ।
क्षीयन्ते चास्य कर्माणि तस्मिन्दृष्टे परावरे ॥

جب انسان کے قلب (سے جہل یعنی توہم) کی گانٹھ کٹ جاتی ہے۔ تمام شبہات دور ہو جاتے ہیں (اور برے) اعمال (کالعدم) کمزور ہو جاتے ہیں۔ تبھی یہ اس ذات باری میں جو ہمارے اندر باہر موجود ہے مقیم ہوتا ہے۔ (منڈک اپنشد)

معترض۔ حالت نجات میں روح (کی ذات) پرمیشور (کی ذات) میں محو ہو یعنی مل جاتی ہے یا الگ رہتی ہے؟ مجیب۔ الگ رہتی ہے۔ کیونکہ اگر محو ہو جائے۔ تو راحت نجات سے بہرہ یاب کون ہو۔ حصول نجات کے لئے کی گئی ریاضتیں اکارت جائیں۔ ایسی حالت کو روح کے لئے عالم نجات نہیں۔ عالم فنا سمجھنا چاہیے۔ جو شخص پرمیشور کے احکام بجا لاتا۔ بہترین اعمال۔ نیک نہاد اشخاص کی صحبت اور مذکورہ بالا طریق سے ریاضت ہائے یوگ کی مشق کرتا ہے۔ وہی نجات سے بہرہ یاب ہوتا ہے نیز تیتریہ اپنشد میں کہا ہے:۔

सत्यं ज्ञानमनन्तं ब्रह्म यो वेद निहितं गुहायां परमे व्योमन् ।
सोऽश्नुते सर्वान् कामान् सह ब्रह्मणा विपश्चितेति ॥

جو شخص اپنی عقل اور روح میں موجود۔ حق بالذات۔ علیم بالذات۔ لامحدود اور سرور بالذات پرماتما کو جانتا ہے وہ اس محیط بسیط (باری تعالےٰ) میں مقیم ہو کر غیر محدود علم سے متصف پرمیشور کے قرب کی وجہ سے تمام خواہشات حاصل کر لیتا ہے۔ (یعنی جس جس راحت کی خواہش کرتا ہے اس سے بہرہ یاب ہو جاتا ہے اسی کا نام حالت نجات ہے) (تیتریہ اپنشد۔ آنند ولی۔ ۱)

سرور نجات کا حظ پرمیشور کے ذریعہ

معترض۔ جب انسان بغیر جسم کے

راحتِ دُنیوی سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا۔ تو حالتِ نجات میں جسم کے بغیر لذتِ سُرور سے کس طرح فیضیاب ہوگا؟
مجیب۔ اس سوال کا جواب اوپر دے چکے ہیں۔ اس میں اتنا اور اضافہ کرو۔ کہ جیسے رُوح کو لذاتِ دُنیوی کا احساس جسم کی وساطت سے ہوتا ہے۔ ایسے ہی سُرورِ نجات کا احتظاظ پرمیشور کی وساطت سے ہوتا ہے نجات یافتہ رُوح غیر محدود بسیط فضائے باری میں حسبِ دلخواہ حرکت کرتی۔ خالص علم (کی آنکھ) سے تمام کائنات کا مشاہدہ کرتی۔ دیگر نجات یافتہ ارواح سے ملاقات کا لُطف اُٹھاتی۔ اور اسرارِ قدرت کا سلسلہ وار معائنہ کرتی ہوئی حاضر و غائب مختلف اقسام کے عالموں کی سیر کرتی ہے۔ تمام ان اشیاء کو جو اس کی چشمِ علم کے رُوبرو ہوتی ہیں۔ بالمشافہ دیکھتی ہے جوں جوں اس کا علم بڑھتا ہے توں توں اس کے سُرور میں اضافہ ہوتا جاتا ہے چونکہ حالتِ نجات میں رُوح تمام کدورتوں سے پاک ہوتی ہے۔ اس لئے اس کا علم کامل (بے نقص) ہوتا ہے جو اشیا اس کے قریب (یعنی ادراک کے حلقہ میں) ہوتی ہیں۔ ان کی حقیقت اس پر کماحقہٗ بے نقاب ہو جاتی ہے۔ اسی راحتِ خاص کا نام "سونرگ" ہے۔ برخلاف اس کے خواہشاتِ نفسانی میں پھنس کر عذابِ شدید میں مبتلا ہونا نرک کہلاتا ہے۔ "سو" کے معنے ہیں راحت۔ اس لئے "سورگ" کے معنے ہوئے وہ حالت جس میں راحت نصیب ہو۔ اس کے برعکس عالمِ رنج کو "نرک" کہتے ہیں۔ راحتِ دُنیوی عام "سونرگ" اور پرمیشور کے وصال کی راحتِ خاص "سونرگ" کہلاتی ہے۔ تمام ارواح فطرتاً راحت حاصل کرنے اور رنج سے مخلصی پانے کی خواہشمند ہیں۔ لیکن جب تک وہ (دھرم) احکامِ الٰہی پر کاربند ہونا اختیار اور گناہ ترک نہیں کرتیں۔ تب تک راحت کا حصول اور رنج سے مخلصی ناممکن ہے۔ کیونکہ جس چیز کی علت یعنی جڑ قائم ہے۔ وہ چیز نیست و نابود نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ کہا ہے:-

छिन्ने मूले वृक्षो नश्यति तथा पापे क्षीणे दुःखं नश्यति ।।

جیسے جڑ کٹ جانے سے درخت نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ اسی طرح گناہ کے ترک کر دینے سے رنج کا خاتمہ ہو جاتا ہے

مادہ کے تین گنوں (جوہروں) کے اثرات

دیکھو! منوسمرتی میں گناہ و ثواب کے مختلف اقسام کے نتائج اس طرح بیان کئے گئے ہیں

मानसं मनसैवायमुपभुङ्क्ते शुभाऽशुभम् ।
वाचा वाचा कृतं कर्म कायेनैव च कायिकम् ।। १ ।।
शरीरजैः कर्मदोषैर्याति स्थावरतां नरः ।
वाचिकैः पक्षिमृगतां मानसैरन्त्यजातिताम् ।। २ ।।
यो यदैषां गुणो देहे साकल्येनातिरिच्यते ।
स तदा तद्गुणप्रायं तं करोति शरीरिणम् ।। ३ ।।
सत्त्वं ज्ञानं तमोऽज्ञानं रागद्वेषौ रजः स्मृतम् ।
एतद्व्याप्तिमदेतेषां सर्वभूताश्रितं वपुः ।। ४ ।।
तत्र यत्प्रीतिसंयुक्तं किञ्चिदात्मनि लक्षयेत् ।

प्रशान्तमिव शुद्धाभं सत्त्वं तदुपधारयेत् ॥ ५ ॥
यत्तु दुःखसमायुक्तमप्रीतिकरमात्मनः ।
तद्रजोऽप्रतिघं विद्यात्सततं हारि देहिनाम् ॥ ६ ॥
यत्तु स्यान्मोहसंयुक्तमव्यक्तं विषयात्मकम् ।
अप्रतर्क्यमविज्ञेयं तमस्तदुपधारयेत् ॥ ७ ॥
त्रयाणामपि चैतेषां गुणानां यः फलोदयः ।
अग्र्यो मध्यो जघन्यश्च तं प्रवक्ष्याम्यशेषतः ॥ ८ ॥
वेदाभ्यासस्तपो ज्ञानं शौचमिन्द्रियनिग्रहः ।
धर्मक्रियात्मचिन्ता च सात्त्विकं गुणलक्षणम् ॥ ९ ॥
आरम्भरुचिताऽधैर्यमसत्कार्यपरिग्रहः ।
विषयोपसेवा चाजस्रं राजसं गुणलक्षणम् ॥ १० ॥
लोभः स्वप्नोऽधृतिः क्रौर्यं नास्तिक्यं भिन्नवृत्तिता ।
याचिष्णुता प्रमादश्च तामसं गुणलक्षणम् ॥ ११ ॥
यत्कर्म कृत्वा कुर्वंश्च करिष्यंश्चैव लज्जति ।
तज्ज्ञेयं विदुषा सर्वं तामसं गुणलक्षणम् ॥ १२ ॥
येनास्मिन्कर्मणा लोके ख्यातिमिच्छति पुष्कलाम् ।
न च शोचत्यसम्पत्तौ तद्विज्ञेयं तु राजसम् ॥ १३ ॥
यत्सर्वेणेच्छति ज्ञातुं यन्न लज्जति चाचरन् ।
येन तुष्यति चात्मास्य तत्सत्त्वगुणलक्षणम् ॥१४॥
तमसो लक्षणं कामो रजसस्त्वर्थ उच्यते ।
सत्त्वस्य लक्षणं धर्मः श्रैष्ठ्यमेषां यथोत्तरम ॥१५॥

انسان اپنی اعلےٰ متوسط اور ادنےٰ درجہ کی عادات کا جائزہ لے کر بہترین عادات اختیار اور متوسط اور ادنےٰ درجہ کی عادات ترک کرے۔ یہ یقین جاننا چاہیئے۔ کہ جس طرح جو برا بھلا فعل من (آلۂ خیال) سے کرتی ہے اس کی سزا جزا من سے جو برا بھلا فعل قول سے کرتی ہے اس کی قول سے اور جو جسم کے ذریعہ کرتی ہے اس کا پھل جسم کے ذریعہ حاصل کرتی ہے۔ ۱

جو شخص جسم کے ذریعہ (چوری۔ زنا۔ نیک اشخاص کا قتل وغیرہ) بُرے اعمال کرتا ہے اُسے درخت وغیرہ غیر متحرک انواع کا۔ زبان کے ذریعہ اعمال بد کرنے والے کو پرند وچرند وغیرہ کا اور نقطۂ دل سے گناہ کرنے والے کو چانڈال وغیرہ کا قالب ملتا ہے۔ ۲

جس جسم میں مادہ کے جس جوہر[1] کا غلبہ ہوتا ہے اُس وقت روح بھی زیادہ تر اُسی جوہر سے متاثر ہوجاتی ہے۔ ۳

[1] مادہ کے تین جوہر۔ ستوگن۔ رجوگن۔ اور تموگن آئندہ شلوکوں میں بتائے گئے ہیں۔

جب (روح میں) علم کا ظہور ہو۔ تب ستوگن۔ جب جہل طاری ہو تب تموگن۔ اور جب رغبت اور نفرت کی طرف میلان ہو تب رجوگن کا غلبہ جاننا چاہیئے۔ مادہ کے یہ تین جوہر عالم کائنات کی تمام اشیاء میں پائے جاتے ہیں۔ ۴

(ان جوہروں کی باہمی تمیز اس طرح کرنی چاہیئے۔ کہ جب جی میں خوشی۔ قلب میں مسرت اور اطمینان یعنی خلوص اور صفائی کی صورت نمودار ہو۔ تب سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ ستوگن کا غلبہ ہے (اور رجوگن و تموگن مغلوب حالت میں ہیں)۔ ۵

جب روح اور من مغموم اور مکدر رہیں اور محسوسات میں ادھر اُدھر بھٹکنے لگیں تو سمجھنا چاہیئے کہ رجوگن غالب ہے (اور ستوگن و تموگن مغلوب)۔ ۶

جب روح اور من پر موہ یعنی دنیا کی چیزوں میں دلبستگی کی کیفیت طاری ہو۔ روح اور من میں تمیز نہ رہے خواہشاتِ نفسانی میں انہماک ہو۔ غور و خوض کرنے کی طاقت سلب ہو جائے! اور قوتِ ادراک جواب دیدے تب سمجھنا چاہیئے۔ کہ اس وقت تموگن غالب ہے۔ (اور ستوگن و رجوگن مغلوب)۔ ۷

ذیل میں ان جوہروں کے اعلےٰ۔ متوسط۔ اور ادنےٰ اثرات کا بالتفصیل بیان کیا جاتا ہے۔ ۸

ویدوں کا مطالعہ۔ (دھرم) احکامِ الٰہی کی تکمیل۔ علم کی ترقی۔ پاکیزگی کی خواہش۔ ضبطِ حواس۔ مشروعات اور روحانیت پر غور۔ یہ تمام علامات ستوگن کی ہیں۔ ۹

جب رجوگن نمودار ہوتا ہے۔ اور ستوگن اور تموگن غائب ہو جاتے ہیں۔ تب کام کے آغاز میں دلچسپی (اور آگے چل کر دل برداشتگی) بے صبری۔ بُرے کاموں کا قبول۔ اور خواہشاتِ نفسانی میں متواتر انہماک پیدا ہو جاتا ہے ان علامات سے انسان سمجھ لے۔ کہ مجھ میں رجوگن غالب ہے۔ ۱۰

جب تموگن ظاہر اور دیگر دونوں گن مخفی رہتے ہیں۔ تب غایت درجہ حرص (جو تمام برائیوں کی جڑ ہے) غایت درجہ سستی اور خواب آلودگی۔ بے صبری۔ ایذا رسانی۔ کفر یعنی وید اور ایشور میں عدم اعتقاد۔ عدم یکسوئی یعنی پریشانیٔ خاطر اور مختلف برائیوں میں انہماک۔ یہ علامات ظاہر ہو جاتی ہیں۔ اہلِ دانش یہ تمام تموگن کے نتائج سمجھیں۔ ۱۱

جب اپنا ضمیر کوئی کام کرنے کے بعد یا اس کے دوران میں یا اس فعل کی خواہش سے ہی شرم۔ تذبذب اور خوف محسوس کرے۔ تو صاحبِ دانش سمجھ لے۔ کہ مجھ میں تموگن کا غلبہ ہے۔ ۱۲

اگر انسان کا ضمیر کسی عمل سے دنیا میں خوب شہرت چاہے! افلاس کی حالت میں بھی (مطرب اور بھانڈ وغیرہ پر) روپیہ برباد کرنا ترک نہ کرے۔ تب سمجھ لے۔ کہ اب مجھ میں رجوگن غالب ہے۔ ۱۳

جب انسان کا ضمیر سب سے علم حاصل کرنے کا خواہشمند ہو۔ حسنات یعنی اچھی باتیں اختیار کرے! اور نیک اعمال سے شرم محسوس نہ کرے۔ اور (دھرم) احکامِ الٰہی کی تعمیل میں طبیعت مسرور اور راغب ہو۔ تب سمجھے کہ اب مجھ میں ستوگن کا غلبہ ہے۔ ۱۴

تموگن کی علامت خواہشاتِ نفسانی۔ رجوگن کی اسبابِ دنیوی کی فراہمی کی حرص اور ستوگن کی (دھرم) احکامِ الٰہی کی پابندی ہے! ان جوہروں میں تموگن سے رجوگن اور رجوگن سے ستوگن افضل ہے۔ ۱۵

(منوسمرتی ۸-۶، ۲۵ تا ۳۳، ۳۵ تا ۳۸)

مختلف اعمال کا نتیجہ مختلف قالب

سطور ذیل میں بتایا جائے گا کہ روح مادہ کے کس کس گن یا جوہر کے غالب ہونے سے کس کس حالت میں جاتی

منو۔

देवत्वं सात्त्विका यान्ति मनुष्यत्वञ्च राजसाः ।
तिर्यक्त्वं तामसा नित्यमित्येषा त्रिविधा गतिः ॥ १ ॥
स्थावराः कृमिकीटाश्च मत्स्याः सर्पाश्च कच्छपाः ।
पशवश्च मृगाश्चैव जघन्या तामसी गतिः ॥ २ ॥
हस्तिनश्च तुरङ्गाश्च शूद्रा म्लेच्छाश्च गर्हिताः ।
सिंहा व्याघ्रा वराहाश्च मध्यमा तामसी गतिः ॥ ३ ॥
चारणाश्च सुपर्णाश्च पुरुषाश्चैव दाम्भिकाः ।
रक्षांसि च पिशाचाश्च तामसीषूत्तमा गतिः ॥ ४ ॥
झल्ला मल्ला नटाश्चैव पुरुषाः शस्त्रवृत्तयः ।
द्यूतपानप्रसक्ताश्च जघन्या राजसी गतिः ॥ ५ ॥
राजानः क्षत्रियाश्चैव राज्ञां चैव पुरोहिताः ।
वादयुद्धप्रधानाश्च मध्यमा राजसी गतिः ॥ ६ ॥
गन्धर्वा गुह्यका यक्षा विबुधानुचराश्च ये ।
तथैवाप्सरसः सर्वा राजसीषूत्तमा गतिः ॥ ७ ॥
तापसा यतयो विप्रा ये च वैमानिका गुणाः ।
नक्षत्राणि च दैत्याश्च प्रथमा सात्त्विकी गतिः ॥ ८ ॥
यज्वान ऋषयो देवा वेदा ज्योतींषि वत्सराः ।
पितरश्चैव साध्याश्च द्वितीया सात्त्विकी गतिः ॥ ९ ॥
ब्रह्मा विश्वसृजो धर्म्मो महानव्यक्तमेव च ।
उत्तमां सात्त्विकीमेतां गतिमाहुर्मनीषिणः ॥ १० ॥
इन्द्रियाणां प्रसङ्गेन धर्मस्यासेवनेन च ।
पापान्संयान्ति संसारानविद्वांसो नराधमाः ॥११॥

جن اشخاص میں ستو گن کا غلبہ ہوتا ہے۔ وہ دیوتا یعنی عالم۔ جن میں رجو گن غالب ہوتا ہے وہ متوسط درجہ کے انسان اور جن میں تمو گن کی زیادتی ہوتی ہے۔ وہ ادنے درجہ کے جاندار بنتے ہیں۔ ۱

جو غایت درجہ کے تمو گنی ہیں۔ وہ غیر متحرک درخت وغیرہ اور کیڑے مکوڑے مچھلی سانپ۔ کچھوا اور ہرن وغیرہ کا قالب اختیار کرتے ہیں۔ ۲

جو متوسط درجہ کے تمو گنی ہیں۔ وہ ہاتھی۔ گھوڑے۔ شودر ملیچھ۔ افعال ذمیمہ کے کرنے والے شیر۔ چیتے اور سؤر کا قالب اختیار کرتے ہیں۔ ۳

جو تموگُنی اشخاص میں اعلےٰ یعنی کم سے کم تموگُنی ہیں۔ وہ چارٹ (یعنی کبت ۔ دوہا وغیرہ کے ذریعہ لوگوں کی خوشامد کرنے والے خوشنما پسند۔ سیاکار یعنی اپنے مفاد کے لئے اپنی تعریف کرنے والے ۔ راکشس یعنی موذی۔ پشاچ یعنی بدکردار۔ شراب وغیرہ حرام اشیا خورد و نوش کا استعمال کرنے والے اور ناپاک زندگی بسر کرنے والے انسان ملتے ہیں۔ ایسے تمام ذی روح ادنےٰ درجہ کے تموگُنی اوصاف کی وجہ سے اس حالت میں ہیں۔ ۴

ادنےٰ درجہ کے رجوگُنی شمشیر وغیرہ سے مارنے۔ کدال وغیرہ سے زمین کھودنے اور کشتی وغیرہ کا کام کرنے والے۔ نٹ کھٹ یعنی بانس وغیرہ پر کودنے پھاندنے اور چڑھنے اترنے والے۔ مسلح ملازم اور قمار بازی اور شراب خوری کے دلدادہ اشخاص ملتے ہیں۔ ۵

متوسط درجہ کے رجوگُنی راجہ۔ کشتری۔ راجاؤں کے پروہت مناظر۔ قاصد۔ وکیل اور ممبر جنگ کے افسر ملتے ہیں۔ ۶

اعلےٰ درجہ کے رجوگُنی گوتیے۔ نجبے۔ یکش یعنی صاحب دولت۔ اور اہل علم کے ملازم بنتے یا خوبصورت عورتوں کے قالب میں آتے ہیں۔ ۷

جو مرتاض۔ جستی (درنجیشی) وید کے قاری۔ ہوائی جہازوں کے چلانے والے۔ منجم اور ویدیا یعنی تن پرور اشخاص ہیں۔ انہیں ادنےٰ درجہ کے ستوگُن کی وجہ سے اس حالت میں پہنچا ہوا سمجھو۔ ۸

جو متوسط درجہ کے ستوگُن سے متصف ہو کر کام کرتے ہیں۔ وہ اشخاص یگیہ کرنے والے معانی وید سے واقف عالم۔ علم برق اور علم زماں کے ماہر محافظ۔ فاضل اور کاروبار کی تکمیل میں معاون ہونے کے قابل استاد کا قالب اختیار کرتے ہیں۔ ۹

جو اشخاص اعلےٰ درجہ کے ستوگُن سے متصف ہو کر اعلےٰ درجہ کے اعمال کرتے ہیں وہ برہما یعنی تمام ویدوں کے عالم۔ قوانین قدرت کما حقہٗ واقف ہو کر ہوائی جہاز وغیرہ مختلف کلوں کے بنانے والے احکام الٰہی کے پابند۔ افضل ترین عقول کے مالک اور مادہ یعنی قوت لطیفہ کو اپنے اختیار میں رکھنے والے[1] پیدا ہوتے ہیں۔ ۱۰

جو اشخاص مغلوب الحواس ہو کر نفسانی خواہشات کے غلام۔ راہ دین کو ترک کر کے راہ کفر کے پیرو اور علوم سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔ وہ بنی نوع انسان میں ادنےٰ درجہ کا یعنی نہایت مصیبت زدہ شخص کا قالب اختیار کرتے ہیں۔ ۱۱

گُناتیت یعنی جواہر مادہ سے بالاتر

اس طرح ستوگُن۔ رجوگُن۔ اور تموگُن کے غلبہ کے زیر اثر روح جو جو فعل کرتی ہے۔ اسے اس کے موافق ثمر حاصل ہوتا ہے۔ جو ارواح نجات یافتہ ہیں۔ وہ ان تینوں (گُنوں) جوہروں سے بالاتر ہیں۔ ایسے لوگوں کو چاہیئے۔ کہ مادہ کے ان جوہروں کے پابند نہ ہو کر اعلےٰ درجہ کے (یوگی) مرتاض بنیں۔ اور حصول نجات کے لئے کوشاں ہوں۔

[1] مادہ کی محتاج نہیں ہوتی۔ بلکہ اسے اپنے اختیار میں لا کر اس سے کام لیتی ہیں۔

مندرجہ ذیل اقوال یوگ درشن مصنفہ پتنجلی کے ہیں :-

योगश्चित्तवृत्तिनिरोधः ॥ १ ॥

तदा द्रष्टुः स्वरूपेऽवस्थानम् ॥ २ ॥

{ انسان (کا) رجوگن اور تموگن کے اعمال سے طبیعت کو ہٹا کر۔ خالص ستوگن کے اعمال سے بھی طبیعت کو روک کر پہلے تو خالص ستوگن[1] سے متصف ہو کر اور پھر اس کو بھی نرودھ کر کے یکسو یعنی ایک پرماتما اور احکام الٰہی کے مطابق اعمال کی قسم اعلیٰ میں ذہن کو قائم کر دینا یا نرودھ کہو۔ کہ } تمام اطراف سے من (آلۂ خیال) کے رجحان کو روک دینا (یوگ کہلاتا ہے جب چت یکسو ہو جاتا یعنی ادھر ادھر سے ہٹ جاتا ہے تب[2] روح کو سب کے ناظر پرمیشور کی ذات میں محویت حاصل ہو جاتی ہے۔ (یوگ درشن ۱-۲،۳)

تکالیف ثلاثہ سے آزادی

حصول نجات کے لیے مندرجہ بالا وسائل کا استعمال کرے مندرجہ ذیل قول سانکھیہ درشن کا ہے :-

अथ त्रिविधदुःखात्यन्तनिवृत्तिरत्यन्तपुरुषार्थः ॥१॥

آدھیاتمک یعنی جسمانی۔ آدھی بھوتک یعنی دیگر جانداروں سے حاصل ہونے والی۔ آدھی دیوک یعنی حد سے متجاوز بارش۔ گرمی۔ سردی۔ من (آلۂ خیال) اور (اندریوں) حواس کے اضطرار سے حاصل ہونے والی ان تین اقسام کی تکالیف سے قطعاً آزاد ہو کر عالم نجات میں پہنچنا حیات انسانی کی علت غائی ہے۔ (سانکھیہ درشن ۱-۱)

(یہ مختصر بیان معرفت و جہل اور قید و نجات کے بارہ میں کیا گیا۔) آئندہ باب میں (آچار۔ اناچار) مشروعات و ممنوعات اور (بھکشیہ۔ ابھکشیہ) حلال و حرام کا بیان کیا جائے گا۔

ختم شد باب نہم دربارہ معرفت و جہل و قید و نجات
کتاب فصاحت انتساب ستیارتھ پرکاش مصنفہ
شری سوامی دیانند سرسوتی

---

[1] مطلب یہ کہ مادہ کو اپنا آلۂ کار تو بنائے۔ لیکن اس کا محتاج نہ ہو جائے۔ کیونکہ عالم نجات میں روح کو اپنے ارادے سے ہی جسم کا کام لینا ہے۔ وہاں اس کا سوابھاوک شریر یعنی قالب خاص ہی کام آئے گا۔ اس حالت میں پہنچنے کے لئے پہلے تموگن۔ پھر رجوگن اور پھر ستوگن سے بھی اوپر اٹھ جائے۔

[2] دیگر شارحین نے یہاں روح کا قیام اپنی ذات میں سمجھا ہے۔ ان کی رائے میں اس سوتر کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ

تب شاہد (روح) کا اپنی ذات میں قیام ہو جاتا ہے۔

رشی دیانند روح کو طبعاً آزاد نہیں مانتے۔ ان کی نظر میں طبعاً آزاد فقط ایشور کی ذات ہے۔ اس لئے عالم مراقبہ اور عالم نجات میں پرمیشور کے سروپ یعنی ذات میں ہی قیام اور محویت ہوتی ہے۔ روح بالذات جدا لیکن ایشور کے درمیان میں محو رہتی ہے۔

باب دہم

(آچار۔ اناچار) مشروعات و ممنوعات اور بھکشیہ۔ ابھکشیہ حلال و حرام کا بیان

آچار۔ اناچار یعنی مشروعات و ممنوعات

ذیل میں (آچار) مشروعات یعنی احکام الٰہی کے مطابق عمل شائستگی۔ نیک اشخاص کی صحبت اور علم حق کے حصول میں رغبت وغیرہ اور (اناچار) ممنوعات یعنی اِن مندرجہ بالا کے برعکس افعال کا ذکر کیا جائے گا۔

विद्वद्भिः सेवितः सद्भिर्नित्यमद्वेषरागिभिः ।
हृदयेनाभ्यनुज्ञातो यो धर्मस्तन्निबोधत ।। १ ।।
कामात्मता न प्रशस्ता न चैवेहास्त्यकामता ।
काम्यो हि वेदाधिगमः कर्मयोगश्च वैदिकः ।। २ ।।
सङ्कल्पमूलः कामो वै यज्ञाः सङ्कल्पसम्भवाः ।
व्रतानि यमधर्माश्च सर्वे सङ्कल्पजाः स्मृताः ।। ३ ।।
अकामस्य क्रिया काचिद् दृश्यते नेह कर्हिचित् ।
यद्यद्धि कुरुते किञ्चित् तत्तत्कामस्य चेष्टितम् ।। ४ ।।
वेदोऽखिलो धर्ममूलं स्मृतिशीले च तद्विदाम् ।
आचारश्चैव साधूनामात्मनस्तुष्टिरेव च ।। ५ ।।
सर्वन्तु समवेक्ष्येदं निखिलं ज्ञानचक्षुषा ।
श्रुतिप्रामाण्यतो विद्वान् स्वधर्मे निविशेत वै ।। ६ ।।
श्रुतिस्मृत्युदितं धर्ममनुतिष्ठन् हि मानवः ।
इह कीर्त्तिमवाप्नोति प्रेत्य चानुत्तमं सुखम् ।। ७ ।।
योऽवमन्येत ते मूले हेतुशास्त्राश्रयाद् द्विजः ।
स साधुभिर्बहिष्कार्यो नास्तिको वेदनिन्दकः ।। ८ ।।

वेदः स्मृतिः सदाचारः स्वस्य च प्रियमात्मनः ।
एतच्चतुर्विधं प्राहुः साक्षाद्धर्मस्य लक्षणम् ॥ ९ ॥
अर्थकामेष्वसक्तानां धर्मज्ञानं विधीयते ।
धर्मं जिज्ञासमानानां प्रमाणं परमं श्रुतिः ॥ १० ॥
वैदिकैः कर्मभिः पुण्यैर्निषेकादिर्द्विजन्मनाम् ।
कार्य्यः शरीरसंस्कारः पावनः प्रेत्य चेह च ॥ ११ ॥
केशान्तः षोडशे वर्षे ब्राह्मणस्य विधीयते ।
राजन्यबन्धोर्द्वाविंशे वैश्यस्य द्व्यधिके ततः ॥ १२ ॥

(بنی نوع انسان کو ہمیشہ اس بات کا خیال رکھنا چاہیے - کہ جس کی پابندی - رغبت اور نفرت سے آزاد
علماء کرام ہمیشہ کرتے ہیں - اور جسے اپنا دل یعنی ضمیر حقیقی فرض قرار دیتا ہے - وہی (دھرم) دین ماننے اور
عمل میں لانے کے قابل ہے - ۱

ارادہ

اس دنیا میں نہ تو سراپا خواہش بن جانا ہی مستحسن ہے - اور نہ قطعاً خواہشات سے آزاد ہو جانا - وید کے معانی کا
علم اور احکام وید کے مطابق عمل - یہ تمام امور خواہش یعنی ارادہ سے ہی پایۂ تکمیل کو پہنچتے ہیں - ۲
(اگر کوئی کہے - کہ میں خواہش اور ارادہ سے بالکل آزاد ہو جاؤں - تو یہ قطعاً ناممکن ہے - کیونکہ تمام دھرم
کے کام مثلاً (یگیہ) رسوم شرعی - (راست گوئی وغیرہ) عہد اور یم نیم (ریاضت ہائے مجلسی و شخصی وغیرہ
ارادہ سے ہی سرانجام پاتے ہیں - ۳
(ہاتھ - پاؤں - آنکھ اور من (آلۂ خیال) وغیرہ کو) جو بھی حرکت دی جاتی ہے - وہ سب ارادہ کے طفیل ہوتی
ہے - اگر ارادہ نہ ہو - تو کوئی کام (یہاں تک کہ آنکھ کا کھولنا اور جھپکانا بھی) ناممکن ہو جائے - ۴

دھرم یعنی دین کے معیار

(تمام) وید اور سمرتی (اور رشیوں کی تصانیف) نیک نہاد
علماء وید کا عمل - اور جس جس کام سے اپنا ضمیر خوش ہو یعنی جن کاموں کے
کرتے ہوئے خوف - تذبذب اور شرم کا احساس نہ ہو - انہیں کرنا (دھرم یعنی دین کے یہ چار معیار ہیں - ۵
دیکھو جب کوئی دروغگوئی چوری وغیرہ کا ارادہ کرتا ہے - تبھی اس کے دل میں خوف - تذبذب اور
شرم پیدا ہوتی ہے - اس سے ثابت ہے - کہ یہ کام کرنے کے قابل نہیں ہیں -
انسان تمام (شاستروں) کتب حقہ - وید - نیک اشخاص کے طرز عمل اور اپنے ضمیر کے مطابق کما حقہٗ غور و
خوض کر کے چشم بصیرت کی ہدایت - وید کی سند - اور اپنے ضمیر کے موافق (دھرم) دین کے راستہ پر قدم رکھے - ۶
جو شخص وید اور وید کے مطابق سمرتی کے ارشادات کی تعمیل کرتا ہے - وہ اس دنیا میں نیک نامی اور مرکر اعلیٰ
درجہ کی راحت سے بہرہ یاب ہوتا ہے - ۷

شرتی اور سمرتی

(شرتی وید کو اور سمرتی دھرم شاستر یعنی دیگر کتب دینی کو کہتے ہیں - ان کے ذریعہ

مشروعات و ممنوعات یعنی کرم دنی اور نا کرم دنی افعال کا فیصلہ کرنا چاہیئے ۔ جو شخص (علم منطق کے زور پر) وید اور علماء حق شعار کی تصانیف مطابق وید کی توہین کرے ۔ اسے قوم کے برگزیدہ حضرات اپنے حلقہ سے خارج کر دیں ۔ کیونکہ جو شخص وید کی مذمت کرتا ہے ۔ وہی (ناستک) کافر کہلاتا ہے ۔ ۸

وید ۔ سمرتی ۔ نیک اشخاص کا اخلاق ۔ اور اپنے ضمیر کے علم کے مطابق مرغوب خاطر عمل ۔ یہ چار (دھرم) دین کے معیار ہیں { (دھرم) دین کی پہچان ان چار معیاروں سے ہوتی ہے } ۔ ۹

جو شخص دنیوی اسباب کی حرص اور خواہشات نفسانی میں پھنسا ہوا نہیں ۔ اسی کو (دھرم) دین کا علم حاصل ہوتا ہے ۔ جنہیں (دھرم) دین کے علم کی خواہش ہو ان کے لیے وید ہی اعلےٰ سند ہے ۔ ۱۰

اس لیے سب انسانوں (بالخصوص) براہمنوں ۔ کشتریوں اور ویشوں کو واجب ہے ۔ کہ احکام وید کے مطابق پاکیزہ اعمال کے ذریعہ اولاد کی (بہبودی کے لیے) گربھادھان (استقرار حمل) وغیرہ رسوم جو موجودہ اور آئندہ زندگیوں میں پاکیزگی کا باعث ہیں ۔ ادا کریں ۔ ۱۱

کیشانت

براہمن کا سولہویں ۔ کشتری کا بائیسویں اور ویش کا چوبیسویں برس کیشانت سنسکار ہونا چاہیئے "

(منوسمرتی ۱ تا ۴ ، ۶ ، ۸ ، ۹ ، ۱۱ تا ۱۳ ، ۲۶ ، ۶۵)

اس[1] رسم کی ادائیگی کے بعد فقط چوٹی رکھ کر داڑھی ، مونچھ اور سر کے بال ہمیشہ منڈواتے رہنا چاہیئے یعنی اس کے بعد بال کبھی نہ رکھیں ۔ اگر ملک سرد ہو ۔ تو رکھنے والے کی مرضی پہ منحصر ہے جس قدر بال چاہے رکھ لے ۔ اور اگر ملک گرم ہو ۔ تو چوٹی سمیت (بھی) سب بال منڈوا لینے چاہئیں ۔ کیونکہ سر پر بال زیادہ ہونے سے گرمی زیادہ ہوتی ہے ۔ اور اس سے عقل کم ہو جاتی ہے ۔ اور داڑھی مونچھ رکھنے کی حالت میں کھانا پینا ٹھیک طرح نہیں ہوتا ۔ کیونکہ جوٹھا بالوں میں اٹک جاتی ہے ۔

इन्द्रियाणां विचरतां विषयेष्वपहारिषु ।
संयमे यत्नमातिष्ठेद्विद्वान्यन्तेव वाजिनाम् ॥ १ ॥
इन्द्रियाणां प्रसङ्गेन दोषमृच्छत्यसंशयम् ।
सन्नियम्य तु तान्येव ततः सिद्धिं नियच्छति ॥ २ ॥
न जातु कामः कामानामुपभोगेन शाम्यति ।
हविषा कृष्णवर्त्मेव भूय एवाभिवर्द्धते ॥ ३ ॥
वेदास्त्यागश्च यज्ञाश्च नियमाश्च तपांसि च ।
न विप्रदुष्टभावस्य सिद्धिं गच्छन्ति कर्हिचित् ॥ ४ ॥
वशे कृत्वेन्द्रियग्रामं संयम्य च मनस्तथा ।
सर्वान् संसाधयेदर्थानक्षिण्वन् योगतस्तनुम् ॥ ५ ॥

[1] منوسمرتی ۲ ۔ ۲۱۹ میں لکھا ہے :- یا تمام بال منڈوا دے یا جٹائیں یا فقط چوٹی رکھے ۔

श्रुत्वा स्पृष्ट्वा च दृष्ट्वा च भुक्त्वा घ्रात्वा च यो नरः ।
न हृष्यति ग्लायति वा स विज्ञेयो जितेन्द्रियः ॥ ६ ॥

नापृष्टः कस्यचिद् ब्रूयान्न चान्यायेन पृच्छतः ।
जानन्नपि हि मेधावी जडवल्लोक आचरेत् ॥ ७ ॥

वित्तं बन्धुर्वयः कर्म विद्या भवति पञ्चमी ।
एतानि मान्यस्थानानि गरीयो यद्यदुत्तरम् ॥ ८ ॥

अज्ञो भवति वै बालः पिता भवति मन्त्रदः ।
अज्ञं हि बालमित्याहुः पितेत्येव तु मन्त्रदम् ॥ ९ ॥

न हायनैर्न पलितैर्न वित्तेन न बन्धुभिः ।
ऋषयश्चक्रिरे धर्मं योऽनूचानः स नो महान् ॥ १० ॥

विप्राणां ज्ञानतो ज्यैष्ठ्यं क्षत्रियाणां तु वीर्यतः ।
वैश्यानां धान्यधनतः शूद्राणामेव जन्मतः ॥ ११ ॥

न तेन वृद्धो भवति येनास्य पलितं शिरः ।
यो वै युवाप्यधीयानस्तं देवाः स्थविरं विदुः ॥ १२ ॥

यथा काष्ठमयो हस्ती यथा चर्ममयो मृगः ।
यश्च विप्रोऽनधीयानस्त्रयस्ते नाम बिभ्रति ॥ १३ ॥

अहिंसयैव भूतानां कार्यं श्रेयोऽनुशासनम् ।
वाक् चैव मधुरा श्लक्ष्णा प्रयोज्या धर्ममिच्छता ॥१४॥

(اعلیٰ اخلاقِ انسانی یہ ہے۔ کہ حواس جو طبیعت کو دلفریب خواہشاتِ نفسانی کی طرف مائل کر دیتے ہیں کو روکنے کی کوشش کرے۔ جیسے گاڑی چلانے والا گھوڑے کو قابو کر کے راہِ راست پر چلاتا ہے اسی طرح حواس پر قابو پا کر انہیں (ادھرم) کفر کے راستہ سے ہٹا لے اور ہمیشہ (دھرم) دین کے راستہ پر چلایا کرے۔ ۱

حواس کو خواہشاتِ نفسانی اور کفر کے راستہ پر چلنے سے انسان یقیناً عیوب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ برخلاف اس کے جب انہیں زیر کر کے (دھرم) دین کی راہ پر چلاتا ہے۔ تو حسب دلخواہ کمال حاصل کرتا ہے۔ ۲

یہ بات یقینی ہے۔ کہ جیسے آگ میں ایندھن اور گھی ڈالنے سے آگ تیز ہوتی جاتی ہے۔ ایسے ہی لذات کے حظ سے لذات کی خواہش کم نہیں ہوتی۔ بلکہ بڑھتی جاتی ہے۔ (اس لئے انسان کو خواہشاتِ نفسانی کا دلدادہ ہرگز نہیں ہونا چاہیئے۔) ۳

مغلوب الحواس شخص۔ جسے اصطلاح میں "وپردشٹ" کہتے ہیں۔ کا نہ علم وید۔ نہ ترک۔ نہ یگیہ (صوم شرعی) نہ (نیم) ریاضت۔ اور نہ احکام الٰہی کی تعمیل یا یہ تکمیل کو پہنچتی ہے۔ (برخلاف اس کے غالب الحواس شخص کے یہ سب کام درجہ کمال کو پہنچ جاتے ہیں۔) ۴

اس لئے پانچ (کرم اندریاں) جو اعضائے عمل۔ پانچ گیان اندریاں (حواس) اور گیارھویں من (آلۂ خیال) کو اپنے بس میں کرکے مناسب طعام و تفریح کے ذریعہ جسم کی حفاظت کرتا ہؤا تمام مقاصد کی تکمیل کرے۔ ۵

غالب الحواس اُسے کہا جاتا ہے۔ جو تعریف سُن کر مسرت اور مذمت سُن کر غم۔ ملائم چیز کے چھونے سے راحت اور غیر ملائم اشیاء کے چھونے سے رنج۔ خوشنما اشیاء دیکھ کر خوشی اور بدنما اشیاء دیکھ کر ملال۔ اعلیٰ طعام کھا کر سرور اور ادنیٰ خوراک کھا کر بے لُطفی۔ خوشبودار اشیاء کے لئے رغبت اور بدبودار اشیاء سے نفرت محسوس نہیں کرتا۔ ۶

کبھی بغیر پُوچھے یا بدنیتی یعنی فریب سے پُوچھنے والے کو جواب نہ دے۔ ایسے اشخاص کے روبرو دانا شخص بے جان چیز کی طرح خاموش رہے۔ (ہاں! جو بے ریا متلاشیانِ حق ہوں۔ انہیں بغیر پُوچھے بھی تلقینِ حق کرے۔) ۷

تعظیم کے اسباب

پانچ چیزیں باعثِ تعظیم ہیں۔ اوّل دولت۔ دوم خویش و اقارب یعنی اہلِ خاندان۔ سوم عُمر۔ چہارم اعمالِ حسنہ۔ پنجم اعلیٰ پایہ کا علم۔ ان میں سے دولت کی نسبت خویش و اقارب۔ خویش و اقارب کی نسبت عُمر۔ عُمر کی نسبت اعمالِ حسنہ۔ اور اعمالِ حسنہ کی نسبت پاکیزہ علم بالتدریج زیادہ تعظیم و تکریم کا مستحق ہے۔ ۸

چاہے کسی کی عمر سو برس کی بھی کیوں نہ ہو۔ اگر وہ علم و ہنر سے معرا ہے تو طفل ہے۔ برخلاف اس کے جو علم و ہنر کی تعلیم دیتا ہے۔ وہ کمسن بھی ہو۔ تو بھی اسے بزرگ سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ تمام رسمت شاستر (کتب حقہ) اور علما حق شناس بے علم کو طفل اور (تعلیم دینے والے) عالم کو باپ یعنی بزرگ کہتے ہیں۔ ۹

کوئی شخص زیادہ عُمر کے گذر جانے۔ بالوں کے سفید ہونے۔ دولت زیادہ رکھنے اور خاندان کے زیادہ بڑھ جانے سے بزرگ نہیں ہوتا۔ برخلاف اس کے رشیوں (شاہدانِ حق) کا فیصلہ ہے۔ کہ ہم میں جو شخص علم و ہنر (سکھانے) میں سبقت لے جاتا ہے وہی بزرگ کہلانے کا مستحق ہے۔ ۱۰

براہمن علم کے، کشتری طاقت کے، ویش مال و دولت کے اور شودر پہلے پیدا ہونے یعنی عمر کے اعتبار سے بڑا مانا جاتا ہے۔ ۱۱

کوئی شخص سر کے بال سفید ہونے کی وجہ سے بزرگ نہیں ہوتا۔ بلکہ نوعمر شخص بھی تعلیم حاصل کر چکا ہے دانشمند اسی کو پیر یعنی بزرگ کہتے ہیں۔ ۱۲

برخلاف اس کے جو شخص تعلیم یافتہ نہیں۔ وہ ایسا ہی ہے۔ جیسے لکڑی کا ہاتھی یا چمڑے کا ہرن۔ ایسا بے علم شخص دُنیا میں برائے نام انسان کہلاتا ہے۔ ۱۳

پس تعلیم یافتہ عالم احکام الٰہی کا پابند ہو کر بغیر بغض و عناد کے تمام جانداروں کی بہبودی کی تعلیم دے۔ ہدایت کرتے وقت زبان شیریں اور ملائم استعمال کرے۔ (مبارک ہیں) وہ اشخاص جو تلقینِ حق کے ذریعہ (دھرم) دین کی ترقی کرتے اور ادھرم (کفر) کو مٹاتے ہیں۔ ۱۴

(منوسمرتی ۲-۸۸، ۹۳، ۹۴، ۹۷، ۱۰۰، ۹۸، ۱۱۰، ۱۲۶، ۱۵۳ تا ۱۵۷، ۱۵۹)

ہر روز غسل کرے۔ اور پوشاک۔ خوراک اور مقام رہائش صاف رکھے۔ کیونکہ ان کے صاف

رہنے سے دل کی صفائی اور صحت قائم رہتی۔ اور کام کرنے کی طاقت بڑھتی ہے صفائی اس قدر کرنی چاہیئے جس سے میل اور بدبو دور ہو جائے۔

आचारः परमो धर्मः श्रुत्युक्तः स्मार्त्त एव च ॥

(راست گوئی وغیرہ نیک اعمال کی تکمیل ہی وید اور سمرتی کے ارشادات کے مطابق (اعلیٰ دین یعنی) اخلاق ہے۔ منو ۱-۱۰۸)

मा नो वधीः पितरं मोत मातरम् ॥

(نہ ہمارے باپ کو ایذا پہنچا نہ ماں کو۔ یجر وید ۱۶-۱۵)

आचार्य्य उपनयमानो ब्रह्मचारिणमिच्छते ॥ [1]

(اُستاد ضبطِ نفس کے کمال سے شاگرد کی خواہش کرتا ہے۔ استاد یگیہ پویت پہناتا ہوا گویا شاگرد کو اپنے بطن میں لیتا ہے۔

(اتھروید ۱۱-۱۵-۱)

मातृदेवो भव । पितृदेवो भव । आचार्य्यदेवो भव । अतिथिदेवो भव ॥

(ماں کو دیوتا سمجھ۔ باپ کو دیوتا سمجھ۔ استاد کو دیوتا سمجھ۔ مہمان کو دیوتا سمجھ۔ تیتریہ آرنیک ۷-۱۱)

دیو پوجا ماں۔ باپ۔ استاد۔ اور مہمان کی خدمت کرنا "دیو پوجا" کہلاتا ہے جس جس کام سے دنیا کا بھلا ہو۔ وہ وہ کام کرنا اور نقصان رساں افعال سے پرہیز کرنا انسان کا فرض اولین ہے کبھی کافر۔ بدمعاش۔ غدار۔ دروغ گو۔ خودغرض۔ فریبی۔ مکار وغیرہ بدنہاد اشخاص کی صحبت نہ کرے برخلاف اس کے علماء کامل یعنی راست گو۔ احکام الٰہی کے پابند۔ محسن بالطبع اشخاص کی صحبت میں رہے اسی کا نام اخلاقِ حسنہ ہے۔

ممالک غیر میں جانا معترض۔ ملک آریاورت کے باشندوں کا اخلاق دیگر ممالک میں جانے سے بگڑتا ہے یا نہیں؟ مجیب۔ یہ (اخلاق بگڑنے کی) بات غلط ہے۔ کیونکہ جو شخص ظاہر و باطن کی صفائی اور راست گوئی وغیرہ (نیک) افعال کہیں بھی کرے گا۔ وہ اخلاق اور دین سے کبھی نہیں گرے گا۔ برخلاف اس کے جو شخص آریاورت میں رہ کر بھی بد اخلاقی کا مرتکب ہوگا۔ وہ دین اور اخلاق سے گرا ہوا کہلائے گا۔

मेरोर्हरेश्च द्वे वर्षे वर्षं हैमवतं ततः ।

क्रमेणैव व्यतिक्रम्य भारतं वर्षमासदत् ॥ १ ॥

स देशान्विविधान्पश्यंश्चीनहूणनिषेवितान् ॥ २ ॥

[1] وید کے ارشادات کے مطابق برہمچریہ (ضبطِ نفس) تعلیم کا جزو اعلیٰ ہے۔ اسی وجہ سے زمانہ طالب علمی اور ضبطِ نفس کو آریہ شاستروں میں مشترکہ طور پر "برہمچریہ" کہا گیا ہے۔ استاد کو برہمچریہ کا نمونہ ہونا چاہیئے۔ اسی کمال کے طفیل وہ استاد بننے کے قابل ہوتا ہے۔ شاگرد کو یگیوپویت پہنا کر وہ گویا اس کی ماں بن جاتا ہے۔ اس کی جسمانی۔ ذہنی۔ اخلاقی اور روحانی حفاظت کا وہ اسی طرح ذمہ دار ہے جیسے ماں اپنے حمل میں ٹھہرے ہوئے بچے کی۔ ضبطِ نفس دونوں پر لازم ہے۔ جیسے ماں عفت و عصمت کی قائم مقام ہے۔ ایسے ہی استاد معصومیت اور نیک چال چلن کا

مندرجہ بالا شلوک مہابھارت شانتی پرب۔ موکش دھرم میں ویاس اور شک کے مکالمہ میں آئے ہیں
ایک دفعہ ویاس جی اپنے لڑکے اور شاگرد شک سمیت پاتال میں جسے آج کل امریکہ کہتے ہیں رہائش رکھتے تھے
شک آچاریہ نے اپنے باپ سے سوال پوچھا۔ کہ کیا آتم ودیا یعنی علم روحانیت اتنا ہی ہے یا اس سے زیادہ؟
ویاس جی نے دیدہ دانستہ اس سوال کا جواب نہ دیا۔ کیونکہ وہ اس سے پیشتر اس بارے میں ارشاد کر چکے تھے
ایک اور شخص کی شہادت حاصل کرنے کے لئے اپنے لڑکے شک سے کہا۔ بیٹا! متھلا پوری میں جا کر یہی سوال
راجہ جنک سے کر۔ وہ اس کا مناسب جواب دے گا۔ باپ کا یہ قول سن کر شک آچاریہ (پاتال) امریکہ سے
متھلا پوری کی طرف چل دیئے۔ میرو یعنی ہمالیہ کے شمالی مشرق اور شمالی مغرب میں جو ممالک آباد ہیں۔ ان کا
نام ہری ورش تھا۔ ہری کہتے ہیں بندر کو۔ ان ممالک کے لوگوں کے اب بھی بندر کی طرح منہ لال
لال اور آنکھیں بھوری ہوتی ہیں۔ آج کل اس قطعۂ زمین کا نام یورپ[1] ہے سنسکرت میں اسے ہری ورش
کہا گیا ہے۔ (شک آچاریہ) ان ممالک کی سیر کرتے ہوئے اور "ہون" یعنی یہودیوں کے ملک سے ہوتے ہوئے
چین میں آئے چین سے ہمالیہ اور ہمالیہ سے متھلا پوری میں وارد ہوئے۔ شری کرشن اور ارجن اشوتری
دخانی جہاز میں سوار ہو کر امریکہ گئے تھے۔ اور وہاں سے یدھشٹر کے یگیہ میں (شامل ہونے کے لئے) اُدالک
رشی کو لے آئے تھے۔ مہرت راشٹر کی شادی گاندھار جسے آج کل قندھار کہتے ہیں کی شہزادی سے ہوئی
تھی۔ راجہ پانڈو کی رانی مادری شاہِ ایران کی لڑکی تھی۔ ارجن کی شادی پاتال یعنی امریکہ کے راجہ کی دوشیزہ
لڑکی الوپی سے ہوئی تھی۔ اگر غیر جزائر اور ممالک میں آمدورفت نہ ہوتی۔ تو یہ تمام باتیں کیونکر ہو سکتیں۔
منوسمرتی میں جو بحری جہاز پر محصول لگانا لکھا ہے۔ وہ بھی ہندوستان سے دیگر جزائر میں جانے کی وجہ سے
ہے۔ علاوہ ازیں جب راجہ یدھشٹر نے راجسویہ یگیہ کیا تھا۔ (تب) روئے زمین کے راجاؤں کو اس (یگیہ میں
شامل ہونے کی) دعوت دینے کے لئے بھیم۔ ارجن۔ نکل۔ سہدیو ہر چہار اطراف میں گئے تھے۔ اگر اس وقت
وہ ایسی آمدورفت کو معیوب سمجھتے۔ تو کبھی نہ جاتے۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ زمانۂ قدیم میں آریہ ورت کے لوگ
تجارت۔ حکومت اور سیر و سیاحت کے لئے تمام روئے زمین کا سفر کرتے تھے۔ اور جو آج کل چھوت چھات اور
دھرم کے بگڑ جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔ وہ محض جاہلوں کے بہکانے اور جہالت کے بڑھ جانے کا نتیجہ ہے۔ جو
لوگ غیر ممالک اور غیر جزائر کی آمدورفت سے ڈرتے نہیں۔ وہ ہر ملک کے مختلف اقسام کے اشخاص سے
میل جول رکھنے۔ طرح طرح کے رسم و رواج کے دیکھنے اور اپنی حکومت اور کاروبار کی ترقی کی وجہ سے بےخوف
اور بہادر ہونے لگتے ہیں۔ اور اچھی باتوں کو اختیار اور بُری رسوم کو ترک کر لینے پر مستعد ہو کر دولت و حشمت کے
اعلیٰ مدارج حاصل کر لیتے ہیں۔ جن لوگوں کا (غایت درجہ ذلیل۔ ملیچھ گھر میں پیدا ہوئی بیسوا وغیرہ کی
صحبت سے) نہ اخلاق بگڑتا ہے۔ اور نہ دھرم۔ وہ ممالک غیر کے بہترین اشخاص کے میل جول سے چھوت چھات

---

[1] مندرجہ بالا اطراف کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایشیائی روس بھی ہری ورش میں شامل تھا۔ موجودہ براعظم یورپ ہمالیہ کے شمال مغرب میں ہے لیکن شمال مشرق اور شمال میں نہیں ایشیائی روس بھی سیاسی لحاظ سے یورپ کا حصہ ہے اور اس پر ہری ورش کے اوصاف کا ویسے ہی اطلاق ہوتا ہے جیسے یورپ کے دیگر ممالک پر۔ پس رشی دیانند کے بیان میں ہری ورش کو موجودہ براعظم یورپ اور ایشیائی روس پر مشتمل سمجھنا چاہئے۔

اور عیب مانیں - یہ حماقت نہیں تو اور کیا ہے ؟ ہاں ! البتہ یہ بات ضرور ہے - کہ جو لوگ گوشت خوری اور مے نوشی کرتے ہیں - ان کا جسم اور نطفہ وغیرہ اجزا جسم بھی عفونت وغیرہ کی وجہ سے خراب ہو جاتے ہیں - کہیں ان کی صحبت کے برے اثرات آپ لوں میں بھی سرایت نہ کر جائیں - اس بات کی احتیاط کرنا ضروری ہے - لیکن ان سے راہ و رسم رکھنے اور ان کی اچھی خصائل اختیار کرنے میں کوئی عیب یا گناہ کی بات نہیں - ان کے شراب نوشی وغیرہ عیوب ترک کر کے ان کے نیک اوصاف اختیار کرنے میں کچھ ہرج نہیں - چونکہ جہلا ان کے چھونے اور دیکھنے میں بھی گناہ تصور کرتے ہیں اس لئے ان سے جنگ ہرگز نہیں کر سکتے - آخر جنگ میں تو ! نہیں چھونا اور دیکھنا امر لا بدی ہے - نیک نہاد اشخاص کے لئے بیجا رغبت - نفرت - بے انصافی اور دروغ گوئی وغیرہ عیوب کو ترک کر کے آزادی - بے لاگ محبت - رفاہ عام اور نیک سیرتی وغیرہ اختیار کرنا افضل ترین اخلاق ہے - نیز یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیئے - کہ (دھرم) دین کا تعلق ہمارے ضمیر اور عمل سے ہے - جب ہم اچھے کام کرتے ہیں - تو ہمارے غیر جزائر اور غیر ممالک میں جانے میں ذرا بھی عیب نہیں عیب تو گناہ کے کاموں میں ہے - ہاں ! اتنی بات ضرور ہے - کہ احکام وید کے مطابق (دھرم) راہ دین پر اعتقاد اور بدعتی مذاہب کی تردید کی تعلیم ضرور حاصل کر لینی چاہیئے - تاکہ کوئی ہمیں جھوٹے اعتقاد میں نہ پھنسا سکے -
کیا غیر جزائر اور غیر ممالک کی سلطنت اور تجارت کے بغیر اپنے ملک کی ترقی ناممکن ہے ؟ جب اہل ملک اپنے ہی ملک میں اور دیگر ممالک کے لوگ بھی ہمارے ملک میں تجارت اور سلطنت کریں - تو ہمارے ملک کے حصہ میں سوائے افلاس اور مصیبت کے اور کچھ نہیں آ سکتا - بدعتی مکار لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر انہیں (یعنی عوام الناس کو) علوم سے بہرہ ور کر دیں - اور مختلف ممالک میں جانے کی اجازت دے دیں - تو یہ عقلمند بن کر ہمارے دام فریب میں گرفتار نہیں ہوں گے - اور ہماری قدر و منزلت اور روزی جاتی رہے گی - وہ خوراک اور پوشاک کے معاملات میں اسی لئے طرح طرح کے بکھیڑے پیدا کرتے ہیں - کہ یہ غیر ممالک میں نہ جا سکیں - ہاں ! اس قدر کا خیال ضرور رکھنا چاہیئے - کہ گوشت اور شراب کا استعمال بھول کر بھی نہ کریں - کیا تمام دانشمندوں کا یہ متفقہ فیصلہ نہیں - کہ اہل فوج کا جنگ کے دوران میں بھی چوکا لگا کر رسوئی (طعام) بنانا اور کھانا یقینی شکست کا باعث ہوتا ہے - اہل سپاہ کے لئے تو دوران جنگ میں ایک ہاتھ سے روٹی کھاتے ، پانی پیتے جانا اور دوسرے ہاتھ سے دشمن پر خواہ گھوڑے ، ہاتھی یا رتھ پر سوار ہو کر خواہ پیادہ وار کرتے جانا اور فتح حاصل کرنا ہی (آچار) شرع اور شکست کھانا (اناچار) ممنوع فعل ہے اسی جہالت کے باعث یہ لوگ چوکا لگاتے لگاتے اور باہم مخاصمت بڑھاتے بڑھاتے تمام آزادی - راحت - دولت سلطنت - علم اور عمل پر چوکا لگا کر ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں - اور چاہتے ہیں - کہ کوئی چیز ہاتھ آئے تو پکا کر کھائیں مگر ایسا ہونا ناممکن ہے - ان لوگوں نے گویا تمام ملک آریاورت کو چوکا لگا کر تباہ کر دیا ہے - ہاں ! (معمولی حالات میں) جہاں کھانا تیار کریں اور کھائیں - اس جگہ کو دھونے - لیپنے پوتنے اور جھاڑو لگا کر کوڑا کرکٹ صاف کرنے میں ضرور کوشش کرنی چاہیئے - نہ کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کی طرح باورچی خانہ کو غلیظ رکھنا -

سکھری نکھری

معترض۔ سکھری نکھری کیا ہے؟ **مجیب**۔ سکھری یا کچی وہ روٹی ہوتی ہے جو پانی وغیرہ سے تیار کی جائے۔ اور نکھری۔ پکی یا پچی وہ جو گھی۔ دودھ سے تیار کی جائے۔ یہ بھی ان چالاک لوگوں کی چالاکی کی ہوئی بدعت ہے۔ جس میں دودھ گھی زیادہ لگے۔ وہ طعام کھانے میں لذیذ ہوتا ہے۔ اور اس کے کھانے سے پیٹ میں چکناہٹ زیادہ جاتی ہے۔ اسی غرض سے یہ دام فریب وضع کیا گیا ہے۔ ورنہ جو چیز آگ کے ذریعہ یا وقت گمند جانے پر خود بخود پک جائے وہ پکی اور جو ابھی پکی نہ ہو وہ کچی ہوتی ہے۔ پھر یہ بھی کوئی قاعدہ کلیہ نہیں کہ پکی چیز کھانا اور کچی چیز نہ کھانا۔ کیونکہ چنے وغیرہ کچے بھی کھائے جاتے ہیں۔

باورچی کا کام شودر کرے

معترض۔ کیا تعلیم یافتہ جماعات (براہمن۔ کشتری اور ویش) اپنے ہاتھ کی پکائی ہوئی رسوئی (طعام) کھائیں یا شودر کے ہاتھ کی تیار کی ہوئی؟ **مجیب**۔ شودر کے ہاتھ کی پکائی ہوئی کھائیں۔ براہمن۔ کشتری اور ویش جماعات کے زن و مرد بالترتیب تعلیم دینے۔ سلطنت کا انتظام کرنے۔ اور زراعت و تجارت کا کام کرنے میں مستعد رہیں۔ البتہ شودر کے برتن اور گھر کی پکائی ہوئی رسوئی (طعام سوائے وقت مصیبت کے (عام حالات میں) نہ کھائیں (باورچی کا کام شودر کرے) اس میں آپستمب دھرم سوتر ٢۔٢۔٢۔٤ کا مندرجہ ذیل قول سند ہے:۔

आर्याधिष्ठिता वा शूद्राः संस्कर्त्तारः स्युः ॥

آریوں کے گھر میں شودر یعنی جاہل زن و مرد باورچی وغیرہ کا کام کیا کریں۔

مگر ان کے جسم اور لباس وغیرہ صاف رہیں۔ جب آریوں کے گھروں میں کھانا تیار کریں۔ تب منہ بند کرکے کریں۔ کیونکہ منہ سے نکلی ہوئی جوٹھ بلکہ سانس تک بھی کھانے میں نہیں پڑنا چاہیئے۔ آٹھویں دن حجامت کرائیں اور ناخن کٹوا دیں۔ غسل کرکے کھانا تیار کیا کریں۔ پہلے آریوں[1] کو کھلائیں پھر آپ کھائیں **معترض**۔ جب شودر کی چھوئی ہوئی بھی پکی رسوئی (طعام) معیوب سمجھی جاتی ہے۔ تب اس کے ہاتھ کی بنائی ہوئی کیسے کھائی جا سکتی ہے؟ **مجیب**۔ یہ بات من گھڑنت اور باطل ہے۔ جنہوں نے گڑ۔ چینی اور گھی۔ دودھ۔ پسا ہوا آٹا ساگ۔ پھل۔ مول کھا لیا۔ انہوں نے گویا تمام دنیا کا بنایا ہوا طعام اور اس خوردہ کھا لیا۔ کیونکہ جب شودر۔ چمار۔ بھنگی۔ مسلمان۔ عیسائی وغیرہ اشخاص کھیت میں گنا کاٹتے۔ چھیلتے اور بیل کر رس نکال لیتے ہیں۔ تو حاجات ضروریہ سے فارغ ہو کر بغیر ہاتھ دھوئے اُسے چھوتے۔ اُٹھاتے۔ دھرتے۔ رکھتے آدھا گنا چوس کر اور رس پی کر باقی آدھا پھر اسی میں ڈال دیتے ہیں۔ اور اسے پکاتے وقت اس میں روٹی بھی ڈال دیتے ہیں۔ پکاتے اور کھاتے ہیں۔ جب چینی بناتے ہیں۔ تب پُرانے جوتے سے جس کے تلے میں بول و براز گوبر اور دھول لگی ہوئی ہوتی ہے اسے رگڑتے ہیں۔ دودھ میں اپنے گھر کے جوٹھے برتنوں کا پانی ڈالتے ہیں اور انہی میں گھی وغیرہ رکھتے ہیں۔ آٹا پیستے وقت اسی طرح جوٹھے ہاتھوں سے اٹھاتے ہیں۔ آٹے میں پسینہ بھی ٹپکتا جاتا ہے۔ علی ہذا القیاس پھل اور کند مول کی بھی یہی کیفیت ہے۔ جب یہ چیزیں کھا لیں۔ تو گویا سب کے ہاتھ کا کھا لیا۔ **معترض**۔ پھل۔ مول۔ کند اور رس وغیرہ بغیر دیکھی چیزوں

[1] آریوں میں براہمن۔ کشتری اور ویش۔ بالخصوص آریہ یعنی برگزیدہ مانے جاتے ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھو صفحہ نمبر

میں عیب نہیں مانا جاتا۔ عجیب۔ واہ جی واہ! سچ کہا۔ اگر یہ جواب نہ دیتے تو کھاتے کیا خاک؟ گڑ، شکر میٹھے لگتے ہیں۔ دُودھ۔ گھی مقوّی ہیں۔ کیا اسی لئے یہ اپنے مطلب کی شرح بنالی ہے؟ اگر بغیر دیکھی چیز میں عیب نہیں مانتے۔ تو جو چیز بھنگی یا مسلمان کسی دوسرے مقام پر اپنے ہاتھ سے تیار کر لائیں۔ وہ چیز تم کھاؤ گے یا نہیں؟ اگر کہو نہیں۔ تو بغیر دیکھے میں بھی عیب ہُوا۔ ہاں! عیسائی مسلمان وغیرہ شراب نوشوں اور گوشت خوروں کے ہاتھ کا کھا لینے سے آریوں کو بھی رفتہ رفتہ شراب نوشی یا گوشت خوری وغیرہ کی لت پڑ جاتی ہے۔ مگر آریوں کے آپس میں ایک ساتھ کھانے میں کوئی عیب معلوم نہیں ہوتا۔ جب تک عقاید ایک نہ ہوں۔ نفع و نقصان اور رنج و راحت ایک نہ ہوں۔ تب تک ترقی ہونا بہت مشکل ہے مگر فقط کھانا پینا ایک ہو جانے سے اصلاح نہیں ہو سکتی۔ جب تک بُری باتیں ترک اور اچھی باتیں اختیار نہیں کرتے۔ تب تک بجائے ترقی کے تنزل ہوتا ہے۔ ملک آریہ ورت میں دوسرے ملک کے لوگوں کی حکومت ہونے کا باعث باہمی مخاصمت۔ اختلاف عقاید۔ برہمچریہ ضبطِ نفس کے قواعد کی عدم پابندی۔ درس و تدریس کا عدم رواج۔ کمسنی میں سوئمبر (زوجین کی باہمی رضامندی) کے بغیر شادی خواہشات نفسانی میں انہماک۔ دروغگوئی وغیرہ اسباب نحوست اور علوم وید کی عدم اشاعت وغیرہ بُرائیاں ہیں۔ جب بھائی بھائی آپس میں لڑتے ہیں۔ تبھی تیسرا شخص غیر ملک سے آکر پنچ بن بیٹھتا ہے۔ کیا تم مہابھارت کے حالات جو آج سے پانچ ہزار سال پیشتر ہوئے تھے۔ بھول گئے ہو؟ دیکھو! جنگ مہابھارت میں سب لوگ میدانِ جنگ میں سواریوں پر کھاتے پیتے تھے۔ آپس کی پھوٹ سے کوروؤں۔ پانڈوؤں اور یادوؤں کا تو جو ستیاناس ہونا تھا ہو گیا۔ لیکن اب بھی وہی مرض ہمارے پیچھے لگا ہے نہ جانے یہ خوفناک راکشس کبھی پیچھا چھوڑے گا بھی یا آریوں کو تمام راحتوں سے محروم اور بحرِ مصائب میں غرق کر کے ہلاک کر دے گا؟ اسی بدنہاد خاندان کے خاندان کو ہلاک اور سارے ملک کو تباہ کرنے والے رذیل دریودھن کے نقشِ قدم پر چل کر آریہ لوگ اب بھی اپنی مصیبتوں میں اضافہ کر رہے ہیں۔ پرمیشور کرے۔ کہ یہ مہلک مرض ہم آریوں سے دُور ہو جائے۔

حلال و حرام حلال و حرام دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک دھرم شاستر (کتب دینی) کی رُو سے۔ دوسرا ویدک شاستر (کتب طبّیہ) کی رُو سے۔ مثلاً (دھرم شاستر) کتب دینی کے مطابق:-

अभक्ष्याणि द्विजातीनाममेध्यप्रभवाणि च ॥

تعلیم یافتہ جماعات یعنی برہمن۔ کشتری۔ ویش اور شودروں کو بھی غلیظ بول و براز وغیرہ کے کھاد سے پیدا ہوئی ترکاریاں پھل۔ مول وغیرہ نہیں کھانے چاہئیں۔ (منوسمرتی ۵-۵)

वर्जयेन्मधुमांसं च ॥ مختلف قسم کے منشیات گانجا۔ بھنگ۔ افیم وغیرہ سے پرہیز کرے (منوسمرتی ۲-۱۷۷)

बुद्धिं लुम्पति यद् द्रव्यं मदकारी तदुच्यते ॥

جو جو اشیاء عقل کو زائل کرنے والی ہیں انہیں منشیات کہتے ہیں۔ (شارنگ دھر ۴-۲۱)

لہ رشی دیانند کی نظر میں پرہیز کی وجہ کوئی خاص مذہب۔ قومیت یا نسل نہیں۔ بلکہ کسی قوم میں مروجہ حلال و حرام اشیائے خوردنی میں جو حرام اشیائے خوردنی کا استعمال کرتے ہیں وہ اناریہ اور جو نہیں کرتے۔ وہ آریہ ہیں۔

مندرجہ بالا قسم کی اشیا کبھی استعمال نہ کرے جس قدر اناج سڑے ہوئے خراب اور بدبو دار ہوں یا کھانے کے لئے اچھی طرح تیار نہ کئے گئے ہوں۔ (ان سے پرہیز کرے) شراب نوش اور گوشت خور ملیچھ جن کا جسم گوشت اور شراب کے ذرات سے پُر ہوتا ہے۔ اُن کے ہاتھ کا نہ کھائے۔

مُفید جانوروں کی حفاظت

مفید خلائق جانوروں مثلاً گائے جس کے جسم سے دودھ گھی۔ مزید گائے اور بیل کی پیدائش ہونے کی وجہ سے ایک پُشت میں چار لاکھ چہتر ہزار اٹھ سو اشخاص کو آرام پہنچتا ہے۔ کو نہ خود مارے اور نہ اوروں کو مارنے کی اجازت دے مثلاً بالفرض ایک گائے روزانہ بیس سیر دودھ دے۔ اور ایک اور دو سیر۔ تو دونوں کی اوسط گیارہ سیر ہوگی کوئی گائے اٹھارہ مہینے اور کوئی چھ مہینے تک دودھ دیتی ہے اوسط بارہ مہینے ہوئی۔ اس طرح ہر ایک گائے کے زندگی بھر کے دودھ سے چوبیس ہزار نو سو ساٹھ آدمی ایک وقت سیر ہو سکتے ہیں۔ اس کی چھ بچھڑیاں اور چھ بچھڑے ہوتے ہیں۔ اگر ان میں سے دو مر جائیں۔ تو بھی دس جانور باقی رہیں گے۔ ان میں سے پانچ بچھڑیاں کے زندگی بھر کے دودھ سے ایک لاکھ چوبیس ہزار آٹھ سو افراد سیر ہو سکتے ہیں۔ اب رہے پانچ بیل۔ وہ زندگی بھر میں کم سے کم پانچ ہزار من غلّہ پیدا کر سکتے ہیں۔ اگر ایک آدمی ایک پاؤ غلّہ کھائے۔ تو پانچ ہزار من سے اڑھائی لاکھ انسانوں کی سیری ہو سکتی ہے۔ یہ دودھ اور غلّہ ملا دیا جائے۔ تو تین لاکھ چوہتر ہزار آٹھ سو انسانوں کی سیری کے لئے کافی ہے۔ ان تمام اعداد کی میزان چار لاکھ چہتر ہزار چھ سو انسان ہوتے ہیں۔ پس ایک گائے کی ایک پُشت سے اس قدر انسانوں کی ایک وقت کی۔ اور اگر پُشت در پُشت کا حساب کریں۔ تو بے شمار افراد کی پرورش ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ بیل گاڑی سواری۔ بار برداری وغیرہ کاموں میں یہ جانور انسان کے لئے بہت ہی مفید ہیں۔ گائے دودھ دینے کی وجہ سے زیادہ مفید ہے۔ یُوں تو جیسے بیل مفید جانور ہے ویسے ہی بھینسا بھی ہے۔ لیکن گائے کے دودھ۔ گھی سے جو عقل کی ترقی وغیرہ خاص فوائد ہیں وہ بھینس کے دودھ سے اس قدر حاصل نہیں ہوتے اسی وجہ سے آریوں میں گائے خاص طور پر مفید سمجھی گئی ہے اور دیگر دانشمند اشخاص کی بھی یہی رائے ہوگی۔ بکری کے دودھ سے پچیس ہزار نو سو بیس افراد کی پرورش ہوتی ہے اسی طرح ہاتھی۔ گھوڑے۔ اونٹ۔ بھیڑ وغیرہ سے بڑے بڑے فائدے حاصل ہیں۔ جو ان جانوروں کو قتل کریں۔ انہیں بنی نوع انسان کا قاتل سمجھنا چاہیئے۔ دیکھو۔ جب آریوں کی حکومت تھی اور یہ مفید جانور مثلاً گائے وغیرہ مارے نہیں جاتے تھے تبھی آریاورت اور دوسرے زمین کے دیگر ممالک میں انسان وغیرہ جاندار بڑے آرام سے زندگی بسر کرتے تھے۔ کیونکہ دودھ۔ گھی اور بیل وغیرہ حیوانات کی افراط کے باعث کھانے پینے کی چیزیں بافراط میسر ہوتی تھیں۔ جب سے ممالک غیر کے گائے وغیرہ حیوانات کے مارنے والے گوشت خور اور شراب نوش لوگ اس ملک کے حاکم بنے ہیں۔ تب سے آریوں کی تکالیف میں بالتدریج اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ کیونکہ

नष्टे मूले नैव फलं न पुष्पम् ॥ ।

جب درخت کی جڑ ہی کاٹ دی جائے۔ تو پھل پھول کہاں سے ہوں؟ (ودھر چانکیہ ۱۰-۱۳)

بے آزادی

معترض۔ اگر تمام لوگ بے آزار ہو جائیں۔ تو چیتا وغیرہ (موذی) حیوانات اتنے

له اس مضمون کی بالتفصیل تشریح "گوکرونا ندھی" میں کی گئی ہے (مصنف)

بڑھ جائیں۔ کہ گائے وغیرہ مفید جانوروں کو مار کر کھا جائیں۔ اور ہماری تمام محنت رائیگاں جائے؟ مجیب۔ یہ کام اراکینِ سلطنت کا ہے۔ کہ جو حیوان یا انسان مضرت کا باعث ہوں انہیں سزا دیں۔ اور ضرورت ہو تو جان سے بھی مار دیں۔ معترض۔ پھر کیا ان کا گوشت پھینک دیں؟ مجیب۔ خواہ پھینک دیں۔ خواہ کتے وغیرہ گوشت خور جانوروں کو کھلا دیں۔ اگر کوئی گوشت خور انسان کھائے۔ تو بھی دُنیا کا نقصان نہیں ہوتا۔ البتہ اس شخص کی عادت میں گوشت خوری داخل ہو کر طبیعت میں ایذا رسانی (کی تخم) پیدا ہو سکتی ہے۔

علاوہ اس کے ایذا رسانی چوری غداری اور مکر و فریب وغیرہ سے اشیاء حاصل کر کے ان کا استعمال کرنا حرام۔ اور بے آزاری وغیرہ احکام الٰہی کے مطابق اعمال کے ذریعہ طعام وغیرہ حاصل کر کے استعمال میں لانا حلال ہے۔ جن اشیاء سے حصول صحت۔ دفعیہ امراض اور عقل طاقت ہمت اور عمر کی ترقی ہو۔ مثلاً چاول گندم پھل۔ مول۔ کند۔ دودھ گھی میٹھی چیزیں وغیرہ۔ ان کا استعمال مناسب تیاری اور ترکیب کے بعد مناسب وقت پر اور اعتدال سے کرنا حلال ہے۔ جو اشیاء طبیعت کے ناموافق صحت بگاڑنے والی ہیں انہیں بالکل ترک اور جو اشیاء جس کے لیے جائز ہیں انہیں استعمال کرنا مشروع ہے۔

مل کر کھانے میں عیب

معترض۔ مل کر کھانے میں عیب ہے یا نہیں؟ مجیب۔ ہے کیونکہ ایک شخص کی طبیعت اور مزاج دوسرے شخص کی طبیعت اور مزاج سے نہیں ملتا۔ جیسے کسی جذامی کے ساتھ کھانے سے تندرست آدمی کا خون بھی بگڑ جاتا ہے۔ اسی طرح کسی اور شخص کے ساتھ کھانے سے کچھ نقصان ہی ہوتا ہے۔ فائدہ نہیں۔ جیسی کہ منوسمرتی میں لکھا ہے۔

नोच्छिष्टं कस्यचिद्दद्यान्नाद्याच्चैव तथान्तरा ।

न चैवात्यशनं कुर्यान्न चोच्छिष्टः क्वचिद् व्रजेत् ।।

نہ کسی کو اپنی جوٹھی چیز دے۔ نہ کسی کے کھانے میں سے لے کر کوئی چیز کھائے۔ نہ زیادہ کھائے اور نہ کھانا کھانے کے بعد ہاتھ منہ دھوئے بغیر کہیں اِدھر اُدھر جائے۔ (منوسمرتی ۲-۵۶)

جوٹھا

معترض۔ "گورو (اُستاد) کے کھانے سے بچا ہوا کھانا کھانا چاہیئے۔" اس کے کیا معنے ہیں؟ مجیب۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ اُستاد کے کھانا کھا چکنے کے بعد جو جدا پاک طعام بچ رہے وہ کھائے یعنی اُستاد کو پہلے کھلا کر شاگرد کو اس کے بعد کھانا کھانا چاہیئے۔ معترض۔ اگر ہر قسم کی جوٹھ ممنوع ہے۔ تو شہد مکھیوں کا۔ دودھ بچھڑے کا اور ایک لقمہ کھانے کے بعد باقی طعام اپنا جوٹھا ہوتا ہے۔ یہ تمام اشیاء بھی نہیں کھانی چاہئیں۔ مجیب۔ شہد فقط کہنے کو جوٹھا ہوتا ہے۔ دراصل وہ بہت سی بوٹیوں کا جوہر ہوتا ہے۔ وہ جوہر استعمال کرنے کے قابل ہے۔ بچھڑا اپنی ماں کے تھن کے باہر کا دودھ پیتا ہے۔ اندر کا دودھ نہیں پی سکتا۔ سو وہ بھی جوٹھا نہیں۔ ہاں بچھڑے کے پینے کے بعد اس کی ماں کے تھن دھو کر دودھ صاف برتن میں دوہنا چاہیئے۔ اپنا جوٹھا اپنے لئے نقصان کا باعث نہیں ہوتا۔ دیکھو! یہ بات کہ کوئی کسی کا جوٹھا نہ کھائے فطرتاً ثابت ہے۔ مثلاً اپنے منہ۔ ناک۔ کان۔ آنکھ اور اعضائے نہانی کی غلاظت۔ بول و براز وغیرہ کو چھونے سے نفرت نہیں ہوتی۔ مگر دوسرے کے بول و براز وغیرہ کو چھونے سے نفرت ہوتی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ کسی کا جوٹھا کھانے کا رواج

قانونِ قدرت کے خلاف ہے۔ بنی نوعِ انسان کے لئے واجب ہے۔ کہ وہ پس خوردہ یعنی جوٹھا کھانے سے پرہیز کریں
معترض۔ کیا میاں بیوی بھی ایک دوسرے کا جوٹھا نہ کھائیں؟ مجیب۔ نہیں۔ کیونکہ ان کے اجسام کے خواص بھی باہم مختلف ہوتے ہیں۔

کھانا کون تیار کرے؟

معترض۔ کہو جی! کسی بھی انسان کی تیار کی ہوئی رسوئی (طعام) کے کھانے میں کیا عیب ہے؟ کیونکہ براہمن سے لے کر چانڈال تک کے اجسام ہڈی۔ گوشت اور چمڑے کے بنے ہوئے ہوتے ہیں جیسا خون براہمن کے جسم میں ہوتا ہے ویسا ہی چانڈال کے جسم میں اس حالت میں کسی بھی انسان کی پکی ہوئی رسوئی (طعام) کے کھانے میں کیا عیب ہے؟ مجیب۔ عیب ہے کیونکہ جن عمدہ اشیاء کے کھانے پینے سے براہمن اور براہمنی کے جسم میں بدبو وغیرہ نقائص سے پاک مادۂ تولید پیدا ہوتا ہے۔ ویسا چانڈال اور چانڈالنی کے جسم میں نہیں ہوتا چانڈال کا جسم بدبودار ذرات سے پُر ہوتا ہے براہمن وغیرہ جماعات کا ایسا نہیں ہوتا۔ اس لئے براہمن وغیرہ اعلےٰ جماعات کے ہاتھ کا کھانا چاہیئے۔ اور چانڈال وغیرہ رذیلوں۔ بھنگی چمار وغیرہ کے ہاتھ کا نہیں۔ بھلا اگر کوئی تم سے پوچھے۔ کہ جیسے چمڑے کا جسم ماں۔ ساس۔ بہن۔ لڑکی اور بہو کا ہوتا ہے۔ ویسا ہی بیوی کا ہوتا ہے۔ تو کیا ماں وغیرہ عورتوں کے ساتھ اپنی بیوی کی طرح سلوک کرو گے؟ تو تمہیں شرم کے مارے خاموش ہونا پڑے گا۔ جیسے ہاتھ اور منہ سے عمدہ غذا کھائی جاتی ہے۔ اسی طرح بدبودار وغیرہ (ممنوع) اشیاء بھی کھائی جاسکتی ہیں۔ تو کیا ان سے ناپاک وغیرہ اشیاء بھی کھاؤ گے؟ کیا کبھی اس طرح کے (مواد نے) بھی جائز ہوسکتے ہیں؟

گوبر کا چوکا

معترض۔ جب تم گائے کے گوبر سے چوکا لگاتے ہو۔ تو اپنے گوبر سے کیوں نہیں لگاتے؟ وہاں گوبر جانے سے چوکا (کھانا پکانے اور کھانے کا مقام) ناپاک کیوں نہیں ہوتا؟

مجیب۔ گائے کے گوبر میں عفونت نہیں ہوتی جو انسان کے میلے میں ہوتی ہے۔ گوبر چکنا ہونے کی وجہ سے جلدی نہیں اکھڑتا۔ نہ اس سے کپڑا خراب یا ناپاک ہوتا ہے۔ جیسے مٹی لگنے سے میل لگ جاتی ہے سوکھے گوبر سے نہیں لگتی۔ جو جگہ مٹی اور گوبر سے لیپ دی جاتی ہے۔ وہ نہایت خوشنما معلوم ہوتی ہے۔ اور جہاں کھانا پکتا ہے وہاں کھانا وغیرہ کھانے سے گھی۔ میٹھی چیز اور جوٹھا بھی گرتا ہے۔ جگہ میلی ہونے کی وجہ سے مکھی۔ چیونٹی وغیرہ مختلف قسم کے جاندار وہاں آجاتے ہیں۔ اگر اس جگہ جھاڑو دے کر اور لیپ پوت کر روزانہ صفائی نہ کی جائے۔ تو وہ جگہ گویا جائے ضرور کی طرح ہو جاتی ہے اس لئے اسے ہر روز جھاڑو دے کر مٹی اور گوبر سے ہر طرح صاف رکھنا چاہیئے۔ اور اگر فرش پختہ ہو۔ تو پانی سے دھو کر صاف رکھنا چاہیئے اس سے مذکورہ بالا نقائص دور ہو جاتے ہیں۔ جیسے میاں جی کے باورچی خانہ میں کہیں کوئلہ۔ کہیں راکھ۔ کہیں لکڑی۔ کہیں ٹوٹی ہانڈی کہیں جوٹھی رکابی۔ کہیں ہڈی اور کہیں ٹانگ پڑی رہتی ہے اور پھر مکھیوں کا تو کہنا ہی کیا ہے! وہ جگہ ایسی بُری لگتی ہے۔ کہ اگر کوئی بھلا آدمی جا کر بیٹھ جائے۔ تو ممکن ہے اسے قے ہو جائے۔ وہ جگہ غلاظت کی جگہ کی طرح بُری معلوم ہوتی ہے۔ ان سے کوئی پوچھے۔ اگر گوبر سے چوکا لگانے میں عیب سمجھتے ہو۔ تو چولھے میں اُپلے جلانے۔ ان کی آگ سے تمباکو پینے۔ اور گھر کی دیوار پر گوبر لیپنے وغیرہ سے بھی میاں جی کا کھانا

ناپاک ہو جاتا ہوگا۔ بھلا اس میں شک کی گنجائش ہی کہاں ہے؟

کھانا کہاں کھانا چاہیئے؟

معترض۔ کھانا چوکے کے اندر کھانا اچھا ہے یا باہر؟ **مجیب۔** جہاں اچھا، دلکش، خوبصورت مقام ہو۔ کھانا وہاں کھانا چاہیئے۔ (یہ قاعدہ عام حالات کے لئے ہے) خاص موقعوں پر مثلاً جنگ وغیرہ کے دوران میں گھوڑے وغیرہ سواری پر بیٹھے بیٹھے یا کھڑے کھڑے کھا پی لینا ہر طرح جائز ہے۔ **معترض۔** کیا اپنے ہی ہاتھ کا بنا ہوا کھانا چاہیئے۔ دوسرے کے ہاتھ کا نہیں؟ **مجیب۔** آریوں میں سے کوئی بھی صفائی سے کھانا تیار کرے۔ وہ سب کے ساتھ یکساں طور پر کھا لینے میں کچھ بھی ہرج نہیں۔ کیونکہ اگر براہمن وغیرہ اعلیٰ (ورنوں) جماعت مرد و زن کے مرد کھانا تیار کرنے، چوکا دینے، برتن صاف کرنے وغیرہ جھنجھٹ کے کاموں میں لگے رہیں گے۔ تو علم وغیرہ اعلےٰ اوصاف کی ترقی کبھی نہیں ہو سکتی۔ دیکھو! مہاراج یدھشٹر کے راجسویہ یگیہ میں تمام زمین کے راجہ اور رشی مہرشی آئے تھے۔ وہ ایک ہی پاک شالا (باورچی خانہ) کا پکا ہوا کھانا کھاتے تھے۔ جب سے عیسائیت اور اسلام وغیرہ فرقہ وارانہ مذاہب کا رواج ہوا۔ آپس میں مغائرت اور مخاصمت پیدا ہوئی۔ اور لوگوں نے شراب نوشی اور گائے کا گوشت وغیرہ کھانا اختیار کر لیا تبھی سے کھانے وغیرہ کے متعلق (فضول کے) جھگڑے بکھیڑے پیدا ہو گئے۔ دیکھو! کابل۔ قندھار۔ ایران۔ امریکہ اور یورپ وغیرہ ممالک کے راجاؤں کی شہزادیاں گاندھاری، مادری، الوپی وغیرہ کے ساتھ ملک آریاورت کے راجاؤں کے شادی وغیرہ تعلقات ہوتے تھے شکنی وغیرہ کورووں، پانڈووں کے ساتھ کھاتے پیتے تھے۔ ان میں باہم مغائرت نہ تھی۔ کیونکہ اس وقت تمام روئے زمین پر وید کا مذہب پھیلا ہوا تھا سب اسی کے معتقد تھے۔ اور ایک دوسرے کے رنج و راحت اور نفع و نقصان کو اپنے رنج و راحت اور نفع و نقصان کے برابر سمجھتے تھے تبھی تمام روئے زمین پر راحت و آرام کا عالم تھا۔ اب تو مختلف مذاہب کا رواج ہو جانے کی وجہ سے تکالیف اور باہمی مخالفتیں بڑھ گئی ہیں۔ ان کا دفعیہ کرنا عقلمندوں کا کام ہے۔ پرماتما سب کے دل میں عقائد حقہ کو تجلی کرے۔ تاکہ عقائد باطلہ نیست و نابود ہو جائیں۔ تمام ذی علم اشخاص اس بات پر غور کریں۔ اور باہمی مخالفت کا خیال چھوڑ کر راحت و آرام کی ترقی میں کوشاں ہوں۔

یہ مختصر بیان (آچار۔ اناچار) مشروعات و ممنوعات اور (بھکشیہ ابھکشیہ) حلال و حرام کے بارے میں کیا گیا۔

خاتمہ حصہ اوّل

کتاب ہذا کا حصہ اوّل اس باب دہم کے ساتھ ختم ہوا۔ ان (دس) بابوں میں (دیگر مذاہب کی) تردید و تائید خاص طور پر اس لئے نہیں کی گئی۔ کہ جب تک انسان حق و باطل کی تمیز کے ملکہ کو کچھ بھی ترقی نہیں دے لیتا۔ تب تک اس کی رسائی عام فہم اور دقیق تردید و تائید کے مطالب تک نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اوّل سب کو تعلیمات حقہ کی تلقین کر کے اب حصہ دوم میں جو چار بابوں پر مشتمل ہے۔ بالخصوص تنقید۔ مذاہب درج کریں گے۔ ان چار ابواب میں سے باب اوّل میں ملک آریاورت کے مختلف فرقوں۔ باب دوم میں جینیوں (بدھوں اور چارواکوں) باب سوم میں عیسائیوں اور باب چہارم میں اہل اسلام کے عقائد کی تردید و تائید کی جائے گی۔ اس کے بعد چودھویں باب کے خاتمہ پر

اپنے مسلمات کا اندراج کیا جائے گا۔ جو شخص بالخصوص تردید و تائید کے مطالعہ کا خواہاں ہو۔ وہ ان چار ابواب کا مطالعہ کرے۔ گذشتہ دس ابواب میں بھی کہیں کہیں سرسری طور پر تنقید کی گئی ہے۔ جو شخص ان چودہ ابواب کا تعصب سے بالاتر ہو کر بنظرِ انصاف مطالعہ کرے گا۔ اس کے ضمیر میں امورِ حقہ متجلی ہو کر راحت رونما ہو گی۔ برخلاف اس کے جو شخص ان ابواب کا مطالعہ ضد۔ ہٹ دھرمی۔ اور حسد سے کرے گا۔ اس پر اس کتاب کے مطالب کا ٹھیک ٹھیک روشن ہونا نہایت مشکل ہے۔ جو شخص اس کتاب کے مضامین کا کماحقہ غور و خوض نہیں کرے گا۔ وہ اس کے مفہوم تک نہ پہنچ کر بیچ میں غوطے کھایا کرے گا۔ علمائے کرام کا شعار یہی ہے۔ کہ حق و باطل میں تمیز کر کے حق کو اختیار اور باطل کو ترک کر کے غایت درجہ سرور حاصل کریں۔ ایسے ہی حق شناس اشخاص صاحب علم ہو کر انسانی زندگی کے چار فوائد یعنی (دھرم) دین۔ (ارتھ) دولت۔ (کام) تکمیل خواہشات (موکش) نجات سے فیضیاب ہوتے اور خوش و خرم رہتے ہیں۔

تمام شد

باب دہم در بیان مشروعات و ممنوعات و حلال و حرام کتاب فصاحت انتساب ستیارتھ پرکاش مصنفہ شری سوامی دیانند سرسوتی۔

خاتمہ حصۂ اول

حصہ دوم

ضمنی دیباچہ

یہ امر ثابت ہے۔ کہ پانچ ہزار برس سے پیشتر ویدک عقائد کے علاوہ دوسرا کوئی بھی مذہب نہ تھا کیونکہ وید کی سب باتیں علم کے مطابق ہیں۔ ویدوں کی اشاعت رُک جانے کا باعث مہابھارت کا جنگ ہوا۔ ان کی عدم اشاعت کے باعث دنیا میں جہالت کی تاریکی پھیلنے سے انسانوں کی عقل میں فتور پڑ گیا۔ جس کے دل میں جیسا آیا۔ ویسا مذہب چلایا۔ ان سب مذہبوں میں چار مذاہب یعنی پرانی جینی۔ کرانی اور قرآنی جو وید کے برخلاف دیگر سب مذہبوں کی جڑ ہیں۔ وہ سلسلہ وار ایک کے پیچھے دوسرا، تیسرا چوتھا چلا ہے۔ اب ان چاروں کی شاخیں ایک ہزار سے کم نہیں ہیں۔ ان سب مذاہب کے معتقدوں ان کے چیلوں اور دیگر سب کو باہم سچ جھوٹ کے غور کرنے میں زیادہ تکلیف نہ ہو۔ اس لئے یہ کتاب تصنیف کی ہے جو اس میں سچے عقائد کی تائید اور جھوٹ کی تردید لکھی ہے۔ اس کا سب کو جتلانا ہی مقصد سمجھا گیا ہے۔ اس میں جیسی میری عقل۔ جتنا علم اور جس قدر ان مذاہب کی بنیادی کتابیں دیکھنے سے واقفیت ہوئی ہے۔ اس کو سب کے سامنے پیش کرنا میں نے مناسب سمجھا ہے۔ کیونکہ گمشدہ ودیا (اعلیٰ علم) دوبارہ حاصل ہونا آسان نہیں ہے۔ اور رعایت چھوڑ کر اس کو دیکھنے سے سچا جھوٹا مت سب کو ظاہر ہو جائے گا۔ پھر سب کو اپنی اپنی عقل کے مطابق سچے عقائد کا قبول کرنا اور جھوٹے مت کا چھوڑنا آسان ہوگا۔ ان میں سے جو پران وغیرہ کتابوں سے شاخ در شاخ مذاہب ملک آریاورت میں چلے ہیں۔ اُن کے عیب و ثواب مختصراً اس گیارھویں باب میں دکھائے جاتے ہیں۔ اس میرے کام سے اگر اُپکار نہ مانیں تو مخالفت بھی نہ کریں کیونکہ میرا مدعا کسی کا نقصان یا دشمنی کرنے سے نہیں ہے۔ بلکہ سچ جھوٹ کا فیصلہ کرنے کرانے کے لئے ہے۔ نہ کہ فضول بحث مباحثہ اور فساد کرانے کے لئے۔ اسی مذہبی جھگڑے سے دنیا میں جو جو خراب نتیجے پیدا ہوتے ہیں اور ہوں گے۔ ان کو غیر متعصب عالم لوگ ہی جان سکتے ہیں جب تک کہ اس نسل انسانی سے باہمی جھوٹے مذہبوں کا جھگڑا نہ چھوٹے گا۔ تب تک ایک دوسرے کو راحت نصیب نہ ہوگی۔ اگر ہم سب انسان اور خاص کر عالم لوگ حسد و بغض کو چھوڑ کر سچ جھوٹ کا فیصلہ کرکے سچ کو قبول اور جھوٹ کو ترک کرنا کرانا چاہیں۔ تو ہمارے لئے یہ بات ناممکن نہیں ہے۔ تحقیقاً ان عالموں کے ہی اختلاف نے سب کو نفاق کے جال میں پھنسا رکھا ہے۔ اگر یہ لوگ خود غرضی میں نہ پھنس کر سب کی غرض کو پورا کرنا چاہیں۔ تو اب بھی ایک مت ہو سکتے ہیں۔ اس کے ہونے کی ترکیب اس کتاب کے خاتمہ پر لکھیں گے۔ سرو شکتیمان پرماتما ایک مت میں شامل ہونے کا شوق سب انسانوں کے اندر پیدا کرے۔ فاضلوں کے واسطے زیادہ تشریح اور معرفت عالی مرتبہ عالموں کے روبرو زیادہ طوالت کی ضرورت نہیں۔

باب گیارھواں

آریہ ورت کے مت متانتروں کی تردید و تائید

آریہ مت کی عظمت

اب ہم ان آریہ لوگوں کے مذاہب کا جو کہ ملک آریہ ورت میں بسنے والے ہیں کھنڈن (تردید) و نیز منڈن (تائید) کریں گے۔ یہ آریہ ورت ملک ایسا ہے۔ کہ جس کی مانند روئے زمین پر کوئی دوسرا ملک نہیں ہے۔ اس لیے اس سرزمین کا نام سورن بھومی یعنی سنہری زمین ہے کیونکہ یہی سونا وغیرہ جواہرات کو پیدا کرتی ہے۔ اس لیے سرشٹی کے شروع (ابتدائے آفرینش) میں آریہ لوگ اسی ملک میں آکر بسے۔ ہم دنیا کی پیدائش کے مضمون میں کہہ آئے ہیں۔ کہ آریہ نام شریف لوگوں کا ہے اور آریوں کے علاوہ دیگر انسانوں کا نام "دسیو" ہے۔ روئے زمین پر جتنے ملک ہیں۔ وہ سب اسی کی تعریف کرتے ہیں۔ اور امید رکھتے ہیں۔ کہ پارس پتھر جو سنا جاتا ہے۔ وہ بات تو جھوٹی ہے لیکن آریہ ورت دیش ہی سچا پارس ہے۔ کہ جس کو لوہے کی مانند مفلس غیر ملک والے چھوتے ہی سونا یعنی دولت مند ہو جاتے ہیں۔

एतद्देशप्रसूतस्य सकाशादग्रजन्मनः ।

स्वं स्वं चरित्रं शिक्षेरन् पृथिव्यां सर्वमानवाः ॥ منو ۲—۲۰

آریوں کا روئے زمین پر راج

ابتدائے آفرینش سے لے کر پانچ ہزار برسوں سے پہلے زمانہ تک آریوں کا عالمگیر اور چکرورتی یعنی روئے زمین پر سب کے اوپر ایک راج تھا۔ دیگر ممالک میں مانڈلک یعنی چھوٹے چھوٹے راجے رہتے تھے۔ کیونکہ کورو، پانڈو تک یہاں کے راج اور ضابطہ سلطنت میں کل روئے زمین کے سب راجا اور رعایا چلتے تھے۔ کیونکہ یہ منوسمرتی جو دنیا کے ابتداء[1] میں ہوئی ہے۔ اس کا حوالہ ہے۔ اسی آریہ ورت میں پیدا شدہ براہمنوں یعنی عالموں سے روئے زمین کے لوگ براہمن، کشتری، ویش، شودر، دسیو، ملیچھ وغیرہ سب اپنے اپنے لائق علم و عمل کی ہدایت اور تعلیم حاصل کریں۔ اور مہاراجہ یدھشٹر جی کے راجسو یگیہ اور مہابھارت کے جنگ تک یہاں کی سلطنت کے ماتحت سب سلطنتیں تھیں۔ سنو! چین کا بھگدت۔ امریکہ کا ببروواہن، یورپ کا ویڈال اکش یعنی بلی کی مانند آنکھ والا۔ یون جس کو یونان کہہ آئے ہیں۔ اور ایران کا شلیہ وغیرہ سب راجے راجسو یگیہ اور مہابھارت کے جنگ میں حکم کے مطابق آئے تھے۔ جب رگھو گن راجا تھے۔ تب راون بھی یہاں کے ماتحت تھا۔ جب رام چندر جی کے زمانہ میں برخلاف ہو گیا۔ تو اس کو رام چندر جی نے سزا دے کر سلطنت سے محروم کر کے اس کے بھائی وبھیشن کو راج دیا تھا۔ سوایمبھو راجا سے لے کر پانڈو تک آریوں کی عالمگیر سلطنت رہی۔

[1] دنیا کی ابتداء سے یہاں سوامی جی کا مطلب ویدوں کے بعد ہے یعنی ویدوں کے بعد پہلا انتظام ملک کی کتاب منوسمرتی ہے۔ (مترجم)

بعد ازاں باہمی نفاق سے لڑ کر تباہ ہو گئے۔

تباہی کے بواعث کیونکہ پرمیشور کی اس دنیا میں مغرور، متکبر، ظالم، جاہل لوگوں کی سلطنت بہت دن نہیں چلتی۔ اور دنیا کا قدرتی میلان ہے۔ کہ جب بہت ہی شمار دولت ضروریات سے بڑھ کر ہو جاتی ہے تب سستی، بے ہمتی، حسد و بغض، نفس پرستی اور غفلت بڑھتی ہے۔ اس سے ملک میں تعلیم و تربیت برباد ہو کر بد اوصاف اور بد شغل بڑھ جاتے ہیں جیسے کہ شراب اور گوشت کا استعمال بچپن کی شادی اور من مانی کارروائی کرنا وغیرہ عیب بڑھ جاتے ہیں۔ اور جب لڑائی کے محکمہ میں جنگ کا علم اسلحہ اور فوج اتنی بڑھے کہ جس کا مقابلہ کرنے والا روئے زمین پر دوسرا نہ ہو۔ تب ان لوگوں میں طرفداری اور غرور بڑھ کر ظلم بڑھ جاتا ہے۔ جب یہ عیب پیدا ہو جاتے ہیں۔ تب باہمی نفاق ہو کر یا دوسرے چھوٹے خاندانوں میں سے ان سے بھی بڑھ کر کوئی ایسا ہمت والا آدمی کھڑا ہو جاتا ہے۔ کہ ان کو شکست دینے کے قابل ہو۔ جیسے مسلمانوں کی بادشاہی کے سامنے سیواجی (مرہٹہ) اور گوبند سنگھ جی نے کھڑے ہو کر مسلمانوں کی سلطنت کو تباہ و برباد کر دیا۔

अथ किमेतैर्वा परेऽन्ये महाधनुर्धराश्चक्रवर्तिनः केचित् सुद्युम्नभूरिद्युम्नेन्द्रद्यु-
म्नकुवलयाश्वयौवनाश्ववद्ध्र्यश्वाश्वपतिशशबिन्दुहरिश्चन्द्राऽम्बरीषननक्तुसर्यातिययात्य-
नरण्याक्षसेनादयः । अथ मरुत्तभरतप्रभृतयो राजानः ॥

میتری اپنیشد ا۔ ۴

چکرورتی آریہ راجے اس قسم کے حوالوں سے ثابت ہے۔ کہ شروع دنیا سے لے کر مہابھارت تک چکرورتی یعنی تمام روئے زمین پر حکومت کرنے والے راجہ آریہ کُل میں ہی ہوئے ہیں۔ اب ان کی اولاد اپنی بدبختی کے باعث راج کھو کر غیر ملک والوں کے پاؤں تلے دب رہی ہے۔ جیسے یہاں سُدیومن، بھوریدیومن، اندر دیومن، کولیاشو، یوناشو، ودھریاشو، اشوپتی، ششبندو، ہرلش چندر، امبریش، ننکتو، سریاتی، یاتی، ان رینہ، اکش سین، مروت اور بھرت روئے زمین پر مشہور چکرورتی راجاؤں کے نام لکھے ہیں۔ ویسے سوایمبھو وغیرہ چکرورتی راجاؤں کے نام صاف منوسمرتی، مہابھارت وغیرہ کتابوں میں لکھے ہیں۔ ان کو غلط کہنا بے علم اور متعصب لوگوں کا کام ہے۔

توپ بندوق وغیرہ قدیم زمانے میں سوال۔ جو آگنی استر وغیرہ علوم لکھے ہیں۔ وہ سچ ہیں یا نہیں؟ اور توپ اور بندوق تو اس زمانے میں تھی یا نہیں؟ جواب۔ یہ بات سچی ہے۔ یہ اسلحہ بھی تھے۔ کیونکہ علم طبعی کا اس وقت ہونے سے انکار ہونا ناممکن ہے۔ سوال۔ کیا یہ دیوتاؤں کے منتروں سے استعمال ہوتے تھے؟ جواب نہیں۔ یہ سب باتیں جن سے استر (ہتھیار) شستروں (اوزار) کو بناتے تھے۔ وہ "منتر" یعنی وچار سے بناتے تھے۔ اور چلاتے تھے۔ اور جو منتر یعنی الفاظ کا مجموعہ ہوتا ہے۔ اس سے کوئی جوہر پیدا نہیں ہوتا۔ اور جو کوئی کہے کہ منتر سے آگ پیدا ہوتی ہے۔ تو منتر بولنے والے کے دل اور زبان کو جلا کر خاک کر

دے۔" مار نے جائے دشمن کو اور مر رہے آپ"۔ اس لئے منتر نام ہے وچار کا۔ جیسے "راج منتری" یعنی سلطنت کے کاروبار سوچنے والا کہلاتا ہے۔ ویسے منتر یعنی وچار سے کائنات کی سب اشیاء کا پہلے علم اور پھر تجربہ کرنے سے کئی قسم کی چیزیں و کلیں و اوزار پیدا کرتے ہیں۔ جیسے کوئی ایک لوہے کا بان یا گولہ بنا کر اس میں ایسی چیزیں رکھے کہ جو آگ کے لگانے سے ہوا میں دھواں پھیلے۔ اور سورج کی کرن یا ہوا کے مس ہونے سے آگ روشن ہو جاتے اسی کا نام اگنی استر (آگ کا ہتھیار) ہے جب دوسرا اس کا دفعیہ کرنا چاہے۔ تو اس پر وارن استر چھوڑ دے۔ یعنی جیسے دشمن نے دشمن کی فوج پر اگنی استر چھوڑ کر تباہ کرنا چاہا۔ ویسے ہی اپنی فوج کی حفاظت کے لئے سپہ سالار وارن استر سے اگنی استر کا دفعیہ کرلے۔ "وہ ایسی اشیاء کے ملانے سے ہوتا ہے۔ کہ جن کا دھواں ہوا کے مس ہوتے ہی بادل بن کر جھٹ برسنے لگ جائے۔ اور آگ کو بجھا دے۔ ایسے ہی ناگ پھانس یعنی جو دشمن پر چھوڑنے سے اس کے اعضاء کو جکڑ کر باندھ لیتا ہے۔ ویسے ہی ایک موہن استر یعنی ایسی نشیلی چیزیں ڈالنے سے بنایا جائے۔ کہ جس کے دھوئیں کے لگنے سے دشمن کی سب فوج سو جائے یعنی بیہوش ہو جائے۔ اسی طرح سب شستر (استر) (ہتھیار و اوزار) ہوتے تھے۔ اور ایک تار یا شیشے سے یا کسی اور چیز سے بجلی پیدا کر کے دشمنوں کو ہلاک کرتے تھے۔ اس کو بھی اگنی استر نیز پاشوپت استر کہتے ہیں۔ "توپ" اور بندوق یہ نام غیر ملک کی زبان کے ہیں سنسکرت اور بھاشا میں اس کا نام "شت گھنی" اور جس کو بندوق کہتے ہیں۔ اس کو سنسکرت اور آریہ بھاشا میں "بھسنڈی" کہتے ہیں۔ جو سنسکرت ودیا نہیں پڑھے غلطی میں پڑ کر کچھ کا کچھ لکھتے اور کچھ کا کچھ بکتے ہیں اس کو دانا لوگ نہیں مان سکتے۔

کل علوم کا منبع آریہ ورت ہے

جتنا علم دنیا میں پھیلا ہے۔ وہ سب آریہ ورت ملک سے پھر وہاں سے یونان وہاں سے روم اور وہاں سے یورپ اور امریکہ وغیرہ میں پھیلا ہے۔ اب تک جتنا پرچار سنسکرت ودیا کا آریہ ورت دیش میں ہے۔ اتنا کسی غیر ملک میں نہیں۔ جو لوگ کہتے ہیں۔ کہ جرمنی کے ملک میں سنسکرت ودیا کی بہت اشاعت ہے۔ اور جتنی سنسکرت میکس مولر پڑھے ہیں۔ اور کوئی نہیں پڑھا۔ یہ محض بات ہی ہے۔ کیونکہ

'यस्मिन्देशे द्रुमो नास्ति तत्रैरण्डोऽपि द्रुमायते'

"جس ملک میں کوئی درخت نہیں ہوتا۔ اس ملک میں ارنڈی کو بڑا درخت مان لیتے ہیں:"

ایسے ہی یورپ کے ملک میں سنسکرت ودیا کی اشاعت نہ ہونے سے جرمن لوگوں اور میکس مولر صاحب نے جو تھوڑا سا پڑھا۔ وہی اس ملک کے لئے بہت ہے لیکن آریہ ورت ملک کی طرف نگاہ کریں۔ تو ان کی بہت کم گنتی ہے۔ کیونکہ میں نے جرمن ملک کے رہنے والے ایک پرنسپل کے خط سے معلوم کیا۔ کہ جرمنی ملک میں سنسکرت خط کا ترجمہ کرنے والے بھی بہت کم ہیں۔ اور میکس مولر صاحب کے سنسکرت علم ادب اور تھوڑی سی وید کی تشریح دیکھ کر مجھے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ میکس مولر صاحب نے ادھر ادھر آریہ ورتی لوگوں کی ہوئی ٹیکا دیکھ کر کچھ کچھ ایسا ویسا لکھا ہے۔ جیسا کہ :-

'युञ्जन्ति ब्रध्नमरुषं चरन्तं परि तस्थुषः । रोचन्ते रोचना दिवि ॥' رگ ۱-۶-۱

اس منتر کا ترجمہ گھوڑا کیا ہے۔ اس سے تو جو سائن آچاریہ نے سورج ترجمہ کیا ہے وہ اچھا ہے لیکن اس کا درست ترجمہ "پرماتما" ہے سو میری بنائی ہوئی رگوید آدی بھاشیہ بھومکا میں دیکھ لیجئے۔ اس میں اس منتر کا ترجمہ ٹھیک ٹھیک کیا ہے۔ اتنے سے جان لیجئے۔ کہ جرمنی ملک اور میکس مولر صاحب میں سنسکرت ودیا کی کتنی پنڈتائی ہے۔

جیکالیٹ صاحب کی رائے

یہ تحقیق ہے۔ کہ جتنے علم اور مذہب کرۂ زمین پر پھیلے ہیں وہ سب آریہ ورت ملک ہی سے پھیلے ہیں۔ دیکھو ایک جیکالیٹ صاحب پیرس یعنی فرانس کے ملک کے رہنے والے اپنی "بائبل ان انڈیا" میں لکھتے ہیں۔ کہ سب علوم اور نیکیوں کا منبع آریہ ورت کا ملک ہے۔ اور جملہ علوم نیز مذاہب اسی ملک سے پھیلے ہیں۔ اور پرمیشور سے دعا کرتے ہیں۔ کہ اے پرمیشور! جیسی ترقی کہ آریہ ورت ملک میں پہلے زمانہ میں تھی۔ ویسے ہی ہمارے ملک کی کیجئے۔ ایسا لکھتے ہیں اس کتاب میں دیکھ لو۔

دارا شکوہ کی تحقیقات

نیز دارا شکوہ بادشاہ نے بھی یہی تحقیق کیا تھا۔ کہ جیسا اکمل علم سنسکرت میں ہے۔ ویسا کسی زبان میں نہیں۔ وہ اپنشدوں کے ترجمے میں لکھتے ہیں۔ کہ میں نے عربی وغیرہ بہت سی زبانیں پڑھیں۔ لیکن میرے دل کے شک رفع ہو کر تسکین نہ ہوئی۔ جب سنسکرت دیکھی اور سنی۔ تب شک رفع ہونے سے مجھ کو بڑی خوشی ہوئی ہے۔

بنارس کا مان مندر اور علم نجوم کی عظمت

دیکھو کاشی کے "مان مندر" میں شِشُومار چکر کہ جس کی پوری حفاظت بھی نہیں رہی ہے تو بھی کتنا عمدہ ہے کہ جس میں اب تک کھگول (سیارگان) کا بہت سا حال ظاہر ہوتا ہے۔ اگر "سوائی جے پور ادھیش" اس کی حفاظت اور ٹوٹے پھوٹے کی مرمت کیا کریں گے۔ تو بہت اچھا ہوگا۔

مہابھارت کے جنگ کے بعد تنزل

لیکن ایسے سرتاج ملک کو مہابھارت کے جنگ نے ایسا دھکا دیا۔ کہ اب تک بھی یہ اپنی پہلی حالت میں نہیں آیا۔ کیونکہ جب بھائی کو بھائی مارنے لگے۔ تو تباہ ہونے میں کیا شک ہے۔ کسی شاعر کا قول ہے۔ کہ:۔

विनाशकाले विपरीतबुद्धिः ॥

جب تباہ ہونے کا وقت نزدیک آتا ہے۔ تب الٹی سمجھ ہو کر الٹے کام کرنے لگتے ہیں۔ (برہدھ چانکیہ ۱۶ – ۱۷)

کوئی ان کو سیدھا سمجھاوے۔ تو الٹا مانیں۔ اور الٹی سمجھاوے تو اس کو سیدھی مانیں۔ جب بڑے بڑے عالم راجہ، مہاراجہ۔ رشی مہرشی لوگ مہابھارت کے جنگ میں بہت سے مارے گئے۔ اور بہت سے مر گئے۔ تب علم اور ویدوکت دھرم کی اشاعت بند ہونے لگی جسد بغض غرور آپس میں کرنے لگے۔ جو طاقتور ہوا۔ وہ ملک کو دبا کر راجہ بن بیٹھا۔ اس طرح جب تمام آریہ ورت ملک میں سلطنت پارہ پارہ ہو گئی۔ تو دیپ دیپانتر (دوسرے ملکوں) کی سلطنت کا انتظام کون کرے؟ جب براہمن بے علم ہوئے تب کشتری ویش اور شودروں کے جاہل ہونے کا تو ذکر ہی کیا کرنا؟ جو قدیم سے وید منتر وغیرہ شاستروں کے بامعنی پڑھنے کا سلسلہ تھا۔ وہ بھی چھوٹ گیا صرف روزی کمانے کے لیے پاٹھ ماتر (بلا معنی پڑھنا) براہمن لوگ پڑھتے رہے۔ وہ پاٹھ ماتر

بھی کشتری وغیرہ کو نہ پڑھایا۔ کیونکہ جب جاہل لنڈورے بن گئے۔ تب مکر و فریب اور ادھرم بھی اُن میں بڑھتا گیا براہمنوں نے سوچا۔ کہ اپنی روزی کا بندوبست کرنا چاہیئے۔ صلاح کر کے یہی ارادہ کر کشتری وغیرہ کو اُپدیش کرنے لگے۔ کہ ہم لوگ تمہارے معبود[1] ہیں۔ بغیر ہماری خدمت کیئے تم کو سورگ[2] یا مکتی[3] نہ ملے گی۔ بلکہ اگر تم ہماری خدمت نہ کرو گے۔ تو گھور نرک[4] میں پڑو گے۔ جو جو پورے عالم دھرم پر چلنے والوں کا نام براہمن اور قابل قدر وید اور رشی منیوں کے شاستر میں لکھا تھا۔ ان کو اپنے جیسے بے عقل نفس پرست اور عیاش احمقوں پر گھٹا بیٹھے بھلا وہ سچے عالموں و آپت پرشوں کے اوصاف ان پر بالکل کب گھٹ سکتے ہیں۔ لیکن جب کشتری وغیرہ یجمان سنسکرت ودیا سے بالکل بے بہرہ ہو گئے۔ تب ان کے سامنے جو جو گپ ہانکی۔ وہ بیچاروں نے سب مان لی تب ان نام نہاد براہمنوں کی بن آئی۔ سب کو اپنے بچن جال روپی دام کلام میں باندھ کر قابو کر لیا۔ اور کہنے لگے۔ کہ:۔

ब्रह्मवाक्यं जनार्दनः ॥ "جو کچھ براہمنوں کے منہ سے بات نکلتی ہے وہ جانو بھگوان پرمیشور کے منہ سے نکلی۔"

جب کشتری وغیرہ دل کی آنکھ کے اندھے اور گانٹھ کے پورے یعنی اندرونی علم کی آنکھ پھوٹی ہوئی اور جن کے پاس دولت کافی تھی۔ ایسے ایسے چیلے ملے۔ تو پھر ان فضول براہمن نام والوں کو عیش و عشرت کا باغ مل گیا۔ یہ بھی ان لوگوں نے ظاہر کیا۔ کہ جو اچھی اشیا روئے زمین پر ہیں۔ وہ سب براہمنوں کے لئے ہیں یعنی جو وصف اور فطرت کی رو سے براہمن وغیرہ ورنوں کا انتظام تھا۔ اس کو برباد کر پیدائش پر مقرر کیا۔ اور مرتے تک کا دان یجمانوں سے لینے لگے جیسی اپنی خواہش ہوئی۔ ویسا کرتے گئے۔ یہاں تک کہ ہم "بھودیو"[5] ہیں ہماری خدمت کے بدوں دیولوک کبھی نہیں مل سکتا ان سے پوچھنا چاہیئے کہ تم کس لوک میں جاؤ گے۔ تمہارے کام تو گھور نرک بھوگنے کے ہیں۔ کیڑے مکوڑے، پتنگا وغیرہ ہو گے تب تو بڑے غصہ میں آکر کہتے ہیں ہم "شاپ" دیں گے۔ تو تمہاری تباہی ہو جائے گی۔ کیونکہ لکھا ہے۔ کہ:۔

"ब्रह्मद्रोही विनश्यति" "جو براہمنوں سے دشمنی کرتا ہے۔ اس کی بربادی ہو جاتی ہے۔"

ہاں یہ بات تو سچی ہے۔ کہ جو مکمل وید اور پرمیشور کو جاننے والے دھرم پر چلنے والے کل دنیا کے فیض رساں اشخاص سے کوئی دشمنی کرے گا۔ وہ ضرور برباد ہو گا۔ لیکن جو براہمن نہ ہوں۔ اُن کا نہ براہمن نام اور نہ اُن کی خدمت کرنی مناسب ہے۔ سوال۔ تو ہم کون ہیں؟ جواب۔ تم پوپ ہو۔

پوپ کی تشریح

سوال۔ پوپ کس کو کہتے ہیں؟ جواب۔ اس کے معنے رومن زبان میں تو بڑے اور باپ کے ہیں۔ لیکن اب دغا فریب سے دوسرے کو ٹھگ کر اپنا مطلب نکالنے والے کو پوپ کہتے ہیں۔ سوال۔ ہم تو براہمن اور سادھو ہیں۔ کیونکہ ہمارا باپ براہمن اور ماں براہمنی اور ہم فلاں سادھو کے چیلے ہیں۔ جواب۔ یہ سچ ہے۔ لیکن سنو بھائی! ماں باپ براہمنی اور براہمن ہونے سے اور کسی سادھو کے چیلے ہونے پر براہمن یا سادھو نہیں ہو سکتے۔ بلکہ براہمن اور سادھو اپنے عمدہ اوصاف اعمال اور فطرت سے ہوتے ہیں۔ جو کہ دوسرے کی بھلائی چاہنے والے ہوں۔ سنا ہے۔ کہ جیسے روم کے "پوپ" اپنے چیلوں کو کہتے تھے۔ کہ تم اپنے گناہ ہمارے سامنے کہو گے۔ تو ہم معاف کر دیں گے۔ بغیر ہماری خدمت اور حکم کے کوئی بھی سورگ میں نہیں جا سکتا۔ اگر تم سورگ میں جانا چاہو۔ تو ہمارے پاس جتنے روپے

[1] پوجا کے لائق [2] بہشت [3] نجات [4] بڑا جہنم (دوزخ) [5] ہم زمین کے دیوتا ہیں۔

جمع کراؤ گے۔ اُتنے ہی کا سامان تم کو سورگ میں ملے گا۔ ایسا سُن کر جب کوئی آنکھ کا اندھا اور گانٹھ کا پورا سورگ میں جانے کی خواہش کر کے پوپ جی کو حسب خواہش روپے دیتا تھا تب وہ "پوپ عیسیٰ اور مریم کی تصویر کے سامنے کھڑا ہو کر اس طرح کی ہنڈی لکھ کر دیتا تھا۔ اے خداوند عیسیٰ مسیح! فلاں شخص نے تیرے نام پر لاکھ روپے بہشت میں آنے کے لئے ہمارے پاس جمع کر دیئے ہیں۔ جب وہ بہشت میں آوے۔ تب تو اپنے باپ کی بہشت کی سلطنت میں پچیس ہزار روپوں میں باغ باغیچہ اور مکانات اور پچیس ہزار روپوں میں سواری شکاری اور نوکر چاکر۔ پچیس ہزار روپے کھانا پینا، کپڑا لتا اور پچیس ہزار روپے اس کے دوست آشنا بھائی رفیق وغیرہ کی ضیافت کے واسطے دلا دینا پھر اس ہنڈی کے نیچے پوپ جی اپنے دستخط کر کے ہنڈی اس کے ہاتھ میں دے کر کہہ دیتے تھے۔ کہ جب تو مرے۔ تب اس ہنڈی کو قبر میں تمہارے سرہانے رکھنے کے لئے اپنے خاندان کو کہہ رکھنا۔ پھر تجھے لے جانے کے لئے فرشتے آویں گے۔ تب تجھے اور تیری ہنڈی کو بہشت میں لیجا کر حسب تحریر سب چیزیں تجھ کو دلا دیں گے"۔

اب دیکھئے۔ گویا بہشت کا ٹھیکہ پوپ جی نے لے لیا ہے جب تک یورپ میں جہالت تھی۔ تب ہی تک وہاں پوپ جی کی لیلا چلتی تھی۔ لیکن اب علم کے ہونے سے پوپ جی کی جھوٹی لیلا بہت نہیں چلتی۔ گو قطعی بند بھی نہیں ہوئی۔ ویسے ہی آریہ ورت ملک میں بھی گویا پوپ جی نے لاکھوں اوتار لے کر لیلا پھیلائی ہے۔ یعنی راجہ اور رعیت کو علم نہ پڑھنے دینا۔ نیک اشخاص کی صحبت نہ ہونے دینا۔ رات دن بہکانے کے سوائے دوسرا کام کچھ بھی نہیں کرنا۔ لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ جو جو مکر و فریب وغیرہ بُرے کام کرتے ہیں وہی پوپ کہلاتے ہیں۔ جو کوئی ان میں بھی دھرم پر چلنے والے فاضل سب کی بہتری چاہنے والے ہیں۔ وہ سچے برہمن اور سادھو ہیں۔ اب انہی مکار فریبی خود غرض لوگوں (آدمیوں کو ٹھگ کر اپنا مطلب پورا کرنے والوں) ہی پر "پوپ" لفظ کا اطلاق کرنا چاہیئے۔ اور برہمن نیز سادھو نام کا نیک اشخاص پر اطلاق کرنا مناسب ہے۔ دیکھو! اگر کوئی بھی اچھا برہمن یا سادھو نہ ہوتا۔ تو وید وغیرہ سچے شاستروں کی کتابوں کا مع سہرت (علم قرأت) پڑھنا پڑھانا (کس طرح ہو سکتا) اور جین مسلمان عیسائی وغیرہ کے جال سے بچ کر آریوں کی وید وغیرہ سچے شاستروں میں محبت (کیسے رہ سکتی) اور ان کو ورن آشرم میں سوائے (اچھے) برہمن یا سادھوؤں کے کون قائم رکھ سکتا؟

"विषादप्यमृतं ग्राह्यम्" ۔ ا(منو ۲۔۲۳۹)

"زہر میں سے آب حیات کے حاصل کرنے کی مانند یہ بات ہے"۔

کہ پوپ لیلا سے بہکائے جانے پر بھی آریہ لوگ جین وغیرہ متوں سے بچ کر رہے ہیں۔ جب یجمان بے علم ہوئے۔ اور آپ کچھ پاٹھ پوجا پڑھ کر (ادھر) غرور میں آ گئے (تو اُدھر) سب لوگوں نے باہم صلاح کر کے راجا وغیرہ سے کہا۔ کہ برہمن اور سادھو کو سزا نہیں دی جانی چاہیئے۔ کیونکہ :۔

"ब्राह्मणो न हन्तव्यः "साधुर्न हन्तव्यः"

(برہمن کو نہ مارنا چاہیئے۔ سادھو کو نہ مارنا چاہیئے۔)

ایسے ایسے قول جو کہ سچے برہمن اور سادھوؤں کے بارے میں تھے۔ وہ پوپوں نے اپنے پر گھٹا لئے

اور جھوٹی جھوٹی باتوں سے پر کتابیں بنا کر ان میں رشی منیوں کے نام لکھ دیئے۔ اور انہی کے نام سے سناتے رہے (اس طرح کرنے سے) ان ذی عزت رشیوں کے نام کی بدولت اپنے پر سے سزا کی قید اٹھوا دی۔

پھر من مانی کاروائی کرنے لگے یعنی ایسے سخت قاعدے بنائے۔ کہ ان پوپوں کی اجازت کے بغیر سونا، اٹھنا، بیٹھنا، جانا، آنا، کھانا، پینا وغیرہ بھی لوگ نہ کر سکیں۔ راجاؤں کو ایسا یقین دلایا۔ کہ پوپ گن والے نام نہاد براہمن سادھو چاہیں سو کریں۔ ان کو کبھی سزا نہ دینی چاہیئے۔ یعنی ان کو سزا دینے کا دل میں ارادہ نہ کرنا چاہیئے جب ایسی جہالت چھائی۔ تب جیسی پوپوں کی خواہش ہوتی ویسا کرنے کرانے لگے۔

سچے اُپدیشک نہ رہنے کا نتیجہ

اس خرابی کے اسباب مہابھارت کے جنگ سے ایک ہزار برس پیشتر سے ہی شروع ہو گئے تھے۔ اگرچہ اس زمانہ میں رشی منی بھی تھے تاہم کچھ کچھ سستی، غفلت، حسد، بغض کے جزیج بوئے گئے تھے۔ وہ بڑھتے بڑھتے بڑھ گئے۔ (آخر کار) جب سچا اُپدیش (ہدایت) نہ رہا۔ تب آریہ ورت میں جہالت پھیلنے سے ایک دوسرے کے ساتھ لڑنے جھگڑنے لگے۔ کیونکہ

उपदेश्योपदेष्टृत्वात् तत्सिद्धिः ॥

इतरथान्धपरम्परा ॥

(سانکھیہ سوتر ٣-٧٩-٨١)

"جب اچھے اچھے اُپدیشک (ہادی یا واعظ) ہوتے ہیں۔ تب اچھی طرح دھرم۔ ارتھ، کام اور موکش حاصل ہوتے ہیں۔ اور جب اچھے واعظ اور "سامعین" نہیں رہتے۔ تب تاریکی کا دور چلتا ہے۔ پھر بھی جب ستپرش پیدا ہو کر ست اُپدیش کرتے ہیں۔ تب اس تاریکی کا دور نابود ہو کر روشنی کا دور چلتا ہے۔"

وام مارگ

پھر وہ پوپ لوگ اپنے اور اپنے پاؤں کی پوجا کرانے لگے۔ اور کہنے لگے۔ کہ اسی میں تمہاری بہتری ہے جب یہ لوگ ان کے بس میں ہو گئے تب غفلت اور نفس پرستی میں غرق ہو کر گڈریئے کی مانند جھوٹے گورو بن کر چیلے پھنسانے لگے۔ علم، طاقت، عقل، ہمت، بہادری، شجاعت وغیرہ نیک اوصاف سب برباد ہوتے گئے۔ پھر جب نفس پرستی میں ڈوبے تو گوشت و شراب کا استعمال چھپ چھپ کر کرنے لگے۔ پھر انہی میں سے ایک وام مارگ مت قائم ہو گیا۔

मद्यं मांसं च मीनं च मुद्रा मैथुनमेव च ।

एते पञ्च मकाराः स्युर्मोक्षदा हि युगे युगे ॥ १ ॥

प्रवृत्ते भैरवीचक्रे सर्वे वर्णा द्विजातयः ।

निवृत्ते भैरवीचक्रे सर्वे वर्णाः पृथक् पृथक् ॥ २ ॥

पीत्वा पीत्वा पुनः पीत्वा यावत्पतति भूतले ।

पुनरुत्थाय वै पीत्वा पुनर्जन्म न विद्यते ॥ ३ ॥

मातृयोनिं परित्यज्य विहरेत् सर्वयोनिषु ।

[योन्यां लिङ्गं संस्थाप्य जपेन्मन्त्रमतन्द्रितः] ॥ ४ ॥

वेदशास्त्रपुराणानि सामान्यगणिका इव ।

एकैव शाम्भवी मुद्रा गुप्ता कुलवधूरिव ॥ ५ ॥ (گیان سنکلنی تنتر)

لے اخلاق - دولت - مقصد - نجات +

دیکھئے اِن گبر گنڈ پوپوں کی لیلا کہ جو ویدکے برخلاف بھاری اُدھرم کے کام ہیں اُنہی کو وام مارگیوں نے عمدہ مانا ہے شراب، گوشت، مچھلی، مدرا (پوری کچوری اور بڑے۔ روٹی وغیرہ چیزیں لینی) یا تمر آدھار اور پانچویں زناکاری (مانی ہے) یعنی سب مرد شو کی مانند اور مستورات پاربتی کی مانند ہیں۔

अहं भैरवस्त्वं भैरवी ह्यावयोरस्तु सङ्गमः ।

خواہ کوئی مرد ہو یا عورت اِس اُوٹ پٹانگ قول کو پڑھ کر باہم سماگم (صحبت) کرنے سے وہ وام مارگی گناہ نہیں مانتے جن نیچ عورتوں کو چھونا نہیں چاہیئے اُن کو نہایت پاکیزہ اُنہوں نے مانا ہے ان کا اشٹ بندھ شلوک دیکھئے

रजस्वला पुष्करं तीर्थं चाण्डाला तु स्वयं काशी, चर्मकारी प्रयागः स्याद्रजकी मथुरा मता । अयोध्या पुक्कसी प्रोक्ता ॥

"حیض والی عورت کے ساتھ صحبت کرنا ایسا ہے جیسا کہ پشکر میں نہانا۔ چانڈال کی عورت سے صحبت کرنا گویا کاشی کی زیارت ہے چماری کے ساتھ بدفعلی کرنا گویا پریاگ میں نہانا ہے۔ دھوبن کے ساتھ صحبت کرنا گویا متھرا کی زیارت کرنا ہے اور فاحشہ عورت کے ساتھ بدفعلی کرنا گویا اجودھیا کی زیارت کر کے آنا ہے۔"

شراب کا نام "تیرتھ" رکھا ہے۔ گوشت کا شدھی پشپ، مچھلی کا نام تریتیا جل تومبکا۔ مدرا کا نام چترتھی اور زناکاری کا نام پنچمی۔ ایسے ایسے نام اِس لئے رکھے ہیں۔ کہ کوئی دوسرا نہ سمجھ سکے۔ کول آردر ویر، شامبھو اور گن وغیرہ اپنے نام رکھے ہیں۔ اور جو وام مارگ مت میں نہیں ہیں۔ ان کے نام "کنٹک"۔ "بےمکھ"۔ "شُشک"۔ "پشو" وغیرہ رکھے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ جب بھیروی چکر چل رہا ہو تب اس میں داخل شدہ برہمن سے لے کر چانڈال تک کا نام دوِج ہو جاتا ہے۔ اور جب بھیروی چکر سے الگ ہو جائیں۔ تب سب لوگ اپنے اپنے ورنوں میں ہو جائیں۔ بھیروی چکر میں وام مارگی لوگ زمین یا تختی پر ایک نقطہ مثلث۔ مربع یا دائرہ بنا کر اس پر شراب کا گھڑا رکھ کر اس کی پرستش کرتے ہیں۔ پھر ایسا منتر پڑھتے ہیں:- "ब्रह्मशापं विमोचय" "یعنی اے شراب! تو برہما وغیرہ کی بددعا سے بری ہو جا۔"

ایک پوشیدہ جگہ میں کہ جہاں سوائے وام مارگی کے دوسرے کو نہیں آنے دیتے۔ عورت اور مرد جمع ہوتے ہیں۔ وہاں (مرد) ایک عورت کو برہنہ کر کے پرستش کرتے اور عورتیں کسی مرد کو برہنہ کر کے پرستش کرتی ہیں پھر کوئی کسی عورت کو، کوئی اپنی یا دوسرے کی لڑکی کو، کوئی کسی اور کی یا اپنی ماں، بہن، بہو وغیرہ کو (جو وہاں آتی ہیں) پکڑ سکتا ہے۔ ایک برتن میں شراب بھر کر گوشت اور بڑے وغیرہ ایک تھال میں بھر کر وہاں رکھ دیتے ہیں۔ جو ان کا آچاریہ ہوتا ہے۔ وہ شراب کے پیالے کو ہاتھ میں لے کر بولتا ہے کہ "بھیرو واہم" و "شِوو اہم" یعنی "میں بھیرو یا شِو ہوں" یہ کہہ کر پی جاتا ہے۔ پھر اسی جھوٹے برتن سے سب پیتے ہیں۔ اور جب کسی کی عورت یا فاحشہ عورت کو برہنہ کر کے یا کسی مرد کو برہنہ کر کے ہاتھ میں تلوار دیتے ہیں۔ تو اس عورت کا نام دیوی اور اس مرد کا نام مہادیو رکھتے ہیں۔ اُن کے اعضائے تناسل کی پرستش کرتے ہیں۔ پھر اس دیوی یا شِو کو شراب کا پیالہ پلا کر پھر اسی جھوٹے برتن سے سب لوگ ایک ایک پیالہ پیتے ہیں۔ پھر اسی طرح سلسلہ وار پی پی کر نشے میں چور ہو جاتے ہیں۔ چاہے کوئی کسی کی بہن، لڑکی، یا ماں کیوں نہ ہو۔ جس کی جس کے ساتھ خواہش ہو

اس کے ساتھ بدفعلی کرتے ہیں۔ کبھی کبھی بہت نشہ چڑھنے سے جوتے اور لاتیں چلاتے مکّا مکّی ہوتے اور بال کھینچتے ہوئے آپس میں لڑتے ہیں۔ کبھی کو وہاں قے آجاتی ہے۔ تو ان میں جو کامل اگھوری یعنی سدھ گنا جاتا ہے۔ وہ قے شدہ چیز کو بھی کھا لیتا ہے۔ ان کے سب سے بڑے سدھ کی یہ باتیں ہیں۔ کہ :-

हालां पिबति दीक्षितस्य मन्दिरे सुप्तो निशायां ।
गणिकागृहेषु । विराजते कौलवचक्रवर्ती ।

جو "دیکشت" یعنی کلال کے گھر میں جا کر بوتل پر بوتل چڑھاوے۔ رنڈیوں کے گھر میں جا کر ان سے بدفعلی کر کے سو رہے۔ جو اس قسم کے کام بے شرم اور بے خوف ہو کر کرے۔ وہی وام مارگیوں میں سب سے اعلیٰ اور شہنشاہِ عالم کی مانند مانا جاتا ہے۔ یعنی جو بڑا بدچلن ہو۔ وہی ان میں بڑا۔ جو اچھے کام کرے اور بُرے کاموں سے ڈرے وہ چھوٹا ہے۔ کیونکہ :-

पाशबद्धो भवेज्जीवः पाशमुक्तः सदा शिवः ॥ (گیان سنکلنی تنتر شلوک ۴۳)

اس طرح یہ تنتر میں کہا ہے۔ کہ :-

"جو دنیا کی شرم، شاستر کی شرم، خاندان کی شرم وغیرہ وغیرہ زنجیروں میں مقیّد ہے۔ وہ جیو اور جو بے شرم ہو کر بُرے کام کرے۔ وہی سداشیو ہے"

"اوڈیس تنتر" وغیرہ میں ایک بات لکھی ہے۔ کہ ایک گھر میں چاروں طرف طاقچے ہوں۔ اُن میں شراب کی بوتلیں بھر کر رکھ دینی چاہئیں۔ جو آدمی ان طاقچوں میں سے ایک بوتل پی کر دوسرے طاقچہ کی طرف جاوے اس میں سے پی کر تیسرے کی طرف۔ اور تیسرے میں سے پی کر چوتھے کی طرف جائے اور کھڑا رہ کر تب تک شراب پیتا جاوے۔ کہ جب تک لکڑی کی مانند زمین پر نہ گر پڑے۔ پھر جب نشہ اُترے۔ تب اسی طرح پی کر گر پڑے پھر تیسری دفعہ اسی طرح پی کر گر پڑے۔ اور اٹھے۔ تو اس کا دوبارہ جنم نہیں ہوتا۔ (ہاں سچ تو یہ ہے۔ کہ ایسے ایسے انسانوں کو دوبارہ انسان کا جنم ملنا ہی مشکل ہے۔ البتہ نیچ یونی (ادنےٰ جسم) میں پڑ کر بہت دیر تک اس میں رہیں گے۔ وامیوں کے تنتر گرنتھوں میں یہ بات بطور اصول کے لکھی ہے۔ کہ ایک ماں کے سوائے کسی عورت کو بھی نہ چھوڑنا چاہیئے۔ یعنی خواہ اپنی لڑکی یا بہن وغیرہ ہی کیوں ہو۔ سب کے ساتھ سماگم کر لینا چاہیئے۔ ان وام مارگیوں کی دس مہاودیا (اعلیٰ علوم) مشہور ہیں۔ ان میں سے ایک ماتنگی ودیا والا کہتا ہے کہ

'मातरमपि न त्यजेत्' "یعنی ماں کو بھی سماگم کئے بغیر نہ چھوڑنا چاہیئے"

اور عورت مرد سے سماگم کے وقت منتر جاپتے (دہراتے) ہیں۔ کہ ہم کو کمالیت حاصل ہو جائے اس قسم کے پاگل اور بھولے دلیے کے وحشی انسان دنیا میں کم ہوں گے۔

جو انسان جھوٹ چلانا چاہتا ہے وہ سچائی کی برائی ضرور ہی کرتا ہے (چنانچہ) دیکھئے وام مارگی کیا کہتے ہیں وید شاستر اور پران یہ سب معمولی فاحشہ عورتوں کی مانند ہیں۔ اور جو یہ شامبھوی وام مارگ کی مدرا ہے وہ ایک پردہ دار خاندان کی عورت کی مانند ہے۔ اس لئے ان لوگوں نے صرف وید کے برخلاف مذہب قائم کیا ہے۔ پھر (جب) ان لوگوں کا مذہب بہت پھیلا تب فریب کر کے ویدوں کے نام سے بھی وام مارگ

کی تھوڑی لیلا چلائی۔ یعنی

सौत्रामण्यां सुरां पिबेत् ॥ प्रोक्षितं भक्षयेन्मांसम् ॥
वैदिकी हिंसा हिंसा न भवति ॥
न मांसभक्षणे दोषो न मद्ये न च मैथुने ।
प्रवृत्तिरेषा भूतानां निवृत्तिस्तु महाफला ॥

(منو دھرم شاستر)

"سوترامنی یگیہ میں شراب پیئے۔ یگیہ میں گوشت کھانے میں عیب نہیں۔ ویدکی ہدایت کے بموجب کی ہوئی ہنسا ہنسا نہیں کہلاتی۔ مانس کھانے' شراب پینے' زنا کرنے میں عیب نہیں۔" (منو ادھیائے ۵-۵۶)

سوترامنی یگیہ میں شراب پیئے (اس کے درست و صحیح معنی یہ ہیں۔ کہ سوترامنی یگیہ میں سوم رس یعنی سوم بلی کا عرق پیئے) پروکشت یعنی یگیہ میں گوشت کھانے میں عیب نہیں (ایسی پامرپن (رذالت) کی باتیں وام مارگیوں نے چلائی ہیں) ان سے پوچھنا چاہیئے۔ کہ جو ویدکی ہنسا ہنسا نہ ہو۔ تو تجھ اور تیرے خاندان کو مار کر ہوم کر ڈالیں۔ تو کیا ڈر ہے۔ گوشت کھانے' شراب پینے' زنا کاری کرنے وغیرہ میں عیب نہیں۔ یہ کہنا چھوکرا پن ہے۔ کیونکہ بغیر جانداروں کو تکلیف دیئے گوشت حاصل نہیں ہوتا۔ اور بغیر قصور کے ایذا دینا دھرم کا کام نہیں۔ شراب پینے کی تو سب جگہ ممانعت ہی ہے۔ کیونکہ اب تک وام مارگیوں کے سوائے کسی کتاب میں نہیں لکھا۔ بلکہ سب جگہ ممانعت ہے۔ اور بغیر بیاہ کے جماع میں بھی عیب ہے۔ اس کو بے عیب کہنے والا اجودھی ہے۔

ایسے ایسے قول بھی رشیوں کی کتابوں میں ڈال کر کتنے ہی رشی منیوں کے نام سے کتابیں بنا کر گومیدھ' اشومیدھ' نام کے یگیہ بھی کرانے لگ گئے تھے یعنی ان حیوانوں کو مار کر ہوم کرنے سے یجمان اور حیوان کو بہشت ملتا ہے۔ اس مشہور بات کی بابت تحقیق یہ ہے۔ کہ جو براہمن گرنتھوں میں اشومیدھ گومیدھ' نرمیدھ وغیرہ الفاظ درج ہیں۔ ان کے ٹھیک ٹھیک معنی نہیں جانتے۔ کیونکہ اگر جانتے تو ایسا غضب کیوں کرتے۔

اشومیدھ وغیرہ کے صحیح معنے

سوال۔ اشومیدھ گومیدھ' نرمیدھ وغیرہ الفاظ کے معنے کیا ہیں؟ جواب۔ ان کے معنے تو یہ ہیں:-

राष्ट्रं वा अश्वमेधः अन्नꣳहि गौः ॥ अग्निर्वा अश्वः ॥ आज्यं मेधः ॥

(شت پتھ ۱۳-۱-۶-۳' ۱۲۵-۳-۴)

گھوڑے' گائے وغیرہ حیوان نیز انسان مار کر ہوم کرنا کہیں نہیں لکھا صرف وام مارگیوں کی کتابوں میں ایسے جھوٹے معنی لکھے ہیں۔ بلکہ یہ بات بھی وام مارگیوں نے چلائی ہے۔ اور جہاں جہاں تحریر ہے۔ وہاں وہاں بھی وام مارگیوں نے ملاوٹ کی ہے۔

دیکھو راجہ کا انصاف۔ دھرم سے رعیت کی پرورش کرنا۔ یجمان (علم کا لینے والا) کا علم پڑھانا' آگ میں گھی وغیرہ کا ہوم کرنا ("اشومیدھ) کہلاتا ہے۔

اناج۔ حواس یشاع' زمین وغیرہ کو پاکیزہ رکھنا گومیدھ کہلاتا ہے اور جب انسان مر جائے تب اس کے

جسم کو باقاعدہ جلانا نرمیدھ کہلاتا ہے۔

قربانی سے بہشت نہیں ملتا

سوال۔ یگیہ کرنے والے کہتے ہیں۔ کہ یگیہ کرنے سے یجمان اور حیوان بہشت کو جاتے ہیں۔ نیز ہوم کر کے پھر حیوان کو زندہ کر لیتے تھے۔ یہ بات سچی ہے یا نہیں؟ جواب۔ جو بہشت کو جاتے ہوں۔ تو ایسی بات کہنے والے کو مار ہوم کر بہشت کو پہنچانا چاہیئے۔ یا اس کے پیارے ماں، باپ، عورت اور لڑکے وغیرہ کو مار ہوم کر کیوں نہیں پہنچاتے۔ یا ویدی میں سے پھر کیوں نہیں زندہ کر لیتے۔ سوال۔ جب یگیہ کرتے ہیں۔ تو ویدوں کے منتر پڑھتے ہیں۔ جو ویدوں میں نہ ہوتے۔ تو کہاں سے پڑھتے؟

وید میں حیوانوں کی قربانی

جواب۔ منتر کسی کو کہیں پڑھنے سے نہیں روکتا۔ کیونکہ وہ ایک لفظ ہے۔ لیکن ان کے معنے ایسے نہیں ہیں۔ کہ حیوان کو مار کر ہوم کرنا جیسے "اگنیے سواہا" اس قسم کے منتروں کے معنی یہ ہیں۔ کہ آگ میں سامگری یعنی طاقت دینے والی گھی وغیرہ اچھی چیزوں کے ہوم کرنے سے ہوا، بارش، پانی پاکیزہ ہو کر دنیا کو راحت پہنچاتے ہیں۔ لیکن ان سچے معانی کو وہ جاہل نہیں سمجھتے تھے۔ کیونکہ جو خود غرضی کے خیال والے ہوتے ہیں۔ وہ سوائے اپنی غرض پوری کرنے کے دوسری بات کچھ بھی نہیں جانتے۔ اور نہیں مانتے۔

وام مارگ نے بدھ مت کی ضرورت قائم کی

اور جب ان پوپوں کی ایسی بد کرداریاں دیکھیں۔ اور قدیم مردے کا ترپن شرادھ وغیرہ دیکھا۔ تو ایک سخت خوفناک وید شاستروں کی مذمت کرنے والا بودھ یا جین مت رائج ہوا۔

بدھ مت کا آغاز

سنتے ہیں۔ کہ اسی ملک میں گورکھپور کا ایک راجہ تھا۔ اس سے پوپوں نے یگیہ کرایا۔ اس کی پیاری رانی کا سماگم گھوڑے کے ساتھ کرایا۔ جس سے وہ مر گئی۔ اس پر وہ بعد ازاں دنیا چھوڑ کر اپنے لڑکے کو سلطنت سونپ اور سادھو ہو کر پوپوں کی قلعی کھولنے لگا۔ اس کی شاخ کے طور پر چارواک اور آبھانک مت بھی ہوا تھا۔ انہوں نے اس قسم کے شلوک بنائے ہیں۔

पशुश्चेन्निहतः स्वर्गं ज्योतिष्टोमे गमिष्यति ।
स्वपिता यजमानेन तत्र कस्मान्न हिंस्यते ॥
मृतानामपि जन्तूनां श्राद्धं चेत्तृप्तिकारणम् ।
गच्छतामिह जन्तूनां व्यर्थं पाथेयकल्पनम् ॥

جو حیوان مار کر آگ میں ہوم کرنے سے حیوان سورگ کو جاتا ہے۔ تو یجمان اپنے باپ وغیرہ کو مار کر سورگ میں کیوں نہیں بھیجتے۔ جو مرے ہوئے انسانوں کی سیری کے لئے شرادھ اور ترپن ہوتا ہے۔ تو غیر ملک میں جانے والے راستے کا خرچ کھانے پینے کے لئے باندھ دینا فضول ہے۔ کیونکہ جب مرے ہوئے کو شرادھ ترپن سے ان جل پہنچتا ہے۔ تو جیتے ہوئے غیر ملک میں رہنے والے یا راستے میں چلنے والوں کو گھر میں خوراک بتی تھالی برتن میں

ڈال کر ٹا بھر ان کے نام پر لکھنے سے کیوں نہیں پہنچتی۔ جو جیتے ہوئے دور ملک یا دس ہاتھ پر بیٹھے ہوئے کو دیا ہُوا نہیں پہنچتا۔ تو مرے ہوئے کے پاس کس طرح پہنچ سکتا ہے؟

جَین مت اور بُت پرستی کا آغاز

لوگ ان کی ایسی مدلّل ہدایتوں کو ماننے لگے۔ اور ان کا مت بڑھنے لگا۔ جب بہت سے راجہ جاگیر دار ان کے مت میں ہوئے۔ تب پوپ جی بھی اُن کی طرف جھکے۔ کیونکہ ان کو جدھر مال اچھا ملا۔ وہیں چلے گئے۔ اور جَین بننے لگے۔ جینیوں میں بھی اور طرح کی پوپ لیلا بہت ہے۔ وہ بارھویں باب میں لکھیں گے بہت لوگوں نے ان کا مت قبول کیا۔ لیکن وہ لوگ جو پہاڑ۔ کاشی، قنوج، مغربی، جنوبی ملک والے تھے۔ انہوں نے جینیوں کا مت قبول نہیں کیا تھا۔ وہ جینی وید کے معنے نہ جان کر بیرونی پوپ لیلا کی بنیا پر غلطی (کم علمی) سے ویدوں پر مان کر ویدوں کی بھی مذمت کرنے لگے۔ اس کے پڑھنے پڑھانے، یگیوپویت (زنار بندی) اور برہمچریہ کے اصولوں کو بھی تباہ کیا۔ جہاں جتنی کتابیں وید وغیرہ کی پائیں۔ اُن کو تلف کیا۔ آریوں پر بہت سا حکومت کا زور بھی چلایا۔ اور تکلیف دی۔ جب ان کو خوف اور خطرہ نہ رہا۔ تب اپنے مت والے گرہستی اور سادھوؤں کی عزت اور وید کے پیروؤں کی بے عزتی کرنے اور طرفداری سے سزا بھی دینے لگے۔ اور خود عیش و آرام اور غرور میں پھول کر پھرنے لگے۔ رشبھ دیو سے لے کر مہاویر تک اپنے تیرتھنکروں کے بڑے بڑے بُت بنا کر پرستش کرنے لگے یعنی پاشان وغیرہ مورتی پوجا کی بنیاد جینیوں سے پھیلی۔ پرمیشور کا ماننا کم ہوا۔ پتھر وغیرہ مورتی پوجا میں مصروف ہوئے۔ ایسی تین سو برس تک آریہ ورت میں جینیوں کی سلطنت رہی۔ بہت لوگ وید کے علم وغیرہ سے ناواقف ہو گئے تھے اس بات کو تقریباً ۲½ اڑھائی ہزار برس گذر گئے ہوں گے۔

شنکر آچاریہ کا ظہور

بائیس سو برس ہوئے۔ کہ ایک شنکر آچاریہ دراوڑ ملک میں پیدا شدہ براہمن برہمچریہ سے ویاکرن وغیرہ سب شاستروں کو پڑھ کر سوچنے لگے۔ کہ آہ! سچے اور آستک (پرمیشور کو ماننے والے) وید مت کا چھوٹنا۔ اور جین، پرمیشور کے نہ ماننے والے مت کا رائج ہونا بڑے نقصان کی بات ہے۔ اس کو کسی طرح رفع کرنا چاہیئے۔ شنکر آچاریہ جی شاستر کے علاوہ جَین مت کی کتابوں کو بھی پڑھتے تھے۔ اور ان کی دلیل بھی بہت مضبوط تھی۔ انہوں نے سوچا۔ کہ ان کو کس طرح ہٹائیں۔ یقین ہوا کہ اُپدیش (وعظ) اور مباحثہ کرنے سے یہ لوگ ہٹیں گے۔ ایسا سوچ کر اجین شہر میں آئے۔ وہاں اُس وقت سودھنوا راجہ تھا۔ جو جینیوں کی کتابیں اور کچھ سنسکرت بھی پڑھا تھا۔ وہاں جا کر وید کا اُپدیش کرنے لگے اور راجہ سے مل کر کہا۔ کہ آپ سنسکرت اور جینیوں کی بھی کتابیں پڑھے ہو۔ اور جَین مت کو مانتے ہو۔ اس لئے میں آپ سے کہتا ہوں۔ کہ جینیوں کے پنڈتوں کے ساتھ میرا مباحثہ کرائیے۔ اس شرط پر کہ جو ہارے وہ جیتنے والے کا مذہب اختیار کرے۔ اور آپ بھی جیتنے والے کا مذہب قبول کیجئے گا۔ اگرچہ سودھنوا راجہ جَین مت میں تھا۔ تو بھی سنسکرت کی کتابیں پڑھنے سے اس کی عقل میں کچھ علم کی روشنی تھی۔ اس لئے اس کے دل میں پرلے درجے کی سمجھ سکنے کی ناقابلیت نہیں چھائی تھی۔ کیونکہ جو عالم ہوتا ہے۔ وہ سچ اور جھوٹ کی آزمائش کر کے سچ کو قبول اور جھوٹ

کو چھوڑ دیتا ہے

جب تک سدھنوا راجہ کو بڑا عالم اُپدیشک (واعظ) نہیں ملا تھا۔ تب تک شک میں تھے کہ ان میں سے کونسا سچا اور کونسا جھوٹا ہے جب شنکر آچاریہ کی یہ بات سُنی۔ تو خوشی کے ساتھ بولے۔ کہ ہم شاستراتھ کراکر سچ جھوٹ کا فیصلہ ضرور کرائیں گے جینیوں کے پنڈتوں کو دور دور سے بلا کر سبھا کرائی۔ اس میں شنکر آچاریہ کا ویدمت اور جینیوں کا ویدمت کے برخلاف مت تھا یعنی شنکر آچاریہ کا پکش (دعویٰ) ویدمت کی تائید اور جینیوں کی تردید اور جینیوں کا پکش اپنے مت کی تائید اور وید کی تردید تھا۔ مباحثہ کئی روز ہوا جینیوں کا مت یہ تھا۔ کہ جگت بنانے والا ازلی پرمیشور کوئی نہیں۔ یہ دُنیا اور جیو آتما ازلی ہیں۔ ان دونوں کی پیدائش اور تباہی کبھی نہیں ہوتی۔ اس کے برخلاف شنکر آچاریہ کا مت تھا۔ کہ ازلی سدھ پرماتما ہی دنیا کا بنانے والا ہے۔ یہ دنیا اور جیو جھوٹا ہے۔ کیونکہ اس پرمیشور نے اپنی مایا سے دُنیا بنائی۔ وہی پرورش اور فنا کرنے والا ہے۔ اور یہ جیو اور کائنات خواب کی مانند ہے۔ پرمیشور خود ہی سب جگت روپ (اشکال عالم) ہو کر لیلا (کھیل) کر رہا ہے۔ بہت دنوں تک مباحثہ ہوتا رہا۔ لیکن آخر میں دلیل اور حوالے سے جینیوں کا مت شکست یاب اور شنکر آچاریہ کا مت فتح یاب رہا۔ تب ان جینیوں کے پنڈت اور سدھنوا راجہ نے وید مت کو قبول کر لیا اور جین مت کو چھوڑ دیا۔ پھر بڑا شور و شر ہوا۔ اور سدھنوا راجہ نے دیگر اپنے دوست اور آشنا راجاؤں کو لکھ کر شنکر آچاریہ سے مباحثہ کرایا جینیوں کی شکست کا زمانہ آپہنچا تھا شکست کھاتے گئے۔ بعد ازاں شنکر آچاریہ کے آریہ ورت ملک میں سب جگہ گھومنے کا انتظام سدھنوا وغیرہ راجاؤں نے کرا دیا اور ان کی حفاظت کے لئے نوکر چاکر بھی لگا دیئے۔ اسی وقت سے سب کے یگیوپویت ہونے لگے اور ویدوں کی درس و تدریس (پڑھنا پڑھانا) کے رواج پکڑا دس سال کے اندر سارے آریہ ورت ملک میں گھوم کر جینیوں کی تردید اور ویدوں کی تائید کی۔

شنکر آچاریہ کے وقت میں جین ودھونس (برباد) یعنی اب جتنے بت جینیوں کے نکلتے ہیں وہ شنکر آچاریہ کے وقت میں ٹوٹے ہیں۔ جو بغیر ٹوٹے نکلتے ہیں۔ وہ جینیوں نے زمین میں گاڑ دیئے تھے۔ کہ ٹوٹے نہ جائیں۔ وہ اب تک کہیں کہیں زمین میں سے نکلتے ہیں شنکر آچاریہ کے پہلے شیو مت بھی تھوڑا سا رائج تھا۔ اس نے اس کی اور وام مارگ کی بھی تردید کی۔ اس وقت اس ملک میں دولت بہت تھی۔ اور لوگوں کے دلوں میں بھی ملکی ہمدردی کا خیال تھا جینیوں کے مندر شنکر آچاریہ اور سدھنوا راجہ نے نہیں تُڑوائے تھے کیونکہ ان کا ان میں وید وغیرہ کی پاٹھ شالائیں بنانے کا ارادہ تھا جب وید مت کو قائم کر چکے اور علم پھیلانے کا خیال کرتے ہی تھے۔ کہ اتنے میں دو جینیوں نے جو باہر سے بنائے نام وید مت کے معتقد اور اندر سے پکے جینی یعنی کپٹ منی تھے۔ اور شنکر آچاریہ جن پر بہت خوش تھے موقعہ پا کر ان کو ایسی زہریلی چیز کھلا دی۔ کہ ان کی بھوک کم ہو گئی۔ بعد ازاں جسم پر پھوڑے پھنسی ہو کر چھ مہینے کے اندر مر گئے۔ تب سب کا جوش ٹھنڈا ہو گیا۔ اور جو علم کی اشاعت ہونے والی تھی۔ وہ بھی نہ ہونے پائی جو انہوں نے شاریرک بھاشیہ وغیرہ بنائے تھے۔ ان کی اشاعت شنکر آچاریہ کے شاگرد کرنے لگے یعنی جو

جینیوں کی تردید کے لئے "برہم برحق" عالم فانی اور جیو روح) برہم کا ایک ہونا بیان کیا تھا۔ اس کا وعظ کرنے لگے جنوب میں شرنگیری مشرق میں گووردھن شمال میں جوشی اور دوارکا میں شاردا مٹھ بنا کر شنکر آچاریہ کے شاگرد مہنت بن اور دولتمند ہو کر موج کرنے لگے۔ کیونکہ شنکر آچاریہ کے پیچھے ان کے چیلوں کی بڑی عزت ہونے لگ گئی تھی۔

اب اس میں غور کرنا چاہیئے۔ کہ اگر جیو (روح) برہم (خدا) کی یکتائی اور دنیا کا جھوٹا ہونا شنکر آچاریہ کا ذاتی اعتقاد تھا۔ تو عمدہ اعتقاد نہیں۔ اگر جینیوں کی تردید کے لئے اس اعتقاد کو بطور دلیل اختیار کیا ہو۔ تو کچھ اچھا ہے۔ نوین ویدانتیوں کا اعتقاد حسب ذیل ہے:۔

نوین ویدانتیوں کی تردید

سوال دنیا مثل خواب ہے (یا جیسے) رسی میں سانپ صدف (سیپ) میں چاندی سراب میں پانی فرضی دنیا اور اندرجال کی طرح یہ دنیا جھوٹی ہے۔ ایک برہم ہی سچا ہے۔ سدھانتی۔ تم جھوٹا کس کو کہتے ہو؟ نوین ویدانتی جس کا وجود نہ ہو اور معلوم ہوئے۔ سدھانتی جس کا وجود ہی نہیں۔ اس کا علم کیسے ہو سکتا ہے؟ نوین ویدانتی۔ ادھیاروپ سے۔ سدھانتی ادھیاروپ کس کو کہتے ہیں؟

وستونیہ وستو اروپنم ادھیائے

ادھیاروپ اپوادابھیام نشپرپنچ پرپنچتے "

نوین ویدانتی چیز کا کچھ اور ہونا۔ اس میں دوسری چیز کا سمجھا جانا۔ ادھیاس یعنی ادھیاروپ ہے اس کا دور کرنا اپ واد کہلاتا ہے۔ ان دونوں کے ذریعے غیر متغیر برہم میں تغیر پیدا یہ جہان کا ظہور مانا جاتا ہے سدھانتی۔ تم رسی کو وجود اور سانپ کو موہوم سمجھ کر اس غلطی کے دام میں پڑے ہو۔ کیا سانپ وجود نہیں ہے جو اگر کہو۔ کہ رسی میں نہیں۔ تو تو کسی اور جگہ ہے۔ اور اس کا خیال دل میں ہے پس سانپ بھی موہوم نہ رہا۔ اسی طرح ستون میں آدمی۔ صدف میں چاندی وغیرہ کی کیفیت جان لینا۔ اور خواب میں بھی جو اشیاء نظر آتی ہیں۔ وہ کسی اور جگہ ہیں۔ اور ان کا خیال آتما میں بھی ہے۔ اس لئے وہ خواب بھی وجود میں موہوم شے کے تصور کر لینے کی مانند نہیں۔ نوین ویدانتی جو کبھی نہ دیکھا نہ سنا۔ مثلاً اپنا سر کٹتا ہے اور آپ روتا ہے۔ پانی کی دھار اوپر جاری ہے جو کبھی نہیں ہوا تھا۔ وہ دیکھا جاتا ہے۔ وہ امر واقع کیونکر ہو سکتا ہے سدھانتی۔ یہ مثال بھی تمہارے دعوے کو ثابت نہیں کر سکتی۔ کیونکہ بغیر دید شنید کے خیال نہیں پیدا ہوتا خیال کے بغیر یادداشت اور یادداشت کے بغیر اظہار وو یدو نہیں ہوتا۔ جب کسی نے سنا یا دیکھا کہ فلاں شخص کا سر کٹا۔ اور اس کے ماں باپ بھائی وغیرہ کو لڑائی میں سر کٹاتے دیکھا اور فوارے کا پانی اوپر اٹھتے دیکھا۔ یا سنا۔ اس کا خیال اس کی آتما میں ہوتا ہے۔ جب حالت بیداری سے الگ ہو کر دیکھتا ہے۔ تو اس آتما میں وہی اشیاء نظر آتی ہیں۔ جن کو دیکھا یا سنا ہوتا ہے۔ اور جب اپنے ہی میں دیکھتا ہے۔ تب گویا اپنا سر کٹا اور روتا اور اوپر کی طرف جاتی پانی کی دھار نظر آتی ہے۔ یہ بھی وجود میں موہوم کے تصور کی مانند نہیں۔ بلکہ جیسے نقشہ نویس پہلے سے دیکھے سنے یا کئے ہوئے کو آتما سے (گویا)

نکال کر لکھ دیتے ہیں۔ یا عکس لینے والا عکس کو دیکھ کر آئینہ میں شکل کو قائم کر ہو بہو لکھ دیتا ہے۔

ہاں اتنی بات ضرور ہے۔ کہ کبھی کبھی خواب میں سابقہ یاد ہوئی ہوئی چیزوں کا اظہار ہوتا ہے مثلاً اپنے معلوم کو دیکھتا ہے۔ اور جب کبھی بہت مدت کے دیکھے یا سنے ہوئے مگر بھولے ہوئے علم کی یاد آتی ہے۔ تب یاد نہیں رہتا۔ کہ جو میں نے اس وقت دیکھا' سنا یا کیا تھا۔ اسی کو دیکھتا' سنتا یا کرتا ہوں۔ جیسے بیداری میں یاد رکھتا ہے۔ ویسے خواب میں باقاعدہ نہیں ہو سکتا۔ دیکھو۔ پیدائشی اندھے کو رنگ کا خواب نہیں آتا۔ لہٰذا تمہارے ادھیاس اور ادھیارُوپ کی تعریف جھوٹی ہے۔ اور جو (نوین ویدانتی) لوگ ورت وادیعنی رسی میں سانپ وغیرہ کے اظہار کی تمثیل کو برہم میں جہان کے ظاہر ہونے کے بارہ میں دیتے ہیں وہ بھی درست نہیں۔ نوین ویدانتی۔ ادھشٹھان (مسکن) کے بغیر ساکن معلوم نہیں ہوتا۔ جیسے رسی نہ ہو تو سانپ معلوم نہیں ہو سکتا۔ جیسے رسی میں سانپ تینوں زمانوں میں نہیں ہے۔ لیکن تاریکی اور قدرے روشنی کے ملاپ پر اچانک رسی کو دیکھنے سے سانپ کا وہم پیدا ہو کر خوف سے (انسان) کانپتا ہے جب اس کو چراغ وغیرہ سے دیکھ لیتا ہے۔ اسی وقت وہم اور خوف دور ہو جاتا ہے۔ اسی طرح برہم میں جو جہان کا جھوٹا علم ہوتا ہے۔ وہ برہم کے عین علم ہونے پر دور ہو جاتا ہے۔ جس طرح کہ رسی کا علم ہونے پر سانپ کا رفع ہو جاتا ہے۔

سدّھانتی۔ برہم میں جہان کا غلط علم کس کو ہوا؟ نوین ویدانتی۔ جیو کو۔ سدّھانتی۔ جیو کہاں سے ہوا؟ نوین ویدانتی۔ اگیان (لاعلمی) سے۔ سدّھانتی۔ لاعلمی کہاں سے ہوئی؟ اور کہاں رہتی ہے؟ نوین ویدانتی۔ لاعلمی ازلی ہے اور برہم میں رہتی ہے۔ سدّھانتی۔ برہم میں برہم کی لاعلمی ہوئی یا کسی غیر کی۔ اور وہ لاعلمی کس کو ہوئی؟ نوین ویدانتی۔ چدابھاس کو۔ سدّھانتی۔ چدابھاس کی ماہیت کیا ہے؟ نوین ویدانتی۔ برہم۔ برہم کو برہم کی لاعلمی یعنی اپنی ذات کو آپ ہی بھول جانا۔ سدّھانتی۔ اس کے بھولنے کا باعث کیا ہے؟ نوین ویدانتی۔ بے علمی۔ سدّھانتی۔ بے علمی محیطِ کل ہمہ دان کی صفت ہے یا محدود العقل کی؟ نوین ویدانتی۔ محدود العقل کی۔ سدّھانتی۔ اچھا تمہارے اعتقاد میں ماسوائے ایک غیر محدود' ہمہ دان' شعور بالذات کے دوسرا کوئی ذی شعور ہے یا نہیں۔ اور یہ کم علم والا وجود کہاں سے آیا؟ ہاں اگر مانو۔ کہ کم علم والا ذی شعور وجود برہم سے جدا ہے تو ٹھیک ہے۔ نہیں تو جب ایک حصہ میں برہم کو اپنی ذات کی لاعلمی ہو۔ تو سب حصوں میں لاعلمی پھیل جائے۔ جیسے جسم میں پھوڑے کا درد سب جسم کے حصوں کو نکما کر دیتا ہے۔ اسی طرح برہم بھی ایک حصے میں لاعلم اور درد میں مبتلا ہو۔ تو کل برہم بھی لاعلم اور درد محسوس کرنے والا ہو جائے۔ نوین ویدانتی۔ یہ سب اُپادھی (عارضہ) کا وصف ہے برہم کا نہیں۔ سدّھانتی۔ اُپادھی غیر ذی شعور ہے یا شعور والی اور حق ہے یا باطل؟ نوین ویدانتی۔ انروچنیہ (گومگو) یعنی جس کو غیرِ علم والی یا علم والی' سچی یا جھوٹی نہیں کہہ سکتے۔ سدّھانتی۔ یہ تمہارا کہنا

'वदतो व्याघातः' "یعنی اپنے قول کی آپ تردید کرنے کی مانند ہے۔"

کیونکہ کہتے ہو۔ کہ غیرِ علم والی ہے۔ مگر اس کو ذی شعور یا غیر ذی شعور' سچ جھوٹ نہیں کہہ سکتے۔ یہ ایسی بات ہے کہ جیسے سونے میں پیتل ملا ہو۔ اس کا صراف سے امتحان کرایا جائے۔ کہ آیا یہ سونا ہے یا پیتل۔ تو

تب تو یہی کہے گا۔ کہ اس کو ہم نہ سونا مان سکتے ہیں نہ پیتل۔ بلکہ اس میں دونوں دھاتیں ملی ہوئی ہیں نوین ویدانتی دیکھو جس طرح گھٹ آکاش (گھڑے کے اندر موجود آکاش) مٹھ آکاش (مکان کے اندر موجود آکاش) میگھ آکاش (بادلوں کا آکاش) اور مہت آکاش (آکاش عظیم) کی اپادھیاں ہیں یعنی گھڑا گھر اور بادلوں کے ہونے سے آکاش مختلف معلوم ہوتے ہیں۔ درحقیقت مہت آکاش ایک ہی ہے۔ اسی طرح بے علمی کلیت، جزویت اور انتہ کرن کے عارضوں کے باعث لاعلموں کو برہم جدا جدا معلوم ہو رہا ہے۔ درحقیقت ایک ہی ہے۔ دیکھو آگے کے حوالہ میں کیا لکھا ہے:- (کٹھ اپنشد ۵-۹):-

अग्निर्यथैको भुवनं प्रविष्टो रूपं रूपं प्रतिरूपो बभूव ।

एकस्तथा सर्वभूतान्तरात्मा रूपं रूपं प्रतिरूपो बहिश्च ॥

"جس طرح آگ لمبی، چوڑی، چھوٹی، بڑی سب قسم کی شکل والی چیزوں میں محیط ہو کر ویسی ہی شکل میں دکھائی دیتی ہے۔ اور ان سے الگ ہے ویسے ہی محیط کل پرمیشور انتہ کرنوں میں محیط ہو کر انتہ کرن کی شکل والا ہو رہا ہے۔ لیکن ان سے جدا ہے"

سدھانتی۔ یہ بھی تمہارا کہنا فضول ہے۔ کیونکہ جیسے گھڑے، مکان، بادل اور آکاش کو الگ الگ مانتے ہو ویسے ہی علت و معلول والے جہان اور جیو کو برہم سے اور برہم کو ان سے جدا مان لو۔ نوین ویدانتی جس طرح آگ سب میں داخل ہو کر دیکھنے میں اس شکل کی نظر آتی ہے۔ اسی طرح پرمیشور بے جان اور جیو میں محیط ہو کر شکل والا یعنی کم علم والوں کو صورت والا نظر آتا ہے۔ درحقیقت برہم نہ بے جان اور نہ جیو ہے جیسے پانی کے ہزار برتن رکھے ہوں۔ ان میں سورج کے ہزار عکس نظر آتے ہیں۔ مگر اصل میں سورج ایک ہی ہے ان برتنوں کے ٹوٹنے یا پانی کے بہنے یا پھیلنے سے سورج نہ ٹوٹتا، نہ چلتا اور نہ پھیلتا ہے۔ اسی طرح انتہ کرن میں برہم کا عکس جس کو چدابھاس کہتے ہیں پڑا ہے جب تک انتہ کرن ہے تب ہی تک جیو ہے جب انتہ کرن گیان (علم) کے ذریعہ نہ رہا۔ تب جیو برہم سروپ ہے۔ اس چدابھاس کو اپنے برہم سروپ کی لاعلمی رہتی ہے یعنی اپنے آپ کو فاعل بھوگنے والا، سکھی دکھی، گنہگار، نیکوکار اور جینے مرنے کو اپنے پر لاحق کرتا ہے تب ہی تک دنیا کی بندشوں سے رہائی نہیں پاتا۔ سدھانتی۔ یہ مثال تمہاری فضول ہے۔ کیونکہ سورج شکل والا اور پانی کے برتن بھی شکل والے ہیں۔ سورج پانی کے برتنوں سے جدا اور پانی کے برتن بھی سورج سے جدا ہیں تب ہی عکس پڑتا ہے۔ اگر بے شکل ہو تے۔ تو ان کا عکس کبھی نہ ہو سکتا۔ اور جیسے پرمیشور کے بے شکل موجود کل آکاش کی مانند ہر جگہ موجود ہونے کی وجہ سے برہم سے کوئی شے یا کسی شے سے برہم جدا نہیں ہو سکتا۔ اور ویاپیہ (محاط) ویاپک (محیط کل) کے تعلق کے باعث ایک بھی نہیں ہو سکتے یعنی "انویہ ویتی" ایک بھاؤ (لازم ملزوم) ہستی اور جدا گانہ ذات کے لحاظ سے دیکھنے کے باعث محاط اور محیط ملے ہوئے اور ہمیشہ جدا رہتے ہیں۔ اگر ایک ہوں۔ تو ان میں محاط اور محیط ہونے کا تعلق کبھی عائد نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی برہدارنیک کے انتریامی براہمن میں صاف طور سے لکھا ہے۔ اور برہم کا عکس بھی نہیں پڑ سکتا۔ کیونکہ بغیر شکل کے عکس کا ہونا ناممکن ہے۔ اور اگر انتہ کرن کے عارضہ کے باعث برہم کو جیو مانتے ہو سو تمہاری یہ بات بچپن کی

مانند ہے۔ کیونکہ انتہ کرن تو تبدیلی پذیر اور جدا جدا ہیں۔ اور برہم غیر متغیر اور حصوں میں نہ بٹنے والا ہے اگر تم برہم اور جیو کو جدا جدا نہ مانو۔ تو اس کا جواب دو۔ کہ کیا جہاں جہاں انتہ کرن جائے گا۔ وہاں وہاں کے برہم اگیانی اور جس جگہ کو انتہ کرن چھوڑے گا وہاں وہاں کے برہم کو گیانی کر دے گا جس طرح چھاتہ روشنی میں جہاں جہاں جاتا ہے۔ وہاں وہاں روشنی کو ڈھانپ لیتا ہے۔ اور جہاں سے ہٹتا ہے وہاں وہاں روشنی سے پردہ اٹھا دیتا ہے۔ ویسے ہی انتہ کرن برہم کو ہر ایک لمحہ میں گیانی اگیانی، مقید اور آزاد کرتا جائے گا۔ اکھنڈ (ناقابل تقسیم) برہم کے ایک حصہ کے پردہ کا اثر سب جگہ ہونے سے سب برہم اگیانی ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ ذی شعور ہے۔ اور متھرا میں جس انتہ کرن والے برہم نے جو چیز دیکھی۔ اس کی یاد کاشی میں موجود کسی انتہ کرن والے سے نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ایک کے دیکھے شے کی یاد دوسرے کو نہیں ہو سکتی۔ جس چدا بھاس برہم کے عکس نے متھرا میں دیکھا تھا۔ وہ چدا بھاس برہم کا عکس کاشی میں نہیں رہتا۔ کیونکہ جو متھرا والے انتہ کرن میں ظاہر ہوتا ہے وہ کاشی والا برہم نہیں ہوتا۔

"انیہ درشٹ میونہ سمرتیتی نیایات"

اگر برہم ہی جیو ہے۔ اور الگ نہیں۔ تو جیو کو ہمہ دان ہونا چاہیئے۔ اگر برہم کا عکس جدا ہے تو پرتیابھگیا یعنی پہلے دیکھے سنے کا علم کسی کو نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر کہو۔ کہ برہم ایک ہے۔ اس لئے یاد رہتا ہے تو ایک مقام پر لاعلمی یا دنہ رہنے سے کل برہم کو لاعلمی یا درد ہونا چاہیئے۔ اور ایسی ایسی مثالوں سے قدیم، پاک، علیم آزاد فطرت والے برہم کو تم نے ناپاک، لاعلم اور مقید وغیرہ عیوب والا اور جس کے حصے نہیں ہو سکتے اس کو حصوں والا کر دیا۔ نوین ویدانتی۔ بے شکل کا بھی عکس پڑتا ہے۔ مثلاً آئینہ یا پانی وغیرہ میں آکاش کا عکس پڑتا ہے۔ وہ نیلے رنگ کا یا کسی اور طرح کا گہرا دکھائی دیتا ہے۔ اسی طرح برہم کا بھی سب انتہ کرن میں عکس پڑتا ہے۔ سدھانتی۔ جب آکاش کی کوئی شکل ہی نہیں ہے۔ تو اس کو آنکھ سے کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا جو چیز دکھائی ہی نہیں دیتی۔ وہ آئینہ اور پانی وغیرہ میں کس طرح دکھائی دے گی۔ گہری یا لطیف شکل والی چیز دکھائی دیتی ہے۔ بے شکل نہیں۔ نوین ویدانتی۔ تو پھر یہ جو اوپر نیلا سا دکھائی دیتا ہے اور جو آئینہ میں نظر آتا ہے وہ کیا شے ہے؟ سدھانتی۔ وہ زمین سے اڑ کر گئے ہوئے آب و خاک اور آتش کے ذرات ہیں۔ جن سے کہ بارش ہوتی ہے۔ اگر وہاں پانی نہ ہو۔ تو بارش کہاں سے ہو۔ اس لئے جو دور دور خیمہ کی مانند نظر آتا ہے وہ پانی کا حلقہ ہے۔ جیسے کہر دور سے دھندلا اور نزدیک سے لطیف اور خیمہ کی مانند نظر آتا ہے۔ ویسے ہی آکاش میں پانی نظر آتا ہے۔ نوین ویدانتی۔ کیا ہماری رسی۔ سانپ اور خواب وغیرہ کی مثالیں غلط ہیں؟ سدھانتی۔ نہیں۔ بلکہ تمہاری سمجھ الٹی ہے جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں بھلا یہ تو بتاؤ کہ پہلے اگیان کس کو ہوتا ہے؟ نوین ویدانتی۔ برہم کو سدھانتی۔ برہم محدود العقل ہے یا ہمہ دان؟ نوین ویدانتی۔ نہ ہمہ دان نہ محدود العقل۔ کیونکہ ہمہ دانی اور کمتر دانی عارضہ والے میں ہوتی ہے سدھانتی۔ اپادھی (عارضہ) والا کون ہے؟ نوین ویدانتی برہم! سدھانتی۔ تو برہم ہی ہمہ دان اور محدود العقل ہوا۔ پھر تم نے ہمہ دان اور محدود العقل کی تردید کیوں کی تھی۔ اگر کہو۔ کہ

عارضی فرضی یعنی جھوٹا ہے۔ تو کلپنا یعنی فرض کرنے والا کون ہے؟ نوین ویدانتی۔ جیو برہم ہے یا کچھ اور؟ سدھانتی۔ کچھ اور ہے۔ کیونکہ اگر برہم سروپ ہو۔ تو جس نے جھوٹا خیال کیا۔ وہ برہم ہی نہیں ہو سکتا۔ جس کا خیال جھوٹا ہے وہ سچا کب ہو سکتا ہے۔ نوین ویدانتی۔ ہم راستی اور دروغ ہر دو یا ہر دو کی تمیز کو جھوٹ خیال کرتے ہیں اور زبان سے بولنا بھی جھوٹ ہے۔ سدھانتی۔ جب تم جھوٹ کہنے اور ماننے والے ہو۔ تو جھوٹے کیوں نہیں؟ نوین ویدانتی۔ کچھ ہی ہو جھوٹ اور سچ ہماری ہی گھڑنت ہے اور ہم دونوں کے شاہد اور مسکن ہیں۔ سدھانتی۔ جب تم سچ اور جھوٹ کے مسکن ٹھہرے۔ تو ساہوکار اور چور کی مانند تم ہی ہوئے۔ لہٰذا تم قابل اعتبار بھی نہیں رہے۔ کیونکہ معتبر وہ ہوتا ہے۔ جو سچ مانے، سچ بولے، اور سچ ہی کرے نہ جھوٹ مانے، نہ جھوٹ بولے، اور نہ جھوٹ کرے۔ جب تم اپنی بات کو آپ ہی جھوٹ کہتے ہو۔ تو تم خود جھوٹے بنتے ہو۔ نوین ویدانتی۔ انادی مایا کو جو کہ برہم کے سہارے رہ کر برہم پر ہی پردہ ڈالتی ہے اس کو مانتے ہو یا نہیں؟ سدھانتی۔ نہیں۔ کیونکہ تم مایا کے معنے ایسے کرتے ہو۔ کہ جو شے نہ ہو۔ لیکن معلوم ہوتی ہو۔ اس بات کو وہ شخص مان سکتا ہے۔ کہ جس کے دل کی آنکھ پھوٹ گئی ہو۔ کیونکہ جس کا وجود ہے ہی نہیں۔ اس کا معلوم ہونا بالکل ناممکن ہے۔ مثلاً بانجھ کے لڑکے کا عکس کبھی نہیں ہو سکتا۔ اور یہ بات "'सन्मूलाः सोम्येमाः प्रजाः'": چھاندوگیہ اپنشد کے ان اقوال کے خلاف کہتے ہو۔ نوین ویدانتی۔ کیا تم وششٹھ، شنکر آچاریہ۔ وغیرہ سے لے کر نشچل داس تک جو تم سے بڑھ کر پنڈت ہوئے ہیں۔ اور جو انہوں نے لکھا ہے۔ کیا تم اس کی تردید کرتے ہو؟ ہم کو تو وششٹھ، شنکر آچاریہ اور نشچل داس وغیرہ بڑھیا معلوم ہوتے ہیں۔ سدھانتی۔ تم بھی عالم ہو یا بے علم؟ نوین ویدانتی۔ ہم بھی قدرے عالم ہیں۔ سدھانتی۔ اچھا تو وششٹھ، شنکر آچاریہ اور نشچل داس کے دعوے کو ہمارے سامنے ثابت کرو۔ ہم تردید کرتے ہیں جس کا دعویٰ ثابت ہو جاتے وہی بڑا ہے۔ اگر ان کی اور تمہاری بات ناقابل تردید ہوتی۔ تو تم ان کے دلائل سے ہماری بات کی تردید کیوں نہ کر سکتے۔ اگر یہ کر سکو۔ تو تمہاری اور ان کی بات قابل تسلیم ہو جائے اغلب ہے کہ شنکر آچاریہ وغیرہ نے تو جینیوں کے مت کی تردید کرنے کے لئے یہ اصول بطور دلیل کے اختیار کیا ہو۔ کیونکہ ملک اور زمانہ ضرورت کے مطابق اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے بہت سے اپنا خاص مقصد رکھنے والے عالم اپنی آتما کے علم کے برخلاف بھی کر لیتے ہیں۔ اور اگر ان باتوں کو یعنی جیو ایشور کا ایک ہونا۔ جہان کا جھوٹا ہونا وغیرہ سچ نہیں مانتے تھے۔ تو ان کی بات سچی نہیں ہو سکتی۔ نشچل داس کی لیاقت دیکھئے:۔

'जीवो ब्रह्माऽभिन्नश्चेतनत्वात्'

یہ انہوں نے "ورتی پربھاکر" میں جیو اور برہم کے ایک ہونے پر یہ دلیل دی ہے۔ کہ چیتن (ذی شعور) ہونے کے سبب جیو برہم سے جدا نہیں"۔ یہ نہایت کم سمجھ آدمی کی بات کی مانند ہے۔ کیونکہ چند اوصاف کے ملنے سے ایک چیز دوسری جیسی نہیں ہو جاتی تخصیص تو تفریق کا باعث ہوتی ہے۔ مثلاً کوئی کہے:۔

'पृथिवी जलाऽभिन्ना जडत्वात्'"

کہ "زمین اور پانی بے جان ہیں۔ اس لئے ایک ہیں"۔ تو جیسے یہ بات درست نہیں ہو سکتی ویسے نشچل داس

کی بھی یہ تعریف فضول ہے۔ کیونکہ کم علمی اور غلطی کرنا وغیرہ جیو کی صفات ہیں۔ ہمہ جو۔ کُل ہمہ دان اور غلطی سے پاک ہونا وغیرہ برہم کی صفات ہیں۔ اس لئے برہم اور جیو الگ الگ ہیں۔ مثلاً بو محسوس ہونا وغیرہ خاک کی صفات، ذائقہ اور چکنا پن وغیرہ سے جو کہ پانی کی صفات ہیں برخلاف ہے۔ اس لئے خاک اور آب بھی ایک نہیں ہو سکتے۔

اسی طرح جیو اور برہم میں تخصیص ہونے سے جیو اور برہم نہ کبھی ایک تھے نہ ہیں اور نہ کبھی ہوں گے۔ اتنی بات سے ہی اندازہ لگا لیجئے گا۔ کہ پنچشل داس میں کتنی لیاقت تھی۔ جس نے یوگ وششٹھ بنایا ہے۔ وہ کوئی نیا ویدانتی تھا۔ والمیک وششٹھ اور رامچندر جی کا تصنیف یا بیان کردہ نہیں ہے۔ کیونکہ وہ سب وید کے پیرو تھے۔ وید کے خلاف نہ بنا سکتے تھے۔ اور نہ کچھ کہہ سن سکتے تھے۔

ویاس جی بھی جیو برہم کو جدا مانتے ہیں

سوال۔ ویاس جی نے جو شاریرک سوتر بنائے ہیں۔ ان میں بھی جیو برہم کا ایک ہونا پایا جاتا ہے۔

सम्पाद्याऽऽविर्भावः स्वेन शब्दात् ॥१॥
ब्राह्मेण जैमिनिरुपन्यासादिभ्यः ॥२॥
चितितन्मात्रेण तदात्मकत्वादित्यौडुलोमिः ॥३॥
एवमप्युपन्यासात् पूर्वभावादविरोधं बादरायणः ॥४॥
अत एव चानन्याधिपतिः ॥५॥

(ویدانت ۴-۴-۱-۵-۶-۷)

"جو اپنی اصلی ذات کو حاصل ہو کر ظاہر کرتا ہے۔ جو کہ پہلے برہم سروپ تھا۔ کیونکہ لفظ اسوہ سے اپنی ہستی ذات سمجھی جاتی ہے۔" ١ "अयमात्मा अपहतपाप्मा" ,,

"اس قسم کے بیانات اور جلال حاصل کرنے کی وجوہات سے جیو برہم سروپ سے قائم ہوتا ہے۔ ایسا جیمنی آچاریہ کا مت ہے۔" ٢

"اور اوڈولومی آچاریہ یہ ہدایت کرتے ہیں کہ اس بیان کی بنا پر کہ جیو آتما کی ذات وہ برہم ہی ہے یہ مانتا ہے۔ کہ مکتی کی حالت میں جیو صرف چیتن روپ ہو کر رہتا ہے۔" ٣

"ویاس جی انہی مذکورہ بالا بیانات وغیرہ اور جلال حاصل کرنے کی وجوہات سے جیو کے برہم سروپ ہونے میں مطابقت مانتے ہیں۔" ٤

"یوگی جلال پا کر اپنے برہم سروپ کو حاصل کر کے دوسرے مالک سے آزاد ہو جاتا ہے۔ یعنی خود اپنے آپ کا اور سب کا مالک بن کر برہم سروپ ہو کر مکتی میں رہتا ہے۔" ٥

جواب۔ ان سوتروں کے معنے ایسے نہیں۔ بلکہ ان کے سچے معنے یہ ہیں:۔ سنئے!

"جب تک جیو اپنی نج پاک ذات کو حاصل کر کے یعنی سب آلائشوں سے مبرا ہو کر پاک نہیں ہوتا۔ تب تک یوگ سے جلال کو حاصل کر کے اپنے انتریامی برہم کو حاصل کر کے سرور میں قائم نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح جب گناہ وغیرہ سے مبرا ہو کر جلال والا یوگی ہوتا ہے۔ تب ہی برہم کے ساتھ مکتی کے سرور کو بھوگ سکتا ہے۔ ایسا جیمنی آچاریہ کا اعتقاد ہے۔" ٢

"جب بے علمی وغیرہ عیبوں سے مبرا ہو کر پاک محض چیتن ذات سے جیو قائم ہوتا ہے۔ تب ہی برہم سروپ کے ساتھ تعلق کو حاصل کرتے ٢.

"جب برہم کے وصل سے جلال اور پاک علم معرفت کو حاصل کرکے زندگی میں ہی جیو مکت ہوتا ہے۔ تب اپنی پاک اصلی ذات کو حاصل کرکے سرور پاتا ہے۔ ایسا ویاس منی جی کا اعتقاد ہے" ۴

"جب یوگی کا ارادہ سچا ہوتا ہے۔ تب خود پرمیشور کو پاکر مکتی کی راحت کو حاصل کرتا ہے۔ وہاں خود مختار اور آزاد رہتا ہے۔ جیسے دنیا میں کسی کے لئے کوئی ادنے ہوتا ہے۔ ویسا مکتی میں نہیں۔ بلکہ سب مکت جیو ایک سے رہتے ہیں" ۵

اگر ایسا نہ ہو۔ تو

नेतरोनुपपत्तेः ।। भेदव्यपदेशाच्च ।।। विशेषणभेदव्यपदेशाभ्यां च नेतरौ ।।

अस्मिन्नस्य च तद्योगं शास्ति ।। ।।

अन्तस्तद्धर्मोपदेशात् ।।

भेदव्यपदेशाच्चान्यः ।। गुहां प्रविष्टावात्मानौ हि तद्दर्शनात् ।।।।

अनुपपत्तेस्तु न शारीरः ।। ।।

अन्तर्याम्यधिदैवादिषु तद्धर्मव्यपदेशात् ।। ।।

शारीरश्चोभयेऽपि हि भेदेनैनमधीयते ।। ।।

(ویاس جی کرت ویدانت سوتر)

"برہم کے علاوہ دوسرا یعنی جیو دنیا کا بنانے والا نہیں ہے۔ کیونکہ اس محدود طاقت اور کم علم والے جیو پر کائنات کا فاعل ہونا صادق نہیں آسکتا۔ لہٰذا جیو برہم نہیں" ۱

یہ اپنشد کا قول ہے:- "

'रसं ह्येवायं पै लब्ध्वानन्दी भवति'

"اس برہم کو پاکر جیو آنندت ہوتا ہے"۔

"جیو اور برہم جدا جدا ہیں۔ کیونکہ ان دونوں کا فرق بیان کیا ہے۔ جو ایسا نہ ہوتا۔ تو اس یعنی آنند سروپ برہم کو پاکر جیو آنند حاصل کرتا ہے۔ یہ حاصل ہونے والے برہم اور حاصل کرنے والے جیو کا بیان نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جیو اور برہم ایک نہیں" ۲

दिव्यो ह्यमूर्त्तः पुरुषः स बाह्याभ्यन्तरो ह्यजः ।।

अप्राणो ह्यमनाः शुभ्रो ह्यक्षरात्परतः परः ।। ।। (منڈک اپنشد ۲-۱-۲)

"وہ پرمیشور یعنی پاک شکل والا ہونے کی خاصیت سے بھری، سب میں حاضر ناظر، اندر باہر بغیر تفاوت کے محیط ہونے والے 'اج' یعنی پیدائش، موت، جسم اختیار کرنے وغیرہ سے پاک۔ سانس لینے یعنی جسم اور من کے تعلق سے آزاد، تجلّی بالذات وغیرہ پرمیشور کی صفات ہیں۔ اکشر یعنی غیر فانی پرکرتی سے پرے یعنی لطیف جو جیو ہے۔ اس سے بھی پرے برہم یا پرمیشور لطیف تر ہے۔ پرکرتی اور جیو سے برہم کا فرق بتلانے والی وجوہات کے باعث پرکرتی اور جیووں سے برہم جدا ہے" ۳

"اسی موجودگی برہم میں جیو کا یوگ اور جیو میں برہم کا یوگ (میل) بیان کرنے سے جیو اور برہم جدا جدا ہیں

کیونکہ لِنگ (علامت) فاصلہ والی چیزوں کا ہوتا ہے۔" ۴

"اس برہم کے ضابط القلوب وغیرہ اوصاف بیان کیے ہیں۔ اور جیو کے اندر محیط ہونے کی وجہ سے محاط جیو محیط برہم سے الگ ہے۔ کیونکہ محاط اور محیط کل کا تعلق بھی جدا جدا ماننے کی حالت میں بن سکتا ہے۔" ۵

"جیسے پرمیشور ذات میں جیو سے جدا ہے۔ ویسے حواس۔ انتہ کرن۔ پرتھوی وغیرہ بھوت (عناصر) سمت جہات، سمت وغیرہ اور انسانی صفات کے بھوگ کے باعث اور دیوتا کہلانے والے عالموں سے بھی پرمیشور

'गुहां प्रविष्टौ सुकृतस्य लोके'

جدا ہے۔" ۶

اس قسم کے اُپنشدوں کے اقوال سے جیو اور پرمیشور جدا ہیں۔ ایسا ہی اُپنشدوں میں بھی بہت مقامات پر ذکر

'शारीरे भव: शारीर:' "

آیا ہے۔" ۷

"جسم رکھنے والا جیو برہم نہیں ہے۔ کیونکہ برہم کے وصف عمل اور فطرت جیو میں عائد نہیں ہوتے۔" ۸

"سب دیو یعنی من وغیرہ حواس وغیرہ اشیاء پرتھوی وغیرہ بھوت اور سب جیووں میں پرماتما ضابط القلوب ہو کر قائم ہے۔ کیونکہ اسی پرماتما کے موجود کُل ہونا وغیرہ اوصاف سب جگہ اُپنشدوں میں مشہور ہیں۔" ۹ "جسم رکھنے والا جیو برہم نہیں ہے۔ کیونکہ برہم سے جیو کا فرق ذات سے ثابت ہے۔" ۱۰

اس قسم کے شاریرک سوتروں سے بھی ذات سے ہی برہم اور جیو کا فرق ثابت ہے۔ اسی طرح ویدانتیوں کی پیدائش اور قیامت بھی صادق نہیں آسکتی۔ کیونکہ اُپ کرم یعنی شروع برہم سے اور اُپسنگھار یعنی پرلے (فنا) بھی برہم ہی میں کرتے ہیں۔ جب دوسرا کوئی وجود نہیں مانتے۔ تو پیدائش اور فنا بھی برہم کے وصف ہو جاتے ہیں مگر آفرینش اور فنا سے بری برہم کی تشریح وید وغیرہ سچے شاستروں میں کی ہے۔ پرمیشور نوین ویدانتیوں پر خفا ہوگا۔ کیونکہ نروکار، غیر متغیر، پاک، ازلی، غلطی سے مبرا وغیرہ اوصاف والے برہم میں تبدیلی، آفرینش اور لاعلمی وغیرہ کا امکان کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ اور فنا کے ہونے پر بھی برہم حالتِ علت میں مادہ اور جیو برابر قائم رہتے ہیں۔ بس یہ اُپ کرم (آفرینش) اور اُپسنگھار (فنا) کے بارہ میں بھی ان نوین ویدانتیوں کی کہاوت جھوٹی ہے۔ اس قسم کی دیگر بہت سی غلط باتیں ہیں۔ کہ جو شاستر اور پرتیکش وغیرہ پرمانوں کے سراسر خلاف ہیں۔

اس کے بعد جینیوں اور شنکر آچاریہ کے پیروؤں کے اُپدیش کے اثرات آریہ ورت میں پھیلے اور باہمی تردید اور تائید بھی جاری رہی۔ شنکر آچاریہ کے تین سو برس پیچھے اُجین شہر میں وکرم آدتیہ کچھ اقبال مند

وکرماجیت بھرتری بھوج کالیداس

راجہ ہوا جس نے سب راجاؤں کے درمیان پھیلی ہوئی لڑائی کو مٹا کر امن قائم کیا۔ بعد ازاں بھرتری ہری راجہ شاعری وغیرہ شاستروں اور دیگر علوم میں بھی کچھ کچھ فاضل ہوا اس نے تارک الدنیا ہو کر سلطنت کو چھوڑ دیا۔ وکرم آدتیہ کے پانچ سو برس بعد راجہ بھوج ہوا۔ اس نے صرف و نحو اور شاعری استعارہ وغیرہ کی اتنی اشاعت کی۔ کہ اس کے عہدِ سلطنت میں بکریاں چرانے والا کالیداس رگھونش کاویہ کا مصنف ہوا۔ راجہ بھوج کے پاس جو کوئی اچھا شلوک بنا کر لے جاتا تھا۔ اس کو بہت سی دولت دیتے

تھے۔ اور اس کی عزت ہوتی تھی۔ اس کے بعد راجاؤں اور امیروں نے پڑھنا ہی چھوڑ دیا۔

شیومت

اگرچہ شنکر آچاریہ سے پہلے وام مارگیوں کے بعد شیو وغیرہ سمپردائی مت والے بھی ہوئے تھے لیکن ان کا بہت زور نہیں ہوا تھا۔ مہاراجہ وکرم آدتیہ سے لے کر شیووں کا زور بڑھتا گیا۔ شیووں میں پاشوپت وغیرہ بہت سی شاخیں ہوتی تھیں جیسے وام مارگیوں میں دس مہاودیا وغیرہ کی شاخیں ہیں۔ لوگوں نے شنکر آچاریہ کو شیو کا اوتار ٹھہرایا۔ ان کے پیرو سنیاسی بھی شیومت میں شامل ہو گئے۔ اور وام مارگیوں کو بھی ملاتے رہے۔ وام مارگی دیوی کی عبادت کرنے والے ہوئے جو کہ شیوجی کی عورت ہے اور شیو مہادیو کی عبادت کرنے والے ہوئے۔

رُدراکش اور بھسم دھارن کرنے والوں کا بیان

یہ دونوں رُدراکش اور بھسم (خاک) آج تک لگاتے ہیں۔ لیکن جتنے وام مارگی وید کے مخالف ہیں۔ اتنے شیو نہیں ہیں۔

धिक् धिक् कपालं भस्मरुद्राक्षविहीनम् ॥ १ ॥

रुद्राक्षान् कण्ठदेशे दशनपरिमितान्मस्तके विंशती द्वे,
षट् षट् कर्णप्रदेशे करयुगलगतान् द्वादशान्द्वादशैव ।
बाह्वोरिन्दोः कलाभिः पृथगिति गदितमेकमेवं शिखायाम्,
वक्षस्यष्टाऽधिकं यः कलयति शतकं स स्वयं नीलकण्ठः ॥ २ ॥

اس قسم کے کئی طرح کے شلوک ان لوگوں نے بنائے۔ اور کہنے لگے۔ کہ

"جس کے ماتھے پر بھسم اور گلے میں رُدراکش نہیں ہے۔ اس پر لعنت ہے اس کو چانڈال کی مانند ترک کرنا چاہیئے"۔ ۱ "جو گلے میں بتیس، سر میں چالیس، چھ چھ کانوں میں، بارہ بارہ ہاتھوں میں، سولہ سولہ بازؤوں میں، ایک چوٹی میں، ایک سو آٹھ رُدراکش پہنتا ہے۔ وہ نیل کنٹھ مہادیو کی مانند ہے"۔ ۲

ایسا ہی شاکت بھی مانتے ہیں۔ پھر ان وام مارگیوں اور شیووں نے صلاح کر کے بھگ لنگ کو قائم کیا جس کو جلادھاری اور لنگ کہتے ہیں۔ اور اس کی پرستش کرنے لگے۔ ان بے شرموں کو ذرا بھی شرم نہ آئی۔ کہ یہ مکروہ کام ہم کیوں کرتے ہیں۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔ کہ:-

'स्वार्थी दोषं न पश्यति'

"خود غرض لوگ اپنی غرض کو پورا کرنے میں بُرے کاموں کو بھی اچھا سمجھ کر عیب کو نہیں دیکھتے"۔

اسی پاشان وغیرہ مورتی اور بھگ لنگ کی پرستش میں تمام دھرم، ارتھ، کام، موکش وغیرہ سِدّھیاں ماننے لگے۔ راجہ بھوج کے بعد جب جینی لوگ اپنے بت خانوں میں بت قائم کرنے اور ان کے دیدار و زیارت کو آنے جانے لگ گئے۔ تب تو ان پوپوں کے چیلے بھی جینیوں کے بت خانوں میں جانے آنے لگ گئے۔ اور ادھر مغرب میں کچھ دیگر مذاہب اور مسلمان لوگ بھی آریہ ورت میں آنے جانے لگ گئے۔ اس وقت پوپوں نے یہ شلوک بنایا:-

न वदेद्यावनीं भाषां प्राणैः कण्ठगतैरपि ।
हस्तिना ताड्यमानोऽपि न गच्छेज्जैनमन्दिरम् ॥

"چاہے کتنی ہی مصیبت میں مبتلا ہو۔ اور یہ ان کنٹھ گت یعنی موت کا وقت بھی کیوں نہ آیا ہو۔ تو بھی یاونی یعنی ملیچھ بھاشا منہ سے نہ بولے۔ اور چاہے مست ہاتھی مارنے کو کیوں نہ دوڑا ہوا آتا ہو۔ اور جین کے مندر میں جانے سے جان بچتی ہو۔ تو بھی جین مندر میں داخل نہ ہو۔ بلکہ جین مندر میں داخل ہو کر بچنے سے ہاتھی کے سامنے جا کر مر جانا اچھا ہے"

کیسے کیسے اپدیش چیلوں کو کرنے لگے۔ جب ان سے کوئی حوالہ پوچھتا تھا۔ کہ تمہارے مذہب میں کسی ماننے کے قابل کتاب کا حوالہ بھی ہے؟ تو کہتے تھے۔ کہ ہاں! جب وہ پوچھتے تھے کہ دکھلاؤ۔ تب مارکنڈے پران وغیرہ کے

مارکنڈے اور شیو پران

قول پڑھتے اور سناتے تھے۔ جیسے کہ درگا پاٹھ میں دیوی کا ذکر لکھا ہے راجہ بھوج کے عہدِ سلطنت میں کسی نے مارکنڈے اور شیو پران بنا کر ویاس جی کے نام سے شائع کر دیا۔ اس کی خبر راجہ بھوج کو معلوم ہونے پر ان پنڈتوں کے ہاتھ وغیرہ کٹانے کی سزا دی۔ اور ان سے کہا۔ کہ جو کوئی کتب و نظم وغیرہ تصنیف کرے۔ تو اپنے نام سے بنا دے۔ رشی منیوں کے نام سے نہیں۔ یہ بات راجہ بھوج کی بنائی سنجیونی نامی تاریخ میں لکھی ہے۔ کہ جو گوالیار کے "مرج بھنڈ" نامی شہر کے تیواڑی براہمنوں کے گھر میں ہے جس کو لکھونا کے راؤ صاحب اور ان کے گماشتے رامدیال چوبے جی نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے۔ اس میں صاف لکھا ہے۔ کہ ویاس جی نے چار ہزار چار سو اور ان کے شاگردوں نے پانچ ہزار چھ سو شلوک والا یعنی کل دس ہزار شلوکوں کے اندر مہابھارت بنایا تھا۔ وہ مہاراجہ وکرم آدتیہ کے زمانہ میں بیس ہزار شلوک کا ہو گیا۔ مہاراجہ بھوج کہتے ہیں۔ کہ میرے والد صاحب کے زمانہ میں پچیس ہزار اور اب میری آدھی عمر میں تیس ہزار شلوک والی مہابھارت کی کتاب ملتی ہے۔ جو اگر یونہی بڑھتی گئی۔ تو مہابھارت کی کتاب کسی وقت میں اونٹ کا بوجھ ہو جائے گی۔ اور رشی منیوں کے نام سے پران وغیرہ کتابیں بنا دیں گے۔ تو آریہ ورتی لوگ توہمات کے دام میں پڑ کر ویدک دھرم سے گمراہ ہو جائیں گے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ راجہ بھوج کو ویدوں کا کچھ کچھ خیال تھا۔ ان کے بھوج پربندھ میں لکھا ہے:۔

घटचेकया क्रोशदशैकमश्वः सुकृत्रिमो गच्छति चारुगत्या ।
वायुं ददाति व्यजनं सुपुष्कलं विना मनुष्येण चलत्यजस्रम् ।।

زمین اور ہوا میں چلنے والا کل کا گھوڑا

راجہ بھوج کی بادشاہت میں اور اس کے نزدیک ایسے ایسے کاریگر لوگ تھے۔ کہ جنہوں نے گھوڑے کی شکل والی نیتر کلا والی ایک سواری بنائی تھی۔ کہ جو ایک کچی گھڑی میں گیارہ کوس اور ایک گھنٹہ میں ساڑھے ستائیس کوس جاتی تھی۔ وہ زمین اور ہوا میں چلتی تھی۔

ایک عجیب کلا کا پنکھا

اور دوسرا پنکھا ایسا بنایا تھا۔ کہ بغیر انسان کے چلائے کلا نیتر کے زور سے ہمیشہ چلتا رہتا۔ اور کافی ہوا دیتا تھا۔ جو یہ دونوں چیزیں آج تک بنی رہتیں۔ تو یورپین لوگ اتنے مغرور نہ ہو جاتے۔

بت خانوں کی تعمیر

جب پوپ جی اپنے چیلوں کو جینیوں سے روکنے لگے۔ تب بھی وہ مندروں میں جانے سے نہ رک سکے۔ اور جینیوں کی کتھا میں لوگ کافی تعداد میں جانے

لگے جینیوں کے لوپ ان پرانیوں کے پوپوں کے چیلوں کو بہکانے لگے۔ تب پرانیوں نے سوچا۔ کہ اس کی کوئی تدبیر کرنی چاہیئے۔ نہیں تو اپنے چیلے جینی ہو جائیں گے۔ پھر پوپوں نے یہی صلاح کی۔ کہ ان جینیوں کی مانند اپنے بھی اوتار، مندر، مورتی اور کتھا کی کتابیں بناویں۔ ان لوگوں نے جینیوں کے چوبیس تیرتھنکروں کی مانند چوبیس اوتار، مندر اور بت بنائے۔ اور جیسے جینیوں کے آد اور اتر پران وغیرہ ہیں۔ ویسے ہی اٹھارہ پران بنانے شروع کئے۔

وشنو مت کا آغاز

راجہ بھوج کے ڈیڑھ سو برس بعد وشنو مت کا آغاز ہوا۔ ایک شٹھ کوپ نامی کنجر قوم میں پیدا ہوا تھا۔ اس سے یہ تھوڑا سا پھیلا۔ اس کے بعد منی واہن بھنگی خاندان میں پیدا شدہ اور تیسرا یادونا آچاریہ یعنی خاندان میں پیدا شدہ آچاریہ ہوا۔ بعد ازاں براہمن خاندان میں پیدا شدہ چوتھا رامانج ہوا۔ اس نے اپنا مت پھیلایا۔

وشنو پران

شیووں نے شیو پران وغیرہ۔ شاکتوں نے دیوی بھاگوت وغیرہ۔ ویشنووں نے وشنو پران وغیرہ بنائے۔ ان میں اپنا نام اس لئے نہیں رکھا کہ ہمارے نام سے بنیں گے تو کوئی مستند نہ مانے گا۔ اس لئے ویاس وغیرہ رشی منیوں کے نام رکھ کر پران بنائے۔ نام بھی ان کا نوین (نیا) رکھنا چاہیئے تھا لیکن جیسے کوئی مفلس اپنے بیٹے کا نام مہاراجہ اور نئی چیز کا نام قدیمی رکھ دے۔ تو کیا تعجب ہے۔ اب ان کے جیسے باہمی جھگڑے ہیں ویسے ہی پرانوں میں لکھے ہیں۔

دیوی بھاگوت پران کی کہانی کا حال

دیکھو دیوی بھاگوت میں "شری" نامی ایک دیوی عورت جو شری پور کی ملکہ لکھی ہے۔ اس نے سب دنیا کو بنایا۔ اور برہما، وشنو، مہادیو کو بھی اسی نے پیدا کیا جب اس دیوی کی خواہش ہوئی۔ تب اس نے اپنا ہاتھ گھسا۔ اس کے ہاتھ میں ایک آبلہ پیدا ہوا۔ اس میں سے برہما کی پیدائش ہوئی۔ اس کو دیوی نے کہا۔ کہ تو مجھ سے شادی کر۔ برہما نے کہا۔ تو میری ماں ہے۔ میں تجھ سے شادی نہیں کر سکتا۔ ایسا سن کر ماں کو غصہ آیا۔ اور لڑکے کو جلا کر خاک کر دیا۔ اور پھر ہاتھ گھس کر اسی طرح دوسرا لڑکا پیدا کیا۔ اس کا نام وشنو رکھا اس کو بھی اسی طرح کہا۔ اس نے بھی نہ مانا۔ تو اس کو بھی راکھ کر دیا۔ پھر اسی طرح تیسرے لڑکے کو پیدا کیا۔ اس کا نام مہادیو رکھا۔ اور اس سے کہا۔ کہ تو مجھ سے شادی کر۔ مہادیو بولا۔ کہ میں تجھ سے شادی نہیں کر سکتا تو دوسری عورت کا جسم بنالے۔ دیوی نے ویسا ہی کیا۔ تب مہادیو بولا۔ یہ دو جگہ راکھ سی کیسی پڑی ہے دیوی بولی۔ یہ دونوں تیرے بھائی ہیں۔ انہوں نے میرا حکم نہ مانا۔ اس لئے راکھ کر دیئے گئے۔ مہادیو نے کہا میں اکیلا کیا کروں گا۔ ان کو زندہ کر دے۔ اور دو عورتیں اور پیدا کر تینوں کی شادی تینوں سے ہوگی۔ ایسا ہی دیوی نے کیا۔ پھر تینوں کی شادی تینوں سے ہو گئی۔ واہ رے ماں کے ساتھ شادی نہ کی۔ ہمشیرہ سے کر لی۔ کیا اس کو جائز سمجھنا چاہیئے؟ پھر اندر وغیرہ کو پیدا کیا۔ برہما، وشنو، رودر اور اندر کو اس کی پالکی اٹھانے والے کہار بنایا۔ اس قسم کے گپوڑے لمبے چوڑے طبع زاد لکھے ہیں۔ کوئی ان سے پوچھے۔ اس دیوی کا جسم اور اس شری پور کا بنانے والا اور دیوی کے والدین کون تھے؟ اگر کہو۔ کہ دیوی ازلی ہے۔ تو جو ترکیب سے پیدا ہوئی چیز ہے۔ وہ ازلی کبھی نہیں ہو سکتی۔ اگر ماں بیٹے کی شادی کرنے میں ڈر ہے۔ تو بھائی بہن کی شادی میں کونسی اچھی بات

جیسے اس دیوی بھاگوت میں مہادیو، وشنو، اندر و برہما وغیرہ کی حقارت اور دیوی کی عظمت لکھی ہے اسی طرح شیو پران میں دیوی وغیرہ کی بہت حقارت لکھی ہے یعنی یہ سب مہادیو کے غلام اور مہادیو سب کا مالک ہے۔ جو رودراکھش یعنی ایک درخت کے پھل کی گٹھلی اور راکھ لگانے سے مکتی مانتے ہیں۔ تو راکھ میں لوٹنے والے گدھے وغیرہ حیوان اور گھونگھرو کے پہننے والے بھیل کنجر وغیرہ مکتی کیوں نہ پائیں۔ اور سور، کتے، گدھے وغیرہ حیوان راکھ میں لوٹنے والوں کی مکتی کیوں نہیں ہوتی؟ سوال۔ کال اگنی رودر اپنشد میں بھسم لگانے کی ترکیب لکھی ہے۔ وہ کیا جھوٹی ہے؟ "'त्र्यायुषं जमदग्ने०'"

رودراکھش

اور اس قسم کے وید منتروں سے بھی بھسم لگانے کی ترکیب اور پرانوں میں رودر کی آنکھ کے آنسو گرنے سے جو درخت ہوا۔ اسی کا نام "رودراکھش" ہے۔ اسی لئے اس کے پہننے میں ثواب لکھا ہے۔ ایک بھی رودراکھش پہنے۔ تو سب پاپوں سے چھوٹ کر سورگ کو جائے یم راج (ملک الموت) اور نرک (دوزخ) کا ڈر نہ رہے۔ جواب۔ کال اگنی رودر اپنشد کسی "اکھوڑیا" انسان یعنی خاک رمانے والے نے بنائی ہے۔ کیونکہ 'यस्य प्रथमा रेखा सा भूर्लोकः' اس قسم کے قول اس میں فضول ہیں۔ جو ہر روز ہاتھ سے پہلی شکل بنائی جاتی ہے۔ وہ بھولوک یا اس کا مفہوم کیسے ہو سکتی ہے۔ اور جو 'त्र्यायुषं जमदग्नेः' اس قسم کے منتر ہیں وہ راکھ یا ترپنڈر لگانے کے مفہوم نہیں۔ بلکہ 'चक्षुर्वै जमदग्निः' "اے پرمیشور! میری آنکھ کی روشنی تین گنا یعنی تین سو برس تک رہے۔ اور میں بھی ایسے دھرم کے کام کروں۔ کہ جن سے بینائی ضائع نہ ہو"۔

بھلا یہ کتنی بڑی جہالت کی بات ہے۔ کہ آنکھ کے آنسو گرنے سے بھی درخت پیدا ہو سکتا ہے کیا پرمیشور کے قانون قدرت کو کوئی الٹا کر سکتا ہے جیسا جس درخت کا بیج پرمیشور نے بنایا ہے۔ اسی سے وہ درخت پیدا ہو سکتا ہے۔ اور طرح نہیں۔ اس لئے جتنا رودراکھش، بھسم، تلسی، کمل، اکھش، گھاس، چندن وغیرہ کو گلے میں پہننا ہے وہ سب جنگلی وحشی انسانوں کا کام ہے۔ ایسے وام مارگی اور شیو بہت الٹے کام کرنے والے مخالف اور فرائض کے ترک کنندہ ہوتے ہیں۔ ان میں جو کوئی نیک مرد ہے۔ وہ ان باتوں پر اعتقاد نہ رکھ کر اچھے کام کرتا ہے۔ اگر رودراکھش، بھسم رمانے سے یم راج کے دوت (فرشتے) ڈرتے ہیں۔ تو پولیس کے سپاہی بھی ڈرتے ہوں گے۔ جب رودراکھش بھسم رمانے والوں سے کتا، شیر، سانپ، بچھو، مکھی اور مچھر وغیرہ بھی نہیں ڈرتے۔ تو عدل کرنے والے یم راج کے گن (نوکر) کیونکر ڈریں گے۔ سوال۔ وام مارگی اور شیو تو اچھے نہیں۔ لیکن وشنو تو اچھے ہیں۔ جواب۔ وشنو بھی وید ورودھی ہیں یہ وید کے برخلاف چلنے سے ان سے بھی زیادہ برے ہیں۔ سوال:۔ 'नमस्ते रुद्र मन्यवे'। 'वैष्णवमसि' 'वामनाय च' 'गणानां त्वा गणपतिं हवामहे' 'भगवती भूयाः' 'सूर्य आत्मा जगतस्तस्थुषश्च' اس قسم کے وید کے حوالوں سے شیو وغیرہ مت ثابت ہوتے ہیں پھر کیوں رد کرتے ہو؟ جواب۔ ان

وشنو شیو آدی مت وید سے سدھ نہیں ہوتے

قولوں سے شیو وغیرہ سمپردائے ثابت نہیں ہوتے۔ کیونکہ

"(رُدّر) پرمیشور پران وغیرہ ہوا اُدرو' آگ وغیرہ کا نام ہے غصّہ کے کرنے والے رُدّر یعنی بدوں کو رُلانے والے پرمیشور کو سر جھکانا۔ پہلی اور مدہ کی حرارت کو خوراک دینا (اس کا مطلب ہے)"۔

"جو منگل کاری سب دُنیا کی پوری بہتری کرنے والا ہے۔ اُس پرمیشور کو سر جھکانا چاہیئے"۔

शिवस्य परमेश्वरस्यायं भक्तः शैवः । विष्णोः परमात्मनोऽयं भक्तो वैष्णवः । गणपतेः सकलजगत्स्वामिनोऽयं सेवको गाणपतः । भगवत्या भवान्या अयं सेवकः भागवतः । सूर्यस्य चराचरात्मनोऽयं

"شیو یعنی کلیان کرنے والے پرمیشور کے بھگت کا نام شیو ہے۔ وشنو یعنی دیاپک پرماتما کے بھگت کا نام وشنو ہے۔ گنپتی تمام جہانوں کے مالک پرماتما کے سیوک کا نام گانپت ہے وغیرہ وغیرہ"۔

یہ سب رُدّر، شیو، وشنو، گنپتی، سورج وغیرہ پرمیشور کا اور بھگوتی سچائی کے لکھنے والے کلام کا نام ہے اس میں بغیر سمجھے ایسا جھگڑا مچا ہوا ہے۔ جیسے

متوں کے جھگڑے

کسی ایک بیراگی کے دو چیلے تھے۔ وہ روزمرّہ گورو کے پاؤں دبایا کرتے تھے۔ ایک نے دایاں پاؤں اور دُوسرے نے بائیں پاؤں کی خدمت کرنی بانٹ لی تھی۔ ایک روز ایسا ہوا۔ کہ ایک چیلا کہیں بازار سودا لینے کو چلا گیا۔ اور دُوسرا اپنے مخدوم پاؤں کی خدمت کر رہا تھا۔ اِتنے میں گورو جی نے کروٹ بدلی تو اس کے پاؤں پر دوسرے گورو بھائی کا مخدوم پاؤں پڑا۔ اس نے سونٹا پاؤں پر کھینچ مارا۔ گورو نے کہا۔ ارے بدکار تو نے یہ کیا کیا؟ چیلا بولا۔ کہ میرے مخدوم پاؤں کے اوپر یہ پاؤں کیوں آ چڑھا؟ اتنے میں دُوسرا چیلا جو کہ بازار دوکان کو گیا تھا۔ آ پہنچا۔ وہ بھی اپنے مخدوم پاؤں کی خدمت کرنے لگا۔ دیکھا تو پاؤں سوجا پڑا ہے۔ بولا کہ گورو جی! یہ میرے مخدوم پاؤں میں کیا ہوا؟ گورو نے سب ماجرا سُنا دیا۔ وہ بھی بیوقوف تھا۔ نہ بولا نہ چالا چپ چاپ سونٹا اُٹھا کر بڑے زور سے گورو کے پاؤں پر دے مارا۔ گورو نے باآواز بلند پکار مچائی۔ تب دونوں چیلے سونٹے لے کر دوڑے۔ اور گورو کے پاؤں کو پیٹنے لگے۔ تب تو بڑا شور و شر مچا۔ اور لوگ سُن کر آئے۔ اور کہنے لگے۔ سادھو جی! کیا ہوا؟ ان میں سے کسی عقلمند آدمی نے سادھو کو چھڑا کر پھر ان بیوقوف چیلوں کو نصیحت کی۔ کہ دیکھو یہ دونوں پاؤں تمہارے گورو کے ہیں ان دونوں کی خدمت کرنے سے اُسی کو آرام ملتا ہے۔ اور تکلیف دینے سے بھی اُسی ایک کو تکلیف ہوتی ہے جیسے ایک گورو کی خدمت کرنے میں چیلوں نے تماشہ کیا۔ اِسی طرح جو ایک لازوال ہستی مطلق، عین علم، عین راحت، غیر محدود پرمیشور کے وشنو، رُدّر وغیرہ کئی نام ہیں۔ ان ناموں کے معنی جیسے کہ باب اوّل میں ظاہر کر آئے ہیں۔ (جاننے چاہئیں) ان سچے معنوں کو نہ جان کر شیو، شاکت، وشنو سمپردائی لوگ باہم ایک دُوسرے کے نام کی مذمت کرتے ہیں۔ بیوقوف ذرا بھی اپنی عقل کو وسیع کر کے نہیں سوچتے۔ کہ یہ سب وشنو، رُدّر، شیو وغیرہ نام ایک لاشریک منتظم کل، ہمہ دان پرمیشور کے کئی اوصاف، افعال، عادات، والا ہونے کے باعث اُسی کے مفہوم ہیں۔ بھلا ایسے کم عقل لوگوں پر کیا پرمیشور کا غضب نہ ہوتا ہوگا؟

چکر انکت وشنو کی لیلا

اب دیکھئے چکر انکت وشنوؤں کی عجیب کاروائی:۔

तापः पुण्ड्रं तथा नाम माला मन्त्रस्तथैव च ।

अमी हि पन्च संस्काराः परमैकान्तहेतवः ॥ १ ॥

अतप्ततनूर्न तदामो अश्नुते । इति श्रुतेः ॥ رامانج پٹل پدھتی

"تاپ یعنی شنکھ، چکر، گدا، اور پدم کے نشانات کو آگ میں تپا کر بازو کی جڑ میں داغ دے کر پھر دودھ سے بھرے برتن میں بجھاتے ہیں۔ اور کئی اس دودھ کو پی بھی لیتے ہیں۔ اب دیکھئے ہو بہو انسان کے گوشت کا ذائقہ بھی اس میں آتا ہوگا۔ ایسے ایسے فعلوں سے پرمیشور کو حاصل کرنے کی امید کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ شنکھ، چکر وغیرہ سے جسم داغے بنا جیو پرمیشور کو حاصل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ (آما) یعنی کچا ہے۔ اور جیسے بادشاہت کی چپڑاس وغیرہ نشانات کے دیکھنے سے سرکاری نوکر جان کر اس سے سب لوگ ڈرتے ہیں۔ ویسے ہی وشنو کے شنکھ، چکر وغیرہ اوزاروں کے نقش دیکھ کر یم راج اور اس کے گن (نوکر) ڈرتے ہیں اور کہتے ہیں

دوہا۔ بانا بڑا دیال کا تلک چھاپ اور مال ✤ یم ڈرپے کالو کہے بھے مانے بھوپال

یعنی بھگوان کا بانا تلک چھاپ اور مالا پہننا بڑا ہے جس سے یم راج اور راجا بھی ڈرتے ہیں۔ ترشول کی مانند پیشانی پر نقش بنانا۔ نارائن داس۔ وشنو داس یعنی جس کے "داس" لفظ آخر میں ہو ایسا نام رکھنا ۴ کمل گٹے کی رکھنا اور پانچویں منتر جیسے۔

ओं नमो नारायणाय ॥ १ ॥श्रीमन्नारायणचरणं शरणं प्रपद्ये ॥ २ ॥

یہ انہوں نے معمولی آدمیوں کے لئے منتر بنا رکھا ہے۔

श्रीमते नारायणाय नमः ॥३॥

श्रीमते रामानुजाय नमः ॥३॥

اس قسم کے منتر امیروں اور معززین کے لئے بنا رکھے ہیں۔ دیکھئے یہ بھی ایک دوکان ٹھہری۔ نہ جیسا منہ ویسا تلک۔ ان پانچ سنسکاروں کو چکر انکت مکتی کے ذرائع مانتے ہیں۔ ان منتروں کے معنی "میں نارائن کو نمسکار کرتا ہوں (۱) اور میں لکشمی والے نارائن کے قدموں کی شرن حاصل کرتا ہوں (۲) اور شری یت نارائن کو نمسکار کرتا ہوں (۳)" یعنی جو تعریف والا نارائن ہے اس کو میرا نمسکار ہے (۴)۔ جیسے وام مارگی پانچ مکار مانتے ہیں ویسے چکر انکت پانچ سنسکار مانتے ہیں۔ اور اپنے شنکھ، چکر وغیرہ سے داغ دینے کے لئے جس وید منتر کا حوالہ بنا رکھا ہے۔ اس کی عبارت اور معنی حسب ذیل ہیں۔

पवित्रं ते विततं ब्रह्मणस्पते प्रभुर्गात्राणि पर्येषि विश्वतः ।

अतप्ततनूर्न तदामो अश्नुते शृतास इद्वहन्तस्तत्समाशत ॥ १ ॥

तपोष्पवित्रं विततं दिवस्पदे ॥ २ ॥

"اے کائنات اور ویدوں کی حفاظت کرنے والے پرمیشور طاقت کل قادر مطلق آپ نے اپنی دیاپتی (بہ حیثیت ہمہ جا موجود) سے عالم کے سب حصوں کو سرایت کر رکھا (چھپا رکھا) ہے۔ وہ آپ کی جو حاضر ناظر پاک ذات ہے۔ اس کو بے تجربہ ریاضت گفتاری، شم (من کا ضبط)، دم (ضبط حواس)، ودیابھیاس، نفس کشی، نیک صحبت وغیرہ تپسیا سے محروم جو خام

(کم علم والی روح اتہ کرن والی ہے۔ وہ اس تیری ذات کو حاصل نہیں کرتی۔ اور جو منکور تپ (ریاضت) سے پاک ہوتے ہیں۔ وہ ہی اس ریاضت کو کرتے ہوئے تیری پاک ذات کو اچھی طرح حاصل کرتے ہیں"۔ ۱۰)

"جو ظاہر بالذات پرمیشور کی دنیا میں اعلےٰ نیک چلنی کی ریاضت کرتے ہیں۔ وہ ہی پرمیشور کو حاصل کرنے کے لائق ہوتے ہیں"۔ (رگوید منڈل ۹۔ سوکت ۸۳۔ منتر ۱ و ۲)

اب غور کیجئے۔ کہ رامانج وغیرہ لوگ اس منتر سے "چکر انکت" ہونا کیونکر ثابت کرتے ہیں۔ بھلا کہیئے۔ وہ عالم تھے یا بے علم؟ اگر کہو کہ عالم تھے۔ تو ایسے ناممکن معنی اس منتر کے کیوں کرتے۔ کیونکہ اس منتر میں "اتپت تنو" ہے۔ نہ کہ "تپت بھجیک نہ لیشہ"۔ "اتپت تنو" ناخن سے لے کر چوٹی تک کے مجموعہ کا نام ہے۔ اس بات کو مان کر اگر آگ ہی سے تپا چکر انکت لوگ قبول کریں۔ تو اپنے اپنے جسم کو بھاڑ میں جھونک کر سب جسم کو جلا دیں تو بھی اس منتر کے معنے سے خلاف ہے۔ کیونکہ اس منتر میں راست گفتاری وغیرہ پاک کام کرنا تپ (ریاضت) لکھا ہے

ऋतं तपः सत्यं (तपः श्रुतं तपः शान्तं) तपो दमस्तपः स्वाध्यायस्तपः ॥

"ٹھیک ٹھیک نیک خیالات رکھنا۔ سچ بولنا۔ سچ ماننا۔ سچائی پر عمل کرنا۔ دل کو ادھرم میں نہ جانے دینا۔ بیرونی حواسوں کو بے انصافی کے کاموں میں جانے سے روکنا۔ یعنی جسم، حواس اور دل سے نیک کاموں کا کرنا۔ وید وغیرہ سچے علوم کا پڑھنا پڑھانا۔ وید کے مطابق عمل کرنا وغیرہ اعلیٰ دھرم کے اعمال کا نام تپ ہے"۔ (تیتریہ اپنشد)

دھات کو تپا کر کھال کو جلانا تپ نہیں کہلاتا۔ دیکھو چکر انکت لوگ خود اپنے کو بڑا ویشنو مانتے ہیں۔ لیکن اپنے بد رواج اور بد افعال کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ اول جو اس کا بانی "شٹھ کوپ" ہوا ہے (اس کی بابت چکر انکتوں ہی کی کتابوں اور بھگت مال کی کتاب میں جو "نابھا ڈو" نے بنائی ہے لکھا ہے:-

विक्रीय शूर्पं विचचार योगी ॥

اس قسم کے قول چکر انکتوں کی کتابوں میں لکھے ہیں۔ شٹھ کوپ یوگی سوپ کو بنا بیچا پھرتا تھا۔ کیونکہ کنجر ذات میں پیدا ہوا تھا جب اس نے براہمنوں سے پڑھنا یا سننا چاہا ہوگا۔ تب براہمنوں نے بے عزتی کی ہوگی۔ اس نے براہمنوں کے برخلاف سمپردائے تلک، چکر انکت وغیرہ شاستر کے خلاف من گھڑت باتیں چلائی ہوں گی۔ اس کا چیلا "منی واہن" جو کہ چنڈال ورن میں پیدا ہوا تھا۔ اس کا چیلا "یاونا چاریہ" جو کہ مسلمان خاندان میں پیدا ہوا تھا۔ جس کا نام بدل کر بعض لوگ "یامنا چاریہ" بھی کہتے ہیں۔ ان کے بعد رامانج براہمن خاندان میں پیدا ہو کر چکر انکت ہوا۔ اس کے پہلے کچھ بھاشا کی کتابیں بنی ہوئی تھیں۔ رامانج نے کچھ سنسکرت پڑھ کر سنسکرت میں شلوکوں کی کتاب اور شاریرک سوتر اور اپنشدوں کی ٹیکا۔ شنکر آچاریہ کی ٹیکا (شرح) کے خلاف بنائی۔ اور شنکر آچاریہ کی بہت سی مذمت کی۔ جیسے شنکر آچاریہ کا مت ہے کہ ادویت یعنی جیو برہم (انسانی روح و خدا) ایک ہی ہیں دوسری کوئی شے درحقیقت نہیں دنیا پرپنچ سب جھوٹا مایا روپ حادث ہے۔ اس کے برخلاف رامانج کا جیو (انسانی روح) برہم (خدا) اور مایا (مادہ) تینوں ازلی ہیں۔ یہاں شنکر آچاریہ کا عقیدہ برہم کے علاوہ جیو اور مادی علت کا نہ ماننا اچھا نہیں۔ اور رامانج کا اس پہلو میں جو کہ وششٹ ادویت روح اور مادہ کے ساتھ پرمیشور ایک ہے۔ ان تین کا ماننا

اور ادویت (ایک) کا کہنا بالکل فضول ہے۔ بالکل ایشور کے تابع غیر آزاد روح کا ماننا 'کنٹھی تلک' مالا (تسبیح) مورتی پوجن (بت پرستی) پاکھنڈ مت وغیرہ اختیار کرنا گویا یہ تمام باتیں چکرانکت وغیرہ میں ہیں جس قدر چکرانکت وغیرہ وید کے مخالف ہیں۔ اس قدر شنکر آچاریہ کے پیروکار نہیں ہیں

بت پرستی

سوال۔ مورتی پوجا (بت پرستی) کہاں سے شروع ہوئی؟ جواب۔ جینیوں سے سوال جینیوں نے کہاں سے چلائی؟ جواب اپنی بے عقلی سے۔ سوال جینی لوگ کہتے ہیں۔ کہ چپ چاپ دھیان کی حالت میں بیٹھے ہوئے بت کو دیکھ کر اپنی روح کی بھی ویسی حالت ہو جاتی ہے جواب۔ روح مدرک اور بت غیر مدرک۔ کیا بت کی مانند روح غیر مدرک ہو جائے گی؟ یہ بت پرستی محض پاکھنڈ مت ہے اور جینیوں نے جاری کی ہے۔ ان کی تردید بارھویں باب میں کریں گے سوال۔ شاکت وغیرہ نے بتوں (کے بنانے) میں جینیوں کی نقل نہیں کی کیونکہ جینیوں کے بتوں کی مانند وشنو وغیرہ کے بت نہیں ہیں۔ جواب۔ ہاں یہ ٹھیک ہے اگر جینیوں کی مانند بناتے۔ تو جین مت میں مل جاتے۔ اس لئے جینیوں کے بتوں سے خلاف بنائے ہیں کیونکہ جینیوں سے مخالفت کرنی ان کا کام اور اُن کی مخالفت کرنا خاص ان کا کام تھا۔ جیسے جینیوں نے بت ننگے دھیان کی حالت والے اور تارک الدنیا انسان کی مانند بنائے ہیں۔ ان کے خلاف وشنو وغیرہ نے اچھی طرح سے سجی ہوئی عورت کے ساتھ رنگ راگ، عیش و عشرت کی صورت والے کھڑے اور بیٹھے ہوئے بت بنائے ہیں جینی لوگ بہت سے شنکھ، گھنٹے، گھڑیال وغیرہ باجے نہیں بجاتے لیکن یہ لوگ بڑا شور کرتے ہیں۔ اس وجہ سے ایسی لیلا کرنے سے وشنو وغیرہ سمپردائے پوپ کے چیلے جینیوں کے جال سے بچ کر ان کی لیلا میں آ پھنسے۔ اور بہت سی ویاس وغیرہ مہرشیوں کے نام سے من گھڑت غیر ممکن فسانوں سے پر کتابیں بنائیں۔ ان کا نام "پران" رکھ کر کتھا بھی سنانے لگے۔ اور بہت عجیب و غریب مکر کرنے لگے یعنی پتھروں کے بت بنا کر خفیہ کہیں پہاڑ یا جنگل وغیرہ میں رکھ آتے۔ یا زمین میں گاڑ آئے۔ بعد ازاں اپنے چیلوں میں ظاہر کیا۔ کہ مجھ کو رات کے وقت خواب میں مہادیو۔ پاربتی، رادھا کرشن، سیتا۔ رام، یا لکشمی نارائن اور بھیرو، ہنومان وغیرہ نے کہا۔ کہ ہم فلاں فلاں جگہ ہیں۔ اگر تو ہم کو وہاں سے لا کر مندر میں قائم کرے۔ اور تو ہی ہمارا پجاری بنے۔ تو ہم حسب دلخواہ ثمرہ دیں گے۔ جب آنکھ کے اندھے اور گانٹھ کے پورے لوگوں نے پوپ جی کی لیلا سنی۔ تب سچ ہی مان لی۔ اور اُن سے پوچھا۔ کہ ایسا بت کہاں پر ہے؟ تب پوپ جی بولے۔ کہ فلاں پہاڑ یا جنگل میں ہے۔ چلو میرے ساتھ دکھلا دوں۔ تب تو وہ اندھے اس دغا باز کے ساتھ چل کر گئے وہاں پہنچ کر دیکھا متعجب ہو کر اس پوپ کے پاؤں میں گر کر کہا۔ کہ آپ کے اوپر اس دیوتا کی بڑی ہی عنایت ہے۔ اب آپ اس کو لے چلئے۔ اور ہم مندر بنوا دیں گے۔ اُس میں اس دیوتا کو قائم کر کے آپ ہی نے پرستش کرنا۔ اور ہم لوگ بھی اس صاحب اقبال دیوتا کے درشن (دیدار) سپرشن کر کے حسب دلخواہ ثمرہ پائیں گے۔ اسی طرح جب ایک نے لیلا کی۔ تب تو اس کو دیکھ کر سب پوپ لوگوں نے اپنی گزران کے لئے مکر و فریب سے بت قائم کئے"۔

سوال۔ پرمیشور بے شکل ہے۔ وہ تصور میں نہیں آسکتا۔ اس لئے ضرور بت ہونا چاہیئے۔

بُت پرستی کی مدلّل تردید

بھلا جو کچھ بھی نہیں کہیں۔ تو بُت کے سامنے جا ہاتھ جوڑ کر پرمیشور کی یاد کریں۔ اور نام لیں۔ اس میں کیا حرج ہے؟
جواب چونکہ پرمیشور بے شکل موجود کل ہے۔ اس لئے اس کا بُت بن ہی نہیں سکتا۔ اور اگر بُت کے محض دیدار سے پرمیشور کی یاد ہو سکے۔ تو پرمیشور کی بنائی ہوئی زمین، پانی، آگ، ہوا اور نباتات وغیرہ کئی اشیا جن میں کہ پرمیشور نے عجیب و غریب صنعت بھر رکھی ہے۔ ان سے یاد کیوں نہیں ہوتی؟ کیا ایسی صنعت والی زمین، پہاڑ وغیرہ کے دیکھنے سے جو کہ پرمیشور کے بنائے ہوئے بڑے بُت ہیں۔ اور جن سے کہ انسان کے بنائے ہوئے بُت بنتے ہیں۔ پرمیشور کی یاد نہیں ہو سکتی؟ جو تم یہ کہتے ہو۔ کہ بُت کے دیکھنے سے پرمیشور کی یاد ہوتی ہے۔ تو تمہارا یہ کہنا بالکل جھوٹ ہے۔ کیونکہ جب وہ بُت سامنے نہ ہوگا۔ تو پرمیشور کی یاد نہ رہنے سے انسان تنہا جگہ دیکھ کر چوری، زناکاری وغیرہ بدفعلی کرنے کی طرف راغب ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے۔ کہ یہاں پر اس وقت مجھے کوئی نہیں دیکھتا۔ اس لئے وہ خرابی کئے بغیر نہیں چوکے گا۔ اس قسم کے کئی عیب پتھر وغیرہ کی پرستش یعنی بُت پرستی کرنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ اب دیکھئے۔ کہ جو شخص پتھر وغیرہ بتوں کو خدا نہ مانتا ہوا ہمیشہ موجود کل، ہمہ دان، عادل پرمیشور کو سب جگہ موجود جانتا اور مانتا ہے۔ وہ ہمیشہ ہر جگہ پرمیشور کو سب کے بُرے بھلے کاموں کا شاہد جانتا ہوا ایک لمحہ بھر کے لئے بھی پرمیشور کو اپنے سے دور نہ سمجھ کر بدی کرنا تو درکنار بلکہ دل میں بُری خواہش تک بھی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے۔ کہ اگر میں دل۔ کلام اور فعل سے بھی کچھ خراب کام کروں گا۔ تو اس ہمہ دان کے انصاف سے سزا پائے بغیر ہرگز نہ بچوں گا۔ محض نام کے یاد کرنے سے بھی کچھ ثمرہ حاصل نہیں ہوتا ہے۔ جیسا کہ قند قند کہنے سے منہ میٹھا اور نیم نیم پکارنے سے کڑوا نہیں ہوتا بلکہ زبان سے چکھنے پر ہی میٹھا پن یا کڑوا پن جانا جاتا ہے۔ سوال۔ کیا نام لینا بالکل فضول ہے جو سب جگہ پرانوں میں نام سمرن (نام کا یاد کرنا) کی بڑی فضیلت لکھی ہے؟ جواب۔ نام لینے کا تمہارا طریق

پورانک نام سمرن

افضل نہیں ہے جس طریق پر تم نام یاد کرتے ہو۔ وہ جھوٹا ہے۔ سوال ہمارا کیسا طریق ہے؟ جواب۔ وید کے برخلاف۔ سوال بھلا آپ ہم کو وید کے مطابق نام سمرن کا طریق بتائیے۔ جواب۔ نام سمرن اس طرح کرنا چاہیئے۔ مثلاً "نیائے کاری" (عادل) یہ پرمیشور کا ایک نام ہے۔ اس کے جو معنی ہیں۔ (یعنی) طرفداری سے بری رہنے والا۔ پرمیشور سب کا ٹھیک ٹھیک انصاف کرتا ہے ویسے اس کو قبول کر کے ہمیشہ انصاف کے کام کرتے رہنا۔ بے انصافی کبھی نہ کرنا۔ اس طرح ایک نام سے بھی انسان کی بہتری ہو سکتی ہے۔ سوال۔ ہم بھی جانتے ہیں۔ کہ پرمیشور بے شکل

پرمیشور کبھی جسم میں نہیں آتا

ہے لیکن اس نے شیو، وشنو، گنیش، دیوی اور سورج وغیرہ کے جسم اختیار کر کے رام کرشن وغیرہ اوتار لئے اس لئے اس کا بُت بنایا جاتا ہے۔ کیا یہ بھی بات جھوٹی ہے؟ جواب۔ ہاں۔ ہاں جھوٹی ہے۔

'अज एकपात' 'अकायम्'

پرمیشور کو ویدوں میں پیدائش، موت اور جسم میں آنے سے بری کہا گیا ہے اس کے علاوہ دلیل سے بھی

پرمیشور کا کبھی جسم میں آنا کبھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جو آکاش کی طرح سب جگہ موجود، غیر محدود اور سچدانند وغیرہ محسوس ہونے والی صفات سے بری ہے۔ وہ کیونکہ ایک چھوٹے سے نطفہ، رحم اور جسم میں سما سکتا ہے؟ جو محدود ہے۔ اس کا آنا جانا تو ہو سکتا ہے۔ لیکن جو لاتبدل، بے پایاں جس کے بغیر ایک ذرہ بھی خالی نہیں ہے اس کا اوتار (جسم میں حلول کرنا) کہنا گویا بندھیا (عقیمہ) کے لڑکے کی شادی کر کے اس کے فرزند کے دیکھنے کی بات کا کہنا ہے۔

بت میں پرمیشور کا تصور

سوال: جب پرمیشور موجود کل ہے۔ تو بت میں بھی ہے پھر خواہ کوئی شے ہو اس میں تصور کر کے پرستش کرنا اچھا کیوں نہیں؟ دیکھو:

न काष्ठे विद्यते देवो न पाषाणे न मृण्मये
भावे हि विद्यते देवस्तस्माद्भावो हि कारणम् ॥

"پرمیشور دیو نہ کاٹھ، نہ پتھر، نہ مٹی کی بنائی اشیاء میں موجود ہے۔ بلکہ پرمیشور تو تصور میں ہے جس میں تصور کریں۔ وہاں ہی پرمیشور ثابت ہوتا ہے"

جواب: جب پرمیشور موجود کل ہے۔ تو کسی ایک چیز میں پرمیشور کا تصور کرنا۔ اور دوسری میں نہ کرنا یہ ایسی بات ہے۔ کہ جیسے شہنشاہِ عالم کو تمام سلطنت کی حکومت سے چھڑا کر ایک چھوٹی سی جھونپڑی کا مالک ماننا۔ دیکھو یہ کتنی بڑی توہین ہے۔ ویسے تم پرمیشور کی بھی توہین کرتے ہو۔ جب موجود کل مانتے ہو۔ تو باغیچوں سے پھول پتے توڑ کر کیوں چڑھاتے ہو۔ صندل رگڑ کر کیوں لگاتے ہو؟ دھوپ کو کیوں جلاتے ہو؟ گھنٹہ، گھڑیال، جھانجھ پکھاوج کو لکڑی سے کوٹنا پیٹنا کیوں کرتے ہو؟ تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ کیوں ہاتھ جوڑتے ہو؟ سر میں ہے کیوں سر جھکاتے ہو؟ کھانے پینے کی چیزوں میں ہے۔ کیوں تبرک چڑھاتے ہو؟ پانی میں ہے۔ کیوں غسل کراتے ہو؟ کیونکہ ان سب اشیاء میں پرمیشور موجود ہے۔ اور تم موجود کل کی پرستش کرتے ہو۔ یا جس میں موجود ہے اس کی۔ اگر موجود کل کی کرتے ہو۔ تو پتھر لکڑی وغیرہ پر پھول چندن وغیرہ کیوں چڑھاتے ہو؟ اور اگر جس میں موجود ہے۔ اس کی کرتے ہو تو ایسا جھوٹ کیوں بولتے ہو۔ کہ ہم پرمیشور کی پرستش کرتے ہیں۔ ہم پتھر وغیرہ کے پجاری (عابد) ہیں۔ یہ سچ کیوں نہیں کہتے؟

اب کہئے کہ بھاؤ (تصور) سچا ہے یا جھوٹا۔ اگر کہو کہ سچا ہے۔ تو تمہارے تصور کے تابع ہونے سے پرمیشور قید والا ہو جائے گا۔ اور تم مٹی میں سونا، چاندی وغیرہ، پتھر میں ہیرا، پنا وغیرہ، سمندر جھاگ میں موتی، پانی میں گھی، دودھ، دہی وغیرہ اور خاک میں میدہ، شکر وغیرہ کا تصور کر کے ان کو ویسے ہی کیوں نہیں بنا لیتے؟ تم لوگ تکلیف کا تصور کبھی نہیں کرتے پھر وہ کیوں ہوتی ہے؟ اور آرام کا تصور ہمیشہ کرتے ہو۔ وہ کیوں میسر نہیں ہوتا؟ انسان آنکھ کا تصور کر کے کیوں نہیں دیکھ لیتا؟ مرنے کا تصور نہیں کرتے۔ کیوں مر جاتے ہو؟ اس لئے تمہارا تصور سچا نہیں کیونکہ وہ چیز جیسی ہے۔ اس میں ویسا ہی خیال کرنے کا نام بھاؤ یا تصور ہے۔ مثلاً آگ میں آگ، پانی میں پانی جاننا تصور، اور پانی میں آگ اور آگ میں پانی سمجھنا تصور نہیں ہے۔ کیونکہ جو چیز جیسی ہے اس کو ویسا جاننا علم اور اس کے خلاف جاننا لاعلمی یا جہالت ہے۔ اس لئے تم غیر تصور کو تصور، اور تصور کو غیر تصور کہتے ہو۔

ویدوں میں بُت پرستی وغیرہ کا ذکر نہیں

سوال۔ اجی جب تک وید منتروں سے آواہن (بلانا) نہیں کرتے تب تک دیوتا نہیں آتا۔ اور بلانے سے جھٹ آتا۔ اور وسرجن (رخصت) کرنے سے چلا جاتا ہے جواب۔ جو منتر کو پڑھ کر بلانے سے دیوتا آجاتا ہے۔ تو بُت جاندار کیوں نہیں ہو جاتا؟ اور رخصت کرنے سے چلا کیوں نہیں جاتا؟ وہ کہاں سے آتا ہے اور کہاں جاتا ہے؟ سنو بھائی! موجود کل پرمیشور نہ آتا اور نہ جاتا ہے۔ اگر تم منتر کے زور سے پرمیشور کو بلا لیتے ہو۔ تو انہی منتروں سے اپنے مرے ہوئے بیٹے کے جسم میں روح کیوں نہیں بلا لیتے؟ اور دشمن کے جسم سے روح کو رخصت کر کے کیوں نہیں مار سکتے؟ سنو بھائی بھولے لوگو! یہ پوپ جی تم کو ٹھگ کر اپنا مطلب نکالتے ہیں۔ ویدوں میں پتھر وغیرہ بُت پرستی اور پرمیشور کے بلانے، رخصت کرنے کے متعلق ایک حرف بھی نہیں ہے۔

سوال۔

प्राणा इहागच्छन्तु सुखं चिरं तिष्ठन्तु स्वाहा ।

आत्मेहागच्छतु सुखं चिरं तिष्ठतु स्वाहा ।

इन्द्रियाणीहागच्छंतु सुखं चिरं तिष्ठन्तु स्वाहा ॥

اس قسم کے وید منتر موجود ہیں۔ تم کیسے کہتے ہو۔ کہ نہیں ہیں؟ جواب۔ اے بھائیو! عقل کو تھوڑا سا تو اپنے کام میں لاؤ۔ یہ سب من گھڑت وام مارگیوں کی تنتر نامی ویدوں کی مخالف کتابوں کے پوپ رچت (یعنی پوپوں کے بنائے ہوئے) فقرات ہیں۔ وید کے قول نہیں۔ سوال۔ کیا تنتر جھوٹا ہے؟ جواب۔ ہاں بالکل

تنتر گرنتھ جھوٹا ہے

جھوٹا ہے۔ جیسے آواہن (بلانے) پران پرتشٹھا (جان ڈالنے) وغیرہ پتھر وغیرہ بُت کے متعلق، ویدوں میں ایک لفظ بھی نہیں ہے ویسے "स्नानं समर्पयामि" اس قسم کے قول بھی یعنی اتنا بھی نہیں ہے۔ پتھر کا بُت بنا مندروں میں قائم کر چندن اکشت (چاول) وغیرہ سے پرستش کرے۔ ایسا کچھ بھی نہیں۔ سوال۔ اگر ویدوں میں اجازت نہیں۔ تو ممانعت بھی نہیں ہے۔ اور اگر ممانعت ہے۔ تو بُت پرستی کے ہونے سے ہی ممانعت ہو سکتی ہے؟

بُت پرستی کی ممانعت

جواب۔ حکم تو نہیں۔ لیکن پرمیشور کی جگہ میں کسی غیر چیز کو معبود نہ ماننا لکھا ہے۔ اور بالکل ممانعت کی ہے۔ کیا اپودھی (موجودگی سے پیشتر حکم) نہیں ہوتا؟ سنو یہ ہے:۔

अन्धन्तमः प्रविशन्ति येऽसम्भूतिमुपासते ।

ततो भूय इव ते तमो य उ संभूत्याᳬ रताः ॥१॥ (یجروید ۴۰-۹)

न तस्य प्रतिमा अस्ति ।

यद्वाचानभ्युदितं येन वागभ्युद्यते ।

तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते ॥१॥

यन्मनसा न मनुते येनाहुर्मनो मतम् ।

तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते ॥२॥
यच्चक्षुषा न पश्यति येन चक्षूंषि पश्यन्ति ।
तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते ॥३॥
यत्प्राणेन न प्राणिति येन प्राणः प्रणीयते ।
तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते ॥
यच्छ्रोत्रेण न शृणोति येन श्रोत्रमिदँ श्रुतम् ।
तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते ॥

(کین اپنشد ۱-۲-۳-۴-۵)

"جو اسمبھوتی یعنی نہ پیدا ہوتی (انادی) پرکرتی یعنی علتِ مادی کی پرمیشور کی جگہ میں عبادت کرتے ہیں۔ وہ تاریکی یعنی جہالت اور مصیبت کے سمندر میں ڈوبتے ہیں۔ اور سمبھوتی جو علتِ مادی سے پیدا ہوئے معلول پرتھوی وغیرہ بھوت (عناصر) پتھر اور درخت وغیرہ اوئیو (جزو) اور انسان وغیرہ کے جسم کی عبادت پرمیشور کی جگہ کرتے ہیں۔ وہ اس تاریکی سے بھی زیادہ تاریکی یعنی سخت جہالت میں مبتلا ہو۔ بہت وقت تک نرک یعنی سخت تکلیف میں گر کر بہت مصیبت اٹھاتے ہیں۔"

"جو سب دنیا میں سمایا ہوا ہے۔ اس بے شکل پرمیشور کی تصویر، ناپ، مشابہت یا بت نہیں ہے۔"

"جو کلام کی "اپتا" یعنی یہ پانی ہے۔ یعنی وہ ایسا وشے (مضمون) نہیں۔ اور جس کے سہارے اور ہستی سے کلام کی پرورتی (بنیاد) ہوتی ہے۔ اسی کو پرمیشور جان اور اسی کی عبادت کر۔ اور جو اس کے سوائے دوسرا ہے وہ معبود نہیں۔"

"جو من سے اپتا کر کے دل میں نہیں آتا۔ جو من کو جانتا ہے۔ اسی کو تو پرمیشور جان۔ اور اسی کی عبادت کر۔ جو اس کے سوائے روح اور انتہ کرن ہے۔ اس کی عبادت پرمیشور کی بجائے مت کر۔"

"جو آنکھ سے نظر نہیں آتا۔ اور جس سے سب آنکھیں دیکھتی ہیں۔ اسی کو تو پرمیشور جان۔ اور اسی کی عبادت کر۔ اور جو اس کے سوائے سورج، بجلی، اور آگ وغیرہ غیر مدرک اشیاء ہیں۔ ان کی عبادت مت کر۔"

"جو کان سے نہیں سنا جاتا۔ اور جس سے کان سنتا ہے۔ اسی کو تو پرمیشور جان۔ اور اسی کی عبادت کر اور اس کے سوائے شبد وغیرہ کی عبادت اس کی جگہ مت کر۔"

"جو پرانوں سے چلایمان نہیں ہوتا۔ اور جس سے پران حرکت حاصل کرتا ہے۔ اسی کو تو پرمیشور جان اور اسی کی عبادت کر۔ اور جو یہ اس کے سوا ہوا ہے۔ اس کی عبادت مت کر۔"

اس قسم کی بہت سی ممانعت کی گئی ہے۔ ممانعت پراپت (موجود) اور اپراپت (غیر موجود) کی بھی ہوتی ہے۔ "پراپت" کی۔ جیسے کوئی کہیں بیٹھا ہو۔ اس کو وہاں سے اٹھا دینا۔ "اپراپت" کی جیسے "لے بیٹھے! چوری کبھی نہ کرنا۔ کنوئیں میں مت گرنا۔ بدوں کی صحبت میں مت بیٹھنا۔ اور بے علم مت رہنا۔" اس طرح "اپراپت" کی بھی ممانعت ہوتی ہے جو انسانوں کے علم میں اپراپت ہے۔ وہ پرمیشور کے علم میں پراپت ہے

بس لئے اس کی ممانعت کی ہے۔ لہٰذا پتھر وغیرہ بُت پرستی سخت ممنوع ہے۔ سوال۔ بُت پرستی میں ثواب نہیں تو گناہ بھی نہیں ہے؟ جواب۔ فعل دو ہی قسم کے ہوتے ہیں۔ وہت (فرض) جو راست گفتاری وغیرہ

بُت پرستی میں گناہ

کرنے کے لائق ہونے کی وجہ سے وید میں جائز مانے گئے ہیں۔ دوسرے نشیدھ (ممنوع) جو نہ کرنے کے لائق ہونے سے دروغ گوئی وغیرہ ویدکی رُو سے ناجائز ہیں۔ جیسے فرض کو ادا کرنا دھرم اور اس کا نہ کرنا اَدھرم ہے۔ ویسے ہی ممنوع فعل کرنا اَدھرم اور نہ کرنا دھرم ہے۔ جب ویدوں میں منع کئے ہوئے بُت پرستی وغیرہ کرموں کو کرتے ہو تو تم گنہگار کیوں نہیں؟ سوال۔ دیکھو! وید غیر فانی ہے۔ اس وقت بُت کا کیا کام تھا۔ کیونکہ پہلے تو دیوتا ظاہر میں موجود تھے۔ یہ رواج تو پیچھے سے پرانوں اور تنتر سے چلا ہے جب انسانوں کا علم اور طاقت کم ہو گئی تو پرمیشور

بُت پرستی پرمیشور کے حصول کی سیڑھی نہیں

کو دھیان میں نہیں لا سکے مگر بُت کا دھیان تو کر سکتے ہیں۔ اس لئے جاہلوں کے لئے بُت پرستی ہے۔ کیونکہ سیڑھی سیڑھی سے چڑھے تو محل پر پہنچ جائے۔ پہلی سیڑھی چھوڑ کر اوپر جانا چاہے تو نہیں جا سکتا۔ اس لئے بُت پرستی پہلی سیڑھی ہے۔ اس کی پرستش کرتے کرتے جب علم حق ہوگا۔ اور دل پاکیزہ ہو جائے گا تب پرمیشور کا دھیان کر سکے گا۔ جیسے نشانہ انداز اول موٹے نشانہ میں تیر، گولی یا گولہ وغیرہ مارتا مارتا بعد میں باریک نشانہ بھی مار سکتا ہے۔ ویسے ہی کثیف بُت کی پرستش کرتا کرتا پھر لطیف پرمیشور کو بھی حاصل کر سکتا ہے۔ جیسے لڑکیاں گڑیوں کا کھیل تب تک کرتی ہیں جب تک کہ سچے خاوند کو حاصل نہیں کرتیں۔ اس قسم کے دلائل سے بُت پرستی کرنا خراب کام (ثابت) نہیں ہوتا۔ جواب۔ جب وید کے مطابق دھرم اور وید کے خلاف عمل کرنے میں اَدھرم ہے۔ تو پھر تمہارے کہنے سے بھی بُت پرستی کرنا اَدھرم قرار پایا۔ جو کتابیں وید کے خلاف ہیں۔ اُن اُن کا حوالہ ماننا گویا ناستک ہونا ہے۔ سنو۔

नास्तिको वेदनिन्दकः ॥ १ ॥

या वेदबाह्याः स्मृतयो याश्च काश्च कुदृष्टयः ।

सर्वास्ता निष्फलाः प्रेत्य तमोनिष्ठा हि ताः स्मृताः ॥२॥

उत्पद्यन्ते च्यवन्ते च यान्यतोऽन्यानि कानिचित् ।

तान्यर्वाक्कालिकतया निष्फलान्यनृतानि च ॥३॥

"منو جی کہتے ہیں۔ کہ جو ویدوں کی نندا یعنی بے قدری، ترک اور مخالفت وغیرہ کرتا ہے وہ ناستک کہلاتا ہے" (۱)

"جو غیر از وید کتابیں خراب لوگوں کی بنائی ہوئی۔ دنیا کو تکلیف کے سمندر میں غرق کرنے والی ہیں۔ وہ سب بے فائدہ، جھوٹی۔ تاریکی مجسم۔ اور دنیا و آخرت میں تکلیف دہ ہیں۔" (۲)

"جو ان ویدوں کے برعکس کتابیں ہوتی ہیں۔ وہ جدید ہونے کی وجہ سے جلد تباہ ہو جاتی ہیں۔ ان کا ماننا بے فائدہ اور باطل ہے۔" (۳)

اسی طرح برہما سے لے کر جیمنی مہرشی تک کا اعتقاد ہے۔ کہ وید کے خلاف عقائد کو نہ ماننا بلکہ وید کے

مطابق ہی عمل کرنا دھرم ہے۔ کیونکہ وید صحیح معانی کا ظاہر کرنے والا ہے۔ اس کے علاوہ جتنے تنتر اور پوران ہیں۔ وید کے خلاف ہونے سے جھوٹے ہیں۔ اور جو وید کے خلاف پستکیں ہیں۔ ان میں کہی ہوئی بت پرستی بھی ادھرم ہے۔ انسانوں کا علم غیر جاندار کی پرستش سے نہیں بڑھ سکتا۔ بلکہ جو علم ہے۔ وہ بھی زائل ہو جاتا ہے عالموں کی خدمت اور صحبت سے علم بڑھتا ہے پتھر وغیرہ سے نہیں۔ کیا بت پرستی سے پرمیشور کو کبھی کوئی دھیان میں لاسکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ بت پرستی سیڑھی نہیں۔ بلکہ ایک خندق ہے جس میں گر کر انسان چکنا چور ہو جاتا ہے پھر اس خندق سے نکل نہیں سکتا۔ بلکہ اسی میں مر جاتا ہے۔ ہاں دھرم پر چلنے والے معمولی عالموں سے لے کر اعلےٰ عالم یوگیوں کی صحبت سے سچا علم اور راستبازی وغیرہ پرمیشور کے حصول کی سیڑھیاں ہیں۔ جیسے کہ بالا خانے پر جانے کا زینہ ہوتا ہے بت پرستی کرتے کرتے عالم تو کوئی نہ ہوا۔ البتہ برخلاف اس کے بت پرست جاہل رہ کر انسانی جامہ بے فائدہ کھو کر بہت سے مر گئے۔ اور جو اب ہیں یا ہوں گے۔ وہ انسانی جامہ کے مقصد یعنی دھرم، ارتھ، کام اور موکش کے حصول سے محروم رہ کر بے فائدہ برباد ہو جائیں گے۔ بت پرستی پرمیشور کے حاصل کرنے میں موٹے نشانہ کی طرح نہیں۔ بلکہ دھرم پر چلنے والا فاضل اور علم طبعی (نشانہ) یعنی علم طبعی کو بڑھاتا بڑھاتا پرمیشور کو بھی پا لیتا ہے۔ اور بت پرستی گڑیوں کے کھیل کی طرح نہیں۔ بلکہ اول حرف شناسی نیک تربیت کا ہونا گڑیوں کے کھیل کی طرح پرمیشور کے حصول کا درجہ ہے۔ سینئے عجیب (انسان) اچھی تربیت اور علم کو حاصل کرے گا۔ تب سچے مالک پرمیشور کو بھی حاصل کرے گا۔ سوال شکل والی چیز میں من ٹھہرتا ہے۔ اور بے شکل میں ٹھہرنا مشکل ہے۔ اس لئے بت پرستی رہنی چاہیئے۔

من غیر مجسم میں ہی ٹھہرتا ہے

جواب۔ شکل والی چیز میں من قائم بھی نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ اس کو من فوراً قبول کر کے اسی کے ایک ایک حصہ میں گھومتا اور دوسرے میں دوڑ جاتا ہے۔ اور بے شکل پرمیشور کے قبول کرنے میں حتی المقدور من نہایت تیزی سے دوڑتا ہے۔ تب بھی انتہا نہیں پاتا حصوں سے پاک ہونے کے باعث چنچل بھی نہیں رہتا۔ بلکہ اسی کے صفات، افعال، اور خواص کو سوچتا سوچتا سرور میں محو ہو کر قائم ہو جاتا ہے۔ اور اگر مجسم اشیاء میں قائم ہو جاتا۔ تو کل دنیا کا من قائم ہو جاتا۔ کیونکہ دنیا میں آدمی، عورت، بیٹے، دولت، دوست وغیرہ مجسم چیزوں میں غلطاں رہتا ہے۔ تاہم کسی کا من قائم نہیں ہوتا جب تک غیر مجسم میں نہ لگائے۔ کیونکہ حصوں سے بری ہونے کے باعث اس میں من قائم ہو جاتا ہے اس لئے بت پرستی کرنا ادھرم ہے۔

بت پرستی کی خرابیاں

۱۱، دوم۔ اس میں کروڑوں روپیے مندروں پر خرچ کر کے لوگ مفلس ہوتے ہیں۔ اور اس میں کاہلی ہوتی ہے سوم۔ مردوں عورتوں کا مندروں میں میل ہونے سے زناکاری لڑائی بکھیڑا اور بیماریاں وغیرہ پیدا ہوتی ہیں۔ چہارم۔ اسی کو دھرم، ارتھ، کام اور مکتی کا ذریعہ مان کر سست ہو کر انسانی جامہ رائیگاں کھوتے ہیں۔ پنجم مختلف قسم کے مخالف شکلوں، ناموں اور حالات والے بتوں کے پجاریوں کا ایک عقیدہ نہ رکھنے اور ایک دوسرے کے خلاف عقیدے رکھتے ہوئے باہمی نفاق بڑھانے سے ملک کی

برباد کرتے ہیں۔ ششم۔ اسی کے بھروسے دشمن کی شکست اور اپنی فتح مان کر بیٹھے رہتے ہیں۔ اور ان کی ہار ہو کر سلطنت، آزادی اور دولت کا آرام ان کے دشمنوں کے قبضہ میں ہو جاتا ہے۔ اور آپ محتاج بالغیر بھٹیارے کے ٹٹو اور کمہار کے گدھے کی مانند دشمنوں کے بس میں ہو کر کئی طرح کی تکلیف پاتے ہیں۔ ہفتم۔ جب کوئی کسی کو کہے کہ ہم تیری نشست گاہ یا نام پر پتھر دھریں۔ تو جیسے وہ اس پر خفا ہو کر مارتا یا گالی دیتا ہے ویسے ہی جو پرمیشور کی عبادت کی جگہ دل اور نام پر پتھر وغیرہ بت دھرتے ہیں۔ ان بے عقلوں کی تباہی پرمیشور کیوں نہ کرے؟ ہشتم۔ وہم میں پڑ کر مندر مندر، ملک بملک پھرتے پھرتے تکلیف پاتے، دھرم، دنیا اور عاقبت برباد کرتے، چور وغیرہ سے عذاب پاتے اور ٹھگوں وغیرہ سے لٹتے رہتے ہیں۔ نہم۔ بدچلن پجاریوں (مجاوروں) کو دولت دیتے ہیں۔ وہ اس دولت کو زناکاری، شراب اور گوشت کے کھانے اور لڑائی بکھیڑوں پر خرچ کرتے ہیں۔ جس سے دینے والے کے آرام کی جڑ کٹ کر تکلیف ہوتی ہے۔ دہم۔ ماں باپ وغیرہ قابل تعظیم بزرگوں کی بے عزتی کر پتھر وغیرہ بتوں کی عزت کر کے محسن کش ہو جاتے ہیں۔ یازدہم۔ جب ان بتوں کو کوئی توڑ ڈالتا یا چرا کر لے جاتا ہے۔ تب ہائے ہائے کر کے روتے رہتے ہیں۔ دوازدہم۔ پجاری غیر عورتوں کی صحبت اور پجارن غیر مردوں کی صحبت سے خراب ہو کر اکثر خاوند اور بیوی کی محبت اور راحت کو ہاتھ سے کھو بیٹھتے ہیں۔ سیزدہم۔ سوامی (آقا) سیوک (نوکر) کے فرائض پوری طرح ادا نہ ہونے سے باہم مخالفت ہو کر تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ چہاردہم۔ بے جان کا دھیان کرنے والے کی روح بھی کند ہو جاتی ہے۔ کیونکہ دھیان کی گئی چیز کی جڑپن کا خاصہ انترکرن کے ذریعے روح میں ضرور آتا ہے۔ پانزدہم۔ پرمیشور نے خوشبودار پھول وغیرہ اشیاء ہوا، پانی کی بدبو دور کرنے اور صحت کی بحالی کے لئے بنائے ہیں۔ ان کو پجاری جی توڑ کر یہ نہ جانتے ہوئے کہ ان پھولوں کی کتنے دن تک خوشبو آکاش میں پھیل کر ہوا، پانی کی صفائی کرتی۔ اور پوری خوشبو کے وقت تک ان میں رہتی۔ ان کی بربادی درمیان میں ہی کر دیتے ہیں۔ پھول وغیرہ کیچڑ کے ساتھ گل سڑ کر الٹی بدبو پیدا کرتے ہیں۔ کیا پرمیشور نے پھول وغیرہ خوشبودار اشیاء پتھر پر چڑھانے کے لئے بنائی ہیں؟ شانزدہم۔ پتھر پر چڑھے ہوئے پھول، چندن اور چاول وغیرہ سب پانی اور مٹی کے ساتھ ملنے سے موری (نالی) یا حوض میں آکر سڑ جاتے ہیں۔ اس سے اتنی بدبو آکاش میں پھیلتی ہے۔ کہ جتنی انسان کے بول و براز کی۔ اور ہزاروں جاندار اس میں پڑتے، اسی میں مرتے اور سڑتے ہیں۔ بت پرستی کے کرنے سے ایسے ایسے کئی عیب واقع ہوتے ہیں۔ اس لئے پتھر وغیرہ کی بت پرستی شریف لوگوں کے لئے قطعی طور پر ممنوع ہے اور جنہوں نے پتھر کے بت کی پرستش کی ہے کرتے ہیں اور کریں گے۔ وہ مذکورہ بالا عیبوں سے نہ بچے، نہ بچتے ہیں اور نہ بچ سکیں گے۔

پنچ تن پوجا

سوال۔ کسی قسم کی بت پرستی کرنی کرانی تو نہیں۔ لیکن جو آپ کے آریہ ورت میں "پنچ دیو پوجا" کا لفظ قدیم سے برابر چلا آتا ہے۔ اس کا (مطلب) یہی "پنچ ایتن" پوجا ہے جو کہ شیو، وشنو، امبکا، گنیش اور سورج کا بت بنا کر پرستش کرتے ہیں۔ یہ "پنچ ایتن" پوجا جائز ہے یا نہیں؟

جواب۔ کسی قسم کی بت پرستی نہ کرنی۔ لیکن "مورتی مان" جو ذیل میں کہیں گے۔ ان کی پوجا یعنی تعظیم کرنی چاہیئے۔ وہ "پنچ دیو پوجا" "پنچ ایتن" لفظ بہت اچھے معنی والا ہے۔ لیکن بے علم جاہلوں نے اس کے

اچھے معنے چھوڑ کر خراب معنے کر لئے۔ جو آج کل شیو وغیرہ پانچوں کے بُت بنا کر پرستش کرتے ہیں۔ ان کی تردید تو ابھی کر چکے ہیں۔ لیکن سچی "پنچ ایتن" وید میں کہی ہوئی اور وید کے مطابق کہی ہوئی دیو پوجا اور مورتی پوجا جو ہے۔ وہ سنو:

मा नो वधीः पितरं मोत मातरम् ॥ १ ॥ (یجروید ۱۲-۱۵)

आचार्यो ब्रह्मचर्येण ब्रह्मचारिणमिच्छते ॥२॥ (اتھروید ۱۱-۵-۱۷)

अतिथिर्गृहानागच्छेत् ॥ ३ ॥

अर्चत प्रार्चत प्रियमेधासो अर्चत ॥ ४ ॥ (اتھروید ۱۵-۱۳-۳)

त्वमेव प्रत्यक्षं ब्रह्मासि त्वामेव प्रत्यक्षं ब्रह्म वदिष्यामि ॥५॥

कतम एको देव इति स ब्रह्म त्यदित्याचक्षते ॥६॥

मातृदेवो भव पितृदेवो भव आचार्यदेवो भव अतिथिदेवो भव

पितृभिर्भ्रातृभिश्चैताः पतिभिर्देवरैस्तथा ।

पूज्या भूषयितव्याश्च बहुकल्याणमीप्सुभिः ॥८॥ पूज्यो देववत्पतिः ॥ ९

"اول" ماں مورتی مئی (مجسّم) تعظیم کے قابل دیوتا۔ یعنی اولاد کو تن۔ من۔ دھن سے خدمت کر کے ماں کو خوش رکھنا چاہئے۔ ہنسا یعنی تکلیف و رنج کبھی نہ دینا۔ دوسرا باپ (راست اعمال والا دیو) اس کی بھی ماں کی مانند خدمت کرنی"۔

"تیسرا آچاریہ جو علم کا دینے والا ہے۔ اس کی تن۔ من۔ دھن سے خدمت کرنی"۔

"چوتھا سنیاسی (اتیتھی) جو فاضل دھرم پر چلنے والا۔ فریب سے الگ۔ سب کی ترقی کا خواہاں۔ دنیا میں پھرتا ہوا سچے اپدیش سے سب کو آرام پہنچاتا ہے۔ اسی کی خدمت کریں۔"

"پانچویں بیوی کے واسطے خاوند، اور خاوند کے لئے بیوی تعظیم کے قابل ہے"۔

یہ پانچ مورتی مان دیو جن کے طفیل انسانی جسم کی پیدائش، پرورش ہوتی اور انسان کو سچی تعلیم علم اور سچا اپدیش حاصل ہوتا ہے۔ یہ ہی پرمیشور کو حاصل کرنے کی سیڑھیاں ہیں۔ ان کی خدمت کرتے ہوئے جو پتھر وغیرہ بتوں کی پرستش کرتے ہیں۔ وہ وید کے سخت مخالف ہیں"۔

سوال۔ ماں باپ وغیرہ کی خدمت کریں اور بُت پرستی بھی کریں تب تو کوئی عیب نہیں؟ جواب۔

بُت پرستی ہر حالت میں منع ہے

پتھر وغیرہ بُت پرستی کو قطعی چھوڑنے اور ماں وغیرہ مورتی والوں کی خدمت کرنے میں ہی بہتری ہے۔ بڑے غضب کی بات ہے۔ کہ لوگوں نے ماتا وغیرہ ظاہراً راحت بخش روبرو موجود دیوتوں کو چھوڑ کر غیر دیوتا پتھر وغیرہ میں سر مارنا قبول کیا۔ اس کو لوگوں نے اس لئے قبول کیا ہے۔ کہ جو ماں باپ وغیرہ کے سامنے نذرانہ یا بھینٹ دھریں گے۔ وہ خود کھا لیں گے۔ اور ان کی بھینٹ پوجا لینے سے ہمارے منہ میں یا ہاتھ میں کچھ نہ پڑے گا۔ اس لئے پتھر وغیرہ کے بُت بنا۔ اس کے آگے نذرانہ دھر گھنٹہ کی آواز ٹن ٹن

پُون پُون اور شنکھ بجا۔ شو مہاراج کو انگوٹھا دکھانے لگے۔ جیسے کوئی کسی کو چڑھاتا ہے۔ یہ تو گھنٹہ لے اور انگوٹھا دکھائے۔ اس کے آگے سے سب چیزیں لے کر آپ بھوگے۔ ویسے ہی لیلا ان پجاریوں یعنی پوجا یعنی نیک اعمال کے دشمنوں کی ہے۔ یہ لوگ چٹک مٹک چلک جھلک بتوں کو بنا ٹھنا کر آپ ٹھگوں کی مانند بن ٹھن کے بیچارے بیوقوف غریبوں کا مال اڑا کر موج کرتے ہیں۔ اگر کوئی دھارمک راجہ ہوتا۔ تو ان پتھروں کے دلدادہ لوگوں کو پتھر گھڑنے گھڑانے اور گھر بنانے وغیرہ کاموں میں لگا کر کھانے پینے کو دے کر گزران کرواتا۔

کسی کی مورتی دیکھنے سے شانتی

سوال۔ جس طرح کہ عورتوں کے پتھر وغیرہ کے بت دیکھنے سے شہوت پیدا ہوتی ہے۔ ویسے تارک الدنیا شانت انسان کا بت دیکھنے سے ویراگ (ترک) اور شانتی نصیب کیوں نہ ہوگی؟ جواب۔ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس بت کا خاصہ یعنی جڑپن روح میں آنے سے سوچنے کی طاقت کم ہو جاتی ہے۔ وویک[1] اور ویراگ[2] کے بغیر وگیان (علم معرفت) وگیان کے بغیر شانتی (راحت) حاصل نہیں ہوتی۔ اور جو کچھ ہوتا ہے وہ ان کی صحبت، اپدیش اور ان کی زندگی کے حالات وغیرہ دیکھنے سے ہوتا ہے۔ کیونکہ جس کی صفات یا عیوب جانے بغیر اس کے محض بت دیکھنے سے محبت پیدا نہیں ہوتی۔ محبت ہونے کا باعث اوصاف کا جاننا ہے۔ ایسی بت پرستی وغیرہ برے کاموں ہی سے آریہ ورت میں نکمے پجاری۔ بھکھیاری سست۔ کم ہمت کروڑوں آدمی ہو گئے ہیں۔ سارے جہان میں جہالت انہوں نے ہی پھیلائی ہے جھوٹ فریب بھی بہت پھیلا ہے۔

بنارس کے بتوں کے معجزے

سوال۔ دیکھو کاشی میں اورنگ زیب بادشاہ کو لاٹ بھیرو وغیرہ نے بڑے بڑے معجزے دکھلائے تھے۔ جب مسلمان ان کو توڑنے گئے۔ اور انہوں نے جب ان پر توپ گولہ وغیرہ چلائے۔ تب بڑے بڑے بھونروں نے نکل کر سب فوج کو تنگ کر کے بھگا دیا۔ جواب۔ یہ پتھر کا معجزہ نہیں۔ بلکہ وہاں بھونروں کے چھتے لگے ہوئے ہوں گے۔ ان کا خاصہ ہی موذی پن ہے۔ جب کوئی ان کو چھیڑے۔ تو وہ کاٹنے کو دوڑتے ہیں۔ اور جو دودھ کی دھار کا معجزہ ہوتا تھا۔ وہ پجاری جی کی لیلا تھی۔

مہادیو کا کنوئیں میں گرنا۔ اور بت کا براہمن کے گھر میں چھپنا

سوال۔ دیکھو مہادیو ملیچھ کو صورت نہ دکھانے کے لئے کنوئیں میں اور بینی مادھو ایک براہمن کے گھر میں جا چھپے۔ کیا یہ معجزہ نہیں ہے؟ جواب۔ بھلا اس کے کوتوال کال بھیرو لاٹ وغیرہ بھوت پریت اور بھیرو وغیرہ گنوں (فوجوں) نے مسلمانوں کو ڈس کر کیوں نہ بھگا دیا۔ جب مہادیو اور وشنو کی پرانوں میں کہانی ہے کہ کئی ایک ترپر اسر وغیرہ بڑے بڑے خوفناک اسروں کو خاکستر کر دیا۔ تو مسلمانوں کو خاک کیوں نہ کیا اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ بیچارے پتھر کیا لڑتے لڑاتے جب مسلمان بتوں کو توڑتے پھوڑتے ہوئے کاشی کے نزدیک پہنچے۔ تب پجاریوں نے اس پتھر کے لنگ کو کنوئیں میں ڈال اور بینی مادھو کو براہمن کے

---

[1] نوٹ مترجم۔ ہر ایک چیز کو ٹھیک طور پر اس کی اصلیت میں سوچنا وویک ہے۔
[2] برے کاموں کے اترک کرنے کا نام ویراگ ہے۔

گھر میں چھپا دیا جب کاشی میں کال بھیرو کے ڈر کے مارے یمدوت (موت کے فرشتے) نہیں جاتے۔ اور پرلے کے وقت بھی کاشی کی تباہی نہیں ہونے دیتے۔ تو ملیچھوں کے دوت اسپاہی کیوں نہ ڈرائے۔ اور اپنی بادشاہت کے مندر کی تباہی کیوں ہونے دی۔ یہ سب پوپ مایا (چالاکی) ہے۔ سوال۔ گیا میں شرادھ کرنے سے پتروں

گیا میں مُردوں کے شرادھ

(مرے ہوئے بزرگوں) کے گناہ دور ہو کر وہاں کے شرادھ کے ثواب کی طاقت سے پتر سورگ (بہشت) میں جاتے اور پتر اپنا ہاتھ نکال کر پنڈ لیتے ہیں۔ کیا یہ بھی بات جھوٹ ہے؟ جواب۔ ہاں! بالکل جھوٹ۔ اگر وہاں پنڈ دینے کی ایسی طاقت ہے۔ تو جن پنڈوں (پجاری) کو پتروں کے سکھ کے لئے لاکھوں روپے دیتے ہیں۔ اُن کو گیا والے رنڈی بازی وغیرہ گناہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اُن کا گناہ کیوں دور نہیں ہوتا؟ اور ہاتھ نکلتا آج کل کہیں نظر نہیں آتا سوائے پنڈوں کے ہاتھوں کے۔ کبھی کسی دغاباز نے زمین کھود کر اس میں ایک آدمی بٹھا دیا ہوگا۔ پھر اس کے منہ پر کُشا (گھاس) بچھا پنڈ دیا ہوگا۔ اور اس مکار نے اٹھا لیا ہوگا۔ کسی آنکھ کے اندھے گانٹھ کے پورے کو اس طرح ٹھگ لیا ہو۔ تو تعجب نہیں۔ ویسے ہی بیج ناتھ کو دولت لایا تھا۔ یہ بھی جھوٹی بات ہے۔ سوال۔ دیکھو۔ کلکتہ کی کالی اور کامکشا وغیرہ دیوی کو لاکھوں آدمی مانتے ہیں۔ کیا یہ

کلکتہ کی کالی دیوی

معجزہ نہیں ہے؟ جواب۔ کچھ بھی نہیں۔ یہ بے علم لوگ بھیڑ کی مانند ایک کے پیچھے دوسرے چل کر کنوئیں یا گڑھے میں گرتے۔ ہٹ نہیں سکتے ویسے ہی ایک بے علم کے پیچھے دوسرے چل کر بت پرستی کے گڑھے میں پھنس کر تکلیف پاتے ہیں۔ سوال۔ بھلا یہ تو جانے دو۔ لیکن جگن ناتھ جی میں ظاہرہ معجزہ ہے۔ ایک کلیورا (جسم یا چولا) بدلنے کے وقت صندل

جگن ناتھ کا مندر

کی لکڑی سمندر میں سے خود بخود آتی ہے۔ چولہے پر اوپر اوپر سات ہنڈیاں دھرنے سے اوپر اوپر کی پہلے پکتی ہیں۔ اور جو کوئی وہاں جگن ناتھ جی کی پرسادی (شیرنی) نہ کھائے۔ تو جذامی ہو جاتا ہے۔ اور رتھ (گاڑی) خود بخود چلتا۔ گنہگار کو درشن (زیارت) نہیں ہوتا ہے۔ اندر دمن کے راج میں دیوتاؤں نے مندر بنایا ہے۔ قالب بدلنے کے وقت ایک راجہ ایک پانڈا اور ایک بڑھئی مر جاتے وغیرہ معجزوں کو تم جھوٹا ثابت نہیں کر سکو گے۔ جواب۔ جس نے بارہ برس تک جگن ناتھ کی پوجا کی تھی۔ وہ وِرکت (تارک الدنیا) ہو کر متھرا میں آیا تھا۔ مجھ سے ملا تھا۔ میں نے ان باتوں کا جواب پوچھا تھا۔ انہوں نے یہ سب باتیں جھوٹ بتائیں۔ لیکن سوچنے سے یقین پڑتا ہے کہ جب کلیورا بدلنے کا وقت آتا ہے۔ تب کشتی میں صندل کی لکڑی لے سمندر میں ڈالتے ہیں۔ اور وہ سمندر کی لہروں سے کنارے لگ جاتی ہے۔ اس کو لے کر کاریگر لوگ بت بناتے ہیں۔ جب کھانا پکتا ہے تب کواڑ بند کر باورچیوں کے بغیر اور کسی کو نہ جانے نہ دیکھنے دیتے ہیں۔ زمین پر چاروں طرف چھ اور بیچ میں ایک گول شکل کا چولہا بناتے ہیں۔ ان ہنڈیوں کے نیچے گھی مٹی اور راکھ لگا چھ چولہوں پر چاول پکا ان کے تلے مانجھ کر اس بیچ کی ہانڈی میں اسی وقت چاول ڈال چولہوں کے منہ لوہے کے توؤں سے بند کر زیارت کرنے والوں کو جو کہ دولت مند ہوتے ہیں۔ بلا کر دکھاتے ہیں۔ اوپر اوپر کی ہانڈیوں سے چاول نکال

پکے ہوئے چاولوں کو دکھا نیچے کے کچے چاول نکال کر دکھاتے ہیں۔ اور ان سے کہتے ہیں۔ کہ کچھ ہانڈیوں کے لئے رکھ دو۔ آنکھ کے اندھے اور گانٹھ کے پورے روپے اشرفی رکھتے اور کئی ایک ماہواری وظیفہ بھی مقرر کر دیتے ہیں۔ شودر اور رذیل لوگ مندر میں "نئی ویدہ" (تبرک) لاتے ہیں۔ جب "نئی ویدہ" ہو چکتا ہے۔ تب وہ شودر اور رذیل لوگ اسے جوٹھا کر دیتے ہیں۔

بعد ازاں جو کوئی روپیہ دے کر ہنڈیا لیوے اس کے گھر پہنچاتے۔ اور غریب گرہستی اور سادھو سنتوں سے لیکر شودر اور چانڈال تک ایک قطار میں بیٹھ ایک دوسرے کا جوٹھا کھانا کھاتے ہیں۔ جب اس قطار کے آدمی اٹھتے ہیں۔ تب انہیں پتاول پر دوسروں کو بٹھاتے چلتے ہیں۔ یہ نہایت پلید کارروائی ہے۔ اور بہت سے لوگ وہاں جا کر ان کا جوٹھا نہ کھا کر اپنے ہاتھ سے بنا کر کھا کر چلے آتے ہیں۔ کوئی بھی جذام وغیرہ بیماری نہیں ہوتی۔ اور اس جگن ناتھ پوری میں بھی بہت سے پرسادی نہیں کھاتے۔ ان کو بھی جذام وغیرہ امراض نہیں ہوتے علاوہ ازیں اس جگن ناتھ پوری میں بھی بہت سے جذامی ہیں جن کا مرض ہمیشہ جوٹھا کھانے سے بھی دور نہیں ہوا۔

اور اسی جگن ناتھ میں وام مارگیوں نے بھیروی چکر بنایا ہے۔ کیونکہ سبھدرا شری کرشن اور بلدیو کی بہن لگتی ہے۔ اس کو دونوں بھائیوں کے بیچ میں عورت اور ماں کی جگہ بٹھایا ہے۔ اگر بھیروی چکر نہ ہوتا۔ تو یہ بات کبھی نہ ہوتی۔ اور رتھ کے پہیوں کے ساتھ کلیں لگی ہوتی ہیں جب ان کو سیدھا گھماتے ہیں۔ کلیں گھومتی ہیں۔ تب رتھ چلتا ہے جب میلے کے بیچ میں پہنچتا ہے۔ تب ہی اس کی کیل کو الٹا گھما دیتے ہیں اور رتھ ٹھہر جاتا ہے۔ پجاری لوگ پکارتے ہیں خیرات کرو۔ ثواب کا کام کرو۔ جس سے جگن ناتھ خوش ہو کر اپنا رتھ چلاتے ہیں۔ اپنا دھرم رہے۔ جب تک نذر (بھینٹ) آتی رہتی ہے۔ تب تک اسی طرح پکارتے جاتے ہیں جب آ چکتی ہے۔ تب ایک برہمن اچھے کپڑے دوشالہ اوڑھ کر کھڑا ہو کر ہاتھ جوڑ کر تعریف کرتا ہے کہ :۔

"اے جگن ناتھ سوامی! آپ مہربانی کر کے رتھ کو چلایئے۔ ہمارا دھرم رکھئے"

اس قسم کے الفاظ بول کر ساشٹانگ ڈنڈوت پرنام کر کے رتھ پر چڑھتا ہے۔ اسی وقت کیل سیدھی گھما دیتے ہیں۔ اور جے جے کے نعرے بلند کر ہزاروں لوگ رسی کھینچتے ہیں۔ رتھ چلتا ہے۔ بہت سے لوگ زیارت کو جاتے ہیں۔ اتنا بڑا مندر ہے۔ کہ جس میں دن کے وقت بھی اندھیرا رہتا ہے اور چراغ جلانا پڑتا ہے۔ ان بتوں کے آگے کھینچ کر لگانے کے پردے دونوں طرف رہتے ہیں۔ پنڈے پجاری اندر کھڑے رہتے ہیں۔ جب ایک طرف والے نے پردے کو کھینچا۔ جھٹ بت آڑ میں آ جاتا ہے۔ تب سب پنڈے اور پجاری پکارتے ہیں۔ تم بھینٹ دھرو تمہارے گناہ چھوٹ جائیں گے۔ تب زیارت ہوگی۔ جلدی کرو۔ وہ بیچارے سادہ لوح آدمی دغابازوں کے ہاتھ لٹ جاتے ہیں۔ اور جھٹ پردہ دوسرا کھینچ لیتے ہیں۔ تب ہی زیارت ہوتی ہے۔ تب جے کا لفظ بول خوش ہو کر دھکے کھا ذلیل ہو کر چلے آتے ہیں۔ اندرمن وہی ہے جس کے خاندان کے آدمی اب تک کلکتہ میں ہیں۔ وہ دولتمند راجہ اور دیوی کی پرستش کرنے والا تھا۔ اس نے لاکھوں روپے لگا کر مندر بنوایا تھا۔ اس لئے کہ آمیدوار ملک سے کھانے پینے کا بکھیڑا اس طرح سے دور کریں۔ لیکن وہ جاہل کب چھوڑتے ہیں۔

دیوتا مانو۔ تو انہی کاریگروں کو مانو۔ کہ جن پتھر مندروں نے مندر بنایا۔ راجہ پنڈا اور بڑھئی اس وقت نہیں مرتے لیکن وہ تینوں وہاں مر رہنے لیتے ہیں چھوٹوں کو تکلیف دیتے ہوں گے۔ اتفاق کر کے اسی وقت یعنی کلیور بدلنے کے وقت وہ تینوں حاضر رہتے ہیں۔ بُت کا پیٹ کھوکھلا رکھا ہے۔ اس میں سونے کے تھال میں ایک سالگرام رکھتے ہیں۔ کہ جس کو ہر روز دھو کر چرن امرت بناتے ہیں۔ اسی پر رات کو سوتے وقت کی آرتی میں ان لوگوں نے زہریلا تیزاب لگا دیا ہوگا۔ اس کو دھو کر انہی تینوں کو پلایا ہوگا۔ کہ جس سے وہ کبھی مر گئے ہوں گے۔ مرے تو اس طرح۔ لیکن پیٹ کے بندوں نے مشہور کیا ہوگا۔ کہ جگن ناتھ جی اپنا قالب بدلنے کے وقت تینوں بھگتوں کو بھی ساتھ لے گئے۔ ایسی جھوٹی باتیں بیگانہ مال ٹھگنے کے لئے بہت ہوا کرتی ہیں۔

رامیشور کی لیلا

سوال۔ جو رامیشور میں گنگوتری کا پانی چڑھاتے وقت لنگ بڑھ جاتا ہے۔ کیا یہ بھی جھوٹی بات ہے؟ جواب۔ جھوٹی۔ کیونکہ اس مندر میں بھی دن میں اندھیرا رہتا ہے۔ چراغ رات دن جلتے رہتے ہیں۔ جب پانی کی دھار چھوڑتے ہیں۔ تب اس پانی میں بجلی کی مانند چراغ کا عکس چمکتا ہے۔ اور کچھ بھی نہیں ہوتا۔ پتھر نہ گھٹے نہ بڑھے۔ جتنے کا اتنا رہتا ہے۔ ایسی لیلا کر کے بیچارے کم عقلوں کو ٹھگتے رہتے ہیں۔ سوال۔ رامیشور کو رام چندر نے قائم کیا ہے۔ اگر بت پرستی وید کے خلاف ہوتی۔ تو رام چندر بت کو قائم کیوں کرتے؟ اور بالمیک جی رامائن میں کیوں لکھتے؟ جواب۔ رام چندر جی کے زمانہ میں اس لنگ کا بت کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ بلکہ یہ ٹھیک ہے۔ کہ دکھشن ملک کے رام نامی راجہ نے مندر بنوا لنگ کا نام رامیشور رکھ دیا ہے۔ جب رام چندر سیتا جی کو لے کر ہنومان وغیرہ کے ساتھ لنکا سے چلے۔ آکاش کے راستہ سے ہوائی جہاز پر بیٹھ اجودھیا کو آ رہے تھے۔ تب سیتا جی سے کہا تھا کہ:۔

अत्र पूर्वं महादेवः प्रसादमकरोद्विभुः ॥

सेतुबन्ध इति विख्यातम् ॥ (رامائن لنکا کانڈ ۱۲۵-۲۰)

"اے سیتا! تیری جدائی سے ہم بیقرار ہو کر گھومتے تھے۔ اور اسی مقام پر چوماسہ (چار ماہ) کیا تھا۔ اور پرمیشور کی اپاسنا دھیان بھی کرتے تھے۔ وہی جو سب جگہ موجود دیوتاؤں کا دیوتا۔ مہادیو پرمیشور ہے اس کے فضل سے ہم کو سب سامان یہاں میسر آئے۔ اور دیکھ! یہ پل ہم نے باندھ کر اور اس راون کو مار کر ہم تجھ کو لے آئے"۔ اس کے سوا وہاں والمیک جی نے اور کچھ بھی نہیں لکھا۔

کالیا کنت کا معجزہ

سوال۔ رنگ ہے کالیا کنت کو جس نے حقہ پلایا سنت کو۔ دکھشن میں ایک کالیا کنت کا بُت ہے۔ وہ اب تک حقہ پیا کرتا ہے۔ جو بت پرستی جھوٹی ہو۔ تو یہ معجزہ بھی جھوٹا ہو جائے۔
جواب۔ جھوٹ بالکل جھوٹ۔ یہ سب پوپ لیلا ہے۔ کیونکہ اس بت کا منہ کھلا ہوگا۔ اس کی پیٹھ میں سوراخ نکال کر دیوار کے پار دوسرے مکان میں نالی لگی ہوگی۔ جب پجاری حقہ بھر پیچوان لگا منہ میں نالی جما پردے ڈال کر نکل آتا ہوگا۔ تب ہی پیچھے والا آدمی منہ سے کھینچتا ہوگا۔ تو ادھر حقہ گڑگڑ بولتا ہوگا۔ دوسرا سوراخ ناک اور منہ کے ساتھ لگا ہوگا۔ جب پیچھے سے پھونکیں مارتا ہوگا۔ تب ناک اور منہ کے سوراخوں سے دھواں نکلتا ہوگا۔ اس وقت بہت سے جاہلوں کی دولت وغیرہ اشیاء لوٹ کھا کر

مفلس کر دیتے ہوں گے۔

ڈاکور جی کا معجزہ

سوال۔ دیکھو۔ ڈاکور جی کا بت دوارکا جی سے بھگت کے ساتھ چلا آیا۔ سوا رتی سونے میں کئی من کا بت تل گیا۔ یہ بھی معجزہ نہیں؟ جواب۔ نہیں وہ بھگت بت کو چرا لایا ہوگا۔ اور سوا رتی کے برابر وزن ہونا کسی بھنگڑ آدمی نے گپ ہانکی ہوگی۔

سومناتھ کا معجزہ

سوال۔ دیکھو سومناتھ جی زمین سے اوپر رہتے تھے۔ اور بڑا معجزہ تھا کیا یہ بھی جھوٹی بات ہے؟ جواب۔ ہاں جھوٹی ہے۔ سنو! اوپر نیچے سنگ مقناطیس لگا رکھا تھا۔ اس کی کشش سے وہ بت درمیان میں کھڑا تھا۔ جب محمود غزنوی آکر لڑا تب یہ معجزہ ہوا۔ کہ اس کا مندر توڑا گیا۔ اور پجاری بھگتوں کی ذلت اور خواری ہوگئی۔ اور لاکھوں آدمیوں کی فوج دس ہزار فوج سے بھاگ گئی۔ جو پوپ پجاری پرستش پرشچرن حمد و ثنا دعا کرتے تھے۔ کہ اے مہادیو! اس ملیچھ کو تو مار ڈال۔ ہماری رکشا کر۔" اور وہ اپنے چیلے راجاؤں کو کہتے تھے۔ کہ آپ بے فکر رہیئے۔ مہادیو جی بھیرو یا ویر بھدر کو بھیج دیں گے۔ وہ سب ملیچھوں کو مار ڈالیں گے یا اندھا کر دیں گے۔ ابھی ہمارا دیوتا ظاہر ہو جاتا ہے۔ ہنومان، درگا اور بھیرو نے خواب میں کہا ہے۔ کہ ہم سب کام کر دیں گے۔ وہ بیچارے بھولے راجہ اور کھشتری پوپوں کے بہکانے سے اعتبار کر بیٹھے۔ کتنے ہی نجومی پوپوں نے کہا کہ ابھی تمہاری چڑھائی کا وقت نہیں ہے۔ ایک نے آٹھواں چندرماں بتلایا۔ دوسرے نے یوگنی سامنے دکھائی۔ اس قسم کی بہکاوٹ ہی میں رہے جب ملیچھوں کی فوج نے آکر گھیر لیا۔ تب ذلت سے بھاگے کتنے ہی پوپ پجاری اور ان کے چیلے پکڑے گئے۔ پجاریوں نے یہ بھی ہاتھ جوڑ کر کہا۔ کہ تین کروڑ روپیہ لے لو۔ مگر مندر اور بت مت توڑو۔ مسلمانوں نے کہا۔ کہ ہم بت پرست نہیں۔ بلکہ بت شکن ہیں۔ اور جا کر جھٹ مندر توڑ دیا۔ جب اوپر کی چھت ٹوٹی۔ تب سنگ مقناطیس کے جدا ہونے سے بت گر پڑا۔ جب بت توڑا تب سنتے ہیں۔ کہ اٹھارہ کروڑ روپے کے جواہرات نکلے۔ جب پجاری اور پوپوں پر کوڑے پڑے تب رونے لگے۔ پوچھا گیا۔ کہ خزانہ بتلاؤ۔ مار کے مارے جھٹ بتلا دیا۔ تب سب خزانہ لوٹ مار کوٹ کر پوپ اور ان کے چیلوں کو غلام بیگاری بنا چکی پسوائی۔ گھاس کھدوایا۔ بول و براز وغیرہ اٹھوایا۔ اور چنے کھانے کو دیئے۔ ہائے! کیوں پتھر کی پرستش کر تباہ و برباد ہوئے کیوں پرمیشور کی عبادت نہ کی؟ جو ملیچھوں کے دانت توڑ ڈالتے اور خود فتح پاتے۔ دیکھو۔ جتنے بت ہیں۔ اگر ان کے عوض میں بہادر جوانمردوں کی تعظیم کرتے۔ تو بھی کتنی حفاظت ہوتی۔ پجاریوں نے ان پتھروں کی اتنی عبادت کی۔ لیکن ایک بھی بت ان دشمنوں کے سر پہ اڑ کر نہ لگا۔ جو کسی ایک بہادر جوانمرد کی بت کی مانند خدمت کرتے۔ تو وہ اپنے خادموں کو حتی الوسع بچاتا۔ اور ان دشمنوں کو مارتا۔

نرسی مہتہ کی ہنڈوی

سوال۔ دوارکا جی کے رنچھوڑ جی نے نرسی مہتہ کے پاس ہنڈوی بھیج دی۔ تو اس کا قرضہ اتار دیا۔ اس قسم کی بات بھی کیا جھوٹی ہے؟ جواب۔ کسی ساہوکار نے روپے دے دیئے ہوں گے۔ کسی نے جھوٹا نام اڑا دیا ہوگا۔ کہ شری کرشن نے

بیٹھے ہیں۔ جب سمت ۱۹۱۴ (۱۸۵۷ء) میں توپوں کے مارے مندر اور بت انگریزوں نے اڑا دیئے تھے تب بت کہاں گئے تھے؟ خلاف اس کے باگھیر یعنی گھیلے لوگوں نے جتنی بہادری کی۔ اور لڑے۔ دشمنوں کو مارا۔ لیکن بت ایک مکھی کی ٹانگ بھی نہ توڑ سکا۔ جو شری کرشن کی مانند ہوتا۔ تو ان کے دھرّے اڑا دیتا۔ اور بھاگتے پھرتے۔ بھلا یہ تو کہو۔ کہ جس کا محافظ مار کھائے۔ اس کی پناہ لینے والے کیوں نہ پیٹے جائیں؟

جوالا مکھی

سوال۔ جوالا مکھی تو ظاہرا دیوی ہے۔ سب کو کھا جاتی ہے۔ اور پرساد دیا جائے۔ تو آدھا کھا جاتی ہے۔ اور آدھا چھوڑ دیتی ہے۔ مسلمان بادشاہوں نے اس پر نہر پھروائی۔ اور لوہے کی چادریں جڑوادی تھیں۔ تو بھی جوالا نہ بجھی۔ اور نہ رکی۔ ویسے ہی ہنگ لاج بھی آدھی رات کو سواری کرتے ہوئے پہاڑ پر دکھائی دیتی۔ پہاڑ پر گرجتی ہے۔ چندر کوپ بولتا۔ اور یونی جنتر کے نکلنے سے دوبارہ جنم نہیں ہوتا۔ ٹھمرا باندھنے سے پورا بزرگ کہاتا۔ جب تک ہنگ لاج نہ ہو آئے۔ تب تک نصف بزرگ کہلاتا ہے۔ ایسی قسم کی سب باتیں کیا قابل تسلیم نہیں؟ جواب۔ نہیں۔ کیونکہ وہ جوالا مکھی (آتش خیز) پہاڑ سے آگ نکلتی ہے۔ اس میں پجاری لوگوں کی عجیب چالاکی ہے۔ جیسے گرم گھی کے چمچہ میں شعلہ آجاتا۔ علیحدہ کرتے یا پھونک مارنے سے بجھ جاتا ہے۔ اور تھوڑے سے گھی کو کھا جاتا۔ باقی چھوٹ جاتا ہے۔ اسی کی مانند وہاں بھی ہے۔ جیسے چولہے کے شعلہ میں جو ڈالا جائے۔ سب خاکستر ہو جاتا ہے۔ جنگل یا گھر میں لگ جانے سے سب کو کھا جاتا ہے۔ اس سے وہاں کیا بڑھ کر ہے۔ سوائے ایک مندر، حوض، اور ادھر ادھر نالیوں کی بناوٹ کے۔

ہنگ لاج میں کوئی سواری نہیں نکلتی۔ اور جو کچھ ہوتا ہے۔ وہ سب پجاریوں کی چالاکی کے سوائے اور کچھ بھی نہیں۔ ایک پانی اور دلدل کا حوض بنا رکھا ہے۔ جس کے نیچے سے بلبلے اٹھتے ہیں۔ اور اس کو پھل لگ سپھل یاترا (نتیجہ دار زیارت) ہونا مانتے ہیں۔ یونی کا جنتر ان لوگوں نے دولت لوٹنے کے لئے بنوا رکھا ہے اور ٹھمرے بھی اسی طرح پوپ لیلا کے ہیں۔ اس سے بزرگی ہوتی ہو۔ تو ایک حیوان پر ٹھمرے کا بھار لاد دیں تو کیا وہ بزرگ یا بڑا آدمی ہو جائے گا؟ بڑا آدمی تو اعلےٰ دھرم کے کاموں سے ہوتا ہے۔

امرتسر۔ دیوالسر۔ امرناتھ وغیرہ

سوال۔ امرتسر کا تالاب بمنزلہ "آب حیات" ریٹھے کا پھل آدھا میٹھا ہے۔ اور اب تک دیوار جھکتی ہے۔ لیکن گرتی نہیں۔ دیوالسر میں بیڑے تیرتے ہیں۔ امرناتھ میں خود بخود لنگ بن جاتے ہیں۔ ہمالہ سے کبوتر کے جوڑے آ کر سب کو درشن دے کر چلے جاتے ہیں۔ کیا یہ بھی قابل تسلیم نہیں؟ جواب۔ نہیں۔ اس تالاب کا صرف نام امرتسر ہے۔ جب کبھی جنگل ہوگا تب اس کا پانی اچھا ہوگا۔ اس لئے اس کا نام امرتسر رکھ دیا ہے اگر آب حیات ہوتا۔ تو پورانیوں کے اعتقاد کے مطابق کوئی کیوں مرتا!

دیوار کی کچھ بناوٹ ایسی ہوگی۔ جس سے جھکتی ہوگی۔ اور گرتی نہیں۔ ریٹھے قلم کے پیوندی ہوں گے یا گپ ہوگی۔ دیوالسر میں بیڑے تیرانے میں کچھ کاریگری ہوگی۔ امرناتھ میں برف کے پہاڑ بنتے ہیں پھر پانی کا جم کر چھوٹے لنگ (کی شکل کا) بننا کیا تعجب ہے۔ اور کبوتروں کے جوڑے پالتو ہوں گے پہاڑ کی آڑ میں آدمی چھوڑتے ہوں گے۔ دکھلا کر ٹکے لوٹتے ہوں گے۔

ہردوار وغیرہ تیرتھوں کا مہاتم

سوال: ہردوار بہشت کا دروازہ۔ ہر کی پوڑی پر غسل کرے۔ تو گناہ چھوٹ جاتے ہیں۔ اور تپوبن میں رہنے سے تپسوی ہوتا ہے۔ دیوپریاگ۔ گنگوتری میں گومکھ۔ اُترکاشی میں گپت کاشی۔ تریُگی نارائن کے دیدار ہوتے ہیں کیدار اور بدری نارائن کی پرستش چھ مہینے تک انسان اور چھ مہینے تک دیوتا کرتے ہیں۔ مہادیو کا منہ نیپال میں۔ پشوپتی کے چوتڑ (سرین) کیدار اور تنگ ناتھ میں ناف۔ پاؤں امرناتھ میں۔ ان کے درشن سپرشن (چھونے) اور غسل کرنے سے مکتی ہو جاتی ہے۔ وہاں کیدار اور بدری نارائن سے بہشت میں جانا چاہے۔ تو جا سکتا ہے۔ اس قسم کی باتیں کیسی ہیں؟ جواب۔ ہردوار شمال سے پہاڑوں میں جانے کے لئے ایک راستے کا شروع ہے۔ ہر کی پوڑی غسل کے لئے ایک کنڈ کی سیڑھیوں کو بنایا ہے۔ سچ پوچھو تو "ہاڑ پوڑی" ہے۔ کیونکہ ملک ملک کے مُردوں کی ہڈیاں اس میں پڑا کرتی ہیں۔ گناہ کبھی بھی بغیر بھوگے نہیں چھوٹ سکتے یعنی نہیں کٹتے۔ تپوبن جب ہوگا۔ اب تو "بھکشک بن" (یعنی بھکاریوں کا جنگل) ہے تپوبن میں محض جانے اور رہنے سے تپ (ریاضت) نہیں ہوتا۔ بلکہ ریاضت تو کرنے سے ہوتی ہے۔ کیونکہ وہاں بہت سے دوکاندار جھوٹ بولنے والے بھی رہتے ہیں۔

پہاڑ کے اوپر سے پانی گرتا ہے۔ گئو کے منہ کی شکل ٹکا دینے والوں نے بنائی ہوگی۔ اور وہی پہاڑ کے پوپ کا بہشت ہے۔ وہاں اُترکاشی وغیرہ مقامات عابدوں کے لئے تو اچھے ہیں۔ لیکن دوکانداروں کے لئے وہاں بھی دوکانداری ہے۔ دیوپریاگ پوراناک گپوڑوں کی لیلا ہے۔ یعنی جہاں الکھنندا اور گنگا ملی ہے اس لئے وہاں دیوتا رہتے ہیں۔ ایسی گپیں نہ ہانکیں۔ تو وہاں کون جائے۔ اور ٹکا کون دے۔ گپت کاشی (پوشیدہ کاشی) تو نہیں ہے۔ وہ تو پرتیکش کاشی (ظاہرا کاشی) ہے۔ تین جگوں کی دھونی تو نظر نہیں آتی۔ لیکن پوپوں کی دس بیس پشتوں کی ہوگی جیسے خاکیوں کی دھونی اور پارسیوں کا آتشکدہ ہمیشہ جلتا رہتا ہے۔ تپت کنڈ (گرم چشمہ) چونکہ پہاڑوں کے اندر سخت حرارت ہوتی ہے (اس لئے) اس میں گرم پانی آتا ہے اس کے نزدیک دوسرے حوض میں اوپر کا پانی یا جہاں گرمی نہیں وہاں سے آتا ہے۔ اس لئے ٹھنڈا ہے۔ کیدار کے مقام کی جگہ بہت اچھی ہے۔ لیکن وہاں بھی ایک جمے ہوئے پتھر پر پجاری یا اُن کے چیلوں نے مندر بنا رکھا ہے۔ وہاں مہنت پجاری اور پنڈے آنکھ کے اندھے گانٹھ کے پوروں سے مال اڑا کر عیش و عشرت کرتے ہیں۔ ویسے ہی بدری نارائن میں ٹھگ ودیا والے بہت سے پجاری بیٹھے ہیں۔ "راول جی" وہاں کے سردار ہیں۔ ایک عورت کی بجائے بہت سی کر بیٹھے ہیں۔ پشوپتی ایک مندر اور پنج مکھی بت کا نام رکھ چھوڑا ہے۔ جب کوئی نہ پوچھے تب ہی ایسی لیلا زور میں ہوتی ہے۔ لیکن جیسے تیرتھ کے لوگ دغا باز مال اُڑانے والے ہوتے ہیں ویسے ہی پہاڑی لوگ نہیں ہوتے وہاں کی زمین پُر فضا اور پاک ہے۔

پریاگ اجودھیا متھرا بندرابن کورکشیتر کی زیارت

سوال: بندھیاچل میں وندھیشوری کالی اشٹ بھجی ظاہرا موجود ہے۔ وندھیشوری تینوں وقت میں تین شکلیں بدلتی ہے اور اس کے احاطہ میں مکھی ایک

بھی نہیں ہوتی پریاگ، تیرتھ راج وہاں سر منڈانے سے سدھی اور گنگا جمنا کے ملنے کی جگہ میں غسل کرنے سے مراد بر آتی ہے۔ ویسے ہی ایودھیا کئی دفعہ اڑ کر تمام آبادی سمیت بہشت میں چلی گئی۔ متھرا سب تیرتھوں سے بڑھ کر بندرابن لیلا کا مقام اور گوبردھن برج یاترا بڑے نصیب سے ہوتی ہے۔ سورج گرہن میں کوروکشیتر میں لاکھوں آدمیوں کا میلہ ہوتا ہے۔ کیا یہ سب باتیں جھوٹی ہیں؟ جواب۔ ظاہرا آنکھوں سے تینوں مورتیاں نظر آتی ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پتھر کے بت ہیں۔ مگر تینوں وقتوں میں تین قسم کی شکلیں ہونے کا سبب پجاری لوگوں کے کپڑے زیور وغیرہ پہنانے کی چالاکی ہے۔ اور مکھیاں ہزاروں ہوتی ہیں۔ میں نے بچشم خود دیکھا ہے پریاگ میں کسی شلوک بنانے والے حجام نے یا پوپ جی کو کچھ روپے دے کر سر منڈوانے کا مہاتم (فضیلت) بنایا یا بنوایا ہوگا۔ پریاگ میں غسل کر کے بہشت کو جاتا۔ تو واپس گھر میں کیوں آتا۔ ایسا کوئی بھی نظر نہیں آتا۔ بلکہ گھر کو سب آتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جو کوئی وہاں ڈوب مرتا ہے۔ اس کا جیو (روح) بھی آکاش میں ہوا کے ساتھ گھوم کر جنم لیتا ہوگا۔ تیرتھ راج نام بھی ٹکا لینے والوں نے رکھا ہے بے جان شے پر راجدھانیت کی تمیز کبھی نہیں ہو سکتی۔ یہ بالکل ناممکن بات ہے۔ کہ ایودھیا کا شہر آبادی، کتے، گدھے، بھنگی، چمار اور پجاری سمیت تین دفعہ بہشت میں گیا ہو۔ بہشت میں تو نہیں گیا۔ وہاں کا وہاں ہی ہے۔ لیکن پوپ جی کے زبانی گھوڑوں میں ایودھیا بہشت کو اڑ گئی۔ یہ گپوڑہ واقعی لفظوں کی صورت میں اڑتا پھرتا ہے۔ ایسے ہی "نیمش آرنیہ" وغیرہ بھی ان ہی لوگوں کی لیلا جانو۔

"متھرا تینوں لوک سے نرالی" تو نہیں۔ لیکن اس میں تین جاندار بڑے لیلا دھاری ہیں۔ کہ جن کے مارے تری، خشکی اور ہوا میں کسی کو آرام ملنا مشکل ہے۔ ایک چوبے جو کوئی غسل کرنے جائے اپنا محصول لینے کے لئے کھڑے ہو کر بکتے رہتے ہیں۔ کہ لاؤ یجمان! بھانگ، مرچ اور لڈو کھائیں، پئیں اور یجمان کی جے جے منائیں دوسرے پانی میں کچھوے کاٹ ہی کھاتے ہیں جن کے مارے غسل کرنا بھی گھاٹ پر مشکل ہو جاتا ہے تیسرے آکاش میں اوپر لال منہ کے بندر پگڑی، ٹوپی، زیور اور جوتیاں تک بھی نہ چھوڑیں۔ کاٹ کھاویں۔ دھکے دیں گرا کر مار ڈالیں۔ اور یہ تینوں پوپ اور پوپ جی کے چیلوں کے معبود ہیں۔ کئی من چنے وغیرہ اناج سے بندروں کی سیوا، گڑ وغیرہ اور چوبوں کی دکشنا اور لڈوؤں سے لوگ خدمت کیا کرتے ہیں۔ اور بندرابن جب تھا، تب تھا۔ اب تو بیسوابن کی مانند چھوکرا چھوکری اور گورو چیلی وغیرہ کی لیلا پھیل رہی ہے ویسے ہی دیپ مالیکا (دیوالی) کے میلے پر گوبردھن اور برج یاترا میں بھی پوپوں کی بن پڑتی ہے۔

کوروکشیتر میں بھی وہی روزی کی لیلا سمجھ! ان میں جو شخص دھارمک اور دوسروں کی بہتری کا خواہاں ہے۔ وہ اس پوپ لیلا کو چھوڑ دیتا ہے۔

بت پرستی کا آغاز

سوال۔ یہ بت پرستی اور تیرتھ قدیم سے چلے آتے ہیں کیونکر جھوٹے ہو سکتے ہیں؟ جواب۔ تم قدیم کس کو کہتے ہو؟ جو ہمیشہ سے چلا آتا ہے اگر یہ ہمیشہ سے ہوتے۔ تو وید اور براہمن وغیرہ رشی منیوں کی تصنیف کردہ کتابوں میں ان کا نام کیوں نہیں؟ یہ بت پرستی اڑھائی تین ہزار برس سے ادھر پیچھے وام مارگی اور جینیوں سے چلی ہے۔ پہلے آریہ ورت میں نہیں

تھی۔ اور یہ تیرتھ بھی نہیں تھے۔ جب جینیوں نے گرنار۔ پالی ٹانہ۔ شکھر۔ شترونجے اور آبو وغیرہ تیرتھ (زیارت گاہ) بنائے۔ تو ان کے مطابق ان لوگوں نے بھی بنا لیے۔ جو کوئی ان کے شروع ہونے کی تحقیقات کرنا چاہے۔ وہ پنڈوں کی پرانی سے پرانی بہی اور تانبے کے پتر وغیرہ کی تحریریں دیکھے۔ تو یقین ہو جائے گا کہ یہ سب تیرتھ پانچ سو یا ایک ہزار برس پیچھے ہی بنے ہیں۔ ہزار برس سے پیشتر کی تحریر کسی کے پاس نہیں نکلتی اس لئے جدید ہی ہیں

تیرتھ یاترا سے گناہ نہیں چھوٹتے

سوال: جو جو تیرتھ یا نام کا مہاتم یعنی جیسے अन्यक्षेत्रे कृतं पापं काशीक्षेत्रे विनश्यति دوسرے مقام میں کیا ہوا پاپ کاشی کے مقام میں دور ہو جاتا ہے۔ جو اس قسم کی باتیں ہیں۔ وہ سچی ہیں یا جھوٹی؟ جواب۔ نہیں۔ کیونکہ جو پاپ چھوٹ جاتے ہیں۔ تو مفلسوں کو دولت، بادشاہت، اندھوں کو آنکھ مل جاتی۔ کوڑھیوں کے جذام وغیرہ امراض دور ہو جاتے ہیں۔ مگر ایسا نہیں ہوتا۔ اس لئے گناہ یا ثواب کسی کا نہیں چھوٹتا

گنگا گنگا کہنے سے گناہ دور نہیں ہوتے

سوال:-

गङ्गागङ्गेति यो ब्रूयाद्योजनानां शतैरपि ।
मुच्यते सर्वपापेभ्यो विष्णुलोकं स गच्छति ॥१॥
हरिर्हरति पापानि हरिरित्यक्षरद्वयम् ॥ २ ॥
प्रातःकाले शिवं दृष्ट्वा निशि पापं विनश्यति ।
आजन्मकृतं मध्याह्ने सायाह्ने सप्तजन्मनाम् ॥३॥

اس قسم کے شلوک پوپ پران کے ہیں۔ "جو سینکڑوں ہزاروں کوس دور سے بھی گنگا گنگا کہے تو اس کے گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ اور وہ وشنو لوک یعنی بیکنٹھ (جنت) کو جاتا ہے" (۱)

"ہری" ان دونوں حرفوں کا نام لینا سب گناہوں کو دور کر دیتا ہے۔ ویسے ہی رام، کرشن، شیو، بھگوتی ناموں کا مہاتم ہے" (۲)

"اور جو آدمی صبح کے وقت شیو یعنی لنگ یا اس کے بت کا درشن کرے۔ تو رات میں کیا ہوا۔ دوپہر میں درشن کرنے سے عمر بھر کا۔ شام کے وقت درشن کرنے سے سات جنموں کا پاپ (گناہ) چھوٹ جاتا ہے" (۳)

یہ درشن کا مہاتم ہے۔ کیا یہ جھوٹا ہو جائے گا؟

جواب: جھوٹا ہونے میں شک ہی کیا ہے۔ کیونکہ گنگا گنگا یا ہرے۔ رام۔ کرشن۔ نارائن۔ شیو اور بھگوتی کا نام لینے سے گناہ کبھی نہیں چھوٹتے۔ اگر چھوٹیں۔ تو دکھی کوئی نہ رہے۔ اور گناہ کرنے سے کوئی بھی نہ ڈرے۔ جیسے کہ آج کل پوپ لیلا میں گناہ بڑھ کر ہو رہے ہیں۔ جاہلوں کو یقین ہے۔ کہ ہم گناہ کر کے نام سمرن یا تیرتھ یاترا کریں گے۔ تو گناہ دور ہو جائیں گے۔ اس یقین پر گناہ کر کے دنیا اور عاقبت کو برباد کر رہے ہیں۔ لیکن

آخر میں کیا ہوا گناہ بھوگنا ہی پڑتا ہے۔

سچے تیرتھ اور سچا نام سمرن

سوال۔ تو کوئی تیرتھ نام سمرن سچا ہے یا نہیں؟ جواب۔ سچا ہے۔ وید وغیرہ سچے شاستروں کا پڑھنا پڑھانا، دھارمک عالموں کی صحبت، سب کی بھلائی کرنا۔ دھرم پر چلنا، یوگ ابھیاس، دشمنی اور فریب کا نہ کرنا، راستبازی، سچائی کا اعتقاد، راست کرداری، برہمچریہ رکھنا۔ استاد۔ درویش۔ ماں باپ کی خدمت کرنا، پرمیشور کی ستتی، پرارتھنا، اپاسنا، شانتی، نفس کشی۔ نیک سیرتی، نیک کوششیں، علم اعلیٰ وغیرہ سچے اوصاف افعال، دکھوں سے عبور کرانے والے ہونے کے سبب تیرتھ ہیں۔ اور جو تری یا خشکی والے ہیں وہ تیرتھ کبھی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ انسان جن کے ذریعہ دکھوں سے تر جاویں۔ ان کا نام تیرتھ ہے۔ تری و خشکی تیرانے والے نہیں۔ بلکہ ڈبا کر مار ڈالنے والے ہیں۔ برخلاف اس کے جہاز وغیرہ کا نام تیرتھ ہو سکتا ہے کیونکہ ان سے سمندر وغیرہ کو عبور کرتے ہیں۔ (اتھر وید ۴-۴-۱۰۸)

समानतीर्थे वासी ।

नमस्तीर्थ्याय च ॥ (یجر وید ۱۶-۴۲)

جو برہمچاری ایک آچاریہ سے یا ایک شاستر کو ساتھ ساتھ پڑھتے ہوں۔ وہ تیرتھ یعنی برابر کے تیرتھ سیوی (ہم جماعت) ہوتے ہیں۔ جو وید وغیرہ شاستر اور راستبازی وغیرہ دھرم کی صفات سے متصف ہو۔ اس کو اناج وغیرہ اشیاء کا دینا اور اس سے علم حاصل کرنا وغیرہ تیرتھ کہلاتا ہے۔ نام سمرن اس کو کہتے ہیں کہ

यस्य नाम महद्यशः ॥ (یجر وید ۳۲-۳) "پرمیشور کا نام بڑے یش یعنی دھرم کے کاموں کا کرنا ہے۔"

جیسے برہم پرمیشور، ایشور، نیائے کاری (عادل)، دیالو (رحیم)، سرب شکتیمان (قادر مطلق) وغیرہ نام پرمیشور کے اوصاف، افعال، اور خواص کے باعث ہیں۔ مثلاً برہم سب سے بڑا، پرمیشور مالکوں کا مالک۔ ایشور قدرت والا۔ نیائے کاری جو کبھی بے انصافی نہیں کرتا۔ دیالو جو سب پر نظر عنایت رکھتا ہے۔ سرب شکتیمان اپنی قدرت ہی سے سب دنیا کی پیدائش، قیام اور فنا کرنے والا۔ مدد کسی کی نہیں لیتا۔ برہما طرح طرح کی دنیوی اشیاء کو بنانے والا۔ وشنو سب میں حاضر و ناظر ہو کر حفاظت کرتا ہے۔ مہادیو سب دیوتاؤں کا دیو۔ رُدر پرلے (فنا) کرنے والا وغیرہ ناموں کے معنوں کو اپنے میں دھارن (جذب) کرے یعنی بڑے کاموں کے کرنے سے بڑا ہو۔ طاقتوروں میں طاقتور ہو۔ قابلیتوں کو بڑھاتا جائے۔ اور ادھرم کبھی نہ کرے۔ سب پر رحم کرے۔ سب قسم کے سادھن (تدابیر) کو سمجھ کر صنعت و حرفت سے طرح طرح کی چیزوں کو بنائے ساری دنیا کے سکھ دکھ کی طرح محسوس کرے۔ سب کی حفاظت کرے۔ عالموں میں عالم ہو۔ برے کام کرنے والوں کو کوشش سے سزا دے۔ اور شریفوں کی حفاظت کرے اس طرح پرمیشور کے ناموں کے معنی جان کر پرمیشور کے اوصاف افعال و خواص کے مطابق اپنے اوصاف افعال اور خواص کو کرتے جانا ہی پرمیشور کا نام سمرن (نام لینا) ہے

گورو ڈم کی تردید

سوال۔

गुरुर्ब्रह्मा गुरुर्विष्णुर्गुरुर्देवो महेश्वरः ।

गुरुरेव परं ब्रह्म तस्मै श्रीगुरवे नमः ॥

اِس قسم کا گورو مہاتم تو سچا ہے۔ "گورو کے پاؤں دھو کر پینا جیسا حکم کرے ویسا کرنا۔ گورو لالچی ہو تو وامن (اوتار) کی مانند۔ غصے والا ہو تو نرسنگھ (اوتار) کی مانند۔ موہ میں پھنسا ہوا ہو تو رام کی مانند اور شہوتی ہو تو کرشن کی مانند گورو کو جاننا چاہیے" خواہ گورو جی کیسا ہی گناہ کریں تو بھی اشردھا (بے اعتقادی) نہ کرنی۔ سنت یا گورو کے دیدار کو جانے میں قدم قدم پر اشومیدھ یگیہ کا ثمرہ ملتا ہے" یہ بات ٹھیک ہے یا نہیں؟ جواب۔ نہیں۔ برہما۔ وشنو۔ مہیشور اور پار برہم پرمیشور کے نام ہیں۔ اس کے برابر گورو کبھی نہیں ہو سکتا۔ یہ گورو مہاتم، گورو گیتا بھی ایک بڑی لیپ لیپا ہے۔ گورو تو ماں، باپ، اُستاد اور اُپدیشک ہوتے ہیں۔ ان کی خدمت کرنی۔ ان سے علم اور تربیت حاصل کرنی کرانی شاگرد اور اُستاد کا کام ہے۔ لیکن جو گورو لالچی، غصہ ور، محبت میں غلطاں اور شہوتی ہو تو اس کو بالکل ترک کر دینا۔ تنبیہ کرنی، معمولی تنبیہ سے نہ ملنے تو "ارگھیہ پادیہ" یعنی تاڑنا۔ سزا دینا جان تک لینے میں بھی کچھ عیب نہیں۔ جو علم وغیرہ اچھے اوصاف میں پٹے نہیں ہیں۔ جھوٹ موٹ کنٹھی تلک، وید کے برخلاف منتر اُپدیش کرنے والے ہیں۔ وہ گورو ہی نہیں۔ بلکہ گڈریے کی مانند ہیں جیسے گڈریے اپنی بھیڑ بکریوں سے دودھ وغیرہ مطلب نکالتے ہیں۔ ویسے ہی شاگردوں چیلوں کی دولت لوٹ کر اپنا مقصد پورا کرتے ہیں۔ دوہا:۔

لوبھی گورو لالچی چیلا دونو کھیلیں داؤ ÷ بھوساگر میں ڈوبتے بیٹھ پتھر کی ناؤ

گورو سمجھیں۔ کہ چیلے چیلی کچھ نہ کچھ دیں گے ہی۔ اور چیلے سمجھیں کہ چلو گورو جھوٹی قسم کھلانے اور گناہ دور کرنے کو مل گئے۔ ایسے ایسے لالچ سے دونوں کپٹ منی بھوساگر کے عذاب میں ڈوبتے ہیں۔ جیسے کہ پتھر کی ناؤ میں بیٹھنے والے سمندر میں ڈوب مرتے ہیں۔ ایسے گورو اور چیلوں کے منہ پر خاک دھول پڑے۔ اس کے پاس کوئی بھی کھڑا نہ رہے۔ جو رہے۔ وہ بحر عذاب میں ڈوبے گا۔ جیسی پوپ لیلا پجاری پورانیوں نے چلائی ہے۔ ویسی ان گڈریے گوروؤں نے بھی لیلا مچائی ہے۔ یہ سب کام خود غرض لوگوں کا ہے۔ جو دوسروں کے خیر خواہ ہیں۔ وہ خود تکلیف اٹھاویں۔ تو بھی عالم کی بھلائی کرنا نہیں چھوڑتے۔ اور گورو مہاتم اور گورو گیتا وغیرہ بھی انہی بدکردار گورو لوگوں نے بنائی ہے۔ سوال:۔

अष्टादशपुराणानां कर्त्ता सत्यवतीसुतः ॥ १ ॥ مہابھارت

इतिहासपुराणाभ्यां वेदार्थमुपबृंहयेत् ॥ २ ॥

पुराणानि खिलानि च ॥ ३ ॥ (منوسمرتی)

इतिहासपुराणः पञ्चमो वेदानां वेदः ॥ ४ ॥

दशमेऽहनि किंचित्पुराणमाचक्षीत ॥ ५ ॥ (ویدانت سوتر)

पुराणविद्या वेदः ॥ ६ ॥ (چھاندوگیہ)

"اٹھارہ پورانوں کے مصنف ویاس جی ہیں۔ ویاس کے قول کو مستند ضرور ماننا چاہیے" (۱)

"تواریخ مہابھارت اٹھارہ پورانوں سے ویدوں کے معنی پڑھیں پڑھاویں۔ کیونکہ تواریخ اور پوران

ویدوں کے ہی معنوں کے مطابق ہیں۔" (۲)

"پتری کرم میں پُران اور ہری ونش کی کتھائیں۔" (۳)

"اشومیدھ کے اختتام پر دسویں روز تھوڑی سی پُران کتھائیں۔" (۴)

"پُران علم وید کے معنے جاننے ہی سے وید ہے۔" (۵)

"تواریخ اور پُران پانچوں وید کہلاتے ہیں۔ اس قسم کے حوالوں سے پرانوں کا مستند ہونا اور ان کے حوالوں سے بت پرستی اور تیرتھ بھی قابلِ تسلیم ہیں۔ کیونکہ پرانوں میں بت پرستی اور تیرتھوں کی اجازت ہے۔" (۶)

جواب۔ جو اٹھارہ پرانوں کے مصنف ویاس جی ہوتے۔ تو ان میں اتنے گپوڑے نہ ہوتے۔ کیونکہ شاریرک سوتر یوگ شاستر کے بھاشیہ وغیرہ ویاس جی کی تصنیفات کو دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ویاس جی بڑے عالم، راستباز، دھارمک یوگی تھے۔ وہ ایسی جھوٹی کتھا کبھی نہ لکھتے۔ اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ جن باہم مخالف فرقائی لوگوں نے بھاگوت وغیرہ جدید فرضی کتابیں بنائی ہیں۔ ان میں ویاس جی کے اوصاف کی جھلک تک نہ تھی۔ اور وید شاستر کے خلاف جھوٹی باتیں لکھنا ویاس جیسے عالموں کا کام نہیں۔ یہ کام مخالف خود غرض اور غیر فاضل لوگوں کا ہے۔ اتہاس (تواریخ) اور پُران شیو پُران وغیرہ کا نام نہیں۔ بلکہ

ब्राह्मणानीतिहासान् पुराणानि कल्पान् गाथानाराशंसीरिति ॥

یہ براہمن اور سوتروں کا قول ہے۔

"ایتریہ، شتپتھ، سام اور گوپتھ براہمن کتابوں ہی کے اتہاس، پُران، کلپ، گاتھا اور ناراشنسی یہ پانچ نام ہیں۔"

اتہاس:۔ جیسے جنک اور یاگیہ ولکیہ کا مباحثہ۔ پُران۔ دنیا کی پیدائش وغیرہ کا بیان۔ کلپ۔ ویدک الفاظ کے سامرتھ (وسعت) کا بیان اور معنوں کا ظاہر کرنا۔ گاتھا۔ کسی کی مثال سے نتیجہ نکال کر اسے کتھا کی صورت میں بیان کرنا۔ ناراشنسی۔ انسانوں کے قابلِ تعریف اور قابلِ مذمت افعال کا بیان کرنا۔ انہی سے وید کے معنے جانے جاتے ہیں۔ پتری کرم یعنی علمِ معرفت کے جاننے والوں کی تعریف میں کچھ سُننا۔ اشومیدھ کے اختتام پر بھی انہی کا سُننا لکھا ہے۔ کیونکہ جو ویاس جی کی تصانیف ہیں۔ ان کا سُننا سُنانا ویاس جی کی پیدائش کے بعد ہو سکتا ہے۔ پیشتر نہیں۔ جب ویاس جی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ تب وید کے معانی کو پڑھتے پڑھاتے سُنتے سُناتے تھے۔ اسی لئے سب سے پرانے براہمن گرنتھوں ہی پر یہ سب باتیں صادق آسکتی ہیں۔ ان جدید فرضی شریمد بھاگوت، شیو پُران وغیرہ بناوٹی یا غلط پُر نقائص کتابوں پر صادق نہیں آسکتیں۔

چونکہ ویاس جی نے وید پڑھے۔ اور پڑھا کر وید کے معنوں کی اشاعت کی۔ اسی لئے ان کا نام "ویاس" ہوا۔ کیونکہ ویاس قطر کو کہتے ہیں۔ یعنی رگ وید کے شروع سے لے کر اتھروید کے آخیر تک چاروں وید پڑھے تھے۔ اور شکدیو اور جیمنی وغیرہ شاگردوں کو پڑھاتے بھی تھے۔ ورنہ ان کا پیدائشی نام تو کرشن دویپاین تھا۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ ویدوں کو ویاس جی نے اکٹھا کیا۔ یہ بات جھوٹی ہے۔ کیونکہ ویاس جی کے

باپ دادا، پردادا، پرماتما بھگتی۔ وششٹھ، اور برہما وغیرہ نے بھی چاروں وید پڑھے تھے۔ پھر یہ بات کیونکر درست ہو سکتی ہے؟ سوال - پرانوں میں سب باتیں جھوٹی ہیں یا کوئی سچی بھی ہیں؟

پرانوں میں بہت سی باتیں جھوٹی ہیں

جواب - بہت سی باتیں جھوٹی ہیں۔ اور کوئی گھنا کشر نیائے (گھن سے الفاظ بننے کے مصداق) سے سچی بھی ہے۔ جو سچی ہے۔ وہ وید وغیرہ سچے شاستروں کی اور جو جھوٹی ہیں۔ وہ ان پوپوں کے پران روپ گھر کی ہیں۔ جیسے شیو پران میں شیووں نے شیو کو پرمیشور مان کر وشنو، برہما، اندر، گنیش، اور سوریہ وغیرہ کو اس کا غلام قرار دیا ہے۔ وشنووں نے وشنو پران وغیرہ میں وشنو کو پرمیشور مانا اور شیو وغیرہ کو وشنو کا غلام قرار دیا ہے۔

دیوی بھاگوت میں دیوی کو پرمیشوری اور شیو و وشنو وغیرہ کو اس کا غلام بنایا۔ گنیش کھنڈ میں گنیش کو پرمیشور اور باقی سب کو غلام بنایا ہے۔ بھلا یہ بات اس سمپردائی (فرقے والے) پوپوں کی نہیں تو کن کی ہے جب ایک معمولی انسان کی تصنیف میں ایسی متضاد بات نہیں ہوتی۔ تو عالم کی تصنیف میں بھی کبھی نہیں ہو سکتی۔ اس میں سے اگر ایک بات کو سچی مانیں۔ تو دوسری کو جھوٹی۔ اور دوسری کو سچی مانیں تو تیسری کو جھوٹی۔ اور اگر تیسری کو سچی مانیں تو باقی سب جھوٹی ہو جاتی ہیں۔ شیو پران والے نے شیو سے، وشنو پران والوں نے وشنو سے، دیوی پران والوں نے دیوی سے، گنیش کھنڈ والے نے گنیش سے، سورج پران والوں نے سورج سے، وایو پران والوں نے وایو سے دنیا کی پیدائش اور پرلے لکھ کر ان میں سے جس جس کو عالم کی علت قرار دیا۔ اس کی پیدائش کی علت کسی اور کو ٹھہرا دیا۔ اگر کوئی پوچھے۔ کہ جو عالم کی پیدائش، قیام اور پرلے کرنے والا ہے۔ وہ پیدا ہو سکتا ہے؟ اور جو پیدا ہونے والی چیز ہے۔ وہ جہان کی علت کبھی ہو سکتی ہے؟ تو صرف چپ رہنے کے بدون کچھ بھی نہیں کہہ سکیں گے اور ان سب کے جسم کی پیدائش بھی ضرور ہوئی ہو گی۔ پھر وہ خود مخلوق اور محدود ہونے کے باعث دنیا کی پیدائش کرنے والے کیونکر ہو سکتے ہیں۔ اور پیدائش بھی عجیب طور سے مانی ہے۔ جو کہ بالکل ناممکن ہے جیسے:- شیو پران میں وشنو نے خواہش کی۔ کہ میں دنیا کو پیدا کروں۔ تو ایک نارائن نامی جل آشیہ (تالاب) کو پیدا کر کے اس کی ناف سے کمل، کمل سے برہما پیدا کیا۔ اس نے دیکھا۔ کہ سب پانی ہی پانی ہے۔ اس لئے ایک چلو پانی اٹھا دیکھ۔ پانی میں پٹک دیا۔ اس پر ایک بلبلا اٹھا۔ اور بلبلے میں سے ایک آدمی پیدا ہوا۔ اس نے برہما سے کہا۔ کہ اے بیٹے دنیا کو بنا۔ برہما نے اس کو کہا۔ میں تیرا بیٹا نہیں۔ تو میرا بیٹا ہے۔ ان میں جھگڑا برپا ہوا۔ اور دو ہزار برس تک وہ پانی میں لڑتے رہے۔ تب مہادیو نے سوچا۔ جن کو میں نے دنیا بنانے کے لئے بھیجا تھا۔ وہ دونوں آپس میں لڑ رہے ہیں۔ تب ان دونوں کے بیچ میں سے ایک نورانی لنگ پیدا ہوا۔ اور وہ فوراً آسمان میں چلا گیا۔ اس کو دیکھ کر دونوں حیران رہ گئے۔ سوچنے لگے۔ کہ اس کا شروع اور آخیر معلوم کرنا چاہیئے۔ جو شروع اور آخیر معلوم کر کے جلد آوے وہی باپ۔ جو پیچھے اور پتہ لے کر نہ آوے وہ بیٹا کہلاوے۔ وشنو کچھوے

کی شکل اختیار کر کے نیچے کو چلا۔ اور برہما ہنس کا جسم اختیار کر کے اوپر کو اڑا۔ اور دونوں من کی تیز رفتار سے چلے دو ہزار برس تک دونوں چلتے رہے۔ تو بھی اس کی حد نہ پائی۔ تب نیچے سے اوپر آنے والے وشنو اور اوپر سے نیچے جانے والے برہما نے سوچا۔ کہ اگر وہ پتہ لے آیا ہو گا۔ تو مجھ کو بیٹا بننا پڑے گا۔ ایسا سوچ رہا تھا۔ کہ اسی وقت ایک گائے اور ایک کیتکی کا درخت اوپر سے اتر آیا۔ ان سے برہما نے پوچھا۔ تم کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا۔ کہ ہم ہزاروں برس سے اس لنگ کے سہارے چلے آتے ہیں۔ برہما نے پوچھا۔ کہ اس لنگ کی حد ہے یا نہیں۔ انہوں نے کہا۔ کہ نہیں۔ برہما نے ان سے کہا۔ تم میرے ساتھ چلو اور ایسی گواہی دو۔ کہ میں لنگ کے سر پر دودھ کی دھار برساتی تھی۔ اور درخت کہے۔ کہ میں پھول برساتا تھا۔ ایسی گواہی دو گے۔ تو میں تمہیں منزل پر لے چلوں گا۔ انہوں نے کہا۔ ہم جھوٹی گواہی نہیں دیں گے۔ تب برہما خفا ہو کر بولا۔ اگر گواہی نہیں دو گے۔ تو میں تم کو ابھی خاکستر کر دیتا ہوں۔ تب دونوں نے ڈر کر کہا۔ کہ جیسی تم کہتے ہو۔ ہم ویسی گواہی دیں گے۔ تب تینوں نیچے کی طرف چلے۔ وشنو پہلے ہی آ گیا تھا۔ برہما بھی آ پہنچا۔ اس نے وشنو سے سوال کیا۔ کہ تو نے حد معلوم کی ہے یا نہیں۔ تب وشنو بولا۔ مجھ کو اس کی حد نہیں ملی۔ برہما نے کہا میں پتہ لے آیا ہوں۔ وشنو نے کہا۔ کہ کوئی گواہی دو گے؟ تب گائے اور درخت نے گواہی دی۔ کہ ہم دونوں لنگ کے سر پر تھے۔ تب لنگ میں سے آواز آئی۔ اس نے اول درخت کو بد دعا دی۔ کہ چونکہ تو نے جھوٹ بولا ہے۔ اس لئے تیرا پھول مجھ پر یا کسی اور دیوتا پر دنیا میں کہیں نہیں چڑھے گا۔ اور جو کوئی چڑھائے گا۔ اس کا ستیاناش ہو گا۔ گائے کو دعا دی۔ کہ جس منہ سے تو جھوٹ بولی ہے۔ اس سے براز کھایا کرے گی تیرے منہ کی پرستش کوئی نہیں کرے گا۔ لیکن دم کی کریں گے۔ اور برہما کو بد دعا دی۔ کہ تو نے جھوٹ بولا ہے اس لئے تیری پرستش دنیا میں کہیں نہیں ہو گی۔ اور وشنو کو ور دیا۔ کہ چونکہ تو نے سچ بولا ہے۔ اس لئے تیری پرستش سب جگہ ہو گی۔ پھر دونوں نے لنگ کی تعریف کی۔ اس تعریف سے خوش ہو کر اس لنگ میں سے ایک جٹا جوٹ صورت نکل آئی۔ اور کہنے لگی۔ کہ تم کو میں نے خلقت پیدا کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ تم جھگڑے میں کیوں پڑ گئے۔ برہما اور وشنو نے کہا۔ کہ ہم بغیر سامان کے خلقت کہاں سے پیدا کریں۔ تب مہادیو نے اپنے بالوں میں سے ایک راکھ کا گولا نکال کر دیا۔ اور کہا۔ کہ جاؤ۔ اس میں سے سب خلقت پیدا کرو۔ وغیرہ

بھلا کوئی ان پرانوں کے بنانے والوں سے پوچھے۔ کہ جب ذرات اور پانچ مہابھوت (عناصر) بھی نہیں تھے۔ تو برہما، وشنو، مہادیو کے جسم، پانی، کمل، لنگ، گائے اور کیتکی کا درخت اور راکھ کا گولا تمہارے باپا کے گھر میں سے آ گرے۔

ویسا ہی بھاگوت میں لکھا ہے۔ کہ وشنو کی ناف سے کنول پیدا ہوا۔ اور اس پھول سے برہما۔ اور برہما کے داہنے پاؤں کے انگوٹھے سے سوائمبھو اور بائیں انگوٹھے سے ست روپا رانی۔ ماتھے سے رودر مریچی وغیرہ دس لڑکے پیدا ہوئے۔ ان میں سے دس پرجاپتی ہوئے۔ اور ان کی تیرہ لڑکیوں کے بیاہ شادی کاشیپ سے ہونا لکھا ہے۔ ان میں سے دتی کے بطن سے دیت، دنو کے بطن سے دانو۔ آدتی کے بطن سے آدتیہ۔ ونتا کے بطن سے پرندے۔ کدرو کے بطن سے سانپ۔ سرما کے بطن سے کتے، گیدڑ وغیرہ اور دیگر

عورتوں کے بطن سے ہاتھی گھوڑے، اونٹ، گدھے، بھینسے، گھاس، پھونس اور ببول وغیرہ درخت کانٹوں سمیت پیدا ہوئے۔

واہ رے واہ! بھاگوت کے بنانے والے لال بجھکڑ کیا کہنا تجھ کو ایسی ایسی جھوٹی باتیں لکھنے میں ذرا بھی حیا اور شرم نہ آئی۔ محض اندھا ہی بن گیا۔ عورت مرد کے حیض اور منی کی آمیزش سے انسان تو بنتے ہی ہیں۔ لیکن پرمیشور کے قانون قدرت کے خلاف چارپائے، پرندے، سانپ وغیرہ کبھی پیدا نہیں ہو سکتے۔ اور ہاتھی، اونٹ، شیر، کتے، گدھے اور درخت وغیرہ ٹھہرنے کے لئے عورت کے رحم میں جگہ کہاں ہو سکتی ہے اور شیر وغیرہ پیدا ہو کر اپنے ماں باپ کو کیوں نہ کھا گئے۔ اور انسان کے جسم سے حیوان، پرندے، درخت وغیرہ پیدا ہونا کیونکر ممکن ہو سکتا ہے۔ افسوس ہے کہ ان لوگوں کی بنائی ہوئی اس سخت ناممکن لیلا پر جس نے دنیا کو ابھی تک مغالطہ میں ڈال رکھا ہے۔ بھلا ان پہلے درجے کی جھوٹی باتوں کو وہ اندھے پوپ اور باہر اندر کی پھوٹی آنکھوں والے ان کے چیلے سنتے اور مانتے ہیں۔ بڑے تعجب کی بات ہے۔ کہ یہ انسان ہیں یا کیا؟ ان بھاگوت وغیرہ پرانوں کے بنانے والے پیدا ہوتے ہی کیوں نہ رحم ہی میں ضائع ہو گئے یا پیدا ہونے کے وقت مر کیوں نہ گئے۔ تاکہ وہ ان گناہوں سے بچتے۔ اور ملک آریہ ورت ان مصیبتوں سے بچ جاتا۔

مارکنڈے پُران اور بھاگوت پُران کی گپیں

سوال۔ ان باتوں میں اختلاف نہیں آ سکتا۔ کیونکہ "جس کا بیاہ اسی کے گیت"۔ جب وشنو کی تعریف کرنے لگے تب وشنو کو پرمیشور اور دوسروں کو غلام جب شیو کے گن گانے لگے تب شیو کو پرمیشور، دوسروں کو غلام بنا دیا۔ اور پرمیشور کی مایا دھوکا سے سب کچھ بن سکتا ہے۔ انسان سے حیوان وغیرہ اور حیوانات سے انسان وغیرہ کی پیدائش پرمیشور کر سکتا ہے۔ دیکھو بغیر علت اپنی مایا سے سب خلقت کھڑی کر دی ہے۔ اس میں کونسی بات ناممکن ہے۔ جو کرنا چاہے سو سب کر سکتا ہے۔ جواب۔ ارے بھولے لوگو! بیاہ میں جس کے گیت گاتے ہیں۔ اس کو سب سے بڑا اور دوسروں کو چھوٹا یا قابل مذمت یا اس کو سب کا باپ تو نہیں بنا دیتے۔ کہو پوپ جی! تم بھاٹ اور خوشامدی گیت گانے والوں سے بھی بڑھ کر گپی (لاف زن) ہو یا نہیں۔ کہ جس کے پیچھے لگو۔ اس کو سب سے بڑا بناؤ۔ اور جس سے مخالفت کرو۔ اس کو سب سے ادنیٰ ٹھہراؤ تم کو سچائی اور دھرم سے کیا مطلب۔ بلکہ تم کو تو اپنی غرض ہی سے کام ہے۔ مایا (دھوکا) انسان میں ہو سکتی ہے۔ جو دھوکے باز فریبی ہیں۔ انہیں مایا والے کہتے ہیں۔ پرمیشور میں مکر و فریب وغیرہ عیب نہ ہونے سے اس کو مایا والا نہیں کہہ سکتے۔ اگر دنیا کی پیدائش کے شروع میں کشیپ اور کشیپ کی عورتوں سے چارپائے، پرندے، سانپ، درخت وغیرہ پیدا ہوئے ہوتے۔ تو آج کل بھی ویسی اولاد کیوں نہیں ہوتی۔ پیدائش کا سلسلہ جو لکھا ہے وہی درست ہے اور خیال پڑتا ہے۔ کہ پوپ جی وہیں سے دھوکا کھا کر بہکے ہوں گے۔

✓ तस्मात् काश्यप्य इमाः प्रजाः ॥ (شت پتھ ۔۔۔ ۵-۱-۵)

شت پتھ میں یہ لکھا ہے۔ کہ یہ سب مخلوقات کشیپ کی بنائی ہوئی ہیں۔

कश्यपः कस्मात् पश्यको भवतीति ॥ (نرکت ۶-۲)

دنیا کے بنانے والے پرمیشور کا نام کشیپ اس لئے ہے۔ کہ پشیک یعنی

جو غلطی سے پاک ہو کہ ساکن اور متحرک عالم سب زوحوں اور اُن کے افعال اور تمام علوم کو بخوبی دیکھتا یعنی جانتا ہے اور

'आद्यन्तविपर्ययश्च'

اس مہابھاشیہ کے قول کے مطابق شروع کا حرف آخیر میں اور آخیر کا حرف شروع میں آنے سے لفظ پشیک سے کشیپ بن گیا۔ اس کے معنے نہ جانتے ہوئے بھانگ کے لوٹے چڑھا کہ اپنی عمر قانون قدرت کے خلاف باتیں بیان کرنے میں رائیگاں کھودی۔

جیسے مارکنڈے پوران کے درگا پاٹھ میں دیوتاؤں کے جسموں سے نور نکل کر ایک دیوی بنی۔ اس نے مہی شاسُر کو مارا۔ اور رکت بیج کے جسم سے ایک قطرہ زمین پر ٹپکنے سے اس کی مانند رکت بیج کے پیدا ہونے سے سب جہان میں رکت بیج کا بھر جانا۔ اور خون کی ندیوں کا بہ نکلنا وغیرہ گپوڑے بہت سے لکھ رکھے ہیں۔ جب رکت بیج سے سب جہان بھر گیا۔ تو دیوی اور دیوی کا شیر اور اس کی فوج کہاں پر رہتی تھی۔ اگر کہو۔ کہ دیوی سے دور دور رکت بیج تھے۔ تو پھر تمام جہان رکت بیج سے نہیں بھرا ہوگا۔ اگر بھر جاتا۔ تو چوپائے پرندے انسان متنفس تری خشکی مگرمچھ کچھوے مچھلی وغیرہ نباتات درخت وغیرہ کہاں رہتے۔ یہاں پر بھی یقین جانو۔ کہ درگا پاٹھ بنانے والے پوپ کے گھر میں بھاگ کر چلے گئے ہوں گے دیکھئیے۔ کیا ہی ناممکن کتھا کا گپوڑا بھنگ کی لہر میں اڑا دیا جس کا کوئی حد و حساب نہیں۔ اب جس کو شریمد بھاگوت کہتے ہیں۔ اس کی لیلا سنو۔ برہما جی کو نارائن نے چار شلوکوں والے بھاگوت کا اپدیش کیا۔

ज्ञानं परमगुह्यं मे यद्विज्ञानसमन्वितम् । ✓

सरहस्यं तदङ्गञ्च गृहाण गदितं मया ॥ (بھاگوت ۲-۱۰-۳۰)

اے برہما جی! تو میرا اپرم گوہیہ (نہایت راز والا) گیان جو وگیان (علم حقیقی) اور رہسیہ یکت (راز سمیت) اور دھرم ارتھ کام موکش کا جزو ہے۔ اس کو مجھ سے حاصل کر۔"

جب وگیان یکت گیان کہا۔ تو پرم گیان کی صفت رکھنی فضول ہے۔ اور گوہیہ صفت ہونے سے رہسیہ بھی دوبارہ ہے۔ جب بنیادی شلوک بے معنی ہیں۔ تو کتاب بے معنی کیوں نہیں۔ برہما جی کو ور (نیک دعا) دیا۔

भवान् कल्पविकल्पेषु न विमुह्यति कर्हिचित् ॥ (شریمد بھاگوت ۲-۹-۲۰)

آپ کلپ سرشٹی اور وکلپ پرلے میں بھی موہ (دنیوی محبت) میں کبھی نہ پڑوگے۔ ایسا لکھ کر پھر دسویں سکندھ میں موہ بس ہو کر بچھڑوں کا چرانا لکھا۔ ان دونوں میں سے ایک بات سچی۔ دوسری جھوٹی۔ ایسا ہونے سے دونوں باتیں جھوٹی ہیں۔

جب بیکنٹھ (جنت) میں رغبت نفرت غصہ حسد تکلیف نہیں ہے۔ تو سنک وغیرہ کو بیکنٹھ کے دربانوں پر غصہ کیوں آیا؟ اگر غصہ آ گیا۔ تو وہ سورگ نہیں۔ اس وقت جے اور وجے دربان تھے مالک کا حکم ماننا ضروری تھا۔ انہوں نے سنک وغیرہ کو روکا۔ تو کیا قصور کیا۔ اس پر بغیر قصور شاپ (بددعا) ہی نہیں لگ سکتا جب شاپ لگا۔ کہ تم زمین پر گر پڑو۔ تو اس کہنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے وہاں زمین نہ

ہو گی۔ آکاش ہوا، آگ، اور پانی ہو گا۔ تو ایسا وند، اندہ، سمکان اور پاتی کس کے سہارے تھے؟ پھر جے اور وجے نے سنک وغیرہ کی تعریف کی۔ اور پوچھا۔ کہ مہاراج پھر ہم بیکنٹھ میں کب آئیں گے؟

انہوں نے ان سے کہا۔ کہ جو محبت سے نارائن کی عبادت کرو گے تو سات ویں جنم اور مخالفت عبادت کرو گے تو تیسرے جنم بیکنٹھ کو حاصل کرو گے۔ اس میں سوچنا چاہیئے۔ کہ جے اور وجے نارائن کے نوکر تھے۔ ان کی حفاظت اور مدد کرنا نارائن کا فرض تھا۔ اگر کسی کے نوکر کو کوئی بلا قصور تکلیف دے اور ان کو ان کا آقا سزا نہ دے۔ تو اس کے نوکروں کی خرابی سب کوئی کہے گا۔ نارائن کو واجب تھا۔ کہ جے وجے کی قدر کرتے۔ اور سنک وغیرہ کو خوب سزا دیتے۔ کیونکہ انہوں نے اندر آنے کے لئے کیوں اصرار کیا۔ اور نوکروں سے کیوں لڑے۔ اور کیوں شاپ دیا۔ ان کے بدلے سنک وغیرہ کو زمین پہ گرا دینا نارائن کا انصاف تھا۔ جب اتنا اندھیر نارائن کے گھر میں ہے۔ تو اس کے پیروؤں کی جو ویشنو کہلاتے ہیں۔ جس قدر ذلت ہو اتنی ہی تھوڑی ہے۔

پھر وہ ہرنیاکش اور ہرناکشیپ پیدا ہوئے۔ ان میں سے ہرنیاکش کو براہ (سور) نے مارا۔ اس کی کتھا اس طرح لکھی ہے۔ کہ وہ زمین کو چٹائی کی مانند لپیٹ سرہانے رکھ کر سو گیا۔ وشنو نے سور کی شکل بنا کر اس کے سر کے نیچے سے زمین کو منہ میں رکھ لیا۔ وہ اٹھا۔ دونوں کی لڑائی ہوئی۔ براہ نے ہرنیاکش کو مار ڈالا۔ ان سے کوئی پوچھے۔ کہ زمین گول ہے یا چٹائی کی مانند؟ تو کچھ نہ کہہ سکیں گے۔ کیونکہ پورانک لوگ علم جغرافیہ کے دشمن ہیں۔ بھلا جب لپیٹ کر سرہانے رکھ لی۔ تو آپ کس پہ سویا۔ اور براہ جی کس پہ قدم رکھ کر دوڑ آئے۔ زمین کو تو براہ جی نے منہ میں رکھا۔ پھر دونوں کس پہ کھڑے ہو کر لڑے۔ وہاں تو اور کوئی ٹھہرنے کی جگہ نہیں تھی۔ شاید بھاگوت وغیرہ پوران بنانے والے پوپ جی کی چھاتی پہ کھڑے ہو کر لڑے ہوں گے۔ لیکن پوپ جی کس پہ سوتے ہوں گے۔ یہ بات جیسے گپی کے گھر گپی آئے۔ بولے گپی جی! جب گپ ہانکنے والوں کے گھر میں دوسرے گپی لوگ آتے ہیں۔ پھر اس قسم کی گپ مارنے میں کیا کسر ہے۔ رہا ہرنیکشیپ اس کا جو لڑکا پرہلاد تھا۔ وہ بھگت ہو گذرا ہے۔ اس کا باپ جب اس کو پڑھانے پاٹھشالہ (مدرسہ) میں بھیجتا تھا۔ تب وہ استادوں سے کہتا تھا۔ کہ میری تختی پہ رام رام لکھ دو۔ جب اس کے باپ نے سنا۔ تو اس کو کہا۔ کہ ہمارے دشمن کا بھجن (عبادت) کیوں کرتا ہے۔ لڑکے نے نہ مانا۔ تب اس کے باپ نے اس کو باندھ کر پہاڑ سے گرایا۔ کنوئیں میں ڈالا۔ لیکن اس کو کچھ نہ ہوا۔ تب اس نے لوہے کا ستون آگ میں گرم کر کے اس سے کہا۔ اگر تیرا معبود رام سچا ہے۔ تو تو اس کے پکڑنے سے نہ جلے گا۔ پرہلاد پکڑنے لگا۔ دل میں شک ہوا۔ کہ جلنے سے بچوں گا یا نہیں؟ نارائن نے اس ستون پہ چھوٹی چھوٹی چیونٹیوں کی قطار چلا دی۔ اس کو یقین ہو گیا۔ اور جھٹ ستون کو جا پکڑا۔ وہ ستون پھٹ گیا۔ اس میں سے نرسنگھ (شیر کی شکل والا انسان) نکلا۔ جس نے اس کے باپ کو پکڑ کر اس کا پیٹ پھاڑ ڈالا۔ بعد ازاں پرہلاد کو لاڈ سے چاٹنے لگا۔ پرہلاد سے کہا۔ ور مانگ۔ اس نے اپنے باپ کی سدگتی (نجات) مانگی۔ نرسنگھ نے ور دیا۔ کہ تیرے اکیس بزرگ سدگتی کو گئے۔ اب دیکھئے۔ یہ بھی دوسرے گپوڑے کا بھائی گپوڑہ ہے

کسی بھاگوت سُننے یا سُنانے والے کو پکڑ پہاڑ کے اُوپر سے گرا دے۔ تو کوئی نہ بچائے۔ چکنا چور ہو کر رہ جاوے۔ پرہلاد کا باپ اسے پڑھنے کے لئے بھیجتا تھا۔ تو کیا بُرا کام کیا تھا۔ اور وہ پرہلاد ایسا بیوقوف تھا کہ پڑھنا چھوڑ بیراگی ہونا چاہتا تھا۔ جلتے ہوئے ستون پر چیونٹیاں چلنے لگیں۔ اور پرہلاد مس کرنے سے نہ جلا۔ اس بات کو بھی جو شخص سچی مانے۔ اس کو بھی ستون کے ساتھ لگا دینا چاہئے۔ اگر نہ جلے تو جانو کہ وہ بھی نہ جلا ہوگا۔ نرسنگھ بھی کیوں نہ جلا۔ پہلے تیسرے جنم میں بیکنٹھ میں آنے کی ممانعت کا دک لے کی تھی۔ کیا اس کو تمہارا نارائن بھُول گیا؟ بھاگوت کے حساب سے برہما پرجاپتی کشیپ ہرناکش اور ہرنیہ کشیپ چوتھی پشت میں ہوتا ہے۔ اکیس پشت تو پرہلاد کی ہوئی بھی نہیں۔ پھر اکیس پشت کی سدگتی (نجات) کو گئے یہ کہنا کتنی بے سمجھی کی بات ہے۔ اور پھر وہی ہرناکش اور ہرنیہ کشیپ راون۔ کنبھ کرن۔ پھر شیشوپال دنت وکر پیدا ہوئے۔ تو نرسنگھ کا ور (دعا) کہاں اڑ گیا۔ ایسی بے سمجھی کی باتیں بے سمجھ کرتے سُنتے اور مانتے ہیں عالم نہیں۔ پوتنا اور اکرور کے بارہ میں دیکھو۔

जगाम गोकुलं प्रति ॥ (شریمد بھاگوت ۱۰۔۳۹۔۳۸) रथेन वायुवेगेन ॥

اکرور جی کنس کے بھیجے ہوئے ہوا کی تیزی کے مانند دوڑنے والے گھوڑوں کے رتھ پر بیٹھ کر طلوع آفتاب کے وقت چلے۔ اور ۴ میل گوکل میں غروب آفتاب کے وقت پہنچے۔ شاید گھوڑے بھاگوت بنانے والے کا طواف کرتے رہے ہوں گے۔ یا راستہ بھول بھاگوت بنانے والے کے گھر میں گھوڑے ہانکنے والے اور اکرور جی آکر سو گئے ہوں گے۔ پوتنا کا جسم چھ کوس چوڑا اور بہت سا لمبا لکھا ہے۔ متھرا اور گوکل کے درمیان اس کو مار کر شری کرشن جی نے ڈال دیا۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو متھرا اور گوکل دونوں دب جاتے اور اس پوپ جی کا گھر بھی دب گیا ہوتا۔

اور اجامیل کی حکایت سراسر بے معنی لکھی ہے۔ اس نے نارد کے کہنے سے اپنے لڑکے کا نام "نارائن" رکھا تھا۔ مرتے وقت اپنے لڑکے کو پکارا۔ بیچ میں نارائن (خدا) کود پڑا۔ کیا نارائن اس کے دل کو نہیں جانتے تھے۔ کہ وہ لڑکے کو پکارتا ہے۔ مجھ کو نہیں۔ اگر ایسا ہی نام کا مہاتم ہے۔ تو آج کل بھی نارائن (پرماتما) یاد کرنے والوں کے دکھ چھڑانے کو کیوں نہیں آتے؟ اگر یہ بات سچی ہوتی۔ تو قیدی لوگ نارائن نارائن کر کے کیوں نہیں چھُوٹ جاتے؟ ایسا ہی جیوتش شاستر کے خلاف سمیرو پہاڑ کا اندازہ لکھا ہے۔ اور پریہ برت راجہ کی رتھ کے پہیے کے خط سے سمندر بنے۔ اُنچاس کروڑ یوجن زمین ہے۔ اس قسم کی جھوٹی باتوں کا گپوڑہ بھاگوت میں لکھا ہے۔ کہ جس کا کچھ حساب نہیں۔ اور یہ بھاگوت بوپ دیو کی تصنیف ہے۔ جس کے بھائی جے دیو نے گیت گووند بنایا۔ دیکھو اس نے یہ شلوک اپنی بنائی ہیما دری نامی کتاب میں لکھے ہیں۔ کہ شریمد بھاگوت پوران میں نے بنایا ہے۔ اس تحریر کے تین ورق ہمارے پاس تھے۔ ان میں سے ایک ورق گم ہو گیا ہے۔ اس ورق کے شلوکوں کا جو مطلب تھا۔ اس مطلب کے ہم نے دو شلوک بنا کر ذیل میں لکھے ہیں۔ جس کو دیکھنا ہو۔ وہ "ہیما دری" نامی کتاب میں دیکھ لے:۔

हिमाद्रेः सचिवस्यार्थे सूचना क्रियतेऽधुना ।

स्कन्धाऽध्यायकथानां च यत्प्रमाणं समासतः ॥ १ ॥

श्रीमद्भागवतं नाम पुराणं च मयेरितम् ।

विदुषा बोबदेवेन श्रीकृष्णस्य यशोन्वितम् ॥ २ ॥

اِس قسم کے (گمشدہ ورق کے) شلوک تھے۔ یعنی "راجہ کے وزیر ہیمادری" نے بوپ دیو پنڈت سے کہا۔ کہ مجھ کو تمہارے بنائے ہوئے شریمد بھاگوت کے مکمل سننے کی فرصت نہیں ہے۔ اِس لئے تم مختصر طور پر شلوکوں میں فہرست مضامین تیار کرو جس کو دیکھ کر میں شریمد بھاگوت کی کتھا کو مجملاً جان لوں۔ پس مندرجہ ذیل فہرست مضامین اس بوپ دیو نے بنائی۔ اس میں سے اس گمشدہ ورق کے دس شلوک گم ہو گئے۔ گیارھویں شلوک سے لکھتے ہیں۔ یہ مندرجہ ذیل شلوک سب بوپ دیو کے تصنیف کردہ ہیں۔

स्वपरप्रतिबन्धोनं स्फीतं राज्यं जहौ नृपः ॥ २४ ॥

इति वै राज्ञा दात्यौक्तौ मौक्तौ द्रौणिजयादयः ॥

बोधयन्तीति हि प्राहुः श्रीमद्भागवतं पुनः ।

पञ्च प्रश्नाः शौनकस्य सूतस्यात्रोत्तरं त्रिषु ॥ १० ॥

प्रश्नावतारयोश्चैव व्यासस्य निर्वृतिः कृतात् ।

नारदस्यात्र हेतूक्तिः प्रतीत्यर्थं स्वजन्म च ॥ ११ ॥

सुप्तघ्न द्रौण्यभिभवस्तदस्त्रात्पाण्डवावनम् ।

भीष्मस्य स्वपदप्राप्तिः कृष्णस्य द्वारकागमः ॥ १२ ॥

श्रोतुः परिक्षितो जन्म धृतराष्ट्रस्य निर्गमः ।

कृष्णमर्त्यत्यागसूचा ततः पार्थमहापथः ॥ १३ ॥

भूधर्मयोः कलेर्भीतिस्ततस्त्राणं परिक्षिता ।

परिक्षितो ब्रह्मशापः प्रायेण शुकसंगमः ॥ १४ ॥

इत्यष्टादशभिः पादैरध्यायार्थः क्रमात् स्मृतः । (پرتھم سکندھ)

اِس طرح بارہ سکندھوں کی فہرست مضامین اِسی طور پر بوپ دیو پنڈت نے بنا کر "ہیمادری" وزیر کو دی۔ جو مفصل دیکھنا چاہے۔ وہ بوپ دیو کی بنائی کتاب "ہیمادری" میں دیکھ لے۔ اِسی طرح دیگر پُرانوں کی لیلا سمجھنی چاہیئے۔ لیکن انیس بیس اکیس یعنی ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔

دیکھو شری کرشن جی کی تواریخ مہابھارت میں نہایت عمدہ ہے۔ اُن کے اوصاف، عادات، افعال، چلن آپت پُرشوں کی مانند ہیں۔ جن میں کوئی اِن کی اَدھرم کی کارروائی یعنی شری کرشن جی نے پیدائش سے موت تک بُرا کام کچھ بھی کیا ہو۔ ایسا نہیں لکھا۔ اور اس بھاگوت کے مصنف نے ناواجب من گھڑت عیب لگائے ہیں۔ دودھ، دہی، مکھن وغیرہ کی چوری کے الزام لگائے۔ اور کبجا لونڈی سے بدفعلی کرنا غیر عورتوں سے راس منڈل میں کھیل کرنا وغیرہ جھوٹے عیب شری کرشن جی پر لگائے ہیں۔ اُس کو پڑھ پڑھا سُن سُنا کر دیگر مذہب والے شری کرشن کی بہت سی مذمت کرتے ہیں۔ اگر یہ بھاگوت نہ ہوتا۔ تو شری کرشن جیسے مہاتماؤں کی جھوٹی مذمت کیسے ہوتی؟ شیو پُران میں بارہ نورانی لنگوں کا ذکر ہے جن میں

روشنی کا تم بھی نہیں۔ بات کہ بغیر چراغ جلائے لنگ بھی اندھیرے میں بن نظر نہیں آتے۔ یہ سب لیلا پوپ جی کی ہے

وید کے پڑھنے وغیرہ کا استحقاق

سوال۔ جب وید پڑھنے کی قابلیت نہ رہی تب سمرتی جب سمرتی کے پڑھنے کی عقل نہ رہی تب شاستر۔ جب شاستر پڑھنے کی قابلیت نہ رہی۔ تب پوران بنائے گئے۔ صرف عورت اور شودروں کے لئے۔ کیونکہ ان کو وید پڑھنے سننے کا استحقاق نہیں ہے۔ جواب۔ یہ بات جھوٹی ہے۔ کیونکہ قابلیت پڑھنے پڑھانے سے ہی ہوتی ہے اور وید پڑھنے سننے کا استحقاق سب کو ہے۔ دیکھو گارگی وغیرہ عورتوں کا حال۔ اور چھاندوگیہ میں ذکر ہے کہ جان شرتی شودر نے ریکو منی کے پاس وید پڑھا تھا۔ اور یجروید کے چھبیسویں ادھیائے کے منتر دوم میں صاف لکھا ہے۔ کہ ویدوں کے پڑھنے اور سننے کا حق کل نوع انسان کو ہے۔ پھر جو ایسی جھوٹی کتابیں بنا کر لوگوں کو سچی کتابوں سے ورغلا کر جال میں پھنسا مطلب براری کرتے ہیں۔ وہ بھاری گنہگار کیوں نہیں۔

دیکھو گرہوں کا چکر کیسا چلایا ہے۔ کہ جس نے بے علم آدمیوں کو قابو کر لیا ہے۔

'आ कृष्णेन रजसा०' ।'इमं देवा असपत्नꣳ सुवध्वम्०' ॥ 'अग्निर्मूर्द्धा दिवः ककुत्पतिः०' ॥ 'उद्बुध्यस्वाग्ने०' ॥ 'बृहस्पते अतियदर्यो०' ॥ 'शुक्रमन्धसः' 'शन्नो देवीरभिष्टय०' 'कया नश्चित्र आ भुव०' 'केतुं कृण्वन्नकेतवे०'

وید منتروں سے گرہوں کی لیلا

(۱) سورج کا منتر (۲) چاند کا منتر (۳) منگل کا منتر (۴) بدھ کا منتر (۵) برسپتی کا منتر (۶) شکر کا منتر (۷) سنیچر کا منتر (۸) راہو کا منتر (۹) کیتو کی کنڈیکا کہتے ہیں۔ (ان میں سے) پہلا منتر سورج اور کرشش یعنی ثقل کے بارے میں ہے۔ دوسرا راج گن۔ تیسرا آگ۔ چوتھا گیان۔ پانچواں عالم۔ چھٹا منی اور خوراک۔ ساتواں پانی۔ پران اور پرمیشور۔ آٹھواں دوست۔ نواں گیان حاصل کرنے کے بارے میں ہے۔ گرہوں کو ظاہر کرنے والے (یہ منتر) نہیں۔ (لوگ) معنے نہ جاننے کے باعث وہم کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں۔

گرہوں کا پھل

سوال۔ گرہوں کا پھل ہوتا ہے یا نہیں؟ جواب۔ جیسا پوپ لیلا کا ہے۔ ویسا نہیں۔ بلکہ جیسے سورج۔ چاند کی شعاع کے ذریعے گرمی۔ سردی یا گرہ اپنے اپنے وقت کی گردش مثل تبدیلی موسم وغیرہ کی وجہ سے انسان کے مزاجوں کے موافق یا برخلاف سکھ دکھ کے باعث ہوتے ہیں۔ لیکن جو پوپ لیلا والے کہتے ہیں۔ کہ سنو مہاراج! سیٹھ جی یجمانو! تمہارے آج آٹھویں چاند سورج وغیرہ منحوس گھر میں آئے ہیں۔ اڑھائی برس کا سنیچر پاؤں میں آتا ہے۔ تم کو بڑی مشکل سامنے آئے گی۔ گھر بار چھوڑ کر پردیس میں گھمائے گا۔ لیکن اگر تم گرہوں کا دان۔ جپ۔ پوجا پاٹھ کراؤ گے تو تکلیف سے بچ جاؤ گے۔ ان سے کہنا چاہئے۔ کہ سنو پوپ جی! تمہارا اور گرہوں کا کیا تعلق ہے؟ گرہ کیا چیز ہیں۔ پوپ جی جواب دیں گے۔

दैवाधीनं जगत्सर्वं मन्त्राधीनाश्च देवताः ।

دیکھو کیسا حوالہ ہے۔ دیوتاؤں کے تابع سارا جہان۔ منتروں کے تابع سب دیوتا۔ اور وہ منتر سب برہمنوں کے بس میں ہیں۔ اس لئے برہمن سب دیوتا کہلاتے ہیں۔ کیونکہ اگر چاہیں۔ تو اس دیوتا کو منتر

کے زور سے بُلانے خوش کر کے مطلب پورا کرانے کا ہمارا ہی اختیار ہے۔ اگر ہم میں منتر کی طاقت نہ ہوتی تو تم جیسے ناستک (دہریے) ہم کو سنسار میں رہنے ہی نہ دیتے۔ راست گو۔ جو چور، ڈاکو، بدمعاش لوگ ہیں۔ وہ بھی تمہارے دیوتاؤں کے تابع ہوں گے۔ دیوتا ہی ان سے بُرے کام کراتے ہوں گے۔ اگر ایسا ہے۔ تو تمہارے دیوتا اور راکششوں میں کچھ فرق نہ رہے گا۔ جو منتر تمہارے بس میں ہیں۔ اُن سے تم جو چاہو کرا سکتے ہو۔ تو ان منتروں سے دیوتاؤں کو قابو میں لا کر راجاؤں کے خزانے اٹھا کر اپنے گھر میں بھر کر بیٹھے چین کیوں نہیں اُڑاتے۔ گھر گھر میں سنیچر وغیرہ کے تیل وغیرہ کا چھایادان؎ لینے کو مارے مارے کیوں پھرتے ہو۔ اور جس کو تم کبیر مانتے ہو۔ اس کو بس میں کر کے خواہ کتنی ہی دولت لے آیا کرو۔ بیچارے غریبوں کو کیوں لوٹتے ہو۔ اگر دان دینے سے گرہ خوش اور نہ دینے سے ناراض ہوتے ہوں۔ تو ہم کو سورج وغیرہ گرہوں کی خوشی اور ناراضگی پرتیکش (ظاہرا) دکھلاؤ۔ جس کو آٹھویں سورج، چاند اور دوسرے شخص کو تیسرا ہو۔ ان دونوں کو جیٹھ کے مہینے میں بغیر جوتا پہنے تپتی ہوئی زمین پر چلاؤ۔ جس پر خوش ہیں ان کے پاؤں جسم نہ جلنے چاہئیں۔ اور جس پر ناراض ہیں۔ ان کے جل جانے چاہئیں۔ پھر پوش کے مہینے میں دونوں کو ننگے کر پورن ماشی (بدر) کی رات بھر میدان میں رکھیں۔ ایک کو سردی لگے۔ اور دوسرے کو نہیں۔ تو جانو کہ گرہ منحوس اور فائدہ مند ہوتے ہیں۔ کیا گرہ تمہارے رشتہ دار ہیں۔ کیا تمہاری ڈاک یا تار ان کے پاس آتی جاتی ہے۔ یا تم ان کے یا وہ تمہارے پاس آتے جاتے ہیں۔ اگر تم میں منتر کی طاقت ہو۔ تو تم خود راجہ یا دولتمند کیوں نہ بن جاؤ۔ یا دشمنوں کو اپنے بس میں کیوں نہیں کر لیتے ہو۔ ناستک وہ ہوتا ہے۔ جو وید اور ایشور کے حکم وید کے خلاف پوپ لیلا جاری کرے۔ اگر تم کو گرہ دان نہ دے۔ اور جس پر گرہ ہے۔ وہ خود گرہ دان کو بھوگے۔ تو کیا حرج ہے۔ اگر تم کہو۔ کہ نہیں ہم ہی کو دینے سے وہ خوش ہوتے ہیں۔ غیر کو دینے سے نہیں۔ تو کیا تم نے گرہوں کا ٹھیکہ لے لیا ہے۔ اگر ٹھیکہ لے لیا ہو۔ تو سورج وغیرہ کو اپنے گھر بُلا کر جل مرو۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ سورج وغیرہ کرہ بے جان ہیں۔ وہ نہ کسی کو تکلیف نہ آرام دینے کا ارادہ کر سکتے ہیں۔ البتہ جتنے تم گرہ دان پر گزارہ کرنے والے ہو تم سب گرہ مجسم ہو۔ کیونکہ گرہ لفظ کے معنے بھی تم میں ہی گھٹتے ہیں

"ये गृह्णन्ति ते ग्रहा:"

جو لیتے ہیں۔ ان کا نام گرہ ہے۔ جب تک تمہارے قدم راجہ، رئیس، سیٹھ، ساہوکار اور مفلسوں کے پاس نہیں پہنچتے۔ تب تک کسی کو نو گرہوں کی یاد بھی نہیں ہوتی۔ جب تم ظاہر مجسم سورج سنیچر وغیرہ ہیبت ناک شکل اختیار کر کے ان پر چڑھتے ہو۔ تب بغیر گرہن کئے ان کو کبھی نہیں چھوڑتے۔ اور اگر کوئی تمہارے پھندے میں نہ پھنسے تو اس کی نندا ناستک (دہریہ) وغیرہ کہنے سے کرتے پھرتے ہو۔ پوپ جی۔ دیکھو جوتش کا ظاہر انتیجہ۔ آکاش میں رہنے والے سورج، چاند اور راہو کیتو کے اکٹھا ہونے یعنی گرہن کر پہلے ہی بتا

جوتش اور گرہ کا پھل

دیتے ہیں جیسا کہ یہ ظاہر ہوتا ہے ویسا گرہوں کا پھل بھی ظاہر ہو جاتا ہے۔ دیکھو امیر، غریب، راجہ، کنگال، سکھی، دکھی گرہوں ہی سے ہوتے ہیں۔ راست گو۔ جس کا یہ گرہن روپ ظاہر انتیجہ ہے۔ وہ علم ہندسہ کا ہے پھلت کا نہیں۔ جو

؎ پوپ راتک لوگ ایک برتن میں تیل ڈال کر اس میں اپنی شکل کو دیکھتے ہیں۔ اور چھایا دان کرتے ہیں۔ کہ ایسا کرنے سے عمر بڑھتی ہے۔ وہ تیل جس

علم ہندسہ ہے وہ سچا۔ اور پھلت وِدّیا (یعنی) گرہوں کے پھل بتانے والی نجوم قدرتی تعلقات کے نتیجوں کو چھوڑ کر (باقی سب) جھوٹی ہے۔ انو لوم (حرکت مستقیم) پرتی لوم (حرکت معکوس) گھومنے والی زمین اور چاند کے حساب سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے۔ کہ فلاں وقت پر فلاں مقام میں اور فلاں حصّے میں سورج یا چاند گرہن ہوگا۔ جیسے

छादयत्यर्कमिन्दुर्विधुं भूमिभाः ॥ ॥

(گرہ لاگھو ۴-۷)

یہ سدّھانت شرومنی (گرہ لاگھو) کے ادھیائے ۴ کا چوتھا شلوک ہے اسی طرح سوریہ سدّھانت میں بھی ہے یعنی جب سورج اور زمین کے درمیان چاند آجاتا ہے۔ تب سورج گرہن اور جب سورج اور چاند کے درمیان زمین آجاتی ہے۔ تب چاند گرہن واقع ہوتا ہے یعنی چاند کا سایہ زمین پر اور زمین کا سایہ چاند پر پڑتا ہے۔ سورج کے روشن ہونے سے اس کے سامنے سایہ کسی کا نہیں پڑتا۔ بلکہ جیسے روشن سورج یا چراغ سے جسم وغیرہ کا سایہ اُلٹ جاتا ہے ویسے ہی گرہن کی حالت میں سمجھو۔

(انسان) جو امیر، غریب، رعیّت، راجہ اور مفلس ہوتے ہیں۔ وہ اپنے کرموں کے سبب سے ہوتے ہیں، گرہوں کے سبب سے نہیں۔ بہت سے نجومی لوگ اپنے لڑکے لڑکی کی شادی گرہوں کے علم حساب کے مطابق کرتے۔ پھر ان میں فساد ہوتا۔ اور عورت رانڈ یا مرد رنڈوا ہو جاتا ہے۔ اگر پھل راستی سچا ہوتا۔ تو ایسا کیوں ہوتا۔ اس لئے کرم کا نتیجہ سچا ہے۔ اور گرہوں کا پھل سُکھ دُکھ بھوگنے میں سبب نہیں ہو سکتا)

بھلا کرہ آسمان میں اور زمین بھی آکاش میں (ایک دوسرے سے) بہت فاصلے پر ہیں۔ ان کا تعلق فاعل اور افعال سے ظاہر نہیں۔ فاعل اور افعال اور ان کے ثمرے کا بھوگنے والا جیو ہے۔ اور کرموں کے پھل بھگتانے والا پرمیشور ہے۔ اگر تم گرہوں کا اثر مانو۔ تو اس کا جواب دو۔ کہ جس لمحے میں ایک انسان کی پیدائش ہوتی ہے جس کو تم دھرو اتھروٹی مان کر جنم پتر (زائچہ) بناتے ہو۔ عین اسی وقت کرّہ زمین پر کسی اور شخص کی پیدائش ہوتی ہے یا نہیں۔ اگر کہو کہ نہیں۔ تو یہ کہنا جھوٹ ہے۔ اور اگر کہو کہ ہوتی ہے۔ تو ایک شہنشاہ عالم کی مانند کرّہ زمین پر دوسرا شہنشاہ عالم کیوں نہیں ہوتا۔ ہاں اتنا تم کہہ سکتے ہو۔ کہ یہ لیلا ہمارے پیٹ بھرنے کی ہے۔ اس کو کوئی (نہ کوئی) مان سکتا ہے۔

سوال۔ کیا گرڈ پُران بھی جھوٹا ہے؟ جواب۔ ہاں جھوٹا ہے۔ سوال۔ مرے پیچھے جیو کی کیا گتی ہوتی ہے؟ جواب۔ جیسے اس کے کرم (اعمال) ہیں۔ سوال۔ جو یم راج راجہ چترگپت وزیر اور اس کے بڑے

گرڈ پوران کی گپیں

خوفناک نوکر جن کا جسم کاجل کے پہاڑ کی مانند ہے جیو کو پکڑ کر لے جاتے ہیں۔ گناہ اور ثواب کے مطابق دوزخ و بہشت میں ڈالتے ہیں۔ اس کے لئے دان، پُن، شرادھ، ترپن، گائے کا دان وغیرہ ویترنی ندی عبور کرنے کے لئے کرتے ہیں یہ سب باتیں جھوٹی کیونکر ہو سکتی ہیں؟ جواب۔ یہ سب باتیں پوپ لیلا کے گپوڑے ہیں۔ جو اور جگہ کے جیو وہاں جاتے ہیں۔ اُن کا دھرم راج چترگپت وغیرہ انصاف کرتے ہیں۔ اگر تم لوک کے جیو گناہ کریں تو دوسرا یم لوک بھی ماننا چاہیئے۔ تاکہ وہاں کے منصف ان کا انصاف کریں۔ اور نوکروں کے بدلن پہاڑ

جیسے ہوں۔ تو نظر کیوں نہیں آتے۔ اور مرنے والے جیو کو لینے کے لئے انسانی جسم (کے چھوٹے سے دروازہ میں ان کی ایک انگلی نہیں جا سکتی۔ اور سڑک یا گلی میں کیوں نہیں رک جاتے۔ جو کہو کہ وہ لطیف جسم بھی اختیار کر سکتے ہیں۔ تو پہلے پہاڑ جیسے جسم کے بڑے بڑے ہاڑ پوپ جی اپنے گھر کے سوائے کہاں دھریں گے جب جنگل میں آگ لگتی ہے۔ تب ایک دم میں چیونٹی وغیرہ جانداروں کے جسم تلف ہو جاتے ہیں۔ ان کو پکڑنے کے لئے بلشماریم کے نوکر آویں۔ تو وہاں سایہ سے اندھیر ہو جانا چاہیئے۔ اور جب بہت سے جیووں کو پکڑنے دوڑیں گے۔ تب کبھی ان کے اجسام ٹھوکر کھا جائیں گے۔ تو جیسے پہاڑ کی بڑی بڑی چوٹیاں ٹوٹ کر زمین پر گرتی ہیں ویسے ان کے بڑے بڑے ٹکڑے گرڑ پوران کے سننے سنانے والوں کے صحن میں گر پڑیں۔ تو وہ دب مریں گے۔ اور گھر کا دروازہ اور سڑک رک جائے گی۔ تو وہ کیسے نکل اور چل سکیں گے

شرادھ ترپن۔ پنڈ کا دینا۔ ان مرے ہوئے جیووں کو تو نہیں پہنچتا۔ البتہ مردوں کے قائم مقام پوپ جی کے گھر۔ پیٹ اور ہاتھ میں ضرور پہنچتا ہے۔ جو ویترنی کے لئے گائے کا دان لیتے ہیں۔ وہ پوپ جی کے گھر یا قصائی کے گھر پہنچتا ہے۔ ویترنی پر گائے نہیں جاتی۔ پھر کس کی پونچھ پکڑ کر عبور کرے گا۔ اور ہاتھ تو یہاں ہی جلایا یا گاڑ دیا گیا۔ پھر پونچھ کو کیسے پکڑے گا۔ یہاں ایک مثال صادق آتی ہے۔

ایک جاٹ تھا۔ اس کے گھر میں ایک گائے بہت اچھی تھی۔ اور بیس سیر دودھ دینے والی تھی۔ دودھ اس کا بڑا لذیذ ہوتا تھا۔ کبھی کبھی پوپ جی کے منہ میں بھی پڑتا تھا۔ اس کی بابت پروہت یہ خیال کر رہا تھا۔ کہ جب جاٹ کا بوڑھا باپ مرنے لگے گا۔ تب اس گائے کا دان کرا لوں گا۔ تھوڑے دنوں میں قضا کار اس کے باپ کے مرنے کا وقت آ گیا۔ زبان بند ہو گئی۔ اور چارپائی سے زمین پر اتار لیا۔ یعنی دم نکلنے کا وقت آ پہنچا۔ اس وقت جاٹ کے دوست آشنا اور رشتہ دار بھی موجود تھے۔ تب پوپ جی نے پکارا کہ یجمان! اب تو اس کے ہاتھ سے گائے کا دان کرا۔ جاٹ نے دس روپے نکال کر باپ کے ہاتھ میں رکھ کر کہا۔ پڑھو سنکلپ۔ پوپ جی بولے۔ واہ واہ! کیا باپ بار بار مرتا ہے؟ اس وقت تو سچ مچ گائے لاؤ۔ جو دودھ دیتی ہو۔ بوڑھی نہ ہو۔ سب طرح سے اچھی ہو۔ ایسی گائے کا دان کرنا چاہیئے۔ جاٹ۔ جی ہمارے پاس تو ایک ہی گائے ہے۔ اس کے بغیر ہمارے بال بچوں کا گزارہ نہ ہو سکے گا۔ اس لئے اس کو نہ دوں گا لو بیس روپے کا سنکلپ پڑھ دو۔ اور ان روپوں سے دوسری دودھ والی گائے لے لینا۔ پوپ جی۔ واہ جی واہ! تم گائے کو اپنے باپ سے بھی زیادہ (عزیز) سمجھتے ہو؟ کیا اپنے باپ کو ویترنی ندی میں ڈبو کر دکھ دینا چاہتے ہو؟ تم تو اچھے سعادت مند فرزند ہوئے۔ تب تو پوپ جی کے طرفدار تمام گھر والے ہو گئے۔ کیونکہ ان سب کو پہلے ہی پوپ جی نے بہکا رکھا تھا۔ اور اس وقت بھی اشارہ کر دیا۔ سب نے مل کر ضد سے اسی گائے کا دان پوپ جی کو دلا دیا۔ اس وقت جاٹ کچھ نہ بولا۔ اس کا باپ مر گیا۔ اور پوپ جی بچھڑے سمیت اور دوہنے کے برتن کو اپنے گھر میں لایا۔ اور گائے باندھ برتن رکھ پھر جاٹ کے گھر گیا۔ اور لاش کے ساتھ شمشان میں جا کر جلانے کا کام کیا۔ وہاں بھی کچھ کچھ پوپ لیلا چلائی۔ بعد ازاں دس گاتر سپنڈی کرانے وغیرہ میں بھی اس کو مونڈا۔ مہا برہمنوں نے بھی لوٹا۔ اور بھوکوں نے

بھی بہت سا مال پیٹ میں بھرا۔ اس طرح جب سب کام ہو چکے۔ تب جاٹ جی نے اِدھر اُدھر سے دُودھ نکالنے کا انتظام کیا تھا۔ چودھویں دن علی الصباح پوپ جی کے گھر پہنچا۔ دیکھا، تو گائے کو دوہ دُودھ کی بٹلوہی (برتن) بھر۔ پوپ جی کے اُٹھنے کی تیاری ہی تھی۔ اِتنے ہی میں جاٹ جی پہنچے۔ اِن کو دیکھ کر پوپ جی بولے۔ "آیئے یجمان۔ بیٹھئے جاٹ۔ جی، تم بھی یہ دھبت جی ادھر آؤ۔ پوپ جی۔ اچھا دودھ رکھ آؤں۔ جاٹ جی نہیں نہیں۔ دُودھ کی بٹلوہی ادھر لاؤ۔" پوپ جی بیچارے جا بیٹھے۔ اور بٹلوہی سامنے رکھدی۔ جاٹ جی۔ تم بڑے جھوٹے ہو۔" پوپ جی۔ کیا جھوٹ کیا؟ جاٹ جی "کہو۔ تم نے گائے کس لئے لی تھی؟ پوپ جی تمہارے باپ کے ویترنی ندی پار کرنے کے لئے جاٹ جی۔ اچھا تم نے وہاں ویترنی ندی کے کنارے پر گائے کیوں نہیں پہنچائی۔ ہم تو تمہارے بھروسے پر رہے۔ اور تم اپنے گھر میں باندھ بیٹھے۔ نہ جانے میرے باپ نے ویترنی میں کتنے غوطے کھائے ہوں گے۔ پوپ جی۔ نہیں نہیں۔ وہاں اس دان کے ثواب کے طفیل دُوسری گائے بن کر اُس کو اُتار دیا ہوگا۔ جاٹ جی۔ ویترنی ندی یہاں سے کتنی دُور ہے اور کس طرف ہے؟ پوپ جی "تیا سا کوئی تیس کروڑ کوس دُور ہے۔ کیونکہ انچاس کروڑ یوجن زمین ہے اور جنوب مغرب کی سمت میں ویترنی ندی ہے۔ جاٹ جی۔ اتنی دُور سے تمہارا خط یا تار خبر گیا ہوگا۔ اس کا جواب آیا کہ وہاں پن (ثواب) کی گائے بن گئی۔ فلاں شخص کے باپ کو پار اُتار دیا۔ تو دکھلاؤ۔" پوپ جی ہمارے پاس گرُڑ پُران کی تحریر کے سوائے ڈاک یا تار یا دوسری کوئی نہیں۔ جاٹ جی۔ اس گرُڑ پُران کو ہم سچا کیسے مانیں۔ پوپ جی جیسے سب مانتے ہیں۔ جاٹ جی۔ یہ کتاب تمہارے بزرگوں نے تمہاری روزی کے لئے بنائی ہے۔ چونکہ باپ کو اپنے لڑکوں سے زیادہ کوئی عزیز نہیں۔ اس لئے جب میرا باپ میرے پاس خط یا تار بھیجے گا تب ہی میں ویترنی ندی کے کنارے گائے پہنچا دوں گا۔ اور ان کو پار اُتار پھر گائے کو گھر میں لا دُودھ کو میں اور میرے بچے پیا کریں گے۔ لاؤ! دُودھ کی بھری ہوئی بٹلوہی گائے۔ پھر لے کر جاٹ جی اپنے گھر کو چلے۔ پوپ جی "تم دان دے کر لیتے ہو۔ تمہارا ستیاناش ہو جائے گا۔" جاٹ جی "چپ رہو۔ ورنہ تیرہ دن دُودھ کے بغیر جتنی تکلیف ہم نے پائی ہے۔ اس کی سب کسر نکال دوں گا۔" تب پوپ جی چپ رہے اور جاٹ جی گائے بچھڑا لے اپنے گھر پہنچے۔

جب ایسے ہی جاٹ جی جیسے آدمی اور ہوں۔ تو پوپ لیلا دُنیا میں نہ چلے۔ جو یہ کہتے ہیں کہ دس دن کے پنڈوں سے دس اعضا سپنڈی کرنے سے جسم کے ساتھ جیو کا ملاپ ہو کر انگوٹھا بھر جسم بن کر پھر یم لوک کو جاتا ہے۔ تو مرتے وقت یم کے دوتوں (ملک الموت) کا آنا فضول ہو جاتا ہے۔ تیرھویں دن کے بعد آنا چاہیئے۔ اگر جسم بن جاتا ہو۔ تو اپنی عورت، اولاد اور عزیز دوستوں کی محبت کے مارے کیوں نہیں لوٹ آتا؟

پرانوں کا سورگ

سوال۔ سورگ میں کچھ بھی نہیں ملتا۔ جو دان کیا جاتا ہے۔ وہی ملتا ہے۔ اس لئے سب قسم کے دان کرنے چاہئیں۔ جواب۔ اس تمہارے سورگ سے یہی جہان اچھا ہے۔ جس میں دھرم شالائیں۔ لوگ دان دیتے ہیں۔ عزیز، دوست اور ذات برادری میں خوب دعوتیں ہوتی ہیں۔ اچھے اچھے کپڑے ملتے ہیں۔ تمہارے کہنے کے مطابق سورگ میں کچھ

کبھی نہیں ملتا۔ ایسے بے رحم۔ کنجوس کنگال سورگ میں پہنچ جاکر خراب ہوں۔ وہاں بھلے لوگوں کا کام کیا۔ سوال۔ جب تمہارے کہنے کے مطابق یم لوک اور یم نہیں ہیں۔ تو مرکر جیو کہاں جاتا ہے؟ اور اس کا انصاف کون کرتا ہے

جیو اور یم لوک

جواب۔ تمہارے گرڑ پران کا کہا ہوا (یم) تو ناقابل تسلیم ہے لیکن جو ویدوں میں کہا ہے (وہ درست ہے)

यमेन, वायुना । सत्यराजन् । (یجروید ۳۰-۲)

اس قسم کے ویدک اقوال سے تحقیق ہے۔ کہ یم نام ہوا کا ہے۔ جسم چھوڑنے پر جیو ہوا کے ساتھ انترکش (خلا بالائے زمین) میں رہتے ہیں۔ اور جو ٹھیک ٹھیک کرنے والا۔ طرفداری سے بری۔ پرمیشور دھرم راج ہے۔ وہی سب کا انصاف کرنے والا ہے۔ سوال۔ تمہارے کہنے کے مطابق گئو وغیرہ کا دان (خیرات) کسی کو نہ دینا اور نہ کچھ خیرات و ثواب کرنا چاہیے۔ ایسا ثابت ہوتا ہے۔

دان مستحق کو نہ دینا

جواب یہ تمہارا کہنا سراسر فضول ہے۔ کیونکہ سب کی بھلائی کرنے والے مستحق آدمیوں کو بھلائی کی خاطر سونا، چاندی، ہیرے، موتی، یاقوت، اناج، پانی، کپڑے وغیرہ کا دان ضرور کر دینا چاہیے۔ لیکن غیر مستحق لوگوں کو کبھی نہ دینا چاہیے۔ سوال۔ غیر مستحق اور مستحق کی کیا پہچان ہے؟ جواب۔

سُپاتر اور کُپاتر

جو فریبی۔ مکار۔ خود غرض۔ عیاش۔ غضبناک۔ حریص۔ دوسرے کو نقصان پہنچانے والے۔ عیاشی کے پتلے۔ دروغ گو۔ جاہل۔ بد صحبت رکھنے والے۔ سست الوجود۔ جو کوئی سخی ہو۔ اس سے بار بار مانگنا۔ دھرنا مارنا۔ انکاری جواب پاکر بھی اس سے مانگتے ہی جانا۔ صبر نہ ہونا جو نہ دے۔ اس کی مذمت کرنا۔ بددعا اور گالی وغیرہ دینا۔ کئی بار جو خدمت کرے اور ایک دفعہ نہ کرے تو اس کا دشمن بن جانا۔ اوپر سے سادھو کا بھیس بنا لوگوں کو بہکا کر ٹھگنا۔ اور اپنے پاس چیز ہو تو بھی یہ کہنا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ سب کو پھسلا کر اپنی مطلب براری کرنا۔ رات دن بھیک مانگنے ہی میں مشغول رہنا۔ دعوت کئے جانے پر خوب بھنگ وغیرہ نشے والی چیز کھا پی کر بہت سا بیگانہ مال کھا جانا پھر مست ہوکر پاگل ہونا۔ سچائی کی مخالفت اور جھوٹے راستے کی مطلب براری کے لئے پیروی کرنا۔ اسی طرح اپنے چیلوں کو صرف اپنی ہی خدمت کرنے اور دیگر لائق آدمیوں کی خدمت نہ کرنے کی ہدایت دینا۔ سچے علوم وغیرہ کی اشاعت کے مخالف بننا۔ اور دنیا کے کاروبار یعنی بیوی خاوند، ماں باپ، اولاد، راجہ، رعیت، عزیزوں اور دوستوں سے محبت کو ہٹانا۔ یہ کہہ کر کہ سب فانی ہیں۔ اور دنیا بھی جھوٹی ہے اس قسم کے خراب اپدیش کرنا وغیرہ کپاتروں (غیر مستحق آدمیوں) کے اوصاف ہیں۔

جو برہمچاری، حواس پر غالب، وید وغیرہ علم کے پڑھنے پڑھانے والے۔ نیک سیرت۔ راست گو۔ سب کی بہتری کے خواہاں۔ باہمت۔ فیاض۔ علم و دھرم کی ہمیشہ ترقی کرنے والے، دھرماتما، شانت، برائی و تعریف میں خوشی۔ غمی سے بری، بے خوف، پرجوش، یوگی، عالم۔ قانون قدرت سے واقف۔ وید کے احکام اور پرمیشور کے صفات۔ افعال اور خواص کے مطابق عمل کرنے والے انصاف پسند غیر متعصب۔ سچے اپدیش اور سچے شاستروں کے پڑھنے پڑھانے والوں کے (امتحان لینے والے) کسی کی خوشامد نہ کرنے والے سوالوں کے ٹھیک ٹھیک جواب دینے والے۔ اپنی روح کی مانند دوسرے کا بھی رنج و راحت، نفع و

نقصان سمجھنے والے جہالت وغیرہ آزار، ضد، ہٹ دھرمی، غرور سے پاک آبِ حیات کی مانند بے عزتی اور زہر کی مانند عزت کو سمجھنے والے، صبر کرنے والے۔ جو کوئی محبت سے جتنا دیوے۔ اتنے ہی پر قناعت کرنے والے۔ تنگدستی کی حالت میں مانگنے پر بھی نہ دینے یا منع کرنے پر بھی رنج یا برا خیال نہ کرنا۔ وہاں سے فوراً لوٹ جانا۔ اُس کی برائی نہ کرنا۔ جو راحت میں ہوں۔ اُن کے ساتھ دوستی۔ جو مصیبت زدہ ہوں اُن پر رحم۔ نیکوں سے خوش اور گنہگاروں سے نفرت نہ کرنا۔ راست خیال۔ راست گو۔ راست باز۔ مکر، حسد کینہ سے بری۔ عالی دماغ۔ نیکوکار، دھرم والے اور بالکل بدچلنی سے پاک۔ تن، من، دھن کو دوسروں کی بھلائی میں لگانے والے۔ دوسروں کے آرام کے لئے اپنی جان کو بھی دینے والے اس قسم کے نیک، اوصاف والے سپاتر (مستحق) ہوتے ہیں۔ لیکن قحط سالی وغیرہ وقت مصیبت میں اناج۔ پانی۔ کپڑا۔ دوائی۔ پتھ (غذا) وغیرہ اور مکان کے مستحق سب جاندار ہو سکتے ہیں۔ سوال۔ داتا (سخی) کتنے قسم کے ہوتے ہیں؟

تین قسم کے سخی

جواب۔ تین قسم کے اعلیٰ، درمیانی۔ اور ادنیٰ۔ اعلیٰ سخی اُس کو کہتے ہیں کہ مقام۔ وقت اور مستحق کو جان کر علوم حقیقی اور دھرم کی ترقی کی طرف سب کی بھلائی کے لئے دے۔ درمیانہ وہ ہے جو تعریف یا خودغرضی کے لئے خیرات کرے۔ ادنیٰ وہ ہے۔ کہ اپنے یا بیگانے کا کچھ بھی فائدہ نہ کر سکے۔ بلکہ رنڈی بازی یا بھانڈ بھاٹوں کو دے۔ دیتے وقت بےغیرتی بےعزتی۔ ناشائستہ حرکات کرے۔ مستحق غیر مستحق میں کچھ تمیز نہ کرے۔ بلکہ سب اناج بارہ پنسیری بیچنے والوں کی مانند جھگڑا لڑائی کرے۔ دوسرے نیک سیرتوں کو تکلیف دے کر اپنی آسائش کے لئے خیرات کیا کرے وہ ادنیٰ قسم کا سخی ہے۔ یعنی جو جانچ پڑتال کر عالم دھرماتماؤں کی عزت کرے وہ اعلیٰ۔ اور جو کچھ جانچ کرے یا نہ کرے لیکن جس میں اپنی تعریف کا خیال ہو اُس کو درمیانہ۔ اور جو اندھا دھند بلاتمیز۔ بےفائدہ دان دیا کرے۔ وہ ادنیٰ درجہ کا سخی کہلاتا ہے۔ سوال۔ خیرات کے پھل (ثمرہ) یہاں ہوتے ہیں یا عاقبت میں؟

خیرات کا پھل دینے والا

جواب۔ سب جگہ ہوتے ہیں۔ سوال۔ خود بخود ہوتے ہیں۔ یا کوئی ثمرہ دینے والا ہے؟ جواب۔ ثمرہ دینے والا پرمیشور ہے جیسے کوئی چور۔ ڈاکو۔ خود بخود قید خانے میں جانا نہیں چاہتا البتہ راجہ اس کو ضرور بھیجتا ہے دھرماتماؤں کے سکھ کی حفاظت کرنا۔ بھگانا۔ رہزن وغیرہ سے بچا کر ان کو آرام میں رکھتا ہے ویسے ہی پرمیشور سب کو گناہ و ثواب کے دُکھ اور سکھ روپ پھلوں کو ٹھیک ٹھیک بھگاتا ہے۔

گرنتھ پوران وغیرہ سب وید کے برخلاف ہیں

سوال۔ جو یہ گرنتھ پوران وغیرہ کتابیں ہیں۔ وید کے مدعا یا وید کی تائید کرنے والی ہیں یا نہیں؟ جواب۔ نہیں۔ وید کے مخالف بلکہ برعکس ہیں۔ اور تنتر بھی ویسے ہی ہیں جیسے کوئی انسان ایک کا دوست اور ساری دنیا کا دشمن ہو۔ ویسے ہی پوران اور تنتر کے ماننے والا انسان ہوتا ہے کیونکہ ایک دوسرے سے مخالف کرانے والی یہ کتابیں ہیں۔ ان کا ماننا کسی عالم کا کام نہیں۔ بلکہ ان کا ماننا جہالت ہے۔ دیکھو شیو پوران کی رو سے۔ ترپودشی۔ سوموار۔ آدتیہ پوران کی رو سے اتوار

چندر کھنڈ کی رُو سے سوم گرہ والی منگل۔ بُدھ جمعرات۔ جمعہ۔ سنیچر۔ راہو۔ کیتو کی ویشنو ایکادشی۔ وامن کی دوادشی۔ نرسنگھ یا اننت کی چودس۔ چاند کی پورنماشی۔ دگ پالوں کی دسویں۔ درگا کی نویں۔ وسوؤں کی اشٹمی میں منیوں کی سپتمی۔ سوامی کارتک کی ششٹمی۔ ناگ کی پنچمیں۔ گنیش کی چوتھ۔ گوری کی تریتا۔ اشونی کمار کی دُتیا۔ ادیا دیوی کی پرتی پدا اور پتروں کی اماوس پُران کے طریق سے یہ دن روزہ رکھنے کے ہیں۔ اور سب جگہ یہی لکھا ہے۔ کہ جو انسان اِن دِنوں اور تاریخوں میں کھائے پیئے گا وہ نرک (دوزخ) کو جائے گا۔ اب پوپ اور پوپ جی کے چیلوں کو چاہیئے۔ کہ کسی دن یا کسی تاریخ کو بھی کھانا نہ کھائیں۔ کیونکہ جو خوراک کھائی یا پانی پیا۔ تو جہنمی ہوں گے۔ اب "نرنے سندھو"۔ "دھرم سندھو"۔ "ورت ارک" وغیرہ کتابیں جو نشہ بازوں کی تصنیف کردہ ہیں۔ ان میں ایک ایک ورت (روزہ) کی ایسی مٹی پلید کی ہے۔ کہ جیسے ایکادشی کو شدھ دشمی ودھا۔ کوئی دوادشی کو ایکادشی کا روزہ رکھتے ہیں یعنی کیا مٹی عجیب غریب لیلا ہے۔ کہ بھوکے مرنے میں بھی جھگڑا فساد ہی کرتے ہیں۔ جو ایکادشی کا ورت جاری کیا ہے۔ تو اس میں اپنی خود غرضی ہی ہے۔ اور رحم کچھ بھی نہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ :۔

एकादश्यामन्ने पापानि वसन्ति । جس قدر گناہ ہیں۔ وہ سب ایکادشی کے دِن اناج میں رہتے ہیں۔ اس پوپ جی سے پوچھنا چاہیئے۔ کہ کس کے گناہ اس میں رہتے ہیں۔ تیرے یا تیرے باپ وغیرہ کے؟ جو سب کے سب گناہ ایکادشی میں جا ٹھہریں۔ تو ایکادشی کے دِن کسی کو تکلیف نہ دینی چاہیئے ایسا تو نہیں ہوتا۔ بلکہ اُلٹا بھوک وغیرہ سے تکلیف ہوتی ہے۔ تکلیف گناہ کا پھل ہے اس لئے بھوکے مرنا گناہ ہے۔ اس کا بڑا اہاتم بنایا ہے جس کی کتھا سُنا کر بہت ٹھگے جاتے ہیں۔ اس میں ایک کتھا ہے کہ برہم لوک میں ایک رنڈی تھی۔ اس نے کچھ گناہ کیا۔ اس کو بددُعا ہوئی۔ کہ تو زمین پر گر جا۔ اس نے التجا کی۔ کہ میں پھر سورگ یعنی بہشت میں کیونکر آسکوں گی؟ اس نے کہا۔ کہ جب کبھی ایکادشی کے ورت کا پھل کوئی تجھے دے گا۔ تب ہی تو سورگ میں آجائے گی۔ وہ غبارے سمیت کسی شہر میں گر پڑی۔ وہاں کے راجہ نے اُسے پوچھا۔ کہ تو کون ہے؟ تب اس نے سب ماجرا کہہ سُنایا۔ اور کہا۔ کہ جو کوئی مجھ کو ایکادشی کا پھل بخشے۔ تو میں پھر سورگ کو جا سکتی ہوں۔ راجہ نے شہر میں تلاش کرائی۔ کوئی بھی ایکادشی کا ورت کرنے والا نہ ملا۔ لیکن ایک دن کسی شودر عورت اور مرد میں لڑائی ہوئی تھی۔ غصہ کے مارے عورت دِن رات بھوکی رہی تھی۔ بالاتفاق سے اُس دن ایکادشی ہی تھی۔ اُس نے کہا۔ کہ میں نے ایکادشی جان کر تو نہیں رکھی۔ مگر اتفاقاً اُس دِن بھوکی رہ گئی تھی۔ (اس نے) ایسا راجہ کے نوکروں سے کہا۔ تب تو وہ اس کو راجہ کے سامنے لے آئے۔ اُس کو راجہ نے کہا۔ کہ تو اس غبارے کو چھو۔ اس نے اس کو چھوا۔ تو اُسی وقت غبارہ اوپر کو اُڑ گیا۔ یہ تو بغیر جانے کا ایکادشی ورت کا پھل ہے۔ جو جان کر کرے تو اس کے پھل کا کیا حد و حساب ہے۔ واہ رے آنکھ کے اندھے لوگو! جو یہ بات سچی ہو۔ تو ہم ایک پان کا بیڑا جو کہ سورگ میں نہیں ہوتا بھیجنا چاہتے ہیں۔ سب ایکادشی والے اپنا اپنا پھل دے دو۔ جو ایک پان کا بیڑا اوپر کو چلا جائے گا۔ تو پھر لاکھوں کروڑوں پان وہاں بھیجیں گے۔ اور ہم بھی ایکادشی کیا کریں گے۔ اور

جو ایسا نہ ہوگا۔ تو ہم تم لوگوں کو اس بھوک کے مرنے کی مصیبت سے بچائیں گے۔

ان چوبیس ایکادشیوں کے نام جدا جدا رکھے ہیں۔ کسی کا نام دھندا[1]۔ کسی کا کامدا[2]۔ کسی کا پتردا[3]۔ اور کسی کا نرجلا[4]۔ بہت سے مفلس، بہت مرادوں کے خواہاں اور بہت سے بے اولاد ایکادشی کا برت رکھ کر بوڑھے ہو گئے اور مر بھی گئے۔ لیکن دولت، مراد اور اولاد نصیب نہ ہوئی۔ جیٹھ مہینے کے شکل پکش میں کہ جس وقت ایک گھڑی بھر پانی نہ ملے۔ تو انسان بے قرار ہو جاتا ہے۔ اور برت کرنے والوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے خاص کر بنگال میں جہاں کہ سب بیوہ عورتوں کی ایکادشی کے روز بڑی خرابی ہوتی ہے۔ اس بے رحم قصائی کو لکھتے وقت کچھ بھی دل میں رحم نہ آیا۔ نہیں تو نرجلا کا نام "سجلا" (پانی والی) اور پوش کے شکل پکش کی ایکادشی کا نام "نرجلا" رکھ دیتا۔ تو بھی کچھ اچھا ہوتا۔ لیکن اس پوپ کو رحم سے کیا کام۔ کوئی جیئے یا مرے پوپ جی کا پیٹ پورا بھرے۔ حاملہ یا نئی بیاہی ہوئی عورت، لڑکوں یا جوان لوگوں کو کبھی فاقہ نہ کرنا چاہیئے۔ لیکن اگر کسی کو کرنا بھی ہو۔ تو جس دن بدہضمی ہو۔ بھوک نہ لگے۔ اس دن شربت یا دودھ پی کر رہنا چاہیئے۔ جو بھوک کے وقت نہیں کھاتے اور بغیر بھوک کے کھانا کھاتے ہیں۔ وہ دونوں بیماریوں کے سمندر میں غوطے کھا کر تکلیف اٹھاتے ہیں۔ ان بدحواسوں کی تقریر و تحریر کا حوالہ کوئی بھی درست نہ مانے۔

ویدکی گمشدہ شاخیں

سوال۔ اب گرو چیلے کا منتر اپدیش اور مت متانتروں کے حالات کو بیان کرتے ہیں۔ مورتی پوجک فرقے والے (بت پرست) لوگ سوال کرتے ہیں۔ کہ وید لاانتہا ہیں۔ رگوید کی ۲۱۔ یجروید کی ۱۰۱۔ سام وید کی ۱۰۰۰۔ اور اتھروید کی ۹ شاخیں ہیں۔ ان میں سے تھوڑی سی ملتی ہیں۔ بقیہ گم ہو گئی ہیں۔ انہی میں بت پرستی اور تیرتھوں کا حوالہ ہوگا۔ اگر نہ ہوتا۔ تو پرانوں میں کہاں سے آتا جب معلول کو دیکھ کر علت کا قیاس ہوتا ہے تب پرانوں کو دیکھ کر بت پرستی میں کیا شبہ ہے؟ جواب۔ جیسی شاخیں جس درخت کی ہوتی ہیں۔ اسی کے مطابق ہوا کرتی ہیں۔ برخلاف نہیں۔ خواہ شاخیں چھوٹی بڑی ہوں۔ لیکن ان میں اختلاف نہیں ہو سکتا۔ ویسے ہی جتنی شاخیں ملتی ہیں جب ان میں پتھر وغیرہ بت پرستی اور تیرتھ خشکی کی خصوصیت (والے تیرتھوں) کا حوالہ نہیں ملتا۔ تو ان گمشدہ شاخوں میں بھی نہیں تھا۔ اور چار وید مکمل ملتے ہیں۔ ان کے برخلاف شاخیں کبھی نہیں ہو سکتیں۔ اور جو برخلاف ہیں۔ ان کو شاخیں کوئی بھی ثابت نہیں کر سکتا۔ جب یہ بات ہے۔ تو پران ان ویدوں کی شاخیں نہیں بلکہ فرقہ والے لوگوں نے باہمی مخالفت کی کتابیں بنا رکھی ہیں۔ ویدوں کو تم پرمیشور کے بنائے ہوئے مانتے ہو۔ تو "آشولاین" وغیرہ رشی منیوں کے نام سے مشہور کتابوں کو وید کیوں مانتے ہو۔ جیسے ڈالی اور پتوں کے دیکھنے سے پیپل۔ بڑ اور آم وغیرہ درختوں کی پہچان ہوتی ہے۔ ویسے ہی رشی منیوں کی تصانیف۔ وید انگ۔ چاروں براہمن انگ اپانگ اور اپ وید وغیرہ سے وید کے معنے جانے جاتے ہیں۔ اس لیئے ان کتابوں کو شاخیں مانا ہے۔ جو ویدوں کے خلاف ہے مستند اور جو مطابق ہے۔ وہ غیر مستند نہیں ہو سکتا۔ جو تم نادیدہ شاخوں میں مورتی وغیرہ کے حوالہ کو فرض کرو گے۔ تو جب کوئی ایسا دعویٰ کرے گا۔ کہ گمشدہ شاخوں میں ورن آشرم کا طریق الٹا

[1] دولت دینے والی [2] خواہش کے پورا کرنے والی [3] اولاد کے دینے والی [4] بغیر پانی کے۔ (مترجم)

ہے یعنی شودر کا نام براہمن اور براہمن کا نام شودر وغیرہ عمل میں نہ لانے والی چیز کو عمل میں لانا۔ نہ کرنے لائق کام کو کرنا۔ دروغ گوئی وغیرہ دھرم۔ راست گفتاری وغیرہ ادھرم لکھا ہے۔ تو تم اس کو وہی جواب دوگے۔ جو کہ ہم نے دیا۔ یعنی وید اور مشہور شاخوں میں جس طرح براہمن وغیرہ کا نام براہمن اور شودر وغیرہ کا نام شودر لکھا ہے۔ ویسا ہی نادیدہ شاخوں میں بھی ماننا چاہیئے۔ نہیں تو ورن آشرم بیوستھا وغیرہ سب الٹ پلٹ ہو جائیں گے۔

بھلا جیمنی۔ ویاس۔ پتنجلی کے زمانہ تک تو سب شاخیں موجود تھیں یا نہیں؟ اگر تھیں تو تم کبھی تردید نہ کر سکو گے۔ اور اگر کہو۔ کہ نہیں تھیں۔ تو پھر شاخوں کے ہونے کا کیا ثبوت ہے؟ دیکھو جیمنی نے میمانسا میں سب کرم کانڈ۔ پتنجلی منی نے یوگ شاستر میں سب اپاسنا کانڈ اور ویاس منی نے شاریرک سوتروں میں سب گیان کانڈ وید کے مطابق لکھا ہے۔ ان میں پتھر وغیرہ بت پرستی یا پریاگ وغیرہ تیرتھوں کا نام تک بھی نہیں لکھا۔ اور لکھتے کہاں سے؟ جو کہیں ویدوں میں ہوتا۔ تو لکھے بغیر کبھی نہ چھوڑتے اس لئے گمشدہ شاخوں میں بھی اس بت پرستی وغیرہ کا حوالہ نہیں تھا۔ یہ سب شاخیں وید نہیں ہیں کیونکہ ان میں پرمیشور کے بنائے ہوئے ویدوں کی سرخی دے کر تشریح اور دنیاوی لوگوں کی تاریخ وغیرہ لکھی ہیں اس لئے وید میں یہ باتیں کبھی نہیں ہو سکتیں۔ ویدوں میں تو صرف انسان کو علم کی ہدایت کی ہے کسی انسان کا نام تک بھی نہیں۔ اس لئے بت پرستی کی قطعی تردید ہے۔

مورتی پوجا سے بزرگوں کی ہتک

دیکھو بت پرستی کے سبب شری رام چندر شری کرشن۔ نارائن اور شو وغیرہ کی بڑی مذمت اور ہنسی ہوتی ہے سب لوگ جانتے ہیں۔ کہ وہ بڑے مہاراجہ ادھیراج اور ان کی عورتیں سیتا، رکمنی، لکشمی اور پاربتی وغیرہ مہارانیاں تھیں۔ لیکن جب ان کے بت مندر وغیرہ میں رکھ کر پجاری (مجاور) لوگ ان کے نام سے بھیک مانگتے ہیں یعنی ان کو بھکاری بناتے ہیں۔ آؤ مہاراج مہاراجہ جی سیٹھ ساہوکار درشن کیجئے۔ بیٹھئے چرن امرت لیجئے۔ کچھ بھینٹ چڑھائیے۔ مہاراج سیتا رام کرشن رکمنی یا رادھا کرشن، لکشمی، نارائن اور مہادیو، پاربتی جی کو تین روز سے بال بھوگ یا راج بھوگ یعنی آب و دانہ بھی نہیں ملا ہے آج ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہے سیتا وغیرہ کی نتھ رانی جی یا سیٹھانی جی بنوا دیجئے۔ اناج وغیرہ بھیجو تو رام کرشن وغیرہ کا بھوگ لگا دیں۔ کپڑے سب پھٹ گئے ہیں۔ مندر کے کونے سب گر پڑے ہیں۔ اوپر سے پانی ٹپکتا ہے۔ جو کچھ تھا۔ اس کو بدمعاش اور چور اکٹھا کر کے لے گئے۔ کچھ چوہوں نے کاٹ ڈالے دیکھئے چوہوں نے ایک دن ایسا غضب کیا۔ کہ ان کی ایک آنکھ بھی نکال کر بھاگ گئے۔ اب ہم چاندی کی آنکھ نہ بنا سکے۔ اس لئے کوڑی کی لگا دی۔

رام لیلا اور راس منڈل بھی کراتے ہیں سیتا رام رادھا کرشن ناچ رہے ہیں۔ راجہ اور مہنت وغیرہ ان کے پیرو مزے سے بیٹھے ہیں۔ مندر میں سیتا رام وغیرہ کھڑے ہیں۔ اور پجاری یا مہنت جی آسن (نشستگاہ) یا گدی پر تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ موسم گرما میں بھی قفل لگا کر اندر بند کر دیتے ہیں۔

اور آپ ٹھنڈی ہوا میں پلنگ بچھا کر سوتے ہیں۔ بہت سے پجاری اپنے نارائن کو ڈبیہ میں بند کر اوپر سے کپڑے وغیرہ باندھ گلے میں لٹکا لیتے ہیں جس طرح بندریا اپنے بچے کو گلے میں لٹکا لیتی ہے۔ ویسے پجاریوں کے گلے میں بھی لٹکتے ہیں جب کوئی بت کو توڑتا ہے۔ تب ہائے ہائے کر چھاتی پیٹ بکتے ہیں۔ کہ سیتارام جی۔ رادھا کرشن جی اور شو پاربتی جی کو بدمعاشوں نے توڑ ڈالا۔ اب دوسرا بت منگوا کر جو کہ اچھے کاریگر نے سنگ مرمر کا بنایا ہو۔ قائم کر اس کی پرستش کرنی چاہیئے۔ نارائن کو گھی کے بغیر بھوگ نہیں لگتا۔ بہت نہیں تو تھوڑا سا ضرور بھیج دینا۔ اس قسم کی باتیں اُن کی بابت بناتے ہیں۔ اور راس منڈل یا رام لیلا کے آخر میں سیتا رام یا رادھا کرشن سے بھیک منگواتے ہیں۔ جہاں میلہ وغیرہ ہوتا ہے۔ وہاں کسی چھوٹے سے لڑکے کے سر پر مکٹ (تاج) دھر کنھیا بنا راستے میں بیٹھا بھیک منگواتے ہیں۔ اس قسم کی باتوں کو آپ لوگ سمجھ لیجئے۔ کتنے بڑے افسوس کی بات ہے۔ بھلا کہو۔ کہ کیا سیتا رام وغیرہ ایسے مفلس اور گداگر تھے۔ یہ اُن کی ہنسی اور مذمت نہیں تو کیا ہے۔ اس سے اپنے بزرگوں کی سخت مذمت ہوتی ہے۔ بھلا جس زمانے میں یہ موجود تھے۔ اس وقت سیتا رکمنی لکشمی اور پاربتی کو سڑک پر یا کسی مکان میں کھڑا کر پجاری کہتے۔ کہ آؤ ان کے درشن کرو۔ اور کچھ بھینٹ پوجا دھرو۔ تو سیتا رام وغیرہ ان بے عقلوں کے کہنے سے ایسا کام کبھی نہ کرتے۔ اور نہ کرنے دیتے جو کوئی ایسا مخول ان کا اڑاتا۔ کیا اُن کو بدوں سزا دیئے کبھی چھوڑتے؟ ہاں جب ان سے سزا نہ مل سکی۔ تو ان کے کرموں نے پجاریوں کو بہت سا بتوں کے تخالفوں سے انعام دلا دیا۔ اور اب بھی ملتا ہے۔ اور جب تک اس فعل بد کو نہ چھوڑیں گے۔ نہ ملتا رہے گا۔ اس میں کیا شک ہے۔ کہ آریہ ورت کی روز مرہ سخت تنزلی اور پتھر وغیرہ بتوں کی پرستش کرنے والوں کی شکست انہی کرموں کے باعث ہوتی ہے۔ کیونکہ گناہ کا پھل تکلیف ہے انہی پتھر وغیرہ بتوں کے بھروسے بہت سا نقصان ہو گیا جو نہ چھوڑیں گے۔ تو روز مرہ زیادہ زیادہ ہوتا جائے گا

ان میں وام مارگی بڑے بھاری قصوروار ہیں جب وہ چیلا بناتے ہیں تب معمولی آدمی

وام مارگیوں کا نئے چیلے کو اپدیش

दं दुर्गायै नमः । भं भैरवाय नमः ।
ऐं ह्रीं क्लीं चामुण्डायै विच्चे ॥

کو اس قسم کے منتروں کا اپدیش کر دیتے ہیں۔ اور بنگال میں خاص کر ایک اکشری (ایک حرف والے) منتر کا اپدیش کرتے ہیں۔ جیسے :- (شاردا تلک) ह्रीं, श्रीं, क्लीं ॥ وغیرہ اور امیروں کو کامل جدہ

ह्रां ह्रीं ह्रुं बगलामुख्यै फट् स्वाहा ॥ پر چیلا بنایا کرتے ہیں ایسے ہی دس مہاودیاؤں کے منتر

ह्रं फट् स्वाहा ॥ (کام رتن تنتر بیج منتر) اور مارن (مارنا) موہن (بیہوش کرنا) اُچاٹن (تباہ کرنا) ودویش (دشمنی ڈالنا) وشی کرن (بس میں کرنا) وغیرہ پریوگ (روحانی عمل) کرتے ہیں۔ سو منتر سے تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ لیکن فعل سے سب کچھ کرتے ہیں۔ جب کسی کو مارنے کا پریوگ کرتے ہیں۔ تب اُدھر کرانے والے سے دھن لے کر آٹے یا مٹی کا پتلا جس کو مارنا چاہتے ہیں۔ اس کا بنا لیتے ہیں۔ اس کی چھاتی، ناف اور گلے میں چھری داخل کر دیتے ہیں۔ آنکھ، ہاتھ، پاؤں میں کیلیں ٹھونک دیتے ہیں۔ اُس کے اوپر بھیرو یا درگا کا بت بنا ہاتھ میں ترشول دے اس کے دل پر لگاتے ہیں۔ ایک ویدی بنا کر گوشت وغیرہ کا ہوم

کرنے لگتے ہیں۔ اور ادھر جاسوس وغیرہ بھیج کر اس کو زہر وغیرہ سے مارنے کی تدبیر کرتے ہیں۔ جو اپنے پنچ ران (عمل) کے بیچ میں اس کو مار ڈالا۔ تو بھیرو دیوی کا پرشاد بتلاتے ہیں۔

"بھیرو بھوت ناشنچ" وغیرہ وغیرہ کا پاٹھ کرتے ہیں۔ मारय २ उच्चाटय २,
विद्वेषय २, छिन्धि २, भिन्धि २, वशीकुरु २, खादय २, भक्षय २,
त्रोटय २, नाशय २, मम शत्रून् वशीकुरु २, हुं फट् स्वाहा ॥

وغیرہ۔ منتر جیسے گوشت شراب وغیرہ حسب دلخواہ کھاتے پیتے بھوؤں کے بیچ میں سیندور سے خط کھینچتے کبھی کبھی کالی وغیرہ کے لئے کسی آدمی کو پکڑ کر ہوم کر کچھ کچھ اس کا گوشت کھاتے بھی ہیں جو کوئی بھیروی چکر میں شامل ہو۔ اور گوشت و شراب نہ کھائے پئے۔ تو اس کو مار کر اس کا ہوم کر دیتے ہیں۔ ان میں جو اگھوری ہوتا ہے۔ وہ مردہ انسان کا بھی گوشت کھا لیتا ہے۔ اجری وجری کرنے والے لعل و براز بھی کھاتے پیتے ہیں۔

چولی مارگی اور بیج مارگی

ایک چولی مارگی اور دوسرے بیج مارگی بھی ہوتے ہیں چولی مارگی والے ایک پوشیدہ جگہ یا زمین پر ایک مقام بناتے ہیں۔ وہاں سب کی عورتیں اور مرد لڑکا لڑکی بہن، ماں، بہو وغیرہ سب جمع ہوتی ہیں۔ اور سب لوگ مل جل کر گوشت کھاتے شراب پیتے ہیں۔ سب لوگ ایک عورت کو برہنہ کر کے اس کے اندام نہانی (بھگا) کی پرستش کرتے ہیں۔ اور اس کا نام درگا دیوی رکھتے ہیں۔ اور سب عورتیں ایک مرد کو برہنہ کر اس کے آلہ تناسل کی پرستش کرتی ہیں۔ جب شراب پی کر مست ہو جاتے ہیں تب تمام عورتوں کی چھاتی کے لباس جن کو چولی کہتے ہیں۔ ایک بڑے مٹی کے برتن میں اکٹھے رکھ دیتے ہیں۔ ایک ایک مرد اس میں ہاتھ ڈالتا ہے جس کے ہاتھ میں جس کا کپڑا آئے۔ (یعنی وہ کپڑے والی) خواہ اس کی ماں، بہن، لڑکی اور بہو ہی کیوں نہ ہو۔ اس وقت کے لئے اس کی عورت بن جاتی ہے۔ آپس میں بدفعلی کرنے اور بہت نشہ چڑھنے کے باعث جوتے وغیرہ سے باہم لڑتے بھڑتے ہیں۔ جب علی الصباح بھر رات رہنے پر اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں۔ تب ماں ماں، لڑکی لڑکی، بہن بہن اور بہو بہو ہو جاتی ہے۔ اور بیج مارگی عورت مرد کی مجامعت کے بعد پانی میں منی ڈال ملا کر پی لیتے ہیں۔ یہ پاجی ایسے کرموں کو نجات کا ذریعہ مانتے اور علم و حیا۔ شرافت وغیرہ سے محروم رہتے ہیں۔

شومت کا طریق پرستش

سوال شومت والے تو اچھے ہوتے ہیں جواب۔ اچھے کہاں سے ہوتے ہیں۔ جیسے پریت ناتھ ویسے بھوت ناتھ۔ جیسے وام مارگی منتر کے اپدیش وغیرہ سے ان کا مال اڑاتے ہیں۔ ویسے شیو بھی "اوم نمہ شوائے" وغیرہ پانچ اکھشر (حروف) والے منتر کا اپدیش کرتے۔ رُدر اکش بھسم لگاتے مٹی کا اور پتھر وغیرہ کے لنگ بنا کر پوجتے اور ہر ہر بم بم اور بکرے کی آواز کی مانند بڑ بڑ بڑ منہ سے آواز کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ بتلاتے ہیں۔ کہ تالی بجانے اور بم بم کی آواز نکالنے سے پاربتی خوش اور مہادیو ناراض ہوتا ہے۔ کیونکہ جب بھسما سر کے آگے سے مہادیو بھاگے تھے۔ تب بم بم اور مسخری کے طور پر تالیاں بجی تھیں۔ اور گال بجانے سے پاربتی ناخوش اور مہادیو خوش ہوتے

ہیں۔ کیونکہ پاربتی کے باپ دکش پرجاپتی کا سر کاٹ آگ میں ڈال اس کے دھڑ پر بکرے کا سر لگا دیا تھا۔ اسی نقل کو بکرے کی آواز کی مانند گال بجانا مانتے ہیں۔ شیوراتری کو شام تک فاقہ کرنے وغیرہ اس قسم کی باتوں سے نجات مانتے ہیں۔ اس لئے جیسے وام مارگی توہمات میں پھنسے ہیں۔ ویسے ہی شیو بھی (جس اس میں خاص کر کن پھٹے ناتھ، گری، پوری، بن، آرنیہ، پربت اور ساگر اور نیز گرہستی بھی شیو ہوتے ہیں۔ کوئی کوئی دونوں گھوڑوں پر چڑھتے ہیں یعنی وام اور شیو دونوں متوں کو مانتے ہیں۔ اور کئی ویشنو بھی رہتے ہیں۔ ان کا مقولہ ہے

अन्तः शाक्ता बहिश्शैवाः सभामध्ये च वैष्णवाः ।

नानारूपधराः कौला विचरन्तीह महीतले ॥

یہ تنتر کا شلوک ہے۔ اندرونی طور پر شاکت یعنی وام مارگی رہتے، بیرونی طور پر شیو یعنی رودراکش بھسم دھارن کرتے ہیں۔ اور مجلس میں ویشنو کہلاتے ہیں۔ یعنی یہ کہ ہم وشنو کے اپاسک ہیں۔ اسی طرح کئی طرح کے سوانگ بھر کر وام مارگی دنیا میں پھرتے ہیں۔ سوال۔ ویشنو تو اچھے ہیں؟ جواب۔ کیا خاک اچھے ہیں جیسے

ویشنوؤں کی لیلا

وہ ہیں۔ ویسے یہ ہیں۔ دیکھئے ویشنوؤں کی لیلا۔ اپنے کو وشنو کا داس (خادم) مانتے ہیں۔ ان میں سے شری ویشنو جو چکرانکت ہوتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو سب سے اعلیٰ مانتے ہیں۔ سو کچھ بھی نہیں ہیں۔ سوال:۔ کیوں کچھ بھی نہیں۔ سب کچھ ہیں۔ دیکھو ماتھے پر نارائن کے چرن اروند (پاؤں) کی مانند تلک اور بیچ میں پیلا خط جو کہ شری ہے لگاتے اور اس لئے ہم شری ویشنو کہلاتے ہیں۔ ایک نارائن کے سوائے دوسرے کسی کو نہیں مانتے۔ مہادیو کے لنگ کا درشن بھی نہیں کرتے۔ کیونکہ ہمارے ماتھے پر شری موجود ہے۔ وہ شرمندہ ہوتی ہے۔ "آل مندار" وغیرہ ستوتروں کے پاٹھ کرتے اور نارائن کی منتر کے ذریعے پرستش کرتے ہیں۔ گوشت نہیں کھاتے شراب نہیں پیتے۔ پھر اچھے کیوں نہیں ہیں؟ جواب۔ اس تمہارے تلک کو ہری کے پاؤں کی شکل اور اس پیلے خط کو شری ماننا فضول ہے۔ کیونکہ یہ تو ہاتھ کی کاریگری اور ماتھے کا نقش ہے۔ جس طرح کہ ہاتھی کے ماتھے پر نقش و نگار کئے جاتے ہیں۔ تمہارے ماتھے پر وشنو کے پاؤں کا نقش کہاں سے آ گیا۔ کیا کوئی بیکنٹھ میں جا کر وشنو کے پاؤں کا نشان ماتھے پر کرا آیا ہے؟ (محقق) شری جاندار ہے یا بے جان؟ ویشنو۔ جاندار ہے۔ محقق۔ تو یہ خط بے جان ہونے سے شری نہیں ہے۔ ہم پوچھتے ہیں۔ کہ شری پیدا شدہ ہے یا غیر پیدا شدہ۔ اگر غیر پیدا شدہ ہے۔ تو یہ شری نہیں۔ کیونکہ اس کو تو تم ہمیشہ اپنے ہاتھ سے بناتے ہو پھر یہ شری نہیں ہو سکتی۔ اگر تمہارے ماتھے پر شری ہوتی (تو) کتنے ہی ویشنوؤں کا بڑا منہ یعنی خوشی سے خالی کیوں نظر آتا؟ ماتھے پر شری اور در در بھیک مانگتے۔ اور سدا برت (خیرات گاہ) سے لے کر پیٹ کیوں بھر لیتے؟ یہ بات سودائی اور بے غیرتوں کی ہے۔ کہ ماتھے پر شری رکھیں۔ اور بھاری کنگلوں کے کام کریں۔ ان میں ایک "پریگال" نامی ویشنو بھگت تھا۔ وہ چوری، ڈاکہ مار، دھوکا، فریب کر کے پرایا مال اڑا وشنو کے پاس لکھ کر خوش ہوتا تھا۔ ایک دفعہ اس کو چوری میں کوئی چیز نہ ملی۔ کہ جس کو لوٹے گھبرا کر پھر رہا تھا۔ نارائن نے سمجھا۔ کہ ہمارا بھگت تکلیف پاتا ہے سیٹھ جی کی شکل بنا۔ انگوٹھی وغیرہ

زیورات پہن رتھ میں بیٹھ کر سامنے آئے تب تو پربگال رتھ کے پاس گیا۔ سیٹھ سے کہا۔ کہ سب چیزیں جلدی اتار دو۔ نہیں تو مار ڈالوں گا۔ اتارتے اتارتے انگوٹھی اتارنے میں دیر لگی۔ پربگال نے نارائن کی انگلی کاٹ انگوٹھی لے لی۔ نارائن نے بڑے خوش ہو کر چتر بھج کی شکل میں درشن دیا۔ کہا تو میرا بڑا عزیز بھگت ہے۔ کیونکہ سب دولت اڑا لوٹ چوری کر وشنوؤں کی خدمت کرتا ہے۔ اس لئے تو مبارک ہے۔ پھر اس نے جاکر وشنوؤں کے پاس سب زیورات رکھ دیئے۔

ایک دفعہ پربگال کو کوئی ساہوکار نوکر رکھ جہاز میں بٹھلا کر غیر ملک میں لے گیا۔ وہاں سے جہاز میں سپاری بھری۔ پربگال نے ایک سپاری توڑ آدھا ٹکڑا کر بنئے سے کہا۔ یہ میری آدھی سپاری جہاز میں رکھ دو۔ اور لکھ دو۔ کہ جہاز میں آدھی سپاری پربگال کی ہے۔ بنئے نے کہا۔ کہ خواہ تم ہزار سپاری لے لیتی۔ پربگال نے کہا نہیں۔ ہم ادھرمی نہیں ہیں۔ جو ہم جھوٹ موٹ لے لیں۔ ہم کو تو آدھی چاہیئے بنیا بیچارہ بھولا بھالا تھا۔ اس نے لکھ دیا۔ جب اپنے ملک میں جہاز بندر پر آیا۔ اور سپاری اتارنے کی تیاری ہوئی۔ تب پربگال نے کہا۔ ہماری آدھی سپاری دے دو۔ بنیا وہی آدھی سپاری دینے لگا۔ تب پربگال جھگڑنے لگا۔ میری تو جہاز میں آدھی سپاری ہے آدھا بانٹ لوں گا۔ حکام تک جھگڑا گیا۔ پربگال نے بنئے کی تحریر دکھائی۔ کہ اس نے آدھی سپاری دینی لکھی ہے۔ بنیا بہت کہتا رہا۔ لیکن اس نے نہ مانا۔ آدھی سپاری لے کر وشنوؤں کی نذر کر دیں۔ تب تو وشنو بڑے خوش ہوئے۔ اب تک اس ڈاکو چور پربگال کے بت مندروں میں رکھتے ہیں۔ یہ کتھا بھگت مال میں لکھی ہے۔ صاحب عقل دیکھ لیں۔ کہ وشنو اس کے پیرو اور نارائن تینوں چور منڈلی ہوئے یا نہیں۔ اگرچہ مت متانتروں کے معتقدوں میں کوئی شخص قدرے اچھا بھی ہوتا ہے۔ تاہم اس مت میں رہ کر بالکل اچھا نہیں ہو سکتا۔ اب دیکھو وشنوؤں نا اتفاقی کی باتیں یعنی مختلف قسم کے تلک اور کنٹھی دھارن کرتے اور پہنتے ہیں۔ رامانندی بغل میں گوپی چندن بیچ میں لال نمادت (گھسا کے) دونوں خط یا ایک کھینچتے۔ بیچ میں کالا نقطہ لگاتے ہیں۔ مادھو سیاہ خط اور گوڑ بنگالی کٹاری کی مانند اور رام پرساد والے ہلال کی شکل والے خطوط کے درمیان ایک سفید گول ٹیکا وغیرہ لگاتے ہیں) اور ان کی بابت مختلف باتیں بناتے ہیں۔ رامانندی لال خط کو لکشمی کا نشان اور نارائن کا دل بتلاتے ہیں۔ اور گوسائیں شری کرشن چندر جی کے دل میں رادھا بیٹھی ہوئی ہے اس قسم کی باتیں کرتے ہیں۔

بھگت مال میں ایک کتھا لکھی ہے۔ کہ کوئی شخص درخت کے نیچے سو رہا تھا سوتے سوتے ہی مر گیا۔ اوپر سے کوّے نے بیٹ کر دی تھی۔ وہ ماتھے پر تلک کی شکل میں نمودار ہو گئی تھی۔ وہاں یم کے فرشتے اس کو لینے آئے۔ اتنے میں وشنو کے فرشتے بھی پہنچ گئے۔ دونوں جھگڑا کرتے تھے۔ (ایک طرف کے کہتے تھے) کہ یہ ہمارے آقا کا حکم ہے۔ ہم یم لوک میں لے جائیں گے۔ وشنو کے فرشتوں نے کہا۔ کہ ہمارے آقا کا حکم اسے بیکنٹھ میں لے جانے کا ہے۔ دیکھو اس کے ماتھے پر وشنوی تلک ہے۔ تم کیسے لیجاؤ گے؟ تب یم کے فرشتے چپ ہو کر چلے گئے۔ وشنو کے فرشتے آرام سے اس کو بیکنٹھ میں لے گئے

نارائن نے اس کو بیکنٹھ میں رکھا۔ دیکھو جب اتفاقیہ تلک بن جانے کا ایسا مہاتم ہے۔ تو جو اپنی محبت اور ہاتھ سے تلک لگاتے ہیں۔ وہ نرک سے چھوٹ بیکنٹھ میں جاویں۔ تو اس میں کیا تعجب ہے۔ ہم پوچھتے ہیں۔ کہ جب چھوٹے سے تلک کے کرنے سے بیکنٹھ میں جاتے ہیں۔ تو منہ پر لیپ یا کالا منہ کرنے سے یا جسم پر لیپ کرنے سے بیکنٹھ سے بھی آگے پہنچ جاتے ہیں یا نہیں۔ اس لئے یہ باتیں سب فضول ہیں۔

جھوٹے سادھوؤں کی لیلا

ان میں سے بہت خالی لنگوٹی باندھ لکڑی کی دھونی تاپتے جٹا بڑھاتے سدھ کا بھیس کر لیتے ہیں۔ بگلے کی مانند دھیان لگا کر بیٹھتے ہیں۔ گانجا بھنگ چرس کے دم لگاتے، لال آنکھیں بنائے رکھتے سب سے چٹکی چٹکی اناج آٹا کوڑی پیسے مانگتے اور گرہستیوں کے لڑکوں کو بہکا کر چیلے بنا لیتے ہیں عموماً ان میں مزدور لوگ ہوتے ہیں۔ کوئی علم پڑھتا ہو۔ تو اس کو پڑھنے نہیں دیتے۔ کہتے ہیں۔ کہ:۔

पठितव्यं तदपि मर्त्तव्यं दन्तकटाकटेति किं कर्त्तव्यम् ॥

"سنتوں کو علم پڑھنے سے کیا کام۔ کیونکہ علم پڑھنے والے بھی مر جاتے ہیں۔ پھر دانت کٹا کٹ کیوں کرنا۔" سادھوؤں کو چاروں طرف پھر آنا سنتوں کی خدمت کرنی اور رام جی کا بھجن کرنا چاہیئے۔ اگر کسی نے بے عقلی اور جہالت کی شکل نہ دیکھی ہو۔ تو خاکی کا درشن کر لیں۔ ان کے پاس جو کوئی جاتا ہے۔ ان کو بچہ بچہ کہتے ہیں۔ خواہ وہ خاکی جی کے ماں باپ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ جیسے خاکی جی ہیں ویسے ہی روکھڑ سُوکھڑ، گودڑیئے اور جماعت والے ستھرے، شاہی اور اکالی، کان پھٹے جوگی، اوگھڑ وغیرہ (گویا) سب ایک سے ہیں۔

ایک خاکی کا چیلا "شری گنیش آئیمہ" رٹتا رٹتا کنوئیں پر پانی بھرنے کو گیا۔ وہاں پنڈت بیٹھا ہوا تھا وہ اس کو "شری گنیشائے نمہ" رٹتے ہوئے دیکھ کر بولا۔ اے سادھو! غلط یاد کرتا ہے۔ "شری گنیش آئیمہ" اس نے فوراً لوٹا بھر گورو جی کے پاس جا کر کہا۔ کہ ایک بمن (یعنی براہمن) میرے تلفظ کو غلط کہتا ہے۔ ایسا سن کر جھٹ خاکی جی اٹھا۔ کنوئیں پر گیا۔ اور پنڈت سے کہا۔ تو میرے چیلے کو بہکاتا ہے۔ تو گورو کی لنڈی کیا پڑھا ہے؟ دیکھ! تو ایک قسم کا تلفظ جانتا ہے۔ ہم تین قسم کے جانتے ہیں۔ "شری گنیشا آئیمہ۔ شری گنیشائے نمہ۔ شری گنے سائن میں۔" پنڈت سنو سادھو جی۔ علم کی بات بہت مشکل ہے علم بغیر پڑھے نہیں آتا۔ خاکی۔ چل بے سب عالم ہم نے رگڑ مارے۔ بھانگ میں گھونٹ ایک دم سب اڑا دیئے۔ سنتوں کا گھر بڑا ہے۔ تو بابو ڑا کیا جانے؟ پنڈت۔ دیکھو۔ اگر تم نے علم پڑھا ہوتا۔ تو ایسے خراب لفظ کیوں بولتے۔ سب قسم کی تم کو واقفیت ہوتی۔ خاکی۔ ابے تو ہمارا گورو بنتا ہے تیرا اپدیش ہم نہیں سنتے۔ پنڈت سنو کہاں سے عقل ہی نہیں ہے۔ اپدیش سننے سمجھنے کے لئے علم چاہیئے خاکی جو شخص سب وید شاستر پڑھے۔ اور سنتوں کو نہ مانے۔ تو جانو۔ کہ وہ کچھ بھی نہیں پڑھا۔ پنڈت۔ ہاں ہم سب سنتوں کی خدمت کرتے ہیں۔ لیکن تمہارے جیسے ہڑدنگوں کی نہیں کرتے۔ کیونکہ سنت شریف فاضل دھارمک سب کی بہتری چاہنے والوں کو کہتے ہیں۔ خاکی۔ دیکھ ہم رات دن ننگے رہتے ہیں۔ دھونی

تاپتے۔ گانجے چرس کے سلفے اُڑاکر دم لگاتے۔ تین تین لوٹا بھانگ پیتے۔ گانجا۔ بھانگ۔ دھتورہ کے پتّوں کا ساگ بنا کر کھاتے سنکھیا اور افیون بھی جھٹ نگل جاتے۔ نشہ میں غرق رات دن بے غم رہتے ہیں۔ دنیا کو کچھ نہیں سمجھتے۔ اور بھیک مانگ کر (ٹکڑ) موٹی چھوٹی روٹی بنا کھاتے ہیں۔ رات بھر ایسی کھانسی اٹھتی ہے کہ جو نزدیک سوتا ہو۔ اس کو بھی نیند کبھی نہ آوے۔ اس قسم کی قدرتیں اور سادھوپن (شرافت کی باتیں) ہم میں ہیں۔ پھر تو ہماری برائی کیوں کرتا ہے خبردار بابو اُڑے جو ہم کو دق کرے گا۔ تو ہم تم کو راکھ کر ڈالیں گے۔ پنڈت۔ یہ سب اوصاف غیر مہذب بے عقل اور گنڈوں (گپیوں) کے ہیں سادھوؤں کے نہیں سنو:-

प्राप्नोति पराणि धर्मकार्याणि स साधुः

"جو دھرم یکت نیک کام کرے۔ ہمیشہ سب کی بہتری میں مشغول رہے جس میں کوئی عیب نہ ہو۔ ست اپدیش سے سب کی بھلائی کرے۔ اس کو سادھو کہتے ہیں"۔

خاکی۔ چل بے تو سادھو کے کام کیا جانے سنتوں کا گھر بڑا ہے کسی سنت سے جھگڑا نہیں۔ نہیں تو دیکھ ایک چمٹا اٹھا کر مارے گا۔ تو سر توڑ ڈالے گا۔ پنڈت۔ اچھا خاکی اپنی جگہ پر جاؤ۔ ہم سے بہت خفا مت ہو جانتے ہو راج کیسا ہے۔ کسی کو مارو گے تو پکڑے جاؤ گے۔ قید خانے کی سزا پاؤ گے۔ بید کھاؤ گے۔ یا کوئی تم کو بھی مار بیٹھے گا۔ پھر کیا کرو گے۔ یہ سادھو کی علامت نہیں۔ خاکی۔ چل بے چیلے کس راکشس کا منہ دکھایا۔ پنڈت۔ تم نے کبھی کسی مہاتما کی صحبت نہیں کی۔ نہیں تو ایسے جاہل مطلق نہ رہتے خاکی ہم آپ ہی مہاتما ہیں ہم کو کسی دوسرے سے غرض نہیں۔ پنڈت۔ جن کی قسمت بد ہوتی ہے اُن کی تمہاری سی عقل اور غرور نصیب ہوتا ہے۔ خاکی آسن پر چلا گیا۔ اور پنڈت گھر کو لوٹے جب سندھیا آرتی ہو گئی۔ تب اس خاکی کو بوڑھا سمجھ کر بہت سے خاکی ڈنڈوت ڈنڈوت کہتے ساشٹانگ کر کے بیٹھے اس خاکی نے پوچھا" ابے رامداس! تو کیا پڑھا ہے؟ رامداس۔ مہاراج! میں نے وشنو سہسر نام پڑھا ہے۔ ابے گوبند داس! تو کیا پڑھا ہے؟ گوبند داس۔ میں رام ستو راج پڑھا ہوں فلاں خاکی جی کے پاس سے۔ تب رامداس بولا۔ کہ مہاراج آپ کیا پڑھتے ہیں۔ خاکی۔ ہم گیتا پڑھے ہیں رامداس۔ کس سے؟ خاکی۔ چل بے چھوکرے۔ ہم کسی کو گورو نہیں بناتے۔ دیکھو! ہم پراگ راج میں رہتے تھے ہم کو اکھر (حرف) نہیں آتا تھا جب کسی لمبی دھوتی والے پنڈت کو دیکھتا تھا۔ تب گیتا کے گٹکے میں پوچھتا تھا۔ کہ اس کلنگی والے اکھر کا کیا نام ہے؟ ایسے پوچھتے پوچھتے اٹھارہ ادھیائے گیتا رگڑ ماری گورو ایک بھی نہیں کیا"۔ بھلا ایسے علم کے دشمن (کے پاس) جہالت گھر کر کے نہ ٹھہرے تو اور کہاں جاوے یہ لوگ سوائے نشہ پینے غفلت میں رہنے، لڑنے، کھانے، سونے، جھانج پیٹنے، گھنٹہ، گھڑیال اور سنکھ بجانے، دھونی جگا رکھنے، نہانے، دھونے، سب طرفوں میں آوارہ گردی کرنے کے اور کچھ بھی اچھا کام نہیں کرتے چاہے کوئی پتھر کو بھی پگھلائے۔ لیکن ان خاکیوں کی روحوں کو علم سکھانا مشکل ہے کیونکہ اکثر وہ شودروں کی اولاد ہوتے یا مزدور، کسان، کمہار وغیرہ اپنی مزدوری چھوڑ کر خاک لگا کر بیراگی، خاکی وغیرہ بن جاتے ہیں۔ ان کو علم یا نیک صحبت وغیرہ کی عظمت معلوم نہیں ہو سکتی۔

ان کے منتروں کا بیان

ان میں سے ناتھوں کا منتر "نمہ شوائے"۔ خاکیوں کا "نرسنگھائے نمہ" راماوتوں کا "شری رام چندر رائے نمہ" یا "سیتا رام بھیام نمہ" کرشن اپاسکوں کا "شری رادھا کرشنا بھیام نمہ"۔ "نو بھگوتے واسدیوائے" اور بنگالیوں کا "گووندائے نمہ" ان کا منتر کان میں پڑتے ہی چیلا بنا لیتے ہیں۔ اور ایسی ہدایت کرتے ہیں کہ بچہ تونبے کا منتر پڑھ لے ؎

جل پوتر ستھل پوتر اور پوتر گرنتھا
شیو کہے سن پاربتی تونبا پوتر ہوا

بھلا ایسے لوگوں کی قابلیت سادھو یا عالم بننے یا دنیا کی بہتری کرنے کی ہو سکتی ہے؟ خاکی رات دن لکڑی اور جنگلی اپلے جلایا کرتے ہیں۔ ایک مہینے میں کئی روپے کی لکڑیاں پھونک دیتے ہیں۔ اگر ایک مہینے کی لکڑی کے دام کے عوض کمبل وغیرہ کپڑا لے لیں۔ تو سواں حصہ روپیہ لگانے سے چین میں رہیں۔ مگر ان کو اتنی عقل کہاں سے آوے۔ اور اپنا نام اسی دھونی تپنے ہی سے تپسوی رکھ چھوڑا ہے۔ اگر اس طرح تپسوی (ریاضت کش) ہو سکیں۔ تو جنگلی آدمی ان سے بھی زیادہ تپسوی ہو جاویں۔ اگر کوئی جٹا بڑھانے۔ راکھ لگانے۔ تلک کرنے سے تپسوی ہو سکے۔ تو سب کوئی ہو سکتا ہے۔ یہ باہر سے تارک الدنیا اور اندر سے بڑے حریص ہوتے ہیں۔ سوال۔ کبیر پنتھی تو اچھے ہیں جواب نہیں

کبیر پنتھ

سوال۔ کیوں اچھے نہیں۔ وہ پتھر وغیرہ بت پرستی کی تردید کرتے ہیں۔ کبیر صاحب پھولوں سے پیدا ہوئے اور آخر کو بھی پھول ہو گئے۔ برہما۔ وشنو۔ مہادیو کا جنم جب نہیں تھا۔ تب بھی کبیر صاحب تھے۔ بڑے صاحب قدرت ایسے کہ جس بات کو وید پران بھی نہیں جان سکتا اس کو کبیر صاحب جانتے ہیں جو سچا راستہ ہے۔ سو کبیر صاحب نے ہی دکھایا ہے۔ ان کا منتر "ستنام کبیر" وغیرہ ہے۔ جواب۔ پتھر وغیرہ کو چھوڑ پلنگ۔ گدی۔ تکئے۔ کھڑاواں۔ جیوتی یعنی چراغ وغیرہ کی پرستش کرنا پتھر کے بت سے کم نہیں۔ کیا کبیر صاحب بھنگا تھا یا غنچہ جو پھولوں سے پیدا ہوا۔ اور آخر پھول ہو گیا۔ یہاں جو یہ بات سنی جاتی ہے۔ وہی سچی ہو گی۔ کہ کوئی جولاہا کاشی میں رہتا تھا۔ اس کے لڑکے بالے بچے نہیں تھے۔ ایک دفعہ تھوڑی سی رات تھی۔ ایک کوچے میں جا رہا تھا۔ تو دیکھا کہ سڑک کے کنارے ایک ٹوکری کے اندر پھولوں میں اسی رات کا پیدا شدہ بچہ پڑا تھا۔ وہ اس کو اٹھا لے گیا۔ اپنی عورت کو دیا۔ اس نے پرورش کی۔ جب وہ بڑا ہوا۔ تب جولاہے کا کام کرتا تھا۔ کسی پنڈت کے پاس سنسکرت پڑھنے کے لئے گیا۔ اس نے اس کی بے عزتی کی۔ کہا کہ ہم جولاہے کو نہیں پڑھاتے۔ اسی طرح کئی پنڈتوں کے پاس گیا۔ لیکن کسی نے نہ پڑھایا۔ تب اوٹ پٹانگ بھاشا بنا کر جولاہے وغیرہ نیچ لوگوں کو سمجھانے لگا۔ تنبورہ لے کر گاتا تھا۔ بھجن بناتا تھا۔ خاص کر پنڈت۔ شاستر۔ ویدوں کی مذمت کیا کرتا تھا۔ کچھ جاہل لوگ اس کے دام میں پھنس گئے۔ جب مر گیا تب لوگوں نے اس کو صاحب قدرت بنا لیا۔ جو جو اس نے جیتے جی تصنیف کیا تھا۔ اس کو اس کے چیلے پڑھتے ہیں۔ کان کو بند کرنے پر جو آواز سنی جاتی ہے۔ اس کو انہد شبد کہہ کر اصول مقرر کیا۔ من کی

دھرتی کو سُرتی کہتے ہیں۔ اس کو اس آواز کے سننے میں لگانا۔ اسی کو سنت اور پرمیشور کا دھیان بتلاتے ہیں۔ وہاں موت نہیں پہنچتی۔ برچھی کی مانند تلک اور چندن وغیرہ لکڑی کی کنٹھی باندھتے ہیں بھلا وچار کر دیکھو کہ اس میں رُوح کی ترقی اور علم کیا بڑھ سکتا ہے۔ یہ محض لڑکوں کی مانند لیلا ہے۔

نانک پنتھ

سوال ملک پنجاب میں نانک جی نے ایک طریق چلایا ہے۔ کیونکہ وہ بھی بُت پرستی کی تردید کرتے تھے۔ مسلمان ہونے سے بچاتے۔ وہ سادھو بھی نہیں ہوئے۔ بلکہ گرہستی بنے رہے۔ دیکھو انہوں نے منتر اُپدیش کیا ہے۔ اسی سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اُن کا مدعا اچھا تھا۔ "اوم ست نام کرتا پرکھ نربھو۔ نرویر۔ اکال مورت، اجونی سیہ بھنگ گور پرشاد جپ آدی سچ جگ آدی سچ ہے بھی سچ نانک ہوسی بھی سچ" جپ جی پوڑی (۱) "اوم جس کا نام سچ ہے۔ وہ کرتا پُرش (خالق) خوف و دشمن سے مبرا۔ اکال مورتی یعنی زمانہ اور جسم میں نہیں آتا۔ منزّہ ہے۔ اسی کا جپ گورو کی مہربانی سے کر۔ وہ پرمیشور آغاز میں سچ تھا۔ جگوں کے آغاز میں سچ، زمانہ حال میں سچ، اور ہوگا بھی سچ۔ جواب۔ نانک جی کا مدعا تو اچھا تھا۔ لیکن علمیت کچھ بھی نہیں تھی۔ ہاں زبان اس ملک کی جو کہ گاؤں کی ہے اس کو جانتے تھے وید آدی شاستر اور سنسکرت کچھ بھی نہیں جانتے تھے۔ اگر جانتے ہوتے۔ تو نربھے لفظ کو نربھو کیوں لکھتے۔ اور اس کی مثال اُن کا بنایا سنسکرتی ستوتر ہے۔ چاہتے تھے کہ سنسکرت میں بھی قدم رکھوں۔ لیکن بغیر پڑھے سنسکرت کیسے آسکتی ہے؟ ہاں، ان گنواروں کے سامنے کہ جنہوں نے سنسکرت کبھی سُنی بھی نہیں تھی۔ سنسکرت بنا کر سنسکرت کے پنڈت بن گئے ہوں گے۔ یہ بات اپنی بڑائی عزت اور اپنی شہرت کی خواہش کے بغیر کبھی نہ کرتے۔ ان کو اپنی شہرت کی خواہش ضرور تھی۔ تو جیسی زبان جانتے تھے۔ کہتے رہتے۔ اور یہ بھی کہہ دیتے۔ کہ مَیں سنسکرت نہیں پڑھا۔ جب کچھ خود پسندی تھی۔ تو عزت اور شہرت کے لئے کچھ دمبھ بھی کیا ہوگا۔ اسی لئے ان کے گرنتھوں میں جا بجا ویدوں کی مذمت اور تعریف بھی کی ہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ کرتے۔ تو ان سے بھی کوئی وید کے معنی پوچھتا۔ جب نہ آتے۔ تب عزت میں فرق آتا۔ اس لئے پہلے ہی اپنے مریدوں کے سامنے کہیں کہیں ویدوں کے خلاف کہتے تھے اور کہیں کہیں ویدوں کے بارے میں اچھا بھی کہا ہے۔ کیونکہ اگر اچھا نہ کہتے۔ تو لوگ ان کو ناستک بتاتے۔ جیسے :-

"وید پڑھت برہما مرے چاروں وید کہانی"

"سنت کی مہما وید نہ جانے۔ سکھمنی پوڑی ۷۔ چوپائی"

"نانک برہم گیانی آپ پرمیشور۔ سکھمنی پوڑی ۸۔ چوپائی"

کیا وید پڑھنے والے مر گئے۔ اور نانک جی وغیرہ اپنے کو غیر فانی سمجھتے تھے۔ کیا وہ نہیں مر گئے۔ وید تو سب علوم کا بھنڈار ہے۔ لیکن جو چاروں ویدوں کو کہانی کہے۔ اس کی سب باتیں کہانی ہیں۔ اگر جاہلوں کا نام سنت ہوتا ہے۔ تو وہ بیچارے ویدوں کی عظمت کبھی نہیں جان سکتے۔ اگر نانک جی ویدوں ہی کی تعظیم کرتے۔ تو ان کا فرقہ نہ چلتا۔ نہ وہ گورو بن سکتے۔ کیونکہ علم سنسکرت تو پڑھے ہی نہیں تھے۔ پھر دوسرے کو پڑھائے بغیر شاگرد کیسے بنا سکتے تھے۔ یہ سچ ہے۔ کہ جس وقت نانک جی

پنجاب میں پیدا ہوئے تھے۔ اس وقت پنجاب علم سنسکرت سے بالکل بے بہرہ اور مسلمانوں سے تکلیف پا رہا تھا۔ اس وقت کچھ لوگوں کو انہوں نے بچایا۔ نانک جی کی زندگی میں ان کا فرقہ بہت نہیں بڑھا۔ یعنی بہت سے چیلے نہیں ہوئے تھے کیونکہ جاہلوں میں یہ طریقہ ہے۔ کہ مرنے کے بعد ان کو سِدّھ (صاحب قدرت) بنا لیتے ہیں۔ پھر بہت سی بڑائی کر کے پرمیشور کے برابر مان لیتے ہیں۔ نانک جی بڑے دولتمند اور رئیس بھی نہیں تھے۔ لیکن ان کے چیلوں نے "نانک چندر اودے" اور "جنم ساکھی" وغیرہ میں بڑے سِدّھ (صاحب قدرت) اور بڑے اقبال والے تھے۔ ایسا لکھا ہے۔ نانک جی برہما وغیرہ سے ملے۔ بہت بات چیت کی۔ سب نے ان کی عزت کی۔ نانک جی کی شادی پر بہت سے گھوڑے، رتھ، ہاتھی، سونا، چاندی، موتی، پنا وغیرہ تھے۔ اور جواہرات سے مرصّع (سامان) اور بیش بہا جواہرات کا تو حد و حساب نہیں ایسا لکھا ہے۔ بھلا یہ گپوڑے نہیں تو کیا ہیں؟ مگر اس میں ان چیلوں کا قصور ہے۔ نانک جی کا نہیں۔ دیکھو ان کے پیچھے ان کے لڑکے سے اوداسی سادھوؤں کا سلسلہ جاری ہوا۔ اور رام داس وغیرہ سے نرملے۔ کتنے ہی گدی والوں نے اپنی عبارت بنا کر گرنتھ میں ملا دی ہے۔ ان کے دسویں گورو گوبند سنگھ جی ہوئے۔ ان کے بعد اس گرنتھ میں کسی کی عبارت نہیں ملائی گئی۔ بلکہ اس وقت تک کی جتنی چھوٹی چھوٹی کتابیں تھیں۔ ان سب کو یکجا کر کے جلد بندھوا دی ہے۔ ان لوگوں نے بھی نانک جی کے پیچھے بہت عبارت بنائی۔ بعض نے تو طرح طرح کی مثل پورانوں کے جھوٹی کہانیاں بنا دیں۔ لیکن برہم گیانی آپ پرمیشور بننے پر بھی کرم، اپاسنا ترک کرنے کی طرف ان کے چیلے مائل ہو گئے۔ اس بات نے بہت بگاڑ کر دیا۔ ورنہ جو نانک جی نے کچھ بھگتی وشیش پرمیشور کی لکھی تھی۔ اسے کرتے آتے تو اچھا تھا۔ اب اوداسی کہتے ہیں ہم بڑے۔ نرملے کہتے ہیں ہم بڑے اکالی اور سُتھرے شاہی کہتے ہیں۔ کہ سب سے بڑے ہم ہیں۔ ان میں گورو گوبند سنگھ جی بہادر ہوئے ہیں۔ ان کے بزرگوں کو مسلمانوں نے بہت ایذا پہنچائی تھی۔ وہ ان سے بدلہ لینا چاہتے تھے۔ لیکن ان کے پاس کچھ سامان نہ تھا۔ ادھر مسلمانوں کی بادشاہت عروج پر تھی۔ انہوں نے ایک پرشچرن (پُرشچرن) کا عمل کرایا۔ اور مشہور کر دیا۔ کہ مجھ کو دیوی نے دعا اور تلوار دی ہے۔ کہ تم مسلمانوں سے لڑو۔ تمہاری فتح ہو گی۔ بہت سے لوگ ان کے ساتھی ہو گئے۔ اور انہوں نے جیسے وام مارگیوں نے "پنج مکار" چکرانکتوں نے "پنج سنسکار" جاری کئے تھے۔ ویسے ہی "پنج ککار" جاری کئے۔ یعنی ان کے "پنج ککار" جنگ کے لئے مفید تھے۔ ایک "کیش" یعنی جس کے رکھنے سے لڑائی میں لکڑی اور تلوار سے کچھ بچاؤ ہو۔ دوسرا "کنگن" جو سر کے اوپر پگڑی میں اکالی لوگ رکھتے ہیں۔ اور ہاتھ میں کڑا جس سے ہاتھ اور سر بچ سکے۔ تیسرا "کچھ" یعنی زانو کے اوپر ایک جانگیا جو کہ دوڑنے اور کودنے میں اچھا ہوتا ہے۔ عموماً اکھاڑے کے پہلوان اور نٹ بھی اس کو اسی لئے پہنا کرتے ہیں۔ کہ اس سے جسم کا نرم مقام محفوظ رہے۔ اور رکاوٹ نہ ہو۔ چوتھا "کنگھا" کہ جس سے بال سنوارتے ہیں۔ پانچواں "چاقو" (چھری) کہ جو دشمن سے مقابلہ ہونے پر لڑائی میں کام آئے۔ اسی لئے یہ طریق گورو گوبند سنگھ جی نے اپنی دانائی سے اس وقت کے لئے جاری کیا تھا۔ اب اس وقت ان کا رکھنا کچھ مفید نہیں ہے۔ لیکن جو جنگ کے مُدعا کے لئے باتیں تھیں۔ ان کو اب دھرم میں شامل

حالانکہ یہ بت پرستی تو نہیں کرتے لیکن اس سے بڑھ کر گرنتھ (کتاب) کی پرستش کرتے ہیں۔ کیا بت پرستی نہیں ہے۔ کسی بے جان چیز کے سامنے سر جھکانا یا اس کی پرستش کرنا تمام بت پرستی ہے۔ جیسے مورتی (بت) والوں نے اپنی دوکان چرنا کر روزی کی صورت نکالی ہے ویسے ان لوگوں نے کھولی ہے۔ جیسے پجاری لوگ بت کا درشن کراتے اور نذریں لیتے ہیں۔ ویسے ہی نانک پنتھی لوگ گرنتھ (کتاب) کی پرستش کرتے کراتے اور بھینٹ بھی لیتے ہیں۔ لیکن بت پرستی والے جتنی عزت وید کی کرتے ہیں۔ اتنی یہ لوگ گرنتھ صاحب والے نہیں کرتے۔ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ انہوں نے ویدوں کو نہ سنا نہ دیکھا۔ کیا کریں۔ اگر سننے اور دیکھنے میں آئیں۔ تو تمام فرقوں کے عقلمند لوگ جو کہ ضدی اور متعصب نہیں ہیں۔ وہ وید مت قبول کر سکتے ہیں۔ ان سبھی نے کھانے پینے کا بکھیڑا بہت سا ہٹا دیا ہے۔ جیسے اس کو ہٹایا۔ ویسے شہوت پرستی اور تکبر کو بھی ہٹا کر وید مت کی ترقی کریں۔ تو بہت اچھی بات ہے۔

داؤد پنتھ

سوال۔ داؤد پنتھی کا طریق تو اچھا ہے؟ جواب۔ اچھا تو وید کا طریقہ ہے۔ جو اختیار کیا جائے تو اختیار کرو۔ نہیں تو ہمیشہ غوطے کھاتے رہو گے۔ ان کے اعتقاد کے مطابق دادو جی کی پیدائش گجرات میں ہوئی تھی۔ پھر جے پور کے پاس اجمیر میں رہتے تھے۔ تیلی کا کام کرتے تھے۔ پرمیشور کی خلقت کا عجیب تماشا ہے۔ کہ داؤد جی کی پرستش شروع ہو گئی۔ اب وید وغیرہ شاستروں کی تمام باتیں چھوڑ کر داؤد رام داؤد رام میں ہی مکتی مان لی ہے۔ جب سچے اپدیشک نہیں ہوتے۔ تب ایسے ایسے ہی بکھیڑے چلا کرتے ہیں۔

رام سنیہی پنتھ

تھوڑے دن ہوئے "رام سنیہی" مت شاہ پور سے جاری ہوا ہے۔ انہوں نے سب وید وکت دھرم کو چھوڑ کر رام رام پکارنا اچھا مانا ہے۔ اسی میں گیان، دھیان، مکتی مانتے ہیں لیکن جب بھوک لگتی ہے تب رام نام میں سے روٹی ساگ نہیں نکلتا۔ کیونکہ کھانے پینے کی چیزیں تو گرہستیوں کے گھر میں ملتی ہیں۔ وہ بھی بت پرستی پر لعنت کرتے ہیں۔ لیکن آپ خود بت بن رہے ہیں۔ عورتوں کی صحبت میں بہت رہتے ہیں۔ کیونکہ "رام جی" کو "رام کی" کے بغیر چین نہیں مل سکتا۔

ایک رام چرن نامی سادھو ہوا ہے جس کا مت خاص کر شاہ پور مقام میواڑ سے جاری ہوا۔ وہ رام رام کہنے ہی کو اعلیٰ منتر اور اسی کو اصول مانتے ہیں۔ ان کی ایک کتاب میں کہ جس میں سنت داس جی وغیرہ کے اقوال ہیں۔ ایسا لکھا ہے ان کا قول:۔

"بھرم روگ تب ہی ہٹیا۔ رٹیا رام نرنجن رائے ٭ تب جم کا کاگج پھٹیا۔ کٹیا کرم تب جائے" ا۔ ساکھی ۶

اب عقلمند لوگ غور کریں کہ رام رام کہنے سے بھرم جو کہ جہالت ہے یا یمراج (پرمیشور) کا گناہ کے مطابق سزا دینا یا کئے ہوئے فعل کبھی چھوٹ سکتے ہیں؟ یہ محض لوگوں کو گناہوں میں پھنسانا اور انسانی زندگی کو تباہ کرنا ہے۔

اب ان کا جو اعلیٰ گرو رام چرن ہوا ہے۔ اس کے اقوال لکھتے ہیں۔

سد — مہما نام پرتاپ کی۔ سنو سرتن چت لائی
رام چرن رسنا رٹو۔ کرم سکل جھٹ جائی

جن جن سمریا نام کو۔ سو سب اُترِیا پار
رام چرن جو وِسریا۔ سو ہی جم کے دوار

رام بنا سب جھوٹ بتایو

رام بھجت چھٹیا سب کرما۔ چند اور سورج دیئی پرکرما
رام کہے تِن لوک بھٹے ناہیں۔ تین لوک میں کیرتی گاہیں

رام رٹت جم جور نہ لاگے

رام نام لکھ پتھر ترائی بھگتی ہیتی اوتاری دھر ہی
اُونچ نیچ کل بھید بچالے۔ سو تو جنم آپنو ہارے
سنتاں کی کُل دی سے ناہیں رام رام کہہ رام سما ہیں
ایسو کون جو کیرتی گاوے۔ ہری ہری جن کو پار نہ پاوے
رام سنتاں کا انت نہ آوے۔ آپ آپ کی بُدھی سم گاوے

ان کی تردید

اوّل تو رام چرن وغیرہ کی تصنیفات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک گنوار سیدھا سادہ آدمی تھا۔ وہ کچھ پڑھا نہیں تھا۔ ورنہ ایسی گپ اُڑاتا کیوں لکھتا یہ صرف ان کو وہم ہے۔ کہ رام رام کہنے سے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ یہ محض اپنا اور دوسروں کا جنم کھوتے ہیں۔ موت کا خوف تو بڑا بھاری ہے۔ لیکن سرکاری سپاہی، چور، ڈاکو، بھیڑیا، سانپ، بچھو اور مچھر وغیرہ کا خوف کبھی دور نہیں ہوتا۔ خواہ رات دن رام رام کیا کریں کچھ بھی نہیں ہوگا۔ جیسے شکر شکر کہنے سے منہ میٹھا نہیں ہوتا ویسے ہی راست گفتاری وغیرہ فعل کئے بغیر رام رام کہنے سے کچھ نہیں ہوگا۔ اور اگر رام رام ایک دفعہ کہنے سے ان کا رام نہیں سنتا۔ تو عمر بھر کہنے سے بھی نہیں سنے گا۔ اور اگر سنتا ہے۔ تو دوسری دفعہ رام رام کہنا فضول ہے ان لوگوں نے اپنا پیٹ بھرنے اور دوسروں کی بھی عمر برباد کرنے کے لئے ایک پاکھنڈ کھڑا کیا ہے۔ سو یہ بڑا تعجب ہم سنتے اور دیکھتے ہیں۔ کہ نام تو لکھا رام سنیہی اور کام کرتے ہیں رانڈ سنیہی جہاں دیکھو وہاں رانڈ ہی رانڈ سنتوں کو گھیر رہی ہیں۔ اگر ایسے پاکھنڈ نہ پھیلتے تو ملک آریہ ورت کی تباہی کیوں ہوتی؟

یہ لوگ اپنے چیلوں کو جوٹھ کھلاتے ہیں۔ اور عورتیں بھی لیٹ کر ڈنڈوت پرنام کرتی ہیں۔ تنہائی میں عورتیں اور سادھو اکٹھے بیٹھے رہتے ہیں۔ ان کی دوسری شاخ قصبہ کھیڑا پا ملک مارواڑ سے جاری ہوئی ہے۔ اس کا حال یہ ہے۔ ایک شخص رامداس نامی ذات کا ڈھیڑ[1] بڑا چالاک تھا۔ اس کی دو بیبیاں تھیں وہ پہلے بہت دن تک اوگھڑ ہو کر کتوں کے ساتھ کھاتا رہا۔ پھر وامی کونڈا پنتھی بنا۔ بعد ازاں رامدیو کا کامڑیا بنا۔ اپنی دونوں بیویوں کے ساتھ گاتا تھا۔ اس طرح گھومتا گھومتا متصل "میں ڈھیڑوں" کا گورو "رامداس" تھا۔ اس کو جا کر ملا۔ اس نے اس کو رامدیو کا پنتھ بتا کر اپنا چیلا بنا لیا۔ اس رامداس نے کھیڑا پا گاؤں میں جگہ بنائی۔ اور اس کا دھرمت چلا۔ اور شاہ پورہ میں رام چرن کا۔ اس کا بھی حال ایسا سنا ہے۔ کہ وہ جے پور کا بنیا تھا۔ اس نے دانترا گاؤں میں ایک سادھو سے سنیاس لیا۔ اور اس کو

[1] ہندستان کے خالص دیہات میں ڈھیڑ بھنگی کو کہتے ہیں۔ یہ راجپوتانہ میں چمار لوگ تھوڑے کپڑے رنگ کر رامدیو ٹھگوں کے گیت جوم کو گاتے پھر

گرو دکیا۔ اور شاہ پور میں آکر ہی جمائی۔ سادہ لوح آدمیوں میں پاکھنڈ کی جڑ جلد قائم ہو جاتی ہے چنانچہ قائم ہو گئی۔ یہ مذکورہ بالا رام چرن کے اقوال کی سند پر چیلا کر کے اونچ نیچ کا کچھ امتیاز نہیں کرتے براہمن سے چنڈال تک ان میں چیلے بنتے ہیں۔ اب بھی کونڈا پنتھی والوں کی طرح ہی ہیں۔ کیونکہ مٹی کے کونڈوں میں ہی کھاتے اور سادھوؤں کی جوٹھن کھا جاتے ہیں۔ بھگا کر وید دھرم والدین دُنیاوی کاروبار چھڑا دیتے اور چیلہ بنا لیتے ہیں۔ رام نام کو بڑا منتر مانتے ہیں۔ اور اسی کو "چھچھم" وید بھی کہتے ہیں۔ رام رام کہنے سے بے شمار جنموں کے پاپ چھوٹ جاتے ہیں۔ اور اس کے بغیر مکتی کسی کی نہیں ہوتی۔ جو ہر ایک سانس کے ساتھ رام رام کہنے کی ہدایت کرے۔ اس کو سچا گورو مانتے ہیں۔ اور سچے گورو کو پرمیشور سے بھی بڑا مانتے ہیں۔ اور اس کے بُت کا دھیان کرتے ہیں۔ سادھوؤں کے پاؤں دھو کر پیتے ہیں جب گورو سے چیلا دور ہو جائے تو گورو کے ناخن اور داڑھی کے بال اپنے پاس رکھ لیتا ہے۔ اس کا چرنامرت روز لیتے ہیں۔ رامداس اور ہرنا مداس کے اقوال کی کتاب کو وید سے زیادہ مانتے ہیں۔ اس کا طواف کرتے اور آٹھ ڈنڈوت پرنام کرتے ہیں۔ اور اگر گورو نزدیک ہو تو گورو کو ڈنڈوت پرنام کر لیتے ہیں عورت اور مرد کو رام نام کا یکساں ہی منتر اپدیش کرتے ہیں۔ اور نام سمرن سے ہی بہبودی مانتے ہیں مگر پڑھنے میں گناہ سمجھتے ہیں۔ ان کی ساکھی ہے:۔

پنڈتائی پاتے پڑی۔ اور پورب لو پاپ
رام رام سمریاں بنا۔ رہ گیو ریتو آپ
وید پران پڑھے پڑھ گیتا۔ رام بھجن بن رہ گئے ریتا

ایسی ایسی کتابیں بنائی ہیں جن میں عورت کو خاوند کی خدمت کرنے میں گناہ اور گورو سادھو کی خدمت میں دھرم بتلاتے ہیں۔ ورن آشرم کو نہیں مانتے۔ جو براہمن رام سنیہی نہ ہو تو اس کو ادنیٰ اور چنڈال بھی رام سنیہی ہو تو اس کو افضل جانتے ہیں۔ ایشور کا اوتار نہیں مانتے۔ اور رام چرن کا قول جو اوپر لکھ آئے ہیں۔ کہ بھگتی اوتاری دھرمی۔ بھگتی اور سنتوں کی خاطر اوتار کو بھی مانتے ہیں۔ اس قسم کا پاکھنڈ پرپنچ (مکر و فریب) ان کا جتنا ہے وہ سب ملک آریہ ورت کو نقصان دہ ہے اتنے ہی سے عقلمند سب کچھ سمجھ لیں گے۔ سوال:۔

ولبھ سمپردائے

گوسائیوں کا مت تو بہت اچھا ہے دیکھو کیسا امیری لطف اٹھاتے ہیں۔ کیا یہ امیری لیلا کے بغیر ہو سکتی ہے؟ جواب۔ یہ امیری گرہستیوں کی ہے۔ گوسائیوں کی کچھ نہیں سوال۔ واہ واہ! گوسائیوں کی یہ دولت ہے۔ نیز کہ ایسی امیری دوسروں کو کیوں میسر نہیں ہوتی؟ جواب۔ دوسرے بھی اسی قسم کا مکر و فریب کریں۔ تو امیری ملنے میں کیا شک ہے۔ اور اگر ان سے بڑھ کر چالاکی کریں تو زیادہ امیری ہو سکتی ہے سوال۔ واہ جی واہ! اس میں کیا چالاکی ہے۔ یہ تو سب گولوک کی لیلا ہے جواب۔ گولوک کی لیلا نہیں۔ بلکہ گوسائیوں کی لیلا ہے جو گولوک کی لیلا ہے۔ وہ گولوک بھی ایسا ہی ہوگا ایسا ہی ہوگا۔

یہ مت "تیلنگ" کے ملک سے جاری ہوا ہے۔ کیونکہ ایک تیلنگی لکشمن بھٹ نامی براہمن نے شادی کر کے کسی باعث سے ماں باپ اور عورت کو چھوڑ کر کاشی میں جا کر سنیاس لے لیا تھا۔ اور جھوٹ بولا تھا کہ میری شادی نہیں ہوئی۔ اتفاق سے اس کے والدین اور عورت نے سُنا۔ کہ وہ کاشی میں سنیاسی ہو گیا ہے اس

کے ماں باپ اور عورت نے کاشی میں پہنچ کر جس نے اس کو سنیاس دیا تھا۔ اس کو کہا۔ کہ اس کو سنیاسی کیوں کیا دیکھو۔ اس کی جوان عورت ہے۔ اور عورت نے کہا۔ اگر آپ میرے خاوند کو میرے ہمراہ نہ کریں۔ تو مجھ کو بھی سنیاس دے دیجئے۔ تب اس نے اُس کو بلا کر کہا۔ تو بڑا جھوٹا ہے۔ سنیاس چھوڑ کر گرہستی بن۔ کیونکہ تو نے جھوٹ بول کر سنیاس لیا ہے۔ اس نے پھر ویسا ہی کیا۔ یعنی سنیاس چھوڑ کر اس کے ساتھ ہو لیا۔ دیکھو اس مت کی بنیاد ہی جھوٹ فریب سے قائم ہوتی ہے۔ ملک تیلنگ میں گئے۔ اور اس کو ذات میں کسی نے شامل نہ کیا۔ تب وہاں سے نکل کر گھومنے لگے۔ چنار گڑھ جو کاشی کے نزدیک ہے۔ اس کے متصل چمپارنیہ نامی جنگل میں چلے جاتے تھے۔ وہاں کوئی شخص ایک لڑکے کو جنگل میں چھوڑ چاروں طرف دور دور تک آگ جلا کر چلا گیا تھا۔ کیونکہ چھوڑنے والے نے سمجھا ہوگا کہ اگر آگ نہ جلاؤں گا۔ تو ابھی کوئی حیوان مار ڈالے گا۔ لکشمن بھٹ اور اس کی عورت نے لڑکے کو لے کر اپنا بیٹا بنا لیا۔ پھر کاشی میں جا رہے۔ جب وہ لڑکا بڑا ہوا۔ تب اس کے ماں باپ فوت ہو گئے۔ کاشی میں بچپن سے جوانی تک کچھ پڑھتا بھی رہا۔ پھر اور کہیں جا کر وشنو سوامی کے مندر میں چیلا ہو گیا۔ وہاں سے پھر کچھ اَن بن ہونے پر کاشی کو چلا گیا۔ اور سنیاس لے لیا پھر کوئی ویسا ہی ذات سے خارج براہمن کاشی میں رہتا تھا۔ اس کی لڑکی نوجوان تھی۔ اس نے اس کو کہا۔ کہ سنیاس چھوڑ کر میری لڑکی سے شادی کر لے۔ ویسا ہی ہوا۔ جس کے باپ نے جیسی لیلا کی۔ ویسی ہی اس کا بیٹا کیوں نہ کرے۔ بیوی کو لے کر وہاں چلا گیا۔ کہ جہاں اوّل وشنو سوامی کا چیلا ہوا تھا۔ شادی کرنے کے باعث ان کو وہاں سے نکال دیا گیا۔ پھر برج دیش (گوکل کا علاقہ) میں جہاں کہ جہالت نے گھر کر رکھا تھا جا کر اپنا پیچ کئی طرح کی جھوٹی دلیلوں سے پھیلانے لگا۔ اور جھوٹی باتوں کو مشہور کرنے لگا۔ کہ شری کرشن مجھ کو ملے۔ اور کہا۔ جو گولوک دیوی جیو مرت لوک (دارِ فانی) میں آئے ہیں۔ ان کو ہم سمبندھ وغیرہ سے پاک کر کے گولوک میں بھیجو۔ جاہلوں کو اس قسم کی فریفتہ کرنے والی باتیں سنا کر تھوڑے سے لوگوں کو پھنسایا۔ یعنی چوراسی وشنو بنائے۔ اور مندرجہ ذیل منتر بنائے۔ اور ان میں بھی اختلاف رکھا۔ جیسے

श्रीकृष्णः शरणं मम ।

क्लीं कृष्णाय गोपीजनवल्लभाय स्वाहा ॥

یہ دونوں معمولی منتر ہیں۔ لیکن آگے کا منتر برہم سمبندھ اور سمرپن کرانے کا ہے۔

श्रीकृष्णः शरणं मम सहस्रपरिवत्सरमितकालजातकृष्णवियोगजनिततापक्लेशानन्ततिरोभावोऽहं भगवते कृष्णाय देहेन्द्रियप्राणान्तःकरणतद्धर्मांश्च दारागारपुत्राप्तवित्तेहपराण्यात्मना सह समर्पयामि दासोऽहं कृष्ण तवास्मि ।

اس قسم کا منتر اپدیش کر کے چیلے چیلیوں کو سمرپن (سپرد) کراتے ہیں۔ کلیم "کرشن آیتی" یہ کلیم "منتر گرنتھ" کا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ ولبھ مت بھی وام مارگیوں کی شاخ ہے۔ اسی لئے عورتوں کی صحبت گوسائیں لوگ عموماً کیا کرتے ہیں۔ "گوپی جن ولبھ ایتی"

کیا کرشن گوپیوں ہی کو پیارے تھے دوسرے کو نہیں۔ عورتوں کا پیارا وہی ہوتا ہے جو عورتوں یعنی

شہوت پرستی میں پھنسا ہو۔ کیا شری کرشن جی ایسے تھے؟ "سہسر دھری ویترتی"

بس میں ہزاروں سالوں کی گنتی فضول لکھی ہے۔ کیونکہ ولبھ اور ان کے چیلے کچھ ہمہ داں نہیں۔ کیا کرشن کی جدائی ہزاروں برس سے ہوئی۔ اور آج تک یعنی جب تک ولبھ کا مت نہ ہوا اور نہ ولبھ پیدا ہوا تھا اس سے پہلے اپنی دیوی جیووں کو نجات دینے کیوں نہ آیا؟ "تاپ" اور "کلیش" یہ دونوں مترادف ہیں ان میں سے ایک کا استعمال کرنا واجب تھا دو کا نہیں۔ اننت (بےشمار) لفظ کا پاٹھ کرنا فضول ہے۔ کیونکہ اننت لفظ رکھو۔ تو سہسر (ہزار) لفظ کا پاٹھ نہ لکھنا چاہیے۔ اور جو سہسر لفظ کا پاٹھ رکھو۔ تو اننت لفظ کا پاٹھ رکھنا فضول ہے۔ اور جو اننت (بےشمار) زمانہ تک "تمدبت" یعنی پوشیدہ رہا ہے۔ اس کی نجات کے لیے ولبھ کا ہونا بھی فضول ہے۔ کیونکہ اننت (لا انتہا) اور انت (انتہا) نہیں ہو سکتا بھلا جسم، حواس، پران، انتہ کرن اور ان کے دھرم، عورت، مکان، لڑکا، حاصل کردہ دولت کا ارپن (سپردگی) کرشن کو کیوں کرتا۔ کیونکہ کرشن پورن کام ہونے سے کسی کے جسم وغیرہ کی خواہش نہیں کر سکتے۔ اور جسم وغیرہ ارپن کرنا بھی نہیں ہو سکتا۔ ناخن سے چوٹی تک جسم کہلاتا ہے۔ اس میں جو کچھ اچھی بری اشیاء ہیں وہ جسم کے ارپن کرنے کے ساتھ ہی ارپن ہو جائیں گی۔ یعنی بول و براز وغیرہ بھی کیسے ارپن کر سکو گے؟ اور جو افعال نیکی بدی کی صورت میں ہیں۔ ان کو کرشن کے ارپن کیا جائے۔ تو ان کے ثمرہ بھوگنے والے بھی کرشن ہی ہوں گے نام تو کرشن کا لیتے ہیں۔ اور سمرن اپنے لئے کرتے ہیں۔ جسم میں جو کچھ بول و براز ہیں۔ وہ بھی گوسائیں جی کے ارپن کیوں نہیں ہوتے؟ کیا "میٹھا میٹھا ہڑپ اور کڑوا کڑوا تھو"۔ یہ بھی لکھا ہے کہ گوسائیں جی کے ارپن کرنا چاہیے۔ غیر مت والے کے نہیں۔ یہ سب خود غرضی اور بیگانہ مال وغیرہ اشیا لوٹنے اور ویدوکت دھرم کے برباد کرنے کی لیلا بنائی ہے۔ دیکھو یہ ولبھ کا پرپنچ (جعلسازی)

श्रावणस्यामले पक्ष एकादश्यां महानिशि ।
साक्षाद्भगवता प्रोक्तं तदक्षरश उच्यते ॥१॥
ब्रह्मसम्बन्धकरणात्सर्वेषां देहजीवयोः ।
सर्वदोषनिवृत्तिर्हि दोषाः पञ्चविधाः स्मृताः ॥२॥
सहजा देशकालोत्था लोकवेदनिरूपिताः ।
संयोगजाः स्पर्शजाश्च न मन्तव्याः कदाचन ॥३॥
अन्यथा सर्वदोषाणां न निवृत्तिः कथञ्चन ।
असमर्पितवस्तूनां तस्माद्वर्जनमाचरेत् ॥४॥
निवेदिभिः समर्प्यैव सर्वं कुर्यादिति स्थितिः ।
न मतं देवदेवस्य स्वामिभुक्तिसमर्पणम् ॥५॥
तस्मादादौ सर्वकार्ये सर्ववस्तुसमर्पणम् ।
दत्तापहारवचनं तथा च सकलं हरेः ॥६॥

न ग्राह्यमिति वाक्यं हि भिन्नमार्गपरं मतम् ।
सेवकानां यथा लोके व्यवहारः प्रसिध्यति ॥७॥
तथा कार्यं समर्प्यैव सर्वेषां ब्रह्मता ततः ।
गंगात्वे गुणदोषाणां गुणदोषादवर्णनम् ॥८॥

اِس قسم کے شلوک گوسائیوں کے سدھانت رہسیہ وغیرہ کتب میں لکھے ہیں۔ یہی گوسائیوں کے مت کا بنیادی اصُول ہے۔ بھلا ان سے کوئی پُوچھے۔ کہ شری کرشن کو فوت ہوئے تو تقریباً پانچ ہزار برس گزرے۔ وہ ولبھ سے ساون مہینے کی آدھی رات کو کیسے مِل سکے۔ جو گوسائیں کا چیلا بنے۔ وہ گوسائیں کے لیے سب اشیاء سمرپن (خیرات) کرے۔ تو اس کے جسم اور روح کے جملہ عیب دُور ہو جاتے ہیں۔ یہی ولبھ کا پرپنچ بے علم لوگوں کا بہکا کر اپنے مت میں لانے کا ہے۔ اگر گوسائیں کے چیلے چیلیوں کے سب عیب دُور ہو جائیں۔ تو پھر بیماری مفلسی وغیرہ تکلیفوں میں مبتلا کیوں رہیں۔ اور وہ عیب پانچ قسم کے ہیں۔ ایک سہج دوش (عیب) جو کہ قدرتی یعنی شہوت، غضب وغیرہ سے ہونے والے ہیں۔ دُوسرے وہ جو کسی ملک یا زمانے میں مختلف قسم کے گناہ کیے جاتے ہیں۔ تیسرے وہ جن کو دُنیا میں حلال حرام کہتے ہیں۔ اور چوتھے وید وکت عیوب یعنی وید شکونی وغیرہ چہارم سنیوگ ج جو کہ بد صحبت سے ہوتے ہیں یعنی چوری، زنا کاری، ماں، بہن، لڑکی، بہو، گرو پتنی وغیرہ سے ہمبستر ہونا۔ پنجم سپرش ج۔ نہ چھونے والی اشیاء کا چھونا۔ ان پانچ عیوب کی گوسائیں لوگوں کے مت والے کبھی پرواہ نہ کریں۔ یعنی من مانی کارروائی کریں۔ اور کوئی طریقہ عیوب کے رفع کرنے کے لئے بغیر گوسائیں جی کے مت کے نہیں ہے۔ اس لئے بغیر سمرپن کئے (کسی) شے کو گوسائیں جی کے چیلے نہ بھوگیں اسی لئے ان کے چیلے اپنی عورت، لڑکی، بہو اور دولت، مال وغیرہ چیزوں کو بھی وقف کرتے ہیں۔ اور سمرپن (وقف) کا اصُول یہ ہے۔ کہ جب تک گوسائیں جی کی چرن سیوا میں سمرپت نہ ہو۔ تب تک اس کا خاوند اپنی بیوی کو نہ چھوئے۔ اس لئے گوسائیوں کے چیلے سمرپن کر کے پھر اپنی اپنی شے کا بھوگ کریں کیونکہ مالک کے بھوگ کر لینے پر سمرپن نہیں ہوتا۔ اس لئے اوّل سب کاموں میں سب اشیاء کو سمرپن کریں۔ اوّل عورت وغیرہ گوسائیں جی کو سمرپن کر کے پھر حاصل کریں۔ ویسے ہی ہری کو تمام اشیاء سمرپن کر کے پھر حاصل کریں گوسائیں جی کے مت کے علاوہ دیگر مذاہب کی کلام تک کو بھی گوسائیوں کے چیلے چیلی کبھی نہ سنیں نہ اختیار کریں۔ یہی ان کے چیلوں کا عمل مشہور ہے۔ ویسے سب چیزوں کا سمرپن کر کے سب کے بیچ میں برہم کی نگاہ سے دیکھے۔ اس کے بعد جیسے گنگا میں دیگر دریا مل کر گنگا کی شکل کے ہو جاتے ہیں۔ ویسے ہی اپنے مت کی خوبیاں اور دُوسرے مت کی برائیاں ہیں۔ اس لئے اپنے مت کی خوبیوں کا ذکر کیا کریں۔ اب دیکھئے گوسائیوں کا مت۔ سب متوں سے بڑھ کر اپنی غرض پوری کرنے والا ہے بھلا ان گوسائیوں سے کوئی پُوچھے۔ کہ برہم (خدا) کا ایک وصف بھی تم نہیں جانتے۔ تم تو چیلے چیلیوں کا برہم سمبندھ کیسے کرا سکو گے؟ اگر کہو۔ کہ ہم ہی برہم ہیں ہمارے ساتھ سمبندھ (تعلق) ہونے سے تعلق ہو جاتا ہے۔ تو تم میں برہم کی صفات، افعال، خواص ایک بھی نہیں ہیں۔ پھر کیا تم محض نفس د

عشرت کے لئے برہم بن بیٹھے ہو۔ بھلا چیلے اور چیلیوں کو تو تم اپنے ساتھ سمرپت کر کے پاک کرتے ہو۔ لیکن تم اور تمہاری عورت، لڑکی اور بہو وغیرہ سمرپت ہوئے بغیر ناپاک رہ جاتی ہیں یا نہیں؟ اور تم غیر سمرپت شدہ چیز کو ناپاک مانتے ہو۔ پھر ان سے پیدا شدہ تم لوگ ناپاک کیوں نہیں؟ اس لئے تم کو بھی مناسب ہے کہ تم اپنی عورت، لڑکی اور بہو کو دیگر مت والوں کے ساتھ سمرپت کرایا کرو۔ اگر کہو۔ کہ نہیں۔ تو تم بھی غیر عورت، مرد اور دولت وغیرہ اشیاء کا سمرپت کرنا کرانا چھوڑ دو۔ خیر اب تک جو ہوا سو ہوا لیکن اب تو اپنے جھوٹے مکر و فریب وغیرہ برائیوں کو چھوڑ دو۔ اور مقدس ایشور کت وید کے بتائے ہوئے سیدھے راستہ پر آ کر اپنے منش رپی جنم کو سپھل (بامراد) کر دھرم، ارتھ، کام، موکش، ان چاروں پھلوں کو حاصل کر کے آنند بھوگو۔ اور دیکھئے یہ گوسائیں لوگ اپنے سمپردا (فرقہ) کو "پشٹی مارگ" کہتے ہیں یعنی کھانے پینے، تر و تازہ ہونے، اور سب عورتوں سے حسب خواہش عیش و عشرت یا صحبت کرنے کا "پشٹی مارگ" نام ہے۔ لیکن ان سے پوچھنا چاہیئے۔ کہ جب سخت تکلیف بھگندر وغیرہ امراض میں مبتلا ہو کر ایسا کرنے والے بلک بلک کر مرجاتے ہیں۔ کہ جس کو وہی جانتے ہیں۔ تو پھر سچی بات یہ ہے کہ پشٹی (توانائی) مارگ نہیں بلکہ کشٹی (جذامی کا) مارگ ہے جس طرح جذامی کے جسم کی سب دھاتیں پگھل پگھل کر خارج ہو جاتی ہیں۔ اور کر یہ وزاری کرتا ہوا جان دیتا ہے۔ اسی طرح کی لیلا ان کی بھی دیکھنے میں آتی ہے۔ اس لئے نرک مارگ بھی اسی کو کہنا ٹھیک ہو سکتا ہے۔ کیونکہ تکلیف کا نام نرک اور راحت کا نام سورگ ہے۔ اس طرح یہ جھوٹ کا جال پھیلا کر بیچارے سادہ لوح انسانوں کو دام میں پھنسایا ہے اور اپنے آپ کو شری کرشن مان کر سب کے سوامی (آقا) بن بیٹھے ہیں۔ یہ کہتے ہیں۔ کہ جتنی نورانی روحیں گولوک سے یہاں آئی ہیں۔ ان کے اٹھا لانے کے لئے ہم لیلا پرشوتم پیدا ہوئے ہیں جب تک وہ ہمارا اپدیش حاصل نہ کر لیں۔ تب تک گولوک میں داخل نہیں ہو سکتیں۔ وہاں ایک شری کرشن مرد اور باقی سب عورتیں ہیں۔ واہ جی واہ! تمہارا عقیدہ خوب ہے۔ کیا گوسائیوں کے جتنے چیلے ہیں۔ وہ سب عورتیں بن جائیں گی۔ اب غور کیجئے۔ کہ جس مرد کی دو عورتیں ہوتی ہیں اس کو سخت تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ اور جہاں ایک مرد ہو۔ اور کروڑوں عورتیں اس اکیلے کے پیچھے لگی ہوں اس کے دکھ کا کیا شمار ہے۔ اگر کہو۔ کہ شری کرشن میں بڑی بھاری طاقت ہے۔ کہ جس سے وہ سب کو خوش کر لیتے ہیں۔ تو جو اس کی عورت ہے۔ جس کو سوامنی (ملکہ) کہتے ہیں۔ اس میں بھی شری کرشن کی مانند طاقت ہوگی کیونکہ وہ ان کی اردھانگی (نصف تن) ہے جیسے یہاں عورت مرد کی شہوت مساوی یا مرد سے عورت کی زیادہ ہوتی ہے۔ تو گولوک میں کیوں نہیں ہو گی؟ اگر ایسا ہی حال ہے تو دیگر عورتوں کے ساتھ سوامنی جی کا سخت فساد اور بکھیڑا مچتا ہو گا۔ کیونکہ سوکن کا خیال بہت برا معلوم ہوتا ہے پھر تو گولوک سورگ کہاں رہا۔ نرک کی مانند ہو گیا ہو گا۔ یا جیسے بہت عورتوں کا مرد بھگندر وغیرہ امراض میں مبتلا رہتے ہیں۔ ویسا ہی حال گولوک میں بھی ہو گا چھی چھی! ایسے گولوک سے مرت لوک (یہ دنیا) ہی بیچارہ بھلا ہے۔ دیکھو یہاں گوسائیں جی اپنے کو سری

کرشن لوک ملتے۔ اور کئی عورتوں کے ساتھ لیلا کرنے سے بھگندر و جریان منی وغیرہ امراض میں مبتلا ہو کر سخت عذاب جھیلتے ہیں۔ اب کہئے۔ جن کا قائم مقام گوسائیں (عذاب میں) مبتلا ہوتا ہے۔ تو گولوک کا سوامی سری کرشن ان امراض میں کیوں مبتلا نہ ہوتا ہوگا۔ اور نہیں ہوتا۔ تو ان کے قائم مقام گوسائیں (یہاں) دکھ کیوں اٹھاتے ہیں؟ سوال۔ مرت لوک (دنیاء فانی) لیلا اوتار دھارن کرنے سے مرض ہو جاتے ہیں۔ گولوک میں نہیں۔ کیونکہ وہاں مرض اور ان سے پیدا ہونے والے عیب ہی نہیں ہیں۔

جواب۔ "بھوگ روگ بھیام" جہاں عیش و عشرت ہے۔ وہاں مرض ضرور ہوتے ہیں۔ اکیا شری کرشن کی کروڑہا عورتوں سے بال بچے ہوتے ہیں یا نہیں؟ اگر ہوتے ہیں۔ تو لڑکے ہی لڑکے ہوتے ہیں یا لڑکیاں ہی لڑکیاں؟ یا لڑکے لڑکیاں ملے جلے؟ اگر کہو کہ لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوتی ہیں۔ تو ان کی بیاہ شادیاں کن کے ساتھ ہوں گی؟ کیونکہ وہاں بغیر شری کرشن کے دوسرا کوئی مرد نہیں ہے۔ اگر کوئی دوسرا ہے۔ تو تمہارا دعویٰ باطل ہوا۔ اگر کہو لڑکے ہی لڑکے ہوتے ہیں۔ تو بھی یہی نقص عائد ہوگا۔ یعنی ان کی بیاہ شادیاں کہاں اور کن کے ساتھ ہوتی ہیں۔ یا گھر کے گھر ہی میں گٹ پٹے کر لیتے ہیں۔ یا دیگر کسی کی لڑکیاں یا لڑکے ہیں۔ اس حالت میں بھی تمہارا دعویٰ کہ گولوک میں ایک مرد شری کرشن ہی ہے۔ قائم نہیں رہے گا۔ اور کہو۔ کہ اولاد ہوتی ہی نہیں۔ تو شری کرشن میں نامردی اور عورتوں میں بانجھ پن کا نقص عائد ہوگا۔ بھلا یہ گولوک کیا ہوا۔ گویا کہ دہلی کے بادشاہوں کی بیویوں کی فوج ہو گئی۔ اب جو گوسائیں لوگ چیلے اور چیلیوں کا تن، من اور دھن اپنی بھینٹ کرا لیتے ہیں۔ وہ بھی ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ تن (جسم) تو شادی کے وقت عورت اور خاوند کی بھینٹ ہو جاتا ہے۔ پھر من بھی دوسرے کی بھینٹ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ من ہی کے ساتھ تن کا بھینٹ کرنا بن سکتا ہے۔ اور اگر کریں تو زناکار کہلائیں گے۔ اب رہا دھن۔ اس کی بھی یہی لیلا سمجھ لو۔ یعنی من کے بغیر کچھ بھینٹ بھی نہیں ہو سکتا۔ ان گوسائیوں کا مدعا یہ ہے کہ "کما دیں تیرے چیلے اور عیش اڑا دیں ہم"۔

چلتے دلبھ سمپردائی گوسائیں لوگ ہیں۔ وہ اب تک تیلنگ ذات میں شامل نہیں ہیں۔ اور جو کوئی ان کو بھول سے لڑکی بیاہ دیتا ہے۔ وہ بھی ذات سے خارج ہو کر برباد ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ ذات سے خارج کئے جا چکے ہیں۔ (یہ لوگ) بے علمی کی حالت میں رات دن خواب غفلت میں پڑے رہتے ہیں۔ اور دیکھئے جب کوئی شخص گوسائیں کی دعوت کرتا ہے۔ تب گوسائیں اس کے گھر پر جا کر چپ چاپ کاٹھ کی پتلی کی مانند بیٹھا رہتا ہے۔ کچھ بھی نہیں بولتا۔ بیچارہ بولے تو تب اگر جاہل نہ ہو۔

'मूर्खाणां बलं मौनम्' کیونکہ "خاموشی جاہلوں کی طاقت ہے"۔ اگر بولے تو اس کا پول کھل جائے۔ لیکن عورتوں کی طرف خوب توجہ سے تکتا رہتا ہے۔ اور جس کی طرف گوسائیں جی دیکھیں۔ تو سمجھو۔ اس کی بڑی خوش قسمتی ہے۔ اور اس کا خاوند، بھائی، بہن، ماں، باپ بڑے خوش ہوتے ہیں۔ وہاں سب عورتیں گوسائیں جی کے پاؤں چھوتی ہیں۔ جس کو گوسائیں جی کا من چاہے یا جس عورت پر ان کی عنایت ہو۔ اس کی انگلی پاؤں سے دبا دیتے ہیں۔ وہ عورت اور اس کا خاوند اپنی خوش

قسمتی سمجھتے ہیں۔ اور اس عورت کو خاوند وغیرہ سب کہتے ہیں۔ کہ تو گوسائیں جی کی خدمت گزاری کے لئے جا۔ اور جہاں کہیں اس کے خاوند وغیرہ خوش نہیں ہوتے۔ وہاں دوتی، اور کٹنیوں سے مطلب براری کر لیتے ہیں۔ سچ پوچھو۔ تو ایسے کام کرنے والے ان کے مندروں میں اور ان کے نزدیک بہت سے رہا کرتے ہیں۔

اب ان کی دکشنا کی لیلا دیکھئے یعنی اس طرح مانگتے ہیں۔ لاؤ جی بھینٹ گوسائیں جی، بہو جی کی، لال جی کی، بیٹی جی کی، مکھیا جی کی، باہریا جی کی، گویا جی کی، اور ٹھاکر جی کی، ان ساتوں دوکانوں کے ذریعے حسبِ دلخواہ مال اُڑاتے ہیں۔

جب کوئی گوسائیں جی کا پیرو مرنے لگتا ہے اس کی چھاتی پر گوسائیں جی پاؤں دھرتے ہیں اور جو کچھ ملتا ہے۔ اُس کو گوسائیں جی ہڑپ کر جاتے ہیں۔ کیا یہ کام مہابراہمن اور کریا کرم کرنے والے اور مُردا دلی کی مانند نہیں ہے۔

کئی چیلے بیاہ میں گوسائیں جی کو بُلا کر ان ہی سے لڑکے لڑکی کا پانی گرہن (ہتھلیوا) کراتے ہیں۔ کئی چیلے کیسر سے اشنان کراتے ہیں۔ یعنی گوسائیں جی کے جسم پر عورتیں کیسر کا اُبٹن مل کر ایک بڑے برتن پر تختی رکھ کر گوسائیں جی کو عورت مرد مل کر غسل کرا دیتے ہیں۔ لیکن خاص کر عورتیں غسل کراتی ہیں پھر گوسائیں جی پیتامبر (ریشمی دھوتی) اور کھڑاؤں پہن کر باہر نکل آتے ہیں۔ اور دھوتی اسی میں پٹک دیتے ہیں۔ پھر اس کے مرید اس پانی کا آچمن کرتے ہیں۔ خوب مصالحہ بھر کر پان بیڑا گوسائیں جی کو دیتے ہیں۔ وہ چبا کر کچھ نگل جاتے ہیں۔ اور باقی ماندہ ایک چاندی کے کٹورے میں جس کو ان کا چیلا منہ کے نزدیک کر دیتا ہے۔ اُگل دیتے ہیں۔ اس پیک کی بھی پرسادی بٹتی ہے جس کو "خاص" پرسادی کہتے ہیں۔

اب سوچئے کہ یہ لوگ کس قسم کے انسان ہیں۔ اگر جہالت اور غلاظت کوئی چیز ہے۔ تو اس سے بڑھ کر کیا ہوگی؟ بہت سے سمرپن لیتے ہیں۔ ان میں سے کتنے ہی ویشنووں کے ہاتھ کا کھاتے ہیں دوسرے کے ہاتھ کا نہیں۔ کتنے ہی ویشنووں کے ہاتھ کا بھی نہیں کھاتے۔ لکڑیاں دھو لیتے ہیں لیکن آٹا، گُڑ، چینی وغیرہ نہیں۔ کیونکہ ان کے دھونے سے ان کی شکل بگڑ جاتی ہے۔ بیچارے کیا کریں۔ اگر ان کو دھوئیں تو شے ہی ہاتھ سے کھو بیٹھیں۔

وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم ٹھاکر جی کے رنگ، راگ، بھوگ میں بہت سا مال صرف کر دیتے ہیں۔ لیکن وہ رنگ، راگ، بھوگ آپ ہی کرتے ہیں۔ اور سچ پوچھو۔ تو بڑے بڑے گناہ ہوتے ہیں۔ یعنی ہولی کے دنوں میں پچکاریاں بھر کر عورتوں کی اندامِ نہانی پر مارتے ہیں۔ اور رس وکریہ (دودھ وغیرہ فروخت کرنا) جو براہمن کے لئے ممنوع فعل ہے۔ اس کو بھی کرتے ہیں۔

سوال۔ گوسائیں جی۔ روٹی، دال، کڑھی، بھات، ساگ، مٹھری اور لڈو وغیرہ کو کھلے طور پر دوکان میں بیٹھ کر تو نہیں بیچتے۔ بلکہ اپنے نوکروں، چاکروں کو پتلیں بانٹ دیتے ہیں۔ وہ لوگ بیچتے ہیں

گوسائیں جی خود نہیں بیچتے۔ جواب۔ اگر گوسائیں جی اُن کو ماہواری روپے دیں۔ تو وہ پتلیں کیوں لیں؟ گوسائیں جی اپنے نوکروں کے ہاتھ دال بھات وغیرہ تنخواہ کے عوض میں بیچ دیتے ہیں۔ وہ لے جا کر دکان یا بازار میں بیچتے ہیں۔ اگر گوسائیں جی خود باہر بیچتے۔ تو وہ نوکر جو براہمن وغیرہ ہیں۔ وہ تو رس کرم یہ دوش سے بچ جاتے۔ اور اکیلے گوسائیں جی رس کرمیہ روپی گناہ کے مرتکب ہوتے۔ اوّل اس گناہ میں آپ ڈوبے پھر اوروں کو بھی ڈبویا۔ اور کہیں کہیں (مثلاً) ناتھ دوارہ وغیرہ میں گوسائیں جی خود بھی بیچتے ہیں۔ رس کرمیہ کرنا ملیچھوں کا کام ہے۔ شرفاء کا نہیں۔ ایسے ایسے لوگوں نے بھی اس آریہ ورت کی تنزلی کی ہے۔

سوامی نارائن کا مت

سوال۔ سوامی نارائن کا مت کیسا ہے؟ جواب۔ جیسی گوسائیں جی کے دھن لوٹنے وغیرہ کی عجیب لیلا ہے۔ ویسی ہی سوامی نارائن کی بھی ہے۔ دیکھیے ایک شخص سہجانند نامی اجودھیا کے قریب و جوار کے ایک گاؤں میں پیدا ہوا تھا۔ وہ برہمچاری ہو کر گجرات (کاٹھیاواڑ کچھ بھج وغیرہ ممالک میں پھرتا تھا۔ اس نے دیکھا۔ کہ اس ملک کے لوگ جاہل اور سیدھے سادے ہیں جس طرح سے ان کو اپنے مت میں جھکانا چاہیں۔ ایسے ہی یہ لوگ جھک سکتے ہیں۔ وہاں اس نے دو چار چیلے بنائے۔ انہوں نے آپس میں اتفاق کر کے ظاہر کیا کہ سہجانند نارائن کا اوتار اور بڑا صاحب قدرت ہے۔ اور بھگتوں کو چتر بھج (مجسم) کی شکل بنا کر ساکشات درشن بھی دیتا ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کاٹھیاواڑ میں ایک کاٹھی بنام دادا کھاچر گڈھڑے کا زمیندار تھا۔ اس کو چیلوں نے کہا۔ کہ تم اگر چتر بھج نارائن کا درشن کرنا چاہو۔ تو ہم سہجانند جی سے التماس کریں۔ وہ سادہ لوح تھا۔ اس نے کہا۔ کہ بہت اچھا۔

ایک کوٹھڑی میں سہجانند سر پر مکٹ پہن شنکھ چکر اپنے ہاتھ میں اوپر کو اٹھائے ہوئے گیا۔ اور دوسرا آدمی اس کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ گدا پدم اپنے ہاتھ میں لے کر سہجانند کی بغل میں سے آگے کو ہاتھ نکال چتر بھج کی مانند بن ٹھن گئے۔ دادا کھاچر سے ان کے چیلوں نے کہا۔ کہ ایک بار آنکھ اٹھا کر دیکھ کر پھر آنکھ بند کر لینا۔ اور فوراً ادھر کو چلے آنا جو زیادہ دیکھو گے۔ تو نارائن خفا ہو جائیں گے کیونکہ چیلوں کے من میں تو یہ تھا۔ کہ ہمارے فریب کا پتہ نہ لگ جائے۔ (چنانچہ) اس کو لے گئے۔ وہی سہجانند کلابتون اور چمکتے ہوئے ریشمی کپڑے پہنے ہوئے اندھیری کوٹھڑی میں کھڑا تھا اس کے چیلوں نے یکبارگی کوٹھڑی کی طرف شمعدان سے روشنی کی۔ دادا کھاچر نے دیکھا۔ تو چتر بھج کی شکل نظر آئی۔ پھر جب چراغ کو آڑ میں کر دیا۔ تو وہ سب نیچے کر کے۔ اور نمسکار کر کے دوسری طرف چلے آئے۔ اور اسی وقت بیچ میں باتیں کرنے لگ گئے۔ کہ تمہاری خوش نصیبی ہے۔ اب تم مہاراج کے چیلے ہو جاؤ۔ اس نے کہا۔ بہت اچھی بات ہے۔ پھر جتنی دیر میں لوٹ کر دوسری جگہ پر پہنچے اتنی دیر میں دوسری پوشاک پہن کر سہجانند گدی پر بیٹھا ہوا ملا۔ تب چیلوں نے کہا کہ دیکھو اپنا

دُوسری شکل بدل کر یہاں موجود ہیں۔ وہ دادا کھاچر اُن کے جال میں پھنس گیا۔ وہیں سے اُن کے مت کی بُنیاد مضبوط ہو گئی۔ کیونکہ وہ ایک بڑا زمیندار تھا۔

(سہجانند) نے وہاں ہی اپنی بنیاد مضبوط کی پھر اِدھر اُدھر گھومتا رہا۔ سب کو اُپدیش کرتا تھا۔ کئی لوگوں کو سادھو بھی بناتا تھا۔ کبھی کبھی کسی سادھو کے گلے کی ناڑی مل کر بیہوش بھی کر دیتا تھا۔ اور سب سے کہتا تھا۔ کہ ہم نے ان کو سمادھی چڑھا دی ہے۔ ایسے ایسے فریبوں سے کاٹھیاواڑ کے سادہ لوح آدمی اس کے دام فریب میں پھنس گئے۔ جب وہ مر گیا۔ تب اُس کے چیلوں نے بہت سا پاکھنڈ پھیلایا۔ ان کے حال پر یہ مثال صادق آتی ہے۔ جیسے کوئی شخص چوری کرتا گرفتار ہو گیا۔ حاکم نے اس کا ناک کاٹ ڈالنے کی سزا دی۔ جب اس کی ناک کاٹی گئی۔ تب وہ بدمعاش ناچنے، گانے اور ہنسنے لگا۔ لوگوں نے پوچھا۔ تو کیوں ہنستا ہے؟ اُس نے کہا۔ کچھ کہنے کی بات نہیں ہے۔ لوگوں نے پوچھا۔ ایسی کونسی بات ہے؟ اس نے کہا۔ بڑے بھاری تعجب کی بات ہے۔ جو ہم نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی لوگوں نے کہا۔ کہو کیا بات ہے؟ اس نے کہا۔ میرے سامنے ساکھشات چتر بھج نارائن کھڑے ہیں میں دیکھ کر بڑا خوش ہو کر ناچتا، گاتا، اپنے نصیب کو مبارکباد دیتا ہوں۔ کہ میں نارائن کا ظاہر درشن کر رہا ہوں۔ لوگوں نے کہا۔ ہم کو درشن کیوں نہیں ہوتا؟ وہ بولا۔ ناک کی آڑ ہو رہی ہے۔ جو ناک کٹوا ڈالو۔ تو نارائن نظر آئے۔ ورنہ نہیں۔ ان میں سے کسی جاہل نے چاہا۔ کہ ناک جائے تو جائے لیکن نارائن درشن ضرور کرنا چاہیئے۔ اس نے کہا۔ کہ میری بھی ناک کاٹ ڈالو۔ مجھ کو نارائن کو ضرور دکھلاؤ اس نے اس کی ناک کاٹ کر کان میں کہا۔ کہ تم بھی ایسا ہی کرو۔ نہیں تو میرا اور تیرا مخول اُڑے گا۔ اس نے بھی سمجھا۔ کہ اب ناک تو آتی نہیں۔ اس لئے ایسا ہی کہنا ٹھیک ہے۔ تب تو وہ بھی اُس کی مانند ناچنے، کودنے، گانے بجانے، ہنسنے اور کہنے لگا۔ کہ مجھ کو بھی نارائن نظر آتا ہے۔ ویسے ہوتے ہوتے ایک ہزار آدمی کا گروہ ہو گیا۔ اور بڑا شور و شر برپا ہوا۔ اپنے سمپردائے (فرقہ) کا نام "نارائن درشی" رکھا۔ یہ حال کسی جاہل راجہ نے سنا۔ اُن کو بلایا۔ جب راجہ ان کے پاس گیا۔ تب تو وہ ناچنے، کودنے، اور ہنسنے لگے۔ تب راجہ نے پوچھا۔ کہ یہ کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا۔ کہ ظاہر نارائن ہم کو نظر آتا ہے۔ راجا۔ ہم کو کیوں نظر نہیں آتا؟ نارائن درشی۔ جب تک ناک ہے۔ تب تک نظر نہیں آئے گا۔ اور جب ناک کٹوا لو گے تب نارائن ظاہر المظہر آئیں گے۔ اس راجہ نے سوچا۔ کہ یہ بات ٹھیک ہے۔ راجہ نے کہا۔ کہ جوتشی جی (نجومی جی) مہورت دیکھیئے۔ جوتشی جی نے جواب دیا۔ کہ جو حکم ہو۔ آنند داتا۔ (خداوند نعمت) دسمی (دسویں تاریخ) کے دن صبح کے آٹھ بجے ناک کٹوانے اور نارائن کے درشن کرنے کا بڑا اچھا مہورت ہے۔

واہ رے پوپ جی! اپنی پوتھی میں ناک کٹوانے کٹانے کا بھی مہورت لکھ دیا۔ جب راجہ نے ایسی خواہش کی، اور ان ہزاروں نکٹوں کا روزینہ مقرر کر دیا۔ تب تو وہ بڑے ہی خوش ہو کر ناچنے، کودنے اور گانے لگے۔ یہ بات راجہ کے دیوان وغیرہ کو جو کچھ عقلمند تھے۔ اچھی معلوم نہ ہوئی۔ راجہ کے ہاں

ایک چار پُشت کا بُڈھا دیوان نوّے برس کی عمر کا تھا۔ اس کو جا کر اس کے پڑپوتے نے جو کہ اس وقت دیوان تھا۔ وُہ بات سُنائی۔ تب اس عمر رسیدہ دیوان نے کہا۔ کہ وُہ لوگ مکّار ہیں۔ تو مجھ کو راجہ کے پاس لے چل وُہ لے گیا۔ بیٹھتے وقت راجہ نے بہت خوش ہو کر ان ناک کٹوں کی باتیں سُنائیں۔ دیوان نے کہا کہ سُنیئے مہاراج! ایسی جلدی نہ کرنی چاہیئے۔ بغیر آزمائش کے پیچھے پچھتانا پڑتا ہے۔ راجا۔ کیا یہ ہزاروں آدمی جھوٹ بولتے ہیں؟ دیوان۔ جھوٹ بولیں یا سچ، بغیر تحقیق کے سچ جھوٹ کیسے کہہ سکتے ہیں راجا تحقیق کس طور پر کرنی چاہیئے؟ دیوان۔ علم، قانونِ قدرت اور پرتیکش آدی پرمانوں سے۔ راجا۔ جو شخص پڑھا ہوا نہ ہو وُہ تحقیق کیسے کرے؟ دیوان۔ عالموں کی صحبت کے ذریعے معلومات بڑھانے سے راجا۔ اگر عالم نہ ملے تو کیا کرے؟ دیوان ہمت والے کے لئے کوئی بات بھی مشکل نہیں راجا۔ تو آپ ہی کہیئے۔ کیسا کیا جائے؟ دیوان۔ مَیں بوڑھا ہوں۔ اور گھر میں بیٹھا رہتا ہوں اور اب تھوڑے ہی دن زندگانی کے ہوں گے۔ اس لئے اوّل مَیں تحقیق کر لوں۔ بعد ازاں آپ جیسا مناسب سمجھیں۔ ویسا کیجیئے۔ راجا۔ بہت خوب! جوتشی جی! دیوان جی کے لئے مہورت دیکھیئے۔ جوتشی۔ جو حضور کا حکم۔ یہی شکل پنچمی۔ دس بجے کا وقت اچھا ہے۔

جب پنچمی ہوئی۔ تب آٹھ بجے بُڈھے دیوان جی نے راجا کے پاس آ کر کہا۔ کہ ہزار دو ہزار فوج لیکر چلنا چاہیئے۔ راجا وہاں فوج کا کیا کام ہے؟ دیوان آپ کو انتظام سلطنت سے واقفیت نہیں ہے۔ جیسا مَیں کہتا ہوں۔ ویسا کیجیئے راجا۔ اچھا بھائی۔ فوج تیار کرو۔ راجا ساڑھے نو بجے سوار ہو کر سب کو (ساتھ) لے کر گیا۔ ان کو دیکھ کر وُہ ناچنے اور گانے لگے۔ بیٹھنے پر راجہ نے ان کے مہنت کو جس نے یہ سمپردائے (فرقہ) چلایا تھا۔ اور جس کی اوّل ناک (کسی جرم کی سزا کے طور پر) کٹی تھی۔ بلا کر کہا کہ آج ہمارے دیوان جی کو نارائن کا درشن کراؤ۔ اس نے کہا۔ اچھا۔ جب دس بجے کا وقت ہوا تب ایک آدمی نے ایک تھالی ناک کے نیچے پکڑ رکھی۔ اُس نے تیز چاقو سے ناک کاٹ کر تھالی میں رکھ دی۔ اور دیوان جی کی ناک سے خون کی دھار بہنے لگی۔ دیوان جی کا چہرہ پژمردہ ہو گیا۔ پھر اُس مکّار نے دیوان جی کے کان میں منتر پھونکا۔ کہ آپ بھی ہنس کر سب سے کہیئے۔ کہ مجھ کو نارائن نظر آتا ہے۔ اب ناک کٹی ہوئی نہیں آئے گی۔ اگر ایسا نہ کہو گے۔ تو تمہارا بڑا مخول اڑے گا۔ سب لوگ ہنسی کریں گے۔ وُہ اتنا کہہ کر الگ ہو گیا۔ اور دیوان جی نے انگوچھا ہاتھ میں لے کر ناک پر رکھ لیا۔

جب دیوان جی سے راجہ نے پُوچھا۔ کہ کہیئے نارائن نظر آتا ہے یا نہیں؟ تو دیوان جی نے راجہ کے کان میں کہا۔ کہ کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ فضول اس مکّار نے ہزاروں آدمیوں کو خراب کیا۔ راجہ نے دیوان سے کہا۔ کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ دیوان نے کہا۔ ان کو پکڑ کر سخت سزا دینی چاہیئے جب تک زندہ رہیں تب تک قید خانہ میں رکھنا چاہیئے۔ اور اس بدکار (مکّار) کو جس نے ان سب کو بگاڑا ہے۔ گدھے پر چڑھا کر بڑی ذلّت سے مارنا چاہیئے جب راجہ اور دیوان کان میں باتیں کرنے لگے۔ تب انہوں نے ڈر کر بھاگنے کی تیاری کی۔ لیکن چاروں طرف فوج نے گھیرا کیا ہوا تھا بھاگ

نہ سکے۔ راجہ نے حکم دیا۔ کہ سب کو پکڑ کر بیڑیاں ڈال دو۔ اور اس بدکار کا منہ کالا کر کے گدھے پر چڑھا اس کے گلے میں ٹوٹے ہوئے جوتوں کا ہار پہنا سب جگہ پھرا کر لڑکوں سے دھول خاک اس پر پھینکواؤ۔ چوک در چوک جوتوں سے پٹواؤ۔ کتوں سے نچوا مروا ڈالا جائے۔ اگر ایسا نہ ہوا۔ تو دوبارہ دوسرے بھی ایسا کام کرنے سے نہ ڈریں گے۔

جب ایسا ہوا۔ تب ناک کنٹھل کا فرقہ بند ہوا۔ اسی طرح تمام وید کے مخالفین دوسروں کی دولت لوٹنے میں بڑے ہوشیار ہیں سمپردا والوں کی لیلا اسی قسم کی ہے۔

یہ سوامی نارائن مت والے دولت کے لٹیرے مکر و فریب سے کام کرتے ہیں کتنے ہی جاہلوں کے بہکانے کے لئے ان کے مرتے وقت کہتے ہیں۔ کہ سفید گھوڑے پر بٹھا کر سہجانند مکتی دھام کو لیجانے کے لئے آئے ہیں۔ اور ہمیشہ اس مندر میں ایک بار آیا کرتے ہیں۔ جب میلہ ہوتا ہے۔ تب مندر کے اندر پجاری رہتے ہیں۔ اور نیچے دوکان لگا رکھی ہے۔ مندر میں سے دوکان کو جانے کے لئے سوراخ رکھتے ہیں۔ کسی نے ناریل چڑھایا۔ تو وہ دوکان میں پھینک دیا۔ اسی طرح ایک ناریل دن میں ہزار دفعہ بکتا ہے۔ ایسے ہی سب چیزوں کو بیچتے ہیں۔ جس ذات کا سادھو ہو۔ اس سے ویسے ہی کام کراتے ہیں اگر حجام ہو۔ تو اس سے حجامت کا۔ کمہار سے کمہار پن کا۔ کاریگر سے کاریگری کا۔ بنئے سے بنئے کا۔ اور شودر سے خدمت وغیرہ کا کام لیتے ہیں۔ اپنے چیلوں پر ایک ٹیکس لگا رکھا ہے۔ لاکھوں کروڑوں روپے ٹھگ کر جمع کر لئے ہیں اور کرتے جاتے ہیں۔ جو مسند پر بیٹھتا ہے۔ وہ گرہستی (بننے کے لئے شادی) کرتا اور زیور پہنتا ہے۔ جہاں کہیں پدھراونی (دعوت) ہوتی ہے۔ وہاں گوکلئے کی مانند گوسائیں جی، بہوجی وغیرہ کے نام سے بھینٹ پوجا لیتے ہیں۔ اپنے کو ست سنگی اور دوسرے مت والوں کو کسنگی کہتے ہیں۔ اپنے سوائے دوسرا کیسا ہی اچھا دھرم پر چلنے والا عالم شخص کیوں نہ ہو۔ لیکن اس کی عزت اور خدمت کبھی نہیں کرتے۔ کیونکہ دیگر مت والوں کی خدمت کرنے میں گناہ سمجھتے ہیں۔ لوگوں کے سامنے ان کے سادھو عورتوں کا منہ نہیں دیکھتے۔ لیکن در پردہ نہ معلوم کیا لیلا ہوتی ہوگی۔ یہ بات سب جگہ کم معلوم ہوتی ہے۔ کہیں کہیں سادھوؤں کی زناکاری کی لیلا ظاہر ہو گئی ہے۔ اور ان میں جو بزرگ ہوتے ہیں۔ وہ جب مرتے ہیں۔ تب ان کو پوشیدہ کنوئیں میں پھینک کر مشہور کر دیتے ہیں۔ کہ فلاں مہاراج جسم سمیت بیکنٹھ (بہشت) میں گئے۔ سہجانند آ کر لے گئے۔ ہم نے بہت التماس کی تھی۔ کہ مہاراج ان کو نہ لے جائیے۔ کیونکہ اس مہاتما کے یہاں رہنے سے بہتری ہے سہجانند جی نے کہا۔ کہ نہیں اب ان کی بیکنٹھ میں بڑی ضرورت ہے۔ اس لئے لے جاتے ہیں۔ ہم نے اپنی آنکھ سے سہجانند جی کو اور ویمان (غبارہ) کو دیکھا تھا جو مرنے والے تھے۔ ان کو ویمان میں بٹھلا دیا۔ اوپر کو لے گئے۔ پھولوں کی بارش کرتے گئے۔

جب کوئی سادھو بیمار پڑتا ہے۔ اور اس کے جینے کی امید نہیں رہتی۔ تب کہتا ہے کہ میں کل رات بیکنٹھ میں جاؤں گا۔ سنا ہے۔ کہ اس رات اگر اس کی جان نہ نکلے۔ اور بیہوش ہو جائے تو

بھی کنوئیں میں پھینک دیتے ہیں۔ کیونکہ جو اس رات نہ پھینک دیں۔ تو جھوٹے ثابت ہوں۔ اس لئے ایسا کام کرتے ہوں گے۔

ایسے ہی جب گوکلیا گوسائیں مرتا ہے۔ تب ان کے چیلے کہتے ہیں۔ کہ گوسائیں جی لیلا وستار (پھیلا) کر گئے۔ جو ان گوسائیں اور سوامی نارائن والوں کا اُپدیش کرنے کا منتر ہے وہ ایک سا ہے۔ "شری کرشنہ شرنم مم" اس کا ترجمہ ایسا کرتے ہیں۔ کہ شری کرشن میری جائے پناہ ہے۔ یعنی میں شری کرشن کے سہارے ہوں لیکن اس کا ترجمہ "شری کرشن میری پناہ کو حاصل کرے"۔ یعنی میری شرناگت ہو۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔

جتنے بھی یہ مت ہیں۔ وہ بے معنی فضول شاستروں کے برخلاف کلام بنا لیتے ہیں۔ کیونکہ ان کو بے علم ہونے سے علمی اصولوں کی واقفیت نہیں ہے۔

مادھومت

سوال۔ مادھومت تو اچھا ہے؟ جواب۔ جیسے دیگر مت والے ہیں۔ ویسے ہی مادھو بھی ہے۔ کیونکہ یہ بھی چکرانکت ہوتے ہیں۔ ان میں چکرانکتوں سے اتنی زیادتی ہے۔ کہ رامانجی ایک بار چکرانکت ہوتے ہیں۔ اور مادھو ہر سال بار بار چکرانکت ہوتے ہیں۔ چکرانکت ماتھے پر پیلا خط اور مادھو کالا خط کھینچتے ہیں۔ ایک مادھو پنڈت سے کسی ایک مہاتما کا شاستر ارتھ ہوا تھا۔ مہاتما۔ تم نے یہ کالا خط اور ہلال کی شکل کا تلک کیوں لگایا؟ شاستری۔ اس کے لگانے سے ہم بیکنٹھ کو جائیں گے۔ اور شری کرشن کا جسم بھی کالے رنگ کا تھا۔ اس لئے ہم کالا تلک لگاتے ہیں۔ مہاتما۔ جو کالے خط اور ہلال نما تلک لگانے سے بیکنٹھ کو جاتے ہو۔ تو تمام منہ سیاہ کرنے سے کہاں جاؤ گے؟ کیا بیکنٹھ سے بھی پار اتر جاؤ گے؟ اور جیسا کرشن کا تمام بدن سیاہ تھا۔ ویسا تم بھی تمام جسم کالا کر لیا کرو۔ تب شری کرشن کی مانند ہو سکتے ہو؟"

ان کو بھی مذکورہ بالا متوں کی مانند ہی جاننا چاہیے۔

لنگانکت مت

سوال۔ لنگانکت کا مت کیسا ہے؟ جواب۔ جیسے چکرانکت کا مت ہے جیسے چکرانکت چکر (گول نشان) سے داغے جاتے ہیں۔ اور نارائن کے سوائے کسی کو نہیں مانتے۔ ویسے لنگانکت لنگ کے نشان سے داغے جاتے ہیں۔ اور بغیر مہادیو کسی غیر کو نہیں مانتے۔ ان میں زیادتی یہ ہے۔ کہ یہ لنگانکت پتھر کا ایک لنگ سونے یا چاندی میں منڈھوا کر گلے میں ڈال رکھتے ہیں۔ جب پانی بھی پیتے ہیں۔ تب اس کو دکھا لیتے ہیں۔ ان کا منتر شیو لوگوں کی مانند ہوتا ہے۔ سوال۔ برہم سماج اور پرارتھنا سماج تو اچھا ہے یا نہیں؟ جواب۔ کچھ کچھ باتیں اچھی ہیں۔ اور

برہم سماج اور پرارتھنا سماج

بہت سی بری ہیں۔ سوال۔ برہم سماج اور پرارتھنا سماج سب سے اچھا ہے۔ کیونکہ اس کے اصول بہت اچھے ہیں۔ جواب۔ اصول کلہم اچھے نہیں۔ کیونکہ وید ودیا سے بے بہرہ لوگوں کے خیالات بالکل سچے کیونکر ہو سکتے ہیں۔ جو کچھ برہم سماج اور پرارتھنا سماجیوں نے عیسائی مذاہب میں شامل ہونے سے تھوڑے سے لوگوں کو بچایا۔ اور کچھ کچھ پتھر وغیرہ کی پرستش یعنی بت پرستی کو ہٹایا۔ اور دیگر بناوٹی کتابوں

کے پھندے سے بھی کچھ لوگوں کو بچایا ہے۔ یہ باتیں اچھی ہیں۔ لیکن ان لوگوں میں اپنے ملک کی ہمدردی بہت کم ہے۔ عیسائیوں کے چلن بہت سے اختیار کئے ہیں۔ کھانے پینے اور شادی وغیرہ کے اصول بھی بدل دیئے ہیں۔

اپنے ملک کی تعریف یا بزرگوں کی بڑائی تو دور رہی۔ اس کے عوض میں پیٹ بھر برائی کرتے ہیں۔ لیکچروں میں عیسائی وغیرہ انگریزوں کی تعریف دل کھول کر کرتے ہیں۔

برہما وغیرہ مہرشیوں کے نام (تک) بھی نہیں لیتے۔ برخلاف اس کے ایسا کہتے ہیں۔ کہ بغیر انگریزوں کے دنیا میں کوئی بھی آج تک عالم نہیں ہوا۔ آریہ ورتی لوگ ہمیشہ سے جاہل چلے آئے ہیں۔ ان کی ترقی کبھی نہیں ہوئی۔

وید وغیرہ کی عزت کرنا تو دور رہا۔ برائی کرنے سے بھی باز نہیں رہتے۔ برہم سماج کے مقاصد کی کتاب میں سادھوؤں کی فہرست میں عیسیٰ، موسیٰ، محمد، نانک اور چیتن کے نام لکھے ہیں لیکن کسی رشی مہرشی کا نام نہیں ہے۔

اس سے پایا جاتا ہے۔ کہ ان لوگوں نے جن کا نام لکھا ہے۔ انہی کے مت کے مطابق اعتقاد رکھنے والے ہیں۔ بھلا جب آریہ ورت میں پیدا ہوئے۔ اسی ملک کا آب و دانہ کھایا پیا (اور) اب بھی کھاتے پیتے ہیں۔ (تو) اپنے باپ دادا کے راستے کو چھوڑ کر دیگر ممالک کے مذہبوں کی طرف زیادہ مائل ہو جانا (اور) برہم سماج اور پرارتھنا سماجیوں کا اس ملک میں رہ کر علم سنسکرت سے بے بہرہ ہو کر اپنے کو عالم ظاہر کرنا، انگریزی زبان پڑھ کر پنڈتائی کا گھمنڈ کرنا (اور) فوراً ایک مذہب چلانے کے لئے راغب ہو جانا یہ انسانوں کے لئے پائیدار اور ان کی ترقی کرنے والا کام کیونکر ہو سکتا ہے۔

انگریز، مسلمان، چنڈال وغیرہ کے ساتھ کھانے پینے کی تمیز نہیں رکھی۔ انہوں نے یہی سمجھا ہو گا کہ کھانے پینے اور ذات کی تمیز توڑنے سے ہم اور ہمارا ملک سدھر جائے گا۔ لیکن ایسی باتوں سے سدھار (اصلاح) تو کجا الٹا بگاڑ ہوتا ہے۔

سوال۔ ذات کا امتیاز ایشور کا کیا ہوا ہے۔ یا انسان کا؟ جواب۔ ایشور اور انسان دونوں کا کیا ہوا ہے۔ سوال۔ کونسا ایشور کا اور کونسا انسان کا؟ جواب۔ انسان، حیوان، پرند، درخت، آبی جاندار وغیرہ ذاتیں پرمیشور کی بنائی ہوئی ہیں۔ جس طرح حیوانوں میں گائے، گھوڑا، ہاتھی وغیرہ ذاتیں۔ درختوں میں پیپل، بڑ، آم وغیرہ۔ پرندوں میں ہنس، کوا، بگلا وغیرہ۔ آبی جانداروں میں مچھلی، کیکڑا، وغیرہ ذاتیں جدا جدا ہیں۔ اسی طرح انسانوں میں براہمن، کشتری، ویش، شودر، چنڈال مختلف ذاتیں بھی ایشور کی طرف سے ہیں۔ لیکن انسانوں میں براہمن وغیرہ کو سامانیہ جاتی (جنس عام) (بلحاظ جسم) میں نہیں۔ بلکہ سامانیہ وشیش آتمک جاتی عام بلحاظ روحانیت شمار کرتے ہیں۔ جس طرح کہ پہلے ورن آشرم ویوستھا میں لکھ آئے ہیں۔

ویسے ہی وصف عمل فطرت کے مطابق ورن ویوستھا ماننی ضرور چاہیئے۔ اس انسانی فعل کے لحاظ سے ان کے وصف عمل فطرت کے مطابق سابقہ بیان کیئے ہوئے طریق سے براہمن، کشتری، ویش، شودر وغیرہ ورنوں کی پڑتال کر کے درجے قائم کرنے راجہ اور عام لوگوں کا کام ہے۔

کھانے کا فرق بھی پشو اور انسان کا کیا ہوا ہے۔ جیسے شیر گوشت خور ہے۔ اور ارنا بھینسا گھاس وغیرہ خوراک کھاتے ہیں۔ اس کو پشو کا کیا ہوا (طبعی) جانو۔ اور مکان زمان چیزوں کے لحاظ سے کھانے میں فرق انسان کی وجہ سے ہوتا ہے۔

سوال۔ دیکھو۔ یورپین لوگ بوٹ، کوٹ، پتلون پہنے ہوٹل میں سب کے ہاتھ کا کھاتے ہیں۔ اسی وجہ سے اپنی ترقی کر رہے ہیں۔ جواب۔ یہ تمہاری غلطی ہے۔ کیونکہ مسلمان، چانڈال لوگ سب کے ہاتھ کا کھاتے ہیں پھر ان میں ترقی کیوں نہیں ہوتی؟

یورپین لوگوں میں چھوٹی عمر میں شادی نہ کرنا۔ لڑکے لڑکی کو تعلیم و تربیت یافتہ بنانا اور سوئمبر بیاہ کا طریق جاری ہے۔ ان پر برے لوگوں کا اپدیش اثر نہیں کرتا۔ اس لیئے وہ عالم ہو کر ہر کسی کے پاکھنڈ میں نہیں پھنستے۔ جو کچھ کرتے ہیں۔ وہ سب باہمی مشورہ اور انجمن سے فیصلہ کر کے کرتے ہیں۔ اپنی قوم کی ترقی کے لیئے تن، من، دھن صرف کرتے ہیں۔ اور سستی کو چھوڑ کر ہمت کیا کرتے ہیں۔

دیکھو! اپنے ملک کے بنے ہوئے جوتے کو دفتر اور کچہری میں جانے دیتے ہیں۔ یہاں کے دیسی جوتے کو نہیں۔ اتنے ہی سے سمجھ لو۔ کہ اپنے ملک کے بنے ہوئے جوتوں کی جتنی قدر اور تعظیم کرتے ہیں اتنی غیر ملک کے باشندوں کی نہیں کرتے۔ دیکھئے سو برس سے چند سال زیادہ ہوئے۔ کہ اس ملک میں یورپین لوگ آئے۔ اور آج تک وہ لوگ موٹے کپڑے وغیرہ پہنتے ہیں۔ جیسا کہ اپنے ملک میں پہنتے تھے۔ انہوں نے اپنے ملک کا چال چلن نہیں چھوڑا۔ اور تم میں سے بہت سے لوگوں نے ان کی نقل کر لی اس وجہ سے تم بے عقل اور وہ عقلمند ثابت ہوتے ہیں۔ نقل کرنا کسی عقلمند کا کام نہیں۔ ان لوگوں میں جو شخص جس کام پر تعینات ہوتا ہے۔ (وہ) اس کو بخوبی پورا کرتا ہے۔ حکم کی تعمیل برابر کرتے ہیں۔ اپنے ملک والوں کو تجارت وغیرہ میں مدد دیتے ہیں۔ اس قسم کی خوبیوں اور عمدہ کاموں کی بدولت ان کی ترقی ہے۔ نہ کہ بوٹ، کوٹ، پتلون، ہوٹل میں کھانے پینے وغیرہ معمولی اور برے کاموں سے۔

ان میں ذات کا امتیاز بھی ہے۔ دیکھو جب کوئی یورپین خواہ کتنا ہی معزز اور عمدہ پر ممتاز کیوں نہ ہو۔ کسی غیر ملک غیر مذہب والوں کی لڑکی سے (بیاہ کر لینا) یا یورپین کی لڑکی غیر ملک والوں سے شادی کر لیتی ہے۔ تب اسی وقت اس کی دعوت کرنا۔ اس کے ساتھ مل کر کھانا۔ اور شادی وغیرہ کرنے کو دیگر لوگ بند کر دیتے ہیں۔ یہ ذات کا امتیاز نہیں تو کیا ہے؟ اور تم سادہ لوح آدمیوں کو بہکاتے ہو۔ کہ ہم میں ذات کا امتیاز نہیں ہے۔ تم اپنی جہالت کے باعث مان بھی لیتے ہو۔ لہذا جو کچھ کرنا ہو وہ سوچ سمجھ کر کرنا چاہیئے۔ تاکہ پھر افسوس سے ہاتھ نہ ملنا پڑے۔

دیکھو حکیم اور دوائی کی ضرورت بیمار کے لئے ہوتی ہے۔ تندرست کے لئے نہیں۔ عالم شخص تندرست کی مانند ہے۔ اور جاہل (کو سمجھو کہ) مرض جہالت میں مبتلا رہتا ہے۔ اس مرض کے دور کرنے کے لئے سچے علم اور سچا اپدیش درکار ہے۔ جاہلوں کو جہالت کے باعث یہ مرض ہے۔ کہ کھانے پینے ہی میں دھرم رہتا اور جاتا ہے۔ جب بھی وہ کسی کو کھانے پینے میں خرابی کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ تب جانتے اور کہتے ہیں۔ کہ وہ دھرم سے گر گیا ہے۔ نہ اس کی بات سنتے اور نہ اس کے پاس بیٹھتے۔ اور نہ اس کو اپنے پاس بیٹھنے دیتے ہیں۔ اب کہیے۔ کہ تمہارا علم خود غرضی کے لئے ہے یا دوسروں کی بھلائی کے لئے؟ دوسروں کی بھلائی تو تب ہی ہوتی جب کہ تمہارے علم کی بدولت ان بے علم لوگوں کو فیض پہنچتا اور اگر کہو۔ کہ (وہ) فیض حاصل نہیں کرتے۔ ہم کیا کریں۔ تو یہ تمہارا نقص ہے۔ ان کا نہیں۔ کیونکہ تم اگر اپنا چال چلن اچھا رکھتے۔ تو وہ تم سے محبت کرتے اور فیضیاب ہوتے۔ لیکن تم نے ہزاروں کی بھلائی برباد کر کے اپنا ہی آرام ڈھونڈا۔ لہذا یہ تم سے بڑا قصور ہوا۔ کیونکہ دوسروں کی بھلائی کرنا دھرم اور دوسروں کو نقصان پہنچانا ادھرم کہلاتا ہے۔ اس لئے عالم شخص سے مناسب برتاؤ کر کے جاہلوں کو دُکھ کے سمندر سے عبور کرانے کے لئے بمنزلہ جہاز کے بننا چاہیئے۔ بالکل جاہلوں کی مانند کام نہ کرنے چاہئیں۔ بلکہ جس میں ان کی اور اپنی دن بدن محبت اور ترقی ہو ویسے کام کرنے مناسب ہیں۔ سوال۔ ہم کوئی کتاب الہامی یا کسی کو ہر ایک پہلو میں سچی نہیں مانتے۔ کیونکہ انسانوں کی عقل غلطی سے پاک نہیں ہوتی۔ اس لئے ان کی تصنیف شدہ کتابیں سب غلطی والی ہوتی ہیں۔ لہذا ہم سب سے سچائی حاصل کرتے اور جھوٹ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ خواہ سچائی وید، بائیبل یا قرآن میں یا دیگر کسی کتاب میں پائی جائے۔ وہ ہمارے قبول کرنے لائق ہے۔ جھوٹ کسی کا نہیں۔ جواب جس بات سے تم سچائی قبول کرنے والے ہونا چاہتے ہو۔ اسی بات سے جھوٹ کے قبول کرنے والے بھی ٹھہرتے ہو کیونکہ جب تمام انسان غلطی سے پاک نہیں ہو سکتے۔ تو تم بھی انسان ہونے سے غلطی سے پاک نہیں ہو جب غلطی (کرنے) والے کے الفاظ مکمل طور پر قابل تسلیم نہیں ہو سکتے۔ تو تمہاری بات کا بھی اعتبار نہیں ہو سکتا۔ پھر تو تمہاری بات کا بالکل اعتبار نہ کرنا چاہیئے۔ جب یہ حالت ہے۔ تو تمہارا کہنا زہر آلودہ اناج کی مانند قابل ترک ہے۔ لہذا تمہاری تصنیف شدہ (کتابیں) "دیا کھیان پستک" کسی شخص کو بھی نہیں ماننی چاہیئے۔

"چلے تو چوبے جی چھبے جی بننے کو۔ گانٹھ کے دو کھو کر دوبے جی بن گئے" جیسے کہ دیگر انسان ہمہ دان نہیں ہیں۔ ویسے ہی تم (بھی) کچھ ہمہ دان نہیں ہو۔ شاید تم غلطی سے جھوٹ کو قبول کر لیتے اور سچائی چھوڑ دیتے ہو گے۔ لہذا ہمہ دان پرمیشور کی کلام کا سہارا ہم محدود العقل انسانوں کو ضرور لینا چاہیئے جیسا کہ وید کے مضمون میں لکھ آئے ہیں۔ ویسا تم کو ضرور ماننا چاہیئے۔ ورنہ

"تیو بھرشٹہ تتو بھرشٹہ"

ابتر سے بدتر ہونا ہے۔ کل سچائیاں ویدوں سے حاصل ہوتی ہیں۔ جن میں کہ جھوٹ ذرا بھی

نہیں ہے تو ان کے تسلیم کرنے میں شک کرنا (گویا) اپنا اور دوسرے کا محض نقصان کرنا ہے۔ اسی وجہ سے تم کو آریہ ورتی لوگ اپنا نہیں سمجھتے۔ اور تم آریہ ورت کی ترقی کا باعث بھی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ تم در در کے بھکاری بنے ہو۔ تم نے سمجھا ہے۔ کہ اس بات سے ہم لوگ اپنا اور دوسروں کا بھلا کر سکیں گے۔ سو نہیں کر سکو گے۔ جیسے کسی کے ماں باپ دونوں (مل کر) کل دنیا کے لڑکوں کی پرورش کرنے لگیں۔ تو سب کی پرورش کرنا تو غیر ممکن ہے۔ البتہ ایسا کرنے سے وہ اپنے لڑکوں کو بھی مار بیٹھیں گے۔ ویسے ہی آپ لوگوں کی حالت ہے۔

بھلا وید وغیرہ سچے شاستروں کو مانے بغیر تم اپنے قول کی سچائی اور جھوٹ کی آزمائش اور آریہ ورت کی ترقی بھی کبھی کر سکتے ہو؟ ملک کو جو بیماری ہوئی ہے۔ اس کی دوائی تمہارے پاس نہیں ہے۔ یورپین لوگ تمہاری پرواہ نہیں کرتے۔ اور آریہ ورتی لوگ تم کو دیگر مذاہب والوں کی مانند سمجھتے ہیں اب بھی سمجھ کر وید وغیرہ کی قدر کرنے سے ملک کی ترقی کرنے لگو۔ تو بھی اچھا ہے۔ جب تم یہ کہتے ہو۔ کہ تمام سچائیاں پرمیشور سے ظاہر ہوتی ہیں۔ تو رشیوں کی آتماؤں میں ایشور کے ظاہر کئے گئے ستیارتھ (سچے معنی والے) ویدوں کو کیوں نہیں مانتے۔ ہاں یہی وجہ ہے۔ کہ تم لوگ وید نہیں پڑھتے۔ اور نہ پڑھنے کی خواہش کرتے ہو۔ کیونکر تم کو وید وکت (وید میں فرمودہ) علم حاصل ہو سکے گا۔

دوم دنیا کی علت مادی کے بغیر دنیا کی پیدائش اور روح کو بھی پیدا شدہ مانتے ہو جیسے عیسائی اور مسلمان وغیرہ مانتے ہیں۔ اس کا جواب دنیا کی پیدائش اور جیو ایشور کی تشریح کے مضمون میں دیکھ لیجئے۔ علت کے بغیر معلول کا ہونا بالکل ناممکن اور نہ پیدا شدہ چیز کا فنا ہونا ویسا ہی ناممکن ہے

ایک یہ بھی تمہارا نقص ہے۔ کہ جو پشچاتاپ (توبہ) اور پرارتھنا (دعا) سے گناہوں کا دفعیہ مانتے ہو۔ اسی بات سے دنیا میں بہت سے گناہ بڑھ گئے ہیں۔ کیونکہ پورانی لوگ تیرتھ وغیرہ کی زیارت سے جینی لوگ نوکار منتر جپ اور تیرتھ وغیرہ سے عیسائی لوگ عیسیٰ کے بھروسے پر اور مسلمان لوگ توبہ کرنے سے گناہ سے چھوٹ جانا بغیر بھوگنے کے مانتے ہیں۔ اسی وجہ سے گناہوں سے نہ ڈر کر گناہ کرنے میں بہت رغبت ہو گئی ہے۔ اس بات میں برہمو اور پرارتھنا سماجی بھی پورانی وغیرہ (لوگوں) کی مانند ہیں۔ اگر (تم) ویدوں کو سنتے۔ تو (معلوم ہوتا) کہ بغیر بھوگنے کے گناہ و ثواب کا دفعیہ نہیں ہو سکتا۔ (یہ جان کر) گناہوں سے ڈرتے اور دھرم میں ہمیشہ راغب رہتے۔ اگر بھوگنے کے بغیر (گناہوں کا) دفعیہ مانیں۔ تو ایشور غیر منصف ٹھہرتا ہے۔ جو تم روح کی لاانتہا ترقی مانتے ہو سو کبھی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ محدود روح کے وصف عمل فطرت کا ثمرہ بھی محدود ہونا ضروری ہے۔

سوال۔ پرمیشور رحیم ہے۔ محدود کرموں کا پھل لاانتہا دے گا۔ جواب۔ ایسا کرے۔ تو پرمیشور کا انصاف نہ رہے۔ اور نیک اعمال کی ترقی بھی کوئی نہ کرے۔ کیونکہ تھوڑے سے بھی نیک اعمال کا لاانتہا ثمرہ پرمیشور دے دیگا۔ اور پشچاتاپ یا پرارتھنا سے گناہ خواہ کیسے قدر ہوں۔ چھوٹ جائیں۔ ایسی باتوں سے دھرم کا تنزل اور بد اعمالی کی ترقی ہوتی ہے۔ سوال۔ ہم فطرتی علم کو وید سے بھی بڑا

مانتے ہیں۔ خارجی کو نہیں۔ کیونکہ جو فطرتی علم خدا کا عطا کردہ ہم میں نہ ہوتا۔ تو دیدوں کو بھی کیسے پڑھ پڑھا سمجھ سمجھا سکتے۔ اس لئے ہم لوگوں کا مذہب بہت اچھا ہے۔ جواب۔ یہ تمہاری بات فضول ہے کیونکہ جو کسی کا دیا ہوا علم ہوتا ہے وہ فطرتی نہیں ہوتا۔ جو فطرتی ہے۔ وہ سہج (جبلی) اگیان علم ہوتا ہے اور اس کو کوئی گھٹا بڑھا نہیں سکتا۔ اس کی ترقی کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ جنگلی لوگوں میں بھی فطرتی علم (موجود) ہے۔ تو بھی وہ اپنی ترقی نہیں کر سکتے۔ اور جو خارجی ہے۔ وہی ترقی کا باعث ہے۔ دیکھو تم ہم لڑکپن میں افعال کردنی ناکردنی اور دھرم ادھرم کچھ بھی ٹھیک ٹھیک نہیں جانتے تھے۔ جب ہم عالموں سے پڑھے تب ہی افعال کردنی ناکردنی اور دھرم ادھرم کو سمجھنے لگے۔ اس لئے فطرتی علم کو سب سے افضل ماننا ٹھیک نہیں ہے۔

جو آپ لوگوں نے پوَرو (پچھلا) اور پُنر جنم (دوبارہ جنم) نہیں مانا ہے۔ وہ عیسائی اور مسلمانوں کی نقل کی ہے۔ اس کا بھی جواب پُنرجنم کی تشریح کے مضمون سے سمجھ لینا۔ لیکن اتنا سمجھو۔ کہ جیو (روح) شاسوت (ازلی) یعنی قدیمی ہے۔ اور اس کے اعمال بھی بر واہ روپ دور تسلسل سے نت (ازلی) ہیں فعل اور فاعل کا ہمیشہ تعلق ہوتا ہے۔ کیا وہ جیو کہیں نکما بیٹھا رہا تھا یا بیٹھا رہے گا۔ اور تمہارے کہنے سے تو پرمیشور بھی نکما ٹھہرتا ہے۔

پوَرو اپر (پچھلا اور آئندہ) جنم نہ ماننے سے کرت ہانی اور "اکرتا بھیاگم"۔ نیر گھرنیہ اور وشمیہ دوش بھی ایشور میں آتے ہیں۔ کیونکہ جنم نہ ہو۔ تو گناہ و ثواب کے ثمرہ کو بھوگنا جاتا ہے۔ کیونکہ جس طرح دوسرے کو سُکھ دُکھ، نفع نقصان پہنچایا ہوتا ہے۔ اسی طرح اس کا ثمرہ بغیر جسم کے حاصل کئے نہیں مل سکتا۔ دوسرا پُوَرو جنم کے گناہ و ثواب کے بغیر رنج و راحت کا ملنا اس جنم میں کیونکر ہوئے۔ اگر پُوَرو جنم کے گناہ اور ثواب کے مطابق (رنج و راحت) نہ ہو۔ تو پرمیشور غیر منصف ٹھہرے۔ اور نہ بھوگنے (کی حالت میں) نہ ہونے کے برابر اعمال کا ثمرہ ہو جائے گا۔ اس لئے یہ بھی بات آپ لوگوں کی اچھی نہیں۔

ایک یہ کہ ایشور کے علاوہ جو اعلیٰ صفات والی اشیاء اور عالموں کو بھی دیو نہیں مانتے ہے۔ ٹھیک نہیں۔ کیونکہ پرمیشور مہادیو (ہے) اور اگر دیو نہ ہوتے۔ تو سب دیووں کا سوامی (مالک) ہونے کے باعث پرمیشور مہادیو کیوں کہلائے۔

اگنی ہوتر وغیرہ رفاہِ عام کے کاموں کو فرض نہ سمجھنا اچھا نہیں۔

رشی مہرشیوں کے احسانوں کو فراموش کر عیسیٰ کی طرف میلان رکھنا اچھا نہیں۔

دیدوں کے علوم کو علت مانے بغیر دیگر معلول علوم کی اشاعت کا ماننا بالکل ناممکن بات ہے۔

علم کا نشان جو یگیوپویت ہے۔ اس کو اور چوٹی کو کاٹ کر مسلمان عیسائیوں کی مانند بن بیٹھنا یہ بھی فضول ہے۔ جب پتلون وغیرہ کپڑے پہنتے ہو۔ اور تمغوں کی خواہش کرتے ہو۔ تو کیا یگیوپویت وغیرہ کا کچھ بڑا بوجھ ہو گیا تھا؟

برہما سے لے کر اس کے بعد آریہ ورت میں بہت سے عالم ہو گزرے ہیں۔ ان کی تعریف نہ کر کے یورپین

ہی کی تعریف کے پُل باندھنا اس کو طرفداری اور خوشامد نہ کہیں تو کیا کہیں؟

تخم اور اس کے انکر کی طرح جیو اور بے جان کے ملاپ سے رُوح کی پیدائش کا ماننا پیدائش سے پہلے رُوح کی ہستی کا ماننا اور پیدا شدہ کو یہ ماننا کہ فنا نہیں ہوتی۔ یہ اجتماع ضدین ہیں۔ اگر پیدائش کے پہلے جاندار اور بے جان چیزیں نہ تھیں۔ تو رُوح کہاں سے آگئی۔ اور ملاپ کس کا ہوا۔ اگر ان دونوں کو ازلی مانتے ہو تو ٹھیک۔ لیکن پیدائش دُنیا سے پیشتر ایشور کے سوائے دیگر کسی شے کو نہ ماننا یہ آپ کا دعویٰ فضول ہو جائے گا۔

اس لئے اگر ترقی کرنا چاہتے ہو۔ تو آریہ سماج کے ساتھ مل کر اُن کے مقاصد کے مطابق عمل کرنا منظور کیجئے۔ ورنہ کچھ ہاتھ نہ لگے گا۔ کیونکہ ہمارا اور آپ کا عین فرض ہے۔ کہ جس ملک کی چیزوں سے اپنا جسم بنا۔ اور اب بھی پرورش پا رہا ہو۔ اور آیندہ پائے گا۔ اس کی ترقی تن، من، دھن سے سب لوگ فکر و محبت سے کریں۔ اس لئے جیسا کہ آریہ سماج ملک آریہ ورت کی ترقی کا باعث ہے۔ ویسا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اگر اس سماج کو ٹھیک طور پر مدد دیں۔ تو بہت اچھی بات ہے۔ کیونکہ سماج کی خوشحالی کا بڑھانا سب کا کام ہے۔ ایک کا کام نہیں۔

سوال۔ آپ سب کی تردید ہی کرتے آئے ہیں۔ لیکن اپنے اپنے دھرم میں سب اچھے ہیں۔ تردید کسی کی نہ کرنی چاہیئے۔ اگر کرتے ہو۔ تو آپ ان سے بڑھ کر کیا بتلاتے ہو؟ اگر بتلاتے ہو۔ تو کیا آپ سے زیادہ یا برابر کوئی شخص نہ تھا۔ اور نہ ہے۔ ایسا غرور کرنا آپ کو مناسب نہیں کیونکہ پرمیشور کی خلقت میں ایک سے ایک زیادہ، برابر اور کم بھی ہیں۔ کسی کو غرور کرنا مناسب نہیں۔

سچائی کا متلاشی اور عالمگیر سچے دھرم کی تحقیق

جواب۔ دھرم سب ایک ہوتا ہے۔ یا ایک سے زیادہ؟ اگر کہو۔ کئی ہوتے ہیں۔ تو ایک دُوسرے کے مخالف ہوتے ہیں یا مطابق؟ اگر کہو۔ کہ مخالف ہوتے ہیں۔ تو ایک کے بعد دُوسرا دھرم نہیں ہو سکتا۔ اور اگر کہو کہ مطابق ہیں۔ تو علیحدہ علیحدہ ہونا فضول ہے۔ اس لئے دھرم اور ادھرم ایک ہی ہوتا ہے کئی نہیں۔ اور یہی بات ہم خصوصیت سے کہتے ہیں۔ مثلاً سب فرقوں کے اُپدیشکوں کو کوئی راجہ اکٹھا کرے۔ تو ایک ہزار سے کم نہیں ہوں گے۔ لیکن ان میں بڑے فرقے دیکھو۔ تو پُورانی، کرانی، جینی اور قرآنی چار ہیں۔ کیونکہ ان چاروں کے اندر سب فرقے آجاتے ہیں۔ کوئی راجہ ان کی سبھا کر کے جگیاسو (محقق) ہو کر پہلے وام مارگی سے پُوچھے۔ کہ اے صاحب! میں نے آج تک کوئی گورو (اُستاد) نہیں بنایا۔ اور نہ کسی دھرم کو قبول کیا ہے۔ کہیئے سب مذاہب میں افضل دھرم کس کا ہے؟ جس کو میں اختیار کروں۔ وام مارگی ہمارا ہے۔ محقق۔ یہ نو سو ننانوے کیسے ہیں؟ وام مارگی۔ سب جھوٹے اور دوزخی ہیں کیونکہ "کولات پرتر ناستی"۔ اس قول کے حوالہ سے ہمارے دھرم سے بڑھ کر کوئی دھرم نہیں ہے۔ محقق آپ کا کیا دھرم ہے؟ وام مارگی۔ بھگوتی کو ماننا، شراب، گوشت وغیرہ پانچ مکاروں کا استعمال

اور "رودر یامل" وغیرہ جو نسخے منتروں کا ماننا وغیرہ۔ اگر تو مکتی کی خواہش کرتا ہے تو ہمارا چیلا ہو جا۔ محقق۔ اچھا۔ لیکن دیگر مہاتماؤں کا بھی درشن کر اُن سے دریافت کر آؤں۔ پھر جس پر میرا اعتقاد اور محبت ہوگی اس کا چیلا ہو جاؤں گا۔ وام مارگی۔ ارے کیوں شک کرتا ہے۔ یہ لوگ تجھ کو بہکا کر اپنے جال میں پھنسا لیں گے کسی کے پاس مت جاؤ۔ ہمارے ہی زیر سایہ ہو جاؤ۔ ورنہ پچھتاؤ گے۔ دیکھو ہمارے مت میں عیش اور نجات دونوں ہیں۔ محقق۔ اچھا دیکھ تو آؤں۔

آگے چل کر شیو کے پاس جا کر پوچھا۔ تو ایسا ہی جواب اُس نے دیا۔ اس قدر زیادہ کہا۔ کہ بغیر شیو رودر اکھش، بھسم رمانے اور لنگ پوجنے کے نجات کبھی نہیں ہوتی۔

وہ اس کو چھوڑ کر نوین ویدانتی جی کے پاس گیا۔ محقق۔ کہو مہاراج آپ کا دھرم کیا ہے؟ ویدانتی۔ ہم دھرم ادھرم کچھ بھی نہیں مانتے۔ ہم ظاہرا برہم (خدا) ہیں۔ ہم میں دھرم ادھرم کہاں ہیں؟ یہ جہان سب جھوٹا ہے۔ اور جو گیانی (عالم) شدھ چیتن ہونا چاہے۔ تو اپنے کو برہم مان۔ جیو بھاو کو چھوڑ دے نت مکت ہو جائے گا۔ محقق۔ اگر تم نت مکت برہم ہو۔ تو برہم کے اوصاف، عمل، اور خواص تم میں کیوں نہیں اور جسم میں کیوں قید ہو؟ ویدانتی۔ تجھ کو جسم نظر آتا ہے۔ اس لئے تو بھولا ہوا ہے۔ ہم کو سوائے برہم کے کچھ نظر نہیں آتا۔ محقق۔ تم دیکھنے والے کون اور کس کو دیکھتے ہو؟ ویدانتی۔ دیکھنے والا برہم۔ اور برہم کو برہم دیکھتا ہے۔ محقق۔ کیا دو برہم ہیں؟ ویدانتی۔ نہیں اپنے آپ کو دیکھتا ہے۔ محقق۔ کیا کوئی اپنے کندھے پر آپ چڑھ سکتا ہے؟ تمہاری بات سوائے پاگل پن کے کچھ نہیں۔

اس لئے آگے جینیوں کے پاس جا کر پوچھا۔ انہوں نے بھی ویسا ہی کہا۔ لیکن اتنا زیادہ کہا۔ کہ جین دھرم کے سوائے سب دھرم خراب ہیں۔ دنیا کا بنانے والا ازلی ایشور کوئی نہیں۔ دنیا ازل سے ایسی ہی بنی ہوئی ہے۔ اور بنی رہے گی۔ آ تو ہمارا چیلا ہو جا۔ کیونکہ ہم سب طرح سے اچھے ہیں۔ نیک باتوں کو مانتے ہیں۔ جین مارگ کے علاوہ سب جھوٹے ہیں۔

آگے چل کر عیسائی سے پوچھا۔ اس نے وام مارگی کی مانند سب سوال و جواب کئے۔ اتنا بڑھ کر بتلایا۔ کہ سب انسان گنہگار ہیں۔ اپنی طاقت سے گناہ نہیں چھوٹتا۔ بغیر عیسیٰ پر ایمان لانے پاک ہو کر نجات کو نہیں پا سکتا۔ عیسیٰ نے سب کے کفارہ کے لئے اپنی جان کھو کر رحم ظاہر کیا ہے۔ تو ہمارا ہی چیلا ہو جا۔ محقق یہ یہ سُن کر مولوی صاحب کے پاس گیا۔ ان سے بھی ایسے ہی سوال و جواب ہوئے۔ اتنا زیادہ کہا کہ لاشریک خدا۔ اس کے پیغمبر اور قرآن شریف کے بغیر مانے کوئی نجات نہیں پا سکتا۔ جو اس مذہب کو نہیں مانتا۔ وہ دوزخی اور کافر ہے۔ واجب القتل ہے۔"

محقق یہ سُن کر ویشنو کے پاس گیا۔ ویسی ہی گفتگو ہوئی۔ اتنا زیادہ کہا۔ کہ ہمارے تلک چھاپ دیکھ کر یم راج ڈرتا ہے۔

محقق نے دل میں سمجھا۔ کہ جب مچھر، مکھی، پولیس کے سپاہی، چور، ڈاکو اور دشمن نہیں ڈرتے تو یم راج کے نوکر کیوں ڈریں گے!

پھر آگے چلا۔ تو سب مت والوں نے اپنے ہی کو سچا کہا۔ کوئی کہنے لگا کہ ہمارا کبیر سچا۔ کوئی نانک کوئی دادو۔ کوئی ولبھ۔ کوئی سہجانند۔ کسی کو مادھو وغیرہ کو بڑا اور اوتار بتلاتے سنا۔ ہزاروں سے پوچھا۔ ان کے ایک دوسرے کے باہمی نفاق کو دیکھ کر اچھی طرح سے یقین کر لیا۔ کہ ان میں کوئی گورو بنانے کے لائق نہیں ہے۔ کیونکہ ہر ایک کو جھوٹا بنانے کے لئے نو سو ننانوے گواہ ہو گئے۔ اور جس طرح جھوٹے دوکان دار یا بیسوا اور بھڑوا وغیرہ اپنی اپنی چیز کی بڑائی اور دوسرے کی برائی کرتے ہیں۔ اسی طرح ان کو جان کر بقول:-

तद्विज्ञानार्थं स गुरुमेवाभिगच्छेत् ।
समित्पाणिः श्रोत्रियं ब्रह्मनिष्ठम् ॥ १ ॥
तस्मै स विद्वानुपसन्नाय सम्यक्प्रशान्तचित्ताय शमान्विताय
येनाक्षरं पुरुषं वेद सत्यं प्रोवाच तां तत्त्वतो ब्रह्मविद्याम् ॥ २

"سچائی کو کامل طور پر جاننے کے لئے وہ ہاتھ جوڑ کر بہت راہ میں کچھ لئے ہوئے ہو کر وید کے جاننے والے ایشور پر یقین رکھنے اور اس کو جاننے والے گورو کے پاس جائے۔ ان پاکھنڈیوں کے دام میں نہ پھنسے۔"

"جب ایسا محقق عالم کے پاس جائے۔ تو عالم شانت چت غالب الحواس پاس آئے ہوئے محقق کو ٹھیک ٹھیک علم معرفت یعنی پرمیشور کے اوصاف، اعمال، اور خواص کا اپدیش کرے۔ اور جس جس ذریعے سے وہ سننے والا دھرم، ارتھ، کام، موکش اور پرمیشور کو جان سکے۔ ویسی ہدایت کیا کرے۔" (منڈک ۱۔۲۔۱۲، ۱۳)

جب وہ ایسے شخص کے پاس جا کر بولا۔ کہ مہاراج! اب ان فرقہ والوں کے بکھیڑوں سے میرے دل میں شک ہو گیا ہے کیونکہ اگر میں ان میں سے کسی ایک کا چیلا ہو جاؤں گا۔ تو نو سو ننانوے کا مخالف ہونا پڑے گا جس کے نو سو ننانوے دشمن اور ایک دوست ہے۔ اس کو سکھ کبھی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے آپ مجھ کو اپدیش کیجئے جس کو میں قبول کروں۔ آپت ودوان۔ یہ سب مذہب بے علمی سے پیدا ہوئے اور علم کے خلاف ہیں۔ جاہل، کمینے اور وحشی لوگوں کو بہکا کر اپنے جال میں پھنسا کر اپنی مطلب براری کرتے ہیں۔ وہ بیچارے اپنے منش جنم کے پھل سے بے بہرہ ہو کر اپنی انسانی زندگی کو ضائع کرتے ہیں۔ دیکھو! جس بات میں یہ ہزار اتفاق رائے کر سکیں۔ وہ ویدمت قابل تسلیم ہے۔ اور جس میں باہم اختلاف ہو۔ وہ فرضی جھوٹا ادھرم، ناقابل تسلیم ہے۔ محقق۔ اس کی آزمائش کیسے ہو؟ آپت ودوان۔ تو جا کر ان باتوں کو پوچھ۔ سب کی رائے ایک ہو جائے گی۔

تب وہ ان ہزاروں کی منڈلی کے بیچ میں کھڑا ہو کر بولا۔ کہ سنو سب لوگو! راست گفتاری میں دھرم ہے یا دروغ گوئی۔ سب یک زبان ہو کر بولے۔ کہ راست گفتاری میں دھرم ہے۔ اور دروغ گوئی میں ادھرم ہے۔ ویسے ہی علم پڑھنے، برہمچریہ رکھنے اور جوانی میں شادی، نیک صحبت، ہمت اور سچے کا برتاؤ وغیرہ (کے کرنے) میں دھرم، اور جاہل رہنے، برہمچریہ نہ کرنے، زناکاری، بد صحبت، جھوٹے کا برتاؤ، مکر و فریب، ایذا رسانی، دوسرے کو نقصان پہنچانے وغیرہ کاموں کی بابت سب نے متفق الرائے ہو کر یہ کہا کہ علم وغیرہ کے حاصل کرنے میں دھرم، اور جہالت وغیرہ کے حاصل کرنے میں ادھرم ہے۔ تب محقق نے سب سے کہا کہ

تم اسی طرح سب لوگ صحیح الرائے ہو کہ سچے دھرم کی ترقی اور جھوٹے طریق کی تنزلی کیوں نہیں کرتے ہو؟

وہ سب بولے اگر ہم ایسا کریں۔ تو ہم کو کون پوچھے۔ ہمارے چیلے ہمارے حکم میں نہ رہیں۔ روزی جاتی رہے۔ پھر جو ہم عیش اُڑا رہے ہیں۔ وہ سب ہاتھ سے چلا جائے۔ اس لئے ہم جانتے ہیں۔ تو بھی اپنے اپنے مذہب کا اُپدیش اور اس کا ہٹ کرتے ہی جاتے ہیں۔ کیونکہ "دنیا ٹھگیے مکر سے روٹی کھائیے شکر سے" ایسی بات ہے دیکھو! دنیا میں سیدھے سچے انسان کو کوئی نہیں دیتا۔ اور نہ پوچھتا ہے۔ جو کچھ ڈھونگ بازی اور فریب کرتا ہے وُہی مال پاتا ہے۔ محقق۔ جب تم ایسا پاکھنڈ چلا کر غیر آدمیوں کو ٹھگتے ہو۔ تم کو راجہ سزا کیوں نہیں دیتا؟ مت والے۔ ہم نے راجہ کو بھی اپنا چیلا بنا لیا ہے۔ ہم نے پختہ انتظام کیا ہے۔ ٹوٹے گا نہیں محقق جب تم فریب سے غیر مذہب والے لوگوں کو ٹھگ کر اُن کا نقصان کرتے ہو۔ تو پرمیشور کے سامنے کیا جواب دو گے؟ اور گھور نرک میں پڑو گے۔ تھوڑی زندگی کے لئے اتنا بھاری گناہ کرنا کیوں نہیں چھوڑتے؟ مت والے جب جیسا ہو گا تب دیکھا جائے گا۔ نرک اور پرمیشور کی طرف سے سزا جب ہو گی تب ہو گی۔ اب تو عیش کرتے ہیں ہم کو خوشی سے دولت مال وغیرہ دیتے ہیں۔ کچھ جبراً نہیں لیتے۔ پھر راجہ کیوں سزا دے؟ محقق۔ جیسے کوئی چھوٹے بچے کو بہکا کر دولت وغیرہ اشیاء چھین لیتا ہے جیسے اُن کو سزا ملتی ہے ویسے تم کو کیوں نہیں ملتی؟ کیونکہ:۔

अज्ञो भवति वै बालः पिता भवति मन्त्रदः ॥

"جو علم سے بے بہرہ ہے۔ وُہی بچہ ہے۔ جو علم کا دینے والا ہے۔ وہ بزرگ کہلاتا ہے۔"

جو عقلمند عالم ہے۔ وہ تو تمہاری باتوں میں نہیں پھنستا۔ البتہ جاہل لوگ جو بچے کی مانند ہیں۔ اُن کو ٹھگنے میں تم کو راجہ کی طرف سے ضرور سزا ملنی چاہیئے۔ مت والے۔ جب راجہ پرجا سب ہمارے مت میں ہیں۔ تو ہم کو سزا کون دینے والا ہے؟ جب ایسا انتظام ہو گا۔ تب ان باتوں کو چھوڑ کر دوسرا انتظام کریں گے محقق۔ جو تم بیٹھے بیٹھے فضول مال مارتے ہو۔ جو علم پڑھ کر گرہستیوں کے لڑکے لڑکیوں کو پڑھاؤ تو تمہارا اور گرہستیوں کا بھلا ہو جائے۔" مت والے۔ جب ہم بچپن سے لے کر موت تک کے سکھوں کو چھوڑیں۔ بچپن سے جوانی تک علم پڑھنے میں رہیں۔ پھر پڑھانے میں اور اُپدیش کرنے میں عمر بھر محنت کریں تو ہم کو کیا مطلب ہے۔ ہم کو ایسے ہی لاکھوں روپے مل جاتے ہیں۔ چین کرتے ہیں۔ اس کو کیوں چھوڑیں۔ محقق۔ اس کا نتیجہ تو بُرا ہے۔ دیکھو۔ تم کو بڑی بڑی بیماریاں ہوتی ہیں۔ جلد مر جاتے ہو عقلمندوں کے نزدیک بُرے ٹھہرتے ہو۔ پھر بھی کیوں نہیں سمجھتے؟

"ارے بھائی!"

टका धर्मष्टका कर्म टका हि परमं पदम् ।
यस्य गृहे टका नास्ति हा ! टका टकटकायते ॥ १ ॥
आना अंशकलाः प्रोक्ता रूप्योऽसौ भगवान् स्वयम् ।
अतस्तं सर्व इच्छन्ति रूप्यं हि गुणवत्तमम् ॥ २ ॥

تو لڑکا ہے دنیا کی باتیں نہیں جانتا۔ دیکھ ٹکے کے بغیر دھرم، ٹکے کے بغیر کرم ٹکے کے بغیر اعلیٰ رتبہ حاصل نہیں ہوتا جس کے گھر میں ٹکہ نہیں ہے وہ ہائے ٹکہ ہائے ٹکہ کرتا ہوا اچھی اشیاء کو ٹک ٹک دیکھتا

رہتا ہے۔ کہ ہائے میرے پاس ٹکہ ہوتا۔ تو اس عمدہ شے کا میں لطف اٹھاتا۔ کیونکہ سب کوئی سولہ کلا والے نہ نظر آنے والے بھگوان (خدا) کی بابت سُنا کرتے ہیں۔ لیکن وہ تو نظر نہیں آتا۔ البتہ سولہ آنے اور پیسے کوڑی بجنے والی کی شکل والا یعنی کلا والا روپیہ ہے وہی ظاہرا بھگوان ہے۔ اسی لئے سب کوئی روپوں کی تلاش میں لگے رہتے ہیں۔ کیونکہ سب کام روپوں سے پورے ہوتے ہیں **محقق**۔ ٹھیک ہے تمہاری اندر کی لیلا باہر آ گئی ہے۔ تم نے جتنا یہ پاکھنڈ کھڑا کیا ہے۔ وہ سب اپنے سکھ کے لئے کیا ہے۔ لیکن اس میں دنیا کی بربادی ہوتی ہے۔ کیونکہ جیسا ست اُپدیش سے دنیا کو فیض پہنچتا ہے۔ ویسا ہی جھوٹے اُپدیش سے نقصان ہوتا ہے۔ جب تم کو روپیہ ہی سے مطلب ہے۔ تو نوکری اور تجارت وغیرہ کام کر کے دولت کو اکٹھا کیوں نہیں کر لیتے ہو؟ مت والے۔ اس میں محنت زیادہ اور نقصان بھی ہو جاتا ہے لیکن اس ہماری لیلا میں نقصان کبھی نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ فایدہ ہی فایدہ ہوتا ہے۔ دیکھو تلسی کے پتے ڈال کر چرنامرت دے کنٹھی باندھ دیتے ہیں۔ چیلا مونڈنے سے وہ چیلا عمر بھر کے لئے مثل حیوان کے ہو جاتا ہے پھر جس طرح چلا دیں۔ چل سکتا ہے **محقق**۔ یہ لوگ تم کو بہت سا مال کس لئے دیتے ہیں؟ مت والے۔ دھرم، سورگ اور مکتی کے لئے **محقق**۔ جب تم ہی مکت نہیں۔ اور مکتی کی ماہیت سے اور اس کے حاصل کرنے کے ذرائع نہیں جانتے ہو۔ تو تمہاری خدمت کرنے والوں کو کیا ملے گا؟ مت والے۔ کیا اس جہان میں ملتا ہے؟ نہیں۔ بلکہ مرنے کے پیچھے آخرت میں ملتا ہے۔ جتنا یہ لوگ ہم کو دیتے اور خدمت کرتے ہیں۔ وہ سب، ان لوگوں کو آخرت میں مل جاتا ہے۔ **محقق**۔ ان کو تو دیا ہوا مل جاتا ہے یا نہیں۔ مگر تم لینے والوں کو کیا ملے گا؟ جہنم یا کچھ اور؟ مت والے ہم بھجن کیا کرتے ہیں۔ اس کا سکھ ہم کو ملے گا۔ **محقق**۔ تمہارا بھجن تو ٹکہ ہی کے لئے ہے۔ وہ سب ٹکے یہاں ہی پڑے رہیں گے۔ اور جس گوشت والے جسم کو یہاں پالتے ہو۔ وہ بھی خاکستر ہو کر یہاں ہی رہ جائے گا جو تم پرمیشور کا بھجن کرتے ہوتے۔ تو تمہاری روح بھی پاک ہوتی۔ مت والے۔ ہم ناپاک ہیں؟ **محقق** اندر سے بڑے ناپاک ہو۔ مت والے۔ تم نے کیسے جانا؟ **محقق**۔ تمہارے چال چلن (اور) کاروبار سے مت والے۔ مہاتماؤں کا برتاؤ ہاتھی کے دانت کی مانند ہوتا ہے جیسے ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور ہوتے ہیں۔ ویسے اندر سے ہم پاک ہیں اور باہر سے صرف لیلا کرتے ہیں **محقق** جو تم اندر سے پاک ہوتے۔ تو تمہارے باہر کے کام بھی پاک ہوتے۔ اس لئے اندر سے بھی ناپاک ہو مت والے۔ ہم خواہ کیسے ہیں۔ لیکن ہمارے چیلے تو اچھے ہیں **محقق**۔ جیسے تم گرو ہو ویسے تمہارے چیلے بھی ہوں گے۔ مت والے۔ ایک مت کبھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ انسانوں کے اوصاف، اعمال، اور خواص مختلف ہیں **محقق**۔ جو بچپن میں ایک سی تعلیم دی جائے۔ راست گفتاری وغیرہ دھرم کو اختیار کریں اور دروغ گوئی وغیرہ ادھرم کا ترک کریں۔ تو ایک مت ضرور ہو جائے۔ اور دو مت یعنی دھرم آتما اور ادھرم آتما ہمیشہ رہتے ہیں۔ وہ تو رہیں۔ لیکن دھرماتما زیادہ ہونے اور ادھرمی کم ہونے سے دنیا میں راحت بڑھتی ہے۔ اور جب ادھرمی زیادہ ہوتے ہیں۔ تب دکھ بڑھتا ہے۔ جب سب عالم یکساں اُپدیش کریں۔ تو ایک مت ہونے میں کچھ بھی دیری نہ ہو۔ مت والے آج کل کلی یگ ہے ست یگ

کی بات مت چاہو۔ محقق - کلی یگ نام کال (زمانہ) کا ہے۔ زمانہ حرکت کے ناقابل ہونے کی وجہ سے کچھ دھرم ادھرم کے کرنے میں مددگار یا مخالف نہیں۔ بلکہ تم ہی کلی یگ کی تصویر بن رہے ہو۔ اگر انسان ہی ست یگ کلی یگ نہ ہو تو کوئی بھی دنیا میں دھرماتما نہ ہوتا۔ یہ تمام صحبت کے میلے بُرے پھل ہیں۔ فطرت کے نہیں اتنا کہہ کر آپت (راست باز) کے پاس گئے۔ ان سے کہا۔ کہ مہاراج تم مجھے نہ بچاتے۔ تو میں بھی کبھی کے جال میں پھنس کر تباہ و برباد ہو جاتا۔ اب میں بھی ان پاکھنڈیوں کی تردید اور وید کے بتائے ہوئے ست مت کی تائید کیا کروں گا۔ راست باز۔ یہی تمام انسانوں کا (عام) اور عالم و سنیاسیوں کا خاص کام ہے۔ کہ سب انسانوں کو سچائی کی تائید اور جھوٹ کی تردید پڑھا سنا کر سچے اپدیش سے فیض پہنچائیں۔

نقلی برہمچاری اور سنیاسی

سوال - جو برہمچاری اور سنیاسی ہیں۔ وہ تو ٹھیک ہیں؟ جواب - یہ آشرم تو ٹھیک لیکن آج کل ان میں بھی گڑبڑ ہے۔ کتنے برہمچاری نام رکھتے ہیں۔ اور جھوٹ موٹ جٹا بڑھا کر کمال کا دعویٰ کرتے۔ اور جب برتچرن (عمل) وغیرہ میں پھنسے رہتے ہیں علم پڑھنے کا نام تک نہیں لیتے۔ کہ جس سے برہمچاری نام ہوتا ہے۔ برہم یعنی وید پڑھنے میں کچھ بھی محنت نہیں کرتے۔ وہ برہمچاری بکری کی گردن کے پستان کی مانند فضول (غیر مفید) ہیں۔

ویسے ہی سنیاسی (بھی) بے علم ہو کر، ڈنڈا (عصا) کمنڈل (کاسہ) لے کر محض بھیک مانگتے پھرتے اور کبھی بھی وید کے طریق کی ترقی نہیں کرتے (اور) چھوٹی عمر سے سنیاس لے کر گھومتے اور تحصیل علم کو چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ برہمچاری اور سنیاسی جو ادھر ادھر ندی خشکی کی امیر پتھر وغیرہ بتوں کی زیارت اور وکلینز میں پھنس کر برائی۔ بدفعلی کر کے گزران کرتے گیروے کپڑے اور ڈنڈا (عصا) کے محض پکڑ لینے سے ہی اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھتے۔ اور سب سے اعلیٰ جان کر نیک عمل نہیں کرتے ہیں۔ وہ سنیاسی بھی دنیا میں فضول سمجھتے ہیں۔ اور جو کل دنیا کی بھلائی کرتے ہیں۔ وہ اچھے ہیں۔

آوارہ گرد گوسائیں

سوال - گری - پوری - بھارتی وغیرہ گوسائیں لوگ تو اچھے ہیں کیونکہ وہ منڈلی بنا کر ادھر ادھر گھومتے رہتے ہیں۔ سینکڑوں سادھوؤں کو عیش کراتے ہیں۔ اور سب جگہ ادویت مت (ہمہ اوست) کا اپدیش کرتے ہیں۔ اور کچھ پڑھتے پڑھاتے بھی ہیں اس لئے وہ اچھے ہوں گے؟ جواب - یہ تمام دس نام پیچھے سے فرضی بنائے گئے ہیں۔ قدیمی نہیں۔ ان کی منڈلیاں محض کھانے کے لئے ہیں۔ بہت سے سادھو کھانے ہی کے لئے منڈلیوں میں رہتے ہیں۔ دغابھی بھی ہیں کیونکہ ایک کو مہنت بناتے ہیں۔ شام کے وقت وہ مہنت جو اُن میں بڑا ہوتا ہے مسند پر بیٹھ جاتا ہے اور سب برہمن اور سادھو کھڑے ہو کر ہاتھ میں پھول لے کر

नारायणं पद्मभवं वसिष्ठं शक्तिं च तत्पुत्रपराशरं च ।

व्यासं शुकं गौडपादं महान्तम ॥

اس قسم کے شلوک پڑھ کر ہر ہر بول۔ ان کے اوپر پھولوں کی بارش کر لیے پڑ کر مسکا کرتے ہیں جو کوئی ایسا نہ کرے۔ اس کا وہاں رہنا بھی مشکل ہے۔ یہ دمبھ دنیا کو دکھلانے کے لئے کرتے ہیں تاکہ دنیا میں عزت ہو۔ اور مال ملے۔

مٹھ دھاریوں کی لیلا

کتنے ہی مٹھ دھاری گرہستی ہو کر بھی سنیاس کا گھمنڈ کرتے ہیں کام کچھ نہیں (کرتے) سنیاسی کے وہی کام ہیں۔ جو پانچویں باب میں لکھ آئے ہیں۔ ان کو نہ کر کے وقت رائیگاں کھوتے ہیں۔ جو کوئی اچھا اُپدیش کرے۔ اس کے مخالف ہو جاتے ہیں۔ اکثر یہ لوگ بھسم، رودراکش پہنتے، اور کئی شیو (فرقہ میں) ہونے کا گھمنڈ کرتے ہیں جب کبھی شاستر ارتھ (مباحثہ) کرتے ہیں۔ تو اپنے متاپنی شنکر آچاریہ کے کہے ہوئے کی تائید اور چکر انکت وغیرہ کی تردید میں راغب ہو جاتے ہیں۔ مگر وید کے طریق کی ترقی اور جتنے پاکھنڈ کے طریق ہیں۔ ان کی تردید میں راغب نہیں ہوتے۔

یہ سنیاسی لوگ ایسا سمجھتے ہیں۔ کہ ہم کو تائید و تردید سے کیا مطلب؟ ہم تو مہاتما ہیں۔ ایسے لوگ بھی دنیا میں بوجھ ثابت ہو رہے ہیں جب ان کی یہ حالت ہے۔ تب ہی تو وید مارگ کے مخالف وام مارگ وغیرہ کے فرقے والے عیسائی، مسلمان، جینی وغیرہ بڑھ گئے ہیں (اور) اب بھی بڑھتے جاتے ہیں۔ ان کی بربادی ہو رہی ہے۔ تو بھی ان کی آنکھ نہیں کھلتی۔ کھلے کہاں سے! کاش! کہ ان کے دل میں رفاہِ عام کا خیال اور مذہب کے پورا کرنے کا شوق ہو۔

ان سنیاسیوں کی کمزوریاں

البتہ یہ لوگ اپنی عزت کھانے پینے کے سوائے اور کچھ بھی نہیں سمجھتے۔ اور دنیا کی مذمت سے بہت ڈرتے ہیں (لوک ایشنا) دنیاوی عزت (وِتیشنا) دولت بڑھانے میں مصروف ہو کر عیش اڑانا (پتر ایشنا) اولاد کی مانند شاگردوں سے محبت رکھنا۔ ان تین ایشناؤں (دنیوی خواہشوں) کا ترک کرنا مناسب ہے جب دنیوی خواہش ہی نہیں چھوٹی۔ تو پھر سنیاس کیونکر ہو سکتا ہے۔ اور رو رعایت سے پاک ہو کر وید مارگ کے اُپدیش سے دنیا کی بھلائی کرنے میں دن رات مشغول رہنا سنیاسیوں کا فرض اولین ہے جب اپنے فرائض کو ادا نہیں کرتے۔ تو پھر سنیاسی وغیرہ نام رکھنا فضول ہے۔ جیسے گرہستی کاروبار اور اپنی بہتری کے لئے محنت کرتے ہیں۔ اگر سنیاسی لوگ ان سے بھی زیادہ غیر کی بھلائی کرنے کے لئے محنت کرنے میں مستعد رہیں۔ تب ہی سب آشرم ترقی کر سکیں گے۔

عیسائی مسلمان وغیرہ کو ویدک دھرمی بنانا

دیکھو تمہارے سامنے پاکھنڈ مت بڑھتے جاتے ہیں۔ عیسائی، مسلمان تک ہوتے جاتے ہیں۔ ذرا بھی تم سے اپنے گھر کی حفاظت اور دوسروں کو (اپنے میں) ملا لینا نہیں بن سکتا؛ بن تو تب جب تم کرنا چاہو۔ جب تک موجودہ زمانے اور آنے والے زمانے میں تمہارے اندر ترقی کرنے کی عادت پیدا نہیں ہوتی۔ تب تک آریہ ورت اور دیگر ملکوں کے باشندوں کی ترقی نہیں ہوتی جب

ترقی کے باعث وید وغیرہ سچے شاستروں کا پڑھنا پڑھانا۔ برہمچریہ وغیرہ آشرموں کا ٹھیک ٹھیک کرنا اور سچے اُپدیش ہوں۔ تب ہی ملکی ترقی ہوتی ہے۔

لڑکے دینے والے سادھو

خبردار رہو۔ بہت سی پاکھنڈ کی باتیں تم کو سچ مچ دکھائی دیتی ہیں۔ مثلاً کوئی سادھو دوکاندار لڑکے وغیرہ دینے کی سِدھیاں بتلاتا ہے۔ اس کے پاس بہت سی عورتیں جاتی ہیں۔ اور ہاتھ جوڑ کے لڑکا مانگتی ہیں۔ باباجی سب کو لڑکا ہونے کی دعائے خیر کہہ دیتا ہے۔ ان میں سے جس جس کے ہاں لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ وہ سمجھتی ہیں۔ کہ باباجی کی کلام کی برکت سے ہوا۔ جب اس سے کوئی پوچھے۔ کہ سوری۔ کتی۔ گدھی اور مرغی وغیرہ کے بچے کس باباجی کے کلام کی برکت سے ہوتے ہیں۔ تب وہ کچھ بھی جواب نہیں دے سکے گا۔ اگر کوئی کہے۔ کہ میں لڑکے کو زندہ رکھ سکتا ہوں۔ تو وہ آپ ہی کیوں مرجاتا ہے۔

دھن ساری کے ٹھگ

کتنے ہی دغاباز ایسا فریب کھیلتے ہیں۔ کہ بڑے بڑے عقلمند بھی دھوکا کھا جاتے ہیں۔ مثلاً دھن ساری کے ٹھگ۔ یہ لوگ پانچ سات مل کر دور دراز ملکوں میں جاتے ہیں۔ جو جسم کا موٹا تازہ ہوتا ہے۔ اس کو پیر کامل بنا لیتے ہیں جس شہر میں یا گاؤں میں دولتمند لوگ ہوتے ہیں۔ اس کے نزدیک جنگل میں اس سِدھ کو بٹھا دیتے ہیں۔ اس کے ساتھی مرید شہر میں جا کر اجنبی بن کر ہر کسی سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ تم نے ایسے مہاتما کو یہاں کہیں دیکھا ہے یا نہیں۔ وہ ایسا ہی کر پوچھتے ہیں۔ کہ وہ مہاتما کون اور کیسا ہے؟ مرید کہتا ہے۔ کہ بڑا سِدھ پُرش ہے۔ کہ دل کی باتیں بتلا دیتا ہے جو منہ سے کہتا ہے وہی ہو جاتا ہے۔ بڑا یوگی راج ہے۔ اس کے دیدار کے لئے ہم اپنے گھر بار چھوڑ کر تلاش میں ہیں۔ میں نے کسی سے سنا تھا۔ کہ وہ مہاتما اس طرف کو آئے ہیں۔ گرہستی کہتا ہے۔ کہ جب وہ مہاتما تم کو ملیں تو ہم کو بھی بتلانا۔ ان کے دیدار کریں گے۔ اور دل کی باتیں پوچھیں گے۔ اس طرح دن بھر شہر میں پھرتے اور ہر ایک کو اس پیر کی بات بتلا کر رات کو پیر مرید مل کر کھاتے پیتے اور سو رہتے ہیں۔ پھر علی الصباح شہر یا گاؤں میں جا کر اسی طرح دو تین دن کہہ کر پھر چار اور مرید علیحدہ علیحدہ طور پر ایک ایک مالدار سے کہتے ہیں۔ کہ وہ مہاتما مل گئے۔ تم کو ان کا دیدار کرنا منظور ہو۔ تو چلو۔ وہ جب تیار ہوتے ہیں۔ تو مرید ان سے پوچھتے ہیں۔ کہ تم کیا بات پوچھنی چاہتے ہو؟ ہم سے کہو۔ کوئی اولاد کی خواہش کرتا ہے۔ کوئی دولت کی کوئی بیماری کے دفعیہ کی۔ اور کوئی دشمن کے جیتنے کی۔ ان کو وہ مرید لے جاتے ہیں۔ پیر اور مریدوں نے جیسے اشارے مقرر کر رکھے ہیں (ان سے کام لیتے ہیں)۔ یعنی جس کو دولت کی خواہش ہو۔ اس کو داہنی طرف جس کو اولاد کی خواہش ہو۔ اس کو مقابل کی طرف۔ اور جس کو بیماری کے دور کرنے کی خواہش ہو۔ اس کو بائیں طرف۔ اور جس کو دشمن پر غالب آنے کی خواہش ہو۔ اس کو پیچھے سے لے جا کر مقابل والے کے درمیان بٹھا دیتے ہیں۔ جب نمسکار کرتے ہیں۔ اسی وقت وہ پیر اپنی پیری کی جھپٹ میں آواز بلند بولتا ہے۔ کیا یہاں ہمارے پاس لڑکے رکھے ہیں۔ جو تو لڑکے کی خواہش کر کے یہاں آیا ہے۔

اسی طرح دولت کی خواہش والے سے "کیا یہاں تھیلیاں رکھی ہیں"۔ جو تو دولت کی خواہش کر کے

آیا ہے"۔ "فقیروں کے پاس دولت کہاں رکھی ہے"۔ مریض سے:- "کیا ہم طبیب ہیں؟ جو تو مرض دور کرنے کی خواہش سے آیا؟ ہم طبیب نہیں ہیں۔ جو تیرا مرض دور کر دیں۔ کسی طبیب کے پاس جا۔ لیکن جب اس کا باپ بیمار ہو۔ تو اس کو مرید انگوٹھا۔ اگر ماں بیمار ہو۔ تو انگوٹھے کے پاس کی انگلی۔ اگر عورت بیمار ہو تو تیسری۔ اگر بھائی بیمار ہو تو درمیانی انگلی۔ اگر لڑکی بیمار ہو تو چھوٹی انگلی دکھا دیتا ہے۔ اس کو دیکھ کر وہ سدھ کہتا ہے۔ کہ تیرا باپ بیمار ہے۔ تیری ماں، تیرا بھائی، تیری عورت، تیری لڑکی بیمار ہے۔ تب تو وہ چاروں ہی فدا ہو جاتے ہیں۔ صادق لوگ ان سے کہتے ہیں۔ دیکھو جیسے ہم نے کہا تھا ویسے ہی ہیں یا نہیں؟ گرہستی کہتے ہیں۔ جیسا تم نے کہا تھا ویسے ہی ہیں۔ تم نے ہمارا بڑا بھلا کیا۔ اور ہماری بھی بڑی خوش قسمتی تھی۔ جو ایسے عارف ملے۔ جن کے دیدار کر کے ہم خوش ہو گئے۔ مرید کہتا ہے۔ سنو بھائی! یہ مہاتما عارف آزاد ہیں۔ یہاں بہت دن نہیں ٹھہریں گے۔ اگر ان کی دعائے خیر لینی ہو۔ تو اپنی اپنی توفیق کے مطابق ان کی تن، من، دھن سے خدمت کرو۔ کیونکہ سیوا سے میوہ ملتا ہے۔ اگر کہیں یہ نظر عنایت ہو گئی تو معلوم کیا دعا دے دیں۔ تیاگیوں کی کیفیت عجیب ہے۔ گرہستی ایسی للّو پتّو کی باتیں سن کر بڑی خوشی سے ان کی تعریف کرتے ہوئے گھر کی راہ لیتے ہیں۔ مرید بھی ان کے ساتھ ہی چلے جاتے ہیں۔ اس لئے کہ کوئی ان کی قلعی نہ کھول دے۔ وہ دولت مند اپنے جس دوست سے ملیں۔ اس کے سامنے (اس کی تعریف کرتے ہیں

اسی طرح جو جو مریدوں کے ساتھ جاتے ہیں۔ ان کا حال سب بتلا دیتے ہیں۔ شہر میں (یہ) ہلہ مچتا ہے۔ کہ فلاں جگہ ایک بڑے سدھ پیر آئے ہیں۔ ان کے پاس چلیں۔ جب جوق در جوق لوگ جاتے ہیں اور بہت سے پوچھنے لگتے ہیں۔ کہ مہاراج! میرے دل کی بات کہیئے۔ تب تو انتظام کے درہم برہم ہو جانے سے چپ چاپ ہو کر وہ خاموشی اختیار کر بیٹھتا ہے۔ کہتا ہے۔ کہ ہم کو بہت مت ستاؤ۔ تب تو جھٹ اس کے مرید بھی کہنے لگ جاتے ہیں۔ کہ اگر تم ان کو بہت ستاؤ گے۔ تو وہ یہاں سے چلے جائیں گے اور جو کوئی بڑا دولتمند ہوتا ہے۔ تو وہ مرید کو الگ لیجا کر پوچھتا ہے۔ کہ ہمارے دل کی بات کہلا دو۔ تو ہم سچ مانیں۔ مرید نے پوچھا۔ یہ کیا بات ہے۔ دولت مند نے اس کو بتا دی۔ تب اس کو اسی قسم کے طریق سے لیجا کر بٹھا دیتا ہے۔ اسے سدھ نے سمجھ کر جھٹ کہہ دیا۔ تب تو سب میلہ بھر نے سن لیا۔ کہ اہو! بڑے ہی سدھ ہیں۔ کوئی مٹھائی، کوئی بتاشہ، کوئی روپیہ، کوئی اشرفی، کوئی کپڑا، کوئی آٹا، دال بھینٹ کرتا ہے۔ پھر جب تک بھینٹ چڑھتی رہی۔ تب تک حسب دلخواہ لوٹتے رہے۔ اور چند یعنی دو ایک آنکھ کے اندھے اور گانٹھ کے پورے لوگوں کو لڑکا ہونے کی دعائے خیر یا راکھ اٹھا کر دے دیتا ہے اور ان سے ہزاروں روپے لے کر کہہ دیتا ہے۔ کہ اگر تیرا سچا اعتقاد ہو گا۔ تو لڑکا ہو جائے گا۔

اس قسم کے بہت سے ٹھگ ہوتے ہیں جن کی عالم لوگ ہی آزمائش کر سکتے ہیں۔ اور کوئی نہیں۔ اس لئے وید وغیرہ علم کا پڑھنا اور نیک صحبت میں رہنا چاہیئے۔ تاکہ انسان کو کوئی ٹھگ نہ سکے۔ اور دوسروں کو بھی بچا سکے۔ انسانیت کی آنکھ علم ہی ہے۔ بغیر تعلیم و تربیت کے علم حاصل نہیں ہوتا۔ جو بچپن سے نیک ہدایت پاتے ہیں۔ وہ ہی انسان اور عالم ہوتے ہیں۔ جو بد صحبت میں رہتے ہیں۔ وہ بدکار گنہگار

پہلے درجے کے جاہل ہو کر بڑی تکلیفات اٹھاتے ہیں۔ اسی وجہ سے گیان کی فضیلت کہی گئی ہے۔ کہ جو جانتا ہے وُہی مانتا ہے۔

न वेत्ति यो यस्य गुणप्रकर्षं स तस्य निन्दां सततं करोति ।
यथा किराती करिकुम्भजाता मुक्ताः परित्यज्य बिभर्ति गुञ्जाः ॥

(برھم چانکیہ ۱۱ — ۱۲)

چانکیہ کا شلوک ہے :-

"جو کسی کی خوبی نہیں جانتا۔ وہ اس کی مذمت ہمیشہ کرتا ہے۔ جیسے جنگلی بھیل گج مکتاوں کو چھوڑ گنجا کا ہار پہن لیتا ہے۔ ویسے ہی جو شخص عالم۔ گیانی، دھرم پر چلنے والا، نیک آدمیوں کی صحبت میں رہنے والا، یوگی ہمتی، نفس کش۔ نیک سیرت ہوتا ہے۔ وُہی دھرم، ارتھ، کام اور موکش کو حاصل کر کے اس جنم اور آیندہ جنم میں ہمیشہ سُکھ بھوگتا ہے۔"

یہ آریہ ورت کے رہنے والے لوگوں کے مذاہب کے بارہ میں مختصر طور پر لکھا ہے اس کے آگے جو آریہ راجاؤں کی مختصر سی تاریخ ملی ہے۔ وہ تمام شریف لوگوں کی آگاہی کے لئے ظاہر کی جاتی ہے۔

یدھشٹر سے یشپال تک کا مختصر شجرہ نسب

اب مختصراً آریہ ورت کے راجاؤں کا شجرہ نسب کہ جس میں شریمان مہاراجہ یدھشٹر سے لے کر مہاراجہ یش پال تک (راجہ ہوئے ہیں) درج کرتے ہیں۔ شریمان مہاراجہ سوائمبھو منوجی سے لے کر مہاراجہ یدھشٹر تک کی تواریخ مہابھارت وغیرہ میں لکھی ہوئی ہے۔ اس سے شریف لوگوں کو اس زمانہ کی تاریخ کا کچھ حال معلوم ہو جائے گا۔ اگرچہ یہ مضمون (رسالہ) وِدیارتھی سمکت "ہرشچندر چندریکا" اور "موہن چندریکا" میں جو کہ مہینے میں دو دفعہ شری ناتھ دوارہ متصل چتوڑ گڑھ ریاست اودے پور میواڑ ملک راجپوتانہ سے نکلتا تھا۔ چھپا تھا۔ اس سے ہم نے ترجمہ کیا ہے۔ اسی طرح سے اگر ہمارے آریہ سجن تواریخی اور علمی کتب کی تحقیقات کر کے لوگوں پر نتیجہ ظاہر کریں گے۔ تو ملک کو بہت فائدہ پہنچے گا۔

مذکورہ بالا رسالہ کے ایڈیٹر کو اپنے ایک دوست سے ایک پرانی کتاب جو کہ سمت ۱۷۸۲ بکرمی کی لکھی ہوئی تھی۔ دستیاب ہوئی) اور اس میں سے (اس لئے) اخذ کر کے رسالہ نمبر ۱۹ و ۲۰ بابت ماہ مگھر سمت ۱۹۳۹ میں مندرجہ ذیل شجرہ نسب شائع کیا ہے۔ وہ اس طرح سے جانئے :-

ملک آریہ ورت کے راجاؤں کی وِنشاولی یعنی شجرہ نسب

اندر پرستھ میں آریہ لوگوں نے

شریمان مہاراجہ یشپال تک سلطنت کی۔ شریمان مہاراجہ یدھشٹر سے لے کر مہاراجہ یشپال تک راجاؤں کی قریباً ایک سو چھبیس پشتوں نے ۴۱۵۷ سال ۹ ماہ ۱۴ دن تک سلطنت کی۔ اس کی تفصیل یہ ہے :-

راجہ	تعداد	برس	ماہ	دن
آریہ راجہ	۱۲۴	۴۱۵۷	۹	۱۴

شریمان مہاراجہ یدھشٹر وغیرہ کی قریباً ۳۰ پشتیں ۱۷۷۰ سال ۱۱ مہینے ۱۰ دن تک حکمران رہیں۔ ان کی

تفصیل یہ ہے :-

نمبر شمار	آریہ راجا	برس	ماہ	دن
۱	راجہ یدھشٹر	۳۶	۸	۲۵
۲	راجہ پریکشت	۶۰	۰	۰
۳	راجہ جنمیجے	۸۴	۷	۲۳
۴	راجہ اشومیدھ	۸۲	۸	۲۲
۵	دوتیہ راما	۸۸	۲	۸
۶	چھتر مل	۸۱	۱۱	۲۷
۷	چتر رتھ	۷۵	۳	۱۸
۸	دشٹ شیلیہ	۷۵	۱۰	۲۴
۹	راجہ اُگرسین	۷۸	۷	۲۱
۱۰	" شورسین	۷۸	۷	۲۱
۱۱	بھون پتی	۶۹	۵	۵
۱۲	رپنجیت	۶۵	۱۰	۴
۱۳	رکشک	۶۴	۷	۴
۱۴	سُکھدیو	۶۲	۰	۲۴
۱۵	ٹھرہری دیو	۵۱	۱۰	۲
۱۶	سُچی رتھ	۴۲	۱۱	۲
۱۷	شورسین (دوئم)	۵۸	۱۰	۸
۱۸	پربت سین	۵۵	۸	۱۰
۱۹	میدھاوی	۵۲	۱۰	۱۰
۲۰	سون چیر	۵۰	۸	۲۱
۲۱	بھیم دیو	۴۷	۹	۲۰
۲۲	ٹھیم ہری دیو	۴۵	۱۱	۲۳
۲۳	پُورن مل	۴۴	۸	۷
۲۴	کرودی	۴۴	۱۰	۸
۲۵	الم بک	۵۰	۱۱	۸
۲۶	اُودے پال	۳۸	۹	۰
۲۷	دُون مل	۴۲	۱۰	۲۶
۲۸	دمات	۳۲	۰	۰
۲۹	بھیم پال	۵۸	۵	۸
۳۰	کشیمک	۴۸	۱۱	۲۱
	میزان	۱۷۷۰	۱۱	۱۰

راجہ کشیمک کے وزیر اعظم وشروا نے راجہ کشیمک کو مار کر
℗ راج کیا۔ اس کی چودہ پشتوں نے پانسو سال ۳ ماہ اور ۱۷ دن
℗ تک راج کیا۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

نمبر شمار	آریہ راجا	برس	ماہ	دن
۱	وشروا	۱۷	۳	۲۹
۲	پورسینی	۴۲	۸	۲۱
۳	ویرسینی	۵۲	۱۰	۷
۴	اننگ سائی	۴۷	۸	۲۳
۵	ہری جت	۳۵	۹	۱۷
۶	پرم سینی	۴۴	۲	۲۳
۷	سُکھ پاتال	۳۰	۲	۲۱
۸	کدرُت	۴۲	۹	۲۴
۹	سج	۳۲	۲	۱۴
۱۰	امر چوڑ	۲۷	۳	۱۶
۱۱	امی پال	۲۲	۱۱	۲۵
۱۲	دشرتھ	۲۵	۴	۱۲
۱۳	ویرسال	۳۱	۸	۱۱
۱۴	ویرسال سین	۴۷	۰	۱۴
	میزان	۵۰۰	۳	۱۷

راجہ ویرسال سین کو ویرمہا پردھان نے مار کر سلطنت کی۔ اور اس کے بعد ۱۶ پشتیں ۴۴۵ برس ۵ مہینے ۳ دن تک حکمران رہیں۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے :-

نمبر شمار	آریہ راجہ	برس	ماہ	دن
۱	راجہ ویر مہا	۳۵	۱۰	۸
۲	اجیت سنگھ	۲۰	۷	۲۹
۳	سرودت	۳۸	۳	۱۰
۴	بھون پتی	۱۵	۴	۱۰
۵	ویر سین	۲۱	۲	۱۳
۶	مہی پال	۴۰	۸	۷
۷	شترو شال	۲۶	۴	۳
۸	سنگھ راج	۱۷	۲	۱۰
۹	تیج پال	۲۸	۱۱	۱۰
۱۰	مانک چند	۳۷	۷	۲۱
۱۱	کام سینی	۴۲	۵	۱۰
۱۲	شترو مردن	۸	۱۱	۱۳
۱۳	جیون لوک	۲۰	۹	۱۷
۱۴	ہری راؤ	۲۶	۱۰	۲۹
۱۵	ویر سین (دوسرا)	۳۵	۲	۲۰
۱۶	آدتیہ کیتو	۲۳	۱۱	۱۳
	میزان	۴۴۵	۵	۳

راجہ آدتیہ کیتو مگدھ کے راجہ کو پریاگ کے راجہ دھن دھر نامی نے مار کر سلطنت کی۔ اور ۹ پشتیں ۳۷۵ سال ۱۱ مہینے ۲۶ دن تک حکمران رہیں۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے

نمبر شمار	آریہ راجہ	برس	ماہ	دن
۱	راجہ دھن دھر	۴۲	۷	۲۴
۲	مہرشی	۴۱	۲	۲۹
۳	سن رچی	۵۰	۱۰	۱۹
۴	مہا یدھ	۳۰	۳	۸
۵	دور ناتھ	۲۸	۵	۲۵
۶	جیون راج	۴۵	۲	۵
۷	رودر سین	۴۷	۴	۲۸
۸	آری لک	۵۲	۱۰	۲۸
۹	راج پال	۳۶	۰	۰
	میزان	۳۷۴	۱۱	۲۶

راجہ راج پال کو اس کے باجگذار جہاں پال نے مار کر سلطنت کی۔ اور ایک ہی پشت ۱۴ سال تک رہی اس کی تفصیل نہیں ہے۔

راجہ جہاں پال کی سلطنت پر راجہ وکرم آدتیہ نے اونتیکا (اجین) سے فوج کشی کی۔ اور راجہ جہاں پال کو مار کر سلطنت کرنے لگا۔ اور ایک ہی پشت ۹۳ سال تک حکمران رہی۔ ان کی تفصیل نہیں ہے۔

راجہ وکرم آدتیہ کو شالی واہن کے امراء سمدر پال یوگی پیٹھن نے مار کر سلطنت کی اور ۱۶ پشتیں ۲۷۲ سال ۴ مہینے ۲۷ دن تک حکمران رہیں۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	آریہ راجہ	برس	ماہ	دن
۱	سمدر پال	۵۴	۲	۲۰
۲	چندر پال	۳۶	۵	۴
۳	سہائے پال	۱۱	۴	۱۱
۴	دیو پال	۲۷	۱	۲۸
۵	نر سنگھ پال	۱۸	۰	۲۰
۶	سام پال	۲۷	۱	۱۷
۷	رگھو پال	۲۲	۳	۲۵
۸	گووند پال	۲۷	۱	۱۷
۹	امرت پال	۳۶	۱۰	۱۳
۱۰	بلی پال	۱۲	۵	۲۷
۱۱	مہی پال	۱۳	۸	۴
۱۲	ہری پال	۱۴	۸	۴
۱۳	سیس پال[1]	۱۱	۱۰	۱۳
۱۴	مدن پال	۱۷	۱۰	۱۹

[1] کسی تاریخ میں بھیم پال بھی لکھا ہے

نمبر شمار	آدیہ راجہ	برس	ماہ	دن
۱۵	کرم پال	۱۶	۲	۲
۱۶	وکرم پال	۲۴	۱۱	۱۳
	میزان	۳۷۲	۴	۲۷

راجہ وکرم پال نے مغربی سمت کے راجہ ملکھ چند بوہرا پر چڑھائی کر کے میدان میں لڑائی کی۔ اس لڑائی میں ملکھ چند نے وکرم پال کو مار کر اندرپرستھ کی سلطنت کی۔ اور دس پشتیں ۱۹۱ سال ایک مہینہ ۱۶ دن تک حکمران رہیں تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	آدیہ راجہ	برس	ماہ	دن
۱	ملکھ چند	۵۴	۲	۱۰
۲	وکرم چند	۱۲	۷	۱۲
۳	امین چند	۱۰	-	۵
۴	رام چند	۱۳	۱۱	۸
۵	ہری چند	۱۴	۹	۲۴
۶	کلیان چند	۱۰	۵	۴
۷	بھیم چند	۱۶	۲	۹
۸	لوب چند	۲۶	۳	۲۲
۹	گووند چند	۳۱	۷	۱۲
۱۰	رانی پدماوتی	۱	۰	۰
	میزان	۱۹۱	۱۱	۱۶

رانی پدماوتی لاولد مر گئی۔ اس لئے تمام درباریوں نے مشورہ کر کے ہری پریم ویراگی کو تخت پر بٹھایا۔ اور خود سلطنت کرنے لگے۔ چار پشتیں ۵۰ سال اور ۲۱ دن تک حکمران رہیں۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	آدیہ راجہ	برس	ماہ	دن
۱	ہری پریم	۷	۵	۱۶
۲	گووند پریم	۲۰	۲	۸
۳	گوپال پریم	۱۵	۷	۲۸
۴	مہابادہ	۶	۸	۱۹
	میزان	۵۰	۰	۲۱

راجہ مہاباہو سلطنت چھوڑ کر جنگل میں تپسیا (ریاضت) کرنے چلے گئے۔ یہ بات بنگال کے راجہ ادہی سین نے سنتے ہی اندرپرستھ میں آکر خود سلطنت کرنی شروع کر دی۔ اور بارہ پشتیں ۱۵۱ سال ۱۱ مہینے ۲ دن تک حکمران رہیں۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	آدیہ راجہ	برس	ماہ	دن
۱	راجہ ادہی سین	۱۸	۵	۲۱
۲	ولاول سین	۱۲	۴	۲
۳	کیشو سین	۱۵	۷	۱۲
۴	مادھو سین	۱۲	۴	۲
۵	سور سین	۲۰	۱۱	۲۷
۶	بھیم سین	۵	۱۰	۹
۷	کلیان سین	۴	۸	۲۱
۸	ہری سین	۱۲	۰	۲۵
۹	کشیم سین	۸	۱۱	۱۵
۱۰	نارائن سین	۲	۲	۲۹
۱۱	لکشمی سین	۲۶	۱۰	۰
۱۲	دامودر سین	۱۱	۵	۱۹
	میزان	۱۵۱	۱۱	۲

راجہ دامودر سین نے اپنے امراء کو بہت ستایا اس لئے راجہ کے منتری دیپ سنگھ نے فوج کے ساتھ مل کر راجہ کے ساتھ لڑائی کی۔ اور اس لڑائی میں راجہ کو مار کر دیپ سنگھ خود راج کرنے لگا۔ اور چھ پشتیں ۱۰۷ سال ۶ مہینے ۲۲ دن تک حکمران رہیں۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	آدیہ راجہ	برس	ماہ	دن
۱	دیپ سنگھ	۱۷	۱	۲۶
۲	راج سنگھ	۱۴	۵	۰
۳	رن سنگھ	۹	۸	۱۱
۴	نر سنگھ	۴۵	۰	۱۵
۵	ہری سنگھ	۱۳	۲	۲۹

نمبر شمار	آریہ راجہ	برس	ماہ	دن
٦	جیون سنگھ	٨	٠	١
	میزان	١٠٧	٦	٢٢

راجہ جیون سنگھ نے کسی سبب سے اپنی تمام فوج شمال کی جانب بھیجدی۔ یہ خبر پاکر پرتھوی راج چوہان ویرات کے راجہ نے جیون سنگھ پر چڑھائی کی۔ اور لڑائی میں جیون سنگھ کو مار کر اندرپرستھ کی سلطنت کرنے لگا۔ پانچ پشتیں ٨٦ سال ٢٠ دن تک حکمران رہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

نمبر شمار	آریہ راجہ	برس	ماہ	دن
١	پرتھوی راج	١٢	٢	١٩
٢	ابھے پال	١٤	٥	١٧
٣	دُرجن پال	١١	٤	١٤
٤	اُدے پال	١١	٧	٣
٥	یشپال	٣٦	٤	٢٧
	میزان	٨٦	٠	٢٠

نمبر شمار	آریہ راجہ	برس	ماہ	دن

راجہ یشپال پر سلطان شہاب الدین غوری گڑھ غزنی سے چڑھائی کر کے آیا۔ اور راجہ یشپال کو پریاگ کے قلعہ میں سنہ ١٢٤٩ میں پکڑ کر قید کر لیا۔ اور خود اندرپرستھ یعنی دہلی کی سلطنت کرنے لگا۔ اور ٥٣ پشتیں ٧٥٤ سال ایک ماہ اور ١٧ دن تک حکمران رہیں۔ اس کی تفصیل بہت سی تاریخوں میں لکھی ہے۔ اس لئے یہاں نہیں لکھی۔

اس کے آگے بُدھ اور جین مت کے بارہ میں لکھا جائے گا۔

شری دیانند سرستی سوامی کی بنائی شُدہ عبارت سے آراستہ ستیارتھ پرکاش کا گیارھواں باب در بارہ تائید و تردید مذاہب آریہ ورت ختم ہُوا۔

ضمنی دیباچہ

(٢)

جین مت رامائن و مہابھارت سے بعد کا ہے

> ا جب آریہ ورت کے باشندوں سے

حق و باطل کے بخوبی تمیز کرانے والی "وید ودیا" دور ہو گئی۔ اور "اودیا" کے پھیلنے سے مختلف فرقے کھڑے ہو گئے۔ تو وہی سبب جین وغیرہ خلاف علم و عقل مذاہب کے رواج پانے کا ہُوا۔ کیونکہ بالمیک کی تصنیف اور مہابھارت وغیرہ میں جینیوں کا نام تک بھی نہیں لکھا۔ اور جینیوں کی کتابوں میں

نوٹ:- پیڑھی کا ترجمہ پشت کیا گیا ہے۔ اور پشت سے مُراد جانشین کی سمجھنی چاہیئے۔ (مترجم)

سلہ اس کے بعد اور تاریخوں میں اس طرح درج ہے کہ مہاراج پرتھوی راج پر سلطان شہاب الدین غوری چڑھ کر آیا۔ اور کئی بار ہار کر لوٹ گیا۔ آخر سمت ١٢٤٩ میں آپس کی پھوٹ سے مہاراج پرتھوی راج کو شکست دے کر اور قید کر کے اپنے ملک کو لے گیا۔ بعد ازاں دہلی یعنی اندرپرستھ کا راج خود کرنے لگا۔ مسلمانوں کا راج ٥٤ پشت اور ٦١٣ برس رہا۔

بالمیک کی تصنیف اور مہابھارت میں بیان کی ہوئی رام و کرشن وغیرہ کی داستانیں بڑی تفصیل کے ساتھ لکھی ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ مذہب ان کے بعد جاری ہوا۔ کیونکہ جینی لوگوں کا مذہب جیسا کہ وہ لکھتے ہیں۔ ویسا ہی قدیم ہوتا۔ تو بالمیک وغیرہ کی کتابوں میں ضرور اُن کا ذکر آتا پس جین مذہب ان کتابوں کے بعد چلا ہے۔

کیونکہ رامائن و مہابھارت میں جینیوں کی کتب کا حوالہ نہیں ہے

۲۔ اگر کوئی جینی یہ کہے۔ کہ جینیوں کی کتابوں سے داستانیں لے کر بالمیک وغیرہ نے کتابیں بنائی ہونگی تو اس سے پوچھنا چاہیئے۔ کہ کیا وجہ ہے۔ کہ بالمیک کی تصنیف وغیرہ میں تمہاری کتابوں کا نام کہیں بھی نہیں لکھا۔ اور تمہاری کتابوں میں (اُن کا نام) کیوں آتا ہے۔ کیا بیٹا باپ کے جنم کو دیکھ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ جینی اور بدھ مذہب شیو اور شاکتک وغیرہ متوں کے بعد چلے ہیں۔

سچ اور جھوٹ کی تحقیقات کرنا انسان کا فرض ہے

۳۔ اب اِس بارھویں باب میں جو جو بات جینیوں کے مذہب کے بارہ میں لکھی گئی ہے۔ وہ ان کی کتابوں کا پتہ دے کر لکھی گئی ہے۔ اس میں جینی لوگوں کو بُرا نہ ماننا چاہیئے۔ کیونکہ ہم نے جو کچھ اُن کے مذہب کے متعلق لکھا ہے اس سے محض حق و باطل کی تحقیقات مقصود ہے۔ مخالفت یا نقصان پہنچانے کا منشاء نہیں ہے۔ جب جینی و بودھ یا دیگر لوگ اس مضمون کو دیکھیں گے۔ تو اُن سب کو حق و باطل کی تحقیقات پر سوچنے اور تحریر کرنے کا موقعہ ملے گا۔ اور واقفیت بھی ہوگی۔ جب تک آمنے سامنے ہو کر یا بطریق دعویٰ و تردید محبت کے ساتھ بحث یا تحریر نہ کی جائے۔ تب تک حق و باطل کی تحقیقات نہیں ہوسکتی۔ جب تک عالموں کے درمیان حق و باطل کی تحقیق نہیں ہوتی۔ تب ہی تک علم سے بے بہرہ لوگوں کو سخت تاریکی میں پڑ کر بہت دُکھ اُٹھانا پڑتا ہے۔ اس لئے حق کی فتح اور جھوٹ کی فنا کے لئے دوستانہ طریق پر بحث یا تحریر کرنا نوع انسان کا مقدم کام ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جاوے۔ تو انسانوں میں کبھی ترقی نہ ہو سکے۔

جینیوں کی کتابیں بمشکل ہاتھ آئی ہیں

۴۔ یہ بودھ اور جین مذہب کا مضمون خود ان کے علاوہ دیگر مذہب والوں کے لئے بھی نہایت مفید اور واقفیت کا ذریعہ ہوگا۔ کیونکہ یہ لوگ اپنی کتابیں کسی دوسرے مذہب والے کو دیکھنے، پڑھنے یا نقل تک کرنے کے لئے نہیں دیتے۔ بڑی کوشش و محنت سے میں نے اور خصوصاً آریہ سماج بمبئی کے منتری سیٹھ سیوک لال کرشن داس نے ان کی کتابیں حاصل کیں میز جین پربھاکر واقع شہر کاشی میں (ان کی بعض کتابوں کے) چھپ جانے اور نیز بمبئی میں کتاب موسومہ "پرکرن رتناکر" کے طبع ہونے سے سب لوگوں کو جینیوں کے مذہب کا مطالعہ کرنا آسان ہو گیا ہے

بھلا یہ کون سے عالموں کی بات ہے۔ کہ اپنے مذہب کی کتابیں خود ہی دیکھیں۔ اور دوسروں کو نہ دکھائیں۔ اسی سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کتابوں کے مصنفوں کو پہلے ہی شک تھا۔ کہ ان میں ناممکن باتیں لکھی ہیں۔ اگر غیر مذہب والے دیکھیں گے۔ تو تردید کریں گے۔ اور اگر ہمارے مذہب والے دوسروں کی کتابوں کو دیکھیں گے۔ تو اس مذہب پر اعتقاد نہیں رہے گا۔ خیر کچھ ہی ہو۔ مگر بلاشبہ بہت سے آدمی ایسے ہیں۔ کہ جن کو اپنے عیب تو دکھائی نہیں دیتے۔ مگر دوسروں کی عیب جوئی میں اندھا کمربستہ رہتے ہیں یہ انصاف نہیں ہے۔ کیونکہ اول (انسان) اپنے عیبوں کو دیکھ کر دور کر لیوے۔ تب دوسرے شخص کے عیبوں پر نظر ڈال کر انہیں دور کرے۔ اب میں بدھ اور جینیوں کے مذہب کا مضمون سب نیک منش لوگوں کے روبرو پیش کرتا ہوں۔ تاکہ وہ صحیح نتیجہ کو پہنچ سکیں۔ ؏ عاقلاں را اشارتے کافی است

باب بارھواں

اب ناستک (الیشور کی ہستی سے منکر ہونے) متوں میں سے چارواک بدھ اور جین مت کے کھنڈن منڈن (تردید تائید) کا مضمون شروع کرتے ہیں۔

برہسپتی کے عقاید

ایک شخص برہسپتی نامی گزرا ہے جو وید ایشور اور یگیہ وغیرہ اچھے کاموں کو بھی نہیں مانتا تھا۔ اس کا اعتقاد ملاحظہ کیجئے:-

यावज्जीवं सुखं जीवेन्नास्ति मृत्योरगोचरः ।

भस्मीभूतस्य देहस्य पुनरागमनं कुतः ॥

جب تک جیوے سکھ سے جیوے۔ موت کے اختیار سے باہر کوئی نہیں۔ جسم کے خاکستر ہونے کے بعد پھر آواگون کیسے ہو سکتا ہے۔ (مترجم)

پرشارتھ عیاشی ہے

کوئی انسان وغیرہ ذی روح موت کے اختیار سے باہر نہیں ہے یعنی سب کو مرنا ہے۔ اس لئے جب تک جسم میں جان رہے تب تک سکھ سے رہنا چاہیئے۔ اگر کوئی کہے۔ کہ دھرم پر چلنے سے تکلیف ہوتی ہے۔ اور اگر دھرم کو چھوڑیں۔ تو دوسرے جنم میں بڑا دکھ ملے۔ تو اس صورت میں کیا کرنا چاہیئے) اس کو چارواک جواب دیتا ہے۔ کہ اے بھولے بھائی! مرنے کے بعد وہ جسم جس نے کھایا پیا تھا بھسم ہو جاتا ہے۔ وہ پھر دنیا میں نہیں آئے گا۔ اس لئے جس طرح ہو سکے آنند میں رہو۔ دنیا میں حکمت عملی سے رہو حشمت بڑھاؤ۔ اور اس سے حسب مرضی لطف اٹھاؤ۔ اسی دنیا کو سمجھو۔ پرلوک (دوسرا جنم) کچھ نہیں ہے۔

جسم ہی جیو ہے

دیکھو مٹی پانی آگ ہوا۔ ان چار عناصر کی تبدیلی ہیئت سے جسم بنا ہے۔ اور انہیں کی ملاوٹ سے چیتنیہ (ادراک) پیدا ہوتا ہے جس طرح نشہ دار چیزوں کے کھانے پینے سے نشہ پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح جیو جسم کے ساتھ پیدا ہو کر جسم کے فنا ہونے پر خود بھی فنا ہو

جاتا ہے - پھر پاپ پن کا پھل کس کو ملے گا؟

तच्चैतन्यविशिष्टदेह एव आत्मा देहातिरिक्त आत्मनि प्रमाणाभावात् ॥

اِس لئے سمجھنے کی صفت والا جسم ہی آتما ہے۔ کیونکہ جسم سے علیحدہ آتما کی ہستی کا کوئی ثبوت نہیں۔

اِس جسم میں چار (دل عناصر کی ملاوٹ سے جیو آتما پیدا ہو کر اُن کے جدا جدا ہوتے ہی فنا ہو جاتا ہے کیونکہ مرنے کے بعد کوئی جیو بھی "پرتیکش" محسوس نہیں ہوتا۔ ہم صرف "پرتیکش" ہی کو مانتے ہیں کیونکہ پرتیکش کے بغیر انومان وغیرہ ہوتے ہی نہیں۔ اِس لئے پرتیکش (احساس) جو مقدم ہے۔ اُس کے مقابلہ میں انومان (قیاس) وغیرہ مقدم ہونے کی وجہ سے تسلیم نہیں کئے جاتے۔

مباشرت پرشارتھ کا پھل ہے

حسین عورت کی بغلگیری سے آنند حاصل کرنا پرشارتھ (مقصد انسانی حاصل کرنے کے لئے جو فعل کیا جائے) کا پھل ہے۔

عقائد بالا کی تردید

جواب۔ یہ خاک وغیرہ عناصر جڑ (بے جان) ہیں۔ ان سے چیتن (ذی علم) کی پیدائش کبھی نہیں ہو سکتی جس طرح اب ماں باپ کی صحبت سے جسم کی پیدائش ہوتی ہے۔ اُسی طرح پیدائش دنیا کے شروع میں انسان وغیرہ کے جسم کی بناوٹ پیدا کرنے والے پرمیشور کے بنا نہیں ہو سکتی۔ چیتن کی پیدائش اور فنا نشہ کے مانند نہیں ہوتی۔ کیونکہ نشہ چیتن کو ہوتا ہے جڑ کو نہیں۔

اشیاء نشٹ یعنی نظر سے غائب ہو جاتی ہیں۔ مگر کوئی چیز نابود نہیں ہوتی۔ اسی طرح نظر سے غائب ہو جانے سے جیو کا نابود ہونا بھی نہ ماننا چاہیئے۔ جب جیو آتما جسم والا ہوتا ہے۔ تب ہی اس کا ظہور ہوتا ہے۔ جب وہ جسم کو چھوڑ دیتا ہے تب یہ جسم جس کی موت ہوئی ہے۔ ویسا نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ چیتن کے ساتھ ملا ہوا پہلے نہیں تھا۔ یہی بات برہدارنیک میں بھی کہی گئی ہے:۔

न वा अरे मोहं ब्रवीमि, अविनाशी वा अरेऽयमात्माऽनुच्छित्तिधर्मा ।

یاگیہ ولکیہ کہتے ہیں:۔

"کہ اے میتری! میں موہ (دل بستگی) سے یہ بات نہیں کہتا۔ بلکہ (دراصل) آتما غیر فانی ہے جس کے ساتھ ملنے سے جسم حرکت کرتا ہے جب جیو جسم سے الگ ہو جاتا ہے۔ تب جسم میں کچھ بھی علم نہیں رہتا۔ اگر جسم سے آتما الگ نہ ہوتے (کیا وجہ ہے کہ) اس کے ساتھ ملنے سے چیتنیا (علم) اور جدا ہونے سے جڑتا (علم کا نہ رہنا) ہوتی ہے۔ (پس) وہ جسم سے الگ ہے"۔

جس طرح آنکھ سب کو دیکھتی ہے۔ مگر اپنے آپ کو نہیں۔ اسی طرح پرتیکش (احساس) کرنے والا اپنے تئیں حواس کے ذریعہ سے (محسوس) نہیں کر سکتا۔ جس طرح (انسان) اپنی آنکھ سے گھوڑے کپڑے وغیرہ تمام اشیاء کو دیکھتا ہے۔ اسی طرح وہ آنکھ کو اپنے علم کے ذریعہ سے دیکھتا ہے۔ جو ناظر (دیکھنے والا) ہے وہ ناظر ہی رہتا ہے۔ دکھائی دینے والا درشیہ منظور کبھی نہیں ہوتا۔ جس طرح سہارے کے بغیر سہارا چاہنے والا

علت کے بغیر معلول۔ کل کے بغیر جزو۔ اور فاعل کے بغیر فعل نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح پرتیکش (محسوس) کرنے والے کے بغیر پرتیکش (احساس) کس طرح ہو سکتا ہے؟

مباشرت پرشارتھ کا پھل نہیں

اگر خوبصورت عورت کے ساتھ صحبت کرنے ہی کو پرشارتھ کا پھل مانیں۔ تو وہ لمحہ بھر کا سکھ ہے اور اس سے دکھ بھی ہوتا ہے۔ تب وہ (دکھ) بھی پرشارتھ ہی کا پھل ہوگا۔ اگر یہ بات ہے تو "سورگ" کے مٹ جانے سے دکھ بھرگتنا پڑے گا۔ اگر کہو۔ کہ دکھ کے دور کرنے اور سکھ کے بڑھانے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ تو اس سے مکتی کے سکھ کی تردید ہوتی ہے[1]۔ اس لئے وہ پرشارتھ کا پھل نہیں ہے،

چارواکا

چارواک کہتا ہے۔ جو دکھ سے ملے ہوئے سکھ کو ترک کرتے ہیں۔ وہ جاہل ہیں۔ جس طرح غلہ کا طالب دانہ کو نکال کر بھوسہ پھینک دیتا ہے۔ اسی طرح دنیا میں عقلمندوں کو چاہئے۔ کہ سکھ کو لے لیں۔ اور دکھ کو چھوڑ دیں۔ کیونکہ جو اس جہان کے موجودہ سکھ کو چھوڑ کر غیر موجود سورگ کے سکھ کی خواہش کر پرلوک (دوسرے لوک) کے لئے دھورتوں (مکاروں) کے بتائے ہوئے ویدوکت اگنی ہوتر وغیرہ کرم اپاسنا اور گیان کانڈ پر عمل کرتے ہیں۔ وہ بے وقوف ہیں۔ جب کہ پرلوک (دوسرا لوک) ہی نہیں ہے۔ تو اس کی امید رکھنا جہالت کا کام ہے۔ کیونکہ

अग्निहोत्रं त्रयो वेदास्त्रिदण्डं भस्मगुण्ठनम् ।
बुद्धिपौरुषहीनानां जीविकेति बृहस्पतिः ॥

چارواک مت کا واعظ برہسپتی کہتا ہے:۔

"کہ اگنی ہوتر تین وید تر ڈنڈ[2] اور راکھ کے لگانے کو عقل اور ہمت سے بے بہرہ لوگوں نے اپنی گذر کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ دراصل کانٹے چبھنے وغیرہ سے جو دکھ پیدا ہوتا ہے۔ اسی کا نام نرک ہے۔ دنیا میں جس کو راجہ مان لیا۔ وہی پرمیشور ہے۔ اور جسم کا فنا ہونا ہی موکش ہے۔ اس کے سوائے اور کچھ بھی نہیں"

غلط خیالات

جواب محض نفسانی لذت کے سکھ کو پرشارتھ کا پھل مان کر صرف عیاشی کے دکھ کو رفع کرنے میں حصول مراد اور سورگ ماننا جہالت ہے۔

اگنی ہوتر وغیرہ یگیوں سے ہوا اور بارش کے پانی کی صفائی ہو کر تندرستی ہوتی ہے۔ اور اس سے دھرم ارتھ کام اور موکش حاصل ہوتے ہیں۔ اس بات کو نہ جان کر وید ایشور اور ویدوں میں کہے ہوئے دھرم کی برائی کرنا دھورتوں (مکاروں) کا کام ہے۔

جو تر ڈنڈ اور راکھ لگانے کی تردید کی گئی ہے۔ وہ ٹھیک ہے۔

اگر کانٹے وغیرہ سے پیدا ہونے والے دکھ ہی کا نام نرک ہے۔ تو جو اس سے بڑھ کر سخت (مہلک) مرض

[1] یعنی اگر اصلی سکھ اسی کا نام ہے۔ کہ جہاں دکھ ہوا۔ تو فوراً اس کے دکھ دور کرنے کی فکر کی۔ تو سکھ یا صحت قائم رکھنے کے لئے ہر وقت کا فکر لگا رہنا سکھ کس طرح ہو سکتا ہے؟ فکر و تشویش مکتی میں شامل نہیں ہیں۔ مکتی دراصل ایسے مسلسل سکھ کا نام ہے جس کے اثنا میں کسی قسم کا دکھ واقع نہیں ہوتا۔ گویا دکھ سکھ کے متواتر سلسلے کا نام مکتی نہیں ہے۔ (مترجم)

[2] تر ڈنڈ سے وہ تین لکڑیاں مراد ہیں۔ جو آجکل سنیاسی لوگ اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔

وغیرہ ہیں۔ وہ نرک کیوں نہیں؟

اگر راجا کو صاحب حشمت اور رعایا پروری کے قابل ہونے کی وجہ سے افضل مانیں تو درست ہے لیکن جو بے انصاف اور پاپی راجہ ہے۔ اگر اس کو بھی پرمیشور کی مانند سمجھتے ہو۔ تو تم جیسا جاہل کوئی بھی نہیں اگر صرف جسم سے علیحدہ ہونا ہی موکش ہے۔ تو گدھے، کتے وغیرہ اور تم میں کیا فرق رہا؟ فقط شکل ہی مختلف رہی۔

अग्निरुष्णो जलं शीतं समस्पर्शस्तथाऽनिलः ।
केनेदं चित्रितं तस्मात्स्वभावात्तद्व्यवस्थितिः ।। १ ।।
न स्वर्गो नाऽपवर्गो वा नैवात्मा पारलौकिकः ।
नैव वर्णाश्रमादीनां क्रियाश्च फलदायिकाः ।। २ ।।
पशुश्चेन्निहतः स्वर्गं ज्योतिष्टोमे गमिष्यति ।
स्वपिता यजमानेन तत्र कस्मान्न हिंस्यते ।। ३ ।।
मृतानामपि जन्तूनां श्राद्धं चेत्तृप्तिकारणम् ।
गच्छतामिह जन्तूनां व्यर्थं पाथेयकल्पनम् ।। ४ ।।
स्वर्गस्थिता यदा तृप्तिं गच्छेयुस्तत्र दानतः ।
प्रासादस्योपरिस्थानामत्र कस्मान्न दीयते ।। ५ ।।
यावज्जीवेत्सुखं जीवेदृणं कृत्वा घृतं पिबेत् ।
भस्मीभूतस्य देहस्य पुनरागमनं कुतः ।। ६ ।।
यदि गच्छेत्परं लोकं देहादेष विनिर्गतः ।
कस्माद्भूयो न चायाति बन्धुस्नेहसमाकुलः ।। ७ ।।
ततश्च जीवनोपायो ब्राह्मणैर्विहितस्त्विह ।
मृतानां प्रेतकार्याणि न त्वन्यद्विद्यते क्वचित् ।। ८ ।।
त्रयो वेदस्य कर्त्तारो भण्डधूर्तनिशाचराः ।
जर्फरीतुर्फरीत्यादि पण्डितानां वचः स्मृतम् ।।९।।
अश्वस्यात्र हि शिश्नन्तु पत्नीग्राह्यं प्रकीर्त्तितम् ।
भण्डैस्तद्वत्परं चैव ग्राह्यजातं प्रकीर्त्तितम् ।।१०।।
मांसानां खादनं तद्वन्निशाचरसमीरितम् ।।११।।

چارواک کے مذہبی عقاید

چارواک آبھانک بودھ اور جین بھی جہان کی پیدائش از خود طبعی خاصہ سے مانتے ہیں۔ "جو جو طبعی خواص ہیں۔ اُن کے ذریعہ "درویہ" (جوہر) باہم ترکیب پا کر سب چیزیں بنتی ہیں جہان کا بنانے والا کوئی نہیں۔" (۱)

جو چار مذہب اُوپر بیان کئے گئے ہیں۔ ان میں سے چارواک حسب ذیل اعتقاد رکھتا۔ پرلوک

(دوسرا لوک) اور جیو آتما کو بودھ اور جین مانتے ہیں۔ چارواک نہیں۔ ان تینوں کے باقی عقیدے بجز خاص خاص باتوں کے یکساں ہیں۔

جیو سورگ نرک وغیرہ

"نہ کوئی سورگ ہے نہ کوئی نرک۔ نہ کوئی پرلوک میں جانے والا آتما ہے اور نہ ورن آشرم کے قائم کرنے سے کچھ فائدہ ہے۔" (۲)

"اگر یگیہ میں جانور کو مار کر ہون کرنے سے وہ سورگ کو جاتا ہے۔ تو یجمان اپنے باپ وغیرہ کو مار کر ہون کر کے انہیں سورگ میں کیوں نہیں بھیجتا؟" (۳)

"اگر مرے ہوئے جیووں کا شرادھ اور ترپن کرنے سے سیری ہو جاتی ہے۔ تو پردیس میں جانے والے سفر میں زاد راہ کے لئے کھانا، کپڑا، روپیہ وغیرہ کیوں لے جاتے ہیں۔ کیونکہ جس طرح مرے ہوئے کے نام سے دی ہوئی چیزیں سورگ میں پہنچتی ہیں۔ پردیس میں جانے والوں کے لئے ان کے رشتہ دار بھی گھر میں ان کے نام سے دے کر دوسرے مقام میں پہنچا دلویں۔ اگر یہ نہیں پہنچتا۔ تو وہ سورگ میں کیونکر پہنچ سکتا ہے؟" (۴)

"اگر اس جہان فانی میں دان کرنے سے سورگ کے رہنے والے سیر ہوتے ہیں۔ تو نیچے دینے سے گھر کے اوپر بیٹھا ہوا آدمی کیوں سیر نہیں ہوتا؟" (۵)

"اس لئے جب تک زندہ رہے تب تک سکھ سے زندگی بسر کرے۔ اگر گھر میں چیز نہ ہو۔ تو قرضہ لے کر آنند کرے قرضہ دینا نہیں پڑے گا۔ کیونکہ جس جسم میں سے جیو نے کھایا پیا ہے۔ وہ دونوں جسم و جیو پھر واپس نہیں آئیں گے۔ پھر کون کس سے مانگے گا۔ اور کون دے گا؟" (۶)

"جو لوگ کہتے ہیں۔ کہ مرنے کے وقت جیو نکل کر پرلوک میں جاتا ہے۔ یہ بات غلط ہے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا۔ تو کنبہ کے موہ (محبت) میں بندھا ہوا جیو پھر گھر واپس کیوں نہیں آ جاتا؟" (۷)

"اس لئے یہ سب تدبیریں براہمنوں نے اپنے روزگار کے لئے نکالی ہیں۔ جو دس گاتر وغیرہ کریا کرم مردہ کے کرتے ہیں۔ یہ سب لیلا ان کے روزگار کی ہے۔" (۸)

ویدکی مذمت

"وید کے بنانے والے بھانڈ۔ دھورت (مکار) اور نشاچر یعنی راکشش یہ تین طرح کے آدمی ہیں۔ "جرپھری" "ترپھری" وغیرہ پنڈتوں کے مکر کی باتیں ہیں" (۹)

"دیکھو! دھورتوں کی کارروائی۔ کہ گھوڑے کے لنگ کو عورت پکڑے! یجمان کی عورت کا اس کے ساتھ ہم صحبت کرانا اور لڑکی سے ٹھٹھ کرنا وغیرہ جو لکھا ہے۔ وہ دھورتوں کے سوائے (اور کسی کا کام) نہیں ہو سکتا۔" (۱۰)

"اور جہاں گوشت کا کھانا لکھا ہے۔ وہ وید کا حصہ کسی راکشش کا بنایا ہوا ہے۔" (۱۱)

مندرجہ بالا عقائد کا کھنڈن منڈن

جواب (۱) چیتن پرمیشور کے بنانے کے بغیر جڑ چیزیں آپس میں باترتیب مل کر خود بخود طبعاً پیدا نہیں ہو سکتیں۔ اگر طبعاً بن سکتیں۔ تو دوسرے سورج چاند زمین اور ستارے وغیرہ

لوک کیوں نہیں بن جاتے؟

(۲) سورگ سکھ بھوگنے اور نرک دکھ بھوگنے کا نام ہے۔ اگر جیو آتما نہ ہو۔ تو سکھ دکھ کا بھوگنے والا کون ہو سکے گا؟ جس طرح اس وقت سکھ دکھ بھوگنے والا جیو ہے۔ اسی طرح اگلے جنم میں بھی ہوتا ہے۔ کیا دان آہتر بیوں کی راست گوئی اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے کے کام بھی رائیگاں جاویں گے؟ ہرگز نہیں۔

(۳-۴-۵) جا لور مار کر ہون کرنا وید وغیرہ سچے شاستروں میں کہیں بھی نہیں لکھا۔ اور مرے ہوئے کا شرادھ ترپن کرنا من مانی گھڑنت ہے۔ کیونکہ وید وغیرہ سچے شاستروں کے خلاف ہونے کے باعث یہ بھاگوت وغیرہ پران کے معتقدوں کا عقیدہ ہے۔ اس لئے اس بات کا رد تردید کے لائق نہیں ہے۔ (یعنی اس کی تائید واجب ہے۔ مترجم)

(۶) جو چیز ہست ہے۔ وہ نیست کبھی نہیں ہو سکتی۔ ہست جیو نیست نہیں ہو سکتا۔ جسم جل کر راکھ ہو جاتا ہے جیو نہیں۔ جیو تو دوسرے جسم میں پیدا جاتا ہے۔ اس لئے جو شخص قرضہ وغیرہ لے کر بیگانے مال سے اس جسم میں بھوگ (عیش) کرتا ہے۔ اور ادا نہیں کرتا۔ وہ یقیناً پاپ کر کے دوسرے جسم میں نرک یعنی دکھ بھوگتا ہے۔ اس میں ذرا شک نہیں ہے۔

(۷) جسم سے نکل کر جیو دوسری جگہ اور دوسرے جسم میں چلا جاتا ہے۔ اور اس کو پہلے جنم اور کنبہ وغیرہ کا کچھ بھی علم نہیں رہتا۔ اس لئے پھر کنبہ میں نہیں آ سکتا۔

(۸) ہاں برہمنوں نے مردے کا کریا کرم اپنی روزی کی خاطر جاری کیا ہوا ہے۔ اور چونکہ وہ ویدوں کے مطابق نہیں۔ اس لئے بے شک قابل تردید ہے۔

(۹) اب کہیے۔ اگر چارواک وغیرہ نے وید وغیرہ سچے شاستر دیکھے سنے پڑھے ہوتے۔ تو کبھی اس طرح ویدوں کی مذمت نہ کرتے۔ کہ وید بھانڈ دھورت اور نشاچر جیسے آدمیوں کے بنائے ہوئے ہیں۔ وہ ایسی بات ہرگز منہ سے نہ نکالتے۔ البتہ مہیدھر وغیرہ ٹیکا کار (شارحان) بھانڈ دھورت اور نشاچر تھے۔ یہ ان کی مکاری ہے۔ ویدوں کا قصور نہیں۔ لیکن چارواک آبھانک۔ بودھ اور جینیوں پر افسوس ہے کہ انہوں نے چاروں ویدوں کی اصلی سنگھتاؤں کو نہ سنا نہ دیکھا۔ اور نہ کسی عالم سے پڑھا۔ اسی وجہ سے ان کی عقل ماری گئی۔ اور وہ بے سروپا ویدوں کی مذمت کرنے لگے۔ بدچلن وام مارگیوں کی بے ثبوت من گھڑت اور واہیات شرحوں کو دیکھ کر ویدوں کے مخالف بن گئے۔ اور بے علمی کے بے پایاں سمندر میں جا گرے۔

(۱۰) جاننے غور ہے۔ کہ عورت سے گھوڑے کا لنگ پکڑوا کر اس سے صحبت کرانا اور یجمان کی لڑکی سے ہنسی ٹھٹھا وغیرہ کرنا وام مارگیوں کے سوائے اور کسی کا کام نہیں۔ واہیات اور مطلب وید کے خلاف اور غلط شرح ان مہاپاپی وام مارگیوں کے سوا اور کون کرتا۔ بڑا افسوس تو ان چارواک وغیرہ پر آتا ہے کہ وہ بلا سوچے سمجھے ویدوں کی مذمت کرنے پر مستعد ہو گئے۔ ذرا تو اپنی عقل سے کام لیتے مگر بیچارے کرتے کیا۔ ان میں اتنا علم ہی نہیں تھا۔ کہ حق و باطل پر غور کر کے حق کی تائید اور باطل کی تردید

کہہ سکتے۔

(۱) گوشت خوری بھی انہیں وام مارگی شرح کرنے والوں کی کارروائی ہے۔ اس لئے انہیں کو راکشش کہنا بجا ہے۔ لیکن ویدوں میں کہیں بھی جگہ گوشت کا کھانا نہیں لکھا۔ اس لئے بلاشک وشبہ ایسی ایسی جھوٹی باتوں کا باپ ان شرح کرنے والوں اور نیز ان کو جنہوں نے ویدوں کے جانے سُننے کے بغیر ہی من مانی مذمت کی ہے۔ لگے گا۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ جنہوں نے ویدوں کی مخالفت کی اور کرتے ہیں یا کریں گے۔ وہ جہالت کے اندھیرے میں پڑے ہوئے سکھ کے عوض جتنا سخت دُکھ پاویں اُتنا ہی تھوڑا ہے۔ اس لئے کل نوع انسان کو وید کے مُطابق چلنا عین واجب ہے۔

چارواک وغیرہ کی ایجاد

جب وام مارگیوں نے جھوٹی من گھڑت تاویلیں کرکے ویدوں کے نام سے اپنا مطلب پُورا کرنے لئے یعنی حسب دلخواہ شراب نوشی۔ گوشت خوری اور بیگانی عورت سے صحبت وغیرہ بُرے کاموں کو رواج دینے کی غرض سے ویدوں کو دھبہ لگایا تو انہیں باتوں کو دیکھ کر چارواک، بودھ اور جین لوگ ویدوں کی مذمت کرنے لگے۔ اور ایک علیحدہ ویدوں کے خلاف اور ایشور سے منکر یعنی دہریہ مذہب کھڑا کر لیا۔ اگر یہ چارواک وغیرہ ویدوں کے اصلی معنوں پر غور کرتے۔ تو جھوٹی شرحوں کو دیکھ کر وید میں بیان کئے ہوئے سچے دھرم سے کیوں ہاتھ دھو بیٹھتے مگر بیچارے کیا کریں ؟ جب بربادی کا وقت آتا ہے۔ تب آدمی کی عقل اُلٹی ہو جاتی ہے۔

چارواک کی گمراہ کُن تعلیم

اب چارواک وغیرہ مت والوں میں جو فرق ہے وہ لکھا جاتا ہے۔ یہ چارواک وغیرہ بہت سی باتوں میں ایک ہیں۔ لیکن چارواک جسم کی پیدائش کے ساتھ جیو کی پیدائش اور اس کے فنا ہونے کے ساتھ جیو کا بھی فنا ہو جانا مانتا ہے۔ دوبارہ پیدائش اور دُوسرے جسم کو نہیں مانتا۔ ایک "پرتیکش" پرمان کے سوائے انومان (قیاس) وغیرہ پرمانوں کو بھی نہیں مانتا۔

لفظ چارواک کے معنی جو بولنے میں تیز طرار ہو۔ اور معنی میں زیادہ حجتیں نکالے۔ بودھ اور جین پرتیکش وغیرہ چاروں پرمان قدیم جیو، پُنر جنم (تناسخ) پرلوک (عاقبت) اور مکتی کو بھی مانتے ہیں۔ چارواک سے بودھ اور جینیوں کا اتنا ہی اختلاف ہے۔

لیکن ناستک پن وید اور ایشور کی مذمت غیر مذاہب سے دُشمنی پھر "تین" یعنی آگے بیان کئے ہوئے چھ فعل اور جہان کے پیدا کرنے والا نہ ہونا وغیرہ باتوں میں سب ایک ہیں۔ یہ چارواک مذہب کا بیان اختصار سے لکھا گیا۔ اب بودھ دھرم کے متعلق لکھتے ہیں۔

بودھ دھرم

स्वभावाद्वा नियामकात् ।
कार्यकारणभावाद्वा दर्शनान्तरदर्शनात् ॥
अविनाभावनियमो

بودھ دھرم کا جنم

"معلول اور علت کو تعلق ہوتے سے یعنی معلول کے دیکھنے سے علت اور علت کے دیکھنے سے معلول وغیرہ کا علم الیقین اور پرتیکش حصہ سے باقی میں انومان (قیاس) ہوتا ہے۔ اس کے بغیر تمام کاروبار انجام نہیں پا سکتے۔"

ایسی ایسی تحریروں سے انومان (قیاس) کی فوقیت (اعلیٰ درجہ) مان کر بودھوں کی شاخ چار طرح الگ ہوئی۔

بودھوں کی قسمیں

بودھ چار قسم کے ہیں۔ اوّل "مادھیمک" دوم "یوگاچار" سوم "سوترانتک" چہارم "ویبھاشک"

'बुद्ध्या निर्वर्त्तते स बौद्धः' ।!!

"جو عقل پر انحصار رکھے وہ بودھ ہے۔"

جو بات عقل سے ثابت ہو۔ یعنی جو جو بات اپنی عقل میں آوے۔ اس کو مانے اور جو عقل میں نہ آوے اُس کو نہ مانے۔

۱۔ مادھیمک

ان میں سے اوّل یعنی "مادھیمک"۔ "سرو شُونیہ" (عدم کلی) مانتے ہیں۔ یعنی جس قدر اشیاء ہیں۔ وہ سب "شونیہ" نیست ہیں۔ یعنی ابتدا میں نہیں تھیں۔ اور آخر میں بھی نہیں رہیں گی۔ اور درمیان میں جو معلوم ہوتا ہے۔ وہ بھی معلوم ہونے کے وقت تک ہے۔ بعد میں شونیہ ہو جاتا ہے۔ جیسے بننے سے پہلے گھڑا نہیں تھا۔ ٹوٹنے کے بعد نہیں رہتا ہے۔ اور گیان کی حالت میں گھڑا معلوم ہوتا ہے۔ اور جب دوسری چیز دل میں گیان جاتا ہے۔ تو گھڑے کا گیان نہیں رہتا۔ اس لئے شُونیہ ہی ایک عنصر ہے۔

۲۔ یوگاچار

دوم۔ یوگاچار "باہیہ شُونیہ" (معدوم فی ظاہر) کو مانتا ہے۔ چیزیں باطن میں گیان کے اندر محسوس ہوتی ہیں۔ باہر نہیں ہیں۔ مثلاً جب گھڑے کا گیان آتما کے اندر ہے۔ تب ہی آدمی کہتا ہے۔ کہ یہ گھڑا ہے۔ اگر باطن میں گیان نہ ہو۔ تو نہیں کہہ سکتا۔ یہ فرقہ ایسا ہی مانتا ہے۔

۳۔ سوترانتک

سوم۔ "سوترانتک" جو خارجی اشیا کو قیاساً مانتا ہے۔ کیونکہ خارجی طور پر کوئی شے مکمل طور پر پرتیکش نہیں ہوتی۔ بلکہ ایک جزو کے پرتیکش ہونے سے باقی قیاس کیا جاتا ہے۔ ان کا یہی اعتقاد ہے۔

۴۔ ویبھاشک

چہارم ویبھاشک" اس کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ اشیاء باہر پرتیکش ہوتی ہیں۔ باطن میں نہیں۔ مثلاً "یہ نیلا گھڑا ہے"۔ اس اظہار میں گھڑے کی نیلی حالت خارج میں معلوم ہوتی ہے۔ یہ اسی طرح مانتا ہے۔

وجہِ اختلاف

اگرچہ ان کا آچاریہ (بانی) بودھ ایک ہے۔ تاہم شاگردوں کی اختلاف رائے کے باعث چار قسم کی شاخیں ہو گئی ہیں۔ جیسے سورج کے غروب ہونے کے وقت

٭ یعنی جب تک گیان رہتا ہے۔ (مترجم)

زانی آدمی بیگانی عورت سے صحبت کرتا ہے۔ اور صاحب علم لوگ راست گوئی وغیرہ اچھے کام کرتے ہیں۔ وقت ایک ہوتا ہے۔ لیکن اپنی عقل کے مطابق مختلف کام کرتے ہیں۔

ہر ایک شارح کے جدا جدا عقاید

اول۔ ابہراں) مذکورہ بالا چاروں میں سے مادھیمک سب کو کشنک (عارضی) مانتا ہے۔ یعنی ہر ایک کشن (لمحہ) میں گیان کی تبدیلی ہونے کے باعث جس طرح کی چیز پہلے لمحہ میں معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح کی دوسرے لمحہ میں نہیں رہتی۔ اس لئے سب کو "کشنک" ماننا چاہیئے۔ وہ ایسا اعتقاد رکھتا ہے۔

دوم۔ "یوگاچار" جو جو بیرونی حرکت یا شغل ہے۔ وہ سب دکھ ہی ہے۔ کیونکہ چیزوں کے حاصل ہونے پر کوئی بھی قناعت نہیں کرتا۔ ایک چیز کے حاصل ہونے پر دوسری کی خواہش لگی ہی رہتی ہے۔ وہ ایسا اعتقاد رکھتا ہے۔

سوم۔ "سوترانتک" سب اشیا اپنے اپنے لکشنوں (نشانات یا ذریعہ شناخت) سے پہچانی جاتی ہیں۔ جس طرح گائے اپنے نشانوں سے اور گھوڑا اپنے نشانوں سے پہچانا جاتا ہے۔ اسی طرح لکشن (نشان یا ذریعہ شناخت) لکشیہ (اہل نشان یا شناخت طلب شئے) کے اندر ہمیشہ رہتے ہیں۔ یہ ایسا کہتا ہے۔

چہارم۔ "ویبھاشک" شونیہ (نیستی) ہی کو ایک شئے مانتا ہے۔ اول مادھیمک سب کو شونیہ مانتا تھا۔ وہی دعویٰ ویبھاشک کا بھی ہے۔

بودھوں میں ایسی ایسی بہت سی بحث کی باتیں ہیں۔ اس طرح یہ وہ چار قسم کی بھاونا اعتقاد مانتے ہیں

ہر ایک کی جدا جدا تردید

جواب۔ اگر سب نیست ہو۔ تو نیست کا جاننے والا نیست نہیں ہو سکتا۔ اور سب نیست ہو جائے۔ تو نیست کو نیست نہ جان سکے۔ اس لئے نیست کا جاننے والا اور جاننے کے لائق دو چیزیں ثابت ہوتی ہیں۔ اور "یوگاچار" جو عدم خارجی مانتا ہے۔ تو پہاڑ اس کے باطن میں ہونا چاہیئے۔ اگر کہتے۔ کہ پہاڑ باطن میں ہے۔ تو اس کے دل میں پہاڑ کے برابر جگہ کہاں ہے؟ اس لئے پہاڑ خود باہر ہے۔ اور پہاڑ کا علم آتما میں رہتا ہے۔

"سوترانتک" کسی شئے کو پرتیکش (عین الیقین) نہیں مانتا۔ تو وہ آپ بذاتہ اور اس کا قول بھی انومیہ (قیاس کرنے کے لائق) شئے ہونا چاہیئے۔ نہ کہ پرتیکش۔ اور جب پرتیکش نہ ہوا۔ تو صادق نہیں ہو سکتا۔ کہ یہ "گھڑا" ہے۔ بلکہ یہ گھڑے کا ایک جزو ہے۔ حالانکہ ایک جزو کا نام گھڑا نہیں۔ بلکہ مجموعہ کا نام گھڑا ہے۔ لہٰذا "یہ گھڑا ہے"۔ یہ پرتیکش ہے۔ انومیہ نہیں۔ کیونکہ سب اجزا کے اندر کل ایک ہے۔ اس کے پرتیکش ہونے سے گھڑے کے سب اجزا بھی پرتیکش ہوتے ہیں۔ یعنی گھڑا اپنے اجزا سمیت پرتیکش ہوتا ہے۔

چوتھا "ویبھاشک" خارجی اشیاء کو پرتیکش مانتا ہے۔ وہ بھی ٹھیک نہیں۔ کیونکہ جہاں علم حاصل کرنے والا اور علم ہوتا ہے۔ وہیں پرتیکش ہوتا ہے۔ اگرچہ پرتیکش ہونے والی شئے باہر ہوتی ہے مگر اسی کے مطابق علم آتما کو ہوتا ہے

چار قسم کی بھاونا کی تردید

(۱) اسی طرح اگر اشیاء کشنک (عارضی) اور ان کا علم بھی کشنک (عارضی) ہو تو پرتی ابھگیا (حافظہ)

یعنی میں نے یہ بات کی تھی۔ ایسی یادداشت نہیں چاہیئے۔ مگر پہلے دیکھی اور سنی بات یاد رہتی ہے اس لئے کشنک کا مسئلہ بھی ٹھیک نہیں۔

(۲) اگر سب دُکھ ہی ہو۔ اور سکھ کچھ بھی نہ ہو۔ تو سکھ کے مقابلہ کے بغیر دُکھ کا ہونا ثابت نہیں ہو سکتا جیسے رات کے مقابل دن اور دن کے مقابل رات ہوتی ہے۔ اس لئے سب دکھ ماننا ٹھیک نہیں۔

(۳) اگر صرف "سو لکشن" (ہر شے کو نشانوں یا ذریعہ شناخت سے موصوف) مانیں۔ تو آنکھ شکل کا لکشن (ذریعہ شناخت) ہے۔ اور شکل "لکشیہ" ہے۔ مثلاً گھڑے کی شکل لکشیہ (شے قابل شناخت) سے گھڑے کی شکل کا لکشن (ذریعہ شناخت) آنکھ علیحدہ ہے۔ اور "بو" (پرتھوی کا ذریعہ شناخت) شے علیحدہ نہیں ہے اس لئے "لکشن" "لکشیہ" کو "علیحدہ شامل" ماننا چاہیئے۔

(۴) شونیہ کا جواب جو پہلے دیا گیا ہے وہی ہے۔ یعنی شونیہ کا جاننے والا شونیہ سے الگ ہوتا ہے

सर्वस्य संसारस्य दुःखात्मकत्वं सर्वतीर्थङ्करसंमतम् ॥

"سب تیرتھنکروں کا اعتقاد ہے۔ کہ تمام دنیا دُکھ ہی دُکھ ہے" (مترجم)

بودھ اور جین ایک ہیں

جن کو بودھ تیرتھنکر مانتے ہیں۔ انہیں کو جین بھی مانتے ہیں اسی واسطے اس بات میں دونوں ایک ہیں۔

اور بودھ مذکورہ بالا "بھاونا چتشٹے" یعنی چار بھاوناؤں کے ذریعہ سے تمام خیالات کو دفع کرکے نیست ہو جانے کو نروان یعنی مکتی مانتے ہیں۔ اپنے شاگردوں کو "یوگ" (حصول اشیاء) اور "آچار" (گورو کی ہدایت پر چلنے) کا اُپدیش کرتے ہیں یعنی گورو کے قول کو مستند سمجھنا۔

عقل کیوں مختلف دکھائی دیتی ہے؟

عقل قدیم میں مختلف (اُستا) (خیالات) ہونے کے باعث خود عقل ہی مختلف شکلوں میں دکھائی دیتی ہے:۔

रूपविज्ञानवेदनासंज्ञासंस्कारसंज्ञकः ॥

بُدھی کی پانچ حالتیں

اوّل۔ حواس کے ذریعہ سے جو شکل وغیرہ محسوسات کا علم ہوتا ہے۔ وہ "روپ سکندھ" (حالت مادی)

دوم۔ ذریان شکل علم میں علم کے جاری رہنے کو "وگیان سکندھ" (حالتِ احساس)

سوم "روپ سکندھ" اور "وگیان سکندھ" سے پیدا ہوئے ہوئے سکھ دُکھ وغیرہ کے احساس کے جاری رہنے کو "ویدنا سکندھ" (ادراک)۔

چہارم گائے وغیرہ اسم (نام) کا مفہوم (نام والے) کے ساتھ تعلق ماننے کو "سنگیا سکندھ" (حالتِ تصدیق)

پنجم "ویدنا سکندھ" سے پیدا ہوئی رغبت۔ نفرت۔ وغیرہ کلیش تکلیف اور بھوک، پیاس وغیرہ "اُپ کلیش" (ادنیٰ تکلیف) مستی، غفلت، غرور، دھرم ادھرم کو "سنسکار سکندھ" (حالت تعقل) مانتے ہیں۔

دونوں کا اختلاف رائے

بودھ لوگ تمام دنیا کو محض دُکھ کا گھر اور دُکھ کا ذریعہ مان کر دنیا سے مخلصی پانا اور چارواکوں میں ان سے زیادہ خاص بات

مکتی، الوہان اور جیو کو نہ ماننا ہے۔[1] جو بودھ مانتے ہیں۔

देशना लोकनाथानां सत्त्वाशयवशानुगाः ।
भिद्यन्ते बहुधा लोके उपायैर्बहुभिः किल ॥ १ ॥
गम्भीरोत्तानभेदेन क्वचिच्चोभयलक्षणा ।
भिन्ना हि देशनाऽभिन्ना शून्यताऽद्वयलक्षणा ॥ २ ॥
अर्थानुपार्ज्य बहुशो द्वादशायतनानि वै ।
परितः पूजनीयानि किमन्यैरिह पूजितैः ॥ ३ ॥
ज्ञानेन्द्रियाणि पञ्चैव तथा कर्मेन्द्रियाणि च ।
मनो बुद्धिरिति प्रोक्तं द्वादशायतनं बुधैः ॥ ४ ॥

تیرتھنکروں کی بے جا عزت

"یعنی جو گیانی تارک الدنیا جیون مکت لوک کا ناتھ (یعنی بُدھ وغیرہ تیرتھنکروں کا اشیاء کے خواص کو بتانے والا) یعنی اشیاء کا جدا جدا اپدیش ہے جس کو بہت طریقوں اور بہت تدبیروں سے بیان کیا گیا ہے۔ اس کو ماننا چاہیئے" (۱)

"بڑے وسیع اور عام فہم طریق سے اور کہیں کہیں مخفی اور کہیں کہیں ظاہر باتوں کے متعلق گروؤں کے جدا جدا اپدیش جو شونیہ لکشن (نیستی کو ثابت کرنے والے) پہلے بیان ہو چکے ہیں۔ ان کو ماننا چاہیئے" (۲)

دوادش آیتن پوجا

"جو دوادش آیتن "پوجا (بارہ مقام کی پوجا) ہے۔ وہی موکش کرنے والی ہے" (۳)

"اس پوجا کی خاطر بہت سی دولت وغیرہ چیزوں کو حاصل کر کے "دوادش آیتن" یعنی بارہ قسم کے خاص مقامات بنا کر سب قسم کی پوجا کرنی چاہیئے۔ اور کسی کی پوجا کرنے سے کیا مطلب؟" (۴)

ان کی دوادش آیتن پوجا یہ ہے۔ پانچ گیان اندریاں یعنی کان، جلد، آنکھ، زبان اور ناک۔ پانچ کرم اندریاں یعنی زبان، ہاتھ، پاؤں، گدا اور پیشاب گاہ یہ دس حواس اور من اور بدھی انہیں کی تعظیم یعنی ان کو آنند میں مشغول رکھنا وغیرہ وغیرہ بدھوں کا عقیدہ ہے۔

تردید عقائد بودھ

(۱) اگر تمام دنیا دکھ ہی دکھ ہوتی۔ تو کسی جیو کی پرورتی (رغبت) نہیں ہونی چاہیئے۔ دنیا میں جیووں کی رغبت ظاہر طور پر دکھائی دیتی ہے۔ اس لئے تمام دنیا محض دکھ نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس میں دکھ سکھ دونوں ہیں۔ اور اگر بودھ لوگ ایسا ہی اعتقاد رکھتے۔ تو کھانے پینے کی چیزیں اور پرہیز اور ادویات وغیرہ کے استعمال کرنے سے جسم کی حفاظت کرنے میں مشغول ہو کر کیوں سکھ مانتے ہیں؟ اگر کہیں کہ مشغول تو ہوتے ہیں۔ مگر اس کو دکھ ہی مانتے ہیں۔ تو یہ بات ہی ناممکن ہے۔ کیونکہ جیو سکھ سمجھ کر مشغول ہوتا ہے۔ اور دکھ جان کر باز رہتا ہے

[1] یعنی چارواک مکتی، جیو، اور الٰہان کو نہیں مانتے۔ لیکن بودھ ان کو بھی مانتے ہیں۔ (مترجم)

دُنیا میں دھرم کے کام وِدّیا اور نیک صحبت وغیرہ اچھے کام سب سکھ دینے والے ہیں۔ ان کو کوئی صاحبِ علم بھی سوائے بودھوں کے دُکھ کا لِنگ (باعث) نہیں مان سکتا۔

(۲) جو پانچ "سکندھ" (حالتیں ہیں۔ وہ بھی بالکل نامکمل ہیں۔ کیونکہ اگر ایسے ایسے "سکندھ" خیال میں لائے جائیں۔ تو ایک ایک کی بہت قسمیں ہو سکتی ہیں۔

(۳) اگر تیرتھنکروں کو اُپدیشک اور لوک ناتھ مانتے ہیں۔ اور جو ناتھوں کا بھی ناتھ قدیم پرماتما ہے۔ اُس کو نہیں مانتے۔ تو ان تیرتھنکروں نے کس سے اُپدیش پایا۔ اگر کہیں خود بخود حاصل ہُوا۔ تو یہ بات ناممکن ہے۔ کیونکہ بغیر علّت کے معلول نہیں ہو سکتا۔ یا اگر اُن کے قول کے مطابق ایسا ہی ہوتا۔ تو اب بھی ان میں پڑھنے پڑھانے سُننے اور گیانیوں کی نیک صحبت کرنے کے بغیر گیانی کیوں نہیں بن جاتے؟ نہیں بنتے تو یہ کہنا بالکل بے بُنیاد اور عقل و دلیل سے خارج اُس مریض کے بکواس کی مانند ہے۔ جو سنّیپات (فسادِ خلط) کے مرض میں مبتلا ہو۔

(۴) اگر محض نیستی بلا حرکت غیر شے بودھوں کا اُپدیش (قول) ہے۔ تو موجود شے کی محض نیستی کبھی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ صرف لطیف حالتِ علّت میں چلی جاتی ہے۔ اس لئے یہ قول بھی سراسر غلط ہے

(۵) اگر مال و دولت کے کمانے سے ہی مذکورہ بالا "دوآدش آیتن پوجا" کو ہی مُکتی کا وسیلہ مانتے ہیں۔ تو دس "پران" اور گیارھویں "جیو آتما" کی پُوجا کیوں نہیں کرتے؟ جب حواس اور انت کرن کی پُوجا بھی مُکتی کے دینے والی ہے۔ تو ان بودھوں اور نفس پرست لوگوں میں کیا فرق رہا۔ بلکہ یہ بودھ لوگ ان سے نہیں بچ سکے۔ تو ان میں مُکتی بھی کہاں رہی؟ جس جگہ ایسی باتیں رہیں۔ وہاں مُکتی کا کیا کام ہے؟

بودھ کیوں گمراہ ہُوئے؟

انہوں نے کس درجہ تک اپنی وِدّیا (بے علمی) کی ترقی کی ہے اس کی نظیر اُن کے سوائے دُوسری ہو ہی نہیں سکتی۔ یقین تو یہی ہوتا ہے۔ کہ وید اور ایشور سے مخالفت کرنے کا اُن کو یہی نتیجہ ملا۔ پہلے تو تمام دُنیا کو محض دُکھ تصوّر کیا پھر بیچ میں دوآدش آیتن پُوجا لگا دی۔ کیا اُن کی دوآدش آیتن پوجا دُنیا کی چیزوں سے خارج ہے؟ اگر یہ مُکتی دینے والی ہو سکے۔ تو بھلا آنکھ بند کر کے کوئی شخص اگر جواہرات ڈھونڈنا چاہے یا ڈھونڈے۔ تو کبھی پا سکتا ہے؟ وید اور ایشور کو نہ ماننے کے باعث اُن کی ایسی حالت ہُوئی۔ اب بھی سکھ چاہیں تو وید اور ایشور کا سہارا لے کر اپنا جنم سپھل کریں۔

"وویک ولاس" کتاب میں بودھوں کا اعتقاد اس طرح لکھا ہے:۔

बौद्धानां सुगतो देवो विश्वं च क्षणभङ्गुरम् ।

ا؎ کیونکہ حواس کی پُوجا کے یہی معنی ہو سکتے ہیں کہ خواہشات کو سیر کیا جائے اور نفسانی خواہشوں کی سیری میں لگ جانا ہی نفس پرستی ہے۔ ۲؎ کیونکہ اگر دوآدش آیتن پوجا دنیا کی اشیاء میں شامل ہے۔ تو وہ دُکھ روپ ہُوئی اور دُکھ روپ ہونے سے وہ مُکتی کا سادھن نہیں ہو سکتی۔ (مترجم)

आर्यसत्त्वाख्यया तत्त्वचतुष्टयमिदं क्रमात् ॥ १ ॥
दुःखमायतनं चैव ततः समुदयो मतः ।
मार्गश्चेत्यस्य च व्याख्या क्रमेण श्रूयतामतः ॥ २ ॥
दुःखं संसारिणः स्कन्धास्ते च पञ्च प्रकीर्त्तिताः ।
विज्ञानं वेदना संज्ञा संस्कारो रूपमेव च ॥ ३ ॥
पञ्चेन्द्रियाणि शब्दाद्या विषयाः पञ्च मानसम् ।
धर्मायतनमेतानि द्वादशायतनानि तु ॥ ४ ॥
रागादीनां गणो यः स्यात्समुदेति नृणां हृदि ।
आत्मात्मीयस्वभावाख्यः स स्यात्समुदयः पुनः ॥ ५ ॥
क्षणिकाः सर्वसंस्कारा इति या वासना स्थिरा ।
स मार्ग इति विज्ञेयः स च मोक्षोऽभिधीयते ॥ ६ ॥
प्रत्यक्षमनुमानं च प्रमाणं द्वितयं तथा ।
चतुःप्रस्थानिका बौद्धाः ख्याता वैभाषिकादयः ॥ ७ ॥
अर्थो ज्ञानान्वितो वैभाषिकेण बहु मन्यते ।
सौत्रान्तिकेन प्रत्यक्षग्राह्योऽर्थो न बहिर्मतः ॥ ८ ॥
आकारसहिता बुद्धिर्योगाचारस्य संमता ।
केवलां संविदां स्वस्थां मन्यन्ते मध्यमाः पुनः ॥ ९ ॥
रागादिज्ञानसन्तानवासनोच्छेदसम्भवा ।
चतुर्णामपि बौद्धानां मुक्तिरेषा प्रकीर्त्तिता ॥ १० ॥
कृत्तिः कमण्डलुर्मौण्ड्यं चीरं पूर्वाह्णभोजनम् ।
संघो रक्ताम्बरत्वं च शिश्रिये बौद्धभिक्षुभिः ॥ ११ ॥

بُدھ مذہب کے عقائد

"بُدھ (لقب بہ سُگت دیو) یعنی بُدھوں کا لائق پرستش دیوتا۔ دنیا کا لمحہ بلمحہ مٹنے والا ہونا۔ مرد عورت کا آریہ (پاکیزہ) رہنا نیز تتّو (عناصر) کا شمار دیا نام وغیرہ کا جاننا یہ چار تتّو (اصولی باتیں) بُودھوں میں قابل تسلیم پیدا رہتی (چیزیں) ہیں۔" (۱)

"اس دنیا کو دکھ کا گھر جاننا۔ اس کے بعد سمُدیہ یعنی ترقی ہوتی ہے۔ اور ان کی تشریح بسلسلہ وار سنو (۲) دنیا میں دکھ ہی ہے جو پانچ "سکندھ" جیسے بیان کر آئے ہیں ان کو جاننا چاہیئے۔" (۳)

"پانچ گیان اندریاں ان کے آواز وغیرہ پانچ محسوسات اور من۔ بدھی (یعنی انتہ کرن) یہ بارہ

دھرم کے قیام گاہ ہیں" (۴)

"انسانوں کے دل میں جو رغبت، نفرت وغیرہ کا مجمع پیدا ہوتا ہے۔ وہ "سم اُدیہ" کہلاتا ہے۔ جو آتما کی اور آتما سے تعلق رکھنے والی دیگر عادات ہیں۔ انہیں بھی پھر "سم اُدیہ" ہی کہتے ہیں" (۵)

"تمام سنسکار (تاثیرات) لمحہ بھر رہنے والے ہیں۔ جو ایسا خیال پیدا ہوتا ہے۔ وہ بودھوں کا مارگ (طریقت) ہے۔ اور اسی کا "شونیہ تو" (عناصر نیستی یعنی محض نیست ہو جانا) مکتی ہے" (۶)

"بودھ لوگ پرتیکش اور انومان دو ہی پرمان مانتے ہیں۔ ان کے چار فرقے ہیں" "ویبھاشک" "سوترانتک" "یوگاچار" اور "مادھیمک"۔ (۷)

بودھ مذہب کے چار طریقے

"ان میں "ویبھاشک" ان چیزوں کو جو گیان میں ہیں۔ ہست مانتا ہے۔ کیونکہ جو گیان میں نہیں ہیں۔ اس کی ہستی۔ سدھ پُرش (شخص کمالیت رسیدہ) نہیں مان سکتا۔ اور "سوترانتک" پرتیکش اشیاء کو باطن میں موجود مانتا ہے۔ ظاہر میں نہیں" (۸)

"یوگاچار" بدھی کو جسم اور علم سے مرکب مانتا ہے۔ اور "مادھیمک" صرف اپنے باطن میں اشیاء کا محض علم مانتا ہے۔ اشیاء کو نہیں مانتا" (۹)

"اور رغبت وغیرہ علم کے سلسلے کے خیال یا آتما کے ختم ہونے کے ذریعہ سے پیدا ہونے والی مکتی چاروں بودھوں کی (یکساں) ہے" (۱۰)

"ہرن وغیرہ کا چمڑا۔ کمنڈل۔ بال منڈوانا۔ درخت کی چھال کے کپڑے۔ دن کے پہلے پہر یعنی ۹ بجے سے پہلے کھانا کھانا۔ اکیلا نہ رہنا۔ سرخ کپڑے پہننا۔ یہ بودھوں کے سادھوؤں کا بھیس ہے" (۱۱)

ان کی تردید

جواب۔ اگر بدھوں کا تسلیم کردہ "سگت" بدھ ہی دیوتا ہے۔ تو اس کا گرو کون تھا؟ اور اگر دنیا لمحہ بھر رہنے والی ہو۔ تو مدت سے دیکھی ہوئی چیز کی یاد اس طرح نہ رہنی چاہیئے۔ کہ یہ "وہی ہے"۔ اگر دنیا لمحہ بھر رہنے والی ہوتی۔ تو وہ چیز ہی نہ رہتی۔ پھر یاد کس کو رہتی۔ اگر بدھوں کا مارگ (طریقت) "کشنک واد" (مسئلہ عارضی) ہی ہے۔ تو ان کی مکتی بھی لمحہ بھر رہنے والی ہو گی۔

اگر "ویدنا" جوہر علم سے مرکب ہوئی چیز ہو۔ تو جڑ (غیر ذی شعور) جوہر میں بھی علم ہونا چاہیئے پھر وہ چلنا وغیرہ حرکت کس کے سہارے کرتا ہے؟

بھلا جو رُوبرو دکھلائی دیتا ہے۔ وہ جھوٹا کیسے ہو سکتا ہے؟

اگر بدھی جسم ہو۔ تو دکھائی دینی چاہیئے۔

اگر صرف گیان ہی باطن میں آتما میں قائم ہو۔ اور اشیاء خارجی کو محض گیان ہی مانا جائے۔ تو جاننے کے لائق اشیاء کے بغیر گیان ہی نہیں ہو سکتا۔

اگر "واسنا" (خیال یا آتما) کا دُور ہو جانا ہی مکتی ہے۔ تو گہری نیند میں بھی مکتی ماننی چاہیئے۔

ایسا ماننا علم کے خلاف ہونے کے باعث قابلِ نفرت ہے۔

یہ چند باتیں بطریق اختصار بودھ مذہب والوں کی ظاہر کر دی ہیں۔ اب دور اندیش عقلمند اسے دیکھ کر خود سمجھ جاویں گے۔ کہ ان کا علم اور عقیدہ کیا ہے۔ اس کو جین لوگ بھی مانتے ہیں۔ اس سے آگے جین دھرم کا بیان شروع کریں گے۔

جین دھرم

پرکرن رتناکر حصہ اول نے چکرسار میں مندرجہ ذیل باتیں لکھی ہیں:۔

جینیوں کے چھ "استی کائے" یعنی جوہر

بودھ لوگ وقتاً فوقتاً نئے پن (تجدید) کے ساتھ (۱) آکاش (۲) کال (۳) جیو (۴) پدگل۔ یہ چار جوہر مانتے ہیں۔ اور جینی لوگ "دھرم آستی کایہ"۔ "ادھرم آستی کایہ"۔ "آکاش آستی کایہ" "پدگل آستی کایہ"۔ "جیو آستی کایہ" اور کال ان چھ جوہروں کو مانتے ہیں۔ ان میں سے کال کو "آستی کایہ" (ہستی) نہیں مانتے۔ بلکہ ایسا کہتے ہیں۔ کہ کال مجازاً جوہر ہے۔ حقیقتاً نہیں۔

ان میں سے "دھرم آستی کایہ" حرکت کے تغیر تبدل کی وجہ سے جیو اور ذرات مختلف تبدیلیاں حاصل کرتے ہیں۔ ان کے اکٹھا ہونے سے جو حرکتیں ہوتی ہیں۔ ان کے قائم رکھنے کا ذریعہ "دھرم آستی کایہ" ہے۔ یہ بے شمار مقامات بمقدار اور لوکوں (کرۂ جہات) میں آ ملتا ہے۔ دوسرا "ادھرم آستی کایہ" وہ ہے۔ کہ جو سکون (یعنی حرکت نہ کرنے) کے باعث تبدیلی پائے ہوئے جیو اور مادہ کے قیام کا ذریعہ ہے تیسرا "آکاش آستی کایہ" اس کو کہتے ہیں۔ کہ جو سب جوہروں کا جائے قیام ہے۔ اور جو آنے جانے ٹھہرنے وغیرہ حرکات کرنے والے جیووں اور پدگلوں کے درآمد برآمد کا ذریعہ اور محیط کل ہے۔ چوتھا "پدگل آستی کایہ" وہ ہے۔ جو بصورت علت لطیف نتیجہ (دائم) ہے۔ ایک ذائقہ والا' رنگ والا' بو والا' لمس والا ہے۔ معلول کی شکل میں آنا محسوس کی علامت ہے۔ اور گلنے سڑنے کی خاصیت رکھتا ہے۔ پانچواں "جیو آستی کایہ" جو چیتنا (ادراک کی علامت) رکھتا ہے۔ درشن (علم مشاہدہ) کی صفت رکھتا ہے۔ لاانتہا تبدیلیوں سے تغیر پذیر اور کرتا بھوگتا (فاعل اور نتیجہ پانے والا) ہے۔ اور چھٹا "کال" وہ ہے۔ کہ جو "آستی کایوں" کے دور نزدیک۔ حدوث و قدامت کی علامت سے موصوف۔ معروف و مشہور زمانہ حال وغیرہ کی تبدیلی جس کے متعلق ہے۔ اسے "کال" کہتے ہیں۔

بودھوں اور جینیوں کے چھ درویہ

محقق۔ بودھوں نے جو چار جوہر ہر وقت نئے نئے مانے ہیں۔ وہ جھوٹے ہیں کیونکہ آکاش۔ کال۔ جیو اور پرمانو (ذرات مادی) نئے یا پرانے کبھی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ قدیم اور بصورت علت غیر فانی ہیں پھر نیا اور پرانا پن کس طرح صادق آ سکتا ہے۔

اور جینیوں کا اعتقاد بھی درست نہیں۔ کیونکہ "دھرم" اور "ادھرم" جوہر نہیں ہیں بلکہ عرض ہیں۔ یہ دونوں "جیو آستی کایہ" میں آجاتے ہیں۔ اس لئے آکاش۔ پرمانو۔ جیو اور کال مانتے۔ تو ٹھیک تھا جو نو جوہر ویشیشک میں مانے گئے ہیں۔ وہی ٹھیک ہیں۔ کیونکہ خاک وغیرہ پانچ عناصر زمان سمت۔ آتما اور من بالتحقیق یہ نو جدا جدا جوہر ہیں۔

ایک جیو کو چیتن مان کر ایشور کا نہ ماننا جین اور بودھوں کی حجت اور تعصب آمیز بات ہے۔

سات قسم کا بھنگ

اب جو بدھ اور جینی لوگ "سپت بھنگی" (ہفتگانہ تردید) اور سیادواد کا مسئلہ بودھ مانتے ہیں۔ وہ یہ ہے :-

پہلا بھنگ۔ "سن گھٹ" (گھڑا ہے)۔ اس کو پہلا بھنگ کہتے ہیں۔ کیونکہ گھڑا اپنی موجودگی سے وابستہ ہے یعنی "گھڑا ہے"۔ اس نے نیستی کی تردید کی ہے۔

دوسرا بھنگ۔ "اسن گھٹ" گھڑا نہیں ہے۔ پہلے گھڑے کی ہستی کے مقابلہ میں اس گھڑے کی عدم موجودگی کی وجہ سے دوسرا بھنگ (تردید) ہے۔

تیسرا بھنگ یہ ہے۔ کہ "سن آسن گھٹ" (گھڑا ہے نہیں ہے) یعنی یہ گھڑا تو ہے مگر کپڑا نہیں کیونکہ ان دونوں سے علیحدہ ہو گیا۔

چوتھا بھنگ۔ "گھٹو اگھٹہ" (گھڑا غیر از گھڑا) مثلاً (غیر از گھڑا کپڑا) اپنے اندر دوسری چیز یعنی کپڑے کی نیستی کے لحاظ سے گھڑا ہی (کپڑے میں) غیر از گھڑا کہلاتا ہے۔ گویا ایک وقت میں اس کی دو اصطلاحیں گھڑا اور غیر از گھڑا بھی ہو جاتی ہیں۔

پانچواں بھنگ یہ ہے کہ گھڑے کو کپڑا کہنا نادرست ہے۔ یعنی اس میں گھڑا پن کہنا درست ہے اور کپڑا پن کہنا نادرست ہے۔

چھٹا بھنگ یہ ہے۔ کہ اگر گھڑا نہیں ہے۔ تو وہ کہنے کے قابل بھی نہیں ہے۔ اور جو ہے وہ ہے۔ اور کہنے کے قابل بھی ہے۔

ساتواں بھنگ یہ ہے۔ کہ جس کا کہنا مطلوب ہے۔ مگر وہ نہیں ہے۔ اور کہنے کے قابل بھی گھڑا نہیں۔

یہ سپت بھنگ کہلاتے ہیں۔ اسی طرح :-

स्यादस्ति जीवोऽयं प्रथमो भङ्गः ॥ १ ॥ स्यान्नास्ति जीवो द्वितीयो भङ्गः ॥ २ ॥ स्यादवक्तव्यो जीवस्तृतीयो भङ्गः ॥ ३ ॥ स्यादस्ति नास्तिरूपो जीवश्चतुर्थो भङ्गः ॥ ४ ॥ स्यादस्ति अवक्तव्यो जीवः पञ्चमो भङ्गः ॥ ५ ॥ स्यान्नास्ति अवक्तव्यो जीवः षष्ठो भङ्गः ॥ ६ ॥ स्यादस्ति नास्ति अवक्तव्यो जीव इति सप्तमो भङ्गः ॥ ७ ॥

جیو کی سپت بھنگی

"یعنی جیو ہے" ایسا کہا جاوے۔ تو جیو میں جیو کے متضاد جڑ (غیر ذی شعور) اشیا کی نیستی کا ہونا پہلا بھنگ کہلاتا ہے۔" (۱)

"دوسرا بھنگ یہ ہے۔ کہ "جیو نہیں ہے" جڑ کی نسبت ایسا ہی کہا جاتا ہے اسی وجہ سے یہ دوسرا بھنگ کہلاتا ہے۔" (۲)

"جیو ہے۔ مگر بیان کے قابل نہیں۔ یہ تیسرا بھنگ ہے۔" (۳)

"جب جیو جسم اختیار کرتا ہے۔ تب نمودار اور جب جسم سے الگ ہوتا ہے تب ناپدید رہتا ہے یعنی جیو ہے اور نہیں ہے۔ ایسا کہا جاوے تو اس کو چوتھا بھنگ کہتے ہیں۔" (۴)

"جیو ہے مگر بیان کے قابل نہیں جو ایسا قول ہے۔ اس کو پانچواں بھنگ کہتے ہیں۔" (۵)

"جیو پرتیکش پرمان سے بیان کرنے میں نہیں آتا۔ اس لئے آنکھوں کے لئے پرتیکش نہیں ہے ایسی بات ہو۔ تو اس کو چھٹا بھنگ کہتے ہیں۔" (۶)

"ایک وقت میں جیو کا قیاس ہونا اور نظر نہ آنے کے باعث نہ ہونا۔ یکساں نہ رہنا۔ بلکہ ہر لمحہ میں تبدیلی پاتا ہے۔" اور نہیں ہے۔ نہ ہو"۔ اور نہیں ہے اور ہے"۔ کا بھی اطلاق نہ ہو۔ تو یہ ساتواں بھنگ کہلاتا ہے۔" (۷)

دیگر سپت بھنگیاں

اسی طرح ہمیشگی کی سپت بھنگی اور غیر ہمیشگی کی سپت بھنگی نیز خاصہ عام اور خاصہ خاص صفات اور تغیرات کی ہر چیز میں سپت بھنگی ہوتی ہے۔ اسی طرح جوہر عرض عادات اور تغیرات کے لاانتہا ہونے کی وجہ سے سپت بھنگی بھی لاانتہا ہوتی ہے یہی بودھ اور جینیوں کا "سیادواد" اور "سپت بھنگی" منطق کہلاتا ہے۔

سپت بھنگی اور اور سیادواد کی تردید

محقق - یہ بات صرف ایک "اینوانیہ بھاد" (عدم موجودیت غیر نفس میں یا "سادھرمیہ" (صفات موجبہ) "ودھرمیہ" (صفات سالبہ) میں شامل ہو سکتی ہے اس آسان طریق کو چھوڑ کر مشکل جال پھیلانا محض نادانوں کے پھنسانے کے لئے ہوتا ہے۔ دیکھو جیو کی غیر از جیو میں اور غیر از جیو کی جیو میں نیستی ہی رہتی ہے۔ مثلاً جیو اور جڑ ہست ہونے کی وجہ سے "سادھرمیہ" اور ذی شعور اور غیر ذی شعور ہونے کی وجہ سے "ودھرمیہ" یعنی جیو میں "چیتنتا" (ادراک) ہے۔ اور "جڑتا" (غیر ذی شعوری) نہیں ہے۔ اسی طرح جڑ میں جڑتا ہے۔ اور چیتنتا نہیں ہے۔ اس لئے صفات فعل اور عادات کے خواص موجبہ اور خواص سالبہ پر غور کرنے سے ان کا "سپت بھنگی" اور "سیادواد" آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے۔ پھر اس قدر جال پھیلانا فضول ہے۔ اس بارے میں بودھ اور جینیوں کا ایک اعتقاد ہے۔ مگر تھوڑا سا اختلاف ہونے کی وجہ سے فرق بھی ہو جاتا ہے۔

اب اس کے آگے محض جین مذہب کے بارہ میں لکھا جاتا ہے۔

चिदचिद्द्वे परे तत्त्वे विवेकस्तद्विवेचनम् ।
उपादेयमुपादेयं हेयं हेयं च कुर्वतः ॥ १ ॥
हेयं हि कर्तृरागादि तत्कार्यमविवेकिनः ।
उपादेयं परं ज्योतिरुपयोगैकलक्षणम् ॥ २ ॥

جینیوں کے ذاتی عقاید

"جین لوگ "چت" اور "اچت" یعنی چیتن اور جڑ دو ہی عنا صر (پرم تتو) مانتے ہیں۔ ان دونوں میں تمیز کرنے کا نام 'وویک' ہے جو اختیار کرنے کے قابل ہے۔ اس کو اختیار اور جو ترک کرنے کے قابل ہے۔ اس کو ترک کرنے والا "وویکی" کہلاتا ہے"۔ (۱)

"جہان کا بنانے والا ہے اور رغبت وغیرہ ہیں۔ نیز ایشور نے جہان بنایا ہے۔ ایسی بے تمیزی کے عقیدہ کو ترک کرنا اور یوگ کے ذریعہ جانا ہوا جو نور مطلق ہے۔ اس کو تسلیم کرنا اچھا ہے"۔ (۲) یعنی جیو کے سوائے دوسرے چیتن وجود ایشور کو نہیں مانتے۔ کوئی بھی قدیم اور ثابت شدہ ایشور نہیں۔ ایسا جین اور بدھ لوگوں کا عقیدہ ہے۔

جین اور بدھ کا ایک ہونا

اس بارہ میں راجہ شیو پرشاد جی اپنی کتاب "اتہاس ترناشک" میں لکھتے ہیں۔ کہ ان کے دو نام ہیں۔ ایک جین اور دوسرا بودھ۔ یہ مترادف الفاظ ہیں۔ لیکن بودھوں میں وام مارگی گوشت خور شرابی بدھ بھی ہیں۔ ان کے ساتھ جینیوں کا اختلاف ہے۔ مگر جو مہاویر اور گوتم "گندھر" ہیں۔ ان کا نام بودھوں نے بدھ رکھا ہے۔ اور جینیوں نے "گن دھر" اور "جن ور"۔ اس بارے میں راجہ شیو پرشاد جی نے جو اپنے بزرگوں کے وقت سے جین مذہب کے پیرو چلے آتے ہیں۔ اپنی کتاب "اتہاس ترناشک" کے تیسرے کھنڈ میں لکھا ہے۔ کہ سوامی شنکر آچاریہ سے پہلے "جن ور" کو ہوئے کل ہزار برس کے قریب گذرے ہیں۔ تمام بھارت ورش میں بدھ یا جین مذہب پھیلا ہوا تھا۔ اور اس پر یہ نوٹ دیا۔ کہ بدھ کہنے سے ہماری مراد اس مذہب سے ہے جو مہاویر کے گن دھر گوتم سوامی کے زمانہ سے شنکر سوامی کے زمانہ تک وید کے خلاف تمام بھارت ورش میں پھیلا رہا۔ اور جس کو اشوک اور اس زمانہ کے مہاراجہ نے قبول کیا۔ اس سے جین کسی طرح باہر نہیں نکل سکتے۔ "جن" جس سے جین نکلا۔ اور "بدھ" جس سے "بودھ" نکلا۔ دونوں مترادف الفاظ ہیں لغت میں دونوں کے معنی ایک ہی ہیں۔ اور گوتم کو دونوں مانتے ہیں۔ بلکہ بودھوں کی پرانی کتب دیپ ونش وغیرہ میں "شاکی منی گوتم بدھ" کو اکثر مہاویر ہی کے نام سے لکھا ہے پس ان کے زمانہ میں ان کا مذہب ایک ہی رہا ہوگا۔ ہم نے جو جین نہ لکھ کر گوتم کے مذہب والوں کو بدھ لکھا۔ اس سے ہمارا صرف یہی مطلب ہے۔ کہ ان کو دوسرے ملک والوں نے بودھ ہی کے نام سے لکھا ہے۔ امرکوش میں بھی ایسا ہی لکھا ہے:-

सर्वज्ञः सुगतो बुद्धो धर्मराजस्तथागतः ।

समन्तभद्रो भगवान्मारजिल्लोकजिज्जिनः ॥ १ ॥
षडभिज्ञो दशबलोऽद्वयवादी विनायकः ।
मुनीन्द्र श्रीघनः शास्ता मुनिः शाक्यमुनिस्तु यः ॥ २ ॥
स शाक्यसिंहः सर्वार्थःसिद्धश्शौद्धोदनिश्च सः ।
गौतमश्चार्कबन्धुश्च मायादेवीसुतश्च सः ॥ ३ ॥ (امرکوش ا۔۱۔۱۰)

اب دیکھئے بُدھ - جِن - اور بودھ و جین ایک ہی نام ہیں یا نہیں؟ کیا امر سنگھ بھی بُدھ اور جن کو ایک لکھنے میں بھول گیا ہے۔ جو علم سے بے بہرہ جینی ہیں۔ وہ نہ تو اپنا جانتے ہیں۔ اور نہ دوسرے کا فقط ہٹھ ہی سے بکواس کیا کرتے ہیں۔ لیکن جو جینیوں میں صاحبِ علم ہیں۔ وہ سب جانتے ہیں۔ کہ بُدھ اور جن نیز بودھ اور جین مترادف ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں۔

تیرتھنکروں کو پرمیشور ماننا

جین لوگ کہتے ہیں۔ کہ جیو ہی پرمیشور ہو جاتا ہے وہ اپنے تیرتھنکروں کو کیولی یعنی مکتی پایا ہوا اور پرمیشور مانتے ہیں۔ قدیم پرمیشور کو کوئی نہیں مانتے۔

سروگیہ ۱ - ویت راگ ۲ - ارہن ۳ - کیولی ۴ - تیرتھنکر ۵ - جن ۶ - یہ چھ نام ناستکوں کے دیوتاؤں کے ہیں۔ آدی دیو کی تعریف چندر سوری نے "آپت نشچے النکار" کتاب میں اس طرح لکھی ہے۔ کہ

सर्वज्ञो वीतरागादिदोषस्त्रैलोक्यपूजितः ।
यथास्थितार्थवादी च देवोऽर्हन् परमेश्वरः ॥ १ ॥

اسی طرح "توتاتیتوں" نے بھی لکھا ہے۔ کہ

सर्वज्ञो दृश्यते तावन्नेदानीमस्मदादिभिः ।
दृष्टो न चैकदेशोऽस्ति लिङ्गं वा योऽनुमापयेत् ॥ २ ॥
न चागमविधिः कश्चिन्नित्यसर्वज्ञबोधकः ।
न च तत्रार्थवादानां तात्पर्यमपि कल्प्यते ॥ ३ ॥
न चान्यार्थप्रधानैस्तैस्तदस्तित्वं विधीयते ।
न चानुवदितुं शक्यः पूर्वमन्यैरबोधितः ॥ ४ ॥

ایشور کی ہستی پر اعتراض

"جو راگ دویش وغیرہ عیبوں سے بری تینوں لوکوں میں لائق پرستش اشیاء کو ٹھیک ٹھیک بیان کرنے والا۔ ہمہ دان ارہن دیو ہے۔ وہی پرمیشور ہے" (۱)

"چونکہ ہم اس وقت پرمیشور کو نہیں دیکھتے۔ اس لئے کوئی ہمہ دان۔ قدیم پرمیشور پرتیکش نہیں۔ جب ایشور میں پرتیکش پرمان نہیں۔ تو انومان بھی عائد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ایک جزو پرتیکش ہونے کے بغیر انومان نہیں ہو سکتا" (۲)

"جب پرتیکش انومان نہیں۔ تو "آگم" یعنی ابدی۔ قدیم۔ ہمہ دان۔ پرماتما کو جتلانے والا شبد پرمان بھی نہیں ہو سکتا۔ جب تینوں پرمان نہیں۔ تو "ارتھ واد" (یعنی تعریف و مذمت) "پرکرتی" (یعنی دوسروں کے کارنمایاں کا بیان کرنا) اور "پراکلپ" (یعنی تواریخ) کی منشا بھی پوری نہیں ہو سکتی"۔ (۳)

"اور بہو بریہی سماس" کی مانند بھی جس میں غیر شے کو مقدم رکھا جاتا ہے۔ "پروکش" (غائب) پرماتما کی ہستی کو بیان نہیں کر سکتے۔ پھر ایشور کے بیان کرنے والوں سے سننے کے بغیر انو واد (مکرر بیان) بھی نہیں ہو سکتا"۔ (۴)

اس کی تردید

اگر کوئی قدیم ایشور نہ ہوتا۔ تو "ایمن" کے ماں باپ وغیرہ کے جسم کا سانچہ کون بناتا۔ ترکیب دینے والے کے بغیر قرار واقعی تمام اعضا سے مکمل مناسب کام انجام دینے کے قابل جسم ہرگز نہیں بن سکتا۔ اور جن اشیاء سے جسم بنا ہے۔ وہ جڑ ہونے کی وجہ سے اپنے آپ اس قسم کی اعلےٰ صنعت سے پر جسم کی شکل اختیار نہیں کر سکتیں۔ کیونکہ ان میں قرار واقعی بننے کا علم ہی نہیں ہے۔ اور جو رغبت وغیرہ عیب میں مبتلا ہونے کے بعد عیب سے پاک ہوتا ہے۔ وہ ایشور کبھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جس وجہ سے وہ رغبت وغیرہ سے چھوٹ کر مکتی پاتا ہے۔ اس وجہ کے دور ہو جانے پر اس کا نتیجہ یعنی مکتی بھی فانی ہو گی۔

جیو ایشور نہیں ہو سکتا

جو قلیل الجثہ اور قلیل العلم ہے۔ وہ محیط کل اور علیم کل کبھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جیو کا وجود محدود المقام اور محدود الصفات فعل اور عادات والا ہوتا ہے۔ اس میں تمام علوم کو ہر طرح سے کامل طور پر بیان کرنے کی طاقت نہیں ہو سکتی۔ اس لئے تمہارے تیرتھنکر پرمیشور ہرگز نہیں ہو سکتے۔

پرماتما پرتیکش ہے

کیا تم انہی اشیا کو مانتے ہو جو پرتیکش ہیں؟ غیر از پرتیکش کو نہیں۔ جس طرح کان سے صورت کا اور آنکھ سے آواز کا احساس نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح قدیم پرماتما کو دیکھنے کے ذریعے پاک "انتہ کرن" ودیا اور یوگا بھیاس سے پاک آتما پرماتما کو پرتیکش دیکھتا ہے۔ جس طرح پڑھنے کے بغیر ودیا کے اغراض حاصل نہیں ہوتے۔ اسی طرح یوگا بھیاس اور عرفان کے بغیر پرماتما کو بھی نہیں دیکھ سکتے۔ جس طرح مٹی کی شکل وغیرہ صفات کے ساتھ براہ راست تعلق ہونے کی وجہ سے پرتھوی پرتیکش ہوتی ہے۔ اسی طرح اس کائنات میں پرماتما کی قسم قسم کی صنعت کاری کے نشانات کو دیکھ کر پرماتما پرتیکش ہوتا ہے۔

(۲) اور جو پاپ کرنے کی خواہش کے وقت خوف۔ شک اور شرم پیدا ہوتی ہے۔ وہ انتریامی (عالم القلوب) پرماتما کی طرف سے ہے۔ اس سے بھی پرماتما پرتیکش ہوتا ہے۔ پس انومان کے ہونے میں کیا شک و شبہ ہو سکتا ہے

(۳) اور پرتیکش اور انومان کے ہونے سے شبد پرمان بھی قدیم۔ ابدی اور علیم کل ایشور کا علم کرانے والا ہوتا ہے۔ اس لئے ایشور میں شبد پرمان بھی ہے۔

ارتھواد

"جب تینوں پرمانوں سے ایشور کو جیو جان سکتا ہے تب "ارتھواد" یعنی پرمیشور کے صفات کی تعریف کرنا بھی بخوبی موزوں ہے۔ کیونکہ جو اشیاء ابدی ہیں۔ اُن کے صفات افعال اور عادات بھی ابدی ہوتے ہیں۔ اُن کی تعریف کرنے میں کوئی بھی رکاوٹ نہیں ہے۔

دُنیا بغیر ایشور کے نہیں بن سکتی

"جس طرح انسانوں میں بغیر فاعل کے کوئی بھی کام نہیں ہوتا۔ اسی طرح اس کارِ عظیم (دُنیا) کا فاعل کے بغیر ہونا سراسر ناممکن ہے۔ عجب یہ بات ہے۔ تو ایشور کی ہستی میں جاہل کو بھی شک نہیں ہو سکتا۔

ایشور کے ثبوت میں مکمّل بیان بھی ہو سکتا ہے

اور جب پرماتما کے اُپدیش کرنے والوں سے اس کی ذات کا بیان سُنیں گے۔ تو بعد میں اس کا مکمّل بیان کرنا سہل ہوگا۔

اس لئے جینیوں کے پرتیکش وغیرہ پرمانوں سے ایشور کی تردید کرنا وغیرہ کارروائی نامناسب ہے۔

سوال:-

अनादेरागमस्यार्थो न च सर्वज्ञ आदिमान् ।
कृत्रिमेण त्वसत्येन स कथं प्रतिपाद्यते ॥ १ ॥
अथ तद्वचनेनैव सर्वज्ञोऽन्यैः प्रतदीयते ।
प्रकल्पेत कथं सिद्धिरन्योन्याश्रययोस्तयोः ॥ २ ॥
सर्वज्ञोक्ततया वाक्यं सत्यं तेन तदस्तिता ।
कथं तदुभयं सिध्येत् सिद्धमूलान्तरादृते ॥ ३ ॥

ایشور کی ہستی پر اعتراضات

"درمیان میں حادث ہوا۔ ازلی شاستر کا مضمون نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حادث غیر حقیقی کلام سے اس کا بیان کس طرح ہو سکتا ہے؟" (۱)

"اور اگر پرمیشور ہی کے کلام سے پرمیشور ثابت ہوتا ہے۔ تو قدیم ایشور سے قدیم شاستر کا ثبوت اور قدیم شاستر سے قدیم ایشور کا ثبوت" اینونیہ آشرے دوش" (اعتراض دور[1]) عاید ہوتا ہے" (۲)

"کیونکہ علیم کُل کے قول سے اُس وید کی کلام کو سچا ثابت کرتے ہو۔ اور پھر اسی وید کی کلام سے ایشور کو ثابت کرتے ہو یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ اس شاستر اور پرمیشور کے ثابت کرنے کے واسطے کوئی تیسرا ثبوت چاہیئے۔ اگر ایسا مانو گے۔ تو اَن اوستھا دوش (تسلسل کا اعتراض) عاید ہوگا۔" (۳)

[1] علم منطق میں تسلسل امور نامتناہی کے مترتب ہونے کو کہتے ہیں۔ اور دَور اسے کہتے ہیں کہ دریافت ایک علم کا موقوف ہو۔ دوسرے علم پر اور علم ثانی پھر موقوف ہو علم اوّل پر۔ جو خود مجہول ہے۔ دَور تسلسل بھی باطل ہے سنسکرت زبان میں تسلسل کو ان اوستھا دوش ان اوستھاپتی اور دَور کو اینونیہ آشرے دوش کہتے ہیں (مترجم)

ان کی تردید

جواب ہم لوگ پرمیشور اور پرمیشور کے صفت فعل اور عادت کو قدیم مانتے ہیں۔ قدیم ابدی اشیاء میں "انیانیہ آشرے دوش" (دور) عاید نہیں ہو سکتا۔ جس طرح معلول سے علت کا اور علت سے معلول کا علم ہوتا ہے۔ اور معلول میں ہمیشہ علت کی خاصیت اور علت میں معلول کی خاصیت رہتی ہے۔ اسی طرح پرمیشور کے بے انتہا علم وغیرہ صفات کے ابدی ہونے کے باعث ایشور کے کلام وید میں "انوستھا دوش" (تسلسل) عاید نہیں ہوتا۔ اور تم تیرتھنکروں کو پرمیشور مانتے ہو۔ یہ کبھی موزوں نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ماں باپ کے بغیر ان کا جسم ہونا ہی ناممکن ہے۔ پھر وہ تپش یا (ریاضت) گیان اور مکتی کو کس طرح پا سکتے ہیں؟

اسی طرح ترکیب کی ابتدا ضرور ہوتی ہے۔ کیونکہ تفریق و تقسیم کے بغیر ترکیب ہو ہی نہیں سکتی۔ اس لئے کائنات کے پیدا ہونے کے لئے قدیم پرماتما کو مانو۔ دیکھو! خواہ کوئی کتنا ہی کامل ہو۔ تاہم جسم وغیرہ کی بناوٹ کو پورے طور پر نہیں جان سکتا۔

جب "سدھ" (کمالیت کو پہنچا ہوا) جیو گہری نیند کی حالت میں ہوتا ہے۔ تب اس کو کچھ بھی اور اک نہیں ہوتا۔

جب جیو دکھ پاتا ہے۔ تب اس کا علم بھی کم ہو جاتا ہے۔

ایسی محدود طاقت والے اور ایک مقام میں رہنے والے کو ایشور ماننا وہم میں پڑی ہوئی عقل والے جینیوں کے سوائے دوسرا کوئی بھی نہیں مان سکتا۔

اگر تم کہو۔ کہ وہ تیرتھنکر اپنے ماں باپ سے پیدا ہوئے۔ تو وہ کن سے؟ اور ان کے ماں باپ کن سے؟ اور پھر ان کے بھی ماں باپ کن سے پیدا ہوئے؟ علیٰ ہذا القیاس "انوستھا" (تسلسل) عاید ہو گی۔

"آستک" اور "ناستک" کا مکالمہ

اس کے آگے "پرکرن رتناکر" کے دوسرے حصہ آستک ناستک کے مباحثہ کے سوال وجواب لکھتے ہیں جس کو بڑے بڑے جینیوں نے اتفاق رائے سے مان کر بمبئی میں چھپوایا ہے۔

ناستک۔ ایشور کی خواہش سے کچھ نہیں ہوتا۔ جو کچھ ہوتا ہے۔ وہ کرم (فعل) سے ہی ہوتا ہے۔

کرم ہی کرتا نہیں بن سکتا

آستک۔ اگر سب کچھ کرم سے ہوتا ہے۔ تو کرم کس سے ہوتا ہے؟ اگر کہو۔ کہ جیو وغیرہ سے ہوتا ہے۔ تو جن وسائل کان وغیرہ سے جیو کرم کرتا ہے۔ وہ کن سے ہوئے؟ اگر کہو کہ ازلی اور طبعی ہوتے ہیں۔ تو ازلی کا دور ہونا ناممکن ہونے کی وجہ سے تمہارے مذہب میں مکتی معدوم ہو جائے گی۔

اگر کہو۔ کہ "پراگ ابھاو" (عدم ماقبل) کی مانند ابتدا نہیں۔ مگر انتہا ہے۔ تو کوشش کرنے کے بغیر ہی سب کے کرم (فعل) ختم ہو جائیں گے۔ اگر نتیجہ کا دینے والا ایشور نہ ہو۔ تو پاپ کے نتیجہ میں

جیو کبھی اپنی خوشی سے دُکھ نہیں بھوگے گا۔ جس طرح چور وغیرہ چوری کا نتیجہ (سزا) اپنی خوشی سے نہیں بھوگتے بلکہ شاہی قانون سے بھوگتے ہیں۔ اسی طرح پرمیشور کے حکم سے جیو پاپ اور پُن کے نتائج بھوگتے ہیں بصورت دیگر کرم غلط ملط ہو جاویں گے۔ اور ایک کے کرم دُوسرے کو بھوگنے پڑیں گے۔

ناستک۔ ایشور کرم کرنے والا نہیں ہے۔ اگر کرم کرنے والا ہوتا۔ تو کرم کا نتیجہ بھی بھوگنا پڑتا اس لئے جس طرح ہم "کیولی" مکتی پائے ہوؤں کو فعل سے آزاد مانتے ہیں۔ اسی طرح تم بھی جانو۔

ایشور بے فعل نہیں

آستک۔ ایشور بے فعل نہیں ہے۔ بلکہ با فعل ہے۔ اگر چیتن (ذی شعور) ہے۔ تو بافعل کیوں نہیں؟ اور اگر فاعل ہے۔ تو وہ فعل سے کبھی الگ نہیں ہو سکتا۔ جس طرح اپنے مصنوعی تیرتھنکر کو جیو سے بنا دئیے ایشور بنا ہوا مانتے ہو اس قسم کے ایشور کو کوئی بھی صاحب علم نہیں مان سکتا۔ کیونکہ اگر کسی وجہ سے ایشور بنے۔ تو عارضی اور محتاج بالغیر ہو جائے کیونکہ ایشور بننے سے پہلے جیو تھا۔ بعد میں کسی وجہ سے ایشور بنا۔ تو پھر آخیر میں جیو ہی ہو جائے گا۔ اپنے جیو ہونے کی خاصیت کو کبھی نہیں چھوڑ سکتا۔ کیونکہ بے حد زمانہ سے جیو ہے اور بے حد زمانہ تک رہے گا۔ اس لئے اس قدیم سے ثابت بالذات ایشور کو ماننا واجب ہے۔ دیکھو! جس طرح زمانہ حال میں جیو پاپ پُن کرتا سکھ دُکھ بھوگتا ہے۔ ایشور ویسا کبھی نہیں ہوتا (یعنی نہ پاپ پُن کرتا ہے نہ بھوگتا ہے) اگر ایشور فعل کرنے والا نہ ہو۔ تو اس جہان کو کس طرح بنا سکتا ہے؟ اگر کرموں کو "پراگ ابھاو" کے مانند غیر ازلی مگر منتہی (ختم ہونے والا) مانتے ہو۔ تو کرم کے ساتھ "سمواِئی" (لازم ملزوم) تعلق نہیں رہے گا۔ اور جب "سمواِئی" تعلق نہیں رہا۔ تو وہ ترکیب سے پیدا ہونے کی وجہ سے حادث ہو جائے گا۔ اگر مکتی میں فعل ہی نہیں مانتے۔ تو وہ مکت جیو گیان والے ہوتے ہیں یا نہیں۔ اگر کہو ہوتے ہیں۔ تو باطنی فعل والے ہوئے۔ کیا مکتی میں پتھر کی مانند جڑ ہو کر ایک جگہ پڑے رہتے ہیں۔ اور کچھ بھی حرکت نہیں کرتے۔ تو مکتی کیا ہوئی۔ تاریکی اور قید میں پڑنا ہوا۔

ناستک۔ ایشور محیط کُل (موجود کُل) نہیں ہے۔ اگر موجود کُل ہوتا۔ تو تمام چیزیں چیتن کیوں نہ ہوتیں اور براہمن کشتری۔ ویش اور شودر وغیرہ اعلےٰ۔ درمیانی۔ اور ادنیٰ حالتیں کیوں ہوئیں؟ کیونکہ سب میں ایک ہی قسم کا ایشور موجود ہے پس چھوٹائی بڑائی نہ ہونی چاہیئے۔

ایشور محیط اور بے لوث ہے

آستک۔ محاط (ویاپیہ) اور محیط (ویاپک) ایک نہیں ہوتے بلکہ (محاط) ویاپیہ محدود المقام اور ویاپک (محیط) موجود کُل ہوتا ہے مثلاً آکاش سب میں موجود ہے۔ اور کرہ زمین و گھڑا۔ کپڑا وغیرہ محاط محدود المقام ہیں جس طرح زمین اور آکاش ایک نہیں۔ اسی طرح ایشور اور جہان ایک نہیں جس طرح گھڑے و کپڑے وغیرہ سب کے اندر آکاش محیط ہے۔ اور گھڑا و کپڑا وغیرہ آکاش نہیں ہیں۔ اسی طرح چیتن پرمیشور سب میں ہے مگر سب چیتن نہیں ہوتے۔ جیسے صاحب علم اور بے علم۔ دھرماتما اور ادھرماتما برابر نہیں ہوتے۔ (اسی طرح) وِدّیا وغیرہ اوصاف نیک اور راست گوئی وغیرہ اعمال اور نیک چلنی وغیرہ خصلتوں کے کم و بیش ہونے سے

براہمن۔ کشتری۔ ویش اور شودر۔ اور چنڈال بڑے چھوٹے مانے جاتے ہیں۔ دونوں کی تشریح جس طرح چوتھے باب میں لکھ چکے ہیں۔ وہاں دیکھ لو۔

ناستک۔ اگر ایشور کی صنعت کاری سے "سرشٹی" ہوتی۔ تو ماں باپ وغیرہ کا کیا کام تھا؟

سرشٹی دو قسم کی ہے

آستک۔ "ایشوری سرشٹی" کا پیدا کرنے والا ایشور ہے مگر جیوی سرشٹی" کا نہیں۔ جو کام جیووں کے کرنے لائق ہیں۔ ان کو ایشور نہیں کرتا۔ بلکہ جیو ہی کرتا ہے۔ مثلاً درخت، پھل، پودے، اناج وغیرہ ایشور نے پیدا کئے ہیں۔ اس کو لے کر جیو بیلیں کوٹ کر روٹی وغیرہ اشیاء نہ بنا دیں اور نہ کھاویں۔ تو اس کے بدلے ان کاموں کو کبھی ایشور کرنے لگا ہے؟ اگر (ان کاموں کو جیو خود) نہ کرے۔ تو جیو کا زندہ رہنا جسم میں رہنا بھی نہ ہو سکے۔ اس لئے ابتدائی پیدائش جیووں کے جسموں اور سانچے کو بنانا ایشور کے تابع ہے۔ بعد میں ان سے اولاد وغیرہ کا پیدا کرنا جیو کا کام ہے۔

ناستک۔ جب پرماتما قدیم، شعور بالذات راحت بالذات ہے۔ تو جہان کے بکھیڑے اور دکھ میں کیوں پڑا؟ کوئی معمولی آدمی بھی راحت کو چھوڑ کر دکھ میں پڑنا قبول نہیں کرتا۔ ایشور نے کیوں کیا؟

دنیا کا نظام اور ایشور

آستک۔ پرماتما کسی بکھیڑے اور دکھ میں نہیں گرتا۔ نہ اپنی راحت کو چھوڑتا ہے۔ کیونکہ جو مختص المقام ہو۔ اس کا بکھیڑے میں اور دکھ میں گرنا ممکن ہے۔ ہمہ جا موجود کا نہیں۔ اگر قدیم، عقل کل، راحت کل، علم کل، پرماتما جہان کو نہ بنا دے۔ تو اور کون بنا سکے۔ جہان کے بنانے کی طاقت جیو میں نہیں ہے۔ اور جڑ (بے جان) میں بھی خود بخود بننے کی طاقت نہیں ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوا۔ کہ پرماتما ہی جہان کو بناتا اور ہمیشہ آنند میں رہتا ہے جس طرح پرماتما ذرات مادی سے کائنات کو بناتا ہے۔ اسی طرح علت فاعلی یعنی ماں باپ کے ذریعہ سے پیدائش کے انتظام کا قاعدہ بھی اسی نے بنایا ہے۔

ناستک۔ ایشور مکتی کے سکھ کو چھوڑ کر جہان کے پیدا کرنے' قائم رکھنے اور فنا کرنے کے بکھیڑے میں کیوں پڑا؟

ایشور سدا مکت ہے

آستک۔ ایشور سدا (دائماً) مکت ہونے کی وجہ سے وسائل کے ذریعہ سے کمال کو پہنچے ہوئے تمہارے ایک مقام میں رہنے والے بندھن کے بعد مکت ہوئے تیرتھنکروں کی مانند نہیں ہے۔ جو بے انتہا صفات، افعال اور عادات والا پرماتما ہے وہ محض اس ناچیز جہان کو قائم رکھتا اور فنا کرتا ہوا بھی قید میں نہیں پڑتا۔ کیونکہ بندھن اور مکتی نسبتاً ہے۔ مثلاً مکتی کے مقابلہ میں بندھن اور بندھن کے مقابلہ میں مکتی ہوتی ہے۔ جو کبھی بندھن میں نہیں تھا۔ وہ مکت کیونکر کہا جا سکتا ہے؟ اور جو ایک مقامی جیو ہیں۔ وہی بندھن میں آیا اور مکت ہوا کرتے ہیں۔ لا انتہا، ہمہ جا موجود اور محیط کل ایشور تمہارے تیرتھنکروں کی طرح کبھی بندھن یا عارضی مکتی کے چکر میں نہیں پڑتا۔ اس لئے وہ پرماتما سدا مکت کہلاتا ہے۔

ناستک - جیو کرموں کے نتیجہ کو اسی طرح بھوگ سکتا ہے جس طرح وہ بھنگ پینے کے نشہ کو اپنے آپ ہی بھوگتا ہے - اس میں ایشور کا کچھ کام نہیں ہے -

کرم خود بخود نتیجہ نہیں دے سکتے

آستک - جس طرح راجہ کے بغیر ڈاکو شہوت پرست چور وغیرہ بدکردار آدمی خود بخود پھانسی یا قید خانہ نہیں جاتے اور نہ وہ جانا چاہتے ہیں - بلکہ شاہی عدالت کے ضابطہ کے بموجب پیر اگر فتار کر کے راجہ ان کو قرار واقعی سزا دیتا ہے - اسی طرح ایشور بھی جیو کو اپنے انصاف کے قاعدوں سے ان کے کرموں کے مطابق حسب مناسب سزا دیتا ہے - کیونکہ کوئی جیو بھی اپنے برے کرموں کے نتیجے کو خود بھوگنا نہیں چاہتا اس لئے عادل پرماتما کا ہونا لازمی ہے -

ناستک - جہان میں ایک ایشور نہیں - بلکہ جس قدر مکت جیو ہیں - وہ سب ایشور ہیں -

مکت جیو ایشور نہیں ہیں

آستک - یہ بات بالکل فضول ہے - کیونکہ جو اول بندھن میں پڑ کر مکت ہو - وہ پھر بھی بندھن میں پڑے گا - کیونکہ وہ ہمیشہ بالطبع مکت نہیں ہے - جیسے تمہارے چوبیس تیرتھنکر پہلے بندھن میں تھے - پھر مکت ہوئے - پھر بھی ضرور بندھن میں گریں گے - اور جب کہ بہت سے ایشور ہیں - تو جس طرح جیو بوجہ بہت ہونے کے لڑتے بھڑتے رہتے ہیں - اسی طرح ایشور بھی لڑا بھڑا کریں گے -

ناستک - اے کم عقل! جہان کے بنانے والا کوئی نہیں - بلکہ جہان خود بخود بنا ہے -

دنیا خود بخود نہیں بن سکتی

آستک - یہ جینیوں کی کتنی بڑی بھول ہے بھلا فاعل کے بغیر کوئی فعل اور فعل کے بغیر کوئی نتیجہ فعل جہان میں ہوتا دکھلائی دیتا ہے؟ یہ اس قسم کی بات ہے - کہ جیسے کھیت میں گیہوں خود بخود پیدا ہو کر اور پس کر روٹی بن جینیوں کے پیٹ میں چلی جاتی ہو - روئی سوت - کپڑا - انگرکھا - دوپٹہ دھوتی - پگڑی وغیرہ بنے بنائے کبھی پیدا نہیں ہوئے - جب ایسا نہیں ہے - تو فاعل (حقیقی) ایشور کے بغیر یہ طرح طرح کا عالم اور بے شمار جسموں کی بناوٹ کس طرح ہو سکتی ہے؟ اگر ہٹ دھرمی سے جہان کو اپنے آپ پیدا ہوا مانو - تو مذکورہ بالا کپڑے وغیرہ کو فاعل کے بغیر خود بخود پیدا ہوتے دکھلاؤ - جب ایسا ثابت نہیں کر سکتے - تو تمہاری دلیل سے خالی بات کون عقلمند مان سکتا ہے؟

ناستک - ایشور "وِرکت" (تارک) ہے یا "موہت" (بند) اگر "ورکت" ہے - تو دنیا کے بکھیڑے میں کیوں پڑا؟ اگر "موہت" ہے - تو جہان کے بنانے کے قابل نہیں ہو سکے گا

ایشور میں نہ ویراگ ہے نہ موہ

آستک - پرمیشور میں "ویراگ" (ترک) یا "موہ" (دلبستگی) کبھی عائد نہیں ہو سکتا - کیونکہ جو محیط کل ہے وہ کس کو چھوڑے اور کس کو اختیار کرے؟ ایشور سے افضل یا اس کو غیر حاصل کوئی شے نہیں ہے - اس لئے اسے کسی میں بھی "موہ" نہیں ہوتا - "ویراگ" اور "موہ" جیو پر عائد ہو سکتے ہیں ایشور پر نہیں -

ناستک - اگر ایشور کو جہان کے بنانے والا اور جیوؤں کے کرموں کا نتیجہ دینے والا مانو گے - تو

ایشور پابندِ دُنیا ہو کر دُکھی ہو جائے گا۔

ایشور پابندِ دُنیا ہے

آستک۔ بھلا جب قسم قسم کے کاموں کا کرنے والا اور جانداروں کو کرموں کی سزا دینے والا۔ دھارمک۔ صاحبِ علم۔ حاکمِ عدالت مجرموں کے کرموں میں نہیں پھنستا۔ اور نہ پابندِ دنیا ہوتا ہے۔ تو پھر لا انتہا طاقت والا پرمیشور دُنیا کا پابند اور دُکھی کیونکر ہوگا؟ ہاں! تم اپنی بے علمی کی وجہ سے پرمیشور کو بھی اپنے اور اپنے تیرتھنکروں کے مانند سمجھتے ہو۔ تو تمہاری بے علمی کا زبردست ثبوت ہے۔ اگر بے علمی وغیرہ نقصوں سے چھوٹنا چاہتے ہو۔ تو وید وغیرہ سچے شاستروں کا سہارا لو۔ کیوں مغالطہ میں پڑ کر ٹھوکریں کھاتے ہو؟

اب ہم جس طرح جینی لوگ جہان کو مانتے ہیں۔ اس طرح ان کے "سوتروں" کے مطابق بیان کرتے ہیں۔ اور اختصار کے ساتھ اصلی حوالہ کے معنی کرنے کے بعد سچ جھوٹ کی تحقیق کر کے دکھلاتے ہیں۔

सामि अणाइ अणन्ते, चउगइ संसारघोरकान्तारे ।
मोहाइ कम्मगुरुठिइ, विवागवसउ भमइ जीवो ॥ (رتن سار ۲-۶-۲)

یہ "رتن سار بھاگ" نامی کتاب کے اندر "سمیکتوں پرکاش" کے مضمون میں گوتم اور مہاویر کا مباحثہ ہے۔

دُنیا ازلی اور ابدی نہیں ہو سکتی

اس کا مختصر طور پر ضروری مطلب یہ ہے۔ کہ دُنیا کی ابتدا اور انتہا نہیں ہے۔ نہ کبھی اس کی پیدائش ہوئی۔ اور نہ کبھی فنا ہوتی ہے۔ یعنی جہان کسی کا بنایا ہوا نہیں۔ ایسا ہی آستک ناستک کے مباحثہ میں دکھایا، کہ اے کم عقل! جہان کے بنانے والا کوئی نہیں۔ یہ نہ کبھی بنا اور نہ کبھی فنا ہوتا ہے۔

محقق۔ (۱) جو ترکیب سے پیدا ہوتا ہے۔ وہ ازلی اور ابدی کبھی نہیں ہو سکتا۔ اور فعل بھی پیدائش اور فنا سے آزاد نہیں۔ جہان میں جس قدر اشیا پیدا ہوتی ہیں۔ وہ سب ترکیب سے پیدا ہونے والی ہیں اور وہ پیدا اور فنا ہوتے دیکھی جاتی ہیں۔ پھر دُنیا پیدائش اور فنا کے تابع کیوں نہیں۔ اس لئے تمہارے تیرتھنکروں کو پورا علم نہ تھا۔ اگر اُن کو کامل علم ہوتا۔ تو ایسی ناممکن باتیں کیوں لکھتے۔

(۲) جیسے تمہارے گرو ہیں۔ ویسے ہی تم شاگرد بھی ہو۔ تمہاری باتیں سُننے والے کو علم طبعیات کبھی نہیں ہو سکتا۔ بھلا جو اشیاء صریح مرکب دکھلائی دیتی ہیں۔ اُن کی پیدائش اور فنا کس طرح نہیں مانتے بات یہ ہے۔ کہ جینیوں یا اُن کے آچاریہ کو کرہ ارضی اور فلکیات کا علم نہیں آتا تھا۔ اور نہ اس وقت ان میں یہ علم ہے۔ ورنہ مندرجہ ذیل قسم کی ناممکن باتیں کیونکر مانتے۔ اور کہتے۔ دیکھئے! (یہ لکھتے ہیں کہ)

جینیوں کی بیہودہ فلاسفی

اس دُنیا میں "پرتھوی کایہ" یعنی "پرتھوی" (زمین) بھی جیو کا جسم ہے۔ اور "جل کایہ" وغیرہ جیو بھی مانتے ہیں۔ اس کو کوئی بھی نہیں مان سکتا۔ ان کی اور بے معنی باتیں بھی دیکھو۔ جن تیرتھنکروں کو جینی لوگ "سمیک گیانی" (عالم کامل) اور پرمیشور مانتے ہیں۔ ان کی جھوٹی باتوں کے نمونے یہ ہیں۔

رتن سار بھاگ میں جس کو جینی لوگ مانتے ہیں۔ اور جس کو بتاریخ ۲۸۔ اپریل ۱۸۷۹ء نانک چند جینی نے مطبع جین پربھاکر بنارس میں چھپوا کر شائع کیا ہے صفحہ ۱۴۵ پر کال (وقت) کی تشریح اس طرح کی ہے

کال کی تشریح

یعنی چھوٹے سے چھوٹے وقت کو "سمیہ" کہتے ہیں۔ اور "اسنکھیات" بے شمار سمیوں کو "آولی" کہتے ہیں۔ ایک کروڑ سڑسٹھ لاکھ ستتر ہزار دو سو سولہ آولیوں کا ایک "مہورت" ہوتا ہے۔ ویسے تیس مہورتوں "کا ایک دن۔ ایسے پندرہ دنوں کا ایک "پکش"۔ اور ایسے دو "پکشوں" کا ایک مہینہ۔ ایسے بارہ مہینوں کا ایک سال ہوتا ہے۔ ستر لاکھ کروڑ چھپن ہزار کروڑ۔

۱۰۰,۰۰۰,۰۰۰,۰۰۰ × ۵۶,۰۰۰ × ۱۰۰,۰۰۰,۰۰۰,۰۰۰ × ۷,۰۰۰,۰۰۰,۰۰۰ برسوں کا

پورو اور پلیوپم کال

ایک "پورو" ہوتا ہے ایسے "اسنکھیات پورووں" کو ایک "پلیوپم" کال کہتے ہیں۔

اسنکھیات کال

"اسنکھیات" اس کو کہتے ہیں۔ کہ ایک چار کوس مربع اور اتنا ہی گہرا کنواں کھود کر اس کو "جنگلی آدمی" کے جسم کے بالوں کے ٹکڑوں سے حسب تفصیل ذیل بھریں۔ واضح رہے۔ کہ آج کل کے انسانوں کے بال سے "جنگلی" آدمی کا بال چار ہزار چھیانوے حصے پتلا ہوتا ہے۔ یعنی اگر "جنگلی آدمی کے چار ہزار چھیانوے بالوں کو اکٹھا کریں۔ تو زمانہ حال کے آدمیوں کا ایک بال ہوتا ہے۔ ایسے جنگلی آدمی کے ایک انگل بھر بال کے سات دفعہ آٹھ آٹھ ٹکڑے کرنے سے بیس لاکھ ستانوے ہزار ایک سو باون ٹکڑے ہوتے ہیں پس ایسے ٹکڑوں سے مذکورہ بالا کنوئیں کو بھریں۔ اور اس سے سو سو سال کے بعد ایک ایک ٹکڑا نکالیں۔ جب سب ٹکڑے نکل جاویں۔ اور کنواں خالی ہو جاوے تب بھی وہ وقت سنکھیات (قابل شمار) ہے۔ اور جب ان میں سے ایک ایک ٹکڑے کے اسنکھیات ٹکڑے کر کے ان ٹکڑوں سے اس کنوئیں کو ایسا ٹھوس کر بھریں۔ کہ اس کے اوپر سے کرۂ زمین کے لاؤ لشکر گذر جاوے۔ تو بھی نہ دبے ان ٹکڑوں میں سے سو سو سال کے بعد ایک ایک ٹکڑہ نکالیں جب وہ کنواں خالی ہو جاوے۔ اور پھر اسنکھیات "پورو" گذر جاویں۔ تب ایک "پلیوپم کال" ہوتا ہے۔ "پلیوپم کال" کو کنوئیں کی تمثیل سے سمجھ لینا۔

جب دس کروڑ کروڑ (۱۰,۰۰۰,۰۰۰ × ۱۰,۰۰۰,۰۰۰,۰۰۰,۰۰۰) پلیوپم کال گذریں۔ تب ایک "ساگرو پم کال" ہوتا ہے۔ جب دس کروڑ کروڑ "ساگروپم کال" گذر جاویں۔ تب ایک "اُت سرپنی کال" ہوتا ہے۔ اور جب ایک "اُت سرپنی" اور ایک "اوسرپنی کال" گذر جاوے۔ تب ایک "کال چکر" ہوتا ہے۔ جب "اننت کال چکر" گذر جاویں۔ تب ایک "پدگل پراورت" ہوتا ہے۔

اننت کال

اب "اننت کال" کس کو کہتے ہیں۔ سدھانت کی کتابوں میں نو تمثیلوں سے کال کا شمار کیا گیا ہے۔ اس سے آگے "اننت کال" کہلاتا ہے۔ ویسے اننت پدگل پراورت کال جیو کو بھرتے ہوئے گذرے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

سنو بھائی! علم ریاضی کے جاننے والے لوگو! تم جینیوں کی کتاب کے بموجب وقت کا شمار

جینیوں کے حساب کی بیہودگی

کر سکو گے یا نہیں۔ اور تم اس کو سچ بھی مان سکتے ہو یا نہیں؟ دیکھئے۔ ان تیرتھنکروں نے ایسا علم ریاضی پڑھا تھا۔ ان کے مت میں ایسے ایسے استاد اور شاگرد ہیں۔ جن کی بے علمی کی کوئی حد نہیں۔ اور بھی ان کا اندھیر سنو۔ رتن سار بھاگ کے صفحہ ۱۳۳ سے آگے جو کچھ بوٹا بول یا جینیوں کی سدھانت کی کتابیں یعنی رشبھ دیو سے لے کر مہاویر تک ان کے چوبیس تیرتھنکروں کے اقوال کا لب لباب ہے۔

بے حس جیووں کی عمر

رتن سار بھاگ صفحہ ۱۴۸ میں لکھا ہے۔ کہ "پرتھوی کایہ" یعنی مٹی پتھر وغیرہ جو پرتھوی (مٹی) کی مختلف شکلیں ہیں۔ ان میں رہنے والے جیووں کے جسم کا اندازہ ایک انگل کا اسنکھیاتواں (بے شمار واں حصہ) سمجھنا یعنی بہت ہی چھوٹے ہوتے ہیں۔ ان کی عمر کا پیمانہ یہ ہے۔ کہ وہ زیادہ سے زیادہ بائیس ہزار برس جیتے ہیں۔

ایک حس والے جیووں کی عمر

رتن سار صفحہ ۱۴۹۔ نباتات کے ایک جسم میں لاانتہا جیو رہتے ہیں۔ وہ معمولی نباتات کے جیو کہلاتے ہیں جو کند مول وغیرہ اور "اننت کایہ" وغیرہ ہوتے ہیں۔ ان کو معمولی نباتات کا جیو کہنا چاہیئے۔ ان کی عمر کا پیمانہ "انت مہورت" ہوتا ہے۔ لیکن اس موقعہ پر ان کا "مہورت" مندرجہ بالا سمجھنا چاہیئے۔ اور چونکہ جسم میں ایک ہی حس یعنی صرف "حس لامسہ" (چھونے کی شکتی) ہوتی ہے۔ اور اس (جسم) میں ایک جیو رہتا ہے اس لئے اس کو مفرد نباتات کہتے ہیں۔ اس کے جسم کا پیمانہ ایک ہزار یوجن ہوتا ہے۔ واضح ہو۔ کہ پرانیوں کا یوجن چار کوس کا۔ مگر جینیوں کا یوجن دس ہزار کوس کا ہوتا ہے۔ ایسے چار ہزار کوس کا جسم ہوتا ہے۔ اس کی عمر کا پیمانہ زیادہ سے زیادہ دس ہزار برس کا ہوتا ہے۔

دو حس والے جیو اور اُن کی عمر

اب دو حس والے جیو کا بیان کرتے ہیں۔ ان کا ایک جسم اور ایک منہ (ہوتا ہے) اور وہ شنکھ۔ کوڑی اور جوں وغیرہ ہوتے ہیں۔ اُن کے جسم کا پیمانہ یعنی جسم کثیف زیادہ سے زیادہ اڑتالیس کوس کا ہوتا ہے۔ اور ان کی عمر کا پیمانہ زیادہ سے زیادہ بارہ برس کا ہوتا ہے۔ اس موقعہ پر بہت بھول گیا۔ کیونکہ اس قدر بڑے جسم کی عمر زیادہ لکھتا۔ اور اڑتالیس کوس کی جوں جینیوں کے جسم میں پڑتی ہوگی۔ اور انہوں نے ہی دیکھی ہوگی۔ دوسروں کا ایسا نصیب کہاں۔ کہ اس قدر بڑی جوں دیکھیں۔

حیرت ناک جانور

رتن سار صفحہ ۱۵۰۔ اور دیکھو ان کا دھندا بچھو۔ بگائی۔ کساری اور مکھی ایک یوجن[1] کے جسم والے ہوتے ہیں۔ اُن کی عمر کا پیمانہ زیادہ سے زیادہ چھ ماہ کا ہوتا ہے۔ دیکھو بھائی! چار چار کوس کا بچھو اور کسی نے نہیں دیکھا ہوگا۔ اگر بقول جینی مذہب آٹھ میل کے جسم والے بچھو اور مکھی بھی ہوتے ہیں۔ تو ایسے بچھو اور مکھی انہیں کے گھر میں رہتے ہوں گے۔ دنیا میں اور کسی نے نہیں دیکھے ہوں گے۔ اگر کہیں ایسے بچھو کسی جینی کو کاٹیں۔ تو اس کا کیا حشر ہوتا ہوگا۔

[1] چار کوس بلحاظ حساب پرانیوں کے ہوتے ہیں۔ ورنہ جینیوں کے لحاظ سے (۱۰۰۰۰) کوس ہوتے ہیں۔

آبی جانور مچھلی وغیرہ کے جسم کا پیمانہ ایک ہزار یوجن یعنی دس ہزار کوس فی یوجن کے حساب سے ایک کروڑ کوس کا جسم ہوتا ہے۔ اور ان کی عمر ایک کروڑ "پورو" سال کی ہوتی ہے۔ ایسا بڑا آبی جانور سوائے جینیوں کے اور کسی نے نہ دیکھا ہوگا۔ اور چوپایہ جانور ہاتھی وغیرہ کے جسم کا پیمانہ دو کوس سے نو کوس تک اور عمر چوراسی ہزار سالوں کی وغیرہ وغیرہ۔ ایسے بڑے بڑے جسم والے جیو بھی جینی لوگوں ہی نے دیکھے ہوں گے۔ وہی (ایسی جھوٹی باتیں) مان سکتے ہیں۔ اور کوئی عقلمند نہیں مان سکتا۔

(رتن سار صفحہ ۱۵۱) آبی گربھج (رحم سے پیدا ہونے والے) جیووں کے جسم کا پیمانہ بڑے سے بڑا ایک ہزار یوجن یعنی (۱۰،۰۰،۰۰۰) ایک کروڑ کوس کا اور عمر کا پیمانہ ایک کروڑ "پورو" سالوں کا ہوتا ہے۔ مگر اتنے بڑے جسم اور عمر والے جیو بھی انہیں کے آچاریوں نے خواب میں دیکھے ہوں گے۔ کیا یہ ایسا سخت جھوٹ نہیں ہے۔ جو کبھی ممکن نہ ہو سکے۔

جینیوں کا جغرافیہ

اب زمین کی پیدائش سنیئے (رتن سار صفحہ ۱۵۲) اس ترچھی دنیا میں اسنکھیات "دویپ" اور اسنکھیات "سمندر" ہیں۔ اسنکھیات کا اندازہ یہ ہے۔ کہ جس قدر "سمیہ" اڑھائی "ساگر دیم کال" میں ہوتے ہیں۔ اتنے دویپ اور سمندر جاننے چاہئیں۔ اب اس زمین میں اول ایک "جمبو دویپ" سب دیپوں کے درمیان میں ہے۔ اس کا پیمانہ ایک لاکھ یوجن یعنی چار لاکھ کوس کا ہے۔ اور اس کے چاروں طرف "لون سمندر" (کھاری سمندر) ہے اس کا پیمانہ دو لاکھ یوجن یعنی آٹھ لاکھ کوس ہے۔ اس جمبو دویپ کے چاروں طرف جو "دھات کی کھنڈ" نام دویپ ہے۔ اس کا پیمانہ چار لاکھ یوجن یعنی ۱۶ لاکھ کوس کا ہے۔ اور اس کے باہر "کالودھی" سمندر ہے اس کا پیمانہ آٹھ لاکھ یوجن یعنی ۳۲ لاکھ کوس کا ہے۔ اس کے بعد "پشکراورت دویپ" ہے۔ اس کا پیمانہ سولہ کوس کا ہے۔ اس دویپ کے اندر منطقہ ہیں۔ اس کے نصف میں انسان رہتے ہیں۔ اور اس کے باہر "اسنکھیات" دویپ اور سمندر ہیں۔ ان میں "ترییگ یعنی" (ترچھے چلنے والے جانور رہتے ہیں) (رتن سار صفحہ ۱۵۳) جمبو دویپ میں ایک ہیمونت۔ ایک ایرن ونت۔ ایک "ہری ورش" ایک "رمیک" ایک "دیو کرو" ایک "اُتر کرو" یہ چھ برا عظم ہیں۔

اور اس کی بیہودگی

محقق کرۂ ارض کے جاننے والے لوگو! سنو۔ کرۂ زمین کی پیمائش کرنے میں تم نے غلطی کھائی یا جینیوں نے؟ اگر جینیوں نے غلطی کھائی تم ان کو سمجھاؤ۔ اگر تم نے غلطی کھائی تو ان سے سمجھ لو۔ تھوڑا سا غور کرنے سے پتہ لگتا ہے۔ کہ جینیوں کے آچاریہ اور چیلوں نے علم کرۂ زمین جیومیٹری و ریاضی کچھ بھی نہیں پڑھا تھا۔ اگر پڑھے ہوتے۔ تو سراپا گپوڑے کیوں مانتے ہیں۔ پس اگر ایسے بے علم لوگ جہاں کو بلا فاعل کے مانیں اور ایشور کو نہ مانیں تو کیا تعجب ہے۔

جینیوں کا پوشیدہ لٹریچر

اسی واسطے جینی لوگ اپنی کتابیں غیر مذہب کے کسی عالم کو نہیں دیتے کیونکہ جن کو یہ لوگ مستند یعنی تیرتھنکروں کی تصنیف کی ہوئی سدھانت کی کتب مانتے ہیں۔ ان میں اس قسم کی بے علمی کی باتیں بھری ہوئی ہیں اسی وجہ سے

دیکھنے نہیں دیتے۔ اگر (دیکھنے کو) ادا دیں۔ تو پول کھل جائے۔ ان کے سوائے کوئی شخص جو ذرا بھی عقل رکھتا ہوگا ہرگز اس گپوڑوں سے بھرے مضمون کو سچ نہیں مان سکے گا۔

اس سارے ڈھکوسلے کی علّتِ غائی

یہ سارا ڈھکوسلہ جینیوں نے جہان کو "انادی" ازلی ماننے کے لئے بنا رکھا ہے۔ مگر یہ محض جھوٹ ہے۔ البتہ جہان کی علّت "انادی" ہے۔ کیونکہ وہ پرمانو (مادی ذرے) وغیرہ بحالتِ علّتِ اولیٰ ترکیب سے بری ہیں۔ لیکن ان میں باقاعدہ بننے یا بگڑنے کی طاقت کچھ بھی نہیں ہے۔ کیونکہ جب "مفرد پرمانو" کسی وجود کا نام ہے۔ اور وہ بالطبع علیحدہ علیحدہ اور جڑ (غیر ذی شعور) ہیں۔ تو وہ خود بخود نہیں بن سکتے۔ اس لئے ان کو ترکیب دینے والا کوئی چیتن (ذی شعور) ضرور ہے۔ اور وہ ترکیب دینے والا علیم مطلق ہے۔ دیکھو زمین سورج وغیرہ تمام عالموں کو انتظام میں رکھنا ابدی ازلی اور چیتن پرماتما کا کام ہے۔ یہ عالم کثیف جس میں ترکیب یعنی خاص صنعت دکھلائی دیتی ہے۔ انادی کبھی نہیں ہو سکتا۔ اگر معلول دنیا کو دوامی مانو گے۔ تو اس کی علّت کوئی نہیں ہو گی۔ بلکہ علّت علّت معلول دونوں وہی ہو جائے گا اگر ایسا کہو گے تو اپنا معلول اور علّت آپ ہی ہونے کے باعث "اینو اینیہ آشریہ" (دور) اور "آتم آشریہ" (اپنے سہارے آپ ہونے کا) نقص عائد ہوگا جیسے اپنے کندھے پر آپ چڑھنا اور خود باپ کا آپ ہی بیٹا بن جانا ناممکن۔ ایسے ہی جہان کا فاعل ماننا بھی ضروری ہے۔

ایشور کا فاعل کوئی نہیں

سوال۔ اگر ایشور کو جہان کا فاعل مانتے ہو۔ تو پھر ایشور کا فاعل کون ہے؟

جواب فاعل (اوّلین) کا فاعل اور علّت (اولیٰ) کی علّت کوئی بھی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ فاعل اوّلین اور علّتِ اولیٰ کے ہونے پر ہی معلول بنتا ہے۔ جو اوّلین اتصال اور انفصال کی علّت ہے۔ اس کا فاعل یا علّت کسی طرح نہیں ہو سکتی۔ جس میں ترکیب اور تقسیم نہیں ہو سکتی۔ اس امر کی مفصل تشریح آٹھویں باب "پیدائش عالم" کے مضمون میں کی گئی ہے۔ وہاں دیکھنا چاہیئے۔

جب کہ جینی لوگوں کو موٹی موٹی باتوں کا بھی حقیقی علم نہیں ہے۔ تو انہیں پیدائش عالم جیسے نہایت باریک مسئلہ کے سمجھنے کی طاقت کس طرح ہو سکتی ہے؟ اس لئے جینی لوگ جو دنیا کو ازلی اور ابدی مانتے ہیں۔ اور جوہروں کے تغیرات کو بھی ازلی اور ابدی مانتے ہیں۔ اور ہر عرض اور ہر مقام میں تغیرات اور الغرض ہر چیز میں بے انتہا تغیرات کو مانتے ہیں۔ جیسا کہ "پرکرن رتناکر" کتاب کے حصہ اوّل میں لکھا ہے ان کی یہ بات بھی کبھی درست نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جن کی انتہا یعنی حد ہوتی ہے۔ ان کے تمام متعلقین بھی انتہا والے ہوتے ہیں۔ اگر بے انتہا سے بے شمار مراد لیتے ہو۔ تب بھی درست نہیں ہو سکتا۔ البتہ جیووں کے بارے میں یہ بات درست ہو سکتی ہے۔ پرمیشور کی نسبت نہیں۔ کیونکہ علیحدہ علیحدہ جوہر میں اپنے اپنے ایک ایک معلول اور علّت کی طاقت کو غیر ممکن التقسیم (بے انتہا) تغیرات کی وجہ سے بے انتہا طاقت ماننا محض بے علمی کی بات ہے۔ جب کہ ایک مفرد پرمانو جوہر کی حد ہے۔ تو اس میں لاانتہا تقسیم کے تغیرات

کس طرح رہ سکتے ہیں؟ اسی طرح ایک ایک جوہر میں لا انتہا عرض اور ایک عرض اور مقام میں غیر ممکن التقسیم یعنی لا انتہا تغیرات کو بھی لا انتہا ماننا محض لڑکپن کی بات ہے۔ کیونکہ جس کے ظرف کی انتہا ہے۔ تو اس کے مظروف کی انتہا کیوں نہیں۔ الغرض اسی قسم کی لمبی چوڑی باتیں لکھی ہیں۔

جیو اجیو پُن پاپ

”جیو“ اور ”غیر از جیو“ ان دو اشیاء کے بارہ میں جینیوں کا اعتقاد حسب ذیل ہے:-

चेतनालक्षणो जीवः स्यादजीवस्तदन्यकः ।

सत्कर्मपुद्गलाः पुण्यं पापं तस्य विपर्ययः ॥

یہ جن دت سوری کا قول ہے۔ اور کتاب ”پرکرن رتناکر“ حصہ اول کے ”نئے چکر رسالہ“ میں بھی یہی لکھا ہے۔ کہ ”چیتنا لکشن“ (ادراک کی صفت رکھنے والا) جیو اور چیتنا رہت ”غیر ذی شعور“ اجیو یعنی جڑھ ہے۔ ست کرموں (نیک اعمال) والے ”پدگل“ (پرمانو یعنی ذرات مادی) پُن اور پاپ کرموں والے ”پدگل“ پاپ کہلاتے ہیں۔

تحقیق۔ جیو اور جڑ کی تعریف تو ٹھیک ہے۔ لیکن ”پدگل“ جو جڑ ہیں۔ ان میں پاپ پُن کبھی نہیں رہ سکتے۔ کیونکہ پاپ پُن کی خاصیت چیتن میں ہوتی ہے۔ دیکھو! جس قدر یہ جڑ اشیاء ہیں۔ وہ سب پاپ پُن سے خالی ہیں۔ جو جیووں کو انادی (ازلی) مانا جاتا ہے۔ وہ تو ٹھیک ہے۔ مگر اسی محدود المقام اور محدود العلم کو مکتی کی حالت میں ہمہ دان ماننا جھوٹ ہے۔ کیونکہ جو محدود المقام اور محدود العلم ہے اس کی طاقت بھی ہمیشہ محدود ہی رہے گی۔

دنیا و جیو کو نتیہ ماننا

جینی لوگ دنیا، جیو، جیو کے کرم اور بندھ کو انادی مانتے ہیں۔ یہاں بھی جینیوں کے تیرتھنکروں نے غلطی کھائی ہے۔ کیونکہ ترکیب پائے ہوئے جہان کا معلول اور علت کی حالتوں میں سے گذرنا اور متواتر معلول بننا اور جیو کے کرم اور نیز بندھ انادی نہیں ہو سکتے۔ اگر ایسا مانتے ہو۔ تو پھر کرم اور بندھ کا چھوٹنا کیوں مانتے ہو؟ کیونکہ جو شے انادی ہے۔ وہ کبھی دور نہیں ہو سکتی۔ اگر انادی کا بھی نناش ہونا مانو گے۔ تو تمہاری تمام انادی اشیاء کا فنا ہونا لازم آئے گا اور اگر انادی کو دائمی مانو گے۔ تو کرم اور بندھ بھی دائمی ہوں گے۔ اور اگر سب کرموں کے چھوٹنے سے مکتی مانتے ہو۔ تو سب کرموں کا چھوٹنا مکتی کا نمت (باعث) ہوا۔ پس مکتی نیمتکی (عارضی) ہو گی۔ اس لئے ہمیشہ نہیں رہ سکے گی۔ اور فعل اور فاعل کا دائمی تعلق ہونے کی وجہ سے پھر بھی کبھی نہیں چھوٹیں گے۔ پھر تم نے جو اپنی اور اپنے تیرتھنکروں کی مکتی دائمی مانی ہے۔ وہ قائم نہ رہ سکے گی۔

جیو کی مکتی عارضی

سوال۔ جس طرح دھان کا بیج چھلکا اتار لینے یا آگ میں بھن جانے پر پھر نہیں اگتا۔ اس طرح مکتی میں پہنچا ہوا جیو پھر پیدائش اور موت سے بندھا ہوا جہان میں نہیں آتا۔

جواب۔ جیو اور کرموں کا تعلق چھلکے اور بیج کی طرح نہیں ہے۔ بلکہ ان کا تعلق سمواے (لازم ملزوم)

ہے۔ اسی وجہ سے ازلی زمانہ سے جیو اور اس کے کرم اور کرم کرنے کی طاقت کا تعلق ہے۔ اگر اس میں کرم کرنے کی طاقت کا موجود ہونا نہ مانو گے۔ تو تمام جیو پتھر کی مانند ہو جائیں گے۔ اور مکتی کے بھوگنے کی طاقت بھی نہ رہے گی جس طرح ازلی زمانہ کے کرم اور بندھن کے چھوٹنے سے جیو مکت ہوتا ہے۔ تمہاری دوامی مکتی سے بھی چھوٹ کر (جیو) بندھن میں پڑے گا۔ کیونکہ جس طرح تم مکتی کے وسیلے یعنی کرموں سے چھوٹ کر جیو کا مکت ہونا مانتے ہو۔ اسی طرح دوامی مکتی سے بھی چھوٹ کر (جیو) بندھن میں پڑے گا۔ وسیلوں کے ذریعہ سے حاصل کی ہوئی شے ہرگز دائمی نہیں ہو سکتی۔ اگر وسیلوں کے بغیر مکتی کا حاصل ہونا مانو گے تو کرموں کے بغیر ہی بندھن بھی پیدا ہو سکے گا جس طرح کپڑے میں میل لگتی ہے۔ اور دھونے سے چھوٹ جاتی ہے۔ اور پھر میل لگ جاتی ہے۔ اسی طرح جھوٹ وغیرہ باعثوں سے رغبت اور نفرت کے ذریعے سے جیو میں کرم بصورت پھل لگتا ہے۔ اور وہ کامل علم مشاہدہ اور نیک اعمال سے نرمل (پاک) ہو جاتا ہے۔ اور اگر میل لگنے کے باعثوں سے میل کا لگنا مانتے ہو۔ تو مکت جیو کا سنساری اور سنساری جیو کا مکت ہونا ضرور ماننا پڑے گا۔ کیونکہ جس طرح تدبیر یا سبب سے میل چھوٹتی ہے۔ اسی طرح سبب سے میل لگ بھی جاوے گی۔ اس لئے جیو کا بندھ اور مکت ہونا پرواہ (بلحاظ تواتر) سے انادی مانو۔ مسلسل انادی نہیں ہے۔

جیو پاک ہے

سوال۔ جیو کبھی (ناپاکی سے بری) نرمل نہیں تھا۔ بلکہ ناپاک ہے۔ جواب۔ اگر کبھی نرمل نہ تھا۔ تو نرمل کبھی ہو بھی نہ سکے گا۔ جس طرح صاف کپڑے میں پیچھے سے لگی ہوئی میل کو دھونے سے چھڑا دیتے ہیں۔ اس کے ذاتی سفید رنگ کو نہیں چھڑا سکتے۔ اور میل پھر بھی کپڑے میں لگ جاتی ہے۔ اسی طرح مکتی میں بھی ہو گا۔

سوال۔ جیو پہلے کئے ہوئے کرموں ہی سے جسم میں آجاتا ہے۔ ایشور کا ماننا فضول ہے۔

جواب۔ اگر محض کرم ہی جسم اختیار کرنے کا باعث ہوں۔ اور ایشور باعث نہ ہو۔ تو جیو برے جنم کو جس میں بہت دکھ ہو۔ کبھی اختیار نہ کرے۔ بلکہ ہمیشہ اچھے اچھے جنم اختیار کیا کرے۔ اگر کہو۔ کہ کرم روکنے والے ہیں۔ تو بھی جس طرح چور خود بخود آ کر قید خانہ میں نہیں پڑتا۔ اور نہ خود بخود پھانسی پاتا ہے۔ بلکہ راجہ دیتا ہے۔ اسی طرح جیو کے قالب اختیار کرنے اور اس کے کرموں کے مطابق پھل دینے والے ایشور کو تم بھی مانو۔

کرم خود بخود پھل نہیں دیتے

سوال۔ نشہ کی طرح کرم خود بخود اثر کرتا ہے پھل کے دینے میں دوسرے کی ضرورت نہیں۔

جواب۔ اگر ایسا نہ ہو۔ تو جس طرح نشہ پینے والوں کو کم نشہ چڑھتا ہے۔ اور جسے عادت نہیں ہوتی اسے بہت چڑھتا ہے۔ اسی طرح ہمیشہ بہت سے پاپ پن کرنے والوں کو کم اور گاہے بگاہے تھوڑا تھوڑا پاپ پن کرنے والوں کو زیادہ پھل ہوا کرے گا۔

سوال۔ جیسی جس کی عادت ہوتی ہے۔ اس کو ویسا ہی پھل ملا کرتا ہے۔

پھل کا ملنا عادت پر منحصر نہیں

جواب۔ عادت پر دارومدار ہے تو اس کا چھوٹنا اور ملنا نہیں ہو سکتا۔ البتہ جس طرح صاف کپڑوں میں کبھی وجہ سے میل لگ جاتی ہے۔ اور اس کے دور کرنے کی تدبیر سے چھوٹ بھی جاتی ہے۔ ایسا ماننا ٹھیک ہے۔

جیو اور کرم پھل خود بخود اکٹھے نہیں ہو سکتے!

سوال۔ ترکیب کے بغیر کرم سرانجام نہیں پاتا۔ جیسے دودھ اور کھٹائی کے ملاپ سے دہی بنتا ہے۔ اسی طرح جیو اور کرم کے ملنے سے کرم سرانجام پاتا ہے۔

جواب۔ جس طرح دہی بنانے کے لئے دودھ اور کھٹائی کو ملانے والا تیسرا ہوتا ہے۔ اسی طرح جیوں کو کرموں کے پھل کے ساتھ ملانے والا تیسرا وجود ایشور ہونا چاہیئے۔ کیونکہ جڑ اشیاء خود بخود باقاعدہ ترکیب نہیں پاتیں۔ اور جیو بھی محدود العلم ہونے کی وجہ سے خود بخود اپنے کرموں کے پھل کو نہیں پا سکتے۔ پس ثابت ہوا۔ کہ ایشور کے باندھے ہوئے قانون قدرت کے بغیر کرموں کے پھل کی آئین بندی نہیں ہو سکتی۔

جیو کرم سے مخلصی نہیں پا سکتا

سوال۔ جو کرموں سے مخلصی پاتا ہے۔ وہی ایشور کہلاتا ہے۔ جواب۔ جب کہ ازلی زمانہ سے جیو کے ساتھ کرم لگتے ہیں۔ تو جیو اُن سے ہرگز مخلصی نہیں پا سکتا۔

بندھن نیا نہیں

سوال۔ کرم کے ذریعے سے پیدا ہونے والا بندھن ابتداء والا ہے۔

جواب۔ اگر آغاز والا ہے۔ تو کرموں کا یوگ (تعلق) انادی نہیں رہا اور تعلق ہونے سے پیشتر جیو "نشکرم" (فعل سے خالی) ہوگا۔ اور اگر نشکرم کو کرم لگ گیا۔ تو مکتوں کو بھی لگ جائے گا۔ کرم اور کرم کرنے والے کے درمیان دوامی یعنی لازم و ملزوم کا تعلق ہوتا ہے کبھی نہیں چھوٹتا۔ اس لیے جس طرح نویں باب میں لکھ آئے ہیں۔ اسی طرح ماننا ٹھیک ہے۔

جیو ایشور نہیں ہو سکتا

جیو اپنا علم اور طاقت جتنی چاہے بڑھائے۔ پھر بھی اس میں محدود علم اور محدود طاقت رہے گی۔ ایشور کی مانند کبھی نہیں ہو سکتا۔ البتہ جس قدر طاقت بڑھانا ممکن ہے۔ اس قدر بذریعہ یوگ کے بڑھا سکتا ہے۔

جیو موٹا پتلا نہیں ہوتا

جینیوں میں جو "ارہت" لوگ جیو کا پیمانہ جسم کے پیمانہ کے مطابق مانتے ہیں۔ اُن سے پوچھنا چاہیئے۔ کہ اگر یہی بات ہے۔ تو ہاتھی کا جیو چیونٹی میں اور چیونٹی کا جیو ہاتھی میں کس طرح سما سکے گا؟ پس یہ بھی ایک بے علمی کی بات ہے۔ کیونکہ جیو ایک لطیف شے ہے۔ جو ایک پرمانو کے اندر بھی رہ سکتا ہے۔ لیکن اس کے قوا جسم کے اندر پران، بجلی اور ناڑی وغیرہ کے ساتھ ملے رہتے ہیں۔ ان کے ذریعہ سے تمام جسم کا حال معلوم کرتا ہے۔ اور اچھی صحبت سے اچھا اور بُری صحبت سے بُرا ہو جاتا ہے۔

جینیوں کا دھرم

रे जीव भव दुहाइं, इक्कं चिय हरइ जिणमयं धम्मं ।
इयराणं पणमंतो, सुह कय्ये मूढ मुसिओसि ॥ (پرکرن رتناکر بھاگ ۲ [illegible])

دُوسروں کی نِندا

"اے جیو! فقط ایک جین مت یعنی شری دیت راگ کا بیان کیا ہوا دھرم دُنیوی دُکھ۔ پیدائش۔ بڑھاپے اور موت کو دُور کرنے والا ہے اسی طرح جین مت والے کو "سدیو" (اچھا دیوتا) اور سگرو (اچھا گرو) بھی جاننے چاہیئے۔ دیگر یعنی دیت راگ رشبھ دیو سے لے کر مہابیر تک جو دل لگی سے چھوٹے ہوئے دیوتا ہیں۔ ان کے علاوہ باقی ہری ہر۔ برہما وغیرہ کدیو (بُرے دیوتا) ہیں۔ جو ان کی پُوجا بھلائی کی نیت سے کرتے ہیں وہ سب لوگ دھوکا کھاتے ہیں۔ خلاصہ مطلب اس کا یہ ہے۔ کہ جین مت کے "سدیو"۔ "سگورو" "سدھرم" (اچھے دھرم) کو چھوڑ کر دُوسرے "کدیو"۔ "کگورو" اور "کدھرم" کی پیروی کرنے سے کچھ بھی بھلائی نہیں ہوتی"۔

محقق۔ اب عالموں کو سوچنا چاہیئے کہ ان کی دھرم کی کتابیں کہاں تک مذمت سے بھری پڑی ہیں۔

अरिहं देवो सुगुरू, सुद्धं धम्मं च पंच नवकारो ।
धन्नाणं कयच्छाणं, निरन्तरं वसइ हिययम्मि ॥ (پرکرن [illegible])

جینیوں کی چار شریشٹھ چیزیں

(۱) ارہنت دیو۔ (۲) سگورو۔ (۳) سدھرم۔ (۴) پانچ قسم کے نمسکار۔

"سب" اری ہن" (یعنی) بڑے بڑے دیوتاؤں سے پُوجا وغیرہ کئے جانے کے لائق ایسا کہ جس کے برابر کوئی دُوسرا وجود افضل نہیں۔ جو دیوتاؤں کا دیوتا زینت بخش ارہنت دیو صاحب علم و عمل شاستروں کا اُپدیش کرنے والا "سگورو" منتر یعنی تعلقات دُنیوی کی ناپاکی سے بری "سمیکتو" یعنی اخلاق و رحم جسم جو "شری جن" نے اس کا بیان کیا ہوا۔ دھرم جو ہے۔ بُری حالت میں گرنے والے جیووں کو بچانے والا ہے۔ اور باقی ہری ہر وغیرہ کا دھرم دُنیا سے نجات بخشنے والا نہیں۔ ارہنت وغیرہ یعنی پرمیشٹھی (ہادی) اور جو اس کے متعلقین ہیں۔ ان کو پانچ قسم کی نمسکار یہ چیزیں مبارک یعنی افضل ہیں"۔

واضح ہے کہ "دیا" (رحم)، "کشما" (حلم)، "سمیکتو" (کمال)، "گیان" (علم)، "درشن" (معرفت) اور "چارتر" (ریاضت) یہ جینیوں کا دھرم ہے۔

محقق۔ جب کہ نوع انسان پر دیا نہیں ہے۔ تو وہ نہ دیا ہے اور نہ کشما۔ گیان کی جگہ اگیان درشن کی جگہ اندھیر اور چارتر کی جگہ بھوکا مرنا کون سی اچھی بات ہے؟

جینیوں کے دھرم کی تعریف

जइ न कुणसि तव चरणं, न पढसि न गुणसि देसि नो दाणम् ।
ता इत्तियं न सकिसि, जं देवो इक्क अरिहन्तो (پرکرن رتناکر ۲۔ ۱۰۰)

جینیوں کا بہلاوہ

"اے انسان! اگرچہ تو تپ چارتر (نیک رویہ) نہیں کر سکتا۔ نہ سوتر پڑھ سکتا ہے۔ نہ پرکرن وغیرہ کو بچار سکتا ہے۔ اور نہ مستحق وغیرہ کو دان دے سکتا ہے۔ تب بھی تو اگر صرف "اری ہنت" یعنی ہماری عبادت کے لائق دیوتا سچے گرو اور سچے دھرم یعنی جین مذہب میں اعتقاد رکھے۔ تو وہی سب سے افضل بات اور ترقی بہبودی یا نجات کا ذریعہ ہے۔"

محقق۔ اگرچہ دیا (رحم) اور کشما (حلم) اچھی بات ہے۔ تو بھی طرفداری میں پھنسنے سے دیا (رحم) اَدیا (بے رحمی) اور اکشما (ناہموار ی) ہو جاتی ہے مطلب یہ ہے کہ کسی جیو کو دکھ نہ دینا یہ بات بالکل ممکن نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ دشٹوں کو سزا دینا بھی دیا میں شمار کرنا واجب ہے۔ اگر کسی دشٹ کو سزا نہ دی جائے۔ تو ہزاروں آدمیوں کو دکھ ملے گا۔ اسی لئے وہ دیا۔ ادیا۔ اور کشما اکشما ہو جائے گی۔ یہ ٹھیک ہے۔ کہ سب جانداروں کے دکھ دور کرنے اور سکھ پہنچانے کی تدبیر کرنا دیا کہلاتی ہے۔ صرف پانی چھان کر پینا اور چھوٹے چھوٹے جانداروں کو بچانا ہی دیا نہیں کہلاتی۔ بلکہ اس قسم کی دیا جینیوں میں کہنے ہی کہنے کی ہے کیونکہ وہ اس پر عمل کچھ نہیں کرتے۔ کیا انسانوں وغیرہ کی خواہ وہ کسی مذہب میں کیوں نہ ہوں رحم کھا کر روٹی پانی سے تواضع کرنا اور دوسرے مذہب کے عالموں کی عزت اور خدمت کرنا دیا نہیں ہے

جینیوں کی دیا کی پڑتال

اگر ان کی دیا سچی ہوتی۔ تو کتاب وویک سار صفحہ ۲۲۱ میں دیکھو کیا لکھا ہے۔ اول غیر مذہب والے کی ستتی یعنی ان کے اوصاف کا بیان کبھی نہ کرنا۔ دوم ان کو نمسکار یعنی تعظیم کبھی نہ کرنا۔ سوم الاپن یعنی غیر مذہب والوں کے ساتھ تھوڑا بولنا۔ چہارم سن لپن یعنی ان سے بار بار نہ بولنا۔ پنجم۔ ان کو روٹی وغیرہ کا دان (نہ دینا) یعنی ان کو کھانے پینے کی چیز بھی نہ دینی۔ ششم۔ خوشبو و پھول وغیرہ کا دان (نہ دینا) یعنی غیر مذہب والوں کی مورتی پوجا کے لئے خوشبو اور پھول بھی نہ دینا۔ یہ یتنا یعنی چھ قسم کے کاموں کو جین لوگ کبھی نہ کریں

محقق۔ اب عقلمندوں کو سوچنا چاہیئے۔ کہ ان جینی لوگوں کی غیر مذہب والے لوگوں کے ساتھ کس قدر بے رحمی، حقارت اور کینہ ہے جب کہ غیر مذہب والوں پر اس قدر بے رحمی ہے۔ تو پھر جینیوں کو بے رحم کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اپنے گھر والوں ہی کی خدمت کرنا کوئی بڑا دھرم نہیں کہلاتا۔ ان کے مذہب والے آدمی ان کے گھر کے برابر ہیں۔ اس لئے جب ان کی خدمت کرتے اور دوسرے مذہب والوں کی نہیں کرتے۔ پھر ان کو کون عقل والا دیا وان کہہ سکتا ہے۔

جینیوں کی بے رحمی کی مثال

کتاب "وویک سار" کے صفحہ ۱۰۰ میں لکھا ہے کہ متھرا کے راجہ کے دیوان "نمُوچی" کو جینیوں نے اپنا مخالف سمجھ کر مار ڈالا۔ اور "آلوئیا" (پرائشچت) کر کے شدھ ہو گیا۔ کیا یہ فعل دیا اور کشما کو نابود کرنے والا نہیں ہے؟ جب دیگر مذاہب والوں سے وہ جان سے مار ڈالنے تک کی مخالفت کا ارادہ رکھتے ہیں تو اُن کو دیا کرنے کی بجائے ہنسا کرنے والا کہنا ہی بجا ہے۔

جینیوں کے وسائل مکتی

اب "سمیکتو" درشن وغیرہ کی تعریف کتاب "ارہت پروچن سنگرہ" "پرم اگم سار" میں بیان کی گئی ہے۔ "سمیک شردھان" (کامل اعتقاد) "سمیک درشن" گیان اور چارتر (کامل معرفت، علم اور ریاضت) یہ چاروں راہِ نجات کے وسیلے ہیں۔ ان کی تشریح یوگ دیو نے کی ہے۔ جس ہئیت سے جیو وغیرہ "دروبہ" قائم ہیں۔ اسی ہیئت میں جینیوں کی بنائی ہوئی کتابوں کے مطابق اور ابھینویش (خوف مرگ) وغیرہ مخالف (خیالات) سے

سمیک شردھان اور سمیک درشن

آزاد شردھا (اعتقاد) یعنی جین مذہب کی محبت یا پاسداری ہی "سمیک شردھان" اور "سمیک درشن" ہے۔

रुचिर्जिनोक्ततत्त्वेषु सम्यक् श्रद्धानमुच्यते ।

"جن دیو کے بیان کئے ہوئے "تتوں" میں اعتقاد رکھنا چاہئے۔ یعنی اور کسی میں نہیں"۔

यथावस्थिततत्त्वानां संक्षेपाद्विस्तरेण वा ।

यो बोधस्तमत्राहुः सम्यग्ज्ञानं मनीषिणः ॥

سمیک گیان کی تعریف

"جس قسم کے جیو وغیرہ تتو ہیں۔ ان کا جو کچھ مختصر یا مفصل علم ہوتا ہے۔ عقلمند لوگ اسی کو سمیک گیان کہتے ہیں"۔

सर्वथाऽनवद्ययोगानां त्यागश्चारित्रमुच्यते ।

कीर्तितं तदहिंसादिव्रतभेदेन पञ्चधा ।

अहिंसासूनृतास्तेयब्रह्मचर्यापरिग्रहाः ।

چارتر کی تعریف

"دیگر بُرے مذہبوں سے ہر طرح سے قطع تعلق کرنا "چارتر" کہلاتا ہے اور اہنسا وغیرہ کی تفریق سے پانچ قسم کا برت ہے۔ اوّل اہنسا کسی جاندار کو نہ مارنا۔ دوم "سونرتا" شیریں زبان ہونا۔ سوم "آستیہ" چوری نہ کرنا۔ چہارم "برہمچریہ" اعضائے تناسل کو قابو میں رکھنا اور پنجم "اپری گرہ" سب اشیاء کا ترک کرنا"۔

ان میں بہت سی باتیں اچھی ہیں۔ یعنی اہنسا اور بُرے کام مثل چوری وغیرہ کا ترک کرنا اچھی بات ہے۔ لیکن غیر مذہب کی مذمت کرنا وغیرہ عیبوں کے باعث یہ سب اچھی باتیں بھی معیوب ہو گئی ہیں۔

جینیوں کی مذمت کرنے کی عادت

مثلاً پہلے سوتر میں لکھا ہے۔ کہ ہری ہر وغیرہ کا دھرم دنیا میں اُدّھار (بہبودی) کرنے والا نہیں ہے۔ کیا یہ تھوڑی مذمت ہے جن کی کتابوں کے دیکھنے سے ہی کامل علم اور دھارمک ہونا پایا جاتا ہے۔ ان کو بُرا کہنا اور اپنے تیرتھنکروں کی جو بالکل ناممکن باتوں کے کہنے والے ہیں جیسے کہ پہلے لکھ چکے ہیں۔ تعریف کرنا محض ہٹ کی بات ہے۔

بھلا اگر کوئی جینی کچھ چاتر نہ کر سکے۔ اور نہ پڑھ سکے۔ نہ دان دینے کی طاقت رکھتا ہو۔ تو کیا فقط اتنا کہنے سے کہ جین مت سچا ہے۔ وہ افضل ہو جائے گا، اور دیگر مذاہب والے نیک آدمی بھی بُرے ہو جائیں گے؟ ایسی باتوں کے کہنے والے آدمیوں کو مغالطہ میں پڑا ہوا اور کم عقل نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے۔ اس سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے آچاریہ خود غرض تھے۔ عالم کامل نہیں تھے۔ پس اگر وہ سب کی مذمت نہ کرتے تو ایسی جھوٹی باتوں میں کوئی نہ پھنستا۔ اور نہ ان کا مطلب پورا ہوتا۔

دیکھو۔ یہ تو ثابت ہوتا ہے۔ کہ جینیوں کا مذہب ڈبانے والا اور ویدمت سب کا اُدّھار کرنے والا ہے۔ اگر دوسرے لوگ ہری ہر وغیرہ دیوؤں کو سدیو ان کے تیرتھ دیو وغیرہ سب دیوؤں کو کُدیو کہیں۔ تو کیا ان کو ویسا ہی بُرا نہ لگے گا؟

ان آچاریوں اور جینیوں کی ایک اور بھی بھول دیکھو:۔

जिणवर आणा भंगं, उमग्ग उस्सुत्त लेस देसणाउं ।
आणा भंगे पावं ता जिणमय दुक्करं धम्मम् ॥ (پرکرن رتناکر ۲–۱۳۱)

جینیوں کی تنگ خیالی

"مخالف مذہب اور مخالف سوتر کے دکھا دینے سے "جن" مذہب یعنی دیت راگ دیولوث (تیرتھنکروں کی ہدایت کی حکم عدولی ہوتی ہے۔ وہ دکھ یعنی پاپ ہے۔ جن الیشور (جینیوں کے الیشور) کے فرمائے ہوئے دیکشا وغیرہ دھرم پر عمل کرنا بڑا مشکل ہے۔ پس اچھے طریقہ سے "جن" کی حکم عدولی نہ ہو۔ ویسا ہی کرنا چاہیئے۔"

محقق۔ اپنے منہ سے اپنی تعریف کرنا اور اپنے ہی دھرم کو بڑا کہنا اور دوسرے کی مذمت کرنا جہالت کی بات ہے کیونکہ اصلی تعریف اسی کی ہے جس کی تعریف دوسرے عالم لوگ بھی کریں۔ اپنے منہ اپنی تعریف تو چور بھی کرتے ہیں۔ تو کیا وہ لائق ہو سکتے ہیں؟ الغرض ان کی باتیں اسی قسم کی ہیں۔

बहुगुण विज्जा निलयो उस्सुत्तभासी तहा विमुत्तव्वो ।
जह वर मणि जुत्तो विहु विग्घकरो विसहरो लोए ॥ (پرکرن رتناکر ۲–۶–۱۸)

جینیوں کا حسد اور تعصّب

"جس طرح زہریلے سانپ کی منی بھی قابل ترک ہے اسی طرح جو جین مذہب میں نہیں۔ وہ خواہ کتنا ہی بڑا دھارمک پنڈت ہو جینیوں کو اسے ترک کر دینا ہی واجب ہے۔"

له واضح رہے کہ جینیوں کی پرانی کتابوں کی جلد پر اپنی کتابیں الگ لکھی ہیں۔ مثلاً ان کے سوتر اور پران ان ناموں کی تمام کتابوں سے مختلف ہیں۔ (مترجم)

محقق - دیکھئے! کتنی بھول کی بات ہے۔ اگر ان کے چیلے اور آچاریہ عالم ہوتے۔ تو عالموں سے محبت رکھتے۔ جب وہ اور اُن کے تیرتھنکر سب ہی علم سے بے بہرہ ہیں۔ تو پھر عالموں کی تعظیم و تکریم کس طرح کریں۔ کیا گندگی یا مٹی میں پڑے ہوئے سونے کو کوئی چھوڑ دیتا ہے؟ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ جینیوں کے سوائے اور کون ہیں گے جو ان کے برابر متعصب ہٹ دھرمی۔ ضدی اور علم سے بے بہرہ ہوں۔

-अइसय पाविय पावा, धम्मिअ पव्वेसु तोवि पाव रया ।

न चलन्ति सुद्ध धम्मा, धन्ना किवि पाव पव्वेसु ॥ (پرکرن رتناکر ۲-۶-۲۹)

"اتیہ دوشنی" (غیر مذہب ٹھیک ہے فلسفہ کے جاننے والے) کلنگی (گمراہ برہمچاری سنیاسی وغیرہ سادھو یعنی جین مذہب کے مخالفوں کا درشن بھی جینی لوگ نہ کریں۔"

محقق - عقلمند لوگ سمجھ لیں گے۔ کہ یہ بات کتنی کمینہ پن کی ہے۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ جس کا مذہب سچا ہو۔ اُسے کسی کا ڈر نہیں ہوتا۔ ان کے آچاریہ جانتے تھے۔ کہ ہمارا مذہب خالی ڈھول کا پول ہے۔ اگر کسی دوسرے کو سنا دیں گے۔ تو تردید ہو جائے گا۔ اس لئے سب کی مذمت کرو اور جاہل لوگوں کو اپنے جال میں پھنساؤ۔

नामंपि तस्स असुहं, जेण निदिठाइ मिच्छ पव्वाइ ।

जेसिं अणुसंगाउ, धम्मीणवि होइ पाव मई (پرکرن رتناکر ۲-۲-۰۷)

جین مذہب کی خود سرائی

"جو مذہب جین دھرم سے مخالفت رکھتے ہیں۔ وہ تمام انسانوں کو پاپی کرنے والے ہیں۔ اس لئے کسی مذہب کو نہ مانو۔ کیونکہ صرف جین مذہب ہی کو ماننا افضل ہے۔"

محقق - اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ جین مذہب سب سے ساتھ دشمنی کرنے۔ مخالفت رکھنے۔ مذمت کرنے حسد وغیرہ رکھنے کے لئے بُرے کاموں کے سمندر میں ڈالنے والا ہے جیسے جینی سب کی مذمت کرنے والے ہیں دوسرے مذہب والا کوئی بھی ویسا سخت مذمت کرنے والا اور ادھرمی نہیں ہوگا۔ کیا سب کی سراسر مذمت اور اپنی بے جا تعریف بے تمیز آدمیوں کی باتیں نہیں ہیں۔ صاحب تمیز تو خواہ کسی مذہب میں ہوں۔ اچھے کو اچھا اور بُرے کو بُرا کہتے ہیں۔

हा हा गुरु अ अकज्जं, सामी न हु अच्छि कस्स पुकरिमो ।

कह जिण वयण कह सुगुरु, सावया कह इय अकज्जं ॥ (پرکرن ۱-۳-۳۵)

"کہاں "مرد گئے" (علیم کل جن کے کہے ہوئے بچن جینی سنگھ ہو۔ اور جین مذہب اور کہاں ان سے مخالف گُرو دوسرے مذہب کے اُپدیشک یعنی ہمارے گرو دیو اور دھرم اچھے ہیں۔ غیر مذہب کے دیو۔ گُرو اور دھرم بُرے ہیں۔"

کس نگوید کہ دوغ من ترش است

محقق - یہ بات بیر بیچنے والی کونجڑی کی مانند ہے جس طرح وہ اپنے کھٹے بیروں کو میٹھا اور دوسرے کے میٹھے بیروں کو کھٹا اور نکما بتاتی ہے۔ یہی حال جینیوں کا بھی ہے۔ یہ لوگ اپنے سے غیر مذہب

والوں کی خدمت کرنے کو سخت ناکرنی یعنی پاپ گنتے ہیں۔

सप्पो इक्कं मरणं, कुगुरु अणंताइ देइ मरणाइं ।
तो वरिसप्पं गहियुं, मा कुगुरुसेवणं भद्दम् ॥ (پرکرن ۲-۹-۳۷)

"جس طرح پہلے لکھ آئے ہیں۔ کہ سانپ کی منی بھی قابل پرہیز ہے۔ اسی طرح غیر مذہب والوں کے اچھے دھرماتما لوگوں کو بھی ترک کر دینا چاہیئے۔ یہ لوگ دیگر مذاہب والوں کی مذمت اس سے بھی بڑھ کر کرتے ہیں جیسے مذہب سے غیر جین گرو یعنی وہ سانپ سے بھی برے ہیں۔ اُن کی زیارت، خدمت، اور صحبت کبھی نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ سانپ کی صحبت سے ایک دفعہ مرنا ہوتا ہے۔ مگر دیگر مذاہب کے گروؤں کی صحبت سے بہت دفعہ جنم لینا اور مرنا پڑتا ہے۔ اس لئے اے بھلے آدمی! غیر مذہب والوں کے گروؤں کے نزدیک کھڑا بھی مت ہو۔ کیونکہ اگر تو غیر مذہب والوں کی ذرا بھی خدمت کریگا۔ تو دکھ میں پڑے گا"

محقق۔ دیکھیئے جینیوں کے مانند سنگدل۔ گمراہ۔ کینہ ور۔ مذمت کرنے والا۔ اور بھولا ہوا کوئی بھی دوسرے مذہب والا نہ ہوگا۔ انہوں نے یہ بات دل میں سوچی ہے۔ کہ اگر ہم دوسروں کی مذمت اور اپنی تعریف نہ کریں گے۔ تو ہماری خدمت اور تعظیم نہیں ہوگی۔ لیکن ان کے لئے سخت بدنصیبی کی بات ہے کیونکہ جب تک وہ عالم فاضل لوگوں کی صحبت اور خدمت نہ کریں گے تب تک ان کو ٹھیک ٹھیک علم اور سچا دھرم کبھی حاصل نہیں ہوگا۔ اس لئے جینیوں کو واجب ہے کہ اپنی جھوٹی اور خلاف علم باتیں چھوڑ کر ویدوں میں بیان کی ہوئی باتوں کو قبول کریں۔ تو ان کے لئے یہ بڑی بہبودی کی بات ہے۔

किं भणिमो किं करिमो, ताण हयासाण धिट्ठ दुट्ठाणं ।
जे दंसिऊण लिंगं, खिवंति न रयम्मि मुद्ध जणं ॥ (پرکرن رتناکر …)

جینیوں کی بدخواہی اور کمینہ پن

"جس کی بہبودی کی امید جاتی رہے وہ جھوٹے برے کام کرنے میں بڑا چالاک بدکردار اور عیب والے کو کیا کہہ سکتے ہیں۔ اور (اس کا) کیا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ جو اس کا اپکار کرے گا۔ وہ الٹا اس کی جڑ کاٹے گا۔ مثلاً کوئی رحم کھا کر اندھے شیر کی آنکھ کھولنے (یعنی درست کرنے) جاوے۔ تو وہ اسی کو کھا لیوے گا۔ اسی طرح گرو یعنی غیر مذہب والوں کا اپکار کرنا اپنی تباہی کرنا ہے پس ان سے ہمیشہ الگ ہی رہنا چاہیئے"

محقق۔ جس طرح جینی لوگ سمجھتے ہیں۔ اگر اسی طرح دوسرے مذہب والے بھی سمجھیں۔ تو جینیوں کی کتنی ذلت ہو۔ اور اگر کوئی شخص ان کا کسی قسم کا اپکار نہ کرے۔ تو ان کے بہت سے کام بگڑ جانے سے ان کو کتنا دکھ پہنچے گا۔ پس جینی لوگ دوسروں کی نسبت ویسا ہی خیال کیوں نہیں رکھتے؟

जह जह तुट्टइ धम्मो, जह जह दुट्ठाण होइ अइ उदउं ।
समदिट्ठि जियाणं, तह तह उल्लसइ सम्मत्तं ॥ (پرکرن ۲-۹-۴۶)

جینیوں کا حسد

"جتنا جتنا درشن بھرشٹ نہنو ۔ یا چھنّا ۔ اُسنّا اور کوسیلیا وغیرہ اور غیر کے درشنوں کے ماننے والے تری ڈنڈی ' پریوراجک اور ودّیہ وغیرہ بُرے لوگوں کی طاقت عزّت اور پوجا وغیرہ زیادہ ہو اتنا ہی سمیکت درشنی جینیوں کا سمیکتو زیادہ ظاہر ہوتا ہے ۔ یہ بڑا تعجب ہے۔"

محقق ۔ اب دیکھئے ۔ کہ کیا جینیوں سے بڑھ کر حسد بغض اور کینہ رکھنے والا کوئی دوسرا ہوگا ہاں دوسرے مذہب میں بھی حسد اور کینہ ہے ۔ لیکن جس قدر ان جینیوں میں ہے ۔ اتنا کسی میں نہیں ۔ اور دشمنی ہی پاپ کی جڑ ہے سو اس لیے جینیوں میں پاپ کے اعمال کیوں نہ ہوں ۔

संगोवि जाण अहिउं, तेसिं धम्माइ जे पकुव्वन्ति ।

मुत्तूण चोर संगं, करन्ति ते चोरियं पावा ॥ (پرکرن ۲ ۔ ۶ ۔ ۷۵)

"اس کا اصل مطلب اتنا ہی ہے ۔ کہ جس طرح جاہل آدمی چوروں کی صحبت میں بیٹھنے سے ناک کٹ جانے وغیرہ کی سزا سے خوف نہیں کرتے ۔ اسی طرح جینی مذہب سے مخالف چور مذہبوں کے ماننے والے لوگ اپنے نقصان و ذات کا خوف نہیں کھاتے ۔"

محقق ۔ ہر ایک آدمی جیسا ہوتا ہے ۔ وہ عموماً اپنے ہی مانند دوسروں کو سمجھتا ہے ۔ کیا یہ بات سچی ہو سکتی ہے کہ اور سب مذہب چور اور جینیوں کا ساہوکار مذہب ہے ؟ جب تک کہ انسان کی عقل نہایت بے علمی اور بد صحبت کی وجہ سے خراب رہتی ہے ۔ تب تک وہ دوسروں کے ساتھ از حد کینہ وغیرہ برائی کرنا نہیں چھوڑتا ۔ جس طرح جینی مذہب غیروں سے کینہ رکھنے والا ہے ۔ ایسا اور کوئی نہیں ۔

जच्छ पसुमहिसलरका पव्वं होमन्ति पावन वमीए ।

पूअन्ति तंपि सड्ढाहा ही लावी परायस्सं ॥

(پرکرن رتناکر ۲ ۔ ۶ ۔ ۷۹)

جینیوں کا غلط خیال

"پہلے سوتر میں متھیا توی یعنی جینی مذہب کے علاوہ سب جھوٹے اور آپ سمیکتوی یعنی اور سب پاپی اور جینی مذہب والے سب نیکوکار ایمان والے ہیں ۔ اس لیے جو کوئی متھیا توی کے مذہب کی بدائی کرے گا ۔ وہ پاپی ہے ۔"

محقق ۔ جس طرح اوروں کے بجائے چامنڈا ۔ کالیکا ۔ اور جوالا وغیرہ کے سامنے توحی کا برتنا پاپ یعنی دُرگا نومی تیتی وغیرہ سب بُرے ہیں ۔ اُسی طرح کیا تمہارے "پچوشن" وغیرہ برت بُرے نہیں ہیں ؟ جن سے سخت تکلیف ہوتی ہے ۔ اس موقعہ پر وام مارگیوں کی لیلا کا کھنڈن کرنا تو ٹھیک ہے ۔ لیکن جو شاسن دیوی اور مرت دیوی وغیرہ کو مانتے ہیں ۔ ان کا بھی کھنڈن کرتے تو اچھا تھا ۔ اگر یہ کہیں ۔ کہ ہماری دیوی ہنسا کرنے والی نہیں ۔ تو اُن کا یہ قول جھوٹا ہے ۔ کیونکہ شاسن دیوی نے ایک مرد اور ایک بکری کی آنکھ نکال لی تھی ۔ پھر وہ راکھشی اور دُرگا کالیکا کی سگی بہن کیوں نہیں ؟ اور اپنے پچکھان

ا؎ جن کا دیکھنا بھی مکروہ اور باعث فرد ہے کہ قابل پرہیز دلفریب ۔ ۳؎ قابل پرائشچت کے مستوجب سزا ۵؎ بدچلن ۶؎ سنیاسی کی بیرونی علامت کے طور پر تین ڈنڈ (لکڑیاں) رکھنے والے ۷؎ سنیاسی ۸؎ براہمن وغیرہ جینی سادھوؤں سے مراد ہے ۔ (مترجم)

وغیرہ کو بہت ہی افضل اور نومی وغیرہ کو بُرا کہنا جہالت کی بات ہے۔ کیونکہ دوسرے اُپاسوں (فاقوں) کی مذمت اور اپنے اُپواسوں کی تعریف کرنا نیک آدمیوں کا کام نہیں ہے۔ ہاں جو لوگ راست گوئی وغیرہ کا برت رکھتے (عہد کرتے) ہیں وہ تو سب کے لئے اچھا ہے جینیوں یا کسی دوسرے مذہب کا اُپواس ٹھیک نہیں ہے۔

वेसाण वंदियाणाय, माहण डुंवाण जरकसिरकाणं ।
भत्ता भरकट्ठाणं, वियाणं जन्ति दूरेणं ॥ (پرکرن ۲ ص ۸۷)

دوسروں کے دیوی دیوتا بھی جینیوں کو زہر معلوم ہوتے ہیں

اس کا اصل مطلب یہ ہے۔ کہ جو بیوا ۔ بھاٹ وغیرہ لوگ برہمن، گنیش وغیرہ مہیا دشٹی دیوی وغیرہ دیوتاؤں کا مقصد ہے۔ یعنی جو ان کے ماننے والے ہیں۔ وہ سب ڈبانے اور ڈوبنے والے ہیں۔ کیونکہ وہ سب چیزوں کو انہیں کے قبضے میں مانتے ہیں۔ اور ویت راگ (دنیوی رغبت سے چھوٹے ہوئے) لوگوں سے دور رہتے ہیں۔"

محقق۔ دوسرے مذہب والوں کے دیوتاؤں کو جھوٹا کہنا اور اپنے دیوتاؤں کو سچا کہنا محض تعصب کی بات ہے۔ اور دوسرے لوگ وام مارگیوں کے دیوی دیوتاؤں کی تردید کرتے ہیں لیکن شرادھ دن کرتیہ نامی کتاب کے صفحہ ۳۶ میں جو لکھا ہے۔ کہ شاسن دیوی نے ایک شخص کو رات کا کھانا کھا لینے کے قصور میں تھپڑ مار کر اس کی آنکھ نکال ڈالی۔ اور بجائے اس کے ایک بکری کی آنکھ نکال کر اس شخص کے لگا دی پھر اس دیوی کو ہنسا کرنے والی کیوں نہیں مانتے۔ رتن سار بھاگ اول صفحہ ۶۷ میں دیکھو کیا لکھا ہے۔ کہ مرت دیوی پتھر کی مورتی ہو کر مسافروں کی مدد کرتی تھی۔ اس کو بھی دیوتا کیوں نہیں مانتے۔

जइ मिच्छरओ जाओ, गुणेसु तह मच्छरं वहइ ॥ (پرکرن رتناکر ۲ ص ۸۱)
—किं सोपि जणणि जाओ, जाणो जणणीइ किं गओ विद्धि ।

دوسروں کی زندگی بھی ناگوار ہے

"جو جین مذہب کے مخالف "متھیاوی" یعنی جھوٹے دھرم والے ہیں۔ وہ کیوں پیدا ہوئے۔ اور کیوں بڑے ہوئے یعنی اگر جلدی نیست و نابود ہو جاتے۔ تو اچھا تھا۔"

محقق۔ ان کے ویت راگ کا ہدایت کیا ہوا دھرم دیکھو۔ دوسرے مذہب والوں کا زندہ رہنا بھی نہیں چاہتے۔ ان کا دیا دھرم کہلانے نام ہے اور جس قدر ہے بھی۔ وہ محض ادنےٰ جانوروں اور جیوانوں کے لئے ہے جین مت سے باہر والے انسانوں کے لئے نہیں۔

शुद्धेः मग्गे जाया सुहेण मच्छन्ति सुद्धिमग्गमि ॥
जे पूण अमग्गजाया मग्गो गच्छन्ति ते चुएर ॥ (پرکرن رتناکر ۲ ص ۸۸)

دوسروں کی مکتی نہیں ہو سکتی

(مختصر معنی) اس کا اصل مطلب یہ ہے کہ اگر جین مذہب میں جنم لے کر مکتی پا لے تو کچھ تعجب نہیں مگر جینیوں کے

لہ جین کی ڈیادت بڑا بیان (بے سود) ہے۔

خاندان سے باہر جنم لیتے ہیں تو بھی "سمیاتوی" دیگر مذہب والے مکتی پا دیں۔ تو بڑی حیرت کی بات ہے خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جینی مت والے ہی مکتی پاتے ہیں۔ دوسرا کوئی نہیں۔ جو جین مذہب کو قبول نہیں کرتے وہ نرک میں جانے والے ہیں۔"

محقق۔ کیا جین مذہب میں کوئی برا آدمی اور نرک میں جانے والا نہیں ہے۔ سب ہی مکتی پاتے ہیں اور دوسرا کوئی نہیں۔ کیا یہ بات پاگل پن کی نہیں ہے بھولے بھالے (سادہ لوح) آدمیوں کے سوائے اور کون ایسی بات کو مان سکتا ہے۔

तिच्छराणं पूआसंमत्तगुणाणकारिणा मणिया ।
सावियमिच्छत्तयरी जिण समये देसिया पूआ ॥

(پرکرن ۲-۱۱-۵۰)

غیروں کی مورتیاں جھوٹی ہیں

(مختصراً) صرف "جن" کی مورتیوں کی پوجا کرنا سود مند ہے۔ اور غیر مذہب والوں کی مورتی پوجا بے سود ہے۔ جو شخص جین مذہب کی ہدایات پر عمل کرتا ہے۔ وہ عارف ہے۔ اور جو عمل نہیں کرتا۔ وہ عارف نہیں۔"

محقق۔ واہ جی! کیا کہنا ہے۔ کیا تمہاری مورتی وشنوؤں وغیرہ کی مورتیوں کی طرح پتھر وغیرہ جسم چیزوں کی نہیں ہے۔ جس طرح تمہاری مورتی پوجا جھوٹی ہے۔ اسی طرح وشنوؤں کی مورتی پوجا بھی جھوٹی ہے تم جو عارف بنتے ہو۔ اور دوسروں کو غیر عارف بناتے ہو۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمہارے مذہب میں عرفان نہیں ہے۔

—जिण आणाए धम्मो, आणा रहिआण फुड़ं अहमुत्ति ।
इय मुणि ऊणाय तत्तं, जिण आणाए कुणहु धम्मं ॥

(پرکرن ۲-۶-۹۲)

جین دھرم کی فرمانبرداری کے بغیر ادھرم

(مختصراً) "جین دھرم میں جن دیو کی فرمانبرداری۔ دیا (رحم) اور کشما (عفو) ہے۔ اس کے علاوہ باقی سب ہدایتیں ادھرم ہیں۔"

محقق۔ یہ کتنی بڑی بے انصافی کی بات ہے۔ کیا جین مذہب سے باہر کوئی بھی آدمی راست گو دھرماتما نہیں ہے؟ لیکن کسی دوسرے دھرماتما آدمی کی تعظیم نہیں کرنی چاہیئے۔ البتہ اگر جین مذہب والوں کا منہ اور زبان چمڑے کے نہ ہوتے۔ اور دوسروں کے چمڑے کے ہوتے۔ تو یہ بات ٹھیک ہو سکتی تھی الغرض یہ لوگ اپنے مذہب کی کتابوں مقولوں اور سادھوؤں وغیرہ کی ایسی ڈینگیں مارتے ہیں کہ گویا جینی لوگ بھاٹوں کے بیٹے بھائی ہیں۔

वन्नेमिनारया उविजेसिन्दुरकाइ सम्भरंताणम् ।
भव्वाण जणइ हरिहररिद्धि समिद्धी विउद्धोसं ॥

(پرکرن رتناکر ۲-۶-۹۵)

اوروں کی ترقی ترک کا ذریعہ

(مختصر معنی) "اس کا اصل مطلب یہ ہے کہ جو ہری ہر وغیرہ دیوؤں کی دولت و حشمت ہے وہ نرک کا باعث ہے اس کو دیکھ کر جینیوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جس طرح راجہ کی حکم عدولی

کرنے سے انسان سزا قتل کا دکھ پاتا ہے۔اسی طرح جن اندر "جینیوں کے دیوتا) کی ہدایت کی حکم عدولی کر کے جنم مرن کا دکھ کیوں نہیں پاوے گا"۔

محقق جینیوں کے آچاریہ وغیرہ کا میلان طبع دیکھئے۔یعنی بیرونی مکر و فریب و بناوٹ چھوڑ اب تو ان کی اندرونی کیفیت بھی کھل گئی (یہ لوگ) ہری ہر وغیرہ اور ان کے پیرووں کے اقبال و ترقی کو نہیں دیکھ سکتے۔ان کے رونگٹے اس لئے کھڑے ہوتے ہیں۔کہ دوسرے کی ترقی کیوں ہوئی۔یہ عموماً ایسا چاہتے ہوں گے کہ ان کی ساری حشمت ہم کو مل جائے۔اور یہ مفلس ہو جائیں تو اچھا ہے۔اور راجہ کے حکم کی تعمیل اس لئے دیتے ہیں کہ یہ جین لوگ حاکموں کے بڑے خوشامدی جھوٹے اور ڈرپوک ہوتے ہیں۔کیا راجہ کی جھوٹی بات بھی مان لینی چاہیئے۔اگر کوئی شخص حاسد اور کینہ ور بھی ہو۔تاہم جینیوں سے بڑھ کر وہ بھی نہ ہوگا۔

जो देइ सुद्ध धम्मं, सो परमप्पा जयम्मि न हु अन्नो ।
किं कप्पद्दुम सरिसो, इयर तरू होइ कइयावि ॥ (پرکرن ۲-۶-۱۰۱)

اپنے ہی اپدیشکوں کی بڑائی

(مختصر معنی) "وہ لوگ جاہل ہیں جو جین مذہب کے مخالف ہیں۔اور جو جن اندر کے بیان کئے ہوئے دھرم کے اپدیشک سادھو یا گرہستی خواہ کتابوں کے مصنف ہیں۔وہ تیرتھنکروں کے برابر ہیں ان کے برابر کوئی بھی نہیں"۔

محقق۔کیوں نہ ہو۔اگر جینی لوگ بطلانہ عقل والے نہ ہوتے۔تو ایسی باتیں کیوں مان بیٹھتے۔جس طرح بازاری عورت اپنے سوا اور کسی کی تعریف نہیں کرتی۔اسی طرح یہ بات بھی دکھلائی دیتی ہے۔

जे अमुणि अगुण दोषा ते कह अबुहाण हुन्तिम भच्छा ।
अहते वि हम भच्छा ता विसअमि आण. तुल्लत्तं ॥ (پرکرن ۲-۶-۱۰۲)

اپنے مذہب کی پابندی

(مختصر معنی) "جن اندر دیو" اس کے کہے ہوئے مسائل اور جین مذہب کے اپدیشکوں کو ترک کرنا جینیوں کو واجب نہیں ہے"۔

محقق۔یہ بات جینیوں کے ہٹ تعصب اور بے علمی کا نتیجہ نہیں تو اور کیا ہے؟ کیونکہ جینیوں کی سوائے چند باتوں کے باقی سب ترک کرنے کے قابل ہیں۔جس کو ذرہ بھر بھی عقل ہو گی وہ جینیوں کے دیووں کتب۔مسائل اور اپدیشکوں کو دیکھ سن اور غور کر کے بلاشک چھوڑ دے گا۔

वयणे वि सुगुरु जिणवल्लहस्स केसि न उल्लसइ सम्मं ।
अह कह दिणमणि तेयं, उलुआणं हरइ अन्धत्तं ॥ (پرکرن رتناکر ۲-۶-...)

غیروں کے گروؤں کو نہ ماننا

(مختصر معنی) "جو لوگ جن کے حکم کے مطابق عمل کرتے ہیں وہ پوجا کرنے کے لائق ہیں۔اور جو لوگ خلاف عمل کرتے ہیں وہ ناقابل پرستش ہیں جینیوں کے گروؤں کو ماننا اور دیگر مذہب والوں کو نہ ماننا چاہیئے"۔

محقق۔ اگر جین لوگ دوسرے بے علموں کو چیلا بنا کر حیوانوں کی طرح نہ باندھتے۔ تو وہ ان کے پھندے سے چھوٹ کر اپنی مکتی کے وسائل عمل میں لاتے۔ اور ہم کو سپھل کر لیتے۔ بھلا اگر کوئی تم کو کماگی(برے مذہب والا) کگرو۔ متھیا تو تی اور کو اپدیشٹا کہیں۔ تو تم کو کس قدر رنج پہنچے گا پس چونکہ تم دوسروں کو رنج پہنچاتے ہو۔ اس لئے تمہارے مذہب میں بہت سی بے سُود باتیں بھری ہیں۔

तिहुअण जणं मरंतं, दट्टूण निअन्ति जे न अप्पाणं ।

विरमंति न पाउं, धिद्धी धिट्ठत्तणं ताणं ॥ (پرکرن ۲-۶-۱۰۹)

جینیوں کو کھیتی و بیوپار وغیرہ کرنے کی ممانعت

(مختصر معنی) "اگر مرنے تک کا بھی دکھ ہو تو بھی کھیتی، بیوپار وغیرہ کا کام جینی لوگ نہ کریں۔ کیونکہ یہ کام نرک میں لیجانے والے ہیں۔"

محقق۔ اب کوئی جینیوں سے پوچھے۔ کہ تم بیوپار وغیرہ کیوں کرتے ہو؟ ان کاموں کو کیوں نہیں چھوڑ دیتے؟ اور اگر چھوڑ دو۔ تو تمہارے جسم کی پرورش بھی نہ ہو سکے گی۔ اور اگر تمہارے کہنے سے سب لوگ چھوڑ دیں۔ تو تم کیا چیز کھا کر زندہ رہو گے؟ ایسی کج اروی کا اپدیش کرنا بالکل بیہودہ ہے۔ مگر بیچارے کیا کریں۔ بوجہ علم اور نیک صحبت نہ ہونے کے جو دل میں آیا کہہ دیا۔

वहुया इमाय अहमा कारयारहिया अनाया गणेया ।

जे जंपन्ति उस्सुत्तं तेसिं धिद्धिद्ध पडिच्चं ॥ (پرکرن ۲-۶-۱۱۰)

جینیوں کا کوسنا

(مختصر معنی) "جو جینیوں کے شاستروں کے خلاف شاستروں کو ماننے والے ہیں وہ نیچ سے بھی نیچ ہیں۔ خواہ کچھ بھی مطلب برادی ہو تب بھی جین مذہب کے خلاف نہ چلے اور نہ مانے۔ خواہ کچھ ہی مطلب نکلتا ہو۔ تاہم دوسرے مذہب کو ترک کر دے۔"

محقق۔ تمہارے بانی مبانی سے لے کر آج تک جس قدر ہو گذرے ہیں۔ یا آگے ہونگے انہوں نے دوسرے مذاہب کو گالی دینے کے سوائے اور کچھ بھی نہ کیا۔ اور نہ کریں گے بیٹھے افسوس کی بات ہے۔ کہ جینی لوگ جہاں کہیں اپنی مطلب برادی دیکھتے ہیں۔ وہاں چیلوں کے بھی چیلے بن جاتے ہیں۔ تاہم ایسی جھوٹی لمبی چوڑی گپ مارنے سے انہیں ذرا بھی شرم نہیں آتی۔

जंबीरजिणवरस्स जिओ मिरई उस्सुत्त लेस देसणओ ।

सागर कोडाकोडिं हिंडइ अइभीमभवरण्णे ॥

دُوسرے کی زبان سینا

(مختصر معنی) "اگر کوئی ایسا کہے۔ کہ جینی سادھوؤں میں دھرم ہے اور ہمارے اور دوسرے (مذہب کے سادھوؤں) میں بھی دھرم ہے تو وہ آدمی کروڑوں برس تک نرک میں رہ کر پھر بھی نیچ جنم پاتا ہے۔"

محقق۔ واہ جی واہ! علم کے دشمنو! تم نے یہی سمجھا ہو گا۔ کہ ہماری جھوٹی باتوں کی کوئی تردید نہیں کرے گا اسی لئے یہ خوف دلانے والے الفاظ لکھے ہیں۔ مگر یہ ناممکن ہے۔ اب تم کو کہاں تک سمجھا دیں۔ تم تو

لہ بڑے دانستہ مر جانے والا ۲ے برا کرنے والا ۳ے جھوٹے مذہب کا ماننے والا ۴ے برا اپدیش کرنے والا۔

جھوٹی مذمت اور دوسرے مذاہب سے مخالفت اور دشمنی کرنے پر ہی کمربستہ ہو کر اپنی مطلب براری کرنے میں حلوہ کھانے کے برابر (لذت) سمجھتے ہو۔

दूरे करणं दूरं, म्मि साहणं तह पभावणा दूरे।
जिण धम्म सद्दहाणं पि तिरक्दुरकाइ निट्ठवइ ॥

(پرکرن ۲-۶-۱۲۷)

جینیوں کی سستی مکتی

(مختصر معنی) "جس آدمی سے جین مذہب کا کچھ بھی عمل نہ ہو سکے۔ تو بھی محض اس اعتقاد سے کہ جین مذہب سچا ہے۔ اور کوئی نہیں۔ دکھوں سے تر جاتا ہے"

محقق۔ بھلا جاہلوں کو اپنے پھندے میں پھنسانے کی اس سے بڑھ کر دوسری کون سی بات ہو گی؟ کیونکہ کچھ عمل نہ کرنا پڑے۔ اور مکتی ہو جاوے۔ ایسا بے سمجھ مذہب کون سا ہو گا؟

कइया होही दिवसो जइया सुगुरूण पायमूलम्मि।
उस्सुत्त लेस विसलव रहिओ निसुणेसु जिणधम्मं ॥

(پرکرن ۲-۶-۱۲۸)

مکتی پانے کا آسان نسخہ

(مختصر معنی) "جو شخص اپنی خواہش رکھے۔ کہ "جین آگم" جینیوں کے شاستر کو سنوں گا۔ "مکت سوتر" یعنی دوسرے مذاہب کی کتابوں کو کبھی نہیں سنوں گا۔ وہ محض اس قدر خواہش رکھنے سے دکھوں کے سمندر سے پار ہو جاتا ہے"

محقق۔ یہ بات بھی بھولے آدمیوں کو پھنسانے کے واسطے ہے۔ کیونکہ مذکورہ بالا خواہش سے اس جگہ کے دکھوں کے سمندر سے بھی پار نہیں ہوتا۔ اور پہلے جنم کے جمع شدہ پاپوں کے بدلے میں دکھ بھوگنے کے بغیر نہیں چھوٹ سکتا۔ اگر ایسی ایسی جھوٹ یعنی خلاف علم باتیں نہ لکھتے۔ تو (لوگ) وید وغیرہ شاستروں کو دیکھ اور سن کر اور سچ و جھوٹ کی تمیز حاصل کر کے ان کی بے علمی سے بھری ہوئی لغو کتابوں کو چھوڑ دیتے۔ لیکن ان بے علموں کو ایسا جکڑ کر باندھا ہے۔ کہ اس پھندے سے شاید کوئی عقلمند نیک صحبت رکھنے والا آدمی چھوٹ سکے۔ تو ممکن ہے۔ مگر باقی موٹی عقل کے لوگوں کا چھوٹنا تو بہت ہی مشکل ہے۔

जइ जाणसि जिण नाहो, लोयायारा विपरकए भूओ।
ता तं तं मन्नंतो, कह मन्नसि लोअ आयारं ॥

(پرکرن ۲-۶-۱۲۹)

جینیوں کی اوندھی عقل

(مختصر معنی) "جو جین آچاریوں کے تصنیف کئے ہوئے سوتر[1] ترکتی[2] - ورتی[3] - بھاشیہ[4] - چورنی کو مانتے ہیں۔ وہی لوگ نیک اور مشکل کاموں کے کرنے سے چارتر والے[5] ہو کر سکھ پاتے ہیں۔ دوسرے مذہب کی کتابوں کے دیکھنے سے نہیں"

محقق۔ کیا سخت بھوک سے مرنے وغیرہ تکالیف کے برداشت کرنے کو "چارتر" (نیک چلنی) کہتے ہیں اگر بھوکا پیاسا مرنا ہی چارتر ہے۔ تو بہت سے آدمی قحط سے خوراک وغیرہ نہ ملنے کی وجہ سے بھوکے مرتے ہیں۔

[1] لغت [2] ترجمہ [3] تفسیر [4] شرح [5] صاحب عمل یا نیک چلن

وہ پاک ہو کر اچھے نتیجہ کو پہنچنے چاہئیں۔ مگر نہ وہ پاک ہوتے ہیں اور نہ تم بلکہ پت وغیرہ کی زیادتی کی وجہ سے بیمار ہو کر بجائے سکھ کے دُکھ پاتے ہیں۔ دھرم تو منصفانہ فعل۔ برہمچریہ۔ راستگوئی وغیرہ ہیں۔ اور دروغ گوئی۔ ظالمانہ فعل وغیرہ پاپ ہیں۔ اور دوسروں کی بھلائی کی نیت رکھتے ہوئے سب کے ساتھ محبت سے برتاؤ رکھنا۔ "شبھ چرتر" (نیک چلن) کہلاتا ہے۔ نہ کہ جین مذہب والوں کا بھوکا پیاسا رہنا وغیرہ ان شوتمروں وغیرہ کو ماننے والے تھوڑی سی سچائی اور زیادہ جھوٹ کو پاکر دکھوں کے سمندر میں ڈوبتے ہیں۔

जम्हा जिणेहिं भणियं, सुय ववहारं विसोहियं तस्स ।
जायइ विसुद्ध बोही, जिण आणाराहगत्ताओ ॥

(پرکرن ۲-۱-۱۴۷)

جینیوں کے نزدیک سب بدنصیب ہیں

(مختصر معنی) "جو آدمی اچھی پراربدھ (نصیب) والے ہوتے ہیں۔ وہی جین مذہب کو قبول کرتے ہیں۔ یعنی جو جین مذہب کو قبول نہیں کرتے۔ اُن کا نصیب پھوٹ گیا!!

محقق۔ کیا یہ جھوٹ اور گمراہی کی بات نہیں ہے۔ کیا دوسرے مذاہب میں خوش نصیب اور جین مذہب میں بدنصیب کوئی بھی نہیں ہے۔ اور جو یہ کہا ہے۔ کہ ہم مذہب یعنی جین مذہب والے آپس میں دکھ نہ پہنچا دیں۔ بلکہ محبت سے برتیں۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ جین لوگ دوسروں کے ساتھ لڑائی کرنے میں برا نہیں سمجھتے ہوں گے۔ ان کی یہ بات بھی نامناسب ہے۔ کیونکہ نیک آدمی نیکوں کے ساتھ محبت رکھتے ہیں۔ اور بُروں کو تربیت دے کر نیک اور تربیت یافتہ بناتے ہیں۔ اور یہ جو لکھا ہے کہ براہمن۔ "تردنڈی" "پری وراجک اچاریہ" یعنی سنیاسی اور تاپسی وغیرہ یعنی ویراگی وغیرہ سب جین مذہب کے دشمن ہیں۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ یہ سب دشمنی کی نظروں سے دیکھتے اور مذمت کرتے ہیں۔ پھر جینیوں کا "دیا" اور "کھشما" کا دھرم کہاں رہا۔ کیونکہ دوسرے سے کینہ رکھنا "دیا" اور "کھشما" کو زائل کرنے والا ہے۔ اور اس کے برابر کوئی دوسرا عیب ہنسا والا (ضرر رساں) نہیں ہے جیسے جینی لوگ سراپا کینہ سے پُر ہیں۔ دوسرے لوگ ویسے کم ہی ہوں گے۔ رشبھ دیو سے لے کر مہاویر تک چوبیس تیرتھنکروں کو راگی (رغبت فاسد رکھنے والا) دویشی (کینہ ور) اور متھیا وادی (جھوٹی باتیں بولنے والا) کہیں اور جین مذہب کے ماننے والوں کو سنی پات تپ (خلطوں کے بگاڑ سے پیدا ہوئے تپ) میں پھنسا ہوا مانیں۔ اور ان کے مذہب کو نرک اور زہر کے برابر سمجھیں۔ تو جینیوں کو کتنا برا لگے گا۔ اس لئے جینی لوگ مذمت اور غیر مذاہب سے کینہ رکھنے کے کام نرک میں ڈوب کر سخت تکلیف بھوگ رہے ہیں۔ اس بات کو چھوڑ دیں تو بہت اچھا ہے۔

-एगो अ गुरू एगो वि सावगो चेइआणि विवहाणि ।
तच्छय जं जिणदव्वं, परुप्परं तं न विचन्ति ॥　(پرکرن رتناکر ۲-۱-۱۵۰)

مورتی پوجا کے بانی مبانی جینی ہیں

(مختصر معنی) "سب شرادکوں کا دیوگرو دھرم ایک ہے چیتیہ وندن یعنی "جن" کی تصویر یا مورتی کے دیوگل (مندر) اور "جن" کے مال کی حفاظت کرنا اور مورتی کی پوجا کرنا دھرم ہے"۔

محقق۔ اب دیکھو! مورتی پوجا کا جتنا جھگڑا چلا ہے۔ وہ سب جینیوں کے گھر سے نکلا ہے۔ اور پاکھنڈوں کی جڑ یہی جین مذہب ہے۔

شرادھ دن کرتیہ کتاب کے صفحہ ۱ میں مورتی پوجا کے حوالے

नवकारेण विवोहो ॥ १ ॥ अणुसरणं सावउ ॥ २ ॥ वयाइं इमे ॥ ३ ॥

जोगो ॥ ४ ॥ चिय वन्दणगो ॥ ५ ॥ पचरकाणं

तु विहि पुव्वं ॥ ६ ॥

وغیرہ وغیرہ۔

(۱) شرادکوں کو (مندر کے) پہلے دوار (دروازہ) میں "نوکار" (نمسکار) کا جپ کرنا چاہیئے۔

(۲) دوسرے (دروازے میں) "نوکار" جپنے کے بعد یہ خیال کرنا کہ میں شرادک ہوں۔

(۳) تیسرے دروازہ میں (یہ خیال کرنا) کہ ہمارے "انوبرت" وغیرہ کتنے ہیں۔

(۴) چوتھے دروازہ میں (یہ خیال کرنا) "چاروَرگ" چار مقاصد زندگی (یعنی دھرم۔ ارتھ۔ کام موکش) میں موکش مقدم ہے۔ اسی کے واسطے گیان وغیرہ ہیں۔ وہ یوگ ہے۔ اس کے سبب "اَتی چار" عیبوں سے نرمل (پاک) بنانے کے بجے ضروری وسائل ہیں۔ وہ بھی مجازاً یوگ کہلاتا ہے۔ ایسے یوگ کا بیان کریں گے۔

(۵) پانچویں "چیتیہ وندن" یعنی مورتی کو نمسکار کرنے اور "دردیہ پوجا" (بھینٹ چڑھانے اور بھاؤ پوجا" (دلی پوجا) کرنے کا ذکر کریں گے۔

(۶) چھٹا "پرتیا کھیان دوار" یعنی "نوکارسی" وغیرہ کا با طریقہ ذکر کریں گے۔ وغیرہ وغیرہ

اور اسی کتاب میں آگے چل کر بہت سے طریقے لکھے ہیں۔ مثلاً شام کا کھانا کھانے کے وقت جن بمب یعنی تیرتھنکروں کی مورتی پوجا کرنا اور دوار پوجا کرنا وغیرہ میں بڑے بڑے بکھیڑے ہیں مندر بنانے کے قواعد لکھے ہیں۔ اور لکھا ہے کہ پرانے مندروں کے بنوانے اور مرمت کرانے سے مکتی ہو جاتی ہے۔ مندر میں اس طرح سے جا کر بیٹھے۔ بڑے اعتقاد اور محبت سے پوجا کرے۔ "نمو جلیندر بھیہ" وغیرہ منتروں سے (مورتی کو) اشنان وغیرہ کرائے۔ "جل چندن پشپ دھوپ دیپ آئینہ" وغیرہ سے خوشبو وغیرہ چڑھائے۔

ا؎ یہ لفظ بگڑ کر آجکل سراوگی ہو گیا ہے۔ شرادک کے لفظی معنی سننے والا یا چیلا ہیں۔

۲؎ دیول کے لفظی معنی پجاری کے ہیں۔ مگر اکثر اسے دیوآلیہ کے بجائے مندر کے لئے بولا جاتا ہے۔ یہاں بھی مندر سے مراد معلوم ہوتی ہے۔ (مترجم)

مورتی پوجا کا پھل

رتن سار بھاگ کے بارھویں صفحہ پر مورتی پوجا کا پھل یہ لکھا ہے۔ کہ پجاری کو رلچھاط پر جا کوئی بھی نہ روک سکے۔

محقق۔ یہ سب بناوٹی باتیں ہیں۔ کیونکہ راجہ لوگ بہت سے جین پوجاریوں کو رد کرسکتے ہیں۔

بیماری وغیرہ سے چھوٹنا اور حکومت کا ملنا

رتن سار کے صفحہ ۳ میں لکھا ہے کہ مورتی پوجا سے بیماری دور اور بڑے بڑے عیب چھوٹ جاتے ہیں۔ کسی ایک شخص نے پانچ کوڑی کا پھول چڑھایا۔ اسے اٹھارہ ملکوں کی حکومت ملی۔ اس کا نام کمار پال ہوگیا تھا۔ ایسی ایسی باتیں سب جھوٹی اور جاہلوں کو پھنسانے کی ہیں کیونکہ بہت سے جینی لوگ پوجا کرتے ہوئے بھی بیمار اور روگی رہتے ہیں۔ اور پتھر وغیرہ مورتی پوجا کرنے سے ایک بیگھہ کی بھی حکومت نہیں ملتی۔ اور اگر پانچ کوڑی کے پھول چڑھانے سے حکومت ملے۔ تو پانچ پانچ کوڑی کے پھول چڑھا کر تمام کرہ زمین کی حکومت کیوں نہیں کر لیتے۔ اور حاکموں کی سزا کیوں بھوگتے ہیں؟ اور اگر مورتی پوجا کرنے سے دنیا کے سات سمندر سے پار ہو جاتے ہیں۔ تو پھر "گیان" "سمیک درشن" اور "چارتر" کیوں کرتے ہو؟

امر ہونا

رتن سار بھاگ کے صفحہ ۱۳ میں لکھا ہے کہ گوتم کے انگوٹھے میں امرت ہے۔ اور اس کے سمرن کرنے سے دلخواہ نتیجہ نکلتا ہے۔

محقق۔ اگر ایسا ہے۔ تو سب جینی لوگ امر لافانی ہو جانے چاہئیں۔ مگر نہیں ہوتے اس لئے ان کی یہ بات محض جاہلوں کے بہکانے کی ہے۔ اس میں ذرا بھی کوئی اصلیت نہیں۔

مورتی پوجا کا طریقہ ایجاد کردہ جین مذہب

رتن سار کے صفحہ ۵۲ میں ان کی پوجا کرنے کا یہ شلوک لکھا ہے:-

जलचन्दनधूपनरथ दीपाचतकैर्निवेद्यवस्त्रैः।
उपचारवरैर्जिनेन्द्रान् रुचिरैरद्य यजामहे ॥

"ہم جل چندن۔ چاول۔ پھول۔ دھوپ۔ دیپ" "نئی دیا" (میوہ) (وستر (کپڑے) اور عمدہ سامگری سے "جن اندر" یعنی تیر تھنکروں کی پوجا کریں"۔

محقق۔ اسی وجہ سے ہم کہتے ہیں۔ کہ مورتی پوجا جینیوں سے چلی ہے۔

مورتی پوجا کے دیگر فوائد جینیوں کے موجب

وویک سار کا صفحہ ۲۱ جینیوں کے مندر میں موہ نہیں آتا اور دنیا کے سمندر سے پار کرنے والا ہے"۔

وویک سار صفحہ ۵۱-۵۲ "مورتی پوجا سے مکتی ہوتی ہے اور جینیوں کے مندر میں جانے سے اچھے اوصاف پیدا ہوتے ہیں۔ جو شخص جل (پانی) چندن وغیرہ سے تیرتھنکروں کی پوجا کرے۔ وہ نرک سے چھوٹ کر سورگ کو جائے گا"۔

دویک سار صفحہ ۵۵ "جین مندر میں رشبھ دیو وغیرہ کی مورتیوں کی پوجا کرنے سے دھرم۔ ارتھ۔ کام اور موکش حاصل ہوتے ہیں"۔

دویک سار صفحہ ۶۱۔ "جن کی مورتیوں کی پوجا کرے۔ تو تمام جہان کے دکھ چھوٹ جاویں"۔

محقق۔ اب دیکھو ان کی ناممکن اور بے علمی کی باتیں۔ اگر اس طرح پاپ وغیرہ برے کام چھوٹ جاویں۔ "موہ" نہ آوے۔ دنیا کے سمندر سے پار اتر جاویں نیک اوصاف پیدا ہو جاویں۔ نرک کو چھوڑ کر سورگ میں چلے جاویں۔ دھرم ارتھ کام۔ موکش حاصل کر لیں۔ اور سب دکھ چھوٹ جاتے ہوں۔ تو سب جینی لوگ سکھی اور تمام نعمتوں کے حاصل کرنے والے کیوں نہیں ہوتے۔ اسی دویک سار کے صفحہ ۳ میں لکھا ہے کہ جنہوں نے "جین" کی مورتی کو ستھاپن کیا ہے۔ انہوں نے اپنی اور اپنے خاندان کی روزی قائم کی ہے۔

شو وغیرہ کی مورتی پوجنے سے نرک

دویک سار صفحہ ۲۲۵ "شو۔ وشنو وغیرہ کی مورتیوں کی پوجا کرنا بہت برا ہے یعنی نرک کا ذریعہ ہے"۔

محقق۔ بھلا جب شو وغیرہ کی مورتیاں نرک کا ذریعہ ہیں۔ تو کیا جینیوں کی مورتیاں ویسی نہیں؟ اگر کہیں کہ ہماری مورتیاں تو تیاگی (تارک) شانت (قرار یافتہ) اور فیض بخش ہیں۔ اس لئے اچھی ہیں۔ اور شو وغیرہ کی مورتیاں ویسی نہیں۔ اس لئے بری ہیں۔ تو ان کو کہنا چاہیئے۔ کہ تمہاری مورتیاں تو لاکھوں روپیہ کے مندر میں رہتی ہیں۔ اور چندن کیسر وغیرہ چڑھتا ہے۔ یہ کس طرح تیاگی ہیں۔ اور شو وغیرہ کی مورتیاں تو سایہ کے بغیر بھی رہتی ہیں۔ وہ کیوں تیاگی نہیں۔ اور شانت ہو۔ تو جڑ اشیاء بوجہ بے حرکت ہونے کے شانت (قرار یافتہ) ہیں۔ پس سب مذہبوں کی مورتی پوجا بیہودہ ہے۔

مورتی کا فرضی اثر

سوال۔ ہماری مورتیاں کپڑا۔ زیور وغیرہ نہیں پہنتیں اس لئے اچھی ہیں۔

جواب۔ مورتیوں کا سب کے سامنے ننگا رہنا اور رکھنا حیوانوں کی سی کارروائی ہے۔ سوال۔ جس طرح عورت کی تصویر یا مورتی کے دیکھنے سے شہوت پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح سادھو اور ویراگیوں کی مورتی کے دیکھنے سے نیک اوصاف حاصل ہوتے ہیں۔ جواب۔ اگر پتھر کی مورتیوں کے دیکھنے سے نیک نتیجہ مانتے ہو۔ تو اس کے جڑ ہونے وغیرہ کے اوصاف بھی تمہارے اندر آجاویں گے۔ جب عقل پتھر ہو جاویگی تو بالکل نیست و نابود ہو جاؤ گے۔ دوسرے جو اعلیٰ درجہ کے صاحب علم ہیں۔ ان کی صحبت اور خدمت کے چھوٹ جانے سے جہالت بھی زیادہ ہوگی۔ اور جو جو عیب گیارھویں باب میں لکھ چکے ہیں۔ وہ سب پتھر کی مورتی پوجا کرنے والے کو لگتے ہیں۔ اس لئے جس طرح مورتی پوجا میں جینیوں نے جھوٹا شور مچایا ہے۔ اسی طرح ان کے منتروں میں بھی بہت سی ناممکن باتیں لکھی ہیں۔ ان کا منتر یہ ہے جو رتن سار صفحہ ۱ میں لکھا ہے

नमो अरिहन्ताणं नमो सिद्धाणं नमो आयरियाणं नमो उवज्झायाणं नमो लोए सव्वसाहूणं एसो पंच नमुकारो सव्व पात्रप्पणासणो मंगलाणं च सव्वेसिं पढमं हवइ मंगलम् ॥ १ ॥

جینیوں کا گورمنتر

اس منتر کا بڑا مہاتم (عظمت) لکھا ہے۔ یہ سب جینیوں کا گورمنتر ہے اس کا ایسا مہاتم بیان کیا گیا ہے۔ کہ تنتر پُران اور بھاٹوں کی بات کو بھی مات کردیا

چنانچہ "شرادھ دن کرت" صفحہ ۳۱ پر لکھا ہے۔ کہ :-

नमुक्कारं तउं पढे ॥ ९ ॥ जउं कव्वं । मंताणमंतो परमो इमुत्ति ।
धेयाणधेयं परमं इमुत्ति । तत्ताणतत्तं परमं पवित्तं । संसारसत्ताणदुहाहयाणं
॥ १० ॥ ताणं अन्नंतु नो अत्थि जीवाणं भवसायरे । बुडड्डुं ताणं
इमं मुत्तुं । नमुक्कारं सुपोययम् ॥ ११ ॥ कव्वं । अणेगजम्मंतरसंचिआणं ।
दुहाणं सारीरिअमाणुसाणं । कत्तोय भव्वाणभविज्जनासो ।
न जावपत्तो नवकारमन्तो ॥ १२ ॥

"یہ جو منتر ہے۔ وہ پاک اور افضل ہے۔ دھیان کرنے کے لائق چیزوں میں یہ نہایت اعلےٰ دھیان کرنے کی چیز ہے۔ تتوں میں اعلےٰ تتو ہے"۔ نوکار" منتر دکھوں سے تنگ آئے ہوئے دنیوی لوگوں کے لئے ایسا ہے۔ کہ جیسے سمندر کے پار اتارنے کے لیے جہاز ہوتا ہے"۔ (۹)

"اور یہ جو" نوکار" کا منتر ہے۔ وہ جہاز کی مانند ہے"۔ (۱۰)

"جو اس کو چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ دنیا کے سمندر میں ڈوب جاتے ہیں۔ اور جو اس کو قبول کرتے ہیں۔ وہ دکھوں سے پار ہو جاتے ہیں جیووں کو دکھ سے الگ رکھنے والا سب پاپوں کو دور کرنے والا مکتی کا دینے والا سوائے اس منتر کے اور کوئی نہیں ہے"۔ (۱۱)

"دنیاوی جیووں کو بہت سے جنموں میں پیدا ہوئے جسمانی دکھوں یعنی دنیا کے سمندر سے پار کرنے والا ہی ہے جب تک نوکار منتر نہیں لیتا۔ تب تک جیو دنیا کے سمندر سے پار نہیں ہو سکتا۔ یہ مطلب سوتروں میں بیان کیا گیا ہے۔ اور آگ وغیرہ آٹھ سخت خوفوں میں سوائے "نوکار" منتر کے اور کوئی مددگار نہیں ہے۔ جس طرح بیش بہا گوہر ویدوریہ نامی مل جائے۔ یا دشمن سے خوف کے وقت دفاع دینے والا ہتھیار مل جائے اسی طرح شرت کیولی منتر سکھلانے والے گرو کے ملنے کو سمجھنا چاہیئے"۔ (۱۲)

بارہ انگوں میں سے نوکار کا منتر مخفی راز ہے۔

جینیوں کے گورمنتر کے معنی

اس منتر کے معنی یہ ہیں :-

"نمو ارہنتانم"	(۱) سب تیرتھنکروں کو نمسکار ہے
"نمو سدھانم"	(۲) جین مت کے سب سِدھوں کو نمسکار ہے۔
"نمو آچریانم"	(۳) جین مت کے سب آچاریوں کو نمسکار ہے۔
"نمو اوجھانیم"	(۴) جین مت کے سب اُپادھیاؤں (استادوں) کو نمسکار ہے
"نمو لوئے سب ساہونم"	(۵) جین مت کے جتنے سادھو اس لوک میں ہیں ان سب کو نمسکار ہے

اگرچہ منتر میں جین کا لفظ نہیں آیا۔ تاہم جینیوں کی بہت سی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ سوائے جین مت کے اور کسی کو نمسکار نہ کرنا۔ اس لئے یہی معنی درست ہیں۔

لکڑی پتھر کی مورتی کو پوجنا

تتو وویک صفحہ ۱۶۹۔ جو آدمی لکڑی اور پتھر کو دیوتا یقین کر کے پوجا کرتا ہے۔ وہ اچھے نتیجوں کو حاصل کرتا ہے۔

محقق۔ اگر ایسا ہو۔ تو درشن کرنے سے سب لوگ سکھ کے نتیجہ کو کیوں نہیں پاتے۔ رتن سار بھاگ صفحہ ۱۲

پارشوناتھ کی مورتی

پارشوناتھ کی مورتی کے درشن کرنے سے پاپ دور ہو جاتے ہیں۔ کلپ بھاشیہ کے صفحہ ۵۱ پر لکھا ہے۔ کہ سوا لاکھ مندروں کی مرمت کی۔ علیٰ ہذا القیاس۔ مورتی پوجا کے بارے میں ان کی بہت سی تحریریں ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مورتی پوجا کا اصلی بانی مبانی جین مذہب ہے۔

جین بد چلن سادھو

اب ان جینیوں کے سادھوؤں کی لیلا دیکھئے! وویک سار صفحہ ۲۲۸۔ جین مذہب کا ایک سادھو سمبھوت کوشا بیسوا سے مباشرت کر کے بعد ازاں تارک ہو کر سورگ کو گیا۔

وویک سار صفحہ ۱۰۔ ارنک منی نیک چلنی سے گرا۔ اور کئی سالوں تک دت سیٹھ کے گھر میں شہوت پرستی کرتا رہا۔ اور بعد ازاں دیو لوک کو گیا۔

شری کرشن کے بیٹے ڈھنڈن منی کو سیالیا اٹھا لے گیا۔ اور پھر دیوتا ہو گیا۔

سادھوؤں کی بے جا تعظیم

وویک سار صفحہ ۱۵۶۔ جین مذہب کا سادھو "لنگ دھاری" یعنی بھیس ہی رکھتا ہو۔ تو بھی شراوک لوگ اس کی تعظیم کریں۔ سادھو خواہ نیک چلن ہوں یا بد چلن سب پوجا کرنے کے لائق ہیں۔

وویک سار صفحہ ۱۶۸۔ جین مذہب کا سادھو چلن سے گرا ہوا ہو۔ تو بھی دوسرے مذہب کے سادھوؤں سے افضل ہے۔

وویک سار صفحہ ۱۷۱۔ اگر شراوک لوگ جین مذہب کے سادھوؤں کو چلن سے گرا ہوا اور بد چلن دیکھیں۔ تو بھی انہیں ان کی خدمت کرنی چاہیئے۔

وویک سار صفحہ ۲۱۶۔ ایک چور نے پانچ مٹھی بھر بال نوچ "چارتر" اختیار کیا۔ سخت تکلیف اٹھائی۔ اور پچھتایا۔ اور چھٹے مہینے میں کیول گیان (خالص علم) حاصل کر کے سدھ ہو گیا۔

محقق۔ اب ان کے سادھوؤں اور گرہستیوں کی لیلا دیکھئے۔ ان کے مذہب میں بہت سے بد اعمال سادھو بھی مکتی پا گئے۔

جینیوں کے حساب میں کرشن جی نرک میں

اور وویک سار صفحہ ۱۰۶ میں لکھا ہے۔ کہ شری

کرشن تیسرے نرک میں گیا۔

وویک سار صفحہ ۱۴۵ میں لکھا ہے۔ کہ دھنونتری نرک میں گیا۔

وویک سار صفحہ ۴۸۔ کہتے ہیں جوگی۔ جنگم۔ قاضی۔ مُلّا اگیان کے باعث تپ کی تکلیف اُٹھا اُٹھا کر بھی بُری گتی کو پاتے ہیں۔

رتن سار صفحہ ۱۷۱ میں لکھا ہے۔ کہ نو واسدیو یعنی ترپرشٹھ واسدیو۔ دوئی پرشٹھ واسدیو۔ سویمبھو واسدیو۔ پرشوتم واسدیو۔ سنگھ پُرش واسدیو۔ پنڈریک واسدیو۔ دت واسدیو۔ لکشمن واسدیو اور شری کرشن واسدیو۔ یہ سب گیارھویں۔ بارھویں۔ چودھویں۔ پندرھویں۔ اٹھارھویں۔ بیسویں اور بائیسویں تیرتھنکروں کے وقت نرک کو گئے۔ اور نو پرتی واسدیو یعنی اشوگریو پرتی واسدیو۔ تارک پرتی واسدیو۔ میرک پرتی واسدیو۔ مدھو پرتی واسدیو۔ بلی پرتی واسدیو۔ پرہلاد پرتی واسدیو۔ راون پرتی واسدیو۔ اور جراسندھ پرتی واسدیو بھی سب نرک کو گئے۔ اور کلپ بھاشیہ میں لکھا ہے کہ رشبھ دیو سے لے کر مہابیر تک چوبیس تیرتھنکر سب مکتی کو پہنچے۔

محقق۔ بھلا کوئی عقلمند آدمی سوچے۔ کہ ان کے سادھو گرہستی اور تیرتھنکر جن میں بہت سے بیسوا گامی (رنڈی باز) اور پر استری گامی (زانی) چور وغیرہ تھے وہ جین مذہب والے سب لوگ تو سورگ اور مکتی کو گئے۔ اور شری کرشن وغیرہ بڑے دھرماتما سب نرک کو گئے۔ یہ کتنی بہت بُری بات ہے دراصل اگر غور سے دیکھیں۔ تو اچھے آدمی کے لئے جینیوں کی صحبت یا ان کو دیکھنا بھی بُرا ہے۔ کیونکہ اگر ان کی صحبت میں رہیں۔ تو ایسی ایسی جھوٹی باتیں اُن (اچھے آدمیوں) کے دل میں بھی قائم ہو جائیں گی کیونکہ ایسے سخت ہٹھی اور ضدّی آدمیوں کی صحبت سے سوائے بُرائیوں کے اور کچھ بھی پلّے نہیں پڑے گا البتہ جینیوں میں جو اچھے لوگ ہیں۔ ان کے ساتھ ست سنگ وغیرہ کرنے میں کچھ بھی عیب نہیں۔[۱]

تیرتھوں کی نسبت فتوے

وویک سار کے صفحہ ۵۵ میں لکھا ہے۔ کہ گنگا وغیرہ تیرتھ اور کاشی وغیرہ کشیتروں کی یاترا کرنے سے کچھ بھی پرمارتھ (اعلیٰ مُدعا) حاصل نہیں ہوتا۔ اور اپنے گرنار۔ پالی ٹانہ اور آبو وغیرہ تیرتھ کشیتر مکتی تک کے دینے والے ہیں۔

محقق۔ یہاں غور کرنا چاہیئے۔ کہ جس طرح شیوؤں۔ ویشنوؤں وغیرہ کے تیرتھ اور کشیتر بشکل تری اور خشکی جڑھ چیزیں ہیں اسی طرح جینیوں کے بھی ہیں۔ ان میں سے ایک کی مذمت اور دوسرے کی تعریف کرنا جہالت کا کام ہے۔

جینیوں کی مُکتی کا بیان!

مُکتی کا پُر مبالغہ بیان

رتن سار صفحہ ۲۳۔ مہاویر تیرتھنکر گوتم جی کو کہتے ہیں۔ کہ عالم بالا میں ایک مقام سِدھ شِلا ہے سورگ پوری کے اوپر ۴۵ لاکھ

۱ جو اچھا آدمی ہو گا۔ وہ بے بنیاد جین مت میں کبھی نہ رہے گا۔

یوجن لمبی ہے۔ اور اتنی ہی پولی (مجوف یا جسیم) ہے۔ اور وہ یوجن موٹی ہے جس طرح موتی کا سفید ہار یا گائے کا دودھ ہوتا ہے۔ اس سے بھی زیادہ سفید ہے سونے کی طرح دمکتی ہوئی اور بلّور سے بھی شفاف وہ سِدھ شِلا چودھویں لوک کی چوٹی پر ہے۔ اور اس سِدھ شِلا کے اوپر شِو پور کا مقام ہے۔ اس میں بھی مکت آدمی معلق رہتے ہیں۔ اس جگہ جنم لینے اور مرنے کا کوئی بھی دکھ (دوش) نہیں ہے۔ اور آنند کرتے رہتے ہیں۔ دوبارہ جنم نہیں لیتے۔ اور نہ مرتے ہیں۔ سب کرموں سے چھوٹ جاتے ہیں۔ یہ جینیوں کی مکتی ہے۔

محقق۔ غور کرنا چاہیئے۔ کہ جس طرح دیگر مذاہب میں سے پرانکوں میں ویکنٹھ، کیلاش، گولوک، شری پور وغیرہ عیسائیوں کے بموجب چوتھے اور مسلمانوں کے بموجب ساتویں آسمان پر مکتی کا مقام لکھا ہے ویسے ہی جینیوں کی سِدھ شِلا اور شِو پور بھی ہے۔ کیونکہ جس کو جینی لوگ اونچا مانتے ہیں۔ نیچے والے یعنی جو ہم سے زمین کے نیچے رہتے ہیں۔ اُن کے مقابلہ میں وہی نیچا ہے۔ اونچا نیچا بجائے خود کوئی شے نہیں جس کو آریہ ورت کے جینی لوگ اونچا مانتے ہیں۔ اُسی کو امریکہ والے نیچا مانتے ہیں۔ جس کو آریہ ورت والے نیچا مانتے ہیں۔ اُسی کو امریکہ والے اونچا مانتے ہیں۔ چاہے وہ شِلا ۴۵ لاکھ سے دوچند یعنی نوّے لاکھ کوس بھی ہوتی۔ تو بھی وہ مکت بندھن میں ہیں۔ کیونکہ اس شِلا یا شِو پور کے باہر نکلنے سے ان کی مکتی چھوٹ جاتی ہوگی۔ اور ہمیشہ اسی میں رہنے کی خواہش اور باہر جانے سے رنج بھی ہوتا ہوگا جس جگہ کہ کاوٹ خواہش اور رنج ہے۔ اس کو مکتی کیونکر کہہ سکتے ہیں؛ مکتی اسی طرح ماننی ٹھیک ہے جس طرح ہم نویں باب میں بیان کر چکے ہیں۔ اور یہ جینیوں کی مکتی بھی ایک قسم کا بندھن ہے جینی لوگ مکتی کے بارے میں بھی غلطی میں پڑے ہیں۔ سچ یوں ہے۔ کہ ویدوں کے ٹھیک ٹھیک مطلب سمجھنے کے بغیر یہ لوگ مکتی کی ماہیت کو نہیں جان سکتے۔

اب ان کی تھوڑی سی اور ناممکن باتیں سنو

مبالغہ وغیرہ کے اور نمونے

ووبک سار صفحہ ۷۸۔ مہاویر کو پیدا ہونے کے وقت ایک کروڑ ساٹھ لاکھ کلسوں سے سنان کرایا۔

وویک سار صفحہ ۱۳۶۔ دشارن راجا مہاویر کے درشن کرنے کے لئے گیا۔ وہاں کچھ غرور کیا۔ اُس کے ہٹانے کے لئے وہاں ۱۶۷۷۷۲۱۶۰۰۰ اِندر۔ ۱۳۱۳۷۰۵۷۲۸۰۰۰۰۰۰۰۰ اِندر رانیاں آئی تھیں۔ راجہ دیکھ کر حیران ہو گیا۔

محقق۔ اب غور کرنا چاہیئے۔ کہ اندر اور اندر رانیوں کے کھڑے ہونے کے واسطے ایسے کتنے ہی کرہ زمین چاہئیں۔

تالاب کنواں وغیرہ بنانا پاپ ہے۔

شرادھ دن کرت آتم نندا بھاونا

کے صفحہ ۱۸۱ میں لکھا ہے کہ باوڑی۔ کنواں اور تالاب نہ بنوانا چاہیئے۔
محقق۔ بھلا اگر سب آدمی جین مذہب میں آجاویں۔ اور کنوائیں۔ تالاب۔ باوڑی وغیرہ کوئی بھی نہ بنوائے تو لوگ پانی کہاں سے پیویں گے؟
سوال۔ تالاب وغیرہ کے بنوانے سے جیو پڑ جاتے ہیں۔ اس لئے ان کے بنوانے والے کو پاپ لگتا ہے پس ہم جینی لوگ اس کام کو نہیں کرتے۔
جواب۔ تمہاری عقل کہیں جاتی رہی۔ کیونکہ جس طرح ادنے ادنے جیودں کے مرنے سے پاپ گنتے ہو۔ تو بڑے بڑے گائے وغیرہ جانور اور انسان وغیرہ جانداروں کے پانی پینے وغیرہ سے جو بڑا پن ہوگا۔ اُس کو کیوں نہیں گنتے؟

باوڑی وغیرہ بنانے کی سزا

تتو دویک صفحہ ۱۹۶ اِس شہر میں ایک جوہری سیٹھ دستی بھدر نے باوڑی بنوائی۔ اِس وجہ سے دھرم بھرشٹ ہو کر اس کو سولہ مہا روگ (مرض عظیم) ہوئے۔ اور مرنے کے بعد وہ اس باوڑی میں مینڈک بنا۔ مہاویر کے درشن کرنے سے اس کو اپنی ذات یاد آگئی۔ مہاویر کہتے ہیں۔ کہ میرا آنا سُن کر اور مجھ کو پہلے جنم کا دھرم آچاریہ (گرو) جان کر نمسکار کرنے کی غرض سے آنے لگا۔ راستہ میں شرینک کے گھوڑے کے پاؤں کے نیچے آکر مرگیا۔ اور شبھ دھیان کرنے سے دردر انک نامی اعلےٰ درجہ کا دیوتا بنا۔ اور اودھی گیان (انتہائے علم) کے ذریعہ سے اس جگہ میرا آنا سُن کر نمسکار کرکے اپنی ترقی اور کمالیت کے درجہ پر پہنچنا دکھلا کر واپس گیا۔
محقق۔ ایسی ایسی خلاف علم۔ ناممکن اور جھوٹی باتیں کہنے والے مہاویر کو افضل ماننا سخت غلطی ہے

سادھو کفن کھسوٹ ہیں

شرادھ دن کرتیہ صفحہ ۳۶ میں لکھا ہے۔ کہ سادھو مردہ کے کپڑے لے لیویں۔
محقق۔ دیکھئے ان کے سادھو بھی مہابراہمن کی مانند ہوگئے۔ کپڑے تو سادھو لے لیویں۔ لیکن مردہ کا زیور کون لے گا؟ اسے بوجہ زیادہ قیمتی ہونے کے اپنے گھر میں رکھ لیتے ہوں گے۔ تو پھر آپ کون ہوئے؟

پیسنے کھانا پکانے وغیرہ میں پاپ

رتن سار صفحہ ۱۰۵ بھوننے۔ کوٹنے۔ پیسنے اور کھانا پکانے وغیرہ میں پاپ ہے۔
محقق۔ اب ان کی بے علمی دیکھئے۔ بھلا اگر یہ کام نہ کئے جائیں۔ تو انسان وغیرہ جاندار کس طرح زندہ رہ سکیں؟ اور جینی لوگ بھی دکھی ہو کر مرجاویں۔

باغیچہ لگانا پاپ ہے

رتن سار صفحہ ۱۰۴۔ باغیچہ لگانے سے مالی کو ایک لاکھ پاپ لگتا ہے۔
محقق۔ اگر مالی کو پاپ لگتا ہے۔ تو پتے۔ پھل۔ پھول۔ سایہ سے بہت سے جیو سکھ پاتے ہیں۔ پس کروڑوں گنا پن بھی مالی کو ہوتا ہے۔ اس پر دھیان بھی خود نہ کیا۔ یہ کتنا اندھیر ہے؟

اشرفیوں کی برشا

تتو وویک صفحہ ۲۰۲ ۔ ایک جن لبدھی نامی سادھو بھیل کر ہیلیوا کے گھر میں چلا گیا اور دھرم کے نام پر بھیک مانگی ہیلیوا نے جواب دیا۔ اس جگہ دھرم کا کام نہیں بلکہ دولت کا کام ہے۔ تو اسی لبدھی سادھو نے ساڑھے بارہ لاکھ اشرفی اس کے گھر میں برسا دیں۔

تحقیق۔ اس بات کو سوائے بے عقل آدمی کے کون سچ مانے گا؟

گھوڑے پر چڑھنی دیوی

رتن سار بھاگ صفحہ ۶۷ میں لکھا ہے۔ کہ ایک پتھر کی مورتی گھوڑے پر سوار ہے جہاں اس کو یاد کیا جائے۔ وہیں حاضر ہو کر حفاظت کرتی ہے۔

تحقیق۔ کہو جینی جی! آج کل چوری۔ ڈاکہ۔ وغیرہ اور دشمن سے خوف تو ہوتا ہی ہے۔ تو تم اس کو یاد کرکے اپنی حفاظت کیوں نہیں کرا لیتے۔ کیوں جا بجا پولیس اور کچہریوں وغیرہ میں مارے مارے پھرتے ہو۔

جینی سادھوؤں کی علامتیں

सरजोहरणा भैक्षभुजो लुञ्चितमूर्द्धजाः ।
श्वेताम्बराः क्षमाशीला निःसङ्गा जैनसाधवः ॥ १ ॥
लुञ्चिताः पिच्छिकाहस्ता पाणिपात्रा दिगम्बराः ।
ऊर्ध्वाशिनो गृहे दातुर्द्वितीयाः स्युर्जिनर्षयः ॥ २ ॥
भुङ्क्ते न केवलं न स्त्री मोक्षमेति दिगम्बरः ।
प्राहुरेषामयं भेदो महान् श्वेताम्बरैः सह [इति] ॥ ३ ॥

شویتامبر سادھوؤں کے لکھشن

جن دت سوری نے جینیوں کے سادھوؤں کے لکھشن (علامات) بیان کرنے کی غرض سے یہ شلوک کہے ہیں:۔

"سرجوہرن" یعنی چنوری رکھنا۔ بھیک مانگ کر کھانا۔ سر کے بال نوچ ڈالنا سفید کپڑے پہننا۔ کھشما والا (صاحب عفو) رہنا کسی کی سنگت نہ کرنا جینیوں کے شویتامبر جن کو "یتی" کہتے ہیں وہ اس قسم کی علامتوں والے ہوتے ہیں۔" (۱)

دگمبر سادھو

دوسرے دگمبر یعنی کپڑے نہ پہنتا سر کے بال اکھاڑ ڈالنا۔ پچھیگا یعنی جھاڑ دینے کا ایک اون کے سوتوں کا آلہ بغل میں رکھنا جو کوئی بھکشا دیوے۔ تو ہاتھ میں لے کر کھا لینا۔ یہ دوسرے قسم کے سادھو یعنی دگمبر ہوتے ہیں۔" (۲)

"اور بھکشا دینے والا گرہستی جب کھانا کھا چکے۔ اس کے بعد جو کھانا "جن رشی" سادھو کھا دیں وہ "جن رشی" یعنی تیسری قسم کے سادھو ہیں۔" (۳)

دگمبروں و شویتامبروں میں اختلاف

دگمبروں کا شویتامبروں سے

صرف اتنا فرق ہے۔ کہ دگمبر لوگ عورتوں کے نزدیک نہیں جاتے۔ اور شویتامبر جاتے ہیں۔ غرضیکہ ایسی باتوں سے مکتی کا حصول مانتے ہیں۔ یہ ان کے سادھوؤں کی قسمیں ہیں۔

سادھوؤں کا اپنا بال اکھاڑنا

جینی لوگوں کا "کیش لُنچن" (بال اکھاڑنا) سب جگہ مشہور ہے۔ اور پانچ مٹھی اکھاڑنا وغیرہ بھی لکھا ہے وویک سار صفحہ ۲۱۶ میں لکھا ہے۔ کہ پانچ مٹھی لوچ کر "چارتر" اختیار کیا یعنی پانچ مٹھی سر کے بال اکھاڑ کر سادھو بنا کلپ سوتر بھاشیہ صفحہ ۱۰۸ "کیش لُنچن" کھرے اور گائے کے بالوں کے برابر (بال) رکھے۔

محقق۔ جینی لوگو، اب کہئے۔ تمہارا دیا دھرم کہاں رہا؟ کیا یہ ہنسا نہیں یعنی چاہے اپنے ہاتھ سے بال اکھاڑے۔ چاہے اس کا گورو اکھاڑے۔ یا کوئی دیگر شخص۔ لیکن اس جیو کو کتنی بڑی تکلیف ہوتی ہوگی۔ جیو کو تکلیف پہنچانا ہی ہنسا کہلاتی ہے۔

ڈھونڈھئے اور ان کی تقسیم در تقسیم

وویک سار میں لکھا ہے کہ سمت ۱۶۳۳ کے سال میں شویتامبروں میں سے ڈھونڈھئے اور ڈھونڈھیوں میں تیرہ پنتھی وغیرہ ڈھونگی (بناوٹی فرقے) نکلے ہیں۔ ڈھونڈھئے لوگ پتھر وغیرہ کی مورتی کو نہیں مانتے۔ اور سوائے کھانا کھانے اور اشنان کرنے کے وقت وہ ہمیشہ منہ پر پٹی باندھے رہتے ہیں۔ اور جتی وغیرہ بھی کتاب سناتے وقت پٹی باندھتے ہیں اور کبھی وقت نہیں۔

منہ پر پٹی باندھنے کی بیہودگی

سوال۔ منہ پر پٹی ضرور باندھنی چاہئے۔ کیونکہ وایو کایہ یعنی جو سوکھشم شریر (لطیف جسم) والے جیو ہوا میں رہتے ہیں۔ وہ منہ کی بھاپ کی گرمی سے مرجاتے ہیں۔ اور اس کا پاپ منہ پر پٹی نہ باندھنے والے کو ہوتا ہے۔ اس لئے ہم لوگ منہ پر پٹی باندھنے کو اچھا سمجھتے ہیں۔

جواب۔ یہ بات علم اور پرتیکش وغیرہ دلائل کی رو سے درست نہیں ہے۔ کیونکہ جیو اجر اور امر (نہ بوڑھا ہونے والے اور نہ مرنے والے) ہیں۔ پس وہ منہ کی بھاپ سے کبھی نہیں مرسکتے۔ ان کو تم بھی "اجر" "امر" مانتے ہو۔

سوال۔ جیو تو نہیں مرتا۔ لیکن چونکہ منہ کی گرم ہوا سے ان کو دکھ پہنچتا ہے۔ اس دکھ پہنچانے والے کو پاپ ہوتا ہے۔ اس لئے منہ پر پٹی باندھنا اچھا ہے۔

جواب۔ یہ بات بالکل ناممکن ہے۔ کیونکہ تکلیف پہنچانے کے بغیر کسی جیو کا ذرا بھی گزارہ نہیں ہوسکتا جبکہ تمہارے اعتقاد کے بموجب منہ کی ہوا سے جیوؤں کو تکلیف پہنچتی ہے۔ تو چلنے پھرنے بیٹھنے ہاتھ اٹھانے اور آنکھ وغیرہ کے چلانے میں بھی ضرور تکلیف پہنچتی ہوگی۔ اس لئے تم بھی جیوؤں کو تکلیف پہنچانے سے بری نہیں ہوسکتے۔

پٹی باندھنے سے بچاؤ ہونے کی بجائے جیو گنے مرتے ہیں

سوال- ہاں جہاں تک بن سکے۔ وہاں تک جیوؤں کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ اور جہاں ہم نہیں بچا سکتے وہاں لاچار ہیں کیونکہ ہوا وغیرہ سب چیزوں میں جیو بھرے ہوئے ہیں۔ اگر ہم منہ پر کپڑا نہ باندھیں تو بہت جیو مریں گے۔ کپڑا باندھنے سے کم مرتے ہیں۔

جواب- تمہارا یہ قول بھی خالی از دلیل ہے۔ کیونکہ کپڑا باندھنے سے جیوؤں کو زیادہ دکھ پہنچتا ہے۔ جب کوئی منہ پر کپڑا باندھے۔ تو اس کے منہ کی ہوا رک کر نیچے یا ایک طرف کو اور خاموشی کی حالت میں ناک کے ذریعہ سے اکٹھی ہو کر زور سے نکلتی ہے۔ اس سے گرمی زیادہ ہونے کے باعث تمہارے اعتقاد کے بموجب جیوؤں کو زیادہ تکلیف پہنچتی ہو گی۔

دیکھو! جس طرح گھر یا کوٹھڑی کے سب دروازے بند کئے جاویں یا پردے ڈال دیئے جاویں۔ تو اس میں زیادہ گرمی ہو جاتی ہے۔ کھلا رہنے سے اس قدر نہیں ہوتی۔ اسی طرح منہ پر کپڑا باندھنے سے گرمی زیادہ ہوتی ہے۔ اور کھلا رکھنے سے کم۔ پس تم اپنے اعتقاد کے بموجب جیوؤں کو زیادہ دکھ دینے والے ہو۔ اور جب منہ بند کیا جاتا ہے۔ تو ناک کے سوراخوں کے ذریعہ سے ہوا رک کر اور جمع ہو کر زور سے نکلتی ہے۔ پس وہ جیوؤں کو زیادہ دھکا دیتی اور تکلیف پہنچاتی ہو گی۔

دیکھو! جس طرح کوئی آدمی آگ کو منہ سے اور کوئی نال سے پھونکتا ہے۔ تو منہ کی ہوا پھیلنے کی وجہ سے تھوڑے زور کے ساتھ اور نال کی ہوا اکٹھا ہونے کی وجہ سے زیادہ زور کے ساتھ آگ پر لگتی ہے ویسے ہی منہ پر پٹی باندھنے سے ہوا رک کر ناک کے ذریعہ سے نہایت زور کے ساتھ نکل کر جیوؤں کو زیادہ دکھ پہنچاتی ہے۔ اسی وجہ سے منہ پر پٹی باندھنے والوں کی نسبت نہ باندھنے والے دھرماتما ہیں۔ اور منہ پر پٹی باندھنے سے حسب قاعدہ مقررہ حروف کا تلفظ اپنے اپنے مخرج اور حرکت کے مطابق نہیں ہو سکتا۔ نرانوناسک (غیر غنہ) حروف کو "انوناسک" (غنہ) بولنے سے تم پر حرف آتا ہے۔

پٹی باندھنے سے بدبو بھی زیادہ

اور منہ پر پٹی باندھنے سے بدبو بھی زیادہ رہتی ہے کیونکہ جسم کے اندر بدبو بھری ہوئی ہے جس قدر ہوا جسم سے نکلتی ہے۔ وہ مرکباً بدبودار ہے۔ اگر اسے روکا جائے۔ تو بدبو بھی زیادہ بڑھ جائے جس طرح کہ "بند" جائے ضرور کی ہوا زیادہ بدبودار اور کھلی ہوا کم بدبودار ہوتی ہے۔ اسی طرح منہ پر پٹی باندھنے۔ دانتوں کو صاف نہ کرنے۔ منہ نہ دھونے اور سنان نہ کرنے اور کپڑے نہ دھونے سے تمہارے جسم سے زیادہ بدبو پیدا ہو گی۔ پس دنیا میں بہت بیماری پھیلانے سے تم جیوؤں کو جس قدر تکلیف پہنچاتے ہو۔ اتنا ہی زیادہ پاپ تم کو ہوتا ہے۔ مثلاً میلے وغیرہ میں زیادہ بدبو ہونے کے باعث (وشوچکا) یعنی ہیضہ وغیرہ بہت قسم کے مرض پیدا ہو کر جیوؤں کو دکھ پہنچاتے ہو۔ اور کم بدبو ہونے سے بیماری بھی کم ہوتی ہے جس کی وجہ سے جیوؤں کو بھی تکلیف کم پہنچتی ہے۔ اس لئے تم زیادہ بدبو بڑھانے کے باعث زیادہ قصوروار ہو۔ اور جو منہ پر پٹی نہیں باندھتے۔ دانت صاف کرتے۔ منہ دھوتے۔ سنان کرتے اور مکان اور کپڑوں کو صاف رکھتے ہیں۔ وہ تمہاری نسبت بہت اچھے ہیں۔

جس طرح چنڈالوں کی بدبو کے قریب رہنے والوں سے دور رہنے والے بہت اچھے ہیں۔ اور جس طرح بدبو کی نزدیکی کی وجہ سے چانڈالوں کی عقل صاف نہیں ہوتی۔ اسی طرح تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی عقل بھی نہیں بڑھتی۔ جس طرح بیماری کی زیادتی اور عقل کے کم ہونے سے دھرم کے کاموں میں رکاوٹ ہو جاتی ہے۔ اسی طرح تمہاری اور تمہارے بدبودار ساتھیوں کی بھی حالت ہوتی ہو گی۔

پٹی سے حرارت دُگنا زور کرتی ہے

جس طرح بند مکان میں جلائی ہوئی آگ کا شعلہ باہر نکل کر باہر کے جیودوں کو دکھ نہیں پہنچا سکتا۔ اسی طرح ہم منہ پر پٹی باندھنے اور ہوا کو روکنے کے باعث باہر کے جیودوں کو کم دکھ پہنچانے والے ہیں۔ منہ پر پٹی باندھنے سے باہر کی ہوا کے جیودوں کو تکلیف نہیں پہنچتی۔ مثلاً سامنے آگ جلتی ہو۔ اس کے آگے ہاتھ کی آڑ دی جائے۔ تو (آنچ) کم لگتی ہے۔ پس بوجہ اس کے کہ ہوا کے جیو جسم والے ہیں۔ اُن کو تکلیف مزید پہنچتی ہے۔

جواب۔ تمہاری یہ بات لڑکپن کی ہے۔ اوّل تو دیکھو۔ کہ جہاں سوراخ نہ ہو۔ اور اندر کی ہوا کا باہر کی ہوا کے ساتھ میل نہ ہو۔ تو اس جگہ آگ جل بھی نہیں سکتی۔ اگر ان باتوں کا تجربہ کرنا چاہو۔ تو کسی فانوس میں چراغ جلا کر سب سوراخ بند کر کے دیکھو۔ فوراً چراغ بجھ جاوے گا۔ جس طرح خشکی پر رہنے والے آدمی وغیرہ جاندار باہر کی ہوا کے ملنے کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ اسی طرح آگ بھی نہیں جل سکتی۔ جب ایک طرف سے آگ کا زور روکا جائے۔ تو دُوسری طرف سے زیادہ زور کے ساتھ نکلے گی۔ اور ہاتھ کی آڑ کرنے سے منہ پر کم آنچ لگتی ہے۔ لیکن وہ آنچ ہاتھ پر زیادہ لگتی ہے۔ اس لئے تمہاری بات ٹھیک نہیں ہے۔

سرگوشی میں ہاتھ یا پلے کی آڑ

سوال۔ اس بات کو سب کوئی جانتے ہیں۔ کہ جب کسی بڑے آدمی سے چھوٹا آدمی کان میں یا نزدیک ہو کر بات کہتا ہے۔ تو منہ پر کپڑا یا ہاتھ رکھ لیتا ہے۔ تاکہ منہ سے تھوک اڑ کر یا بدبو اس کو نہ لگے۔ اور جب کوئی کتاب پڑھتا ہے۔ تو ضرور اس پر تھوک اڑ کر گرنے سے وہ ناپاک ہونے سے بگڑ جاتی ہے۔ اس لئے منہ پر پٹی باندھنا اچھا ہے۔

جواب۔ اس سے یہ ثابت ہوا۔ کہ جیودوں کی حفاظت کے خیال سے منہ پر پٹی باندھنا فضول ہے۔ اور جب کوئی بڑے آدمی سے بات کہتا ہے۔ تب منہ پر ہاتھ یا کپڑا اس لئے رکھتا ہے۔ کہ اس خفیہ بات کو دوسرا کوئی سن نہ لے۔ کیونکہ جب کوئی شخص اعلانیہ بات کہتا ہے۔ تو منہ پر ہاتھ یا کپڑا نہیں رکھتا۔ اس لئے معلوم ہوا۔ کہ یہ عمل خفیہ بات کہنے کے لئے کیا جاتا ہے۔

داتن وغیرہ نہ کرنے کے باعث تمہارے منہ وغیرہ اعضاء سے نہایت ہی بدبو نکلتی ہے۔ اور جب تم کسی کے پاس یا کوئی تمہارے پاس بیٹھتا ہو گا۔ تو بدبو کے سوائے اور کیا آتا ہو گا۔ علیٰ ہذا القیاس منہ کی آڑ کے لئے ہاتھ یا کپڑا دینے کے اور بہت سے مطلب ہیں۔ مثلاً بہت آدمیوں کے سامنے خفیہ بات کرنے

میں اگر ہاتھ یا کپڑا نہ دیا جائے۔ تو دوسروں کی طرف ہوا کے پھیلنے کی وجہ سے بات بھی پھیل جائے گی۔ مگر جب وہ دونوں خلوت میں بات کرتے ہیں۔ تب منہ پر ہاتھ یا کپڑا نہیں رکھتے۔ کیونکہ اس جگہ تیسرا کوئی شخص سننے والا نہیں ہے۔ اگر صرف بڑوں پر تھوک نہ گرے۔ تو کیا چھوٹوں پر تھوک گرانا چاہیے۔ اور اس تھوک سے بچ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اگر ہم دور سے بات کریں۔ اور ہماری طرف سے ہوا دوسرے کی طرف جاتی ہو۔ تو لطیف ذرے ہوا کے ساتھ اڑ کر اس کے جسم پر ضرور گریں گے۔ اس کو عیب گننا بے علمی کی بات ہے۔ کیونکہ اگر منہ کی سے جیو مرتے ہوں۔ یا ان کو تکلیف پہنچتی ہو۔ تو بیساکھ یا جلیٹھ کے مہینے میں سورج کی گرمی کے باعث "دایو کایہ" جیووں میں سے ایک بھی مرنے سے نہ بچ سکے گا۔ پس اس گرمی سے بھی جیو نہیں مر سکتے۔ اس لئے تمہارا یہ مسئلہ جھوٹا ہے۔

"دایو کایہ" وغیرہ جیو دکھ محسوس نہیں کرتے

اگر تمہارے تیرتھنکر عالم کامل ہوتے تو ایسی فضول باتیں کیوں کرتے۔ دیکھو! دکھ انہیں جیووں کو پہنچتا ہے جن کے من کی ورتی (حرکت) سب اعضاء کے ساتھ تعلق رکھتی ہو۔ اس کا ثبوت

पञ्चावयवयोगात्सुखसंवित्तिः ॥

(سانکھیہ ۵-۲۷)

"جب پانچوں حواس کا پانچوں محسوسات کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ تب ہی جیو کو سکھ یا دکھ پہنچتا ہے۔"

مثلاً بہرے کو گالی۔ اندھے کے واسطے شکل یا آگے سے سانپ یا شیر وغیرہ جیووں کا گذرنا۔ شونیا بہری (جس کی لمس (حس) جاتی رہے اس) کو چھونا۔ پنس روگ (زکام وغیرہ) والے کو بو اور جس کی زبان نہ ہو اس کو ذائقہ محسوس نہیں ہو سکتا۔ ان جیووں کی بھی اسی طرح کی حالت ہے۔

دکھ محسوس نہ ہونے کی مثال

دیکھو! جب انسان کا جیو گہری نیند میں ہوتا ہے تب اس کو سکھ یا دکھ کچھ بھی نہیں پہنچتا۔ کیونکہ وہ جسم کے اندر تو ہے۔ مگر اس وقت بیرونی اعضاء کے ساتھ اس کا تعلق نہ رہنے کی وجہ سے وہ سکھ دکھ نہیں پا سکتا۔ اور جس طرح وید یا آج کل کے ڈاکٹر لوگ نشہ کی چیز کھلا یا سونگھا کر بیمار آدمی کے جسم کے اعضاء کو کاٹتے یا چیرتے ہیں۔ اس وقت اس کو کچھ بھی دکھ محسوس نہیں ہوتا۔ اسی طرح "دایو کایہ" خواہ دوسرے ستھاور جسم والے جیووں کو کبھی سکھ یا دکھ نہیں پہنچ سکتا جس طرح بیہوش جاندار سکھ دکھ کو محسوس نہیں کر سکتا۔ اسی طور "دایو کایہ" وغیرہ کے جیو بھی سخت بیہوشی کی حالت میں رہنے کی وجہ سے سکھ دکھ کو محسوس نہیں کر سکتے پھر ان کو دکھ سے بچانے کا سوال کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔ جب کہ ان کا دکھ سکھ محسوس کرنا پرتیکش ہی نہیں ہوتا تو اس جگہ انومان وغیرہ کس طرح ٹھیک ہو سکتے ہیں۔

سوال جب کہ وہ جیو ہیں۔ تو ان کو سکھ دکھ کیوں نہیں ہوتا؟

جواب سنو بھولے بھائیو! جب تم گہری نیند میں ہوتے ہو۔ تب تم کو سکھ دکھ کیوں محسوس نہیں ہوتا سکھ دکھ محسوس ہونے کا باعث ظاہری تعلق ہے۔ اس بات کا جواب ہم ابھی دے چکے ہیں۔ کہ نشہ سونگھا کر ڈاکٹر لوگ اعضاء کو چیرتے پھاڑتے اور کاٹتے ہیں جس طرح ان کو دکھ معلوم نہیں ہوتا۔ اسی

[1] نباتات یعنی درخت وغیرہ۔ (مترجم)

طرح سخت بیہوشی میں پڑے ہوئے جیووں کو سُکھ دُکھ کیسے محسوس ہو کیونکہ وہاں محسوس ہونے کا کوئی ذریعہ ہی نہیں ہے

ساگ آدی کھانے سے جیووں کو دُکھ

سوال - دیکھو "نلوتی" یعنی جس قدر سبز ساگ اور کند مول ہیں ہم لوگ اُن کو نہیں کھاتے - کیونکہ "نلوتی" میں بہت اور کند مول میں لاانتہا جیو ہیں - اگر ہم ان کو کھائیں - تو ان جیووں کو مارنے اور تکلیف پہنچانے کی وجہ سے ہم لوگ پاپی ہو جائیں گے -

جواب - تمہاری یہ بات بڑی بے علمی کی ہے - کیونکہ سبز ساگ کے کھانے میں جیووں کا مرنا اور ان کو تکلیف پہنچنا تم کس طرح مانتے ہو ؟ تم کو انہیں تکلیف ہوتی پرتیکش نہیں دکھلائی دیتی - اور اگر دکھلائی دیتی ہے تو ہم کو بھی دکھلاؤ - نہ کبھی تم ہی پرتیکش دیکھ سکو گے اور نہ ہم کو دکھلا سکو گے - جب پرتیکش نہیں ہے تو انومان - اپمان - اور شبد پرمان بھی کبھی نہیں چل سکتے - علاوہ از یں جو جواب ہم اوپر دے آئے ہیں وہی اس بات کا بھی جواب ہے - کیونکہ جو جیو نہایت تاریکی (بے علمی) سخت گہری نیند اور بیہوشی میں ہیں اُن کو سُکھ دُکھ کا محسوس ہونا ماننا تمہارے تیرتھنکروں کی بھول معلوم ہوتی ہے جنہوں نے تم کو ایسی عقل اور دلیل سے خالی اُپدیش کیا ہے - بھلا جب گھر کی حد ہے - تو اس میں رہنے والے جیو لاانتہا کس طرح ہو سکتے ہیں - جب کہ ہم کند کی انتہا دیکھتے ہیں - تو اس میں رہنے والے جیووں کی انتہا کیوں نہیں - اس لئے تمہاری یہ بات بڑی بھول کی ہے -

گرم پانی پینا

سوال - دیکھو تم لوگ گرم کئے بغیر کچا پانی پیتے ہو - وہ بڑا پاپ کرتے ہو جس طرح ہم گرم پانی پیتے ہیں اسی طرح تم بھی پیا کرو -

جواب - یہ بات بھی تمہاری گمراہی کی ہے - کیونکہ جب تم پانی کو گرم کرتے ہو - تب پانی کے سبب جیو مرتے ہوں گے - اور اُن کا جسم بھی پانی میں جوش کھاتا ہوگا - اور وہ پانی سونف کے عرق کی مانند ہو جانے کی وجہ سے تم اُن کے اجسام کا تیزاب پیتے ہو - اس میں تم بڑے پاپی ہو - اور جو ٹھنڈا پانی پیتے ہیں - وہ نہیں کیونکہ جب ٹھنڈا پانی پئیں گے - تب پیٹ کے اندر جا کر خفیف گرمی پا کر سانس کے ساتھ وہ جیو باہر نکل جاویں گے "جل کایہ" جیووں کو سُکھ دُکھ بموجب قاعدہ مذکورہ بالا کے محسوس نہیں ہو سکتا پس اس سے کسی کو پاپ نہیں ہو گا -

سوال - جس طرح معدہ کی حرارت سے اسی طرح گرمی پا کر جیو پانی سے باہر کیوں نہیں نکل جاویں گے ؟

جواب - ہاں - نکل تو جاتے ہیں - لیکن جب تم منہ کی ہوا کی حرکت سے جیو کا مرنا مانتے ہو - تو پانی کے گرم کرنے سے تمہارے اعتقاد کے بموجب جیو مر جاویں گے - یا زیادہ تکلیف پا کر نکلیں گے - اور ان کے جسم اس پانی میں جوش کھائیں گے - اس سے تم پاپی ہو گے یا نہیں ؟

سوال - ہم اپنے ہاتھ سے پانی گرم نہیں کرتے - اور نہ کسی گرہستی کو پانی گرم کرنے کی ہدایت کرتے ہیں - اس لئے ہم کو پاپ نہیں -

جواب - اگر تم گرم پانی نہ لیتے اور نہ پیتے - تو گرہستی کیوں گرم کرتے ؟ اس لئے اس پاپ کے ذمہ وار تم ہی ہو

بلکہ زیادہ پاپی ہو۔ کیونکہ اگر تم کسی ایک گرہستی کو گرم کرنے کے واسطے کہتے۔ تو ایک ہی موقع پر گرم ہوتا۔ جب وہ گرہستی اس شک میں رہتے ہیں کہ نہ جانے سادھو جی کس کے گھر آئیں گے۔ اس لئے سب گرہستی اپنے اپنے گھر میں پانی گرم رکھتے ہیں۔ اس پاپ کے خاص کر ذمہ وار تم ہی ہو۔

دوم۔ زیادہ لکڑی اور آگ کے جلانے سے بھی دلائل مندرجہ بالا کے بموجب کھانا پکانے کھیتی اور بیوپار وغیرہ کرنے میں زیادہ پاپی اور نرک میں جانے والے ہوتے ہو۔ علاوہ ازیں جب پانی گرم کرانے کے مقدم باعث تم ہی ہو۔ اور گرم پانی پینے اور ٹھنڈے کے نہ پینے کا اپدیش کرنے کی وجہ سے بھی تم ہی خصوصاً پاپ کے ذمہ وار ہو۔ اور جو تمہارا اپدیش مان کر ایسی باتیں کرتے ہیں۔ وہ بھی پاپی ہیں۔ اب دیکھو کہ تم سخت بے علمی میں پڑے ہو یا نہیں؟ کیا چھوٹے چھوٹے جیووں پر رحم کرنا اور غیر مذہب والوں کی مذمت کرنا اور ان کو نقصان پہنچانا تھوڑا پاپ ہے۔ اگر تمہارے تیرتھنکروں کا مذہب سچا ہوتا۔ تو دنیا میں اس قدر بارش، دریاؤں کا بہاؤ اور اس قدر پانی ایشور نے کیوں پیدا کیا۔ اور سورج بھی پیدا نہ کرنا چاہئے تھا۔ کیونکہ تمہارے اعتقاد کے بموجب ان میں کروڑوں جیو مرتے ہوں گے۔ جس وقت وہ (تیرتھنکر) موجود تھے۔ جن کو تم ایشور مانتے ہو۔ تو انہوں نے رحم کر کے سورج کی تپش اور بادلوں کو بند کیوں نہ کیا۔ اور مندرجہ بالا دلیل کے بموجب ودیمان پرانیوں (ذی عقل و ہوش جانداروں) کے سوائے کند مول وغیرہ چیزوں میں رہنے والے جیووں کو[1] سکھ دکھ محسوس نہیں ہوتا۔

سب جگہ رحم واجب نہیں

جیووں پر ہر حالت میں رحم کرنا بھی دکھ کا باعث ہوتا ہے کیونکہ اگر سب آدمی تمہارے مذہب کے مطابق ہو جائیں تو چوروں ڈاکوؤں کو کوئی سزا نہ دے گا پھر کتنا بڑا پاپ کھڑا ہو جائے گا۔ اس لئے بدوں کو حسب مناسب سزا دینے اور نیکوں کی حفاظت کرنے میں رحم ہے۔ اور اس کے برعکس کرنے میں دیا اور کھشما کا دھرم فوت ہو جاتا ہے۔

جینی بھی سب جگہ دیا نہیں کرتے

کتنے ہی جینی لوگ دوکان کرتے ہیں معاملات میں جھوٹ بولتے ہیں۔ بیگانہ مال مارتے اور غریبوں کے ساتھ مکر و فریب وغیرہ برے کام کرتے ہیں۔ ان کے ہٹانے کے لئے کیوں خاص اپدیش نہیں کرتے؟ اور

[1] یعنی نباتات میں جو سمپورن پودے کے اندر ایک ہی ہوتا ہے نہ اس میں سے ایک جز (یعنی پھل۔ پھول یا پتے وغیرہ کے) کاٹ لینے پر اس پھل پتے وغیرہ میں جیو نہیں چلا آتا۔ اسی طرح درختوں کے اعضاء کاٹنے سے درخت کے اندر رہنے والے جیو کو تکلیف نہیں پہنچتی۔ کیونکہ وہ حالت مدہوشی میں ساکن ہونے کی وجہ سے اسے محسوس نہیں کر سکتا جس طرح انسان کو بالوں یا بڑھے ہوئے ناخن کے کاٹنے سے تکلیف نہیں ہوتی۔ اسی طرح درخت سے الگ ہوتے ہوئے جز (یعنی پھل پتے وغیرہ) میں جیو نہ ہونے کی وجہ سے انہیں تکلیف کا محسوس ہونا بے معنی ہے۔ فصل کے پکنے پر اناج کی عمر کے پورا ہو جانے سے اس کے اندر جیو خود ہی نکل جاتا ہے۔ اور جو دانے نکلتے ہیں۔ ان میں جیو موجود نہیں ہوتا۔ اس لئے ان میں بھی تکلیف کا احساس ماننا غلط ہے پس ثابت ہوا۔ کہ سکھ دکھ صرف وہی جاندار محسوس کر سکتے ہیں۔ جو ذی عقل و ہوش ہوں۔ اور جن میں پانچوں اندریاں اپنا اپنا فعل پوری طرح انجام دیتی ہوں جیسا کہ سانکھیہ شاستر ادھیائے ۵ سوتر ۲۷ میں لکھا ہے۔ (نہال سنگھ)

منہ پر پٹی باندھنے وغیرہ کی بناوٹ میں کیوں پھنسے رہتے ہو؟

جب تم چیلا چیلی بناتے ہو تب بال اکھاڑنے اور کئی دن بھوکا رہنے سے دوسروں کے اور اپنے آتما کو تکلیف دے کر اور تکلیف پاکر دوسروں کو دکھ دیتے ہو۔ اور "آتم ہتیا" یعنی اپنے تئیں بھی دکھ دینے والے ہو کر کیوں ہنسک بنتے ہو؟

جب ہاتھی گھوڑے بیل اونٹ پر سوار ہوتے ہیں۔ اور آدمیوں سے مزدوری کا کام لیتے ہیں۔ تو جینی لوگ اس میں کیوں پاپ نہیں گنتے؟ جب تمہارے چیلے اوٹ پٹانگ باتوں کو سچا ثابت نہیں کر سکتے۔ تو تمہارے تیرتھنکر بھی صحیح ثابت نہیں کر سکتے۔ جب تم کتھا واچتے ہو۔ تمہارے اعتقاد کے مطابق راستہ میں سننے والوں سے جیو مرتے ہی ہوں گے۔ اس لئے تم اس پاپ کے باعث اعلیٰ کیوں بنتے ہو؟

اس تھوڑی سی بحث سے بہت کچھ سمجھ لینا چاہیئے۔ یعنی کہ ان تیرتھنکروں اور ہوا کے اعتقاد والے اجسام والے سخت بیہوش جیو دل کو دکھ یا سکھ کبھی نہیں پہنچ سکتا۔

اب جینیوں کی تھوڑی سی اور بھی ناممکن باتیں لکھتے ہیں

تیرتھنکروں کے قد اور عمریں

سننا چاہیئے۔ اور یہ بھی دھیان میں رکھئے۔ کہ اپنے ہاتھ سے ساڑھے تین ہاتھ کا دھنش[1] ہوتا ہے۔ اور وقت کا شمار جس طرح پہلے لکھ آئے ہیں۔ اسی طرح سمجھنا۔ رتن سار بھاگ اول صفحہ ۱۶۶–۱۶۷ میں لکھا ہے:۔

(۱)	رشبھ دیو کا جسم	۵۰۰	دھنش لمبا	۸۴۰۰۰۰۰	لاکھ "پوروسال" کی عمر
(۲)	اجیت ناتھ کا جسم	۴۵۰	" "	۷۲۰۰۰۰۰	" " " " "
(۳)	سنبھو ناتھ " "	۴۰۰	" "	۶۰۰۰۰۰۰	" " " " "
(۴)	ابھے نندن " "	۳۵۰	" "	۵۰۰۰۰۰۰	" " " " "
(۵)	سومتی ناتھ " "	۳۰۰	" "	۴۰۰۰۰۰۰	" " " " "
(۶)	پدم پربھ " "	۲۵۰	" "	۳۰۰۰۰۰۰	" " " " "
(۷)	پارس ناتھ " "	۲۰۰	" "	۲۰۰۰۰۰۰	" " " " "
(۸)	چندر پربھا " "	۱۵۰	" "	۱۰۰۰۰۰۰	" " " " "
(۹)	سودھی ناتھ " "	۱۰۰	" "	۲۰۰۰۰۰	" " " " "
(۱۰)	شیتل ناتھ کا جسم	۹۰	دھنش لمبا	۱۰۰۰۰۰۰	لاکھ "پوروسال" کی عمر
(۱۱)	شرے یانس ناتھ " "	۸۰	" "	۸۴۰۰۰۰۰	" " " " "
(۱۲)	واسو پوجیہ سوامی " "	۷۰	" "	۷۲۰۰۰۰۰	" " " " "
(۱۳)	ومل ناتھ " "	۶۰	" "	۶۰۰۰۰۰۰	" " " " "

[1] ایک پیمانے کا نام ہے۔ لفظی معنی کمان ہیں۔

(۱۴) اننت ناتھ کا جسم ۴۰ دھنش لمبا ...... ۳ لاکھ "پورو سال" کی عمر
(۱۵) دھرم ناتھ " " ۴۵ " " ۱۰۰۰۰۰۰ " " " " "
(۱۶) شانتی ناتھ " " ۴۰ " " ۱۰۰۰۰۰ " " " " "
(۱۷) کنتھو ناتھ " " ۳۵ " " ۹۵۰۰۰ ہزار " " " " "
(۱۸) امر ناتھ " " ۳۰ " " ۸۴۰۰۰ " " " " "
(۱۹) ملی ناتھ " " ۲۵ " " ۵۵۰۰۰ " " " " "
(۲۰) منی سورت " " ۲۰ " " ۳۰۰۰۰ " " " " "
(۲۱) نمی ناتھ " " ۱۴ " " ۱۰۰۰۰ " " " " "
(۲۲) نیمی ناتھ " " ۱۰ " " ۱۰۰۰ " " " " "
(۲۳) پارشو ناتھ " ۹ ہاتھ " ۱۰۰ سال کی عمر
(۲۴) مہاویر سوامی " " ۷ " ۷۲ " " "

یہ چوبیس تیرتھنکر جینی مذہب کے چلانے والے آچاریہ اور گورو ہیں۔ ان کو ہی جینی لوگ پرمیشور مانتے ہیں۔ اور یہ سب موکش کو پائے ہوئے ہیں۔ اس میں عقلمند لوگ وچار لیویں۔ کہ جسم انسانی کا اتنا بڑا قالب اور اتنی عمر ہونا کبھی ممکن ہے؟ اس کرہ زمین میں (ایسے ایسے) بہت ہی تھوڑے آدمی آباد رہ سکتے ہیں انہیں جینیوں کے گپوڑے لے کر جو پورو انھوں نے ایک لاکھ اور دس ہزار اور ایک ہزار سال کی عمر لکھی ہے۔ وہ بھی ممکن نہیں ہو سکتی پھر جینیوں کا بیان کس طرح ممکن ہو سکتا ہے؟

اب اور بھی سنو!

جینیوں کی چند اور بے سر و پا باتیں

کلپ بھاشیہ صفحہ ۴۔ ناگ نے کتنے ہی گاؤں کے برابر ایک شلا کو انگلی پر اٹھا لیا۔

کلپ بھاشیہ صفحہ ۳۵۔ مہاویر نے انگوٹھے سے زمین کو دبایا۔ اس سے شیش ناگ کانپ گیا۔

کلپ بھاشیہ صفحہ ۴۶۔ مہاویر کو سانپ نے کاٹا۔ خون کی بجائے دودھ نکلا۔ اور وہ سانپ آٹھویں سورگ کو گیا۔

کلپ بھاشیہ صفحہ ۴۷۔ مہاویر کے پاؤں پر کھیر پکائی۔ اور پاؤں نہ جلے۔

کلپ بھاشیہ صفحہ ۱۶۔ چھوٹے سے برتن میں اونٹ بلایا۔

رتن سار بھاگ اوّل صفحہ ۱۴۔ جسم کی میل کو نہ اتارے۔ اور نہ کھجلاوے۔

ویک سار بھاگ اوّل صفحہ ۱۵۔ جینیوں کے ایک سادھو "دمسار" نامی نے غصے ہو کر اودیگ جنک سوتر پڑھا۔ اور ایک شہر میں آگ لگا دی۔ اور وہ مہاویر تیرتھنکر کا بہت پیارا تھا۔

دویک سار بھاگ اوّل صفحہ ۱۲۷۔ راجا کا حکم ضرور ماننا چاہیئے۔
" " " "۔ ایک کوشا نامی بیسوا نے بھاتی میں سرسوں کی ڈھیری لگائی۔ اور اس کے اوپر پھولوں سے ڈھکی ہوئی سوئی کھڑی کر کے اس پر اچھی طرح ناچی۔ لیکن سوئی پاؤں میں چبھنے نہ پائی۔ اور نہ سرسوں کی ڈھیری بکھری۔
تو دویک صفحہ ۲۲۸۔ اسی کوشا بیسوا کے ساتھ ایک ستھول نامی منی نے گیارہ برس تک بھوگ کیا۔ اور پھر "دیکشا" لے کر "ست گتی" (موکش) کو پہنچا۔ اور کوشا بیسوا بھی جین دھرم کی پیروی کر کے "ست گتی" کو گئی۔
دویک سار بھاگ اوّل صفحہ ۱۸۵۔ ایک سدھ کی کنتھا (جھولی) جو گلے میں پہنی جاتی ہے۔ ایک دیش کو ہمیشہ پانچسو اشرفی دیتی رہی۔
دویک سار بھاگ اول صفحہ ۲۲۸۔ طاقت ور آدمی کے حکم۔ دیو کے حکم۔ خوفناک جنگل میں تکلیف میں اوقات بسر کرنی۔ گورو کے روکنے۔ ماتا پتا۔ کل آچاریہ۔ رشتہ داروں اور دھرم کے اپدیش کرنے والوں کے روکنے سے یعنی ان چھ کے روکنے سے دھرم میں کمی ہو جائے۔ تو دھرم میں نقص نہیں آتا۔
محقق۔ (۱۔ لغایت ۴) اب ان کی جھوٹی باتیں دیکھیئے۔ ایک آدمی گاؤں کے برابر پتھر کی شلا کو کبھی انگلی پر اٹھا سکتا ہے؟ اور زمین پر انگوٹھا دبانے سے کبھی زمین دب سکتی ہے؟ اور جب شیش ناگ ہے ہی نہیں۔ تو کانپے گا کون؟
(۵) خوب! جسم کے کاٹنے سے دودھ کا نکلنا کسی نے نہیں دیکھا۔ یہ اندر جال کے سوائے اور کوئی بات نہیں ہے۔ اس کو کاٹنے والا سانپ تو سورگ میں گیا۔ اور مہاتما سری کرشن وغیرہ تیسرے نرک کو گئے۔ یہ بات کس قدر جھوٹی ہے۔
(۶) جب مہاویر کے پاؤں پر کھیر پکائی تب اس کے پاؤں کیوں نہ جل گئے۔ بھلا چھوٹے سے برتن میں کبھی اونٹ آ سکتا ہے؟ جو جسم کا میل نہ اتارتے اور نہ کھجلاتے ہوں گے۔ وہ بدبو کے مارے مہا نرک کو بھوگتے ہوں گے۔
(۷) جس سادھو نے شہر جلایا۔ اس کا رحم اور عفو کہاں گیا؟ جب مہاویر کی صحبت سے بھی اس کا آتما پوتر نہ ہوا۔ اس وقت مہاویر کے مرے پیچھے اس کے سہارے جین لوگ کبھی پوتر نہ ہوں گے۔
(۹) راجہ کا حکم ماننا چاہیئے۔ لیکن جین لوگ بنئے ہیں۔ اس لئے راجہ سے ڈر کر یہ بات لکھ دی ہو گی۔
(۱۰) کوشا بیسوا کا جسم چاہے کتنا ہی ہلکا ہو۔ تو بھی سرسوں کی ڈھیری پر سوئی کھڑی کر کے اس پر ناچنا۔ سوئی کا نہ چبھنا۔ اور سرسوں کا نہ بکھرنا سخت جھوٹ نہیں تو کیا ہے؟
(۱۱) کسی کو کسی حالت میں بھی دھرم نہیں چھوڑنا چاہیئے خواہ کچھ بھی ہو۔
(۱۲) بھلا جھولی کپڑے کی ہوتی ہے۔ وہ ہر روز پانچسو اشرفی کس طرح دے سکتی ہے۔

کرۂ زمین وغیرہ کی نسبت جینیوں کا اعتقاد

اب اگر ان کی ایسی ایسی ناممکن کہانیاں لکھیں۔ تو جینیوں کے تھوتھے پوتھوں کی طرح بہت بڑھ جائے۔ اس لئے زیادہ نہیں لکھتے۔ حاصل کلام یہ ہے۔ کہ جینیوں کی تھوڑی سی باتیں چھوڑ [illegible] جھوٹ ہی جھوٹ بھرا ہے۔

दो ससि दो रवि पढमे । दुगुणा लवणंमि धायईसंडे ।
बारस ससि बारस रवि । तप्पभि इं निदिठ ससि रविणो ॥

"جمبو دویپ ایک لاکھ یوجن یعنی چار لاکھ کوس کا لکھا ہے۔ یہ ان میں (باقی دویپوں میں) سے پہلا دویپ کہلاتا ہے۔ اس میں دو چاند اور دو سورج ہیں۔ اسی طرح لون سمندر میں اس سے دوگنے یعنی چار چندرماں اور چار سورج ہیں۔ نیز دھات کے کھنڈ میں بارہ چاند اور بارہ سورج ہیں"۔

(پرکرن بھاگ ۴ سنگرہنی سوتر نمبر ۷۷)

اور ان کو سہ چند کرنے سے چھتیس ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ دو جمبو دویپ کے اور چار لون سمندر کے مل کر بیالیس چاند اور بیالیس سورج کالودھی سمندر میں ہیں۔ اسی طرح اگلے اگلے دویپ اور سمندروں میں مذکورہ بالا بیالیس کو تگنا کرنے سے ایک سو چھبیس چاند اور اتنے ہی سورج ہوتے ہیں۔ ان میں دھات کے کھنڈ کے بارہ لون سمندر کے چار اور جمبو دویپ کے دو۔ اسی طرح سے پھیلا کر ایک سو چوالیس[1] چاند اور ایک سو چوالیس سورج پشکر دویپ میں ہیں۔ یہ صرف نصف زمین کا شمار ہے جس میں انسان آباد ہیں لیکن جہاں انسان نہیں رہتے وہاں بہت سے سورج اور بہت سے چاند ہیں۔ اور جو پچھلے نصف پشکر دویپ میں بہت سے چاند اور سورج ہیں۔ وہ ساکن ہیں۔ مذکورہ بالا ایک سو چوالیس کو سہ چند کرنے سے ۴۳۲ اور ان میں جمبو دویپ کے مذکورہ بالا دو چاند اور دو سورج۔ یہ چار چار لون سمندر کے اور بارہ دھات کی کھنڈ کے اور بیالیس کالودھی کے ملانے سے ۴۹۲[2] چاند اور ۴۹۲ سورج پشکر میں ہیں۔ یہ سب باتیں شری جن بھدر گنی کشماشرمن نے "سنگھینی" کلاں اور "یوتلیس کرنڈک پئیا" اور "چندر پنتی اور سورہ پنتی" وغیرہ سدھانت (مسائل جین مذہب) کی کتابوں میں اسی طرح بیان کی ہیں۔

محقق۔ کرۂ ارضی اور کرۂ سماوی کے علم جاننے والو! دیکھو۔ اس ایک کرۂ زمین میں جینی لوگ ایک طرح ۴۹۲ اور دوسری طرح بے شمار چاند اور سورج مانتے ہیں۔ آپ لوگوں کی بڑی خوش قسمتی ہے۔ کہ ویدمت کے پیروؤں کی تصنیف سوریہ سدھانت وغیرہ علم ہیئت کی کتابوں کے پڑھنے سے علم کرۂ ارضی و سماوی ٹھیک ٹھیک ظاہر ہو گئے۔ اگر کہیں جینیوں کی سخت تاریکی میں ہوتے۔ تو ساری عمر اسی طرح اندھیرے میں پڑے رہتے۔ جس طرح کہ آجکل جینی لوگ پڑے ہیں۔ ان بے علموں کو یہ شک ہے۔ کہ

[1] یعنی پچھلی میزان ۱۲۶ + ۱۲ دھات کی + ۴ لون سمندر + ۲ جمبو دویپ = ۱۴۴

[2] ۴۳۲ + ۲ + ۴ + ۱۲ + ۴۲ = ۴۹۲ (مترجم)

جمبودویپ میں ایک سورج اور ایک چاند سے کام نہیں چلتا۔ کیونکہ اتنی بڑی زمینوں کے آگے تیس گھڑی میں چاند سورج کس طرح آ سکیں گے۔ کیونکہ یہ لوگ جو زمین کو سورج وغیرہ سے بھی بڑا مانتے ہیں یہی ان کی بڑی بھول ہے۔

दो ससि दो रवि पंती एगंतरिया छसठि संखाया ।
मेरुं पयाहिणंता । माणुसखित्ते परिअडंति ॥

پرکرن رتناکر ۴ ۔ ۷۹

انسانی دنیا میں چاند اور سورج کی قطار کی تعداد بتلاتے ہیں۔ دو قطاریں یعنی چھیاسٹھ چاندوں کی اور دو سورجوں کی ہیں۔ ایک ایک لاکھ یوجن یعنی چار لاکھ کوس کے فاصلہ سے چلتے ہیں۔ جس طرح سورج کی قطاروں کے درمیان چاندوں کی ایک قطار ہے۔ اسی طرح چاندوں کی قطاروں کے درمیان سورجوں کی قطار ہے۔ اسی طرح سے چار قطاریں ہیں۔ اس ایک ایک چاند کی قطار میں ۶۶ چاند اور ایک ایک سورج کی قطار میں ۶۶ سورج ہیں۔ وہ چاروں قطاریں جمبودویپ کے میرو پہاڑ کے گرد گھومتے ہوئے انسان سے آباد زمین میں گردش کرتے رہتے ہیں۔ یعنی جس وقت جمبودویپ کے میرو سے ایک سورج سمت جنوب میں گشت کرتا ہے۔ اسی وقت دوسرا سورج سمت شمال میں پھرتا ہے۔ اسی طرح لون سمندر کے ایک ایک سمت میں دو دو چلتے پھرتے ہیں۔ دھات کی کھنڈ کی ۶ "کالودھی" کے ۲۱۔ پشکر کے نصف حصہ کے چھتیس۔ اس طرح سب مل کر ۶۶ سورج سمت جنوب اور ۶۶ سمت شمال میں اپنی اپنی ترتیب سے پھرتے ہیں۔ اور اگر ان دونوں سمتوں کے سب سورج ملائے جائیں تو ۱۳۲ سورج اور ایسے ہی دونوں سمتوں کے چھیاسٹھ چھیاسٹھ چاندوں کی قطاریں ملائی جاویں تو ۱۳۲ چاند انسانی دنیا میں گھومتے رہتے ہیں۔ اس طرح چاند کے ساتھ کواکب وغیرہ کی بھی بہت سی قطاریں سمجھ لو۔

محقق۔ اب دیکھو بھائی! اس کرہ زمین میں ۱۳۲ سورج اور ۱۳۲ چاند جینیوں کے گھر پر تپتے ہوں گے بھلا اگر یہ سب تپتے ہوں گے۔ تو جینی کس طرح جیتے ہیں؟ اور رات کے وقت بھی جینی لوگ سردی کے مارے اکڑ جاتے ہوں گے۔ ایسی ناممکن باتوں میں علم کرۂ ارضی و کرۂ سماوی کے نہ جاننے والے پھنستے ہیں۔ دوسرے نہیں۔ اب ایک ہی سورج اس کرہ زمین جیسے بہت سے دیگر کروں کو روشنی دیتا ہے۔ پھر اس چھوٹے سے کرہ زمین کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ اور اگر نہ زمین[1] (اپنے مرکز پر) گھومے اور نہ سورج زمین کے گرد گھومے۔ تو دن اور رات کئی ایک سالوں کا ہو جائے۔ اور سمیرو ہمالہ کے سوائے اور کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ سورج کے سامنے ایسا ہے۔ کہ جیسے گھڑے کے سامنے رائی کا دانہ بھی نہیں۔ جینی لوگ جب تک اس مت میں رہیں گے۔ تب تک وہ ان باتوں کو نہیں جان سکتے۔ بلکہ ہمیشہ اندھیرے میں پڑے رہیں گے۔

[1] ہندی ستیارتھ پرکاش میں الفاظ غلط ہیں۔ جو کاتب کا سہو معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ سوامی جی کا منشا یہی ہے جو ہم نے درج کیا ہے۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش باب ۸۔ زمین وغیرہ کی گردش کا بیان اور دیکھو رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا۔ مضمون گردش سیارگان۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ بھومکا اس کتاب سے پہلے شائع ہو چکی ہے۔ (مترجم)

सम्मत्तचरण सहिया सव्वं लोगं फुसे निरवसेसं ।

सत्तय चउदसभाए पंचय सुयदेसविरईए ॥

جینیوں کا سوپر لوک

معنی "سمیک چارتر والے [1] "کیولی" محض "سمدگھات اوستھا" سے تمام چودہ راجیہ لوکوں (سلطنتوں) کے اندر اپنے آتم پردیش (اجزائے آتما) کے ذریعہ سے پھریں گے"

(پرکرن ۴ - ۱۳۵)

محقق۔ جینی لوگ چودہ راجیہ (سلطنتیں) مانتے ہیں۔ ان میں سے چودھویں کی چوٹی پر "سروارتھ سدھی وِمان" کے جھنڈے سے تھوڑی دور اوپر "سدھ شلا" اور "دویہ آکاش" کو شو پور کہتے ہیں۔ "کیولی" یعنی جن کو کامل علم۔ ہمہ دانی اور کامل پاکیزگی حاصل ہو گئی ہے۔ وہ اس لوک میں جاتے ہیں اور اپنے آتم پردیش (مقام آتما) سے علیم کل رہتے ہیں۔ جس کا مقام ہوتا ہے۔ وہ محیط نہیں ہیں۔ وہ علیم کل یعنی کامل علم والا کبھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جس کا آتما ایک مقام پر محدود رہتا ہے۔ اور بدھ (پابستہ) اور مکت (آزاد) گیانی (عالم) اور اگیانی (جاہل) ہوتا ہے محیط کل اور علیم کل ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ جینیوں کے تیر تھنکر چونکہ محض جیو یعنی محدود المقام اور محدود العلم ہو کر قائم تھے۔ وہ محیط کل اور علیم کل کبھی نہیں ہو سکتے۔ لیکن جو پرماتما ابتدا اور انتہا نہ رکھنے والا محیط کل۔ علیم کل پاک اور عین علم ہے۔ اس کو جینی لوگ نہیں جانتے۔ کہ جس میں علیم کل وغیرہ صفات کما حقہ ثابت ہو سکتی ہیں۔

गब्भनर तिपलियाऊ । तिगाउ उक्कोस ते जहन्नेणं ।

मुच्छिम दुहावि अन्तमुहु । अंगुल असंख भागतणू ॥

انسان کی عمر و قد

معنی "یہاں انسان دو قسم کے ہیں۔ ایک "گربھج" (رحم سے پیدا ہونے والے) اور دوسرے رحم کے بغیر پیدا ہونے والے۔ ان میں سے گربھج انسان کی عمر تین پلیوپم پختہ کی سمجھنا۔ اور جسم تین کوس کا۔"

(پرکرن ۴ - ۲۴۱)

محقق۔ خوب! اس کرہ زمین پر تین پلیوپم کی عمر اور تین کوس کے جسم والے انسان بہت تھوڑے سما سکیں گے۔ اور پھر تین پلیوپم کی عمر یعنی جیسا کہ پہلے لکھ آئے ہیں۔ اتنے ہی عرصہ تک جیویں۔ تو ان کی اولاد بھی اسی طرح تین کوس کے جسم والی ہونی چاہیئے۔ ان جیسے بمبئی جیسے شہر میں دو اور کلکتہ جیسے شہر میں تین یا چار آدمی آباد رہ سکتے ہیں۔ اگر ایسا ہو۔ تو جینیوں نے جو ایک شہر میں لاکھوں آدمی لکھے ہیں۔ ان کے رہنے کا شہر لاکھوں کوس کا چاہیئے۔ پھر تمام کرہ زمین پر ایسا ایک شہر بھی آباد نہ ہو سکے گا۔

पणयाल लरक्कजोयण । विरकंभा सिद्धिसिल फलिह विमला ।

तदुवरि गजोयणंते लोगंतो तच्छ सिद्धठिई ॥ پرکرن ۴ - ۲۵۸

[1] سمیک چارتر والے۔ نیک چلن [2] "کیولی" نجات یافتہ جن۔ جن کو جینی ایشور مانتے ہیں۔

[3] سب مرادوں کو پورا کرنے والا وِمان (بقول عام آڑن کھٹولا)

(مترجم)

جینیوں کی مکتی کا مقام

"جو "سروارتھ سدّھی ومان" کے جھنڈے سے اوپر بارہ یوجن "سدّھ شلا" ہے۔ وہ چوڑائی۔ لمبائی اور جوف یا جسامت میں پینتالیس لاکھ یوجن کے پیمانہ کی ہے۔ اس "سدّھ شلا" کی سدّھ بھومی تمام سفید چمکدار سنہری بلّور کی مانند شفاف ہے۔ اس کو کوئی "الیشت"۔ "پراگ بھرا" کے نام سے پکارتے ہیں"۔

اس "سروارتھ سدّھ شلا ومان" سے بارہ یوجن" الوک (غیر محسوس مقام) بھی ہے اس حقیقت کو "کیولی"۔ "شرت" جانتا ہے۔ یہ "سروارتھ سدّھ شلا" درمیانی حصّہ میں آٹھ یوجن موٹی ہے۔ وہاں سے چار سمت اور چار گوشوں میں گھٹتے گھٹتے مکھی کے پر کے برابر کی پتلی اوپر کی طرف کھلی ہوئی چھتری کی شکل میں "سدّھ شلا" قائم ہے۔ اس شلا سے اوپر ایک یوجن کے فاصلے پر لوک کی انتہا ہے۔ وہاں سدّھوں (کمال رسیدہ لوگوں) کا قیام ہے۔

محقق۔ اب سوچنا چاہیے۔ کہ جینیوں کی مکتی کا مقام "سروارتھ سدّھ ومان" کے جھنڈے کے اوپر ۴۵ لکھ یوجن کی شلا کا ہے۔ یعنی چاہے وہ کیسی ہی عمدہ اور شفاف ہو تاہم اس میں رہنے والے مکت جیو ایک قسم کی قید میں ہیں۔ کیونکہ اس شلا سے باہر نکلنے پر مکتی کے سُکھ سے چھوٹ جاتے ہوں گے اور اگر اندر رہتے ہوں گے۔ تو ان کو ہوا بھی نہیں لگتی ہوگی۔ یہ صرف بے علموں کے پھنسانے کے لئے محض بناوٹی دھوکے کی ٹٹی ہے۔

वि ति चउरिंदिस सरीरं । बारस जोयणं तिकोस चउकोसं । सं जोअणसहस जोयणसहसपणिंदिय । उहे त्रुच्छंत विसेसंतु ॥

مختلف جانوروں کے قد

"ایک حِس والوں کا جسم زیادہ سے زیادہ بڑا ایک ہزار یوجن کا سمجھنا چاہیے۔ اور دو حِس والے یعنی شنکھ وغیرہ کا جسم بارہ یوجن کا جاننا چاہیے۔ اور چار حِس والے یعنی بھنورے وغیرہ کا جسم چار کوس کا اور پانچ حِس رکھنے والوں کو ایک ہزار یوجن یعنی چار ہزار کوس کے جسم والا جاننا چاہیے"۔

محقق۔ اگر چار ہزار کوس کے پیمانہ کے جسم والے ہوں۔ تو کرّہ زمین میں بہت تھوڑے آدمی (سما سکیں) یعنی چند سو آدمیوں سے کرہ زمین ٹھس کر بھر جائے۔ کسی کے واسطے چلنے کی جگہ بھی نہ رہے۔ پھر وہ جینیوں سے رہنے کی جگہ اور راستہ پوچھیں۔ اور جب انہی نے ایسا لکھا ہے۔ تو یہی خود ان کو اپنے گھر میں رکھ لیں۔ مگر ایک چار ہزار کوس کے جسم والے کے رہنے کے لئے بتیس ہزار کوس کا تو گھر چاہیے ایسے ایک گھر کے بنانے میں جینیوں کی تمام دولت خرچ ہو جائے۔ تو بھی گھر نہ بن سکے۔ اتنی بڑی آٹھ ہزار کوس کی چھت بنانے کے واسطے شہتیریاں کہاں سے لادیں گے؟ اور اگر ان میں ستون لگا دیں تو وہ اندر داخل بھی نہ ہو سکے۔ اس لئے سب ایسی باتیں جھوٹ ہوا کرتی ہیں۔

ते थूला पल्ले विहु संखिज्जाचेवहुंति सव्वेवि ।
ते इक्किक असंखे । सुहुमे खंडे पकप्पेह ॥

پرکرن ۴ ۔ ۹۰

عجیب و غریب گنتی

”مذکورۃ الصدر ایک انگل بال کے ٹکڑوں سے چار کوس چوڑا اور اتنا ہی گہرا کنواں بھرا ہو۔ ایک انگل بال کے ٹکڑے سب مل کر بیس لاکھ ستانوں ہزار ایک سو باون ہوتے ہیں۔ اور زیادہ سے زیادہ (۳۳۰۷۶۲۱۰۴ و ۲۴۶۵۶۲۵ و ۴۲۱۹۹۶۰ و ۹۷۵۳۶ ۰۰۰۰۰۰۰۰) تینتیس کروڑ سات لاکھ باسٹھ ہزار ایک سو چار کروڑ چوبیس لاکھ پینسٹھ ہزار چھ سو پچیس کروڑ۔ بیالیس لاکھ انیس ہزار نو سو ساٹھ کروڑ ستانوے ہزار پانسو چھتیس کروڑ۔ اتنے ٹکڑے یوجن وسعت کے پلیہ میں تمام کثیف بالوں کے ٹکڑوں کی تعداد ہوتی ہے۔ یہ بھی سنکھیات کال ہوتا ہے۔ مذکورہ بالا ایک بال کے ٹکڑے کے اسنکھیات (بے شمار) لطیف حصہ دل سے خیال کرے۔ تب اسنکھیات (بے شمار) سوکشم رومانو (لطیف بالوں کے ٹکڑے) ہو دیں۔“

محقق۔ اب دیکھئے ان کی گنتی کا طریقہ۔ ایک انگل کے بالوں کے برابر بال کے کتنے ٹکڑے کئے۔ یہ کبھی گنتی میں آسکتے ہیں؟ اور پھر اس سے آگے اسنکھیات (بے شمار ٹکڑے) دل سے خیال کرتے ہیں اس سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ مذکورہ بالا ٹکڑے ہاتھ سے کئے ہوں گے۔ جب ہاتھ سے نہ ہوسکے تب دل سے کئے۔ بھلا یہ بات کبھی ممکن ہو سکتی ہے۔ کہ ایک انگل بال کے بے شمار ٹکڑے ہو سکیں۔

जंबूद्वीपपमाणं गुलजोअणलरक वट्टविरकंभी ।

लवणाई यासेसा । बलयाभा दुगुण दुगुणाय ॥

پرکرن رتناکر

تقسیم کرۂ زمین

”پہلے جمبو دویپ کا پیمانہ ایک لاکھ یوجن اور پہلا اور باقی لون وغیرہ سات سمندر اور سات دویپ۔ جمبو دویپ کے پیمانہ سے دو چند ہیں۔ اس زمین میں جمبو دویپ وغیرہ سات اور سات سمندر ہیں۔ جیسے کہ پہلے لکھ آتے ہیں۔“

محقق۔ اب جمبو دویپ سے دوسرا دویپ دو لاکھ یوجن۔ تیسرا چار لاکھ یوجن۔ چوتھا آٹھ لاکھ یوجن پانچواں سولہ لاکھ یوجن چھٹا بتیس لاکھ یوجن۔ اور ساتواں چوسٹھ لاکھ یوجن۔ اسی قدر یا اس سے زیادہ پیمانہ والے سمندر۔ اس پندرہ[1] ہزار محیط والے کرہ زمین پر کیونکر سما سکتے ہیں۔ اس لئے یہ بات محض جھوٹ ہے۔

कुरु नइ चुलसी सहसा । छच्चेवन्तरनईउ पइ विजयं ।

दो दो महा नईउ । चउदस सहसाउ पत्तेयं ॥

پرکرن ۴۔۶۳

کوروکشیتر میں ۸۴ ہزار دریا

”کوروکشیتر میں ۸۴ ہزار دریا ہیں۔“

محقق۔ بھلا کوروکشیتر ایک چھوٹا سا قطعہ زمین ہے۔ اس کو نہ دیکھ کر ایک جھوٹی بات لکھنے میں ان کو شرم نہ آئی۔

[1] بھاسکر آچاریہ جی زمین کا قطر ۱۵۸۱ یوجن فرماتے ہیں جس کے ۸۴۳۲ میل ہوتے ہیں۔ پس زمین کا محیط ۲۵۲۹۶ میل یا ۱۸۹۷۲ کوس یا ۴۷۴۳ (تقریباً ۵ ہزار) یوجن ہوا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ سوامی جی یا تو ۵ ہزار یوجن کی بجائے پندرہ ہزار یوجن محیط لکھ گئے ہیں۔ یا پندرہ سو یوجن بیاس (قطر) لکھنے سے مراد تھی۔ (مترجم)

जामुत्तराउ ताउ । इगेग सिंहासणाउ अइपुव्वं ।
चउसुवि तासु नियासणा, दिसि भवजिण मज्जणं होई ॥ ॥

تیرتھنکروں کا سنگھاسن

"اس شلا کے خاص کر جنوبی اور شمالی سمت میں ایک تخت (سنگھاسن) جاننا چاہیئے۔ ان شلاؤں کے نام جنوبی سمت میں "اتی پانڈو کمبلا" شمالی سمت میں "اتی رکت کمبلا شلا" ہے۔ ان سنگھاسنوں پر تیرتھنکر بیٹھتے ہیں"

(پرکرن رتناکر ۴ - ۱۱۹)

محقق دیکھئے۔ ان کے تیرتھنکروں کی سالگرہ کے جلسہ وغیرہ کرنے کی شلا کو ایسی ہی مکتی کی سدھ شلا ہے۔

تحریر بالا صرف "مشتے نمونہ از خروارے" ہے۔ ورنہ جینیوں کی لایعنی باتوں کی انتہا نہیں

ان کی ایسی ایسی بہت سی باتیں گول مال ہیں۔ کہاں تک لکھیں لیکن پانی چھان کر پینا۔ چھوٹے چھوٹے جانوروں پر برائے نام رحم کرنا۔ رات کو کھانا نہ کھانا۔ یہ تین باتیں اچھی ہیں۔ باقی جس قدر ان کا بیان ہے۔ وہ سب ناممکنات سے بھرا ہے۔ اتنی تحریر سے عقلمند لوگ بہت کچھ سمجھ لیں گے یہ تھوڑا سا نمونہ کے طور پر لکھا گیا ہے۔ اگر ان کی تمام ناممکن باتیں لکھیں۔ تو اتنی کتابیں بھر جاویں۔ کہ ایک آدمی عمر بھر میں بھی نہ پڑھ سکے۔ پس جس طرح ہانڈی میں پکتے ہوئے چاولوں میں سے ایک چاول کے دیکھنے سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ آیا سب چاول پک گئے ہیں یا کچے ہیں۔ اسی طرح اس تھوڑی سی تحریر سے نیک نہاد لوگ بہت سی باتیں سمجھ لیں گے عقلمندوں کے لئے بہت لکھنا ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ بمصداق "مشتے نمونہ از خروارے" عقلمند لوگ تمام مطلب کو سمجھ ہی لیتے ہیں۔

اس سے آگے عیسائیوں کے مذہب کے بارے میں لکھا جائے گا۔

ختم شد باب دوازدہم دربیان جین مت کتاب فصاحت انتساب ستیارتھ پرکاش مصنفہ سوامی دیانند سرسوتی

دیباچہ ضمنی

(۳)

جو یہ بائبل کا مذہب ہے۔ وہ صرف عیسائیوں کا ہی نہیں۔ بلکہ اس میں یہودی وغیرہ بھی شامل ہیں۔ یہاں تیرھویں باب میں عیسائیوں کے مذہب کی بابت اس واسطے لکھا ہے۔ کہ آج کل بائبل کے معتقدوں میں عیسائی اصل سمجھے جاتے ہیں۔ اور یہودی وغیرہ بمثل فروعات ہیں۔ اصل کے اندر فروعات بھی شامل سمجھے جاتے ہیں۔ اس لئے یہودیوں کو ان کے اندر شامل سمجھ لیجئے۔ ان کے متعلق جو مضمون یہاں لکھا گیا ہے

وہ صرف بائیبل پر مبنی ہے۔ کہ جس کو عیسائی اور یہودی وغیرہ سب مانتے ہیں۔ اور اسی کتاب کو اپنے مذہب کی بنیاد سمجھتے ہیں۔

اس کتاب کے بہت سے ترجمے ہو چکے ہیں۔ جو کہ ان کے مذہب کے بڑے بڑے پادریوں نے کئے ہیں۔ ان میں سے دیوناگری اور سنسکرت کے ترجمہ کو دیکھ کر میرے دل میں بائیبل پر بہت سے اعتراض پیدا ہوئے ہیں۔ ان میں سے چند ایک اعتراض اس تیرھویں باب میں سب کے غور و فکر کے لئے درج کئے گئے ہیں یہ تحریر صرف سچائی کی ترقی اور جھوٹ کو شکست دینے کی غرض سے لکھی ہے۔ کسی کو تکلیف دینے نقصان پہنچانے یا جھوٹا الزام لگانے کی نیت سے نہیں لکھی ہے۔ (چنانچہ) یہ مطلب ذیل کی تحریر سے ہر ایک سمجھ لے گا (کہ) آیا یہ کتاب کیسی ہے۔ اور عیسائی مذہب کی اصلیت کیا ہے؟ اس تحریر کا یہی مدعا ہے۔ کہ کل نوع انسان کو دیکھنے سننے لکھنے وغیرہ میں سہولت ہو۔ اور معتقد اور معترض بن کر تمام لوگ غور کر کے عیسائی مذہب کی تفتیش کر سکیں۔ اس سے ایک اور مدعا یہ پورا ہو گا۔ کہ لوگوں کی مذہبی واقفیت بڑھے گی۔ اور انہیں سچے اور جھوٹے مذہب اور امر و نہی (اجازت و ممانعت) کے متعلق بخوبی علم ہو جائے گا۔ اور پھر ان کو سچائی اور کرنے کے قابل کاموں کو اختیار کرنا اور جھوٹ اور ناکردنی کا ترک کرنا آسان ہو جائے گا۔ سب انسانوں کو واجب ہے۔ کہ ہر ایک مذہب کی کتب کا مطالعہ کر کے تحریر یا تقریر کے ذریعے موافق یا مخالف رائے کا اظہار کریں۔ اور (اگر مطالعہ نہ کر سکیں) تو دوسروں سے سنا کریں۔ کیونکہ جس طرح پڑھنے سے آدمی پنڈت ہوتا ہے۔ ویسے سننے سے "بہوشرت" ہوتا ہے۔ اگر سننے والا دوسرے کو نہ سمجھا سکے۔ تو خود تو سمجھ ہی جاتا ہے۔ جو لوگ تعصب کی عینک چڑھا کر دیکھتے ہیں۔ ان کو نہ اپنے اور نہ دوسروں کے حسن و قبح نظر آتے ہیں انسان کی روح ہیتا ہو گیہ سچ اور جھوٹ کے تصفیہ کرنے کی طاقت رکھتی ہے۔ اس کو جتنا اپنا پڑھا یا سنا ہوا علم ہوتا ہے۔ وہ اسی قدر علمی تحقیقات کر سکتی ہے۔ اگر ایک مذہب کے پیرو دوسرے مذہب والوں کے عقائد کو جانیں۔ اور دوسرے نہ جانیں۔ تو ٹھیک طور پر مباحثہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ لاعلم شکوک کی غار میں گر جاتے ہیں۔ ایسی بات پیش نہ آئے۔ اس لئے اس کتاب میں تمام مروجہ مذہبوں کے بارہ میں مختصرا لکھ دیا ہے۔ اس سے بقیہ باتوں کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ آیا وہ سچی ہیں یا جھوٹی۔ جو سب کے قابل تسلیم سچی باتیں ہیں۔ وہ تو سب (مذاہب) میں یکساں ہیں۔ جھگڑا جھوٹی باتوں کے متعلق ہو اکرتا ہے یا ایک سچا اور دوسرا جھوٹا ہو۔ تو بھی کچھ تھوڑا سا مباحثہ چلتا ہے۔ اگر بحث کرنے والے سچ جھوٹ کی تحقیق کے لئے بحث کریں۔ تو ضرور فیصلہ ہو جائے۔

اب میں اس تیرھویں باب میں عیسائی مذہب کے متعلق کچھ تھوڑا سا لکھ کر سب کے روبرو پیش کرتا ہوں۔ غور کر کے نتیجہ نکالیں۔

"عاقلوں کے لئے زیادہ تحریر کی ضرورت نہیں۔"

باب تیرھواں

دینِ عیسوی کی تحقیق

اب دینِ عیسوی کے بارے میں لکھتے ہیں۔ تاکہ سب کو معلوم ہو جائے۔ کہ آیا یہ مذہب بلا نقص اور ان کی بائیبل کلام الٰہی ہے یا نہیں۔ پہلے "توریت" کا بیان کیا جاتا ہے۔

پیدائش کی کتاب

"ابتدا میں خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا۔ اور زمین بے ڈول اور سنسان تھی۔ اور گہراؤ کے اوپر اندھیرا تھا۔ اور خدا کی روح پانیوں پر جنبش کرتی تھی۔"

(پیدائش باب اول آیت ۱ و ۲)

محقق۔ ابتدا کسے کہتے ہیں۔ **عیسائی**۔ دنیا کی پہلی پیدائش کو۔ **محقق**۔ کیا یہی پہلی پیدائش ہے؟ اور اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی؟ **عیسائی** ہم نہیں جانتے۔ کہ ہوئی یا نہیں! خدا جانے۔

محقق۔ اگر نہیں جانتے۔ تو اس کتاب پر ایمان کیوں لاتے ہو؟ جس (کتاب) سے شکوک رفع نہیں ہو سکتے۔ اس کی بنا پر لوگوں کو وعظ کر کے پر از شکوک مذہب میں کیوں پھنساتے ہو؟ اور تمام شکوک سے پاک سب شکوک کے رفع کرنے والے وید مت کو کیوں قبول نہیں کرتے؟ جب تم خدا کی خلقت کا حال نہیں جانتے۔ تو خدا کو کیسے جانتے ہو گے؟ اور (بتاؤ تو سہی کہ) آکاش (آسمان) کس کو مانتے ہو؟

عیسائی۔ خلا اور اوپر کو۔ **محقق**۔ خلا کی پیدائش کیسے ہوئی؟ کیونکہ یہ شے ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے۔ اور نہایت لطیف ہے۔ اور اوپر نیچے یکساں ہے۔ جب آسمان پیدا نہیں ہوا تھا تب پول یا خلا تھا یا نہیں؟ اگر نہیں تھا۔ تو خدا جہان کی علتِ مادی اور جیو (روح) کہاں رہتے تھے؟ بغیر مقام کوئی شے ٹھہر نہیں سکتی۔ اس لئے تمہاری بائیبل کا قول معقول نہیں۔ (کیا) خدا بے ڈول (ہے) اور (کیا) اس کا علم اور افعال (بھی) بے ڈول یا سب ڈول والے ہیں **عیسائی**۔ ڈول والے ہیں۔

محقق۔ تو یہاں ایسا کیوں لکھا۔ کہ خدا کی بنائی ہوئی زمین بے ڈول تھی۔

عیسائی۔ بے ڈول سے مراد یہ ہے۔ کہ اونچی نیچی اور ناہموار تھی **محقق**۔ پھر ہموار کس نے کی؟ اور کیا اب بھی ناہموار نہیں ہے؟ خدا کا کام بے ڈول نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ علیم کل ہے۔ اس کے کسی کام میں غلطی کا ہونا ممکن نہیں ہے۔ اور (چونکہ) بائیبل میں خدا کی خلقت کو بے ڈول لکھا ہے۔ اس لئے یہ کتاب خدا کا کلام نہیں (بھلا بتاؤ تو سہی کہ) خدا کی روح کیا شے ہے؟ **عیسائی**۔ ذی شعور۔

محقق۔ وہ شکل والا ہے یا بے شکل؟ اور ہر جگہ موجود ہے یا ایک جگہ پر؟

عیسائی۔ بے شکل روحی ہے۔ اور ہر جگہ موجود ہے لیکن کوہ سینا اور چوتھے آسمان وغیرہ مقامات میں خاص کر رہتا ہے۔ محقق۔ اگر بے شکل ہے تو اس کو کیسے دیکھا؟ اور محیط کُل کا پانی پر جنبش کرنا بھی ممکن نہیں۔ بھلا جب خدا کی روح پانی پر جنبش کرتی تھی۔ تب خدا کہاں تھا؟ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ خدا اسکا جسم کہیں اور جگہ مقیم ہوگا یا اس نے اپنے روح کے ایک حصہ کو پانی پر جنبش دی ہوگی۔ اگر یہی بات ہے۔ تو (خدا) محیط کُل اور علیم کُل کبھی نہیں ہو سکتا۔ اگر محیط کُل نہیں ہے۔ تو وہ جہان کی پیدائش، قیام، پرورش اور جیوؤں کے اعمال کا سلسلۂ انتظام (نہیں رکھ سکتا) یا دُنیا کو فنا کبھی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ جس شے کا وجود محدود المقام ہو۔ تو اس شے کے وصف، عمل اور فطرت بھی محدود المقام ہوتے ہیں۔ اگر محدود ہے تو خدا نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا محیط کُل، بے حد وصف، فعل، اور فطرت والا، ہست مطلق، ذات مطلق، علم مطلق، دائم پاک، علیم، آزاد بالخاصہ، قدیم، غیر متناہی اوصاف والا ویدوں میں کہا گیا ہے۔ اُسی کو مانو۔ تب ہی تمہارا بھلا ہوگا۔ اور طرح نہیں۔ (۱)

(۲) ”اور خدا نے کہا۔ کہ اُجالا ہو۔ اور اُجالا ہو گیا۔ اور خدا نے اُجالے کو دیکھا۔ کہ اچھا ہے۔“

(باب اوّل آیت ۳ و ۴)

محقق۔ کیا خدا کی بات غیر ذی شعور اُجالے نے سُن لی؟ اور اگر سُن لی۔ تو اس وقت بھی آفتاب، چراغ اور آگ کی روشنی ہماری تمہاری بات کیوں نہیں سُن لیتی؟ روشنی غیر ذی شعور ہے۔ وہ کبھی کسی کی بات نہیں سُن سکتی۔ کیا خدا نے جس وقت اُجالے کو دیکھا تب ہی جانا۔ کہ اُجالا اچھا ہے پہلے نہیں جانتا تھا؟ اگر جانتا۔ تو دیکھ کر اچھا کیوں کہتا۔ اگر نہیں جانتا تھا۔ تو وہ خدا ہی نہیں ہے۔ اس لئے تمہاری بائیبل کلام الٰہی نہیں۔ اور اس میں بیان کردہ خدا علیم کُل نہیں ہے۔ (۲)

(۳) ”اور خدا نے کہا۔ کہ پانیوں کے بیچ میں فضا (خلا) ہووے۔ اور پانیوں کو پانی سے جُدا کرے۔ تب خدا نے فضا کو بنایا۔ اور فضا کے نیچے کے پانیوں کو فضا کے اوپر کے پانیوں سے جدا کیا۔ اور ایسا ہی ہو گیا۔ اور خدا نے آکاش (آسمان) کو بہشت کہا۔ سو شام اور صبح دوسرا دن ہوا۔“ (باب اوّل آیت ۶-۷-۸)

محقق۔ (کیا) آکاش (فضا) اور پانی نے بھی خدا کی بات سُن لی۔ اور اگر پانی کے درمیان آکاش نہ ہوتا۔ تو پانی رہتا ہی کہاں؟ پہلی آیت میں (لکھا ہے کہ) آکاش پیدا ہوا تھا۔ پھر آکاش کا بنانا فضول ہے۔ اگر آکاش یعنی فضا ہی بہشت ہے۔ تو وہ سب جگہ موجود ہے۔ اس لئے بہشت سب جگہ ہوا۔ پھر یہ کہنا فضول ہے۔ کہ بہشت اوپر کی طرف کو ہے۔ جب سورج پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔ تو دن رات کہاں سے ہو گئے؟ ایسی ہی ناممکن باتیں مندرجہ ذیل آیتوں میں بھری پڑی ہیں۔ (۳)

(۴) ”تب خدا نے کہا۔ کہ ہم انسان کو اپنی صورت اور اپنی مانند بناویں۔ اور خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ اس نے خدا کی صورت پر اُس کو پیدا کیا۔ نر اور ناری ان کو پیدا کیا۔ اور خدا نے ان کو برکت دی۔“ (باب اوّل ۲۶-۲۷-۲۸)

محقق۔ اگر آدم کو خدا نے اپنی صورت پر بنایا ہے۔ تو خدا کی ذات پاک ہے علیم مطلق، راحت، تحمل وغیرہ اوصاف سے موصوف ہے۔ پھر اس کی مانند آدم کیوں نہ ہوا؟ اگر نہیں ہوا۔ تو ظاہر ہے کہ اس کی صورت پر نہیں بنا۔ اور (اگر) آدم کو (اپنی صورت ہی پر) پیدا کیا۔ تو گویا خدا نے اپنی صورت ہی کو پیدا ہونے والی بنایا پھر خدا حادث کیوں نہیں؟ اور آدمی کہاں سے پیدا کیا؟ **عیسائی**:۔ خاک سے بنایا۔ **محقق**۔ خاک کہاں سے بنائی؟ **عیسائی** اپنی قدرت سے **محقق** خدا کی قدرت قدیم ہے یا جدید؟ **عیسائی**۔ قدیم ہے **محقق**۔ جب قدیم ہے تو دنیا کی علت مادی قدیم ہوئی پھر نیستی سے ہستی کیوں مانتے ہو؟ **عیسائی** پیدائش عالم سے پیشتر سوائے خدا کے اور کوئی شے نہ تھی۔ **محقق**. اگر نہ تھی۔ تو یہ جہان کہاں سے پیدا ہوا؟ اور خدا کی قدرت جوہر ہے یا عرض؟ اگر جوہر ہے تو خدا کے علاوہ دوسری شے کا ہونا ثابت ہو گیا۔ اگر عرض ہے تو عرض سے جوہر کبھی نہیں بن سکتا۔ جیسے کہ شکل سے آگ اور ذائقہ سے پانی کبھی نہیں بن سکتے۔ اور اگر خدا سے ہی دنیا بنی ہوئی ہوتی۔ تو خدا کی مانند وصف عمل اور فطرت والی ہوتی۔ اس کے وصف، عمل، فطرت کی مانند نہ ہونے سے یہی تحقیق ہے کہ خدا سے نہیں بنی۔ بلکہ دنیا علت مادی (ذرات وغیرہ بے جان چیز) سے بنی ہے۔ دنیا کی پیدائش (کا حال) جو وید وغیرہ شاستروں میں درج ہے وہی قابل تسلیم ہے جس سے واضح ہوتا ہے۔ کہ ایشور دنیا کی علت فاعلی ہے۔

اگر آدم کی اندرونی صورت روح کی ہے اور بیرونی انسان کی تو کیا ویسی ہی شکل خدا کی ہے۔ کیونکہ جب آدم خدا کی شکل پر بنایا گیا۔ تو خدا آدم کی مانند ضرور ہونا چاہیئے۔ (۴)

"(۵) اور خداوند خدا نے زمین کی خاک سے آدم کو بنایا۔ اور اس کے نتھنوں میں زندگی کا دم پھونکا سو آدم جیتی جان ہوا۔ اور خداوند خدا نے عدن میں پورب کی طرف ایک باغ لگایا۔ اور آدم کو جسے اس نے بنایا تھا وہاں رکھا۔ اور باغ کے بیچوں بیچ زندگی کے درخت اور نیک و بد کی پہچان کے درخت کو زمین سے اگایا۔" (باب ۲۔ آیت ۷۔ ۸۔ ۹)

محقق۔ جب خدا نے عدن میں باغ بنا کر اس میں آدم کو رکھا۔ تب کیا خدا نہیں جانتا تھا۔ کہ اس کو پھر یہاں سے نکالنا پڑے گا۔ اور جب خدا نے آدم کو خاک سے بنایا۔ تو خدا کی صورت پر تو نہ ہوا۔ اور اگر ہوا ہے۔ تو خدا بھی خاک سے بنا ہو گا؟ جب اس کے نتھنوں میں خدا نے سانس پھونکا۔ تو وہ سانس خدا کی صورت تھا یا اس سے الگ؟ اگر الگ تھا۔ تو آدم خدا کی صورت پر نہیں بنا۔ اگر الگ نہیں تو آدم اور خدا یکساں ہو گئے۔ اور اگر ایک سے ہیں۔ تو آدم کی مانند پیدائش، موت، ترقی، زوال، بھوک، پیاس وغیرہ کمزوریاں خدا میں آئیں گی۔ پھر وہ خدا کیونکر ہو سکتا ہے؟ اس لئے توریت کی یہ بات درست نہیں۔ اور یہ کتاب بھی خدا کی طرف سے نہیں ہے۔ (۵)

"(۶) اور خداوند خدا نے آدم پر بھاری نیند بھیجی۔ کہ وہ سو گیا۔ اور اس نے اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی نکالی۔ اور اس کے بدلے گوشت بھر دیا۔ اور خداوند خدا نے اس پسلی سے جو اس نے آدم سے نکالی تھی۔ ایک عورت بنا کے آدم کے پاس لایا۔" (پیدائش باب ۲۔ آیت ۲۱ و ۲۲)

محقق - اگر خدا نے آدم کو خاک سے بنایا۔ تو اُس کی عورت کو خاک سے کیوں نہیں بنایا۔ اور اگر عورت کو ہڈی سے بنایا۔ تو آدم کو ہڈی سے کیوں نہیں بنایا؟ اور جیسے نر میں سے نکلنے کی وجہ سے (عورت کا) نام ناری[1] رکھا گیا۔ تو ناری سے نر کا نام بھی ہو سکتا ہے۔ اور چاہیئے کہ اُن میں باہمی محبت بھی رہے جس طرح عورت کے ساتھ مرد محبت کرے۔ ویسے ہی مرد کے ساتھ عورت بھی محبت کرے۔ صاحبانِ علم! دیکھئے خدا کی کیسی فلاسفی جھلکتی ہے۔ اگر آدم کی ایک پسلی نکال کر عورت بنائی۔ تو سب مردوں کی ایک پسلی کم کیوں نہیں؟ اور عورت میں ایک ہی پسلی ہونی چاہیئے۔ کیونکہ وہ ایک پسلی سے بنی ہے۔ کیا جس مصالحہ سے اُس نے تمام دُنیا کو بنایا۔ اُسی سے عورت کا جسم نہیں بن سکتا تھا؟ اس سے ظاہر ہے۔ کہ بائیبل کی پیدائش کا حال قانونِ قدرت کے خلاف ہے۔ (۶)

(۷) "اور سانپ میدان کے سب جانوروں سے جنہیں خداوند خدا نے بنایا تھا۔ ہوشیار تھا۔ اور اُس نے عورت سے کہا۔ کیا یہ سچ ہے کہ خدا نے کہا۔ کہ باغ کے ہر درخت سے نہ کھانا۔ عورت نے سانپ سے کہا کہ باغ کے درختوں کا پھل تو ہم کھاتے ہیں۔ مگر اس درخت کے پھل کو جو باغ کے بیچوں بیچ ہے خدا نے کہا۔ کہ تم اُسے نہ کھانا۔ نہ اسے چھُونا۔ ایسا نہ ہو۔ کہ مر جاؤ۔ تب سانپ نے عورت سے کہا۔ کہ تم ہرگز نہ مرو گے۔ بلکہ خدا جانتا ہے کہ جس دن اسے کھاؤ گے۔ تمہاری آنکھیں کھل جائیں گی۔ اور تم خدا کی مانند نیک و بد کے جاننے والے ہو گے۔ اور عورت نے جوں دیکھا۔ کہ وہ درخت کھانے میں اچھا اور دیکھنے میں خوشنما اور عقل بخشنے میں خوب ہے۔ تو اُس کے پھل میں سے تھوڑا سا لیا اور کھایا۔ اور اپنے خصم کو بھی دیا۔ اور اس نے کھایا۔ تب دونوں کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور انہیں معلوم ہوا۔ کہ ہم ننگے ہیں۔ اور انہوں نے انجیر کے پتوں کو سی کر کے اپنے لئے لنگیاں بنائیں۔ اور خداوند خدا نے سانپ سے کہا۔ اس واسطے کہ جو تو نے یہ کیا ہے۔ اس لئے تو سب مواشیوں اور میدان کے سب جانوروں سے زیادہ ملعون ہوا۔ تو اپنے پیٹ کے بل چلے گا۔ اور عمر بھر خاک کھائے گا۔ اور میں تیرے اور عورت کے اور تیری نسل اور عورت کی نسل کے درمیان دشمنی ڈالوں گا۔ وہ تیرے سر کو کچلے گی۔ اور تو اُس کی ایڑی کاٹے گا۔ اس نے عورت سے کہا۔ کہ میں تیرے حمل اور اس میں تیرے صدمہ کو بہت بڑھاؤں گا اور تو درد سے بچے جنے گی۔ اور اپنے خاوند کی طرف تیرا شوق ہو گا۔ اور وہ تجھ پر حکومت کرے گا۔ اور آدم سے کہا چونکہ تو نے اپنی جورو کی بات سُنی۔ اور اس درخت سے کھایا جس کی بابت میں نے تجھے حکم کیا۔ کہ اس سے مت کھانا۔ اس لئے زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی۔ اور تکلیف کے ساتھ تو اپنی عمر بھر اس سے کھائے گا۔ اور وہ تیرے لئے کانٹے اور اونٹ کٹارے اگائے گی۔ اور تو کھیت کا ساگ پات کھائے گا۔" (پیدائش باب ۳ آیت ۱ تا ۷ و ۱۴ تا ۱۸)

[1] یہاں یہ اعتراض ہے۔ کہ اوّل آدم کیوں پیدا کیا گیا؟ اس کا کیا ثبوت ہے؟ اگر جواب میں کہا جائے کہ عورت کا نام ناری ہونا ہی اس امر کا ثبوت ہے کیونکہ لفظ نر سے ناری بنتا ہے۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ لفظ ناری سے بھی نر بنتا ہے۔ اور عورت کے پیدا کرنے کی وجہ بائیبل میں یہ بتائی گئی ہے۔ کہ آدم کی تنہائی دور کرنے اور دل لگی کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ تو اس مدعا میں بھی کوئی ہرج نہ آئے گا۔ کیونکہ عورت کی محبت اور الفت کے لئے مرد پیدا کیا جا سکتا ہے۔ پس اصل وجہ پیدائش آدم کی معلوم ہونی چاہیئے۔ (مترجم)

محقق - عیسائیوں کا خدا علیم کُل ہوتا۔ تو اس شریر سانپ یعنی شیطان کو کیوں بنایا؟ اب چونکہ اُس نے پیدا کر دیا۔ اس لئے خدا ہی قصوروار ہے۔ کیونکہ اگر وہ اس مُوذی کو نہ بناتا۔ تو وہ ایذا نہ پہنچاتا۔ اور وہ پہلا جنم نہیں دیکھ سکتا تھا۔ پھر بلا قصور اس کو گنہگار کیوں پیدا کیا؟ اور سچ پُوچھو۔ تو وہ سانپ نہیں تھا۔ بلکہ انسان تھا۔ کیونکہ انسان نہ ہوتا۔ تو انسان کی زبان کیونکر بول سکتا۔ اور جو آپ جھوٹا ہو اور دُوسرے کو جھوٹ میں چلائے۔ اس کو شیطان کہنا چاہیئے۔ لیکن یہاں شیطان سچا تھا۔ اور اسی وجہ سے اُس نے اس عورت کو نہیں بہکایا۔ بلکہ سچ سچ کہہ دیا۔ اور خدا نے آدم اور حوّا سے جھوٹ کہا۔ کہ اس کے کھانے سے تم مر جاؤ گے جب وہ درخت عقل کے دینے اور دائمی زندگی کے بخشنے والا تھا۔ تو اس کے پھل کھانے سے کیوں منع کیا۔ اور اگر منع کیا۔ تو خدا جھوٹا اور بہکانے والا ٹھہرا۔ کیونکہ اس درخت کے پھل انسان کو علم اور سکھ کے دینے والے تھے۔ لاعلمی اور موت کے دینے والے نہیں تھے۔ جب خدا نے پھل کھانے سے منع کیا۔ تو اس درخت کو کیوں پیدا کیا تھا؟ اگر اپنے لئے کیا۔ تو کیا آپ لاعلم اور موت کی خاصیت رکھنے والا تھا؟ اگر دُوسروں کے لئے پیدا کیا۔ تو پھل کھانے سے کچھ بھی قصور نہ ہوا۔ اور آج کل کوئی بھی درخت علم دینے والا اور موت سے بچانے والا دیکھنے میں نہیں آتا۔ کیا خدا نے اس کا تخم ہی نیست و نابود کر دیا ہے؟ اگر ایسی باتوں کے کرنے والا انسان فریبی اور مکار ہوتا ہے۔ تو خدا ویسا کیوں نہیں ہوا؟ اور جن تینوں کو لعنت دی۔ وہ بلاقصور تھے۔ تو پھر کیا وہ خدا غیر منصف نہ ہوا؟ اور یہ لعنت خدا پر ہونی چاہیئے تھی۔ کیونکہ اس نے جھوٹ بولا۔ اور ان کو بہکایا۔ یہ فلاسفی تو دیکھو۔ کیا بغیر درد کے وضع حمل ہو سکتا اور بچہ پیدا ہو سکتا تھا؟ اور بغیر محنت کے کوئی اپنی روزی کما سکتا ہے؟ کیا پہلے کانٹے دار درخت نہ تھے؟ اور جب کہ خدا کے حکم سے سب آدمیوں کے واسطے نباتات کا کھانا لازم ہے۔ تو دوسرے مقام پر بائیبل میں گوشت کا کھانا لکھا ہے۔ وہ (تحریر) جھوٹی کیوں نہیں۔ اور اگر وہ (تحریر) سچی ہے۔ تو یہ جھوٹی ہے جب آدم کا کچھ بھی قصور ثابت نہیں ہوتا۔ تو عیسائی لوگ کیوں بنی نوع انسان کو آدم کی اولاد ہونے کی وجہ سے گنہگار ٹھہراتے ہیں؟ بھلا ایسی کتاب اور ایسے خدا کو عقلمند تسلیم کر سکتے ہیں؟ (۷)

(۸) "اور خداوند خدا نے کہا۔ دیکھو انسان نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا۔ اور اب ایسا نہ ہو۔ کہ اپنا ہاتھ بڑھاوے۔ اور زندگی کے درخت سے بھی کچھ لیوے۔ اور کھاوے اور ہمیشہ جیتا رہے۔ چنانچہ اس نے آدم کو نکال دیا۔ اور باغ عدن کے پورب کی طرف کروبیوں کو چمکتی تلوار کے ساتھ جو چاروں طرف پھرتی تھی۔ مقرر کیا۔ کہ زندگی کے درخت کی راہ کی نگہبانی کریں" (باب ۳۔ آیت ۲۲ و ۲۴)

محقق - بھلا خدا کو ایسا حسد کیوں پیدا ہوا؟ اور ایسا شک کیوں گذرا کہ وہ علم میں ہمارے برابر ہو گیا کیا یہ بُری بات ہوئی؟ یہ شک ہی کیوں گذرا؟ جب کہ خدا کے برابر کبھی کوئی نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس تحریر سے یہ بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ کہ وہ خدا نہیں تھا۔ بلکہ کوئی خاص آدمی تھا۔ بائیبل میں جہاں خدا کا ذکر آتا ہے۔ وہ انسان کے ذکر کے مانند ہی پایا جاتا ہے۔ اب دیکھئے آدم کے علم کی ترقی پر خدا کو کتنا دکھ (رنج) ہوا۔ مزید برآں دائمی زندگی کے درخت کے پھل کھانے پر (خدا نے) کتنا حسد کیا۔ اوّل ہی جب اس

کو باغ میں رکھا تب اس کو آئندہ کا علم نہیں تھا۔ کہ اس کو پھر نکالنا پڑے گا۔ اس لئے بائیبلی خدا علیم کل نہیں تھا۔ اور جو چمکتی ہوئی تلوار کا پہرہ مقرر کیا۔ یہ بھی انسان کا کام ہے۔ خدا کا نہیں۔ (۸)

(۹) "چند روز کے بعد یوں ہوا۔ کہ قائن اپنے کھیت کی پیداوار میں سے خداوند کے واسطے نذر لایا۔ اور ہابل بھی اپنی پہلوٹھی اور موٹی بھیڑ بکریوں میں سے لایا۔ اور خداوند نے ہابل کو اور اس کی نذر کو قبول کیا۔ پر قائن اور اس کی نذر کو قبول نہ کیا۔ اس لئے قائن نہایت غصہ اور ترشرو ہوا۔ اور خداوند نے قائن سے کہا۔ تجھے کیوں غصہ آیا۔ اور اپنا منہ کیوں بگاڑا؟" (پیدائش باب ۴۔ آیت ۳ تا ۶)

محقق۔ اگر خدا گوشت خور نہ ہوتا۔ تو بھیڑ کی نذر نہ لیتا۔ اور ہابل کی عزت اور قائن اور اس کی نذر کی بےقدری کیوں کرتا۔ اور ایسا جھگڑا برپا کرنے کا موجب اور ہابل کی موت کا باعث بھی خدا ہی ہوا۔ اور جس طرح باہم آدمی ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہیں۔ ویسے ہی انجیلی خدا کہتا ہے۔ باغ میں آنا جانا اور اس کا بنانا بھی آدمیوں کا کام ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ یہ بائیبل انسان کی بنائی ہوئی ہے۔ خدا کی نہیں۔ (۹)

(۱۰) "تب خداوند نے قائن سے کہا۔ کہ تیرا بھائی ہابل کہاں ہے؟ وہ بولا۔ میں نہیں جانتا۔ کیا میں اپنے بھائی کا نگہبان ہوں؟ پھر اس نے کہا۔ کہ تو نے کیا کیا۔ تیرے بھائی کا خون زمین سے مجھ کو پکارتا ہے۔ اور اب تو زمین سے لعنتی ہوا۔" (پیدائش باب ۴۔ آیت ۹-۱۰-۱۱)

محقق۔ کیا خدا قائن سے دریافت کئے بغیر ہابل کا حال نہیں جانتا تھا؟ اور کیا کبھی خون زمین سے کسی کو پکار سکتا ہے؟ یہ سب باتیں بےعلموں کی ہیں۔ اس لئے یہ کتاب نہ خدا اور نہ عالم کی بنائی ہوئی ہو سکتی ہے۔ (۱۰)

(۱۱) "اور متوسلح کی پیدائش کے بعد حنوک تین سو برس خدا کے ساتھ ساتھ چلا تھا۔" پیدائش ۵/۲۲

محقق۔ بھلا اگر بائیبلی خدا انسان نہ ہوتا۔ تو حنوک اس کے ساتھ ساتھ کیوں چلتا؟ اس لئے جو وید میں کہا گیا ہے۔ کہ ایشور غیر مجسم و بےشکل ہے۔ اسی کو عیسائی خدا مانیں۔ تو ان کی بہتری ہو۔ (۱۱)

(۱۲) "اور ان سے بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ تو خدا کے بیٹوں نے آدمیوں کی بیٹیوں کو دیکھا۔ کہ وہ خوبصورت ہیں۔ اور ان سبھوں میں سے جسے جو پسند آئیں۔ اپنے لئے جورو دار لیں۔ ان دنوں میں زمین پر (دیو اور جن) جبار تھے۔ اور بعد اس کے بھی کہ خدا کے بیٹے آدمیوں کی بیٹیوں کے پاس گئے۔ تو ان سے لڑکے پیدا ہوئے۔ یہ وہ زبردست تھے۔ جو قدیم سے نامور اشخاص تھے۔ اور خداوند نے دیکھا۔ کہ زمین پر انسان کی بدی بہت بڑھ گئی ہے۔ اور اس کے دلی فکر و خیال روز بروز صرف بد ہی ہوتے ہیں۔ تب خداوند زمین پر انسان کو پیدا کرنے سے پچھتایا۔ اور نہایت دلگیر ہوا۔ اور خداوند نے کہا۔ کہ انسان کو جسے میں نے پیدا کیا۔ روئے زمین پر سے مٹا ڈالوں گا۔ انسان کو اور حیوان کو بھی اور کیڑے مکوڑے اور آسمان کے پرندوں تک کو بھی۔ کیونکہ میں ان کے بنانے سے پچھتاتا ہوں۔" (پیدائش باب ششم۔ آیت ۱ تا ۷)

محقق۔ عیسائیوں سے پوچھنا چاہیے۔ کہ خدا کے بیٹے، خدا کی جورو، ساس، سسر، سالا اور رشتہ دار

کون ہیں؟ کیونکہ اب تو آدمیوں کی لڑکیوں کے ساتھ شادی ہونے سے خدا ان کا سمبندھی (رشتہ دار) بن گیا اور ان سے جو پیدا ہوئے۔ وہ بیٹے اور پوتے ہوئے۔ کیا ایسی بات خدا کی' اس کے کلام کی ہو سکتی ہے؟ (بلکہ اس سے تو) یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ ان جنگلی آدمیوں کی یہ تصنیف ہے۔ خدا کی نہیں۔ جو علیم کل نہ ہو اور نہ آئندہ کی بات جانے۔ وہ انسان ہے۔ کیا جب دنیا پیدا کی تھی۔ تب ایسا نہیں جانتا تھا۔ کہ آئندہ آدمی بدکار ہوں گے؟ اور پچھتانا' دلگیر ہونا' بھول سے کام کر کے بعد ازاں پچھتانا؛ اس قسم کی باتیں انجیلی خدا پر ہی عاید ہو سکتی ہیں۔ انجیلی خدا پورا عالم اور یوگی بھی نہیں تھا۔ ورنہ شانتی اور وگیان (علم معرفت) کے ذریعہ غم سے علیحدہ ہو سکتا تھا۔ بھلا کیا چرند پرند بھی بدکار ہو گئے؟ اگر وہ خدا علیم کل ہوتا۔ تو ایسا دکھی کیوں ہوتا؟ پس ثابت ہوا۔ کہ نہ وہ خدا ہے۔ نہ یہ خدا کا کلام ہو سکتا ہے جیسا وید میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ ایشور سب گناہ' رنج و تکلیف' غم وغیرہ سے مبرا اور مست مطلق' علیم مطلق' راحت مطلق ہے۔ اس کو اگر عیسائی لوگ مانتے۔ یا اب بھی مانیں۔ تو اپنی انسانی زندگی کا مقصد پورا کر سکیں۔ (۱۲)

(۱۳) "اس (کشتی) کی لمبائی تین سو ہاتھ اور اس کی چوڑائی پچاس ہاتھ اور اس کی اونچائی تیس ہاتھ کی ہو۔ تو کشتی میں جائے گا۔ اور تیرے بیٹے اور تیری جورو اور تیرے بیٹوں کی جوروئیں تیرے ساتھ اور سب جانوروں میں سے ہر جنس کے دو دو اپنے ساتھ کشتی میں لے۔ کہ وہ بچ رہیں۔ چاہیئے کہ وہ نر اور مادہ ہوں۔ اور پرندوں میں سے ہر ایک جنس کے اور چرندوں میں سے ہر ایک جنس کے اور زمین کے سارے رینگنے والے جانوروں میں سے ہر ایک جنس کے دو دو۔ ان سب میں سے تیرے پاس اپنی اپنی جان بچانے آویں۔ اور تو اپنے پاس ہر طرح کی خوراک کی چیزیں جو کھانے میں آتی ہیں لیکر اپنے پاس جمع کر رکھ۔ وہ تیری اور ان کی خوراک ہو گی۔ اور نوح نے ایسا ہی کیا۔"

(پیدائش باب ششم آیت ۱۵-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲)

محقق۔ بھلا کوئی بھی عالم ایسی علم کے خلاف ناممکن باتوں کے کہنے والے کو خدا مان سکتا ہے۔ کیونکہ اتنی لمبی چوڑی اونچی کشتی میں ہاتھی ہتھنی۔ اونٹ اونٹنی وغیرہ کروڑہا جانداروں اور ان کے کھانے پینے کی چیزیں معہ کل خاندانوں کے سما سکتی ہیں؟ ظاہر ہے۔ کہ یہ انسان کی بنائی ہوئی کتاب ہے۔ اور جس نے یہ باتیں تحریر کی ہیں۔ وہ عالم بھی نہ تھا۔" (۱۳)

(۱۴) "تب نوح نے خداوند کے لئے ایک ویدی بنائی۔ اور سارے پاک چرندوں اور پاک پرندوں میں سے لے کر اس مذبح پر سوختنی قربانیاں چڑھائیں۔ اور خداوند نے خوشنودی کی بو سونگھی۔ اور خداوند نے اپنے دل میں کہا۔ کہ انسان کے لئے میں زمین کو پھر کبھی لعنت نہ کروں گا۔ اس لئے کہ انسان کے دل کا خیال لڑکپن سے برا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے کیا ہے۔ سارے جانداروں کو نہ ماروں گا۔"

(باب ہشتم۔ آیت ۲۰-۲۱)

محقق۔ ویدی کے بنانے اور ہوم کرنے کا ذکر ہونے سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ باتیں ویدوں سے بائبل میں گئی ہیں۔ کیا خدا کا ناک بھی ہے۔ کہ جس سے اس نے خوشبو سونگھی؟ کیا انجیلی خدا انسان کی طرح کم عقل

نہیں ہے۔ کہ کبھی لعنت کرتا ہے اور کبھی پچھتاتا ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ لعنت نہ کروں گا۔ (جب) پہلے لعنت کی تھی۔ تو پھر بھی کرے گا۔ پہلے سب کو مار ڈالا۔ اور اب کہتا ہے کہ کبھی نہ ماروں گا۔ یہ باتیں سب لڑکوں کی سی ہیں۔ خدا کی نہیں اور نہ کسی عالم کی۔ کیونکہ عالم کا قول اور ارادہ پختہ ہوتا ہے۔ (۱۴)

(۱۵) "خدا نے نوح اور اس کے بیٹوں کو برکت دی۔ اور انہیں کہا۔ کہ سب جیتے جیتے جانور تمہارے کھانے کے واسطے ہیں۔ میں نے ان سب کو نباتات کی مانند تمہیں دیا۔ مگر تم گوشت کو لہو کے ساتھ کہ اس کی جان ہے مت کھانا۔" (پیدائش باب ۹ آیت ۱-۳-۴)

محقق۔ کیا ایک کی جان کو تکلیف دے کر دوسروں کو آرام پہنچانے سے بائیبل کا خدا بے رحم ثابت نہیں ہوتا؟ اگر والدین ایک لڑکے کو مروا کر دوسرے کو کھلا دیویں۔ تو کیا وہ سخت گنہگار نہ ہوں گے؟ اسی طرح کی یہ بات ہے۔ کیونکہ خدا کے نزدیک سب جاندار اس کے بیٹوں کی مانند ہیں۔ ایسا نہ ہونے سے انجیلی خدا مثل قصاب کے کام کرتا ہے۔ اور اگر سب انسانوں کو ایذا رساں بھی اسی نے بنایا ہے تو پھر انجیلی خدا بے رحم ہونے کی وجہ سے گنہگار کیوں نہیں؟ (۱۵)

(۱۶) "اور تمام زمین پر ایک ہی زبان اور ایک ہی بولی تھی۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ آؤ ہم اپنے واسطے ایک شہر بناویں اور ایک برج جس کی چوٹی آسمان تک پہنچے۔ اور یہاں اپنا نام کریں۔ ایسا نہ ہو کہ تمام روئے زمین پر پریشان ہو جاویں۔ اور خداوند اس شہر اور برج کو جسے بنی آدم بناتے تھے۔ دیکھنے نیچے اترا اور خداوند نے کہا۔ دیکھو یہ لوگ ایک ہی ہیں۔ اور ان سب کی ایک ہی بولی ہے۔ اب وہ یہ کرنے لگے سو یہ جس کام کا ارادہ رکھیں گے۔ اس سے نہ رک سکیں گے۔ آؤ ہم اتریں۔ اور ان کی بولی میں اختلاف ڈالیں۔ تاکہ وہ ایک دوسرے کی بات نہ سمجھیں۔ تب خدا نے ان کو وہاں سے تمام روئے زمین پر پراگندہ کیا۔ سو وہ اس شہر کے بنانے سے باز رہے۔" (باب ۱۱۔ آیت ۱ و ۴ تا ۸)

محقق۔ جب تمام روئے زمین پر ایک ہی بولی بولی جاتی ہوگی۔ تب تمام لوگوں کو باہم نہایت خوشی حاصل ہوتی ہوگی۔ لیکن کیا کیا جائے۔ کہ انجیلی حاسد خدا نے سب کی زبان خلط ملط کر کے سب کا ستیاناش کر دیا۔ اس نے یہ بڑا گناہ کیا۔ کیا یہ شیطان کے کام سے بھی برا کام نہیں ہے۔ اور اس سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ بائیبلی خدا کوہ سینا وغیرہ پر رہتا تھا۔ اور انسان کی ترقی کا بھی خواہاں نہیں تھا۔ بے علم کے سوائے بھلا ایسی باتیں کون کر سکتا ہے؟ پھر یہ کتاب کیونکر خدا کا کلام ہو سکتی ہے؟ (۱۶)

(۱۷) "تو اس نے اپنی جورو سری کو کہا۔ کہ دیکھ میں جانتا ہوں۔ کہ تو دیکھنے میں خوبصورت عورت ہے اور یوں ہوگا۔ کہ مصری تجھے دیکھ کے کہیں گے۔ کہ یہ اس کی جورو ہے۔ سو مجھ کو مار ڈالیں گے۔ اور تجھے جیتا رکھیں گے۔ تو کہیو۔ کہ میں اس کی بہن ہوں۔ تاکہ تیرے سبب سے میری خیر ہو۔ اور میری جان تیرے وسیلے سے سلامت رہے۔" (باب ۱۲۔ آیت ۱۱ و ۱۲ و ۱۳)

محقق۔ دیکھئے۔ ابراہیم عیسائیوں اور مسلمانوں کا بڑا مشہور پیغمبر ہے۔ کیا اس کے اعمال دروغ گوئی وغیرہ برے نہیں؟ بھلا جن کے ایسے پیغمبر ہوں۔ ان کو علم اور بہبودی کا راستہ کیونکر مل سکتا ہے؟ (۱۷)

(۱۸) "پھر خدا نے ابراہیم سے کہا۔ کہ تیرے بعد تیری نسل پشت در پشت میرے عہد کو نگاہ رکھیں۔ اور میرا عہد جو میرے اور تمہارے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے۔ جسے تم یاد رکھو سو یہ ہے۔ تم میں سے ہر ایک کے بیٹے کا ختنہ کیا جائے۔ اور تم اپنے بدن کی کھال کا ختنہ کرو۔ اور یہ اس عہد کا نشان ہوگا جو میرے اور تمہارے درمیان ہے۔ تمہاری پشت در پشت ہر لڑکے کا جب وہ آٹھ روز کا ہو ختنہ کیا جائے گا۔ خواہ گھر کا پیدا ہوا ہو۔ خواہ پردیسی سے خرید ا ہو۔ جو تیری نسل نہیں لازم ہے کہ تیری خانہ زاد اور تیرے زر خرید کا ختنہ کیا جائے۔ اور میرا عہد تمہارے جسموں میں ہمیشہ کے لئے عہد ہوگا اور غیر مختون فرزند نرینہ جس کا ختنہ نہیں ہوا وہی شخص اپنے لوگوں میں سے کٹ جائے۔ کہ اس نے میرا عہد توڑا۔" (باب ۱۷۔ آیت ۹ تا ۱۴)

محقق ۔ دیکھئے۔ خدا کا الٹا حکم۔ اگر ختنہ کرنا خدا کو منظور ہوتا۔ تو ابتدائے عالم میں اس چمڑے کو پیدا ہی کرتا اور یہ بغرض حفاظت بنایا گیا ہے۔ جیسے کہ آنکھ کی پلک ہے۔ چونکہ وہ جائے پوشیدہ نہایت نازک ہے اس لئے اگر اس پر چمڑا نہ ہو۔ تو ایک چیونٹی کے کاٹنے اور قدرے چوٹ لگنے سے بہت تکلیف ہو۔ اور پیشاب کرنے کے بعد پیشاب کی بوند کپڑوں پر نہ لگے وغیرہ باتوں کے لحاظ سے یہ ختنہ کرنا برا ہے۔ اور اب عیسائی لوگ اس حکم کی تعمیل کیوں نہیں کرتے؟ یہ حکم ہمیشہ کے لئے ہے اس کی تعمیل نہ کرنے سے عیسیٰ کی شہادت کہ قانون کی کتاب کا ایک نقطہ بھی جھوٹا نہیں۔ جھوٹی ہو گئی۔ اس پر عیسائی لوگ کچھ بھی غور نہیں کرتے۔ (۱۸)

(۱۹) "جب (خدا) ابراہیم سے باتیں کر چکا۔ تب خدا اس کے پاس سے اوپر گیا۔" (باب ۱۷۔ آیت ۲۲)

محقق ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ خدا مثل انسان یا پرند کے تھا۔ کہ اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر آتا جاتا تھا۔ یا وہ کوئی شعبدہ باز آدمی کی مانند ہوگا۔ (۱۹)

(۲۰) "پھر خداوند ممرے کے بلوطوں میں اسے نظر آیا۔ اور وہ دن کو گرمی کے وقت اپنے خیمے کے دروازے پر بیٹھا تھا۔ اور اس نے اپنی آنکھیں اٹھا کے نظر کی۔ اور کیا دیکھا۔ کہ تین مرد اس کے پاس کھڑے ہیں۔ وہ انہیں دیکھ کر خیمے کے دروازے سے ان کے ملنے کو دوڑا۔ اور زمین تک اس کے آگے جھکا۔ اور بولا۔ کہ اے خداوند! اگر مجھ پر تیری مہربانی ہے۔ تو اپنے بندہ کے پاس سے کہیں چلے نہ جایئے۔ کہ تھوڑا سا پانی لایا جائے۔ اور آپ اپنے پاؤں دھو کر اس درخت کے نیچے آرام کیجئے۔ میں تھوڑی روٹی لاتا ہوں۔ تازہ دم ہو جیئے۔ بعد اس کے آگے جایئے گا۔ کیونکہ آپ اسی لئے اپنے بندے کے یہاں آئے ہیں۔ تب انہوں نے کہا۔ کہ یونہی کر جیسا کہ تو نے کہا۔ اور ابراہیم خیمہ میں سارہ کے پاس دوڑا گیا۔ اور کہا۔ تین پیمانہ عمدہ آٹا لے کے جلد گوندھ کے پھلکے پکا۔ اور ابراہیم گلہ کی طرف دوڑا۔ اور ایک موٹا تازہ بچھڑا لا کر ایک جوان کو دیا۔ اور اس نے جلد اسے تیار کیا۔ پھر اس نے گھی دودھ اور اس بچھڑا کو جو اس نے پکوایا تھا۔ لیکے ان کے سامنے رکھا۔ اور آپ ان کے سامنے درخت کے نیچے کھڑا رہا۔ اور انہوں نے کھایا۔" (باب ۱۸۔ آیت ۱ سے ۸ تک)

محقق۔ صاحبان! دیکھئے۔ جن کا خدا بچھڑے کا گوشت کھائے۔ تو وہ خود اس کی پرستش کرنے والے گائے بچھڑے وغیرہ جانوروں کو کیونکر چھوڑ سکتے ہیں؟ جس کو کچھ رحم نہ ہو۔ اور گوشت کھانے کے لئے بے چین رہے۔ وہ بجز قصاب کے کبھی خدا ہو سکتا ہے؟ اور خدا کے ساتھ دو آدمی نامعلوم کون تھے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جنگلی آدمیوں کا ایک گروہ ہوگا۔ اور جو ان کا سردار تھا۔ اس کا نام بائیبل نے خدا رکھا ہے۔ انہیں باتوں کی وجہ سے عقلمند لوگ ان کی کتاب کو خدا کی بنائی ہوئی نہیں مان سکتے اور نہ ایسے خدا کو سچا سمجھتے ہیں۔ (۲۰)

(۲۱) "پھر خداوند نے ابراہیم سے کہا۔ کہ سرہ یہ کہہ کر کیوں ہنسی۔ کہ میں تو بڑھیا ہو گئی ہوں۔ کیا سچ مچ اولاد جنوں گی۔ کیا خدا کے نزدیک کوئی بات مشکل ہے؟" (باب ۱۸۔ آیت ۱۳-۱۴)

محقق۔ اب دیکھئے۔ انجیلی خدا کا تماشہ۔ کہ لڑکوں یا عورتوں کی مانند چڑتا یا طعن دیتا ہے۔ (۲۱)

(۲۲) "تب خداوند نے سدوم اور عمورہ پر گندھک اور آگ خداوند کی طرف سے آسمان پر سے برسائی۔ اس نے ان شہروں کو اور اس سارے میدان کو اور ان شہروں کے سب رہنے والوں کو اور جو کچھ زمین پر اگتا تھا۔ الٹ دیا۔" (باب ۱۹۔ آیت ۲۴-۲۵)

محقق۔ اب یہ بھی تماشہ بائیبل کے خدا کا دیکھئے۔ کہ جس کو بچوں وغیرہ پر بھی رحم نہ آیا۔ کیا وہ سب ہی گنہگار تھے؟ کہ انہیں زمین پر الٹ کر دبا مارا؟ یہ بات انصاف، رحم اور دانائی سے بعید ہے۔ جن کا خدا ایسے کام کرتا ہے۔ اس کے عابد کیوں نہ کریں گے؟ (۲۲)

(۲۳) "آؤ ہم اپنے باپ کو مے (شراب) پلاویں۔ اور اس سے ہمبستر ہوویں۔ تاکہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں سو انہوں نے اسی رات اپنے باپ کو شراب پلائی۔ اور پلوٹھی اندر گئی۔ اور اپنے باپ سے ہمبستر ہوئی۔ اور آج رات بھی اس کو شراب پلاویں۔ اور تو بھی اس سے جا کہ ہمبستر ہو۔ سو لوط کی دونوں بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں۔" (پیدائش باب ۱۹۔ آیت ۳۲-۳۳-۳۴-۳۵-۳۶)

محقق۔ دیکھئے۔ باپ بیٹی بھی جس شراب نوشی کے نشہ میں بدفعلی کرنے سے نہ بچ سکے۔ اس شراب خانہ خراب کو جو عیسائی وغیرہ پیتے ہیں۔ تو ان کی خرابی کا کیا ٹھکانا ہے۔ اس لئے شریف آدمیوں کو شراب نوشی کا نام بھی نہ لینا چاہیئے۔ (۲۳)

(۲۴) "اور خداوند نے جیسا کہ اس نے فرمایا تھا۔ سرہ پر نظر کی۔ اور خداوند نے جیسا کہ کہا تھا سرہ کے لئے کیا۔ چنانچہ سرہ حاملہ ہوئی۔" (باب ۲۱۔ آیت ۱-۲)

محقق۔ غور کیجئے۔ کہ سرہ ملاقات ہوتے ہی کیسے حاملہ ہو گئی؟ اس میں کچھ راز ہے۔ کیا سوائے خدا اور سرہ کے تیسرا کوئی حمل ٹھہرنے کا ذریعہ موجود تھا؟ ایسا ظاہر ہوتا ہے۔ کہ سرہ اس خدا کی عنایت سے حاملہ ہوئی (۲۴)

(۲۵) "تب ابراہیم نے صبح سویرے اٹھ کر روٹی اور پانی کی ایک مشک لی۔ اور ہاجرہ کے کندھے پر اس کو دھر دیا۔ اور لڑکے کو بھی اس کو سونپ کر اسے رخصت کیا۔ وہ روانہ ہوئی۔ تب اس نے لڑکے کو ایک جھاڑی کے نیچے ڈال دیا۔ اور آپ سامنے بیٹھی اور چلا چلا کر روئی۔ تب خداوند نے اس لڑکے

کی آواز سُنی۔" (باب ۲۱۔ آیت ۱۴ تا ۱۷)

محقق۔ اب دیکھئے انجیلی خدا کا تماشہ۔ کہ پہلے تو سرہ کی طرفداری کر کے ہاجرہ کو وہاں سے نکلوا دیا۔ اور وہ چلا چلا کر رو دی۔ اور پھر ہاجرہ اور اس کے لڑکے کی آواز سُنی۔ یہ کیسی اُلٹی باتیں ہیں خدا کو شک گذرا ہوگا۔ کہ یہ بچہ ہی روتا ہے۔ سوائے ایک معمولی آدمی کی باتوں کے کیا یہ خدا کا کلام کبھی ہو سکتا ہے؟ اس کتاب میں چند ایک سچی باتوں کے سوائے باقی تمام غلط باتیں بھری ہوئی ہیں۔ (۲۵)

(۲۶) "اِن باتوں کے بعد یُوں ہُوا۔ کہ خدا نے ابراہیم کو آزمایا۔ اور اسے کہا۔ 'اے ابراہیم!......
تو اپنے بیٹے، ہاں اکلوتے بیٹے جسے تو پیار کرتا ہے۔ اسحاق کو لے۔ اسے سوختنی قربانی کے لئے چڑھا...
اور اُس نے اپنے بیٹے اسحاق کو باندھا۔ اور اسے قربانگاہ میں لکڑی کے اوپر دھر دیا۔ اور ابراہیم نے
اپنا ہاتھ بڑھا کر چھری لی۔ کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے۔ تب خداوند کے فرشتے نے اسے آسمان سے پکارا
کہ اے ابراہیم! اے ابراہیم!! وہ بولا۔ میں حاضر ہوں۔ پھر اس نے کہا۔ تو اپنا ہاتھ لڑکے پر مت
بڑھا۔ اور اسے کچھ مت کر۔ کہ اب میں نے جانا۔ تو خدا سے ڈرتا ہے۔" (باب ۲۲۔ آیت ۱۔۲۔۹ تا ۱۱)

محقق۔ اب یہ صاف ظاہر ہو گیا۔ کہ بائیبل کا خدا محدود العقل ہے۔ علیم کل نہیں۔ اور ابراہیم بھی ایک سادہ لوح آدمی تھا۔ نہیں تو ایسی حرکت کیوں کرتا۔ اور اگر بائیبل کا خدا علیم کل ہوتا۔ تو اس کے آئندہ اعتقاد کو بھی ہمہ دانی سے جان لیتا۔ اس سے تحقیق ہوتا ہے۔ کہ بائیبلی خدا ہمہ دان نہیں ہے۔ (۲۶)

(۲۷) "ہماری قبرگاہوں میں سے سب سے اچھی قبرگاہ میں اپنے مُردہ کو گاڑ۔" (باب ۲۳۔ آیت ۶)

محقق۔ مُردے دفن کرنے سے دنیا کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔ کیونکہ وہ سڑ کر ہوا کو بدبو دار کر دیتے ہیں۔ اور اس سے بیماری پھیلتی ہے۔

سوال۔ دیکھو! جس سے محبت ہو۔ اسے جلانا اچھا نہیں۔ اور دفنانا تو گویا اس کو سُلا دینا ہے اس لئے مُردے دفن کرنے چاہئیں۔

جواب۔ اگر مُردے سے محبت کرتے ہو۔ تو اپنے گھر میں ہی کیوں نہیں رکھ لیتے۔ اور دفن بھی کیوں کرتے ہو؟ جس روح سے محبت تھی۔ وہ تو نکل گئی۔ اب بدبو دار مٹی سے کیا محبت؟ اور اگر محبت کرتے ہو۔ تو زمین میں کیوں دفن کرتے ہو؟ کیونکہ کوئی کسی سے کہے۔ کہ تجھے زمین میں گاڑ دیویں۔ تو وہ سن کر ہرگز خوش نہ ہوگا۔ اُس کے منہ۔ آنکھ اور جسم پر خاک، ڈھول، پتھر، اینٹ، چونہ ڈالنا چھاتی پر پتھر رکھنا کونسی محبت کی بات ہے؟ اور صندوق میں ڈال کر دفن کرنے سے زیادہ بدبو پیدا ہوتی ہے۔ جو کہ زمین سے نکل کر ہوا کو گندہ اور کثیف کر کے سخت بیماریاں پیدا کرتی ہے۔

دوم یہ کہ ایک مُردہ کے لئے کم از کم چھ ہاتھ لمبی اور چار ہاتھ چوڑی زمین درکار ہے۔ اِس حساب سے سو، ہزار، لاکھ، یا کروڑ آدمیوں کے لئے کس قدر زمین بے فائدہ رُک جاتی ہے۔ نہ وہ کھیت، نہ باغیچہ اور نہ آبادی کے کام آسکتی ہے اِس لئے مُردے کا دفن کرنا سب سے بُرا ہے۔ مُردہ کو پانی

میں بہا دینا اُس کی نسبت کچھ کم بُرا ہے۔ کیونکہ اُسے دریائی جانور اُسی وقت چیر پھاڑ کر کھا جاتے ہیں
مگر جو ہڈی یا فضلہ پانی میں رہ جاتا ہے۔ وہ سڑ کر جہان کو نقصان پہنچاتا ہے۔ مُردہ کو جنگل میں چھوڑ
آنا اس کی نسبت کچھ خراب ہے۔ کیونکہ اس کو گوشت خور حیوان وغیرہ نوچ کر کھا جائیں گے۔ تاہم اس
کی ہڈیوں کی رطوبت و غلاظت سڑ کر جس قدر بدبو پھیلائے گی۔ اُسی قدر دُنیا کو نقصان پہنچے گا۔
اور مُردہ جلا دینا تو سب سے بہتر ہے۔ کیونکہ سب اشیاء ذرہ ذرہ ہو کر ہوا میں منتشر ہو جاتی ہیں۔

سوال۔ جلانے سے بھی بدبو پھیلتی ہے۔

جواب۔ اگر بے قاعدہ جلا دیں۔ تو تھوڑی سی پھیلتی ہے۔ لیکن دفن کرنے وغیرہ سے بہت کم۔ اور
باقاعدہ جیسا کہ وید میں لکھا ہے۔ مُردہ جلائیں۔ تو کچھ نقصان نہیں ہوتا۔ مُردہ کے لئے تین ہاتھ گہری
اور ساڑھے تین ہاتھ چوڑی۔ پانچ ہاتھ لمبی ویدی جس کی سطح ڈیڑھ بالشت ڈھلوان ہو کھودنی چاہیئے
جسم کے وزن کے برابر گھی بھی لینا چاہیئے۔ اور فی سیر گھی میں ایک رتی کستوری اور ایک ماشہ کیسر ڈالنا
چاہیئے۔ کم از کم آدھ من صندل ڈالے۔ زیادہ جس قدر چاہے ہو۔ اگر تگر۔ کافور وغیرہ اور پلاش
(ڈھاک) وغیرہ کی لکڑیاں ویدی جمانی چاہیئیں۔ اور اس پر مُردہ رکھ کر چاروں طرف ویدی کے
اوپر منہ کی طرف سے ایک ایک بالشت تک بھر کر مُردہ کو گھی وغیرہ کی آہوتی دے کر جلانا چاہیئے۔ اگر
اس طرح مُردہ جلایا جائے۔ تو بالکل بدبو نہ پھیلے
اسی (عمل)[۱] کا نام انتیشٹی۔ نرمیدھ اور پرش میدھ رکھا گیا ہے۔ اگر کوئی شخص مفلس ہو۔ تو وہ
بھی بیس سیر سے کم گھی چتا میں نہ ڈالے۔ خواہ وہ گھی مانگے یا اہل برادری یا سرکار سے کیوں نہ حاصل
کرے۔ مُردہ اسی طرح باقاعدہ جلانا چاہیئے۔ اگر گھی وغیرہ نہ مل سکے۔ تو بھی دفن کرنے (پانی میں بہا دینے
یا جنگل میں چھوڑ آنے) کی بجائے صرف لکڑیوں سے ہی مُردہ جلائے (اس حالت میں یہی بہتر ہے۔
جلانے میں ایک یہ بھی فائدہ ہے۔ کہ ایک بسوہ بھر زمین یا ایک ویدی میں لاکھوں کروڑوں مُردے
جل سکتے ہیں۔ دفن کرنے کی حالت میں جتنی زمین خراب ہو جاتی ہے۔ اتنی جلانے کی حالت میں
نہیں ہوتی۔ اور قبر کے دیکھنے سے خوف بھی پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے دفن کرنا وغیرہ بالکل ممنوع ہے

(۲۸) "خداوند میرے خاوند ابراہیم کا خدا مبارک ہے۔ جس نے میرے خاوند کو اپنی رحمت اور اپنی
راستی سے خالی نہ چھوڑا۔ خداوند نے مجھے میرے خاوند کے بھائیوں کے گھر کی طرف راہ دکھائی"
(باب ۲۴۔ آیت ۲۷)

محقق۔ کیا وہ ابراہیم ہی کا خدا تھا۔ اور جس طرح آج کل بیگاری یا راہبر رہنمائی کرتے ہیں۔ ویسا ہی
خدا نے بھی کیا ہوگا۔ لیکن آج کل راستہ کیوں نہیں دکھاتا؟ اور آدمیوں سے باتیں کیوں نہیں کرتا؟
اس لئے ثابت ہوا۔ کہ ایسی باتیں خدا یا خدا کی کتاب کی کبھی نہیں ہو سکتیں بلکہ جنگلی آدمیوں کی ہیں

(۲۹) "یہ اسمٰعیل کے بیٹوں کے نام ہیں:۔ اسمٰعیل کا پلوٹھا نبیت اور قیدار اور ادبیل اور مبسام

۱ بعض لوگ اکثر مُردہ بچوں کو مسلمانوں کی طرح دفن کر دیتے ہیں۔ یہ بھی الم ہے۔ چھوٹے مرے ہوئے بچوں کو بھی باقاعدہ جلانا ہی چاہیئے۔ (مترجم)

اور مِسما اور دُومہ اور حدد اور تیمہ اور اطور اور نفیس اور قدمہ"۔ (باب ۲۵۔ آیت ۱۳ تا ۱۵)

محقق ۔ یہ اسمٰعیل ابراہیم کا بیٹا اس کی لونڈی ہاجرہ کے بطن سے تھا۔ (۲۹)

(۳۰) "میں تیرے باپ کے لئے ان سے لذیذ کھانا جیسا کہ وہ چاہتا ہے پکاؤں گی۔ اور تو اپنے باپ کے آگے لائیو۔ تاکہ وہ کھائے۔ اور اپنے مرنے سے پیشتر تجھے برکت بخشے۔ اور ربقہ نے اپنے بڑے لڑکے عیسو کی نفیس پوشاکیں جو گھر میں اس کے پاس تھیں لیں۔ اور اپنے چھوٹے بیٹے یعقوب کو پہنائیں۔ اور بکری کے بچوں کی کھال اس کے ہاتھوں اور اس کی گردن پر جہاں بال نہ تھے۔ لپیٹی یعقوب اپنے باپ سے بولا۔ کہ میں عیسو ہوں تیرا پلوٹھا بیٹا تو نے مجھ سے کہا۔ میں نے ویسا ہی کیا۔ اٹھ بیٹھئے اور میرے شکار میں سے کچھ کھائیے۔ تاکہ تو دل سے مجھے برکت بخشے"۔ (باب ۲۷۔ آیت ۹ و ۱۰۔ ۱۵ و ۱۶ و ۱۹)

محقق تعجب ہے۔ کہ جس جھوٹ اور مکر و فریب کی برکت سے اولیا اور پیغمبر بن جاتے ہیں جب ایسے عیسائیوں کے پیشوا ہوئے دین ہوں۔ تو ان کے مذہب میں کیوں نہ گڑبڑ مچے؟ (۳۰)

(۳۱) "اور یعقوب صبح سویرے اٹھا۔ اور اس پتھر کو جسے اس نے اپنا تکیہ کیا تھا۔ لے کر ستون کھڑا کیا۔ اور اس کے سرے پر تیل ڈالا۔ اس مقام کا نام بیت ایل رکھا۔ اور یہ پتھر جو میں نے ستون پر کھڑا کیا۔ خدا کا گھر ہوگا"۔ (باب ۲۸۔ آیت ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۲)

محقق۔ دیکھیے جنگلیوں کے کام! انہوں نے پتھر پوجے اور پجوائے۔ اسی مقام کو مسلمان لوگ "بیت المقدس" کہتے ہیں۔ کیا یہی پتھر خدا کا گھر ہے۔ صرف اسی پتھر میں خدا رہتا تھا؟ واہ جی واہ! کیا کہنا، عیسائی لوگو! سب سے بڑے بُت پرست تو تم ہی ہو۔ (۳۱)

(۳۲) "اور خدا نے راخل کو یاد کیا۔ اور خدا نے اس کی سُن کے رحم کو کھولا۔ اور وہ حاملہ ہوئی۔ اور بیٹا جنی۔ اور بولی کہ خدا نے مجھ سے مذامت کو دور کیا"۔ (باب ۳۰۔ آیت ۲۲۔ ۲۳)

محقق۔ واہ! انجیلی خدا! تو تو عجب ڈاکٹر ہے۔ عورتوں کے رحم کو کھولنے کو کون سے اوزار اور دوائیاں رکھتا تھا۔ کہ جن سے کھولا۔ یہ تمام باتیں اندھا دھند ہیں۔ (۳۲)

(۳۳) "پر خدا لابن ارامی کے خواب میں رات کو آیا۔ اور اسے کہا۔ کہ خبردار! تو یعقوب کو برا بھلا مت کہیو۔ کیونکہ تو اپنے باپ کے گھر کا بہت مشتاق ہے۔ لیکن کس واسطے تو میرے معبود کو چرا لیا ہے"۔ (باب ۳۱۔ آیت ۲۴۔ ۳۰)

محقق۔ یہ ہم نمونہ کے طور پر تحریر کرتے ہیں ہزاروں آدمیوں کو خواب میں آیا۔ ان کے ساتھ باتیں کیں بیداری میں بھی ملا۔ کھانا پینا آنا جانا رہا۔ اس قسم کی باتیں بائیبل میں لکھی ہیں۔ لیکن اب نہیں معلوم کہ وہ ہے یا نہیں؟ کیونکہ اب کسی کو خواب یا بیداری میں بھی خدا نہیں ملتا۔ اور یہ بھی واضح ہو۔ کہ جنگلی لوگ پتھر وغیرہ کے بتوں کو معبود مان کر پرستش کرتے تھے۔ صرف یہی نہیں۔ بلکہ انجیلی خدا بھی پتھر کو ہی معبود مانتا ہے۔ ورنہ معبودوں کو چرانا کیوں کہا۔ (۳۳)

(۳۴) "اور یعقوب اپنی راہ چلا گیا۔ اور خدا کے فرشتے اسے آملے۔ اور یعقوب نے انہیں دیکھ کر کہا

کہ یہ خدا کا لشکر ہے"۔ (باب ۳۲ - آیت ۱-۲)

محقق - اب انجیلی خدا کے انسان ہونے میں کچھ بھی شک نہیں رہا کیونکہ لشکر بھی رکھتا ہے۔ جب لشکر ہوا۔ تو ہتھیار بھی ہوں گے۔ اور اِدھر اُدھر چڑھائی کر کے جنگ بھی کرتا ہوگا۔ ورنہ لشکر کس مطلب کے لئے رکھتا ہے۔ (۳۴)

(۳۵) "اور یعقوب اکیلا رہ گیا۔ اور وہاں پو پھٹنے تک ایک شخص اس سے کشتی لڑا کیا جب اُس نے دیکھا۔ کہ وہ اس پر غالب ہوا۔ تو اس نے ران کو بھیتر سے چھوا۔ تب یعقوب کی ران کی نس اس کے ساتھ کشتی لڑنے میں چڑھ گئی۔ تب وہ بولا۔ کہ مجھے جانے دے کہ پو پھٹتی ہے۔ وہ بولا کہ میں تجھے جانے نہ دوں گا۔ تب تک تو مجھے برکت نہ دیوے۔ تب اس نے اس سے پوچھا۔ کہ تیرا نام کیا ہے؟ وہ بولا۔ کہ یعقوب! تب اس نے کہا۔ کہ تیرا نام آگے کو یعقوب نہیں۔ بلکہ اسرائیل ہوگا۔ کیونکہ تو نے خدا کے سامنے اور مخلوق کے سامنے راجہ کی طرح کشتی کا جنگ کیا۔ اور غالب ہوا۔ تب یعقوب نے پوچھا۔ اور کہا۔ کہ میں تیری منت کرتا ہوں۔ کہ اپنا نام بتائیے۔ وہ بولا۔ کہ میرا نام کیوں پوچھتا ہے اور اس نے اُسے وہاں برکت دی۔ اور یعقوب نے اس جگہ کا نام فنی ایل رکھا۔ اور کہا۔ کہ میں نے خدا کو روبرو دیکھا۔ اور میری جان بچ رہی ہے۔ اور جب وہ فنی ایل سے گذرتا تھا۔ تو آفتاب اُس پر طلوع ہوا۔ اور وہ اپنی ران سے لنگڑاتا تھا۔ اس سبب سے بنی اسرائیل اُس نس کو جو ران میں چڑھ گئی تھی۔ آج تک نہیں کھاتے۔ کیونکہ اُس نے یعقوب کی ران کی نس کو جو بھیتر وار سے چڑھ گئی تھی چھوا تھا"۔ (باب ۳۲ - آیت ۲۴ تا ۳۲)

محقق - جب بائیبلی خدا اکھاڑہ کا پہلوان ہے۔ تب ہی تو سرہ اور راخل پر بیٹا ہونے کی رحمت کی۔ بھلا کبھی ایسا خدا خدا ہو سکتا ہے؟ اور تماشہ دیکھئے۔ کہ ایک شخص اپنا نام پوچھے۔ تو دوسرا اپنا نام ہی نہ بتلاوے۔ اور خدا نے اُس کی نس چڑھا تو دی۔ اور جان بچا دی۔ لیکن اگر ڈاکٹر ہوتا۔ تو ران کی نس کو اچھا بھی کر دیتا۔ اور ایسے خدا کی عبادت سے جیسا کہ یعقوب لنگڑاتا رہا۔ ویسے ہی اور عابد بھی لنگڑاتے ہوں گے۔ جب تک کہ خدا کا جسم نہ ہو تب تک وہ کیونکر ظاہر نظر آسکتا۔ اور کشتی لڑ سکتا ہے؟ یہ صرف لڑکوں کا کھیل ہے۔ (۳۵)

(۳۶) "اور یہودا کا پلوٹھا خداوند کی نگاہ میں شریر تھا۔ سو خداوند نے اُسے مار ڈالا۔ تب یہودا نے اونان کو کہا۔ کہ اپنے بھائی کی جورو کے پاس جا۔ اور اپنی بھاوج کا حق ادا کر۔ اور اپنے بھائی کے لئے نسل چلا۔ لیکن اونان نے جانا۔ کہ یہ نسل میری نہ کہلائے گی۔ اور یوں ہوا۔ کہ جب وہ اپنے بھائی کی جورو کے پاس جاتا تھا۔ تو نُطفہ کو زمین پر ضائع کرتا تھا۔ اور اس کا یہ کام خداوند کی نظر میں بہت بُرا تھا۔ اس لئے اس نے اس کو بھی ہلاک کیا"۔ (باب ۳۸ - آیت ۷ تا ۱۰)

محقق - اب دیکھ لیجئے۔ یہ آدمیوں کے کام ہیں یا خدا کے۔ جب اس کے ساتھ نیوگ ہوا۔ تو اس کو کیوں مار ڈالا؟ اس کی عقل کو پاک کیوں نہیں کر دیا؟ اور یہ بات تحقیق ہو گئی۔ کہ پہلے ویدوکت نیوگ کا طریق سب ملکوں

میں جاری تھا

خروج کی کتاب

(۳۷) "جب موسیٰ بڑا ہوا۔ اور دیکھا۔ کہ مصری ایک عبرانی کو جو ایک اُس کے بھائیوں میں سے تھا۔ مار رہا ہے۔ پھر اُس نے اِدھر اُدھر نظر کی اور دیکھا۔ کہ کوئی نہیں۔ تب اس مصری کو مار ڈالا۔ اور ریت میں چھپا دیا۔ جب وہ دوسرے دن باہر گیا۔ تو کیا دیکھتا ہے۔ کہ دو عبرانی آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ تب اُس نے اُس کو جو ناحق پر تھا۔ کہا۔ کہ تو اپنے یار کو کیوں مارتا ہے؟ وہ بولا۔ کس نے تجھے ہم پر حاکم یا منصف مقرر کیا۔ آیا تو چاہتا ہے۔ کہ جس طرح تو نے اُس مصری کو مار ڈالا۔ مجھے بھی مار ڈالے۔ تب موسیٰ ڈرا۔ اور بھاگا۔" (باب ۲۔ آیت ۱۱ تا ۱۵)

محقق ۔ اب دیکھئے۔ بائیبل کے اعلیٰ ہادی مذہب موسیٰ کی خصلتیں۔ اُس کا چال چلن غصہ وغیرہ بد صفتوں والا اور انسانوں کو مارنے والا، اور چور کی مانند قانونِ سلطنت سے کترانے والا تھا۔ کیونکہ جب بات کو چھپاتا تھا۔ تو دروغ گو بھی ضرور ہوگا۔ ایسے شخص کو بھی خدا ملا۔ اور وہ پیغمبر بنا۔ اس نے یہودیوں کا مذہب جاری کیا جیسا موسیٰ آپ تھا۔ ویسا اس کا مذہب تھا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ عیسائیوں کے تمام ہادیان مذہب موسیٰ سے لے کر جنگلی حالت میں تھے۔ تعلیم یافتہ بالکل نہ تھے۔ وغیرہ۔ (۳۷)

(۳۸) "یہ فسح کا بچہ ذبح کرو۔ اور تم زوفے کی ایک مٹھی لو۔ اور اسے اس لہو میں جو باسن میں ہے غوطہ دے کے اوپر کی چوکھٹ اور دونوں بازو دروازے کے اس سے چھاپو۔ اور تم میں سے کوئی صبح تک اپنے گھر کے دروازے سے باہر نہ جاوے۔ اس لئے کہ خداوند گزرے گا۔ تاکہ مصریوں کو مارے۔ اور جب وہ اوپر کی چوکھٹ پر اور دونوں بازوؤں پر لہو کو دیکھے گا۔ تو خداوند دروازے سے گزر جائے گا۔ اور ہلاک کرنے والے کو نہ چھوڑے گا۔ کہ تمہارے گھروں میں آ کر تمہیں مارے۔" (باب ۱۲۔ آیت ۲۱ تا ۲۳)

محقق ۔ بھلا یہ جو جادو ٹونہ کرنے والے شخص کی مانند ہے۔ وہ خدا کبھی ہمہ داں ہو سکتا ہے؟ جب لہو کا نشان دیکھے۔ تب ہی خدا اسرائیل کے خاندان کا گھر پہچان سکے۔ ورنہ نہیں۔ یہ کام تو کم علم و کم عقل آدمی کی مانند ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ باتیں کسی جنگلی آدمی کی لکھی ہوئی ہیں۔ (۳۸)

(۳۹) "اور یوں ہوا۔ کہ خداوند نے آدھی رات کو مصر کی زمین میں سارے پہلوٹھے فرعون کے پہلوٹھے سے لے کر جو اپنے تخت پر بیٹھا تھا۔ اس قیدی کے پہلوٹھے تک جو قید خانے میں تھا۔ چارپایوں کے پہلوٹھے سمیت ہلاک کئے۔ اور فرعون رات کو اٹھا۔ وہ اور سب اُس کے نوکر اور مصری اٹھے۔ اور مصر میں بڑا نوحہ تھا۔ کیونکہ کوئی گھر نہ رہا جس میں ایک نہ مرا۔" (باب ۱۲۔ آیت ۲۹۔۳۰)

محقق ۔ خوب! آدھی رات کو ڈاکوؤں کی مانند بے رحم ہو کر انجیلی خدا نے لڑکے، بالے، بوڑھے اور چارپایوں تک کو بلا قصور مار ڈالا۔ اور اسے ذرا بھی ترس نہ آیا۔ اور مصر میں بڑا نوحہ ہوتا رہا۔ تو بھی انجیلی خدا کے دل سے بے رحمی دور نہ ہوئی۔ ایسا کام خدا کا تو کیا۔ بلکہ کسی معمولی آدمی کے کرنے کا بھی نہیں ہے۔ تعجب نہیں کیونکہ لکھا ہے:-

جب بائیبلی خدا گوشت خور ہے۔ تو اُسے رحم سے کیا کام؟ (۳۹)

(۴۰) "خداوند تمہارے لیے جنگ کرے گا۔ بنی اسرائیل سے کہو۔ کہ وہ آگے بڑھیں۔ تو اپنا عصا اٹھا۔ اور سمندر پر اپنا ہاتھ بڑھا۔ اور اُسے دو حصّہ کر۔ بنی اسرائیل سمندر کے بیچوں بیچ میں سے سوکھی زمین پر ہو کے گزر جائیں گے۔" (باب ۱۴۔ آیت ۱۴ تا ۱۶)

محقق۔ کیوں جی! پہلے تو خدا اسرائیل کے خاندان کے پیچھے اس طرح پھرا کرتا تھا۔ جیسے گڈریا بھیڑوں کے پیچھے۔ اب نہ جانے وہ خدا کہاں غائب ہو گیا۔ ورنہ سمندر کے بیچوں میں سے چاروں طرف ریل گاڑیوں کی (اس سے) سڑک بنوا لیتے۔ جس سے ساری دنیا کو فائدہ پہنچتا۔ اور کشتی وغیرہ بنانے کی محنت سے رہائی ملتی۔ مگر کیا کیا جاوے۔ انجیلی خدا تو نہ جانے کہاں چھپ رہا۔ اس قسم کے بہت سے ناممکن تماشے بائیبل کے خدا نے موسیٰ کے ساتھ کئے۔ یہ ظاہر ہو گیا۔ کہ جیسا انجیلی خدا ہے۔ ویسے ہی اس کے عابد ہیں۔ اور ویسی اُس کی بنائی ہوئی کتاب ہے۔ ایسی کتاب اور ایسا خدا ہم لوگوں سے دُور رہے۔ تب ہی اچھا ہے۔ (۴۰)

(۴۱) "کیونکہ میں خداوند تیرا پُر جلال و قادر مطلق خدا ہوں۔ اور باپ دادا کی بدکاریاں اُن کی اولاد پر جو مجھ سے عداوت رکھتے ہیں تیسری اور چوتھی پُشت تک پہنچاتا ہوں۔" (باب ۲۰۔ آیت ۵)

محقق۔ بھلا یہ کس گھر کا انصاف ہے۔ کہ باپ کے قصور سے (اولاد کو) چار پُشت تک سزا دینا۔ کیا نیک باپ کی اولاد بُری اور بُرے کی اچھی نہیں ہوتی؟ اگر ایسی ہی بات ہے۔ تو چوتھی پُشت تک سزا کیونکر دے سکے گا؟ اور اگر پانچویں پُشت کے بعد کوئی بُرا ہو گا۔ تو اُسے سزا نہیں دے سکے گا۔ بلاقصور سزا دینا بے انصافی کی بات ہے۔ (۴۱)

(۴۲) "سبت (آرام) کا دن پاک رکھنے کے لئے یاد کر۔ چھ دن تک تو محنت کر۔ لیکن ساتواں دن خداوند تیرے خدا کا سبت ہے۔ خداوند نے سبت کے دن کو برکت دی۔" (باب ۲۰۔ آیت ۸ تا ۱۱)

محقق۔ کیا صرف اتوار ہی پاک ہے۔ اور باقی چھ دن ناپاک ہیں۔ اور کیا خدا نے چھ دن تک بڑی محنت کی تھی؟ کہ جس سے تھک کر ساتویں دن سو گیا۔ اور اگر اتوار کو برکت دی۔ تو سوموار وغیرہ چھ دنوں کو کیا دیا؟ غالباً بد دعا دی ہو گی!۔ ایسا کام تو ایک عالم شخص کا بھی نہیں۔ تو خدا کا کیونکر ہو سکتا ہے؟ بھلا اتوار میں کیا خوبیاں ہیں؟ اور سوموار وغیرہ نے کیا بُرائی کی تھی؟ کہ جس سے ایک کو پاک کیا اور برکت دی۔ اور دوسرے دنوں کو ناپاک کر دیا۔ (۴۲)

(۴۳) "تو اپنے پڑوسی پر جھوٹی گواہی مت دے۔ اپنے پڑوسی کی جورو اور اس کے غلام اور اُس کی لونڈی اور اُس کے بیل اور اس کے گدھے اور کسی چیز کا جو تیرے پڑوسی کی ہے لالچ مت کر۔" (باب ۲۰۔ آیت ۱۶-۱۷)

محقق۔ واہ! تب ہی تو عیسائی لوگ غیر ملک والوں کے مال پر ایسے جھکتے ہیں۔ کہ جس طرح پیاسا پانی پر بھوکا اناج پر۔ جیسی یہ محض خود غرضی اور طرفداری کی بات ہے۔ ویسا ہی بائیبلی خدا ضرور ہو گا۔ اور اگر کوئی کہے۔ کہ ہم نسل انسان کو پڑوسی مانتے ہیں۔ تو سوائے انسان کے اور کون عورت اور لونڈی والے ہیں؟ کہ جن کو پڑوسی تصوّر نہ کریں۔ اس لئے یہ باتیں خود غرض آدمیوں کی ہیں۔ خدا کی نہیں۔ (۴۳)

(۴۴) "سو تم ان بچوں میں سے ہر ایک لڑکے کو قتل کرو۔ اور ہر ایک عورت کو جو مرد کے ساتھ صحبت کر چکی ہو جان سے مار دو۔ لیکن وہ لڑکیاں جو مرد کے ساتھ ہمبستر نہیں ہوئیں۔ اُن کو اپنے لئے زندہ رکھو"

(باب ۳۱ - آیت ۱۷ - ۱۸)

محقق - دھنیہ ہو مُوسیٰ پیغمبر اور دھنیہ ہے تمہارا خُدا! کہ جو عورت، بچے، بوڑھے اور جانور وغیرہ کی جان لینے سے بھی باز نہیں رہتا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مُوسیٰ زنا کار تھا۔ اگر زنا کار نہ ہوتا۔ تو باکرہ یعنی کنواری لڑکیوں کو اپنے لئے کیوں منگواتا۔ اور ایسی بے رحمی اور زنا کاری کا حکم کیوں دیتا؟ (۴۴)

(۴۵) "جو کوئی کسی مرد کو مارے۔ اور وہ مر جائے۔ تو وہ البتہ قتل کیا جائے۔ اور اگر اس شخص نے قتل کا قصد نہیں کیا۔ اور خدا نے اس کے ہاتھ میں اُسے گرفتار کر دیا۔ تو میں تجھے بھاگنے کی جگہ بتا دوں گا"

(باب ۲۱ - آیت ۱۲ - ۱۳)

محقق - اگر خدا کا انصاف سچا ہے۔ تو جب مُوسیٰ ایک آدمی کو مار اور دفن کر کے بھاگ گیا تھا۔ تو اُس کو یہ سزا کیوں نہ ملی؟ اگر کہو۔ کہ خدا نے وہ شخص مُوسیٰ کو مارنے کے واسطے سونپا تھا۔ تو خدا طرفدار ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ اس کا انصاف بادشاہ سے کیوں نہ ہونے دیا۔ (۴۵)

(۴۶) "اور سلامتی کے ذبیحے بیلوں سے خداوند کے لئے ذبح کئے۔ اور مُوسیٰ نے آدھا خون لے کر برتنوں میں رکھا۔ اور آدھا قربان گاہ پر چھڑکا۔ اور مُوسیٰ نے اُس لہو کو لے کر لوگوں پر چھڑکا۔ اور کہا یہ لہو اس عہد کا ہے۔ جو کہ خداوند نے ان باتوں کی بابت تمہارے ساتھ باندھا ہے۔ اور خداوند نے مُوسیٰ سے کہا۔ کہ پہاڑ پر میرے پاس آ۔ اور وہاں رہ۔ اور میں تجھے پتھر کی تختیاں اور شریعت اور احکام جو میں نے لکھے ہیں۔ دُوں گا"

(باب ۲۴ - آیت ۵ - ۶ - ۸ - ۱۲)

محقق - اب دیکھئے۔ یہ سب جنگلیوں کی باتیں ہیں یا نہیں؟ اور خدا کا بیلوں کی قربانی لینا اور قربان گاہ پر لہو چھڑکنا یہ کیسی وحشیانہ اور ناشائستہ بات ہے۔ جب انجیلی خدا بیلوں کی قربانی لیتا ہے۔ تو اُس کے عابد بیل گائے کی قربانی کے تبرک سے پیٹ کیوں نہ بھریں؟ اور دُنیا کو نقصان کیوں نہ پہنچائیں؟ ایسی ایسی بُری باتیں بائیبل میں بھری پڑی ہیں۔ انجیل کے ہی بُرے خیالات لے کر ویدوں پر بھی (یہ لوگ) ایسا جھوٹ بہتان لگانا چاہتے ہیں۔ مگر ویدوں میں ایسی باتوں کا نام تک نہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ انجیلی خدا ایک پہاڑی آدمی تھا۔ پہاڑ پر رہتا ہوگا۔ چونکہ وہ خدا سیاہی۔ قلم۔ کاغذ بنانا نہیں جانتا تھا۔ اور نہ اس کو یہ چیزیں میسر تھیں۔ اس لئے پتھر کی تختیوں پر لکھ لکھ کر دیتا ہوگا۔ اور انہی جنگلیوں کے سامنے خدا بھی بن بیٹھا ہوگا۔ (۴۶)

؎ (منجانب مترجم) چنانچہ رگوید منڈل ا سوکت ۱۶۲ کے منتروں کا میکس مولر نے من مانا ترجمہ کر کے اپنی بائیبل کے وحشیانہ مسئلہ یعنی حیوانوں کی قربانی کی تائید کی ہے۔ میکس مولر اور مسٹر [illegible] جیسے دیگر متعصب عیسائی فاضلوں کی غلطیوں کی نہایت زبردست اور عالمانہ تردید مہرشی سوامی دیانند جی مہاراج کے سچے شش پنڈت گورودت جی ودیارتھی ایم اے نے رسالہ "ویدک میگزین" نمبر ۳ میں کی ہے ہر ایک حق پسند کو پنڈت جی کی ان تصنیفات کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیئے۔

(۴۷) "اور بولا۔ تو میرا چہرہ نہیں دیکھ سکتا۔ اس لئے کہ کوئی انسان نہیں کہ مجھے دیکھے۔ اور جیتا رہے۔ اور خداوند نے کہا۔ دیکھ! یہ جگہ میرے پاس ہے۔ اور تو اس چٹان پر کھڑا رہ۔ اور یوں ہوگا۔ کہ جب میرے جلال کا گذر ہوگا۔ تو میں اس چٹان کے دراڑ میں رکھوں گا۔ اور جب تک نہ گذر رہوں تجھے اپنی ہتھیلی سے ڈھانپوں گا۔ اور میں اپنی ہتھیلی اٹھاؤں گا۔ تو میرا پیچھا دیکھے گا۔ لیکن میرا چہرہ ہرگز دکھائی نہ دے گا۔"

(باب ۳۳۔ آیت ۲۰ تا ۲۳)

محقق۔ دیکھئے انجیلی خدا تو صرف آدمی کی مانند مجسم ثابت ہوتا ہے۔ اور موسیٰ کو دھوکہ دے کر آپ خود خدا بن جانا (اور یہ کہنا) کہ پیچھا دیکھے گا۔ چہرہ نہ دیکھے گا (اس سے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ) ہاتھ سے اس کو ڈھانپا بھی نہ ہوگا۔ جب خدا نے اپنے ہاتھ سے موسیٰ کو ڈھانپا ہوگا تب کیا اس نے اس کے ہاتھ کی شکل نہ دیکھی ہوگی۔ (۴۷)

احبار کی کتاب

(۴۸) اور خداوند نے موسیٰ کو بلایا۔ اور جماعت کے خیمہ میں سے اس سے ہمکلام ہو کے فرمایا۔ کہ بنی اسرائیل سے خطاب کر اور ان کو کہہ۔ اگر کوئی تم میں سے خداوند کے لئے قربانی لانا چاہے۔ تو تم اپنی قربانی مویشی لینے گائے بیل اور بھیڑ بکری سے لاؤ۔"

(باب ۱۔ آیت ۱۔ ۲)

محقق۔ غور کیجئے عیسائیوں کا خدا گائے بیل وغیرہ کی قربانی لینے والا ہے۔ اور وہ اپنے لئے قربانی کرانے کی ہدایت کرتا ہے۔ (بتائیے کہ) وہ بیل گائے وغیرہ جانوروں کے لہو گوشت کا بھوکا پیاسا ہے یا نہیں؟ اس لئے وہ رحیم اور خدا کے درجے میں شمار نہیں ہو سکتا۔ البتہ وہ ایک گوشت خور نمائش پسند شریر آدمی کی مانند ہے (۴۸)

(۴۹) "اور وہ اس بیل کو خداوند کے حضور ذبح کرے۔ اور کاہن جو بنی ہارون ہیں۔ لہو کو لاویں۔ اور لہو کو اس مذبح پر ہر طرف جو جماعت کے خیمے کے دروازے پر ہے چھڑکیں۔ تب وہ اس سوختنی قربانی کی کھال کھینچے۔ اور اس کے عضو عضو کو جدا کرے۔ پھر ہارون کاہن کے بیٹے مذبح پر آگ رکھیں۔ اور اس پر لکڑیاں ترتیب سے چنیں۔ اور بنی ہارون جو کاہن ہیں اس کے اعضاء کو اور چربی کو ان لکڑیوں پر جو مذبح کی آگ پر ہیں۔ ترتیب سے رکھ دیں۔ تاکہ سوختنی قربانی یعنی خوشبودار آگ سے خداوند کے لئے ہدیہ ہے۔"

(باب ۱۔ آیت ۵ تا ۹)

محقق۔ ذرا غور کیجئے۔ کہ بیل کو خدا کے آگے اس کے عابد ماریں۔ اور وہ مارنے کی ترغیب دے۔ لہو کو چاروں طرف چھڑکیں۔ آگ میں ہوم کریں۔ خدا خوشبو لیوے۔ بھلا یہ قصاب کے گھر سے کچھ کم لیلا ہے؟ اس لئے نہ بائیبل خدا کی کتاب ہے۔ اور نہ خدا ایسا وحشی آدمی کی مانند بھردیا ہو سکتا ہے۔ (۴۹)

(۵۰) "اور خداوند نے موسیٰ سے خطاب کر کے فرمایا۔ کہ اگر کاہن (قربانی کرنے والا پیشوا) مسوح لوگوں کی طرح خطا کرے۔ تو وہ اپنی خطا کے واسطے جو اس نے کی۔ ہر ایک بے عیب بچھڑا۔ کہ خطا کی قربانی ہو خداوند کے سبب لاوے۔ اور بچھڑے کے لئے سر پر اپنا ہاتھ رکھے۔ اور بچھڑے کو خداوند کے آگے ذبح کرے۔"

(باب ۴۔ آیت ۱۔ ۳۔ ۴)

محقق - دیکھئے گناہوں کا کفارہ بخود تو گناہ کریں - یعنی گائے وغیرہ مفید جانوروں کو ذبح کریں - اور خدا (ایسا) کرائے - شاباش ہے عیسائی لوگوں پر - کہ ایسی باتوں کے کرنے اور کرانے والے کو بھی خدا مان کر اپنی تجارت وغیرہ کی ترقی رکھتے ہیں - (۵۰)

(۵۱) "جب کوئی سردار خطاکار ہووے - تب وہ بھی ایک بکری کا بچہ بےعیب نر اپنی قربانی کے واسطے لاوے اور اسے خداوند کے آگے ذبح کرے - یہ خطا کی قربانی ہے"۔ (باب ۴ - آیت ۲۲ تا ۲۴)

محقق - واہ جی واہ! اگر یہی بات ہے - تو اُن کے سردار یعنی منصف اور سپہ سالار وغیرہ گناہ کرنے سے کیوں ڈرتے ہوں گے - آپ تو دل کھول کر گناہ کریں - اور کفارہ کے طور پر گائے، بچھڑا، بکری وغیرہ کی جان لیں - یہی وجہ ہے - کہ عیسائی لوگ کسی چرند و پرند کی جان لینے میں تامل نہیں کرتے - اے عیسائیو! اب تو اس ناشائستہ مذہب کو چھوڑ کر شائستہ اور دھرم سے بھرپور **وید مت** کو قبول کرو - تاکہ تمہاری بہتری ہو - (۵۱)

(۵۲) "اگر اُسے بھیڑ بکری لانے کا مقدور نہ ہو - تو وہ اپنی تقصیر کے لئے جس سے خطاکار ہوا ہے - دو قمریاں یا دو کبوتر کے بچے خداوند کے لئے لاوے - اور اس کا سر گردن کے پاس سے مروڑ ڈالے - مگر جدا نہ کرے اور اس خطا کا جو اس نے کی ہے - کفارہ دیوے - تو وہ بخشا جائے گا - اور اگر اسے دو قمریاں یا دو کبوتر کے بچے لانے کا مقدور نہ ہو - تو اپنی خطا کے واسطے سیر بھر مہین آٹے کا دسواں حصہ خطا کی قربانی کے لئے لاوے - اس پر تیل نہ ڈالے - بخشا جائے گا"۔ (باب ۵ - آیت ۷ - ۸ - ۱۰ - ۱۱ - ۱۳)

محقق - اب سنیئے! عیسائیوں میں امیر یا غریب کوئی بھی گناہ کرنے سے نہیں ڈرتا ہوگا - کیونکہ ان کے خدا نے گناہوں کا کفارہ سہل کر رکھا ہے - ایک یہ بات عیسائیوں کی بائبل میں بڑی عجیب ہے - کہ بلا تکلیف کئے گناہ سے گناہ چھوٹ جاتے - یعنی ایک تو گناہ کیا - اور دوسرے جانداروں کی جان لے لی - اور بڑے مزے سے گوشت کھایا - اور گناہ بھی چھوٹ گیا - کبوتر کا بچہ گلا مروڑے جانے کے باعث بہت دیر تک تڑپتا ہوگا - تب بھی عیسائیوں کو رحم نہیں ہوتا - (مگر) رحم کیونکر آوے - اُن کے خدا کی ہدایت ہی جان سے مارنے کی ہے - اور جب سب گناہوں کا کفارہ ایسا ہی ہے - تو پھر عیسیٰ پر ایمان لانے سے گناہوں کے دور ہونے کا بکھیڑا کیوں مچا رکھا ہے؟ (۵۲)

(۵۳) "تو کھال اس کی جس نے اسے قربان کیا - اسی کاہن کی ہوگی - اور ہر ایک نذر کی قربانی جو تنور میں پکائی جائے - یا ہانڈی میں - یا توے پر - وہ اس کاہن کی ہوگی"۔ (باب ۷ - آیت ۸ - ۹)

لہ اس خدا کو شاباش ہے - جس نے بچھڑا، بھیڑیں، بکری کا بچہ، کبوتر اور آٹا تک لینے کا قاعدہ مقرر کیا - عجب بات تو یہ ہے - کہ کبوتر کے بچے "گردن مروڑ وا" کے لیتا تھا - تاکہ گردن توڑنے کی محنت نہ کرنی پڑے - ان باتوں کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے - کہ وحشیوں کے درمیان کوئی چالاک آدمی ہوگا - جو پہاڑ پر جا بیٹھا - اور اپنے آپ کو خدا مشہور کر دیا - اور جو وحشی جاہل تھے - انہوں نے اس کو خدا مان لیا - وہ اپنی حکمت عملی سے پہاڑ پر ہی کھانے کے لئے چرند و پرند اناج وغیرہ منگوا لیا کرتا - اور چین اُڑاتا تھا - اُس کے قاصد اس کا کام کیا کرتے تھے - شریف لوگوں کے لئے سمجھنا ضروری ہے - کہ کہاں یہ بائبل کا بچھڑا اور بھیڑ بکری کا بچہ - کبوتر اور "اچھے" آٹے کا کھانے والا خدا اور کہاں محیط کل سب میں رواں نہ پیدا ہونے والا، بے شکل - قادر مطلق، اور عادل وغیرہ عمدہ صفات سے موصوف ویدوں کا بتلایا ہوا ایشور ۔ (مترجم)

محقق - ہم تو جانتے تھے - کہ یہاں کی دیوی کے مجاوروں اور مندروں کے پجاریوں کی پوپ لیلا ہی عجیب ہے لیکن انجیلی خدا اور اس کے پجاریوں کی پوپ لیلا اس سے ہزار گنا بڑھ کر (ثابت ہوئی) کیونکہ جب چام کے دام اور عمدہ چیزیں کھانے کو ملیں - تو پھر عیسائیوں نے خوب گلچھرے اڑائے ہوں گے - اور اب بھی اڑاتے ہوں گے - کیا یہ بات ممکن ہے - کہ کوئی شخص ایک لڑکے کو مروا ڈالے اور دوسرے لڑکے کو اس کا گوشت کھلائے - ویسے ہی سب انسان - چرند - پرند وغیرہ سب خدا کے گویا بیٹے ہیں - خدا ایسا کام کبھی نہیں کر سکتا - اس لئے نہ یہ بائیبل خدا کا کلام ہے - اور نہ اس کا بیان کردہ خدا (سچا) خدا ہے - اس کے ماننے والے ہرگز دھرماتما نہیں ہو سکتے - ایسی ہی بہت سی باتیں اخبار وغیرہ کتابوں میں بھری پڑی ہیں - کہاں تک شمار کریں - (۵۳)

گنتی کی کتاب

(۵۴) "سو گدھی نے خداوند کے فرشتے کو دیکھا - کہ راہ میں کھڑا ہے - اور اس کے ہاتھ میں کھینچی ہوئی تلوار ہے - تب گدھی نے راہ سے منہ موڑا - اور میدان کو چلی - تب بلعام نے گدھی کو مارا - تاکہ اسے راہ پر لائے - تب خداوند نے گدھی کا منہ کھولا - اور اس نے بلعام سے کہا - کہ میں نے تیرا کیا کیا ہے؟ کہ تو نے اب تین بار مجھے مارا؟"

(باب ۲۲ - آیت ۲۳ - ۲۸)

محقق - پہلے تو گدھی تک خدا کے فرشتے کو دیکھتے تھے - اور آج کل بشپ پادری وغیرہ شریف یا نالائق لوگوں کو بھی خدا یا اس کے فرشتے نظر نہیں آتے - کیا آج کل خدا اور اس کے فرشتے ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں - تو کیا گہری نیند سوتے ہیں یا بیمار ہیں؟ یا دوسرے کرۂ ہوائی یا کرۂ زمین پر چلے گئے ہیں یا کسی اور کام میں مصروف ہو گئے یا عیسائیوں سے ناراض ہو گئے یا فوت ہو گئے ہیں؟ معلوم نہیں ہوتا کہ کیا ہو گیا؟ قیاساً یہ نتیجہ نکلتا ہے - کہ چونکہ اب موجود نہیں ہیں - اور نہ ہی نظر آتے ہیں - تو تب بھی نہیں تھے - اور نہ نظر آتے ہوں گے - یہ صرف فرضی گھوڑے ہانکے ہوئے ہیں - (۵۴)

سموئیل کی دوسری کتاب

(۵۵) "اور اسی رات ایسا ہوا - کہ خداوند کا کلام ناتن کو پہنچا - اور اس نے کہا - کہ جا اور میرے بندے داؤد سے کہہ کہ خداوند یوں فرماتا ہے - کہ تو میرے لئے ایک گھر جس میں میں رہوں - بنانا چاہتا ہے - سو میں جب سے کہ بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لایا - آج کے دن تک کسی کے گھر نہ رہا - بلکہ خیمہ یا ڈیرے میں پھرتا رہا"

(باب ۷ - آیت ۴ - ۵ - ۶)

محقق - اب کچھ شک نہیں رہا - کہ انجیلی خدا انسان کی مانند مجسم ہے - اور شکایت کرتا ہے - کہ میں نے بہت محنت کی - ادھر ادھر ڈولتا پھرا - اب داؤد گھر بنائے - تو اس میں آرام کروں - عیسائیوں کو ایسے خدا اور ایسی کتاب کے ماننے سے شرم کیوں نہیں آتی - لیکن کیا کریں - بیچارے پھنس ہی گئے - اب چھوٹنے کے واسطے بڑی ہمت درکار ہے - (۵۵)

سلاطین کی دوسری کتاب

(۵۶) "اور بادشاہ بابل نبوکدنضر کی سلطنت کے

انیسویں برس کے پانچویں مہینے کے ساتویں دن شاہ بابل کا ایک خادم نبوزرادان جو جلوداروں کا سردار تھا۔ یروشلم میں آیا۔ اس نے خداوند کا گھر اور بادشاہ کا قصر اور یروشلم کے سارے گھر اور ہر ایک رئیس کا گھر جلا دیا۔ اور کسدیوں کے سارے لشکر نے جو جلوداروں کے سردار کے ہمراہ تھا ان دیواروں کو جو یروشلم کے گرداگرد تھیں گرا دیا۔" (باب ۲۸ - آیت ۸ تا ۱۰)

محقق - کیا کیا جائے۔ انجیلی خدا نے تو اپنے آرام کے لئے داؤد وغیرہ سے گھر بنوایا تھا۔ اس میں آرام کرتا ہوگا۔ لیکن نبوزرادان نے خدا کے گھر کو نیست و نابود کر دیا۔ اور خدا یا اُس کے فرشتوں کا لشکر بھی کچھ نہ کر سکا۔ پہلے تو اُن کا خدا بڑے جنگ مارتا اور فتحیاب ہوتا تھا۔ لیکن اب اپنا گھر جلوا بیٹھا۔ نامعلوم خاموش کیوں بیٹھا رہا۔ اور نامعلوم اُس کے فرشتے کس طرف بھاگ گئے۔ ایسے وقت پر کوئی بھی کام نہ آیا۔ خدا کی طاقت بھی نامعلوم کہاں کافور ہو گئی۔ اگر یہ باتیں سچی ہیں تو جو فتح کی باتیں پہلے تحریر کی ہوئی ہیں وہ سب فضول ہو گئیں۔ کیا مصر کے لڑکے لڑکیوں کے مارنے ہی سے بہادر بنا تھا۔ اور اب بہادروں کے سامنے خاموش ہو بیٹھا۔ یہ تو انجیلی خدا نے اپنی ہجو اور بےعزتی کرائی۔ ایسی ہی بیہودہ کہانیاں اس کتاب میں ہزاروں بھری پڑی ہیں۔ (۵۶)

تواریخ کی پہلی کتاب

(۵۷) "سو خداوند نے اسرائیل پر مری بھیجی۔ اور اسرائیل میں ستر ہزار آدمی مر گئے۔" (باب ۲۱ - آیت ۱۴)

محقق - دیکھئے اسرائیل کے عیسائیوں کے خدا کا تماشا جس اسرائیل خاندان کو بہت سی دعائیں دی تھیں۔ اور رات دن جس کی پرورش میں پھرتا تھا۔ اب فوراً غضبناک ہو کر مری ڈال کر ستر ہزار آدمیوں کو مار ڈالا یہ کسی شاعر نے خوب کہا ہے۔ کہ:-

جس طرح آدمی لمحہ بھر میں خوش اور لمحہ بھر میں ناراض ہو جاتا ہے۔ تو اس کی خوشنودی بھی خوفناک ہوتی ہے۔ اسی طرح کی کرتوت انجیلی خدا کی ہے۔ (۵۷)

ایوب کی کتاب

(۵۸) "پھر ایک دن ایسا ہوا۔ کہ بنی اللہ آئے۔ کہ خداوند کے حضور حاضر ہوں۔ اور شیطان بھی اُن کے درمیان ہو کے آیا کہ خداوند کے آگے حاضر ہو۔ خداوند نے شیطان سے کہا۔ کہ تو کہاں سے آتا ہے۔ شیطان نے جواب دے کے خداوند سے کہا۔ کہ زمین کے اِدھر اُدھر سے پھر کے اور اس میں سیر کر کے آتا ہوں۔ خداوند نے شیطان سے پوچھا کہ کیا تو نے میرے بندے ایوب کے حال کو غور کیا۔ کہ زمین پر اس سا کوئی شخص نہیں ہے کہ وہ کامل اور صادق ہے۔ اور خدا سے ڈرتا اور بدی سے دور رہتا ہے۔ اور باوجود اس کے کہ تو نے مجھ کو ابھارا ہے۔ کہ بے سبب اُسے ہلاک کروں۔ تو بھی وہ اپنی دیانت کو لئے رہا۔ شیطان نے خداوند کو جواب دے کر کہا۔ کہ کھال کے بدلے کھال بلکہ جو انسان کی ملکیت ہے۔ اپنی جان پر نثار کرے گا۔ لیکن اب اپنا ہاتھ

بڑھا۔ اور اس کی ہڈی اور ماس کو چھو۔ تو وہ لا کلام تیرے منہ پر تجھے ملامت کرے گا۔ خداوند نے شیطان سے کہا۔ کہ دیکھو۔ وہ تیرے قابو میں ہے۔ مگر فقط اس کی جان جانے نہ پائے۔ تب شیطان خداوند کے حضور سے چل نکلا۔ اور ایوب کو سر سے تلوے تک بُرے پھوڑوں سے مارا۔" (باب ۲ آیت ۳ تا ۷)

محقق۔ اب دیکھئے انجیلی خدا کی طاقت کہ شیطان اُس کے سامنے اس کے عابدوں کو تکلیف دیتا ہے۔ نہ شیطان کو سزا دے سکتا ہے۔ اور نہ اپنے معتقدوں کو بچا سکتا ہے۔ اور نہ فرشتوں میں سے اس کا کوئی مقابلہ کر سکتا ہے۔ ایک شیطان نے سب کو خوفزدہ کر رکھا ہے۔ انجیلی خدا ہمہ دان نہیں ہے۔ اگر ہمہ داں ہوتا تو ایوب کا امتحان شیطان سے کیوں کرواتا؟ (۵۸)

واعظ کی کتاب

(۵۹) "ہاں میرا دل عقل و دانش میں بڑا کامراں ہوا۔ لیکن جب میں نے حکمت کے جاننے اور حماقت اور جہالت کے سمجھنے کو دل لگایا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ یہ بھی ہوا پر چڑھنا ہے۔ کیونکہ بہت حکمت میں بہت دقت ہوتی ہے۔ اور جس کا عرفان فراواں ہوتا ہے اُس کا دکھ زیادہ ہو جاتا ہے۔" (باب ۱ - آیت ۱۶ تا ۱۸)

محقق۔ دیکھئے! عقل و دانش دونوں مترادف الفاظ ہیں۔ (عیسائی ان کو جدا جدا مانتے ہیں۔) اور جہلاء کے سوائے دانش کی ترقی میں دقت اور دکھ کون مان سکتا ہے؟ اس لئے بائیبل خدا کی بنائی ہوئی تو کیا کسی عالم کی بھی تصنیف کردہ نہیں ہے۔ (۵۹)

یہ قدرے توریت و زبور کی بابت تحریر کیا گیا ہے۔ اس کے آگے کچھ متی وغیرہ کی انجیلوں میں سے لکھا جاتا ہے۔ کہ جنہیں عیسائی لوگ بہت مستند مانتے ہیں۔ اور جس کا نام نیا عہد نامہ رکھا ہوا ہے۔

متی کی انجیل

(۶۰) "اب یسوع مسیح کی پیدائش یوں ہوئی۔ کہ جب اس کی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہوئی۔ تو ان کے اکٹھے ہونے سے پہلے وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی۔ دیکھو۔ خداوند کے ایک فرشتے نے اُس پر خواب میں ظاہر ہو کر کہا۔ اے یوسف بن داؤد! اپنی جورو مریم کو اپنے یہاں لے آنے سے مت ڈر۔ کیونکہ جو اس کے رحم میں ہے۔ وہ روح القدس سے ہے۔" (باب ۱۔ آیت ۱۸ - ۲۰)

محقق۔ ان باتوں کو کوئی عالم نہیں مان سکتا۔ کہ جو پرتیکش وغیرہ پرمانوں اور قانون قدرت کے خلاف ہیں۔ ان باتوں کا ماننا بے علم غیر مہذب آدمیوں کا کام ہے۔ شائستہ اور عالموں کا نہیں۔ بھلا جو خدا کا قانون ہے۔ اس کو کوئی توڑ سکتا ہے؟ اگر خدا ہی قانون کو رد و بدل کرے۔ تو اس کا کوئی حکم نہ مانے۔ اور جب کہ وہ ہمہ دان ہے۔ اور غلطی سے مبرا ہے۔ تو ایسا کیوں کرے گا۔ اس طرح تو جس باکرہ کو حمل ٹھہر جائے۔ اس کی بابت یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ حمل خدا کی طرف سے ہے۔ اور کوئی جھوٹ کہہ دے کہ خدا کے فرشتے نے مجھ کو خواب میں کہہ دیا ہے۔ کہ یہ حمل روح القدس کی طرف سے ہے۔ جیسا یہ ناممکن فریب بنایا ہے۔ ویسا ہی آفتاب سے کنتی کا حاملہ ہونا بھی پرانوں میں لکھا ہے۔ ایسی ایسی باتوں کو آنکھ کے اندھے گانٹھ کے پورے لوگ مان کر مغالطہ کے دام میں پھنستے ہیں۔ یہ بات اس طرح ہوئی ہوگی

کہ کسی آدمی کے ساتھ صحبت کرنے سے مریم حاملہ ہو گئی ہو گی۔ اس نے یا کسی دوسرے نے ایسی ناممکن بات مشہور کر دی ہو گی۔ کہ اس کا حمل روح القدس کی طرف سے ہے۔ (۶۰)

(۶۱) "تب یسوع روح کے وسیلے بیابان میں لایا گیا۔ تاکہ شیطان اسے آزمائے جب چالیس دن اور چالیس رات روزہ رکھ چکا۔ آخر بھوکا ہوا۔ تب آزمائش کرنے والے نے اس کے پاس آ کر کہا۔ اگر تو خدا کا بیٹا ہے۔ تو کہہ کہ یہ پتھر روٹی ہو جائے۔" (باب ۴۔ آیت ۱ تا ۳)

محقق۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ انجیلی خدا ہمہ دان نہیں ہے۔ کیونکہ اگر ہمہ دان ہوتا۔ تو اس کی آزمائش شیطان سے کیوں کرواتا۔ خود جان لیتا۔ بھلا کسی عیسائی کو آج کل چالیس رات اور چالیس دن بھوکا رکھیں۔ تو وہ کبھی بچ سکے گا۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ نہ وہ خدا کا بیٹا تھا۔ اور نہ کچھ اس میں کرامات تھی۔ ورنہ شیطان کے سامنے پتھر کی روٹیاں کیوں نہ بنا دیں۔ اور آپ بھوکا کیوں رہا؟ سچ تو یہ ہے کہ جس کو خدا نے پتھر بنایا ہے۔ اس کو کوئی روٹی بھی نہیں بنا سکتا۔ اور خدا بھی سابقہ قانون کو تبدیل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ ہمہ دان ہے۔ اور اس کے تمام کام غلطی سے پاک ہیں۔ (۶۱)

(۶۲) "اور انہیں کہا۔ کہ میرے پیچھے چلے آؤ۔ تاکہ میں تمہیں آدمیوں کے پکڑنے والا بناؤں گا۔ وہ اسی وقت جالوں کو چھوڑ کر اس کے پیچھے ہو لئے۔" (باب ۴۔ آیت ۱۹۔۲۰)

محقق۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ عیسیٰ نے توریت کے دس احکام میں سے اس حکم کو (اولاد) اپنے والدین کی خدمت و عزت کرے جس سے ان کی عمر بڑھے۔ توڑا کیونکہ عیسیٰ نے اپنے والدین کی خدمت نہیں کی۔ بلکہ دوسروں کو بھی والدین کی خدمت سے باز رکھا۔ اس گناہ کے بدلے (شاید) وہ لمبی عمر کو نہ پہنچا۔ اور یہ بھی ظاہر ہو گیا۔ کہ عیسیٰ نے مچھلی کی مانند آدمیوں کے پھنسانے کے لئے ایک مذہب کا جال پھیلایا۔ تاکہ ان کو پھسلا کر اپنا مطلب پورا کیا جائے۔ جب خود عیسیٰ ہی ایسا تھا۔ تو آج کل کے پادری لوگ اپنے جال میں آدمیوں کو پھنسائیں تو کیا تعجب ہے؟ کیونکہ جس طرح بڑی بڑی اور بہت سی مچھلیوں کو جال میں پھنسانے والے کی قدر ہوتی ہے اور روزی بھی بخوبی حاصل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جو بہت سے آدمیوں کو اپنے مذہب میں پھنسا لے۔ اس کی بھی زیادہ عزت ہوتی ہے۔ اور وہ دولت کماتا ہے۔ اسی لالچ سے یہ لوگ جنہوں نے وید شاستر نہ پڑھا نہ سنا بیچارے سادہ لوح آدمیوں کو اپنے دام میں پھنسا کر کے ان کے ماں باپ خاندان وغیرہ سے ان کو جدا کر دیتے ہیں۔ اس لئے تمام عالم آدمیوں کو واجب ہے۔ کہ خود ان کے توہمات کے جال سے بچیں۔ اور اپنے بھولے بھالے بھائیوں کو بچانے کے لئے مستعد رہیں۔ (۶۲)

(۶۳) "اور یسوع گلیل میں پھرتا ہوا ان کے عبادت خانوں میں تعلیم دیتا اور بادشاہت کی خوشخبری کی منادی کرتا اور لوگوں کے سارے دکھ اور بیماری رفع کرتا تھا۔ اور سب بیماروں کو جو طرح طرح کی بیماری کے عذاب میں مبتلا تھے۔ اور انہیں جن پر جن۔ دیو چڑھے تھے۔ اور مرگی اور جھولے کے مارے ہوؤں (مفلوج) کو اس کے پاس لائے۔ اور اس نے ان کو چنگا کیا۔" (باب ۴۔ آیت ۲۳۔۲۴)

محقق۔ اگر آج کل کی پوپ لیلا یعنی منتر پرشچرن (عمل)، آشیرباد (دعا)، تعویذ اور خاک کی چٹکی دینے سے بھوت کا

نکالنا اور بیماریوں کو رفع کرنا درست ہو۔ تو یہ انجیل کی بات بھی سچی ہو۔ (دراصل) سادہ لوح آدمیوں کو دام توہمات میں پھنسانے کے لئے یہ باتیں ہیں۔ اگر عیسائی لوگ عیسیٰ کی باتوں کو مانتے ہیں۔ تو یہاں کے دیوی کے مجاوروں کی باتیں کیوں نہیں مانتے؟ کیونکہ یہ باتیں بھی انہیں کی مانند ہیں۔ (۶۳)

(۶۴) "مبارک ہیں وہ جو دل کے غریب ہیں۔ کیونکہ آسمان کی بادشاہت انہیں کی ہے۔ مبارک ہیں وہ جو دل کے غمگین ہیں۔ کیونکہ وہ تسلی پائیں گے۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں۔ ایک شوشہ یا ایک نکتہ توریت کا ہرگز نہ مٹے گا۔ جب تک سب کچھ پورا نہ ہو۔ پس جو کوئی ان حکموں میں سے سب سے چھوٹے کو ٹال دیوے۔ اور ویسا ہی آدمیوں کو سکھاوے۔ آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلاوے گا۔" (باب ۵۔ آیت ۳۔۴۔۱۸۔۱۹)

محقق۔ اگر آسمان یا بہشت ایک ہے۔ تو اس کا بادشاہ بھی ایک ہی ہونا چاہیئے۔ اس لئے جتنے دل کے غریب ہیں۔ اگر وہ سب بہشت کو جائیں گے۔ تو بہشت میں سلطنت کا حق کس کو ہوگا۔ وہ باہم لڑائی جھگڑا کریں گے اور سلطنت کا انتظام درہم برہم ہو جائے گا۔ اور لفظ غریب سے اگر کنگال مراد لوگے۔ تو درست نہیں۔ اگر اس سے مراد حلیم لوگے۔ تو بھی درست نہیں کیونکہ کنگال اور حلیم کے معنی ایک نہیں۔ بلکہ جو دل میں غریب ہوتا ہے۔ اس کو صبر کبھی نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ بات درست نہیں۔ جب آسمان، زمین ٹل جائیں گے تب توریت بھی ٹل جائے گی۔ ایسے عارضی آئین انسان کی گھڑنت ہو سکتے ہیں۔ ہمہ دان خدا کے نہیں یہ تو صرف لالچ اور خوف دکھلایا ہے۔ کہ جو ان حکموں کو نہ مانے گا۔ وہ آسمان میں سب سے چھوٹا شمار کیا جائے گا۔ (۶۴)

(۶۵) "ہماری روزکی روٹی آج ہمیں بخش۔ مال اپنے واسطے زمین پر جمع نہ کرو۔" (باب ۶۔ آیت ۱۱۔ ۱۹)

محقق۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جس وقت عیسیٰ پیدا ہوا تھا۔ اس وقت لوگ جنگلی اور کنگال تھے اور عیسیٰ بھی ویسا ہی تھا۔ تبھی تو دن بھر کی روٹی کے حاصل کرنے کی خدا سے دعا مانگتا ہے۔ اور دوسروں کو بھی تعلیم دیتا ہے۔ اگر مال جمع کرنا ناروا ہے۔ تو عیسائی لوگ کیوں مال جمع کرتے ہیں۔ ان کو چاہیئے۔ کہ یسوع کے حکم کی تعمیل کر کے سب کچھ خیرات میں دے دیں۔ اور مفلس ہو جائیں۔ (۶۵)

(۶۶) "نہ ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہے۔ آسمان کی بادشاہت میں داخل ہوگا۔" (باب ۷۔ آیت ۲۱)

محقق۔ غور کیجئے۔ اگر بڑے بڑے بشپ پادری اور کرسچین لوگ عیسیٰ کا یہ قول سچا سمجھتے ہوں۔ تو عیسیٰ کو خداوند کہہ کر کبھی نہ پکاریں۔ اگر اس بات کو نہ مانیں گے۔ تو گناہ سے کبھی نہ بچ سکیں گے۔ (۶۶)

(۶۷) "اس دن بہتیرے مجھ سے کہیں گے۔ اس وقت میں ان سے صاف کہوں گا۔ کہ میں کبھی تم سے واقف نہ تھا۔ اے بدکارو! میرے پاس سے دور ہو۔" (باب ۷۔ آیت ۲۲۔۲۳)

محقق۔ دیکھئے عیسیٰ جنگلی آدمیوں کو یقین دلانے کے لئے بہشت کا منصف بننا چاہتا تھا۔ یہ صرف سادہ لوح آدمیوں کو پھسلانے کی بات ہے۔ (۶۷)

(۶۸) ”اور دیکھو۔ ایک کوڑھی نے آکر اسے سجدہ کیا۔ اور کہا۔ اے خداوند! اگر تو چاہے تو مجھے پاک صاف کر سکتا ہے۔ تب یسوع نے ہاتھ بڑھا کے اُسے چھوا۔ اور کہا۔ کہ میں چاہتا ہوں تو پاک صاف ہو۔ اور وہیں اس کا کوڑھ جاتا رہا۔“ (باب ۸۔ آیت ۲–۳)

محقق۔ یہ سب باتیں سادہ لوح آدمیوں کے پھنسانے کی ہیں۔ اگر عیسائی لوگ ان باتوں کو جو کہ علم اور قانونِ قدرت کے خلاف ہیں صحیح مانتے ہیں۔ تو شنکر آچاریہ دھنونتری کیشپ وغیرہ کی باتیں جو کہ پرانوں اور مہابھارت وغیرہ میں لکھی ہیں۔ سچ کیوں نہیں مانتے؟ مثلاً لکھا ہے کہ بہت دنوں کی مری ہوئی فوج زندہ کر دی گئی۔ برہسپتی کے فرزند کچ کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے جانوروں اور مچھلیوں کو کھلا دیا گیا۔ اُسے شنکر آچاریہ نے زندہ کر دیا۔ بعد ازاں کچ کو مار کر شنکر آچاریہ کو کھلا دیا۔ پھر اُس کو شکم میں زندہ کر کے باہر نکالا۔ آپ مر گیا۔ اس کو کچ نے زندہ کر دیا۔ کشیپ رشی نے اس آدمی اور درخت کو جسے تکشک نے بھسم کر ڈالا تھا۔ صحیح و سالم کر دیا۔ دھنونتری نے لاکھوں مُردے زندہ کر دیئے۔ لاکھوں کوڑھی وغیرہ مریضوں کو اچھا کر دیا۔ لاکھوں اندھوں اور بہروں کو آنکھ اور کان دیئے۔ اس قسم کی کتھا کو کیوں جھوٹ کہتے ہو؟ اگر مذکورہ بالا باتیں جھوٹی ہیں۔ تو عیسیٰ کی باتیں جھوٹی کیوں نہیں؟ جو دوسرے کی بات کو غلط اور اپنی جھوٹی کو سچی کہتے ہیں۔ وہ ہٹ دھرمی کیوں نہ سمجھے جائیں؟ اس لئے عیسائیوں کی باتیں ہٹ دھرمی کی اور لڑکوں کی مانند ہیں۔ (۶۸)

(۶۹) ”دو شخص جن پر دیو چڑھے تھے۔ قبروں سے نکل کر اُسے ملے۔ وہ ایسے تند تھے۔ کہ کوئی اس راستہ سے نہ چل سکتا تھا۔ اور دیکھو۔ انہوں نے چلا کر کہا اے یسوع خدا کے بیٹے! ہمیں تجھ سے کیا کام! کیا تو اس لئے یہاں آیا ہے۔ کہ وقت سے پہلے ہمیں دُکھ دے۔ سو دیووں نے اس کی منت کر کے کہا۔ کہ اگر تو ہم کو نکالتا ہے۔ تو ہمیں ان سوروں کے غول میں جانے دے۔ تب اس نے انہیں کہا جاؤ۔ اور وہ نکل کر ان سوروں کے غول میں گئے۔ اور دیکھو۔ سوروں کا سارا غول کنارے پر سے دریا میں کودا۔ اور پانی میں ڈوب مرا۔“ (باب ۸۔ آیت ۲۸ تا ۳۲)

محقق۔ بھلا ذرا یہاں غور کیجئے۔ کہ یہ سب باتیں جھوٹی ہیں یا نہیں؟ کیونکہ مُردہ قبر سے کبھی نہیں نکل سکتا۔ وہ کسی کے پاس نہ جاتے نہ بات چیت کرتے ہیں۔ یہ سب باتیں بے علموں کی ہیں۔ جو کہ بالکل جنگلی تھے۔ وہ ایسی باتوں پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ پھر ان سوروں کا خون کرا دیا۔ سور والوں کا نقصان کرنے کا گناہ یسوع کو ہوا ہوگا۔ اور عیسائی لوگ یسوع کو گناہ بخشنے والا اور پاک صاف کرنے والا مانتے ہیں۔ تو ان دیووں کو پاک و صاف کیوں نہ کر سکا؟ اور سور والوں کا نقصان کیوں نہ بھر دیا؟ کیا آج کل کے تعلیم یافتہ عیسائی اور انگریز لوگ ان گپوڑوں کو بھی جانتے ہوئے اگر مانتے ہیں۔ تو توہمات کے جال میں گرفتار ہیں۔ (۶۹)

(۷۰) ”اور دیکھو ایک مفلوج کھٹولے کے مارے کو جو کہ چارپائی پر پڑا تھا۔ اس کے پاس لائے۔ یسوع نے اس کا ایمان دیکھ کر اُس جھولے کے مارے سے کہا۔ اے بیٹے! خاطر جمع رکھ۔ تیرے گناہ معاف ہوئے

میں راستبازوں کو نہیں۔ بلکہ گنہگاروں کو توبہ کے لئے بُلانے آیا ہوں۔" (باب ۹۔ آیت ۱۲-۱۳)

محقق۔ یہ بات بھی ویسی ہی ناممکن ہے جیسی کہ پہلے لکھ آئے ہیں۔ اور جو گناہ معاف کرنے کی بات ہے۔ وہ صرف سادہ لوح آدمیوں کو لالچ کے جال میں گرفتار کرنا ہے۔ جیسی دوسرے کی پی ہوئی شراب بھنگ یا کھائی ہوئی افیون کا نشہ دوسرے کو نہیں چڑھتا۔ ویسے ہی کسی کا کیا ہوا گناہ کسی کو نہیں لگتا۔ بلکہ جو کرتا ہے وہی بھوگتا ہے۔ یہی خدا کا انصاف ہے۔ اگر دوسرے کا کیا ہوا گناہ ثواب دوسرے کو ملے یا عادل خود لے لیویں یا کرنے والوں کو ہی خدا جزا سزا نہ دیوے۔ تو وہ غیر منصف ہو جاوے۔ دیکھو۔ دھرم ہی بہتری کرنے والا ہے۔ یسوع یا اور کوئی نہیں۔ اور دھرماتماؤں کے واسطے یسوع وغیرہ کی کچھ ضرورت نہیں۔ اور نہ گنہگاروں کے لئے کیونکہ گناہ کسی کا چھوٹ نہیں سکتا۔ (۷۰)

(۷۱) "یسوع نے اپنے بارہ شاگردوں کو اپنے پاس بُلا کر انہیں قدرت بخشی۔ کہ ناپاک روحوں کو نکالیں اور ہر طرح کی بیماری اور دُکھ درد کو دور کریں۔ کہنے والے تم نہیں۔ بلکہ تمہارے باپ کی روح ہے۔ جو تم میں بولتی ہے۔ یہ مت سمجھو کہ میں زمین پر صلح کروانے آیا ہوں۔ صلح کروانے نہیں بلکہ تلوار چلوانے آیا ہوں۔ کیونکہ میں آیا ہوں۔ کہ مرد کو اس کے باپ اور بیٹی کو اس کی ماں اور بہو کو اس کی ساس سے جدا کر دوں۔ اور آدمی کے دشمن اس کے گھر ہی کے لوگ ہوں گے۔" (باب ۱۰۔ آیت ۲۰-۳۶)

محقق۔ یہ وہی شاگرد ہیں جن میں سے ایک تیس روپے کے لالچ سے یسوع کو گرفتار کرائے گا۔ اور باقی منحرف ہو کر علیحدہ علیحدہ بھاگیں گے۔ دیووں کا آنا یا نکالنا یہ باتیں علم کے خلاف ہیں۔ اور بلا دوائی یا پرہیز کے بیماریوں کا چھوٹنا قانون قدرت کے خلاف ہے۔ کیا ایسی ایسی باتوں کا ماننا بے علموں کا کام نہیں ہے؟ اگر روحیں بولنے والی نہیں اور خدا بولنے والا ہے۔ تو روحیں کیا کام کرتی ہیں؟ سچائی یا دروغگوئی کا ثمرہ سکھ یا دکھ خدا ہی بھوگتا ہوگا۔ یہ بھی ایک لغو بات ہے۔ جیسا کہ یسوع پھوٹ کرانے اور لڑانے کو آیا تھا۔ وہی آج کل جھگڑا لوگوں میں چل رہا ہے۔ یہ کیسی بُری بات ہے کیونکہ پھوٹ کرانے سے ہمیشہ آدمیوں کو دکھ ہوتا ہے۔ عیسائیوں نے اسی کو گورمنتر سمجھ لیا ہوگا۔ کیونکہ جب ایک دوسرے سے پھوٹ کرانا یسوع ہی اچھا مانتا تھا۔ تو یہ کیوں نہیں مانتے ہوں گے۔ یہ یسوع ہی کا کام ہوگا۔ کہ گھر کے لوگوں کے دشمن گھر کے لوگوں کو بنانا یہ شریف آدمیوں کا کام نہیں ہے۔ (۷۱)

(۷۲) "تب یسوع نے انہیں کہا۔ کہ تمہارے پاس کتنی روٹیاں ہیں۔ وہ بولے۔ سات اور کئی ایک چھوٹی مچھلیاں۔ تب اس نے بھیڑ کو حکم دیا۔ کہ زمین پر بیٹھ جاویں۔ پھر ان سات روٹیوں اور مچھلیوں کو لے کر شکر کیا۔ اور توڑ کر اپنے شاگردوں کو دیا۔ اور شاگردوں نے لوگوں کو اور سب کھا کے آسودہ ہوئے۔ اور ٹکڑوں سے جو بچ رہے تھے۔ انہوں نے سات ٹوکریاں بھر کر اٹھائیں۔ اور کھانے والے سوائے عورتوں اور لڑکوں کے چار ہزار تھے۔" (باب ۱۵۔ آیت ۳۴ تا ۳۸)

محقق۔ دیکھئے۔ کیا یہ آج کل کے جھوٹے کراماتیوں اور شعبدے بازوں وغیرہ کی طرح فریب کی بات نہیں ہے؟ ان روٹیوں میں اور روٹیاں کہاں سے آ گئیں؟ اگر یسوع میں ایسی کرامات ہوتیں۔ تو

وُہ خود بھوکا ہو کر انجیر کے پھل کو کیوں بھٹکا پھرتا۔ اپنے واسطے مٹی، پانی اور پتھر وغیرہ سے حلوا اور روٹیاں کیوں نہ بنا لیں؟ یہ سب باتیں لڑکوں کے کھیل کی مانند ہیں۔ جس طرح کئی سادھو، بیراگی ایسی فریب کی باتیں کر کے جاہلوں کو ٹھگتے ہیں۔ اسی طرح کی یہ باتیں ہیں۔ (۷۲)

(۷۳) "اور تب ہر ایک کو اس کے اعمال کے موافق بدلہ دے گا"۔ (باب ۱۶ - آیت ۲۷)

محقق۔ اگر اعمال کے موافق بدلہ دے گا۔ تو پھر عیسائیوں کا گناہ کے معاف ہونے کی تعلیم دینا بیہودہ ہے۔ اور اگر وہ بات سچی ہے۔ تو یہ جھوٹی ہے۔ اگر کوئی یہ کہے۔ کہ جو معاف کرنے کے لائق ہوں گے وہی معاف کئے جائیں گے۔ اور ناقابلِ معافی معاف نہیں کئے جائیں گے۔ تو یہ بھی ٹھیک نہیں۔ کیونکہ تمام اعمال کا ثمرہ مناسب طور پر دینے میں ہی انصاف اور پورا رحم ہوتا ہے۔ (۷۳)

(۷۴) "اے بے اعتقاد اور ضدی قوم! میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ اگر تمہیں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوتا۔ تو اگر تم اس پہاڑ سے کہتے۔ کہ یہاں سے وہاں چلا جا۔ تو وہ چلا جاتا۔ اور کوئی بات تمہارے لئے ناممکن نہ ہوتی"۔ (باب ۱۷ - آیت ۱۷ - ۲۰)

محقق۔ جو عیسائی لوگ اُپدیش کرتے پھرتے ہیں۔ کہ آؤ ہمارے مذہب میں گناہ معاف کرا کر نجات پاؤ۔ وغیرہ۔ یہ سب باتیں جھوٹ ہیں۔ کیونکہ عیسیٰ میں گناہ کے دور کرنے، ایمان کے قائم اور پاک کرنے کی طاقت ہوتی۔ تو اپنے شاگردوں کا ایمان قائم کر کے اُن کے گناہ کو دور کر کے اُن کو پاک کیوں نہ کر دیتا۔ جو یسوع کے ساتھ ساتھ گھومتے تھے۔ جب اُن کو وہ پاک، ایمان دار اور بہتر نہ بنا سکا۔ تو وہ موت کے بعد نہ جانے کہاں ہوگا؟ اس وقت کسی کو پاک نہیں کر سکے گا۔ جب یسوع کے شاگرد رائی بھر ایمان نہ رکھتے تھے۔ اور انہوں نے یہ کتاب انجیل لکھی ہے۔ پھر یہ کتاب کیونکر مستند ہو سکتی ہے؟ کیونکہ جو بے اعتقاد، ناپاک اور ادھرمی آدمیوں کی تحریر ہوتی ہے۔ اُس پر اعتقاد کرنا بہبودی کی خواہش کرنے والے آدمیوں کا کام نہیں۔ اور اگر یسوع کا یہ قول درست ہے۔ تو ثابت ہوتا ہے۔ کہ کسی عیسائی میں رائی کے دانے کے برابر ایمان نہیں ہے۔ اگر کوئی کہے۔ کہ ہم میں پورا یا تھوڑا ایمان ہے تو اُس کو کہنا چاہیئے۔ کہ آپ اس پہاڑ کو راستہ سے ہٹا دیویں۔ اگر اُن کے ہٹانے سے ہٹ جائے۔ تو بھی ثابت نہ ہوگا۔ کہ ان میں پورا ایمان ہے۔ بلکہ ایک رائی کے دانے کے برابر ہے۔ اور جو نہ ہٹا سکے۔ تو سمجھو۔ ایک قطرہ بھی ایمان عیسائیوں میں نہیں ہے۔ اگر کوئی کہے۔ کہ یہاں غرور وغیرہ برائیوں کا نام پہاڑ ہے۔ تو بھی ٹھیک نہیں۔ کیونکہ اگر ایسا ہو۔ تو مُردے، اندھے، کوڑھی، دیو چڑھوں کو بھلا چنگا کرنے سے سُست، جاہل، زانی اور گمراہ لوگوں کو خبردار کر کے تندرست کرنا مُراد ہوگی۔ تو یہ بھی تسلیم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا۔ تو وہ اپنے شاگردوں کو کیوں نہ سدھار لیتا۔ اس لئے یہ ناممکن باتیں یسوع کی بے علمی کا اظہار کرتی ہیں۔ اگر اس کو کچھ بھی علم ہوتا۔ تو ایسی سادہ لوحی کی باتیں کیوں کہتا؟ سچ ہے۔

یہاں کوئی بھی درخت نہ ہو۔ تو وہاں ارنڈی کا درخت ہی سب سے اچھا اور بڑا شمار کیا جاتا ہے

ایسے ہی وحشی اور جاہلوں کے ملک میں عیسیٰ کا ہونا ہی غنیمت تھا۔ لیکن آج کل یسوع کس گنتی میں ہے؟ (۷۴)

(۷۵) "میں تمہیں سچ کہتا ہوں۔ کہ اگر تم لوگ توبہ نہ کرو۔ اور چھوٹے لڑکوں کی مانند نہ بنو۔ تو آسمان کی بادشاہت میں ہرگز داخل نہ ہو گے"۔ (باب ۱۸ - آیت ۳)

محقق۔ جب اپنی ہی مرضی سے توبہ کرنا بہشت کا باعث اور توبہ نہ کرنا دوزخ کا باعث ہے۔ تو کوئی کسی کا گناہ و ثواب کس طرح لے سکتا ہے؟ اور چھوٹے لڑکے کی مانند ہو جانے کی تعلیم دینے سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یسوع کی باتیں علم اور قانون قدرت کے بالکل خلاف تھیں۔ اور وہ یہ چاہتا تھا۔ کہ لوگ میری باتوں کو بچوں کی مانند مان لیں۔ اور بلا تحقیق کئے آنکھ بند کر کے مان لیں۔ علی العموم اگر عیسائیوں کی عقل بچوں کی سی نہ ہوتی۔ تو وہ ایسی بعید از قیاس اور خلاف از علم باتیں کیوں مانتے؟ مزید آں یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ اگر یسوع آپ خود علم سے محروم اور بچوں کی سی عقل والا نہ ہوتا۔ تو اوروں کو لڑکوں کی مانند بننے کی تعلیم کیوں دیتا؟ کیونکہ جو جیسا ہوتا ہے۔ وہ اوروں کو بھی ویسا ہی بنانا چاہتا ہے۔ (۷۵)

(۷۶) "میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ دولتمندوں کا آسمان کی بادشاہت میں داخل ہونا مشکل ہے۔ بلکہ میں تم سے کہتا ہوں۔ کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گذر جانا اس لئے آسان ہے۔ کہ ایک دولتمند خدا کی بادشاہت میں داخل ہو"۔ (باب ۱۹ - آیت ۲۳ - ۲۴)

محقق۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ عیسیٰ غریب تھا۔ اور دولتمند اس کی عزت نہ کرتے ہوں گے اس لئے ایسا لکھ دیا ہو گا۔ لیکن یہ بات سچ نہیں ہے۔ کیونکہ دولت مند اور مفلسوں میں نیک و بد لوگ ہوتے ہیں۔ جو کوئی اچھا کام کرے۔ وہ اچھا۔ اور جو برا کرے وہ برا ثمرہ پاتا ہے۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ عیسیٰ خدا کی بادشاہت کسی ایک مقام پر مانتا تھا۔ ہر جگہ نہیں۔ جو ایک مقام میں محدود ہے۔ وہ خدا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خدا کی بادشاہت سب جگہ موجود ہے۔ پھر اس میں داخل ہو گا یا نہ ہو گا یہ کہنا صرف بے علمی کی بات ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ جس قدر عیسائی دولت مند ہیں۔ وہ صرف دوزخ میں ہی جائیں گے۔ اور مفلس سب بہشت میں جائیں گے بھلا ذرا تو عیسیٰ غور کرتا۔ کہ جس قدر مال و اسباب دولتمندوں کے پاس ہے۔ اس قدر مفلسوں کے پاس نہیں۔ اگر دولتمند سوچ سمجھ کر دھرم کے کاموں میں (اسے) صرف کریں۔ تو وہ مفلسوں کی نسبت جو گری ہوئی حالت میں ہیں۔ با آسانی اعلیٰ درجہ پر پہنچ سکتے ہیں۔ (۷۶)

(۷۷) "یسوع نے اُن سے کہا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ تم جو میرے پیچھے ہوئے جب نئی خلقت میں ابن آدم اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا۔ تم بھی بارہ تختوں پر بیٹھو گے۔ اور اسرائیل کے بارہ گروہوں کی عدالت کرو گے۔ اور جس نے گھر یا بھائی یا بہن یا ماں باپ یا جورو یا بچوں یا زمین کو میرے نام پہ چھوڑا۔ سو گنا پاوے گا۔ اور ہمیشہ کی زندگی کا مستحق ہو گا"۔ (باب ۱۹ - آیت ۲۸ - ۲۹)

محقق۔ دیکھئے یسوع کی اندرونی لیلا! اُس نے یہ خیال کر کے کہ بعد موت بھی میرے پھندے سے لگ کر نکل نہ جائیں۔ (یہ باتیں گھڑ لیں) جس شخص نے کہ تیس روپے کے لالچ سے اپنے ہادی کو پکڑوا کر مروا دیا۔ ایسے

گنہگار بھی اس کے پاس تخت پر بیٹھیں گے۔ اور اسرائیل کے خاندان کی طرفداری کی وجہ سے انصاف ہی نہ کیا جائے گا۔ بلکہ ان کے سب گناہ معاف ہو جاویں گے۔ اور وہ اور خاندانوں کا انصاف کریں گے اسی وجہ سے تمام عیسائی عیسائیوں کی طرفداری بہت کرتے ہیں۔ اگر کوئی گورہ کسی کالے کو مار ڈالے تو بھی طرفداری کر کے عموماً مجرم کو بے قصور ٹھہرا کر بری کر دیا جاتا ہے۔ ایسا ہی یسوع کے بہشت میں بھی انصاف ہوگا۔ یہاں پر ایک اور اعتراض پیدا ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ ایک شخص دنیا کی پیدائش کے آغاز میں مرا۔ اور دوسرا قیامت کی رات کو۔ پہلا شخص تو قیامت تک انتظار میں رہے گا۔ اور دوسرے کا انصاف اسی وقت ہو جائے گا۔ دیکھئے یہ کتنی بڑی بے انصافی ہے۔ جو دوزخ میں پڑے گا۔ وہ لاانتہا زمانہ تک دوزخ کا عذاب بھوگے گا۔ اور جو بہشت میں جائے گا۔ وہ ہمیشہ راحت بھوگے گا۔ یہ کس قدر بے انصافی ہے۔ کیونکہ محدود تدابیر اور محدود اعمال کا ثمرہ محدود ہونا چاہیئے۔ دو کے عمل کے بالکل مساوی گناہ یا ثواب نہیں ہو سکتے۔ اس لئے رنج و راحت کی کمی بیشی کی وجہ سے کم و بیش درجوں کے بہت سے بہشت اور دوزخ ہوں۔ تب ہی تو روحیں سکھ دکھ بھوگ سکتی ہیں۔ سو اس بات کا ذکر کہیں بھی عیسائیوں کی کتاب میں نہیں ہے۔ پس یہ کتاب خدا کی طرف سے نہیں ہے۔ اور نہ ہی یسوع خدا کا بیٹا ہو سکتا ہے۔ کسی شخص کے ماں باپ سو سو ہرگز نہیں ہو سکتے۔ یہ بڑے اندھیر کی بات ہے۔ کیونکہ ایک شخص کی ایک ہی ماں اور ایک ہی باپ ہوتا ہے۔ جو مسلمانوں نے لکھا ہے۔ ایک شخص کو بہتر حوریں بہشت میں ملیں گی۔ قیاساً معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ ذکر یہاں سے لیا ہوگا۔ (۷۷)

(۷۸) ”اور جب صبح کو شہر میں جانے لگا۔ اسے بھوک لگی۔ تب انجیر کا ایک درخت راہ کے کنارے دیکھ کر اس کے پاس گیا۔ اور جب پتوں کے سوا اس میں کچھ نہ پایا۔ تو کہا۔ اب سے تجھ میں کبھی پھل نہ لگے وہیں انجیر کا درخت سوکھ گیا۔“ (باب ۲۱۔ آیت ۱۸-۱۹)

محقق - تمام پادری اور عیسائی لوگ کہتے ہیں۔ کہ عیسیٰ بڑا حلیم الطبع ’بردبار‘ اور غصہ وغیرہ سے مبرا تھا مگر اس بات کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے۔ کہ عیسیٰ غصہ ور تھا۔ اور اسے موسموں کا بھی علم نہ تھا۔ اور اس کی بے علم آدمیوں کی سی خصلت تھی۔ بھلا بے جان درخت کا کیا قصور تھا۔ کہ اس کو بددعا دی اور وہ سوکھ گیا۔ درخت اس کی بددعا سے نہ سوکھا ہوگا۔ بلکہ کسی دوائی کے ڈالنے سے سوکھ گیا۔ تو تعجب نہیں۔ (۷۸)

(۷۹) ”ان دنوں کی مصیبت کے بعد معاً یا فوراً سورج اندھیرا ہو جائے گا۔ اور چاند اپنی روشنی نہ دیگا اور ستارے آسمان سے گر جائیں گے۔ اور آسمان کی قوتیں ہل جائیں گی۔“ (باب ۲۴۔ آیت ۲۹)

محقق - واہ! عیسیٰ صاحب! آپ نے کس علم سے جانا۔ کہ ستارے گر پڑیں گے۔ اور آسمان کی کونسی فوج ہے۔ کہ جو گر جائے گی؟ اگر عیسیٰ تھوڑا بھی علم پڑھا ہوتا۔ تو ضرور جان لیتا۔ کہ ستارے سب دنیا میں ہیں۔ اور وہ کیونکر گر سکتے ہیں۔ چونکہ عیسیٰ بڑھئی کے گھر پیدا ہوا تھا۔ ہمیشہ لکڑی چیرنے، چھیلنے، کاٹنے اور جوڑنے کا کام کرتا ہوگا۔ اسے اس جنگلی ملک میں جب پیغمبر بننے کا شوق پیدا ہوا۔ تب ایسی باتیں

بنانے لگا۔ کتنی باتیں اس کے منہ سے اچھی بھی نکلیں۔ اور بہت سی بُری بھی۔ وہاں کے لوگ جنگلی تھے۔ اُس کی باتوں پر یقین کر بیٹھے۔ جیسا کہ آج کل یورپ ترقی کر رہا ہے۔ اگر ایسا ہی اس وقت ہوتا۔ تو اس کے معجزے کوئی نہ مانتا۔ باوجود کچھ قدر علم ہونے کے عیسائی لوگ اب بھی ہٹ دھرمی اور پیچیدگی معاملات کی وجہ سے اس لڑدی مذہب سے کنارہ کش ہو کر مکمل سچائی سے بھرے ہوئے ویدمارگ کی طرف رجوع نہیں ہوسکتے۔ یہی ان میں نقص ہے (۷۹)

(۸۰) "آسمان اور زمین ٹل جائیں گے۔ پر میری باتیں ہرگز نہ ٹلیں گی" (باب ۲۴- آیت ۳۵)

محقق۔ یہ بات بھی بے علمی اور سادہ لوحی کی ہے۔ بھلا آسمان ٹل کر کہاں جائے گا؟ جب آسمان نہایت لطیف ہونے کی وجہ سے آنکھ سے دکھائی ہی نہیں دیتا۔ تو اس کا ہلنا کون دیکھ سکتا ہے؟ اور اپنے منہ میاں مٹھو بننا شریف آدمیوں کا شیوہ نہیں۔ (۸۰)

(۸۱) "تب وہ بائیں طرف والوں سے کہے گا۔ اے ملعونو! میرے سامنے سے اُس ہمیشہ کی آگ میں چلے جاؤ جو شیطان اور اس کے فرشتوں کے لئے تیار کی گئی ہے" (باب ۲۵- آیت ۴۱)

محقق۔ بھلا یہ کتنی طرفداری کی بات ہے۔ کہ جو اپنے شاگرد ہیں۔ ان کو تو بہشت نصیب ہو اور غیروں کو ہمیشہ کی آگ میں ڈالا جاوے۔ لیکن جب لکھا ہے۔ کہ آسمان ہی نہ رہے گا۔ تو ہمیشہ کی آگ دوزخ اور بہشت کہاں رہیں گے؟ اگر شیطان اور فرشتوں کو خدا نہ بناتا۔ تو دوزخ کی اس قدر تیاری کیوں کرنی پڑتی؟ اور جب صرف ایک شیطان ہی خدا کے غضب سے نہ ڈرا۔ تو وہ خدا کیسا ہوا؟ کیونکہ وہ اسی کا فرشتہ ہو کر باغی ہو گیا تھا۔ خدا نہ تو اسے گرفتار کر کے قید کر سکا۔ اور نہ جان سے مار سکا۔ تو پھر اس کی خدائی کہاں رہی۔ اور دیکھئے شیطان نے عیسیٰ کو بھی چالیس دن دکھ دیا۔ اور عیسیٰ بھی اس کا کچھ نہ کر سکا۔ تو پھر اس کا بھی خدا کا بیٹا ہونا فضول ٹھہرا۔ پس ثابت ہوا۔ کہ نہ تو عیسیٰ خدا کا بیٹا ہے اور نہ بائیبل کا خدا سچا خدا ہے۔ (۸۱)

(۸۲) "تب ان بارہ شاگردوں میں سے ایک نے جس کا نام یہوداہ اسکریوطی تھا سردار کاہنوں کے پاس جا کر کہا۔ کہ میں اُسے (یسوع) کو پکڑوا دوں۔ تو مجھے کیا دو گے؟ تب انہوں نے اس سے تیس روپے کا اقرار کیا" (باب ۲۶- آیت ۱۴-۱۵)

محقق۔ اب عیسیٰ کے سلسلے معجزے اور ساری خدائی یہاں پر ظاہر ہو گئی۔ کیونکہ جو اس کا شاگرد رشید تھا۔ وہ بھی اس کی صحبت سے پاک نہ بن سکا۔ تو بتلائیے۔ اوروں کو وہ موت کے بعد کس طرح پاک بنا سکے گا۔ عیسیٰ پر ایمان لانے والے۔ اس پر یقین لانے والے کس قدر دھوکا کھا رہے ہیں۔ کیونکہ جس نے اپنے شاگرد کا اپنی حیات میں کچھ بھلا نہ کیا۔ وہ موت کے بعد دوسروں کی کیا بہتری کر سکتا ہے؟ (۸۲)

(۸۳) "اُن کے کھانے کے وقت یسوع نے روٹی لی۔ اور برکت مانگ کے توڑی۔ پھر شاگردوں کو دے کر کہا۔ لو کھاؤ۔ یہ میرا بدن ہے۔ پھر پیالہ لے کر شکر کیا۔ اور انہیں دے کر کہا۔ تم سب اس میں سے پیو۔ کیونکہ یہ میرا لہو ہے۔ یعنی نئے عہد کا لہو" (باب ۲۶- آیت ۲۶ تا ۲۸)

محقق۔ بھلا ایسی بات بجز بے علم اور سادہ لوح کے کوئی بھی شائستہ آدمی کہہ سکتا ہے۔ کیا کوئی کھانے کی چیز کو گوشت اور پینے کی چیز کو لہو کہہ سکتا ہے۔ عیسیٰ کی اِس بات کو آج کل کے عیسائی خداوند کا کھانا کہتے ہیں۔ یہ بات کیسی بُری ہے۔ جنہوں نے اپنے پیر کے گوشت اور لہو کو کھانے پینے کی چیزیں فرض کر کے نہ چھوڑا وہ اوروں کا گوشت کیسے چھوڑ سکتے ہیں؟ (۸۳)

(۸۴) "تب اس نے پطرس اور زبدی کے دو بیٹے ساتھ لئے۔ اور غمگین اور نہایت دلگیر ہونے لگا۔ تب اس نے اُن سے کہا۔ کہ میرا دل نہایت غمگین ہے۔ یہاں تک کہ میری موت قریب ہے..... اور کچھ آگے بڑھ کر منہ کے بل گرا۔ اور دُعا مانگتے ہوئے کہا۔ کہ اے میرے باپ! اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ہٹ جائے۔"

(باب ۲۶ - آیت ۳۷ تا ۳۹)

محقق۔ دیکھئے عیسیٰ ایک معمولی آدمی تھا۔ اگر خدا کا بیٹا اور تینوں زمانوں کا جاننے والا اور عالم شخص ہوتا۔ تو ایسی بے جا حرکت نہ کرتا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ دھوکے کی ٹٹی کہ عیسیٰ خدا کا بیٹا ماضی اور مستقبل کا جاننے والا۔ اور گناہ معاف کرنے والا ہے۔ اس نے خود یا اس کے شاگردوں نے گھڑی کی ہے۔ اس سے یہ جانا جاتا ہے۔ کہ وہ صرف سیدھا سادہ معمولی آدمی تھا۔ نہ کہ عالم۔ یوگی اور سدھ (صاحبِ کرامات)۔ (۸۴)

(۸۵) "وہ یہ کہہ ہی رہا تھا۔ کہ یہودا جو اِن بارہوں میں سے ایک تھا۔ آیا اور اس کے ساتھ ایک بڑی بھیڑ تلواریں اور لاٹھیاں لئے سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں کی طرف سے آ پہنچی۔ اور اس کے پکڑوانے والے نے انہیں یہ کہہ کر پتہ دیا تھا۔ کہ جسے میں چوموں وہی ہے۔ اُسے پکڑ لینا۔ اُس نے وہیں یسوع کے پاس آ کر کہا۔ اے ربی! اسلام! اور چوم لیا۔ تب انہوں نے پاس آ کر یسوع پر ہاتھ ڈالے اور اُسے پکڑ لیا۔ تب سب شاگرد اُس کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ آخر دو جھوٹے گواہوں نے آ کر کہا۔ کہ اس نے کہا ہے کہ میں خدا کا گھر ڈھا سکتا اور پھر تین دن میں اسے بنا سکتا ہوں۔ تب سردار کاہن نے اُس سے اٹھ کر کہا تو کچھ جواب نہیں دیتا۔ یہ تجھ پر کیا گواہی دیتے ہیں؟ مگر یسوع چپ رہا۔ تب سردار کاہن نے اُس سے کہا میں تجھے زندہ خدا کی قسم دیتا ہوں۔ کہ اگر تو مسیح خدا کا بیٹا ہے تو ہم سے کہہ۔ یسوع نے کہا۔ ہاں وہی جو تو کہتا ہے۔ تب سردار کاہن نے اپنے کپڑے پھاڑ کر کہا۔ کہ یہ کفر کہہ چکا ہے۔ اب ہمیں گواہ کی کیا ضرورت ہے۔ تم نے آپ اس کا کفر سُنا۔ اب تمہاری کیا صلاح ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا۔ وہ قتل کے لائق ہے۔ تب انہوں نے اس کے منہ پر تھوکا۔ اور اُسے گھونسے مارے۔ اور دوسروں نے اسے طمانچہ مار کے کہا۔ اے مسیح! ہمیں گذشتہ بات بتا۔ کہ کس نے تجھے مارا۔ جب پطرس باہر دالان میں تھا۔ ایک لونڈی نے اُس کے پاس آ کے کہا۔ تو بھی یسوع گلیلی کے ساتھ تھا۔ پر اُس نے سب کے سامنے انکار کر کے کہا۔ میں نہیں جانتا۔ کہ تو کیا کہتی ہے؟ پھر جب وہ ڈیوڑھی کی طرف باہر چلا۔ ایک دوسری (لونڈی) نے اُسے دیکھ کر اُن سے جو وہاں تھے کہا۔ کہ یہ بھی یسوع ناصری کے ساتھ تھا۔ تب اُس نے قسم کھا کر پھر انکار کیا۔ کہ میں اس شخص کو نہیں جانتا۔ تب اس نے لعنت بھیج کر اور قسم کھا کر کہا۔ کہ میں اس شخص کو نہیں جانتا۔"

(باب ۲۶ - آیت ۴۷ تا ۴۹ - ۵۰ - ۵۶ - ۶۲ تا ۶۷ - ۷۴)

محقق - دیکھئے عیسیٰ میں نہ ہی اتنی طاقت اور نہ ہی اتنا جلال تھا۔ کہ وہ اپنے شاگردوں کو پختہ ایمان والا بنا سکے۔ تاکہ وہ ایسے ہو جاتے۔ کہ اگر انہیں اپنی جان پر بھی کھیلنا پڑتا۔ تو بھی اپنے ابّی (استاد) کو لالچ سے نہ پکڑواتے۔ نہ منکر ہوتے۔ نہ جھوٹ بولتے۔ نہ جھوٹی قسم کھاتے۔ عیسیٰ میں کوئی بھی معجزہ نہ تھا مثلاً توریت میں لکھا ہے۔ لوط کے گھر پر مہمانوں کو مارنے کے لئے بہت سے لوگ چڑھ آئے تھے۔ وہاں خدا کے دو فرشتے تھے۔ انہوں نے اُن کو اندھا کر دیا۔ اگرچہ یہ بات بھی ناممکن تھی۔ تاہم یہ تو ثابت ہو گیا۔ کہ عیسیٰ کرامات میں لوط کے برابر بھی نہ تھا۔ آج کل عیسائیوں نے اس قدر شور عیسیٰ کے نام پر کیوں مچا رکھا ہے۔ بجائے ایسی ذلت سے مرنے کے اگر وہ خود لنگر یا سمادھی چڑھا کر یا کسی اور طرح سے جان دیتا۔ تو اچھا تھا۔ مگر یہ تمیز سوائے علم کے کیسے حاصل ہو۔ (۸۵)

وہ عیسیٰ یہ کہتا ہے۔ کہ:-

(۸۶) "میں ابھی اپنے باپ سے مانگ سکتا ہوں۔ اور وہ فرشتوں کے بارہ تمن سے زیادہ میرے لئے حاضر کر دے گا۔"

(باب ۲۶ - آیت ۵۳)

محقق - خوب! دھمکاتا بھی جاتا ہے۔ اور اپنی اور اپنے باپ کی بڑائی بھی کئے جاتا ہے۔ لیکن کچھ کر نہیں سکتا۔ دیکھو تعجب کی بات۔ کہ جب سردار کاہن نے پوچھا۔ کہ یہ لوگ تیرے خلاف شہادت دیتے ہیں۔ اس کا جواب دے۔ تو عیسیٰ خاموش رہا۔ یہ عیسیٰ نے اچھا نہ کیا۔ سچ سچ کہہ دینا چاہیئے تھا۔ اور بہت سی گھمنڈ کی باتیں کرنی مناسب نہ تھیں۔ مگر جنہوں نے عیسیٰ پر جھوٹا الزام لگا کر اُسے مارا۔ انہیں بھی ایسا کرنا واجب نہ تھا۔ کیونکہ عیسیٰ کا کوئی ایسا سنگین جرم نہ تھا۔ جو اُس پر لگایا گیا۔ لیکن وہ بھی تو جنگلی تھے۔ انصاف کرنا کیا جانیں۔ اگر عیسیٰ جھوٹ موٹ خدا کا بیٹا نہ بنتا۔ اور وہ اس کے ساتھ یہ بدسلوکی نہ کرتے۔ تو دونوں کے حق میں اچھا ہوتا۔ لیکن اس قدر علم۔ دھرماتماپن اور انصاف کی خصلت کہاں سے لاتے؟ (۸۶)

(۸۷) "پھر یسوع حاکم کے روبرو کھڑا تھا۔ اور حاکم نے اُس سے پوچھا۔ کیا تو یہودیوں کا بادشاہ ہے؟ یسوع نے اس سے کہا۔ ہاں۔ تو ٹھیک کہتا ہے۔ اور اس وقت سردار کاہن اور بزرگ اس پر فریاد کر رہے تھے۔ پر وہ کچھ جواب نہ دیتا تھا۔ تب پلاطس نے اُس سے کہا۔ کہ تو نہیں سنتا۔ کہ یہ تجھ پر کتنی گواہیاں دیتے ہیں؟ پر اس نے اُن کی ایک بات کا بھی جواب نہ دیا چنانچہ حاکم نے بہت تعجب کیا۔ پلاطس نے اُن سے کہا۔ پھر یسوع کو جو مسیح کہلاتا ہے۔ میں کیا کروں؟ ان سبھوں نے اس سے کہا۔ اُسے صلیب دے۔ اور یسوع کو کوڑے مار کر حوالے کر دیا۔ کہ صلیب پر کھینچا جاوے۔ تب حاکم کے سپاہیوں نے یسوع کو قلعہ میں لیجا کر ساری پلٹن اُس کے گرد جمع کی۔ اور اُس کے کپڑے اُتار کر اُسے قرمزی پیراہن پہنایا اور کانٹوں کا تاج بنا کر اُس کے سر پر رکھا۔ اور ایک سرکنڈا اُس کے داہنے ہاتھ میں دیا۔ اور اُس کے آگے گھٹنے ٹیک کر اس پر ٹھٹھا مار کر کہا۔ کہ اے یہودیوں کے بادشاہ! سلام۔ اور اس پر تھوکا اور سرکنڈا لے کر اُس کے سر پر مارا۔ جب وہ اس سے ٹھٹھا کر چکے۔ تو اس پیراہن کو اس پر سے اُتار کر

پھر اُسی کے کپڑے اسے پہنائے۔ اور صلیب پر کھینچنے کو لے چلے۔ اور ایک مقام گلگتا نامی یعنی کھوپڑی کی جگہ پر پہنچ کے پِت ملا ہوا سرکہ اسے پینے کو دیا۔ اُس نے چکھ کے نہ چاہا۔ کہ پیئے۔ اور انہوں نے اسے صلیب پر کھینچ کر اور اس کے قتل کا سبب لکھ کر اُس کے سر سے اُونچا ٹانک دیا...... اور اُس کے ساتھ دو چور بھی صلیب پر کھینچے گئے۔ ایک دائیں۔ دوسرا بائیں۔ اور جو اِدھر اُدھر سے جاتے سر ہلا کر اسے ملامت کرتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ اے خدا کے گھر کو ڈھانے والے! اب اپنے آپ کو بچا۔ اگر تو خدا کا بیٹا ہے۔ تو صلیب پر سے اتر آ۔ یونہی سردار کاہنوں نے بھی فقیہوں اور بزرگوں کے ساتھ ٹھٹھا مار کے کہا۔ اس نے اوروں کو بچایا۔ پر اپنے آپ کو نہیں بچا سکا۔ اگر اسرائیل کا بادشاہ ہے تو اب صلیب پر سے اتر آئے۔ تو ہم اس پر ایمان لاویں گے۔ اُس نے خدا پر بھروسہ رکھا۔ اگر وہ اس کو چاہتا ہے۔ تو وہ اب اس کو چھڑادے۔ کیونکہ کہتا تھا۔ کہ مَیں خدا کا بیٹا ہوں۔ اسی طرح وہ چور بھی جو اس کے ساتھ صلیب پر کھینچے گئے تھے۔ اُسے طعنہ مارتے تھے۔ تب چھٹویں گھنٹے سے لے کر نویں گھنٹے تک ساری سرزمین میں اندھیرا چھا گیا۔ نویں گھنٹے کے قریب بڑے شور سے یسوع نے چلا کر کہا۔ "ایلی ایلی لما سبقتنی" اے میرے خدا! اے میرے خدا!! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟ اُن میں سے بعضوں نے جو وہاں کھڑے تھے یہ سن کر کہا۔ کہ وہ الیاس کو پکارتا ہے۔ وہیں ان میں سے ایک نے دوڑ کر بادل (اسپنج) لیا۔ اور سرکہ میں بھگویا۔ اور نل پر رکھ کر چوسایا۔ اور یسوع نے پھر بڑے زور سے چلا کر جان دی" متی باب ۲۷۔ آیت ۰ ۱۹ و ۲۲ - ۲۶ تا ۳۱ و ۳۳ - ۳۴ و ۳۷ تا ۵۰)

محقق ہر دفعہ عیسیٰ کے ساتھ ان بدمعاشوں نے بدسلوکی ہی کی۔ لیکن اس میں عیسیٰ کا بھی قصور ہے کیونکہ خدا کا نہ کوئی بیٹا ہے نہ وہ کسی کا باپ ہے۔ اگر وہ کسی کا باپ ہو۔ تو کسی کا سسر سالا اور رشتہ دار بھی ہو۔ جب حاکم نے پوچھا تھا۔ تو سچ سچ بیان کر دیتا۔ اگر عیسیٰ کے پہلے کیے ہوئے معجزات ٹھیک اور درست ہوتے۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ اب بھی صلیب پر سے اُتر کر سب کو اپنا پیرو بنا لیتا۔ اور اگر وہ خدا کا بیٹا ہوتا۔ تو خدا بھی اُس کو بچا لیتا۔ نیز اگر وہ تینوں زمانوں کے جاننے والا ہوتا تو پِت ملا سرکہ چکھ کر کیوں چھوڑتا؟ کیونکہ وہ پہلے ہی جانتا ہوتا۔ اگر وہ صاحب کرامات ہوتا۔ تو چلا چلا کر کیوں جان دیتا۔ اس لئے جاننا چاہیئے۔ کہ خواہ کوئی کتنی ہی چالاکی کرے۔ لیکن آخر میں سچ سچ اور جھوٹ جھوٹ ثابت ہو جاتا ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ عیسیٰ اس زمانہ کے جنگلی لوگوں میں کچھ اچھا تھا۔ نہ وہ کراماتی، نہ خدا کا بیٹا، اور نہ ہی عالم تھا۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا۔ تو اتنا عذاب کیوں بھوگتا؟ (۸۷)

(۸۸) "اور دیکھو ایک بڑا بھونچال آیا۔ کیونکہ خداوند کا فرشتہ آسمان سے اتر کے آیا۔ اور اس پتھر کو قبر سے ڈھلکا کر بیٹھ گیا۔ وہ یہاں نہیں ہے۔ کیونکہ جیسا اس نے کہا تھا۔ وہ جی اٹھا ہے جب وہ اُس کے شاگردوں کو خبر دینے جاتی تھیں۔ دیکھو یسوع اُن سے ملا۔ اور کہا سلام! انہوں نے پاس آ کر اس کے قدم پکڑے۔ اور اسے سجدہ کیا۔ تب یسوع نے انہیں کہا مت ڈرو۔ پر جا کر

"میرے بھائیوں سے کہو۔ کہ گلیل کو جاویں۔ وہاں مجھے دیکھیں گے۔ پھر وہ گیارہ شاگرد گلیل کے اس پہاڑ پر جہاں یسوع نے انہیں فرمایا تھا گئے۔ اور اسے دیکھ کر انہوں نے اس کو سجدہ کیا۔ پر بعضے شک میں رہے۔ اور یسوع نے پاس آکر ان سے کہا۔ کہ آسمان اور زمین کا سارا اختیار مجھے دیا گیا۔۔۔۔۔ اور دیکھو میں زمانے کے تمام ہونے تک ہر روز تمہارے ساتھ ہوں۔۔۔۔۔"

(باب ۲۸۔ آیت ۲-۶-۹-۱۰-۱۶ تا ۱۸-۲۰)

محقق۔ یہ بات بھی قابل تسلیم نہیں ہے۔ کیونکہ خلاف علم اور خلاف قانون قدرت ہے۔ اول تو خدا کے پاس فرشتوں کا ہونا۔ ان کو جا بجا بھیجنا۔ ان کا اوپر سے اترنا وغیرہ باتیں ناممکن ہیں۔ کیا خدا کوئی تحصیلدار یا کلکٹر ہے؟ کیا اسی جسم سے وہ آسمان پر گیا۔ اور پھر جی اٹھا۔ کیا اسی جسم کے قدم پکڑ کر ان عورتوں نے سجدہ کیا؟ اور وہ (جسم) تین دن تک سڑ کیوں نہ گیا؟ اور اپنے منہ سے سب کا حاکم بننا صرف دمبھ (نمود) کی بات ہے۔ شاگردوں سے ملنا اور ان سے باتیں کہنا ناممکن ہے۔ کیونکہ اگر یہ تمام باتیں سچ ہوں۔ تو آج کل کے مردے کیوں نہیں جی اٹھتے۔ اور اسی جسم سے آسمان کو کیوں نہیں جاتے؟ (۸۸)

متی کی انجیل میں سے لکھ چکے۔ اب مرقس کی انجیل کے بارہ میں لکھا جاتا ہے۔

مرقس کی انجیل

(۸۹) "یہ کیا بڑھئی نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" (باب ۶۔ آیت ۳)

محقق۔ دراصل یوسف بڑھئی تھا۔ اس لیے عیسیٰ بھی بڑھئی تھا۔ کئی برس تک بڑھئی کا کام کرتا رہا۔ بعد پیغمبر بنتا بنتا خدا کا بیٹا ہی بن بیٹھا۔ اور ایسا ہی جنگلی لوگ اسے ماننے لگ گئے۔ تب ہی تو بڑی کاریگری ظاہر کی۔ کاٹنا کوٹنا پھوڑنا پھاڑنا بڑھئی کا ہی کام ہوتا ہے (۸۹)

لوقا کی انجیل

(۹۰) "یسوع نے اس کو کہا۔ تو کیوں مجھ کو نیک کہتا ہے۔ کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا"

(باب ۱۸۔ آیت ۱۹)

محقق۔ جب خود عیسیٰ ہی خدا کو لاشریک بتاتا ہے۔ تو عیسائیوں نے روح القدس، باپ اور بیٹا تین (خدا) کہاں سے بنا لیے؟ (۹۰)

(۹۱) "تب اسے ہیرودیس کے پاس بھیجا۔ ہیرودیس یسوع کو دیکھ کے بہت خوش ہوا۔ کیونکہ مدت سے چاہتا تھا کہ اسے دیکھے۔ اس نے اس کی بابت بہت کچھ سنا تھا۔ اور اس کی کوئی کرامات دیکھنے کی امید تھی۔ اور اس نے اس سے بہتیری باتیں پوچھیں۔ پر اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ (باب ۲۳۔ آیت ۷ تا ۹)

محقق۔ یہ بات متی کی انجیل میں نہیں ہے۔ اس لیے شہادت میں فرق آگیا۔ کیونکہ سارے گواہ متفق الرائے نہیں ہیں۔ اگر عیسیٰ چالاک اور کراماتی ہوتا۔ تو (ہیرودیس کی باتوں کا) ضرور جواب دیتا۔ اور کرامات بھی دکھلاتا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ عیسیٰ میں علمیت اور کرامات کچھ بھی نہیں تھی۔ (۹۱)

یوحنا کی انجیل

(۹۲) "ابتدا میں کلام تھا۔ اور کلام خدا کے ساتھ تھا۔ اور کلام خدا تھا یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا۔ سب چیزیں اس سے موجود ہوئیں۔ اور کوئی چیز موجود

نہ تھی۔ جو بغیر اس کے ہوئی ہو۔ زندگی اس میں تھی۔ اور وہ زندگی انسان کا نور تھی"۔ (باب ۱۔ آیت ۱تا۴)

محقق۔ ابتدا میں کلام بغیر متکلم کے نہیں ہو سکتا۔ اور اگر کلام خدا کے ساتھ تھا۔ تو ایسا کہنا ہی فضول ہے۔ اور کلام خدا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جب وہ ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا۔ تو یہ بتاؤ۔ کہ پہلے کلام تھا یا خدا؟ اور کلام کے ذریعے خلقت کبھی پیدا نہیں ہو سکتی۔ جب تک اس کی علت مادی نہ ہو کلام کے بغیر بھی چپ چاپ رہ کر خالق خلقت پیدا کر سکتا ہے۔ زندگی کس میں تھی؟ اور کیسی تھی؟ ان الفاظ سے جیو کا ازلی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اگر جیو ازلی ہے۔ تو آدم کے نتھنوں میں سانس پھونکنا جھوٹ ہوا اور زندگی کیا انسانوں کا ہی نور ہے حیوانات وغیرہ کا نہیں؟ (۹۲)

(۹۳) جب شام کا کھانا چنا گیا۔ شیطان نے شمعون کے بیٹے یہودا اسکریوطی کے دل میں ڈالا۔ کہ اسے پکڑوا دے"۔

(باب ۱۳۔ آیت ۲)

محقق۔ یہ بات درست نہیں۔ کیونکہ عیسائیوں سے پوچھنا چاہیئے۔ کہ اگر شیطان سب کو بہکاتا ہے۔ تو شیطان کو کون بہکاتا ہے؟ اگر کہو کہ شیطان خود بخود بہکتا ہے۔ تو پھر انسان بھی خود بخود بہک سکتے ہیں پھر شیطان کا کیا کام؟ اگر شیطان کا پیدا کرنے والا اور بہکانے والا خدا ہے۔ تو وہی شیطان کا شیطان عیسائیوں کا خدا ٹھہرا۔ اور خدا ہی نے سب کو اس کے ذریعے سے بہکایا ہے۔ بھلا ایسے کام خدا کے ہو سکتے ہیں؟ سچ تو یہی ہے۔ کہ عیسائیوں کی اس کتاب کو الہامی، اور عیسیٰ کو خدا کا بیٹا جنہوں نے بنایا۔ وہ شیطان ہوں تو ہوں۔ یہ کتاب خدا کی طرف سے نہیں۔ اور نہ اس میں بیان کردہ خدا خدا ہے۔ اور نہ عیسیٰ خدا کا بیٹا ہو سکتا ہے۔ (۹۳)

(۹۴) "تمہارا دل نہ گھبرائے تم خدا پر ایمان لاتے ہو۔ مجھ پر بھی ایمان لاؤ۔ میرے باپ کے گھر میں بہت مکان ہیں۔ نہیں تو میں تمہیں کہتا۔ میں جاتا ہوں تاکہ تمہارے لئے جگہ تیار کروں۔ اور جس حالت میں کہ میں جاتا۔ اور تمہارے لئے جگہ تیار کرتا۔ اور پھر آؤں گا اور تمہیں اپنے ساتھ لوں گا تاکہ جہاں میں ہوں تم بھی ہو۔ یسوع نے اسے کہا۔ راہ حق اور زندگی میں ہوں۔ کوئی بغیر میرے وسیلے کے باپ کے پاس نہیں آسکتا۔ اگر تم مجھے جانتے۔ تو میرے باپ کو بھی جانتے"۔ (باب ۱۴۔ آیت ۱تا۴۔ ۶-۷)

محقق۔ بتائیے! عیسیٰ کی یہ باتیں کیا پوپ لیلا سے کم ہیں؟ اگر ایسا دام نہ پھیلاتا۔ تو اس کے مذہب میں کون پھنستا؟ کیا عیسیٰ نے اپنے باپ کا ٹھیکہ لے لیا ہے؟ اور اگر وہ عیسیٰ کے بس میں ہے تو غیر کے تابع ہونے سے وہ خدا ہی نہیں۔ کیونکہ خدا کسی کی سفارش نہیں سنتا۔ کیا عیسیٰ کے پہلے کوئی بھی خدا کو نہیں پہنچا؟ کہ عیسیٰ جگہ وغیرہ کا لالچ دیتا ہے۔ جو اپنے منہ سے راہ حق اور زندگی بنتا ہے۔ وہ ہر طرح سے شیخی ہے۔ اس لئے یہ باتیں کبھی درست نہیں ہو سکتیں (۹۴)

(۹۵) "میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے۔ اسے کام جو میں کرتا ہوں۔ وہ بھی کرے گا اور ان سے بھی بڑے کام کرے گا"۔

(باب ۱۴۔ آیت ۱۲)

محقق۔ دیکھیے۔ جو عیسائی لوگ عیسیٰ پر پورا ایمان رکھتے ہیں۔ وہ اس کی مانند مردوں کو زندہ

کرنے کا کام کیوں نہیں کر سکتے۔ اور اگر ایمان لانے سے بھی معجزے نہیں دکھا سکتے۔ تو تحقیق جاننا چاہیئے۔ کہ عیسیٰ نے بھی معجزے نہیں دکھائے ہوں گے۔ خود عیسیٰ ہی کہتا ہے۔ کہ تم بھی معجزے کرو گے لیکن آج کل کوئی بھی عیسائی ایک بھی معجزہ نہیں کر سکتا۔ اس لیے جس کی دل کی آنکھیں پھوٹ گئی ہوں۔ وہ عیسیٰ کو مردوں کے زندہ کرنے والا مان لے۔ (۹۵)

(۹۶) "جو اکیلا سچا خدا ہے۔" (باب ۱۷۔ آیت ۳)

محقق۔ جب لاشریک واحد ہے۔ تو عیسائیوں کا تین خدا ماننا بالکل جھوٹ ہے۔ اسی طرح بہت مقاموں پر انجیل میں لغو باتیں بھری پڑی ہیں۔ (۹۶)

یوحنا کے مکاشفات کی کتاب

اب یوحنا کی عجیب غریب باتیں سنو:۔

(۹۷) "اور ان کے سروں پر سونے کے تاج تھے۔ اور آگ کے سات چراغ اس تخت کے آگے روشن تھے۔ یہ خدا کی سات روحیں ہیں۔ اور تخت کے آگے شیشہ کا ایک سمندر بلور کی مانند تھا۔ اور تخت کے بیچوں بیچ اور تخت کے گرداگرد چار جاندار تھے جو آگے پیچھے آنکھوں سے بھرے تھے۔" (باب ۴۔ آیت ۴ تا ۶)

محقق۔ دیکھئے عیسائیوں کا بہشت ایک شہر کی مانند ہے۔ اور ان کا خدا بھی چراغ کی مانند آگ ہے اور سنہری تاج زیور پہنانا اور آنکھوں کا آگے پیچھے ہونا اور تخت کے ارد گرد دیٹر وغیرہ چار جانداروں کا ہونا بعید از قیاس ہے۔ ان باتوں کو کون مان سکتا ہے؟ (۹۷)

(۹۸) "اور میں نے اس کے داہنے ہاتھ میں جو تخت پر بیٹھا تھا۔ ایک کتاب دیکھی جو اندر اور باہر لکھی ہوئی اور سات مہروں سے بند تھی۔ ..... کہ کون اس لائق ہے کہ اس کتاب کو کھولے اور اس کی مہریں توڑے۔ اور کسی کو مقدور نہ ہوا۔ نہ آسمان پر نہ زمین پر نہ زمین کے نیچے۔ کہ اس کتاب کو کھولے اور اسے دیکھے۔ اور میں بہت رویا۔ کہ کوئی اس لائق نہ ٹھہرا۔ کہ کتاب کو کھولے اور پڑھے یا اسے دیکھے۔" (باب ۵۔ آیت ۱ تا ۴)

محقق۔ غور کیجیے۔ عیسائیوں کے بہشت میں تختوں اور آدمیوں کی رونق اور کئی مہروں سے بند کتاب جس کو کھولنے یا دیکھنے والا آسمان اور زمین پر کوئی نہ ملا۔ یوحنا کا رونا اور بعد ازاں ایک بزرگ کا کہنا۔ کہ وہی عیسیٰ اس کتاب کو کھولنے والا ہے۔ مطلب یہ کہ جس کا بیاہ اسی کے گیت۔ دیکھئے عیسیٰ ہی کو سب سے بڑا بنایا جاتا ہے لیکن یہ صرف باتیں ہی باتیں ہیں۔ (۹۸)

(۹۹) "اور میں نے نگاہ کی۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ اس تخت پر اور چاروں جانداروں کے درمیان اور بزرگوں کے بیچ ایک برہ گویا کھڑا ہے۔ کہ گویا ذبح کیا گیا ہے جس کے سات سینگ اور سات آنکھیں تھیں۔ جو خدا کی سات روحیں ہیں اور تمام روئے زمین پر بھیجی گئی ہیں۔" (باب ۵۔ آیت ۶)

محقق۔ دیکھئے یوحنا کے خواب کی خیالی باتیں۔ کہ بہشت میں تمام عیسائی اور چار جاندار اور عیسیٰ بھی ہے۔ اور کوئی نہیں۔ یہ بڑی حیرانی کی بات ہے۔ کہ یہاں تو عیسیٰ کی دو آنکھیں تھیں۔ اور

سینگ کا نام و نشان تک نہ تھا۔ لیکن بہشت میں جا کر "سات سینگ اور سات آنکھیں" لگ گئیں۔ اور وہ ساتوں خدا کی روحیں عیسیٰ کے سینگ اور آنکھیں بن گئیں۔ افسوس! ایسی باتوں کو عیسائیوں نے مان لیا۔ بھلا کچھ تو عقل کو کام میں لاتے۔ (۹۹)

(۱۰۰) "اور جب اس نے کتاب لی تھی۔ تب وہ چار جاندار اور چوبیس بزرگ اس برّے کے آگے گر پڑے اور ہر ایک کے ہاتھ میں بربط اور بخور سے بھرے سونے کے پیالے تھے۔ یہ مقدّسوں کی دعائیں ہیں۔"

(باب ۵۔ آیت ۸)

محقق۔ بھلا جب عیسیٰ بہشت میں نہ ہوگا۔ تب یہ بیچارے بخور، چراغ، تبرک، آرتی وغیرہ سے کس کی پرستش کرتے ہوں گے؟ یہاں پر اسٹنٹ عیسائی تو بت پرستی کی تردید کرتے ہیں۔ لیکن ان کا بہشت بت پرستی کا گھر بن رہا ہے۔ (۱۰۰)

(۱۰۱) "اور جب برّے نے ان مہروں میں سے ایک کو توڑا۔ تب میں نے دیکھا۔ اور ان چاروں جانداروں میں سے ایک کی آواز بادل کے گرجنے کی مانند سنی جو بولا آ۔ اور دیکھ۔ اور میں نے نظر کی اور دیکھا۔ کہ ایک نقرہ گھوڑا اور جو اس پر سوار تھا کمان لئے ہے اور ایک تاج اُسے دیا گیا۔ اور وہ فتح کرتا ہوا اور فتحمند ہونے کو نکلا۔ اور جب اس نے دوسری مہر توڑی۔ تب دوسرا گھوڑا سرنگ نکلا۔ اس کے سوار کو یہ دیا گیا۔ کہ صلح کو زمین سے چھین لے۔ اور جب اس نے تیسری مہر توڑی۔ دیکھو ایک مشکی گھوڑا ہے۔ اور جب اس نے چوتھی مہر توڑی۔ اور دیکھو ایک پھیکے رنگ کا گھوڑا ہے۔ اور ایک اس پر سوار ہے۔ جس کا نام موت ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔"

(باب ۶۔ آیت ۱ تا ۵۔ ۷۔ ۸)

محقق۔ دیکھئے یہ تو پرانوں سے بھی بڑھ کر لغویات ہیں یا نہیں؟ بھلا کتابوں کی مہروں کے اندر گھوڑا اور سوار کیونکر رہ سکتے ہیں۔ ان خواب کے بڑبڑانے کی سی باتوں پر جنہوں نے یقین کر لیا ہے ان کی جہالت کا کیا اندازہ ہے؟ (۱۰۱)

(۱۰۲) "اور انہوں نے بلند آواز سے چلّا کے کہا۔ کہ اے مالک پاک اور برحق! تو کب تک عدالت نہ کرے گا؟ اور زمین کے رہنے والوں سے ہمارے خون کا بدلہ نہ لے گا؟ تب ان میں سے ہر ایک کو سفید پیراہن دیا گیا۔ اور انہیں کہا گیا۔ کہ تھوڑی مدت صبر کرو۔ جب تک تمہارے ساتھی خدمتگار اور تمہارے بھائی جو تمہاری طرح مارے جانے والے ہیں۔ تمام ہوں۔"

(باب ۶۔ آیت ۱۰۔ ۱۱)

محقق۔ جو عیسائی ہوں گے۔ وہ دورہ سپرد ہو کر ایسا انصاف کرانے کے لئے پڑے رہا کریں گے۔ جو شخص ویدمارگ قبول کرے گا۔ اس کے انصاف ہونے میں کچھ بھی دیر نہ ہوگی۔ عیسائیوں سے پوچھنا چاہیئے۔ کہ خدا کی کچہری آج کل بند ہے؟ کیا عدل کا کام نہیں ہوتا؟ کیا منصف بیکار بیٹھے ہیں؟ اس کا جواب بالکل خاطر خواہ نہ دے سکیں گے۔ پھر یہ لوگ خدا کو بھی بہکا لیتے ہیں اور وہ بہکایا بھی جا سکتا ہے۔ کیونکہ ان کے کہنے پر فوراً ان کے دشمن سے بدلہ لینے پر آمادہ ہو جاتا ہے اور یہ لوگ ایسے کینہ ور ہیں۔ کہ بعد موت بھی دشمن کا بدلہ لیتے ہیں۔ ان میں امن کا خیال تک نہیں۔ اور

جہاں امن نہیں۔ وہاں تکلیف کی کیا انتہا ہو گی؟ (۱۰۲)

(۱۰۳) "اور آسمان کے ستارے اس طرح زمین پر گر پڑے جس طرح انجیر کے درخت سے اس کے کچے پھل گر جاتے ہیں جب اسے بڑی اندھیری ہلاتی ہے۔ اور آسمان طومار کی طرح جو لپیٹا جاتا ہے۔ دو حصے ہو گیا ہے۔" (باب ۶۔ آیت ۱۳-۱۴)

محقق۔ دیکھئے یوحنا کی پیشین گوئی کی باتیں۔ اُسے علم نہیں تھا تب ہی تو ایسی اوٹ پٹانگ باتیں گھڑ لیں۔ ستارے تو سب کرے ہیں۔ اسی کرہ زمین پر ایسے گر سکتے ہیں؟ اور کشش آفتاب اُن کو اِدھر اُدھر کیونکر جانے دیتی ہو گی۔ اور کیا آسمان چٹائی کی مانند ہے؟ یہ آکاش شکل والی شے نہیں جس کو کوئی لپیٹے یا اکٹھا کر سکے۔ پس معلوم ہوا۔ کہ یوحنا وغیرہ سب جنگلی آدمی تھے۔ اُن کو ان علمی باتوں کی کیا خبر؟ (۱۰۳)

(۱۰۴) "میں نے ان کا شمار جن پر مہر کی گئی تھی سنا۔ کہ بنی اسرائیل کے سب فرقوں میں سے ایک لاکھ چوالیس ہزار پر مہر کی گئی۔ یہود کے فرقے سے بارہ ہزار پر مہر کی گئی۔" (باب ۷۔ آیت ۴-۵)

محقق۔ کیا بائیبل کا خدا اسرائیل وغیرہ فرقوں کا ہی مالک ہے یا سارے جہان کا؟ اگر سارے جہان کا مالک ہوتا۔ تو صرف ان جنگلیوں کا ساتھ کیوں دیتا؟ اور انہیں کی مدد کرتا رہا۔ دوسرے کا نام تک بھی نہیں لیتا۔ اس لئے وہ خدا نہیں۔ بتلائیے کہ اسرائیل وغیرہ فرقوں کے آدمیوں پر مہر لگانا کم علمی ہے۔ یا یوحنا کی گھڑنت ہے۔ (۱۰۴)

(۱۰۵) "اسی واسطے وہ خدا کے تخت کے آگے ہیں۔ وہ اسی کی ہیکل میں رات دن اس کی بندگی کرتے ہیں۔" (باب ۷۔ آیت ۱۵)

محقق۔ کیا یہ اول درجہ کی بت پرستی نہیں ہے۔ اور کیا ان کا خدا انسان کی مانند مجسم اور محدود المکان نہیں ہے؟ کیا وہ رات کو سوتا بھی ہے؟ اگر سوتا بھی ہے۔ تو رات کے وقت بندگی کیسے کرتے ہونگے؟ اور اس کی نیند بھی دور ہو جاتی ہو گی؟ اور اگر رات دن جاگتا رہتا ہے۔ تو بہت پریشان اور بیمار رہتا ہو گا۔ (۱۰۵)

(۱۰۶) "پھر ایک اور فرشتہ آیا۔ اور سونے کا بخوردان لئے ہوئے قربانگاہ کے اوپر کھڑا ہوا۔ اور بہت بخور اسے دیا گیا۔ اور اس بخور کا دھواں مقدسوں کی دعاؤں میں مل کے فرشتوں کے ہاتھ سے خدا کے پاس اوپر گیا۔ پھر اس فرشتے نے بخوردان کو لیا۔ اور اس میں قربانگاہ سے آگ لے کے بھری اور زمین پر پھینکی۔ تب آوازیں ہوئیں۔ اور گرج اور بجلی اور بھونچال ہوا۔" (باب ۸۔ آیت ۳-۴-۵)

محقق۔ دیکھئے بہشت تک ویدی (قربانگاہ) بخور (دھوپ) چراغ اور تبرک ہیں اور تُرہی کی آواز ہوتی ہے۔ کیا بیراگیوں کے مندر سے عیسائیوں کا بہشت کم ہے۔ دھوم دھام تو کچھ زیادہ ہی ہے۔ (۱۰۶)

(۱۰۷) "پہلے فرشتے نے نرسنگا پھونکا تب اولے اور آگ خون آمیز موجود ہوئی۔ اور زمین پر ڈالی

گئی۔ اور تہائی درخت جل گئے۔" (باب ۸۔ آیت ۷)

محقق۔ واہ رے عیسائیوں کے پیشین گو خدا کے فرشتے۔ نرسنگھے کی آواز اور قیامت کی لیلا محض لڑکوں کا کھیل معلوم ہوتا ہے۔ (۱۰۷)

(۱۰۸) "اور پانچویں فرشتے نے نرسنگھا پھونکا۔ تب میں نے ایک ستارہ زمین پر آسمان سے گرا ہوا دیکھا۔ اور اس کنوئیں کی کنجی جس کی تھاہ نہیں اُسے دی گئی۔ اور اس نے اس کنوئیں کو جس کی تھاہ نہیں کھولا اور اس کنوئیں میں سے بڑے تنور کا سا دھواں اُٹھا۔ اور دھوئیں سے زمین پر ٹڈیاں نکلیں۔ اور انہیں ویسا ہی مقدور دیا گیا۔ جیسا زمین کے بچھوؤں کا ہے۔ اور انہیں یہ کہا گیا۔ اُن آدمیوں کو جن کے ماتھوں پر خدا کی مُہر نہیں..... پانچ مہینوں تک اذیت اُٹھاویں۔" (باب ۹۔ آیت ۱ تا ۵)

محقق۔ کیا نرسنگھے کی آواز سن کر ستارے انہیں فرشتوں پر اور اسی بہشت میں گرے ہوں گے۔ یہاں تو نہیں گرے۔ بھلا وہ کنواں اور ٹڈیاں بھی قیامت کے لئے خدا نے پالی ہوں گی۔ اور وہ مہر کو دیکھ کر شناخت بھی کر لیتی ہوں گی۔ کہ مہر والوں کو نہ کاٹیں۔ یہ صرف بھولے آدمیوں کو خوف دلا کر عیسائی بنا لینے کا ڈھنگ نکالا ہے۔ کہ جو عیسائی نہ ہوں گے۔ انہیں ٹڈیاں کاٹیں گی۔ ایسی باتیں جاہلوں کے ملک میں چل سکتی ہیں۔ آریہ ورت میں نہیں۔ کیا یہ قیامت کا حال درست ہو سکتا ہے؟ (۱۰۸)

(۱۰۹) "اور فوجوں کے سوار شمار میں بیس کروڑ تھے۔" (باب ۹۔ آیت ۱۶)

محقق۔ بھلا اتنے گھوڑے بہشت میں کہاں ٹھہرتے کہاں چرتے، کہاں رہتے۔ اور کس قدر لید کرتے تھے اور لید کی بدبو بھی بہشت میں کس قدر ہوگی؟ ایسے بہشت، ایسے خدا، اور ایسے مذہب کو آریوں کا دور ہی سے نمسکار ہے۔ ایسا بکھیڑا عیسائیوں کے سر پر سے قادر پرماتما کی عنایت سے دور ہو جائے۔ تو بہت اچھا ہے۔ (۱۰۹)

(۱۱۰) "پھر میں نے ایک زور آور فرشتے کو آسمان سے اترتے دیکھا۔ جو ایک بدلی کو اوڑھے اور اس کے سر پر دھنک تھا۔ اور اس کا چہرہ آفتاب سا اور اس کے پاؤں آگ کے ستونوں کی مانند تھے۔ اور اس نے اپنا داہنا پاؤں سمندر پر اور بایاں خشکی پر دھرا۔" (باب ۱۰۔ آیت ۱ تا ۳)

محقق۔ ان فرشتوں کی کہانی سنئے۔ کہ پرانوں اور بھاٹوں سے بھی بڑھ کر ہے۔ (۱۱۰)

(۱۱۱) "اور ایک سرکنڈا جریب کی مانند مجھے دیا گیا۔ اور وہ فرشتہ کھڑا ہو کے کہتا تھا۔ کہ اُٹھ اور خدا کے ہیکل اور قربان گاہ اور ان کا جو اس میں عبادت کرتے ہیں۔ اندازہ کر۔" (باب ۱۱۔ آیت ۱)

محقق۔ یہاں تو کیا۔ بلکہ عیسائیوں کے بہشت میں بھی ہیکل (مندر) بنائے۔ اور پیمائش کئے جاتے ہیں۔ خوب۔ جیسا بہشت ویسی ہی باتیں۔ یہاں عیسائی خداوند کے کھانے میں عیسیٰ کے جسم اور خون کا گوشت اور شراب کا تصور باندھ کر کھاتے پیتے ہیں۔ اور گرجا میں بھی صلیب وغیرہ کی شکل بنا کر بت پرستی کی جاتی ہے۔ (۱۱۱)

(۱۱۲) "اور خدا کی ہیکل آسمان میں کھولی گئی۔ اور اس کی ہیکل میں اس کے عہد کا صندوق دیکھنے میں آیا۔" (باب ۱۱۔ آیت ۱۹)

محقق ۔ آسمان میں جو مندر ہے۔ وہ ہر وقت بند رہتا ہوگا کبھی کبھی کھولا جاتا ہوگا۔ کیا خدا کی بھی ہیکل (مندر) ہو سکتی ہے؟ جو وید مت پرمیشور محیط کل ہے۔ اس کا کوئی بھی مندر نہیں ہو سکتا۔ ہاں عیسائیوں کے مجسم خدا کا خواہ آسمان میں ہو۔ خواہ زمین پر مندر ہو سکتا ہے۔ اور جیسی لیلا "ٹن ٹن۔ پوں پوں" کی یہاں ہوتی ہے۔ ویسی ہی عیسائیوں کے بہشت میں بھی ہوتی ہوگی۔ اور عہد کا صندوق بھی کبھی کبھی عیسائی دیکھتے ہوں گے۔ اور نہ معلوم اس سے کیا مطلب برآری کرتے ہوں گے۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ سب باتیں آدمیوں کو دام میں لانے کے لئے ہیں۔ (۱۱۲)

(۱۱۳) "اور ایک بڑا نشان آسمان پر نظر آیا۔ ایک عورت سورج کو اوڑھے ہوئے اور چاند اس کے پاؤں تلے اور اس کے سر پر بارہ ستاروں کا تاج تھا۔ اور وہ حاملہ تھی۔ اور درد سے چلاتی تھی۔ اور جننے کو تڑپتی تھی۔ پھر ایک اور نشان آسمان پر دکھائی دیا۔ اور دیکھو ایک بڑا سرخ اژدہا جس کے سات سر اور دس سینگ اور اس کے سروں پر سات تاج تھے۔ ظاہر ہوا۔ اور اس کی دم نے آسمان کے تہائی ستارے کھینچے۔ اور انہیں زمین پر ڈالا۔" (باب ۱۲۔ آیت ۱ تا ۴)

محقق ۔ دیکھئے لمبے چوڑے گپوڑے! ان کے بہشت میں بھی بیچاری عورت چلاتی ہے۔ اس کی گریہ زاری کوئی سنتا۔ اور نہ کوئی اس کی تکلیف دور کر سکتا ہے۔ اور اژدہا کی دم بھی خوب بڑی ہوئی تھی۔ کہ جس نے ستاروں کی ایک تہائی کو زمین پر ڈالا۔ زمین تو چھوٹی ہے۔ اور ستارے بڑے بڑے کرے ہیں۔ اس زمین پر ایک بھی نہیں سما سکتا۔ یہاں پر یہی قیاس کرنا چاہیئے۔ کہ ستاروں کی تہائی اس بات کے لکھنے والے کے گھر پر گری ہوگی۔ اور جس اژدہا کی دم اس قدر بڑی تھی۔ کہ جس نے سارے ستاروں کی تہائی لپیٹ کر زمین پر گرا دی۔ تو وہ اژدہا بھی اسی کے گھر میں رہتا ہوگا۔ (۱۱۳)

(۱۱۴) "پھر بہشت میں لڑائی ہوئی۔ میکائیل اور اس کے فرشتے اژدہا سے لڑے۔ اور اژدہا اور اس کے فرشتے لڑے۔" (باب ۱۲۔ آیت ۷)

محقق ۔ جو شخص عیسائیوں کے بہشت میں جاتا ہوگا۔ وہ بھی لڑائی میں دکھ پاتا ہوگا۔ ایسے بہشت کا خیال یہاں سے ہی چھوڑ ہاتھ جوڑ کر بیٹھے رہو۔ جہاں امن نہ ہو۔ اور جنگ و جدل ہوتا رہے۔ وہ جگہ عیسائیوں کو ہی مبارک رہے۔ (۱۱۴)

(۱۱۵) "سو بڑا اژدہا نکالا گیا۔ وہی پرانا سانپ جو ابلیس اور شیطان کہلاتا ہے۔ سارے جہان کو دغا دیتا ہے۔ وہ زمین پر گرایا گیا۔" (باب ۱۱۔ آیت ۹)

محقق ۔ کیا جب وہ شیطان بہشت میں تھا۔ تب لوگوں کو نہیں بہکاتا تھا؟ اس کو عمر بھر کے لئے قید کیوں نہ کر دیا۔ مار کیوں نہ ڈالا؟ اس کو زمین پر کیوں گرا دیا۔ اگر سب جہان کا بہکانے والا شیطان ہے تو شیطان کے بہکانے والا کون ہے؟ اگر شیطان خود بخود بگڑ گیا ہے۔ تو شیطان کے بغیر ہی بگڑ جانے والے خود بخود بگڑ جائیں گے۔ اور اس کو بہکانے والا خدا ہے۔ تو وہ خدا ہی نہیں ٹھہرا۔ ظاہر تو یہ ہوتا ہے۔ کہ عیسائیوں کا خدا بھی شیطان سے ڈرتا ہوگا۔ کیونکہ اگر شیطان سے طاقتور ہے۔ تو خدا نے

اُس کو گناہ کرتے وقت ہی سزا کیوں نہ دی۔ دُنیا میں جس قدر حکومت شیطان کی ہے۔ اس کا گیارہواں حصّہ بھی عیسائیوں کے خُدا کی نہیں۔ اِس لئے عیسائیوں کا خُدا شیطان کو بدی سے باز نہیں رکھ سکتا اِس سے ثابت ہوا۔ کہ جیسے اس زمانے کے عیسائی حاکم ڈاکو، چور وغیرہ کو جلدی سزا دیتے ہیں۔ ویسا ہی عیسائیوں کا خدا نہیں۔ پھر کون ایسا بے عقل آدمی ہے۔ کہ ویدک مت کو چھوڑ کر پچر عیسائی مذہب قبول کرے۔ (۱۱۵)

(۱۱۶) "افسوس اُن پر جو خشکی اور تری کے رہنے والے ہیں کیونکہ ابلیس بڑے غصہ سے تم پر اترا ہے۔"

(باب ۱۲ - آیت ۱۲)

محقق - کیا وُہ خدا وہیں کا مالک اور محافظ ہے؟ زمین اور آسمان وغیرہ جانداروں کا محافظ اور مالک نہیں ہے؟ اور اگر زمین کا بھی بادشاہ ہے۔ تو شیطان کو کیوں نہ مار سکا۔ خُدا دیکھتا رہتا ہے اور شیطان بہکاتا پھرتا ہے۔ پھر وُہ اس کو روک نہیں سکتا۔ ظاہر ہے۔ کہ ایک اچھا خُدا ہے۔ اور دوسرا بُرا با اقتدار۔ (۱۱۶)

(۱۱۷) اور بیالیس مہینوں تک لڑائی کرنے کو اُسے اختیار بخشا گیا۔ اور اس نے خدا کی بابت کفر کہنے میں اپنا منہ کھولا۔ کہ اُس کے خیمے اور ان کے حق میں جو آسمان پر رہتے ہیں۔ کفر بکے۔ اور اُسے یہ کہہ دیا گیا۔ کہ مقدس لوگوں سے مقابلہ کرے۔ اور ان پر غالب ہوئے۔ اور سب فرقوں اور اہل زبانوں اور قوموں پر اُسے اختیار عنایت ہوا۔" (باب ۱۳ - آیت ۵-۶-۷)

محقق - کیا زمین کے لوگوں کو بہکانے کے لئے شیطان اور حیوان وغیرہ کا بھیجنا اور مقدس آدمیوں سے مقابلہ کرانا ڈاکوؤں کے سردار کا سا کام نہیں؟ یہ کام خُدا کے عابدوں کا نہیں ہو سکتا۔ (۱۱۷)

(۱۱۸) پھر جو میں نے نگاہ کی۔ تو دیکھا۔ کہ برہ صیہون پہاڑ پر کھڑا تھا۔ اور اُس کے ساتھ ایک لاکھ چوالیس ہزار آدمی تھے جن کے ماتھوں پر اُن کا اور اُن کے باپ کا نام لکھا تھا۔" (باب ۱۴ - آیت ۱)

محقق - دیکھئے یہاں عیسیٰ کا باپ رہتا تھا۔ اسی صیہون پہاڑ پر اُس کا لڑکا بھی رہتا تھا لیکن ایک لاکھ چوالیس ہزار آدمیوں کا شمار کیونکر کیا؟ صرف ایک لاکھ چوالیس ہزار ہی بہشت میں جانے والے بنے؟ باقی کروڑوں عیسائیوں کے سر پر مہر نہ لگی۔ کیا وُہ سب دوزخ میں گئے؟ عیسائیوں کو چاہیئے کہ صیہون پہاڑ پر جا کر دیکھیں۔ کہ عیسیٰ کا باپ اور اُس کی فوج وہاں ہے یا نہیں؟ اگر ہو۔ تو یہ تحریر دُرست ہے ورنہ غلط۔ اگر وُہ کہیں اور جگہ سے وہاں آیا۔ تو بتلایئے کہاں سے آیا؟ اگر کہو بہشت سے۔ تو بتلاؤ۔ کہ وُہ پرند ہے۔ کہ اتنی بڑی فوج کے ساتھ آپ خود اوپر سے نیچے اُڑ کر آیا جایا کرتا ہے۔ اگر وُہ اسی طرح آمد و رفت رکھتا ہے۔ تو ایک ضلع کے حاکم کی مانند ہوا۔ اور اگر کہیں کہ وُہ ایک۔ دو یا تین ہیں۔ تو ایسا کہنا صادق نہیں آسکتا۔ کیونکہ کم از کم ایک ایک کرہ میں ایک ایک خُدا تو چاہیئے۔ کیونکہ ایک دو یا تین خدا بہت سے کرّوں کا انصاف کرنے اور سب جگہ ایک دم دورہ کرنے کے قابل کبھی نہیں ہو سکتے۔ (۱۱۸)

(۱۱۹) "روح کہتی ہے۔ کہ ہاں۔ تاکہ وہ اپنی محنتوں سے آرام پاویں۔ اور اُن کے اعمال اُن کے پیچھے چلے آتے ہیں۔" (باب ۱۴۔ آیت ۱۳)

محقق۔ دیکھئے۔ عیسائیوں کا خدا تو کہتا ہے۔ کہ ان کے اعمال اُن کے ساتھ رہیں گے۔ یعنی اعمال کے مطابق سب کو سزا و جزا دی جائے گی۔ پر عیسائی کہتے ہیں۔ کہ عیسیٰ سب کے گناہ اپنے اوپر لے گا۔ اور گناہ معاف بھی کئے جائیں گے۔ صاحب عقل غور کریں۔ کہ خدا کا قول سچا ہے یا عیسائیوں کا؟ دونوں تو سچے ہو نہیں سکتے۔ ان میں سے ایک جھوٹا ضرور ہوگا۔ ہمیں کیا۔ خواہ عیسائیوں کا خدا جھوٹا ہو۔ خواہ عیسائی (۱۱۹)

(۱۲۰) ..... "اور خدا کے غضب کے بڑے کولھو میں ڈال دیا۔ اور وہ کولھو شہر کے باہر بڑا گیا۔ اور اُس کولھو سے سو کوس تک ایسا لہو بہا۔ کہ گھوڑوں کی باگوں تک پہنچا۔" (باب ۱۴۔ آیت ۱۹-۲۰)

محقق۔ بتایئے۔ ان کے گپوڑے پورانوں سے بھی بڑھ کر ہیں یا نہیں؟ عیسائیوں کا خدا غضب کرتے وقت بہت دکھی ہوتا ہوگا۔ اور اگر اس کے غضب کے کولھو بھرے ہوئے ہیں۔ تو کیا اس کا غضب بہنے والا ہے یا ٹھوس چیز؟ اور سو کوس تک لہو کا بہنا ناممکن ہے۔ کیونکہ لہو ہوا کے لگنے سے فوراً جم جاتا ہے۔ پھر کیونکر بہہ سکتا ہے؟ اس لئے یہ سب باتیں لغو ہیں۔ (۱۲۰)

(۱۲۱) "دیکھو کہ گواہی کے خیمہ کی ہیکل آسمان پر کھولی گئی۔" (باب ۱۵۔ آیت ۵)

محقق۔ اگر عیسائیوں کا خدا ہمہ دان ہوتا۔ تو گواہوں کی کیا ضرورت تھی؟ کیونکہ وہ سب کچھ جانتا ہوتا اس سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ ان کا خدا ہمہ دان نہیں۔ بلکہ انسان کی مانند کم علم ہے۔ وہ خدائی کا کام کیا کر سکتا ہے؟ کوئی نہیں۔ اسی مسلسل بیان میں فرشتوں کی عجیب و غریب ناممکن باتیں لکھی ہیں۔ جن کو کوئی بھی درست نہیں مان سکتا۔ کہاں تک لکھیں اس باب میں تو ایسے گپوڑے ہی بھر رہے ہیں۔ (۱۲۱)

(۱۲۲) "اور خدا نے اُس کی بدکاریاں یاد کیں۔ جیسا کہ اُس نے تم سے سلوک کیا۔ ویسا تم بھی اس سے سلوک کرو۔ اور اس کو اس کے کاموں کے موافق دوچند دو۔" (باب ۱۸۔ آیت ۵-۶)

محقق۔ دیکھو عیسائیوں کا خدا صاف طور پر غیر منصف ثابت ہو گیا۔ کیونکہ انصاف اسی کا نام ہے کہ جس قدر یا جیسا کام کسی نے کیا ہو۔ اس کو ویسا اور اسی قدر پھل دیا جائے۔ اس سے کم و بیش دینا بے انصافی ہے۔ اور جو غیر منصف کی عبادت کرتے ہیں۔ وہ خود غیر منصف کیوں نہ ہوں۔ (۱۲۲)

(۱۲۳) "کیونکہ برّے کا بیاہ آپہنچا اور اس کی دلہن نے اپنے آپ کو سنوارا۔" (باب ۱۹۔ آیت ۷)

محقق۔ اور تماشا دیکھئے۔ عیسائیوں کے بہشت میں بھی بیاہ ہوتے ہیں۔ کیونکہ عیسیٰ کا بیاہ خدا نے وہیں کیا پوچھنا چاہیئے۔ اس کا سسر، ساس، سالا وغیرہ کون تھے؟ اور اس کے کتنے بال بچے ہوئے؟ اور منی کے زائل ہو جانے سے طاقت، عقل، قوت وغیرہ بھی کم ہو گئی ہوگی؟ اور اب تک عیسیٰ مر بھی گیا ہوگا۔ کیونکہ مرکب شے کے اجزا ضرور جدا ہو جایا کرتے ہیں۔ آج کل عیسائیوں نے ان کو ماں کر مغالطہ کھایا۔ اور نہ جانے کب تک مغالطہ میں رہیں گے۔ (۱۲۳)

(۱۲۴) "اور اس نے اژدہے کو جو پرانا سانپ ہے یعنی ابلیس (شیطان) کو پکڑا۔ اور ہزار برس تک جکڑ رکھا

اور اس کو اس اتھاہ کنوئیں میں ڈالا۔ اور اُسے بند کر دیا۔ اور اس پہ مُہر کی۔ تاکہ وہ آگے کو نہ بہکا دے"
(باب ۲۰۔ آیت ۲-۳)

محقق۔ دیکھئے۔ بصد مشکل شیطان کو پکڑا۔ اور ہزار برس تک قید رکھا۔ پر وہ پھر بھی رہا ہو گیا۔ کیا اب لوگوں کو بہکایا نہ کرے گا؟ ایسے بدکار کو تو قید خانہ میں ہی رکھنا بلکہ مار ڈالنا چاہیئے تھا۔ لیکن شیطان کی ہستی ہی عیسائیوں کی خام خیالی ہے۔ در اصل شیطان کوئی نہیں ہے۔ صرف لوگوں کو ڈرا کر اپنے دام فریب میں لانے کی تدبیر نکالی ہوئی ہے۔ ایک مثل ہے کہ ایک کسی چالاک آدمی نے بہت سے سادہ لوح آدمیوں کو کہا۔ کہ چلو تم کو دیوتا کا درشن کراؤں۔ اُس نے پہلے ہی سے ایک شخص کو تنہا جگہ لے جا کر چتر بھج یعنی چار ہاتھ والا بنا کر جھاڑی میں چھپا رکھا تھا۔ اور جب لوگ وہاں گئے۔ تو کہا۔ کہ آنکھیں بند کر لو جب کہوں تب کھولنا۔ اور جب کہوں تب بند کر لینا۔ جو شخص آنکھیں بند نہ کرے گا۔ وہ اندھا ہو جائے گا جب چتر بھج سامنے آیا۔ تب وہ بولا۔ دیکھو۔ اور جھٹ پٹ کہہ دیا۔ کہ آنکھیں بند کر لو۔ اور جب وہ جھاڑی میں چھپ گیا۔ تب کہا۔ کھول دو۔ (جب سب نے آنکھیں کھولیں۔ تو کہا) دیکھا نارائن کا سب نے درشن کر لیا ویسی ہی ان مذاہب والوں کی باتیں ہیں۔ (وہ کہتے ہیں۔ کہ) جو ہمارا مذہب قبول نہ کرے گا۔ وہ شیطان کا بہکایا ہوا سمجھا جائے گا۔ اس لیے ان کے دام فریب میں کسی کو نہ پھنسنا چاہیئے۔ (۱۲۴)

(۱۲۵) "جس کے حضور سے زمین اور آسمان بھاگ گئے۔ اور انہیں کہیں جگہ نہ ملی۔ پھر میں نے دیکھا کہ مُردے کیا چھوٹے کیا بڑے خدا کے حضور میں کھڑے ہیں۔ اور کتابیں کھولی گئیں۔ اور ایک دوسری کتاب جو زندگی کی ہے۔ کھولی گئی۔ اور مردوں کی عدالت جس طرح سے ان کتابوں میں لکھا تھا۔ ان کے اعمال کے مطابق کی گئی" (باب ۲۰۔ آیت ۱۱-۱۲)

محقق۔ یہ دیکھئے۔ لڑکپن کی بات بھلا آسمان اور زمین کیسے بھاگ سکتے ہیں؟ جن کے سامنے وہ بھاگے وہ کس پر ٹھہرے ہوں گے؟ خدا اور اس کا تخت کہاں رہا ہو گا؟ اگر مُردے خدا کے سامنے کھڑے کیے گئے۔ تو خدا بھی بیٹھا یا کھڑا ہو گا۔ کیا یہاں کی کچہری اور دوکانوں کی طرح خدا کی عدالت کے کام بھی بذریعہ تحریر کے ہوتے ہیں۔ اور سارے جانداروں کے اعمال خدا نے خود لکھے۔ یا اس کے گماشتوں نے؟ ایسی ایسی باتوں سے عیسائی وغیرہ مذاہب والوں نے جو خدا نہیں ہے۔ اُسے خدا اور جو ایشور ہے اُسے غیر خدا بنا دیا۔ (۱۲۵)

(۱۲۶) "ان میں سے ایک مجھ پاس آیا۔ اور مجھ سے یوں کہہ کے بولا۔ کہ ادھر آئیں تجھے دلہن یعنی برّہ کی جورو دکھاؤں گا" (باب ۲۱۔ آیت ۹)

محقق۔ خوب! عیسیٰ نے بہشت میں عمدہ دلہن پائی چین اڑاتا ہو گا۔ اور جو عیسائی وہاں جاتے ہوں گے اُن کو بھی جوروئیں ملتی ہوں گی۔ اور اُن کے ہاں بال بچے بھی ہوتے ہوں گے۔ اور بہت بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے بیماریاں بھی پیدا ہوتی ہوں گی۔ لوگ مرا بھی کرتے ہوں گے۔ ایسے بہشت کو دور سے ہاتھ جوڑنا ہی اچھا ہے۔ (۱۲۶)

(۱۲۷) "اور اس نے اس شہر کو جریب سے ناپا۔ کہ ساڑھے سات سو کوس ہے۔ اور اس کی لمبائی اور چوڑائی اور اونچائی یکساں ہے۔ پھر اس نے دیوار کو ناپا۔ تو اس آدمی کے ہاتھ سے جو فرشتہ تھا۔ ایک سو چوالیس ہاتھ پایا۔ اور اس کی دیوار ریشم کی بنی تھی۔ اور وہ شہر خالص سونے کا شفاف شیشے کی مانند تھا۔ اور اس شہر کی دیوار کی نیویں ہر طرح کے جواہر سے آراستہ تھیں۔ پہلی نیو ریشم کی تھی۔ دوسری نیلم کی۔ تیسری شب چراغ کی۔ چوتھی زمرد کی۔ پانچویں عقیق کی۔ اور چھٹی لعل کی۔ ساتویں سنہری پتھر کی۔ آٹھویں فیروزے کی۔ نویں زبرجد کی۔ دسویں مینی کی۔ گیارھویں سنگ سلیمانی کی۔ بارھویں یاقوت کی۔ اور بارہ دروازے بارہ موتی تھے۔ ہر دروازہ ایک موتی کا۔ اور اس شہر کی سڑک خالص سونے کی شفاف شیشے کی مانند تھی۔"

(باب ۲۱۔ آیت ۱۶ تا ۲۱)

محقق۔ عیسائیوں کے بہشت کا نظارہ دیکھیے۔ اگر عیسائی مرتے جاتے ہیں۔ اور پیدا ہوتے جاتے ہیں۔ تو (تعداد کے بڑھنے سے) اتنے بڑے شہر میں کیسے سما سکیں گے؟ کیونکہ اس میں آدمیوں کی آمد ہے اور نکاس نہیں ہے۔ اور اس شہر کو بیش قیمت جواہرات کا بنا ہوا اور خالص سونے کا بیان کرنا وغیرہ باتیں صرف سادہ لوح آدمیوں کو بہکا کر پھنسانے کے لئے ہیں۔ جو لمبائی چوڑائی اس شہر کی لکھی ہے۔ وہ تو درست ہو سکتی ہے۔ لیکن اونچائی ساڑھے سات سو کوس کیونکر ہو سکتی ہے۔ یہ بالکل جھوٹ من گھڑت ہے۔ اتنے بڑے موتی اس تحریر کے کرنے والے کے گھر کے گڑھوں میں سے آئے ہوں گے۔ یہ گپوڑا پورانوں کے گپوڑوں کا باپ ہے۔" (۱۲۷)

(۱۲۸) "کوئی ناپاک چیز یا نفرت انگیز کام کرنے والا یا جھوٹ پر چلنے والا اس میں کسی طرح داخل نہ ہوگا۔"

محقق۔ اگر یہی بات ہے۔ تو عیسائی کیوں کہتے ہیں۔ کہ گنہگار بھی بہشت میں عیسائی ہونے سے جا سکتے ہیں۔ یہ درست نہیں ہے۔ اگر ایسا ہے۔ تو یوحنا خواب و خیال کی جھوٹی باتیں کرنے والا بہشت میں ہرگز داخل نہ ہو سکا ہوگا۔ اور عیسیٰ بھی بہشت میں نہ گیا ہوگا۔ کیونکہ جب ایک گنہگار بہشت حاصل نہیں کر سکتا۔ تو جو بہت گنہگاروں کے گناہ کے بار سے لدا ہوا ہے۔ وہ کیونکر بہشت میں جا سکتا ہے۔ (۱۲۸)

(۱۲۹) "اور پھر کوئی لعنت نہ ہوگی۔ اور خدا اور برّے کا تخت اس میں ہوگا۔ اور اس کے بندے اس کی بندگی کریں گے۔ اس کا منہ دیکھیں گے۔ اور اس کا نام ان کے ماتھوں پر ہوگا۔ اور وہاں رات نہ ہوگی اور وہ چراغ اور سورج کی روشنی کے محتاج نہیں۔ کیونکہ خداوند ان کو روشن کرتا ہے اور وہ ابدالآباد بادشاہت کریں گے۔" (باب ۲۲۔ آیت ۳ تا ۵)

محقق۔ عیسائیوں کے بہشت کی رہائش پر غور کیجیے۔ کیا خدا اور عیسیٰ تخت پر ہمیشہ بیٹھے رہیں گے۔ اور ان کے بندے ان کے سامنے ہمیشہ منہ دیکھا کریں گے۔ اب یہ تو کہیے۔ کہ تمہارے خدا کا منہ کیسا ہے؟ یورپین سا گورا یا افریقہ والوں کا سا سیاہ۔ یا کسی اور ملک کے باشندوں کی مانند۔ تمہارا بہشت بھی قید خانہ ہے۔ کیونکہ یہاں چھوٹائی بڑائی ہے۔ اور جس ایک ہی شہر میں رہنا لازمی ہو۔ تو وہاں دکھ کیوں نہ ہوگا۔ اگر خدا کا منہ ہے۔ تو وہ ہمہ دان مالک کل کبھی نہیں ہو سکتا۔ (۱۲۹)

(۱۳۰) "دیکھ میں جلد آتا ہوں۔ اور میرا اجر میرے ساتھ ہے۔ تاکہ ہر ایک کو اس کے کام کے موافق بدلہ دوں۔" (باب ۲۲۔ آیت ۱۲)

محقق ۔ اگر یہ بات درست ہے۔ کہ اعمال کے مطابق اجر پاتے ہیں۔ تو گناہ معاف کبھی نہیں ہو سکتے۔ اور اگر گناہ معاف ہوتے ہیں۔ تو انجیل کی بات جھوٹی ہے۔ اگر کوئی کہے۔ کہ معاف کرنا بھی تو انجیل میں لکھا ہے۔ تو اجتماع ضدین کی صورت واقع ہوتی۔ پس (بائیبل) غلط ثابت ہو گئی۔ اس کا ماننا چھوڑ دو۔ (۱۳۰)

اب کہاں تک لکھیں۔ ان کی بائیبل میں لاکھوں باتیں قابل تردید ہیں۔ یہ تو تھوڑے سے نمونے کے طور پر عیسائیوں کی کتاب بائیبل سے لکھا گیا ہے۔ اتنے ہی سے عقلمند بہت کچھ سمجھ لیں گے چند ایک باتوں کے سوائے باقی سب باتیں جھوٹی بھری پڑی ہیں۔ اور جھوٹ کی آمیزش سے سچائی بھی پاکیزہ نہیں رہتی۔ اس لئے بائیبل قابل التسلیم نہیں ہو سکتی۔ البتہ سچائی تو ویدوں کے قبول کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

شری سوامی دیانند سرسوتی کی شدھ عبارت سے آراستہ ستیارتھ پرکاش کا تیرھواں باب بابت مذہب عیسائیت ختم ہوا

دیباچہ ضمنی

(۴)

جو یہ چودھواں باب مسلمانوں کے مذہب کی بابت لکھا ہے۔ وہ صرف قرآن کی رو سے لکھا ہے کسی اور کتاب کے اعتقاد کی رو سے نہیں۔ کیونکہ مسلمان قرآن ہی پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ اگرچہ مختلف فرقے ہونے کے باعث کسی خاص لفظ کے معنے وغیرہ میں اختلاف رکھیں۔ تو بھی قرآن کے بارہ میں سب متفق ہیں۔ قرآن عربی زبان میں ہے۔ اس کا جو ترجمہ اردو میں مولویوں نے کیا ہے۔ اس ترجمہ کو بحرف دیوناگری بنا آریہ بھاشا عربی کے بڑے بڑے عالموں سے صحیح کرانے کے بعد لکھا گیا ہے۔ اگر کوئی کہے۔ کہ یہ ترجمہ ٹھیک نہیں ہے۔ تو اس کو لازم ہے۔ کہ مولوی صاحبان کے (کئے ہوئے) ترجموں کی پہلے تردید کرنے کے بعد اس مضمون پر قلم اٹھائے۔ یہ تحریر صرف اس لئے ہے۔ کہ انسانوں کی ترقی ہو۔ اور سچ جھوٹ کی تحقیقات کے لئے سب مذاہب کی باتوں کا کسی قدر علم حاصل ہو۔ تاکہ انسانوں کو باہم سوچنے کا موقع حاصل ہو۔ اور دوسرے کے عیبوں کی تردید کر کے خوبیوں کو اختیار کر سکیں۔ کسی غیر مذہب اور نہ اس مذہب کی جھوٹ موٹ خوبیاں یا نقص ظاہر کرنے کا مدعا ہے۔ بلکہ (مدعا یہ ہے) جو خوبی ہے وہ خوبی۔ اور جو نقص ہے وہی نقص سب پر عیاں ہو جاویں۔ نہ کوئی کسی پر بہتان لگا سکے۔ اور نہ سچائی کو

روک سکے۔ اور سچی جھوٹی باتیں ظاہر کرنے پر بھی جس کا جی چاہے۔ وہ مانے یا نہ مانے۔ کسی پر زبردستی نہیں کی جاتی۔ اور یہی شریف آدمیوں کا وطیرہ ہے۔ کہ اپنے یا دوسروں کے نقصوں کو نقص اور خوبیوں کو خوبیاں جان کر خوبیوں کو اختیار اور برائیوں کو ترک کریں۔ اور ہٹ دھرمیوں کے ہٹ و تعصب کو کم کریں۔ کم ازیں کیونکہ تعصب سے کیا کیا خرابیاں دنیا میں نہیں ہوئیں۔ اور نہیں ہوتیں۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ اس ناقابل اعتماد چند روزہ زندگی میں غیر کو نقصان پہنچا کر فائدے سے خود محروم رہنا اور دوسرے کو رکھنا انسانیت سے بعید ہے۔

اس میں اگر کچھ خلاف لکھا گیا ہو۔ تو شریف آدمی ظاہر کر دیں۔ اس کے بعد اگر مناسب ہوگا۔ تو وہ مانا جائے گا۔ یہ تحریر ضد تعصب۔ حسد۔ بغض۔ جھگڑا۔ فساد اور مخالفت گھٹانے کے لئے کی گئی ہے نہ کہ ان کو بڑھانے کے لئے۔ کیونکہ ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے سے باز رہ کر ایک دوسرے کو فائدہ پہنچانا ہمارا خاص کام ہے۔

اس چودھویں باب میں مسلمانوں کے مذہب کی بابت لکھ کر تمام شریف لوگوں کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ غور کر کے قابل تسلیم باتوں کو اختیار اور ناقابل تسلیم باتوں کا ترک فرمایئے۔ اعلیٰ دانشمندوں کے آگے کلام کو طوالت دینے کی ضرورت نہیں۔

(دیباچہ ضمنی ختم ہوا)

باب چودھواں

دربارہ تحقیق مذہب اسلام

سورۃ فاتحہ۔ ۱؎ شروع ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے لئے۔ (منزل اول سیپارہ اول سورۃ فاتحہ آیت ۱)

محقق مسلمان لوگ ایسا کہتے ہیں۔ کہ یہ قرآن خدا کا کلام ہے۔ لیکن اس قول سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کا بنانے والا کوئی دوسرا ہے۔ کیونکہ اگر خدا کا بنایا ہوتا۔ تو "شروع ساتھ نام اللہ کے" ایسا نہ کہتا۔ بلکہ "شروع واسطے ہدایت انسانوں کے" ایسا کہتا۔ اگر انسانوں کو نصیحت کرتا ہے۔ کہ تم ایسا کہو۔ تو بھی درست نہیں۔ کیونکہ اس سے گناہ کا شروع بھی خدا کے نام سے ہونا لازم آئے گا۔ اور اس کا نام بھی بدنام ہو جائے گا۔ اگر وہ بخشش اور رحم کرنے والا ہے۔ تو اس نے اپنی مخلوق میں انسانوں کے آرام کے واسطے دوسرے جانداروں کو مار سخت ایذا دلا اور ذبح کرا کر گوشت کھلانے کی (انسانوں کو) اجازت کیوں دی ہے؟ کیا وہ ذی روح بے گناہ اور خدا کے بنائے نہیں ہیں؟ پس یہ کہنا تھا۔ کہ خدا کے نام پر عمدہ باتوں کا شروع "خراب باتوں کا نہیں۔ یہ الفاظ (گول مول) مبہم ہیں۔ کیا چوری، زناکاری

۱؎ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

درد عکوتی اور ادھرم کا آغاز بھی خدا کے نام پر کیا جاتا ہے؟ اس وجہ سے دیکھ لو۔ کہ قصاب وغیرہ مسلمان گائے وغیرہ کی گردن کاٹنے میں بھی "بسم اللہ" اس کلام کو پڑھتے ہیں۔ جب یہی اس کا مذکورہ بالا مطلب ہے تب ہی تو برائیوں کا آغاز بھی مسلمان خدا کے نام پر کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کا خدا رحیم بھی ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس کا رحم اُن حیوانات کے لئے نہیں ہے۔ اور اگر مسلمان لوگ اس کلام کا مطلب نہیں جانتے۔ تو اس کلام کا نازل ہونا بے فائدہ ہے۔ اگر مسلمان لوگ اس کے معنے اور کچھ کرتے ہیں۔ تو پھر اصل مطلب کیا ہے۔ وغیرہ۔

(۲) سب تعریف واسطے اللہ کے جو پروردگار عالمین کا بخشش کرنے والا مہربان ہے۔ (منزل اول سیپارہ اول سورۃ الفاتحہ[۱] آیت ۲-۳)

محقق۔ اگر قرآن کا خدا دنیا کا پروردگار ہوتا۔ اور سب پر بخشش اور رحم کیا کرتا۔ تو دوسرے مذاہب والوں اور حیوانات وغیرہ کو مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل کرانے کا حکم نہ دیتا۔ اگر معاف کرنے والا ہے۔ تو گنہگاروں پر بھی رحم کرے گا؟ اور اگر کرے گا۔ تو آگے جو یہ کہا ہے۔ کہ "کافروں کو قتل کرو" یعنی جو قرآن اور پیغمبر کو نہ مانیں۔ وہ کافر ہیں۔ ایسا کیوں کہتا؟ اس لئے قرآن خدا کا کلام ثابت نہیں ہوتا۔ (۲)

(۳) مالک دن انصاف کا۔ تجھ ہی کی عبادت کرتے ہیں ہم۔ اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ دکھا ہم کو راستہ سیدھا۔ (منزل اول۔ پارہ اول۔ سورۃ الفاتحہ[۲] آیت ۴-۵)

محقق۔ کیا خدا ہمیشہ انصاف نہیں کرتا؟ کسی خاص دن انصاف کرتا ہے۔ یہ تو اندھیر کی بات ہے۔ اسی کی عبادت کرنا۔ اور اسی سے مدد چاہنا تو ٹھیک ہے۔ لیکن کیا بری بات میں بھی مدد کا چاہنا درست ہے اور سیدھا راستہ کیا صرف مسلمانوں ہی کا ہے۔ یا دوسروں کا بھی؟ سیدھے راستے کو مسلمان کیوں نہیں قبول کرتے؟ کیا سیدھا راستہ بھلائی کی طرف کا تو نہیں چاہتے۔ اگر اچھی باتیں سب کی یکساں ہیں۔ تو پھر مسلمانوں میں خصوصیت کچھ نہ رہی۔ اور دوسروں کی اچھی باتیں نہیں مانتے۔ تو متعصب ہیں۔ (۳)

(۴) راہ ان لوگوں کی جن پر فضل کیا تو نے۔ ان کا راہ مت دکھا۔ کہ جن کے اوپر تو نے غضب کیا اور نہ گمراہوں کا راستہ دکھا[۳] (منزل اول سورۃ الفاتحہ۔ آیت ۶-۷)

محقق۔ جب مسلمان لوگ پہلا جنم اور گذشتہ کئے ہوئے گناہ اور ثواب نہیں مانتے۔ تو بعض لوگوں پر رحمت کرنے اور بعض لوگوں پر نہ کرنے سے خدا طرفدار ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ گناہ و ثواب کے بغیر رنج و راحت کا دینا قطعی بے انصافی ہے۔ اور بلا سبب کسی پر رحم اور کسی پر غضب کی نظر کرنا بھی اس کی فطرت سے بعید ہے۔ (بلاوہ) وہ رحم یا غضب نہیں کر سکتا۔ اور جب اُن کے سابقہ (سنچیت) گناہ و ثواب ہی نہیں۔ تو کسی پر رحم اور کسی پر غضب کرنا یہ بات ہی نہیں بن سکتی۔ اور اس سورت کی شرح میں یہ الفاظ کہ "یہ سورت اللہ صاحب نے آدمیوں کے منہ سے کہلائی۔ کہ یہ ہمیشہ اس طرح سے کہا کریں"۔ (درج ہیں) اگر یہ بات درست ہے۔ تو

---

۱ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ

۲ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ؕ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ؕ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۙ

۳ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ ۠

"الف۔ ب" حروف بھی خدا نے ہی پڑھائے ہوں گے۔ اگر کہو کہ بلا حروف جانے کے اس سورت کو کیسے پڑھ سکے۔ (تو سوال یہ ہے) کیا حلق سے ہی بلائے اور بولتے گئے۔ اگر یہ درست ہے۔ تو سب قرآن ہی زبانی پڑھایا ہوگا۔ یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ جس کتاب میں طرفداری کی باتیں پائی جاویں۔ تو وہ کتاب خدا کی بنائی ہوئی نہیں ہو سکتی۔ مثلاً عربی زبان میں نازل کرنے سے عرب والوں کو اس کا پڑھنا سہل اور دوسری زبان بولنے والوں کو مشکل ہو جاتا ہے۔ اس سے خدا طرفدار ٹھہرتا ہے۔ اور جس طرح کہ خدا نے کل دنیا کے رہنے والے آدمیوں پر نظرِ انصاف سے سب ملکوں کی زبانوں سے نرالی سنسکرت زبان میں کہ جو سب ملکوں کے لِئے یکساں محنت سے حاصل ہوتی ہے۔ ویدوں کو نازل کیا ہے۔ ایسی ہی زبان میں اگر قرآن کو نازل کرتا۔ تو یہ نقص عاید نہ ہوتا۔ (۴)

سورۃ البقر (۵) یہ کتاب کہ جس میں شک نہیں۔ پرہیزگاروں کو راہ دکھلاتی ہے۔ جو کہ ایمان لاتے ہیں ساتھ غیب کے اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور اس چیز سے کہ جو ہم نے دی ان کو خرچ کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو اتاری گئی تیری طرف یا تجھ سے پہلے اتاری گئی۔ اور یقین قیامت پر رکھتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے پروردگار کی ہدایت پر ہیں۔ اور وہ ہی چھٹکارا پانے والے ہیں۔ تحقیق کہ جو لوگ کافر ہوئے ان پر تیرا ڈرانا نہ ڈرانا برابر ہے۔ وہ ایمان نہ لائیں گے۔ مہر کی اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے۔ اور ان کے واسطے بڑا عذاب ہے۔ (منزل اوّل۔ پارہ اوّل۔ سورۃ البقر۔ آیت ۲۔۳۔۶)

محقق۔ کیا اپنے ہی منہ سے اپنی کتاب کی تعریف کرنا خدا کی خود نمائی کی بات نہیں؟ جو پرہیزگار لوگ ہیں وہ تو خود راہِ راست پر ہیں۔ اور جو جھوٹی راہ پر ہیں۔ ان کو یہ قرآن راہ ہی نہیں دکھلا سکتا۔ تو پھر کس کام کا رہا کیا گناہ و ثواب و محنت کے بغیر خدا اپنے ہی خزانہ سے خرچ کرنے کو دیتا ہے؟ اگر دیتا ہے۔ تو سب کو کیوں نہیں دیتا؟ اور مسلمان لوگ محنت کیوں کرتے ہیں۔ اگر انجیل وغیرہ پر اعتقاد لانا لازم ہے۔ تو مسلمان انجیل وغیرہ پر ایمان مثل قرآن کے کیوں نہیں لاتے؟ اور اگر لاتے ہیں۔ تو قرآن کا نازل ہونا کس واسطے ہے؟ اگر کہیں کہ قرآن میں زیادہ باتیں ہیں۔ تو کیا پہلی کتاب میں خدا لکھنا بھول گیا تھا؟ اور اگر نہیں بھولا تو قرآن کا بنانا لاحاصل ہے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ بائبل اور قرآن کی شاذ و نادر باتیں نہ ملتی ہوں گی ورنہ سب ملتی ہیں۔ ایک ہی (مکمل) کتاب جیسی کہ وید ہے کیوں نہ نازل کی؟ قیامت پر ہی یقین رکھنا چاہیئے۔ اور (کسی چیز) پر نہیں؟ کیا عیسائی اور مسلمان ہی خدا کی ہدایت پر (چلنے والے) ہیں۔ اور ان

---

۵ الٓمّٓ ۚ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ ۛ فِیْہِ ۛ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ۙ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ ۚ وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ ۙ اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ ۙ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۙ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْھِمْ ءَاَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۙ خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ .... وَعَلٰی سَمْعِھِمْ ؕ وَعَلٰٓی اَبْصَارِھِمْ غِشَاوَۃٌ ز وَّلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ

میں کوئی گنہگار نہیں ہے۔ کیا وہ عیسائی اور مسلمان جو بدکار ہیں۔ وہ تو نجات پائیں گے۔ اور دوسرے جو بدکار نہیں۔ وہ نہ پائیں گے۔ کیا یہ سخت بے انصافی اور اندھیر کی بات نہیں؟ جو لوگ مسلمانی مذہب کو نہیں مانتے۔ کیا انہیں کافر کہنا یکطرفہ ڈگمی نہیں؟ اگر خدا ہی نے ان کے دل اور کانوں پر مہر لگائی ہے۔ اور اس وجہ سے وہ گناہ کرتے ہیں۔ تو ان کا کچھ بھی قصور نہیں۔ یہ قصور خدا کا ہی ہے۔ ایسی صورت میں اُن کو سکھ دُکھ یا گناہ، ثواب نہیں ہو سکتا۔ پھر (خدا) اُن کو سزا جزا کیوں دیتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے گناہ یا ثواب خود مختاری سے نہیں کیا۔ (۵)

(۶) ان کے دلوں میں بیماری ہے اللہ نے ان کی بیماری بڑھا دی۔[۱] (منزل ۱۔ پارہ ۱ سورۃ بقر۔ آیت ۹)

محقق۔ بھلا بلا قصور خدا نے اُن کی بیماری بڑھا دی۔ رحم نہ آیا۔ ان بیچاروں کو بڑی تکلیف ہوئی ہو گی کیا یہ شیطان سے بڑھ کر شیطنت کا کام نہیں ہے؟ کسی کے دل پر مہر لگانا۔ کسی کی بیماری بڑھانا خدا کا کام نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بیماری کا بڑھنا اپنے گناہوں کا نتیجہ ہے۔ (۶)

(۷) جس نے تمہارے واسطے زمین کو بچھونا اور آسمان کی چھت بنائی۔[۲] (منزل ۱ سیپارہ ۱ سورۃ البقر آیت ۲۲)

محقق۔ بھلا آسمان چھت کسی کی ہو سکتی ہے؟ یہ جہالت کی بات ہے۔ آسمان کو چھت کی مانند ماننا مسخر کی بات ہے۔ اگر کسی اور کرہ زمین کو آسمان مانتے ہوں۔ تو اُن کے گھر کی بات ہے۔ (۷)

(۸) اگر تم اس کلام سے شک میں ہو۔ جو ہم نے اپنے پیغمبر کے اوپر اتارا ہے۔ تو اس کی سی ایک سورۃ لے آؤ۔ اور شاہدوں اپنے کو پکارو۔ سوائے اللہ کے۔ اگر ہو تم سچے۔ پھر اگر نہ کرو۔ اور البتہ نہ کر سکو گے۔ تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن ہیں آدمی اور پتھر جو تیار کئے گئے ہیں واسطے کافروں کے۔[۳] (منزل سیپارہ ۱ سورۃ البقر۔ آیت ۲۳-۲۴)

محقق۔ بھلا یہ کوئی بات ہے۔ کہ اس کے مانند کوئی سورۃ نہ بنے؟ کیا اکبر بادشاہ کے زمانہ میں مولوی فیضی نے بے نقط قرآن نہیں بنا لیا تھا؟ وہ کونسی دوزخ کی آگ ہے؟ کیا اس (دنیا کی آگ) سے نہ ڈرنا چاہیئے؟ اس آگ میں بھی جو کچھ پڑے۔ وہ اس کا ایندھن ہے۔ جیسے قرآن میں لکھا ہے کہ کافروں کے واسطے دوزخ کی آگ تیار کی گئی ہے۔ ویسے پرانوں میں لکھا ہے۔ کہ ملیچھوں کے واسطے گھور نرک بنا ہے۔ اب کہیئے کس کی بات سچی مانیں؟ اپنے اپنے قول سے تو دونوں بہشت میں جانے والے اور ایک دوسرے کے مذہب کی رو سے دونوں دوزخی ہوتے ہیں۔ پس ان سب کا جھگڑا جھوٹا ہے۔ ہاں جو دھارمک ہیں۔ وہ سکھ اور جو پاپی ہیں وہ سب مذہبوں میں دُکھ ہی پائیں گے۔ (۸)

۱ه فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ج

۳ه وَاِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ص وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ج اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝

۲ه الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ص

(۹) اور خوشخبری دے ان لوگوں کو جو کہ ایمان لائے۔ اور کام کئے اچھے یہ کہ واسطے ان بہشتیں ہیں۔ چلتی ہیں نیچے نہریں جب دئیے جائیں گے اس میں سے میووں کا رزق کہیں گے یہ چیزیں ہیں۔ جو ہم کو پہلے دی گئی تھیں۔ اور واسطے ان کے بیویاں ہیں ستھری اور ہمیشہ ہے ان کا وہاں رہنا۔ له (منزل اوّل پارہ اوّل۔ سورۃ البقر۔ آیت ۲۵)

محقق۔ بھلا اس قرآن کی بہشت میں دنیا سے بڑھ کر کونسی عمدہ شے ہے؟ جو چیزیں دنیا میں ہیں۔ وہی مسلمانوں کے بہشت میں ہیں۔ اور اتنی زیادتی ہے بلکہ یہاں جیسے آدمی مرتے اور پیدا ہوتے اور آتے جاتے ہیں۔ اس طرح بہشت میں نہیں۔ مگر یہاں کی عورتیں ہمیشہ نہیں رہتیں۔ اور وہاں بیبیاں ہمیشہ رہتی ہیں جب تک قیامت کی رات نہ آئے گی تب تک ان بیچاریوں کے دن کس طرح گذرتے ہوں گے؟ ہاں اگر خدا کی ان پر مہربانی ہوتی ہو گی۔ اور خدا کے ہی سہارے وقت گذارتی ہوں گی۔ تو ٹھیک ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کا بہشت گوسائیوں کے گولوک اور مندر کی طرح معلوم ہوتا ہے۔ جہاں کہ عورتوں کی عزت بہت ہے۔ اور ان سے خدا کی محبت بھی مردوں کی نسبت زیادہ ہے۔ کیونکہ خدا نے بیبیوں کو بہشت میں ہمیشہ کے لئے رکھا ہے۔ نہ کہ مردوں کو۔ وہ بیبیاں بلا خدا کی مرضی کے بہشت میں کیونکر ٹھہر سکتی ہیں۔ اگر یہ بات ایسی ہی ہے۔ تو خدا بھی عورتوں میں غلطان ہے۔ (۹)

(۱۰) آدم کو سارے نام سکھائے۔ پھر فرشتوں کے سامنے کر کے کہا جو تم سچے ہو۔ مجھے ان کے نام بتاؤ۔ کہا اے آدم! بتا دے ان کو نام ان کے پس جب بتا دئیے ان کے نام (تو خدا نے فرشتوں سے کہا) کہ میں نے تم سے نہ کہا تھا۔ کہ تحقیق میں زمین اور آسمان کی چھپی چیزوں اور ظاہر اور چھپے اعمالوں کو جانتا ہوں۔ له (منزل ۱۔ پارہ ۱۔ سورۃ البقر۔ آیت ۳۱ تا ۳۳)

محقق۔ بھلا اس طرح پر فرشتوں کو دھوکا دے کر اپنی بڑائی کرنا خدا کا کام ہو سکتا ہے؟ یہ تو ایک دمبھ (گھمنڈ) کی بات ہے۔ اس کو کوئی عالم نہیں مان سکتا۔ اور نہ ایسا غرور کر سکتا ہے۔ کیا ایسی باتوں سے ہی خدا اپنی کرامات جمانا چاہتا ہے؟ ہاں جنگلی لوگوں میں کوئی کیسا ہی پاکھنڈ چلا لیوے۔ چل سکتا ہے شائستہ آدمیوں میں نہیں۔ (۱۰)

(۱۱) جب ہم نے فرشتوں سے کہا سجدہ کرو آدم کو لیس سب نے سجدہ کیا۔ پر شیطان نے نہ مانا۔ اور تکبر کیا

له وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

له وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝

کیونکہ وہ بھی ایک کافر تھا۔[1] (منزل ۱ - پارہ ۱ - سورۃ البقر - آیت ۳۴)

محقق - اس سے (ثابت ہوا -) خدا ہمہ دان نہیں - یعنی ماضی، حال، مستقبل کی باتیں پورے طور پر نہیں جانتا تھا - تو شیطان کو پیدا ہی کیوں کیا؟ اور خدا میں کچھ جلال بھی نہیں ہے - کیونکہ شیطان نے خدا کا حکم ہی نہ مانا - اور خدا اُس کا بھی کچھ نہ کر سکا - اور دیکھئے ایک کافر شیطان نے خدا کے بھی چھکے چھڑا دیئے - پس مسلمانوں کے خیال میں جہاں کروڑوں کافر ہیں - وہاں مسلمانوں کے خدا اور مسلمانوں کی کیا پیش چل سکتی ہے؟ کبھی کبھی خدا بھی کسی کی بیماری بڑھا دیتا ہے - اور کسی کو گمراہ کر دیتا ہے - خدا نے یہ باتیں شیطان سے سیکھی ہوں گی - اور شیطان نے خدا سے - کیونکہ سوائے خدا کے شیطان کا اُستاد اور کوئی نہیں ہو سکتا - (۱۱)

(۱۲) اور کہا ہم نے کہ اے آدم! تو اور تیری جورو بہشت میں رہ کر مزے سے کھاؤ - تم بافراغت جہاں چاہو پھرو - مت تم نزدیک جاؤ اس درخت کے کہ گنہگار ہو جاؤ گے - شیطان نے ان کو گمراہ کیا - اور ان کو بہشت سے الگ کر دیا - تب ہم نے کہا - کہ اُترو - بعض تمہارے میں بعض کے دشمن ہیں - اور تمہارا ٹھکانا زمین پر ہے - اور ایک وقت تک فائدہ ہے - پس سیکھ لیں آدم نے پروردگار اپنے سے کچھ باتیں پس وہ زمین پر آ گیا۔[2] (منزل ۱ - سیپارہ ۱ - سورۃ البقر آیت ۳۵ - ۳۶ - ۳۷)

محقق - دیکھئے خدا کی کم علمی - ابھی تو بہشت میں رہنے کا اعزاز بخشا - اور ابھی کہا - کہ نکلو - اگر آئندہ کی باتوں کو جانتا ہوتا - تو (بہشت میں رہنے کا) عطیہ ہی کیوں دیتا؟ اور معلوم ہوتا ہے - کہ بہکانے والے شیطان کو سزا دینے سے (خدا بھی) قاصر ہے - وہ درخت کس لئے پیدا کیا تھا؟ کیا اپنے لئے یا دوسرے کے لئے؟ اگر دوسروں کے لئے تو کیوں (آدم کو) روکا؟ اس لئے ایسی باتیں نہ خدا کی اور نہ اُس کی بنائی ہوئی کتاب کی ہو سکتی ہیں -

آدم صاحب خدا سے کتنی باتیں سیکھ کر آئے تھے؟ اور جب زمین پر آدم صاحب آئے - تب کس طرح سے آئے؟ کیا وہ بہشت پہاڑ پر ہے یا آسمان پر؟ اس سے کیونکر اُتر آئے؟ کیا پرندوں کی مانند اُڑ کر یا پتھر کی طرح گر کر؟ یہ ظاہر ہوتا ہے - کہ جب آدم صاحب خاک سے بنائے گئے - تو اُن کے بہشت میں بھی خاک ہو گی - اور جتنے وہاں فرشتے وغیرہ ہیں وہ بھی خاک کے ہوں گے - کیونکہ خاک کے جسم بغیر اعضا نہیں بن سکتے - اور خاکی جسم ہونے کی وجہ سے مرنا بھی ضرور لازم آئے گا - اگر وہاں موت ہوتی ہے - تو وہاں سے (بعد موت) کہاں جاتے ہیں؟ اگر موت نہیں ہوتی - تو ان کی پیدائش بھی نہیں ہونی چاہیئے - جب پیدائش ہے - تو موت بھی ضرور ہی ہے - ایسی صورت میں قرآن کا یہ لکھنا کہ بیبیاں ہمیشہ بہشت میں

---

[1] وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا إِلَّآ إِبْلِيْسَ ط أَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

[2] وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ص وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ص وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ج وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ إِلٰى حِيْنٍ ۝ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ط

رہتی ہیں۔ جھوٹا ہو جائے گا۔ کیونکہ ان کو بھی مرنا ہوگا جب یہ حالت ہے۔ تو بہشت میں جانے والوں کی بھی موت ضروری ہوگی۔ (۱۲)

(۱۳) اس دن سے ڈرو۔ کہ جب کوئی روح کسی روح پر بھروسہ نہ رکھے گی۔ اور نہ اس کی سفارش قبول کی جائے گی۔ نہ اس سے بدلہ لیا جائے گا۔ اور نہ وہ مدد پائیں گے۔[۱] (منزل ۱۔ پارہ ا سورۃ البقر آیت ۴۸)

محقق۔ کیا اب نہ ڈریں؟ برائی کرنے سے ہمیشہ ڈرنا چاہیئے۔ جب سفارش نہ مانی جائے گی۔ تو پھر یہ بات کہ پیغمبر کی شہادت یا سفارش سے خدا بہشت دے گا۔ کیونکر سچ ہو سکے گی؟ کیا خدا بہشت والوں کا ہی مددگار ہے۔ دوزخ والوں کا نہیں؟ اگر ایسا ہے۔ تو خدا طرفدار ہے۔ (۱۳)

(۱۴) ہم نے موسیٰ کو کتاب اور معجزے دیئے۔ ہم نے ان کو کہا۔ کہ تم ذلیل بندر ہو جاؤ۔ یہ ایک ڈر دکھایا جو اُن کے روبرو اور پیچھے اُن کے تھے اُن کو اور ہدایت ایمان داروں کو۔[۲] (منزل اوّل پارہ اوّل سورۃ البقر۔ آیت ۵۱۔ ۶۵)

محقق۔ اگر موسیٰ کو کتاب دی تھی۔ تو قرآن کا ہونا فضول ہے۔ یہ بات جو بائبل اور قرآن میں لکھی ہے کہ اس کو معجزے کرنے کی طاقت دی تھی۔ قابل قبول نہیں۔ کیونکہ اگر ایسا ہوا تھا۔ تو اب بھی ہوتا۔ اگر اب نہیں ہوتا۔ تو پہلے بھی نہیں ہوا تھا۔ جیسے خود غرض لوگ آج کل بھی بے علموں کے درمیان عالم بن جاتے ہیں۔ ویسے ہی اس زمانہ میں بھی مکر کیا ہوگا۔ کیونکہ خدا اور اس کے خادم اب بھی موجود ہیں۔ تو اس وقت خدا معجزے کرنے کی طاقت کیوں نہیں دیتا۔ اور نہ وہ معجزے کر سکتے ہیں۔ اگر موسیٰ کو کتاب دی تھی۔ تو دوبارہ کتاب دینے کی کیا ضرورت تھی۔ کیونکہ اگر بھلائی برائی کرنے نہ کرنے کا اُپدیش سب جگہ یکساں ہے۔ تو دوبارہ مختلف کتابوں کے بنانے سے تکرار لازم آتا ہے۔ کیا خدا اس کتاب میں جو کہ موسیٰ کو دی تھی۔ کچھ بھول گیا تھا؟ اگر خدا نے "ذلیل بندر ہو جاؤ" محض ڈرانے کے لئے کہا تھا۔ تو اس کا کہنا غلط ہوا۔ یا اس نے دھوکا دیا۔ جو ایسی باتیں کرتا ہے۔ وہ خدا نہیں۔ اور جس کتاب میں ایسی باتیں ہیں۔ وہ خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتیں۔ (۱۴)

(۱۵) اس طرح خدا مُردوں کو زندہ کرتا ہے۔ اور تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے۔ کہ تم سمجھو۔[۳] (منزل اوّل۔ پارہ اوّل۔ سورۃ البقر۔ آیت ۷۳)

محقق۔ اگر مُردوں کو خدا زندہ کرتا تھا۔ تو اب کیوں نہیں کرتا؟ کیا وہ قیامت کی رات تک قبروں

---

[۱] وَاتَّقُوا يَوْمًا لَّا تَجْزِي نَفْسٌ عَن نَّفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۝

[۲] وَإِذْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَالْفُرْقَانَ ...... فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ۝ فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ۝

[۳] كَذَٰلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَىٰ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۝

میں پڑیں رہیں گے۔ کیا آج کل وہ بہرہ ہیں؟ کیا اتنی ہی خدا کی نشانیاں ہیں؟ کیا زمین سورج چاند وغیرہ نشانیاں نہیں ہیں؟ کیا کائنات میں جو گوناگوں مخلوقات سامنے نظر آتی ہے۔ یہ کوئی کم نشانیاں ہیں؟ (۱۵)

(۱۶) وہ ہمیشہ کے لئے بہشت میں رہنے والے ہیں۔[۱] (منزل ۱۔ پارہ ۱۔ آیت ۸۱)

محقق۔ چونکہ جیو (روح) غیر متناہی گناہ و ثواب کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اس لئے ہمیشہ کے لئے بہشت یا دوزخ میں نہیں رہ سکتے۔ اور اگر خدا ایسا کرے۔ تو وہ ظالم اور لاعلم ٹھہرے۔ اگر قیامت کی رات انصاف ہوگا۔ تو انسانوں کے گناہ و ثواب برابر ہونے چاہئیں۔ اگر اعمال غیر متناہی نہیں ہیں۔ تو ان کا ثمرہ غیر متناہی کیونکر ہو سکتا ہے؟ اور (مسلمان لوگ) دنیا کی پیدائش سات آٹھ ہزار برسوں سے بھی کم بتلاتے ہیں۔ کیا اس سے پیشتر خدا نکما بیٹھا رہا تھا۔ اور کیا قیامت کے پیچھے بھی نکما رہے گا؟ یہ باتیں لڑکوں کی باتوں کی مانند ہیں۔ کیونکہ پرمیشور کے کام ہمیشہ قائم رہتے ہیں۔ اور جس قدر کسی کے گناہ و ثواب ہوتے ہیں۔ ان کے مطابق ہی اس کو وہ ثمر دیتا ہے۔ لہٰذا قرآن کی یہ بات سچی نہیں ہے۔ (۱۶)

(۱۷) اور جب لیا ہم نے عہد تمہارا۔ نہ بہانا تم لہو اپنے آپس کے اور نہ نکال دو کسی کو گھر میں اپنے سے۔ پھر عہد کیا تم نے اور تم شاہد ہو۔ پھر تم وہ لوگ ہو۔ کہ مار ڈالتے ہو۔ آپس میں اپنے کو اور نکال دیتے ہو ایک فرقے کو آپ میں سے گھروں ان کے سے۔[۲] (منزل ۱۔ پارہ ۱۔ سورۃ البقر آیت ۸۳۔۸۴)

محقق۔ بھلا عہد کرنا اور کرانا محدود العقل آدمیوں کی بات ہے یا خدا کی؟ جب خدا ہمہ دان ہے۔ تو ایسی بیہودہ باتیں دنیاداروں کی مانند کیوں کرے گا؟ آپس میں لہو نہ بہانا اور اپنے ہم مذہبوں کو گھر سے نہ نکالنا اور دوسرے مذہب کے لوگوں کا خون بہانا اور گھر سے انہیں نکال دینا بھلا کونسی اچھی بات ہے۔ یہ تو بے علمی اور طرفداری سے بھری ہوئی فضول بات ہے۔ کیا خدا پہلے ہی سے نہیں جانتا تھا۔ کہ یہ اقرار کے خلاف کریں گے؟ اس سے واضح ہوتا ہے۔ کہ مسلمانوں کا خدا بھی عیسائیوں کے خدا کی بہت سی صفات رکھتا ہے۔ یہ قرآن ستنتر (مستقل) مستغنی عن الغیر نہیں۔ کیونکہ اس کی تھوڑی سی باتوں کو چھوڑ کر باقی سب باتیں بائبل کی ہیں۔ (۱۷)

(۱۸) یہ وہ لوگ ہیں۔ کہ مول لیا زندگی کو بدلے آخرت کے۔ پس نہ ہلکا کیا جائے گا۔ ان سے عذاب اور نہ وہ مدد کئے جائیں گے۔[۳] (منزل ۱۔ پارہ ۱۔ سورۃ البقر آیت ۸۶)

[۱] هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝
[۲] وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُونَ أَنْفُسَكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ ۝
[۳] ثُمَّ أَنْتُمْ هَٰؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ فَرِيقًا مِنْكُمْ مِنْ دِيَارِهِمْ

[۱] أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ ...

محقق - بھلا ایسی حسد و عداوت کی باتیں کبھی خدا کی طرف سے ہو سکتی ہیں - جن لوگوں کے گناہ ہلکے کئے جائیں گے - یا جن کو مدد دی جائے گی - وہ کون ہیں؟ اگر وہ گنہگار ہیں - اور گناہوں کی سزا دیئے بغیر ہلکے کئے جائیں گے - تو بے انصافی ہو گی - جو سزا دے کر ہلکے کئے جائیں گے - تو جن کا بیان اِس آیت میں ہے - وہ بھی سزا پا کر ہلکے ہو سکتے ہیں - اور سزا دے کر بھی ہلکے نہ کئے جائیں گے - تو بھی بے انصافی ہو گی - اگر گناہوں سے ہلکے کئے جانے والوں سے مطلب پرہیزگاروں سے ہے تو اُن کے گناہ تو آپ ہی ہلکے ہیں - خدا کیا کرے گا؟ اِس سے معلوم ہوا - کہ یہ تحریر (کسی) عالم کی نہیں اور واقعی دھرماتماؤں کو سکھ اور ادھرمیوں کو دکھ ان کے اعمال کے مطابق ہمیشہ دینا چاہیئے (۱۸)

(۱۹) اور بالتحقیق دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور پیچھے ہم پیغمبروں کو لائے - اور دیئے ہم نے عیسیٰ بیٹے مریم کو معجزے ظاہر یعنی خدا کی طاقت اور قوت دی ہم نے اس کو ساتھ روح پاک کے - پھر بھلا جب آیا تمہارے پاس پیغمبر ساتھ اس چیز کے کہ نہیں چاہتے جی تمہارے تکبّر کیا تُو نے - پس ایک فرقے کو جھٹلایا تم نے اور ایک فرقے کو مار ڈالتے ہوئے[1] (منزل ۱ - پارہ ۱ سورۃ البقر - آیت ۸۷)

محقق - جب قرآن میں شہادت ہے - کہ موسیٰ کو کتاب دی - تو اس کا ماننا مسلمانوں کے لئے لازم آیا اور جو جو اس کتاب میں نقص ہیں - وہ بھی مسلمانوں کے مذہب میں آ گئے - اور معجزے کی باتیں سب فضول ہیں - اور سادہ لوح آدمیوں کے بہکانے کے واسطے گھڑی گئی ہیں - کیونکہ قانونِ قدرت اور علم کے برخلاف تمام باتیں جھوٹی ہی ہوا کرتی ہیں - اگر اس وقت معجزے تھے - تو اب کیوں نہیں ہوتے؟ چونکہ اس وقت نہیں ہوتے - اس وقت بھی نہیں ہوتے تھے - اس میں کچھ بھی شک نہیں (۱۹)

(۲۰) اور اس سے پہلے کافروں پر فتح چاہتے تھے - جو کچھ پہچانا تھا - جب اُن کے پاس وہ آیا جھٹ کافر ہو گئے - کافروں پر لعنت ہے اللہ کی[2] (منزل ۱ - پارہ ۱ سورۃ البقر آیت ۸۹)

محقق - جس طرح تم غیر مذہب والوں کو کافر کہتے ہیں - اسی طرح کیا وہ تم کو کافر نہیں کہتے؟ اور وہ اپنے مذہب کے خدا کی طرف سے (تم کو) لعنت دیتے ہیں - پھر کہو - کون سچا اور کون جھوٹا ہے - جب غور سے دیکھتے ہیں - تو سب مذاہب والوں میں جھوٹ پایا جاتا ہے - اور جو سچ ہے - وہ سب میں یکساں ہے - یہ سب جھگڑے جہالت کے ہیں - (۲۰)

(۲۱) خوشخبری ایمان داروں کو - اللہ فرشتوں پیغمبروں جبرائیل اور میکائیل کا جو دشمن ہے - اللہ بھی ایسے کافروں کا دشمن ہے[3] (منزل ۱ - پارہ ۱ سورۃ البقر - آیت ۹۷ - ۹۸)

---

۱ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ۡ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ۡ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ۝

۲ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۡ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝

محقق ۔ جب مسلمان کہتے ہیں۔ کہ خدا لاشریک ہے۔ پھر یہ فوج کی فوج شریک کہاں سے کر دی؟ کیا جو اوروں کا دشمن ہے۔ وہ خدا کا بھی دشمن ہے؟ اگر ایسا ہے۔ تو ٹھیک نہیں۔ کیونکہ خدا کسی کا دشمن نہیں ہو سکتا۔ (۲۱)

(۲۲) اور کہو۔ کہ معافی مانگتے ہیں۔ ہم معاف کریں گے تمہارے گناہ اور زیادہ دیں گے نیکی کرنے والوں کو۔[۱] (منزل ۱۔ پارہ ۱۔ سورۃ البقر۔ آیت ۵۸)

محقق ۔ بھلا یہ خدا کی ہدایت سب کو گنہگار بنانے والی ہے یا نہیں؟ کیونکہ جب گناہ معاف ہونے کا سہارا آدمیوں کو ملتا ہے۔ تب گناہوں سے کوئی بھی نہیں ڈرتا۔ اس واسطے ایسا کہنے والا خدا اور یہ خدا کی بنائی ہوئی کتاب نہیں ہو سکتی۔ وہ عادل ہے۔ بے انصافی کبھی نہیں کرتا۔ اور گناہ کرنے سے تو بے انصاف ہو جاتا ہے۔ (۲۲)

(۲۳) جب موسیٰ نے اپنی قوم کے واسطے پانی مانگا۔ ہم نے کہا تھا۔ اپنا عصا پتھر پر مار۔ اس میں سے بارہ چشمے بہ نکلے۔[۲] (منزل ۱۔ پارہ ۱۔ سورۃ البقر۔ آیت ۵۹)

محقق ۔ دیکھئے ان ناممکن باتوں جیسی باتیں دوسرا شخص کیا کہے گا۔ ایک پتھر پر عصا مارنے سے بارہ چشموں کا نکلنا بالکل ناممکن بات ہے۔ ہاں اس پتھر کو اندر سے خالی کر کے اس میں پانی بھرنے اور بارہ سوراخ کرنے سے ایسا ہونا ممکن ہے۔ ورنہ نہیں۔ (۲۳)

(۲۴) اور اللہ خاص کرتا ہے جس کو چاہتا ہے ساتھ رحم کے۔[۳] (منزل ۱ پارہ ۱ سورۃ البقر۔ آیت ۱۰۵)

محقق ۔ کیا جو مخصوص اور رحم کئے جانے کے لائق نہیں۔ اس کو بھی (خدا) مخصوص کرتا اور اس پر رحم کرتا ہے؟ اگر ایسا ہے۔ تو خدا بڑا گڑبڑ مچانے والا ہے۔ پھر اچھا کام کون کرے گا؟ اور بُرے کام کون چھوڑے گا؟ کیونکہ (ایسی صورت میں) خدا کی مرضی پر انحصار رکھیں گے نہ کہ اعمال کے نتائج پر۔ اس گڑبڑ کی وجہ سے تو سب نیک اعمال کرنے سے دست بردار ہو جائیں گے۔ (۲۴)

(۲۵)[۴] ایسا نہ ہو کہ کافر لوگ حسد کر کے تم کو ایمان سے منحرف کر دیویں۔ کیونکہ ان میں سے ایمان والوں کے بہت سے دوست ہیں۔[۵] (منزل ۱۔ پارہ ۱۔ سورۃ البقر۔ آیت ۱۰۸)

محقق ۔ اب دیکھئے خدا ہی اُن کو یاد دلاتا ہے۔ کہ تمہارے ایمان کو کافر لوگ نہ گمراہ دیں۔ کیا وہ ہمہ دان نہیں ہے؟ ایسی باتیں خدا کی نہیں ہو سکتیں۔ (۲۵)

---

[۱] وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ۭ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

[۲] وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۭ

[۳] وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ

[۴] شاہ عبدالحق وغیرہ مفسرین نے اس آیت کا ترجمہ یہ دیا ہے۔ "دل چاہتا ہے۔ بہت کتاب والوں کا۔"

[۵] وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ښ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ج

(۲۶) تم جدھر منہ کرو۔ اُدھر ہی منہ اللہ کا ہے[1] (منزل ۱۔ پارہ ۱۔ سورۃ البقر۔ آیت ۱۱۴)

محقق۔ اگر یہ بات سچی ہے۔ تو مسلمان قبلہ کی طرف منہ کیوں کرتے ہیں؟ اگر کہیں۔ کہ ہم کو قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہے۔ تو یہ بھی حکم ہے۔ کہ چاہے جس طرف کو منہ کرو۔ کیا ایک بات سچی اور دوسری جھوٹی ہوگی؟ اگر اللہ کا منہ ہے۔ تو وہ سب طرف ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ ایک منہ ایک طرف رہے گا سب طرف کیونکر رہے گا۔ اس واسطے یہ موزوں نہیں۔ (۲۶)

(۲۷) جو آسمان اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ جب وہ کچھ کرنا چاہتا ہے۔ تو (یہ نہیں کہ اس کو کرنا پڑتا ہے۔ بلکہ) اُسے کہتا ہے۔ کہ ہو جا۔ بس ہو جاتا ہے[2] (منزل ۱۔ پارہ ۱۔ سورۃ البقر۔ آیت ۱۱۶)

محقق۔ بھلا جب خدا نے حکم دیا۔ کہ ہو جا۔ تو یہ حکم کس نے سنا۔ اور کس کو سنایا گیا۔ اور کون بن گیا؟ کس علت سے بنایا گیا جب یہ دیکھتے ہیں۔ کہ آفرینش سے پہلے ماسوائے خدا کے کوئی بھی دوسری چیز نہ تھی۔ تو یہ دنیا کہاں سے ہوئی۔ علت کے بغیر معلول نہیں ہوتا۔ تو اتنا بڑا عالم علت کے بغیر کہاں سے ہو گیا؟ یہ بات صرف لڑکپن کی ہے۔

مجیب۔ نہیں نہیں خدا کی مرضی ہے۔ محقق۔ کیا تمہاری مرضی سے مکھی کی ایک ٹانگ بھی بن سکتی ہے؟ جو کہتے ہو۔ کہ خدا کی خواہش سے یہ ساری دنیا بن گئی؟ مجیب۔ خدا قادر مطلق ہے اس واسطے جو چاہے کر لیتا ہے۔ محقق۔ قادر مطلق کے کیا معنے ہیں؟ مجیب۔ جو چاہے سو کر سکے۔ محقق۔ کیا خدا دوسرا خدا بھی بنا سکتا ہے؟ اپنے آپ مر سکتا ہے؟ جاہل۔ بیمار اور لاعلم بھی بن سکتا ہے؟ مجیب۔ ایسا کبھی نہیں بن سکتا۔ محقق۔ اس لئے خدا اپنے اور دوسروں کے وصف، عمل، فطرت کے خلاف کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ جیسے دنیا میں کسی چیز کے بننے میں تین اشیا پہلے ضروری ہوتی ہیں ایک فاعل جیسے کمہار۔ دوسرا بننے والا مثلاً گھڑا بنانے والی مٹی اور تیسرا اس کا ذریعہ جس سے گھڑا بنایا جاتا ہے جس طرح کمہار مٹی اور آلہ کے ذریعہ گھڑا بناتا ہے۔ اور بننے والے گھڑے کے پہلے کمہار۔ مٹی اور آلات موجود ہوتے ہیں۔ ویسے ہی دنیا کے بننے سے پہلے اس کی علت مادی یعنی پرکرتی تھی۔ اور ان سب کے اوصاف، افعال و فطرت ازلی ہیں۔ اس لئے یہ قرآن کی بات بالکل ناممکن ہے۔ (۲۷)

(۲۸) جب ہم نے لوگوں کے لئے کعبہ کو مقدس اور امن دینے والی جگہ بنایا۔ تم نماز کے واسطے ابراہیم کی جگہ کو پکڑو[3] (منزل ۱۔ پارہ ۱۔ سورۃ البقر۔ آیت ۱۲۵)

محقق۔ کیا کعبے کے پہلے خدا نے مقدس جگہ کوئی بھی نہیں بنائی تھی؟ اگر بنائی تو کعبہ کے بنانے کی کچھ

---

[1] فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ط کہ کسی طرح تم کو پھیر کر مسلمان ہونے سے پیچھے کافر کردیں۔ حسد کر کے اپنے اندر سے بعد اس کے کہ بعد اس کے کل جن کا ان پر حق۔

[2] بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَاِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ۝

[3] وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ط وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ط

بھی ضرورت نہ تھی۔ اگر نہیں بنائی تھی۔ تو بیچارے پہلے پیدا ہوئے لوگوں کو مقدس جگہ سے محروم ہی رکھا تھا؟ پہلے خدا کو مقدس جگہ بنانے کی یاد نہ رہی ہوگی۔ (۲۸)

(۲۹) وہ کون ہیں۔ جو ابراہیم کے دین سے پھر جاویں۔ مگر وہ جس نے اپنی روح کو جاہل بنایا اور تحقیق ہم نے دنیا میں اس کو پسند کیا۔ اور حقیقت میں آخرت میں وہی نیک ہیں۔[۱] (منزل ا سیپارہ ا سورۃ البقر آیت ۱۳۱)

محقق۔ یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ جو ابراہیم کے دین کو نہیں مانتے۔ وہ سب جاہل ہیں۔ ابراہیم کو خدا نے پسند کیا۔ اس کا کیا سبب ہے؟ اور اگر دین دار ہونے کے سبب کیا۔ تو دین دار بھی بہت سے ہو سکتے ہیں۔ اور اگر بلا دین دار ہونے کے پسند کیا۔ تو بے انصافی ہوئی۔ ہاں یہ تو ٹھیک ہے۔ کہ جو دھرماتما ہے۔ وہ خدا کو عزیز ہوتا ہے۔ ادھرمی نہیں۔ (۲۹)

(۳۰) تحقیق ہم تیرے منہ کو آسمان کی طرف پھرتا دیکھتے ہیں۔ ضرور ہم تجھے اس قبلے کی طرف پھیریں گے۔ کہ پسند کرے تو جس کو پس اپنا منہ مسجد الحرام کی طرف پھیر۔ جہاں کہیں تم ہو۔ اپنا منہ اس کی طرف پھیر لو۔[۲]
(منزل اول۔ سیپارہ دوم۔ سورۃ البقر۔ آیت ۱۴۵)

محقق۔ کیا یہ چھوٹی بُت پرستی ہے۔ نہیں نہیں بڑی ہے۔

مجیب۔ ہم مسلمان لوگ بُت پرست نہیں ہیں۔ بلکہ بُت شکن (بتوں کو توڑنے والے) ہیں۔ کیونکہ ہم قبلہ کو خدا نہیں سمجھتے۔

محقق۔ جن کو تم بُت پرست سمجھتے ہو۔ وہ بھی ان بتوں کو خدا نہیں سمجھتے۔ بلکہ اُن کے سامنے خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ اگر تم بُت شکن ہو۔ تو تم نے بڑے بُت یعنی اس مسجد قبلہ کو کیوں نہ توڑا؟

مجیب۔ واہ صاحب! ہمارے لئے قبلہ کی طرف منہ پھیرنے کا قرآن میں حکم ہے اور ان کے لئے وید میں نہیں ہے۔ پھر وہ بُت پرست کیوں نہیں۔ اور ہم کیوں ہیں؟ کیونکہ ہم کو تو خدا کا حکم بجا لانا ضروری ہے۔

محقق۔ جیسے تمہارے لئے قرآن میں حکم ہے۔ ویسے ہی اُن کے لئے پورانوں میں حکم ہے۔ جیسے تم قرآن کو خدا کا کلام سمجھتے ہو۔ ویسے ہی پورانی بھی پورانوں کو خدا کے اوتار ویاس جی کا کلام سمجھتے ہیں۔ بُت پرستی کے لحاظ سے تم میں اور پورانکوں میں صرف اتنا فرق ہے۔ کہ تم بڑے بُت پرست ہو۔ اور وہ چھوٹے بُت پرست ہیں۔ تمہاری تو اس آدمی کی سی حالت ہے۔ جو اپنے گھر سے گھسی ہوئی بلی کو نکالنے لگے۔ اور اُس کے گھر میں اونٹ گھس گئے۔ ویسے ہی محمد صاحب نے چھوٹے بُت کو مسلمانوں کے مذہب سے نکالا۔ لیکن بڑا بُت جو پہاڑ کی مانند مکہ کی مسجد ہے وہ تمام مسلمانوں کے

---

[۱] وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ ۚ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا ۖ وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ۝

[۲] قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ ۖ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا ۚ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۝

مذہب میں داخل کر دیا۔ کیا یہ چھوٹی بُت پرستی ہے؟ ہاں جیسے ہم لوگ ویدک (وید کے ماننے اور اس پر عمل کرنے والے) ہیں۔ ویسے ہی تم لوگ بھی ویدک ہو جاؤ۔ تو بُت پرستی وغیرہ برائیوں سے بچ سکو گے ورنہ نہیں۔ جب تک اپنی بڑی بُت پرستی دُور نہ کر دو۔ تب تک تمہیں دُوسرے چھوٹے بُت پرستوں کی تردید کرنے سے شرمسار ہو کر علیحدہ رہنا چاہیئے۔ اور اپنے کو بُت پرستی سے پاک رکھ کر پاک کرنا چاہیئے ۱۴۰

(۱۴۱) جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں۔ اُن کے لئے یہ مت کہو۔ کہ یہ مُردے ہیں۔ بلکہ وہ زندہ ہیں[1] (منزل ۱۔ پارہ ۲۔ سورۃ البقر۔ آیت ۱۵۵)

محقق۔ بھلا خدا کی راہ میں مرنے مارنے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ کیوں نہیں کہتے۔ کہ یہ بات اپنا مطلب پُورا کرنے کے لئے ہے۔ (یعنی) یہ لالچ دیں گے۔ تو خوب لڑیں گے۔ اپنی فتح ہوگی۔ مارنے سے ڈرینگے لُوٹ مار کرنے سے مال و متاع حاصل ہوگی۔ بعد ازاں گھرے اڑائیں گے۔ اپنی مطلب براری کے لئے اس قسم کی اُلٹی باتیں گھڑی ہیں۔ (۱۴۱)

(۱۴۲) اور یہ کہ اللہ سخت تکلیف دینے والا ہے۔ شیطان کے پیچھے مت چلو۔ یقیناً وہ صریح تمہارا دشمن ہے اس کے سوائے اور کچھ نہیں۔ کہ بُرائی اور بے شرمی کی اجازت دے۔ اور یہ کہ تم کہو اللہ پر جو نہیں جانتے[2] (منزل ۱۔ پارہ ۱۔ سورۃ البقر۔ آیت ۱۶۷۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰)

محقق۔ کیا تمہارا خدا بدوں کو عذاب دینے والا اور نیکوں پر رحم کرنے والا ہے؟ یا مسلمانوں پر رحم کرنے والا اور دُوسروں کو عذاب دینے والا ہے؟ مؤخر الذکر صُورت میں وہ خدا ہی نہیں ہو سکتا۔ اگر خدا طرفدار نہیں ہے۔ تو جو آدمی جس جگہ دھرم کرے گا خدا اس پر رحم اور جو ادھرم کرے گا اُس کو سزا دے گا۔ ایسی حالت میں محمد صاحب اور قرآن کو شفیع ماننا ضروری نہ رہا۔ اور جب سب سے بُرائی کرانے والا ہر ایک انسان کا دشمن شیطان ہے۔ اس کو خدا نے پیدا ہی کیوں کیا؟ کیا وہ آیندہ کی بات نہیں جانتا تھا۔ اگر کہو کہ جانتا تھا لیکن آزمائیش کے لئے بنایا۔ تو بھی درست نہیں۔ کیونکہ آزمائیش کرنا محدود العلم کا کام ہے۔ ہمہ دان (خدا) سب رُوحوں کے اچھے بُرے اعمال کو ٹھیک ٹھیک جانتا ہے۔ اگر شیطان سب کو بہکاتا ہے۔ تو شیطان کو کس نے بہکایا۔ اگر کہو شیطان خود بخود بہکایا جاتا ہے۔ تو اور بھی خود بہک سکتے ہیں۔ درمیان میں شیطان کا کیا کام؟ اور اگر خدا ہی نے شیطان کو بہکایا۔ تو خدا شیطان کا بھی شیطان ٹھہرے گا۔ ایسی بات خدا کی نہیں ہو سکتی۔ اور جو کوئی بھی کسی کو بہکاتا ہے۔ وہ بد صحبت اور بے علمی کے باعث خود گمراہ ہوتا ہے۔ (۱۴۲)

(۱۴۳) تم پر مُردار۔ لہو۔ اور گوشت سوٴر کا حرام ہے اور سوائے اللہ کے جس پر کچھ پکارا جائے[3] (منزل ۱۔ پارہ ۲۔ سورۃ البقر۔ آیت ۱۶۹)

---

[1] ۔ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ

[2] وَاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ○ ..... وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ○ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○

[3] اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ؕ

محقق - یہاں پر سوچنا چاہیئے - کہ کوئی جانور خواہ خود بخود مرا ہو - یا کسی کے مارنے سے - دونوں حالتوں میں وہ مُردار ہے - ہاں ! ان میں کچھ فرق بھی ہے - تو بھی موت میں کچھ فرق نہیں - اور جب صرف سُؤر کی ممانعت ہے - تو کیا انسان کا گوشت کھانا روا ہے ؟ کیا یہ بات اچھی ہو سکتی ہے - کہ خدا کے نام سے دُشمن وغیرہ کو عذاب دے کر اس کی جان لی جائے ؟ اس سے تو خدا کے نام پر دھبہ لگتا ہے - ہاں خدا نے بلا پورو جنم یعنی زندگی سابقہ کے گناہوں کے مُسلمانوں کے ہاتھ سے جانداروں کو عذاب کیوں دلایا ؟ کیا ان پر رحم نہیں کرتا ؟ ان کو اولاد کی مانند نہیں جانتا ؟ جس جاندار سے زیادہ فائدہ پہنچے - مثلاً گائے وغیرہ ان کے مارنے کی ممانعت نہ کرنے سے خدا دُنیا کو نقصان پہنچانے والا ثابت ہوتا ہے (اور عام طور پر) ایذا رسانی کے گناہ سے (خدا) بدنام بھی ہو جاتا ہے - ایسی باتیں خدا اور خدا کی کتاب کی ہرگز نہیں ہو سکتیں - (۱۳۳)

(۳۴) روزہ کی رات تمہارے واسطے حلال کی گئی - کہ رغبت کرنا بیبیوں سے وہ تمہارے واسطے پوشاک ہیں اور تم اُن کے لئے پوشاک ہو - اللہ نے جانا - کہ تم خیانت کرتے ہو - سو اللہ نے معاف کیا تم کو - پس اُن سے مِلو اور ڈھونڈو - جو اللہ نے تمہارے واسطے لکھ دیا ہے یعنی اولاد - کھاؤ - پیو - یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے تمہارے واسطے کالے دھاگے سے سفید دھاگہ - یا رات سے دن نکلے[۱] (منزل ۱ - پارہ ۲ سورۃ البقر - آیت ۱۸۸)

محقق - یہ تحقیق ہوتا ہے - کہ جب مُسلمانوں کا مذہب جاری ہوا - تب یا اُس سے پہلے کسی نے کسی پورانک سے پوچھا ہوگا - کہ چندرائن برت جو ایک مہینہ بھر کا ہوتا ہے - اس کا طریق بیان کرو - شاستر کا طریق یہ ہے - کہ چاند کی کلا کے گھٹنے بڑھنے کے مطابق لقموں کا گھٹانا بڑھانا اور دوپہر کے وقت کھانا کھانا چاہیئے - اُس (چندرائن برت) کو مُسلمانوں نے اِس قسم کا بنا لیا - لیکن برت میں مجامعت منع ہے - یہ ایک بات (اُن کے خدا نے بڑھ کر کہہ دی - کہ) تم روزے کی رات کو مجامعت بھی کیا کرو - اور رات میں جتنی دفعہ چاہو کھاؤ - بھلا یہ روزہ کیا ہوا ؟ دن کو نہ کھایا - رات کو کھاتے رہے - یہ بات قانونِ قدرت کے خلاف ہے - کہ دن میں نہ کھانا رات کو کھانا (۱۳۴)

(۳۵) اللہ کی راہ میں لڑو اُن سے جو تم سے لڑتے ہیں - مار ڈالو اُن کو تم جہاں پاؤ - قتل سے کُفر بُرا ہے یہاں تک اُن سے لڑو - کہ کفر نہ رہے اور ہو وے دین اللہ کا - انہوں نے جتنی زیادتی کری ہے تم پر ویسی ہی تم اُن کے ساتھ کرو[۲] - (منزل ۱ - پارہ ۲ سورۃ البقر - آیت ۱۹۱ تا ۱۹۳)

---

[۱] أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۖ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۖ

[۲] وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ ...... وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ ...... وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ ۖ ...... فَمَنِ اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ ۚ

محقق - اگر قرآن میں ایسی باتیں نہ ہوتیں۔ تو مسلمان لوگ اتنا بڑا ظلم جو کہ غیر مذاہب والوں پر کیا ہے نہ کرتے۔ بلا قصور کسی کو مارنا سخت گناہ ہے۔ ان کے نزدیک مذہب اسلام کا قبول نہ کرنا کفر ہے۔ اور کفر سے قتل کو مسلمان لوگ اچھا جانتے ہیں۔ یعنی کہتے ہیں۔ کہ جو ہمارے دین کو نہ مانے گا۔ اُس کو ہم قتل کریں گے چنانچہ وہ ایسا ہی کرتے رہے ہیں۔ اور مذہب کی خاطر لڑتے لڑتے اپنی سلطنت وغیرہ کھو کر برباد ہو گئے۔ ان کا مذہب غیر مذہب والوں سے سخت ظلم کرنا سکھاتا ہے۔ ان سے پوچھنا چاہیے۔ کہ کیا چوری کا عوض چوری ہے؟ جتنا نقصان ہمارا چور وغیرہ چوری سے کریں؟ کیا ہم بھی اُن کا چوری سے کریں۔ یہ بالکل بے انصافی ہے۔ کیا کوئی جاہل ہم کو گالیاں دے۔ تو ہم بھی اُس کو گالیاں دیں؟ یہ بات نہ خدا کی، نہ خدا کے معتقد عالم کی اور نہ خدا کی کتاب کی ہو سکتی ہے۔ یہ تو صرف خود غرض لاعلم آدمی کی ہے۔ (۳۵)

(۳۶) اور اللہ نہیں دوست رکھتا فساد کو۔ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ داخل ہو بیچ اسلام کے[1] (منزل اول۔ سیپارہ دوم۔ سورۃ البقر۔ آیت ۲۰۶)

محقق - اگر خدا فساد نہیں چاہتا۔ تو کیوں آپ ہی مسلمانوں کو فساد کرنے پر آمادہ کرتا ہے؟ اور مفسد مسلمانوں سے دوستی کرتا ہے؟ اگر مسلمانوں کے مذہب میں داخل ہونے سے خدا راضی ہوتا ہے۔ تو وہ مسلمانوں کا ہی طرفدار ہے۔ سب دنیا کا خدا نہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ نہ قرآن خدا کا بنایا ہوا نہ اس میں کہا ہوا خدا ہو سکتا ہے۔ (۳۶)

(۳۷) اور اللہ رزق دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بے شمار[2]۔ (منزل ۱۔ پارہ ۲۔ سورۃ البقر۔ آیت ۲۱۴)

محقق - کیا بلا نیکی اور بدی کے خدا ایسے ہی رزق دیتا ہے؟ تو پھر برائی بھلائی کا کرنا یکساں ہے کیونکہ رنج و راحت کا حاصل ہونا اس کی مرضی پر ہے۔ اس لئے دھرم سے منحرف ہو کر مسلمان اپنی من مانی کرتے ہیں۔ اور کئی اس قرآن کے فرمودہ پر اعتقاد نہ رکھ کر دھرماتما بھی ہوتے ہیں۔ (۳۷)

(۳۸) اور سوال کرتے ہیں تجھ سے حیض کی بابت۔ جواب دے کہ وہ ناپاکی ہے۔ پس کنارہ کرو عورتوں سے بیچ حیض کے اور مت نزدیک جاؤ اُن کے۔ یہاں تک کہ پاک ہوں جب نہالیں۔ پس جاؤ ان کے پاس اس جگہ سے کہ حکم کیا تم کو اللہ نے بیبیاں تمہاری کھیتیاں ہیں واسطے تمہارے۔ پس جاؤ کھیت اپنے میں جس طرح چاہو۔ تم کو اللہ لغو قسم میں نہیں پکڑتا ہے[3] (منزل ۱۔ پارہ ۲۔ سورۃ البقر۔ آیت ۲۲۳-۲۲۶)

محقق - ایام حیض میں مجامعت نہ کرنے کا حکم تو اچھا ہے۔ لیکن عورتوں کو کھیت سے مشابہت دینا اور یہ کہنا کہ جس طرح چاہو اُن کے پاس جاؤ۔ انسان کی شہوت بھڑکانے کا موجب ہے۔ اگر خدا

---

[1] وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۤفَّةً ۝ ص

[2] وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

[3] وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ .... نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ص فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ز ..... لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْۤ اَيْمَانِكُمْ

لغو قسم پر نہیں پکڑتا۔ تو سب جھوٹ بولیں گے قسم توڑیں گے۔ اس سے خدا جھوٹ کا اجرا کرنے والا ہو جائے گا۔ (۳۸)

(۳۹) کون ہے وہ جو دے اللہ کو قرض اچھا پس دوگنا کرے اس کو واسطے اس کے۔[1] (منزل ۱۔ پارہ ۲ سورۃ البقر۔ آیت ۲۴۵)

محقق بھلا خدا کو قرض لینے سے کیا مطلب؟ کیا جس نے ساری خلقت کو بنایا۔ وہ انسان سے قرض لیتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ایسا تو بلاسمجھے کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس کا خزانہ خالی ہو گیا تھا؟ کیا اس کو ہنڈی پرچہ سوداگری وغیرہ میں مصروف ہونے سے خسارہ پڑ گیا تھا؟ جو قرض لینے لگا۔ ایک کا دو دو دینا قبول کرتا ہے؟ کیا یہ ساہوکاروں کا کام ہے؟ ایسا کام تو دیوالیوں یا فضول خرچوں یا کم آمدنی والوں کو کرنا پڑتا ہے خدا کو نہیں۔ (۳۹)

(۴۰) ان میں کوئی ایمان لایا۔ اور کوئی کافر ہوا۔ جو اللہ چاہتا نہ لڑتے۔ جو چاہتا ہے۔ اللہ کرتا ہے۔[2] (منزل ۱۔ پارہ ۳۔ سورۃ البقر۔ آیت ۲۵۳)

محقق۔ کیا جتنی لڑائیاں ہوتی ہیں۔ وہ خدا ہی کی مرضی سے ہوتی ہیں؟ کیا وہ ادھرم کرنا چاہے تو کر سکتا ہے؟ اگر ایسی بات ہے تو وہ خدا ہی نہیں۔ کیونکہ نیک آدمیوں کا یہ کام نہیں۔ کہ صلح توڑ کر لڑائی کرائیں اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ قرآن نہ خدا کا بنایا اور نہ کسی دین دار عالم کا بنایا ہوا ہے۔ (۴۰)

(۴۱) جو کچھ آسمان اور زمین پر ہے بسب اسی کے لئے ہے۔ اس کی کرسی نے آسمان اور زمین کو سما لیا ہے۔[3] (منزل ۱۔ پارہ ۳۔ سورۃ البقر۔ آیت ۲۵۴)

محقق۔ جو آسمان اور زمین پر چیزیں ہیں۔ وہ سب انسانوں کے واسطے خدا نے پیدا کی ہیں اپنے واسطے نہیں۔ کیونکہ اسے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ جب اس کی کرسی ہے۔ تو محدود المکان ہوا۔ جو محدود المکان ہے۔ وہ خدا نہیں کہلاتا۔ کیونکہ خدا تو ویاپک یعنی ہمہ جا موجود بذاتہ ہے۔ (۴۱)

(۴۲) اللہ آفتاب کو مشرق سے لاتا ہے۔ پس تو مغرب سے لے آ۔ تب وہ کافر حیران رہ گیا تحقیق اللہ گنہگاروں کو راہ نہیں دکھاتا ہے۔[4] (منزل ۱۔ پارہ ۳۔ سورۃ البقر۔ آیت ۲۵۸)

---

[1] مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ ۔ اس آیت کی تفسیر میں تفسیر حسینی میں لکھا ہے کہ ایک آدمی محمد صاحب کے پاس آیا۔ اور اس سے کہا۔ اے رسول اللہ! خدا قرض کیوں مانگتا ہے۔ انہوں نے جواب دیا۔ تم کو بہشت میں لیجانے کیواسطے۔ اس نے کہا۔ کہ جو آپ ضمانت دیں۔ تو میں دوں۔ محمد صاحب نے اس کو ضمانت دی یعنی خدا کا اعتبار نہ ہوا۔

[2] فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ط وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ مَا اقْتَتَلُوْا قف وَلٰكِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ

[3] لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط ..... وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ج

[4] یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ ط وَاللّٰہُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۵

محقق - دیکھئے - یہ لاعلمی کی بات ہے - آفتاب نہ کبھی مشرق سے مغرب اور نہ مغرب سے مشرق آتا جاتا ہے - وہ اپنے محور پر گردش کرتا رہتا ہے - اس سے تحقیق جانا جاتا ہے - کہ قرآن کے مصنف کو علم ہیئت اور جغرافیہ بھی نہیں آتا تھا - اگر گنہگاروں کو راہ نہیں دکھاتا - تو پرہیزگاروں کے لئے بھی مسلمانوں کے خدا کی ضرورت نہیں - کیونکہ دھرماتما تو دھرم کی راہ میں ہوتے ہی ہیں - جو گمراہ ہیں - ان کو راہ دکھانا چاہیئے - اس لئے اس فرض کا ادا نہ کرنا قرآن کے مصنف کی بڑی غلطی ہے - (۴۲)

(۴۳) کہا پرندوں میں سے چار پرندے لے لے اُن کی صورت پہچان رکھ - پھر ہر پہاڑ پر ان سے ایک ایک ٹکڑا رکھ دے - پھر اُن کو بُلا - دوڑتے تیرے پاس چلے آئیں گے [۱] (منزل ۱ - پارہ ۳ - سورۃ البقر آیت ۲۶)

محقق - واہ واہ ! دیکھو جی مسلمانوں کا خدا شعبدہ بازوں کی طرح کھیل کر رہا ہے - کیا ایسی ہی باتوں سے خدا کی خدائی ظاہر ہوتی ہے ؟ عقلمند لوگ ایسے خدا کو خیرباد کہہ کر کنارہ کشی کریں گے - اور جاہل لوگ پھنسیں گے - اس بھلائی کے عوض بُرائی اُس کے پلے پڑے گی - (۴۳)

(۴۴) جس کو چاہے حکمت دیتا ہے [۲] (منزل ۱ - پارہ ۳ - سورۃ البقر - آیت ۲۶۸)

محقق - اگر جس کو چاہتا ہے حکمت دیتا ہے تو جس کو نہیں چاہتا - اُس کو حکمت نہیں دیتا ہوگا - یہ بات خدا کی نہیں - بلکہ جو طرفداری چھوڑ کر سب کو حکمت کی ہدایت کرتا ہے - وہی خدا اور سچا واعظ ہو سکتا ہے - دوسرا نہیں - (۴۴)

(۴۵) پھر جس کو چاہے گا معاف کرے گا جس کو چاہے گا عذاب دے گا - کیونکہ وہ سب چیزوں پر قادر ہے [۳] (منزل ۱ - پارہ ۳ - سورۃ البقر - آیت ۲۸۳)

محقق - کیا بخشش کے مستحق کو نہ بخشنا اور غیر مستحق کو بخشنا غیر منصف (اگر گنڈ) بادشاہ کا سا کام نہیں ہے ؟ اگر خدا جس کو چاہتا ہے گنہگار یا دھرماتما بناتا ہے - تو روح کو گناہ و ثواب کا کرنے والا نہ کہنا چاہیئے جب خدا نے اس کو ویسا ہی کیا - تو انسان کو تکلیف اور راحت بھی نہ ہونی چاہیئے - جیسے سپہ سالار کے حکم سے کسی نوکر نے کسی کو مارا - یا کسی کی رکھشا کی - تو اس کا ثمر حاصل کرنے والا وہ نہیں ہوتا ویسے ہی وہ بھی نہیں - (۴۵)

سورۃ العمران

(۴۶) کہہ کیا دوں اس سے بہتر خبر پرہیزگاروں کو کہ اللہ کے پاس بہشتیں ہیں جن میں نہریں چلتی ہیں - ان میں ہمیشہ رہنے والی پاک بیبیاں ہیں - اللہ کی خوشی ہے اللہ دیکھتا ہے اپنے بندوں کو [۴] (منزل ۱ - سیپارہ ۳ - سورۃ العمران آیت ۱۳)

---

[۱] قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ
ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ۚ [۲] يُؤْتِى الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ
[۳] فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝
[۴] قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۚ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

محقق - بھلا یہ بہشت ہے یا طوائف خانہ؟ اس کو خدا کہیں یا استرین (عورتوں کا دلدادہ) کیا کوئی بھی عقلمند جس میں ایسی باتیں ہوں۔ خدا کی بنائی ہوئی کتاب مان سکتا ہے؟ خدا طرفداری کیوں کرتا ہے؟ جو بیبیاں بہشت میں ہمیشہ سے رہتی ہیں۔ کیا وہ یہاں سے پیدا ہو کر وہاں گئی ہیں یا وہاں ہی پیدا ہوئی ہیں؟ اگر یہاں سے پیدا ہو کر وہاں گئی ہیں۔ اور قیامت کی رات سے پہلے ہی بیبیوں کو بلا لیا۔ تو ان کے خاوندوں کو کیوں نہ بلا لیا؟ اور قیامت کی رات میں سب کا انصاف ہوگا۔ اس عہد کو کیوں توڑا؟ اگر وہیں پیدا ہوئی ہیں۔ تو قیامت تک وہ کیونکر گذارہ کرتی ہیں؟ اگر ان کے واسطے آدمی بھی ہیں۔ تو یہاں سے بہشت میں جانے والے مسلمانوں کو خدا بیبیاں کہاں سے دے گا؟ اور جیسے بیبیاں بہشت میں (ہمیشہ رہنے والی) بنائیں۔ ویسے مردوں کو ہمیشہ رہنے والا کیوں نہ بنایا؟ اس واسطے مسلمانوں کا خدا بھی بے انصاف اور بے سمجھ ہے۔ (۴۶)

(۴۷) تحقیق اللہ کی طرف سے دین اسلام ہے[1]۔ (منزل ۱۔ پارہ ۳۔ عمران آیت ۱۷)

محقق - کیا اللہ مسلمانوں ہی کا ہے اوروں کا نہیں؟ کیا تیرہ سو برس سے پہلے خدا کا مذہب تھا ہی نہیں؟ اس سے معلوم ہوا۔ کہ یہ قرآن خدا کا بنایا ہوا تو نہیں بلکہ کسی متعصب کا بنایا ہوا ہے۔ (۴۷)

(۴۸) ہر ایک روح کو پورا دیا جائے گا۔ جو کچھ اس نے کمایا۔ اور نہ وہ ظلم کئے جائیں گے۔ کہہ یا اللہ! تو ہی ملک کا مالک ہے جس کو چاہے دیتا ہے۔ جس سے چاہے چھینتا ہے جس کو چاہے عزت دیتا ہے جس کو چاہے ذلت دیتا ہے۔ سب کچھ تیرے ہی ہاتھ ہے۔ ہر ایک چیز پر تو ہی قادر ہے۔ رات کو دن میں اور دن کو رات میں پیٹھا تا ہے۔ اور مردہ کو زندہ سے اور زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے۔ اور جس کو چاہے بیشمار رزق دیتا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ کافروں کو دوست نہ بنائیں سوائے مسلمانوں کے۔ جو کوئی یہ کرے پس وہ اللہ کی طرف سے نہیں۔ کہہ تم چاہتے ہو اللہ کو تو پیروی کرو میری۔ اللہ چاہے گا تم کو اور تمہارے گناہ معاف کرے گا۔ تحقیق بخشنے والا مہربان ہے[2]۔ (منزل ۱۔ پارہ ۳۔ سورۃ آل عمران آیت ۲۴ تا ۲۶۔ ۲۹)

محقق - جب ہر ایک روح کو اعمال کا پورا پورا ثمرہ دیا جائے گا۔ تو (گناہ) معاف نہیں ہو سکیں گے اور اگر معاف ہوں گے۔ تو پورا ثمرہ نہیں دیا جائے گا۔ اور بے انصافی ہوگی۔ اگر بلا نیک اعمال کے سلطنت دے گا۔ تو بھی غیر منصف ہو جائے گا۔ بھلا زندہ سے مردہ اور مردہ سے زندہ کبھی ہو سکتا ہے؟ خدا کا انتظام مکمل اور لازوال ہے۔ کبھی اس میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا۔ اب دیکھیئے تعصب

---

[1] إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ قف

[2] وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتَنزِعُ الْمُلْكَ مِمَّن تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ ۖ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ ۖ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۖ وَتَرْزُقُ مَن تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

کی باتیں جو دین اسلام میں نہیں ہیں۔ اُن کو کافر قرار دیا گیا ہے۔ غیر مذہب کے نیکو کاروں سے بھی دوستی نہ رکھنا۔ اور بد مسلمانوں سے دوستی رکھنے کی تعلیم دینا خدا کے شایاں نہیں۔ اس لئے یہ قرآن اور قرآن کا خدا اور مسلمان لوگ محض تعصب اور بے علمی سے پُر ہیں۔ اور مسلمان لوگ تاریکی میں ہیں۔ اور دیکھئے محمد صاحب کی لیلا۔ کہ اگر تم میری طرف ہو گے۔ تو خدا تمہاری طرف ہو گا۔ اگر تم تعصب کا گناہ کرو گے۔ تو اس کی معافی بھی کرے گا۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ محمد صاحب کی نیت صاف نہ تھی اور یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ محمد صاحب نے اپنی مطلب براری کے لئے قرآن بنوایا یا بنایا ہے۔ (۴۸)

(۴۹) جس وقت کہا فرشتوں نے کہ اے مریم! ..... تجھ کو اللہ نے برگزیدہ کیا۔ اور پاک کیا اوپر دنیا کی عورتوں کے لئے[۱]۔ (منزل ۱۔ پارہ ۳۔ سورۃ العمران۔ آیت ۴۲)

محقق۔ بھلا جب آج کل خدا کے فرشتے اور خدا کبھی سے باتیں کرنے کو نہیں آتے۔ تو پہلے کیونکر آتے ہوں گے۔ اگر کہو کہ پہلے کے آدمی دیندار تھے۔ آج کل کے نہیں۔ تو یہ بات غلط ہے جب عیسائی اور مسلمانوں کا مذہب چلا تھا۔ تو اس وقت ان ملکوں میں جنگلی اور بے علم زیادہ تھے اسی واسطے ایسے خلاف از علم مذہب چل گئے۔ اب عالم و فاضل زیادہ ہیں۔ اس وجہ سے ایسا مذہب (اب) چل نہیں سکتا۔ بلکہ جو جو ایسے ردی مذہب ہیں وہ معدوم ہوتے جاتے ہیں۔ اُن کے ترقی پانے کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ (۴۹)

(۵۰) اس کو کہتا ہے کہ ہو۔ بس ہو جاتا ہے۔ اور مکر کیا کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ بہت مکر کرنے والا ہے[۲]۔ (منزل ۱۔ پارہ ۳۔ سورۃ العمران۔ آیت ۴۷-۵۴)

محقق۔ جب مسلمان لوگ خدا کے سوائے دوسری (کوئی) چیز نہیں مانتے۔ تو خدا نے کس سے کہا؟ اور اس کے کہنے سے کون ہو گیا؟ اس بات کا جواب مسلمان لوگ سات جنم بھی نہیں دے سکیں گے۔ کیونکہ علت کے بغیر معلول ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بلا علت کے معلول کا کہنا ایسی بات ہے۔ جیسے کوئی کہے۔ کہ بلا والدین کے میرا جسم ہو گیا۔ جو دھوکا کھاتا ہے یا مکر و فریب کرتا ہے۔ وہ خدا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ (خدا تو درکنار) شریف آدمی بھی ایسا کام نہیں کرتا ہے۔ (۵۰)

(۵۱) کیا یہ کفایت نہ کرے گا۔ تم کو مدد کرے تم کو اللہ ساتھ تین ہزار فرشتوں کے[۳]۔ (منزل ۱۔ پارہ ۴۔ سورۃ العمران۔ آیت ۱۲۳)

محقق۔ اگر مسلمانوں کو تین ہزار فرشتوں کے ساتھ مدد دیتا ہے۔ اور اب جب کہ ان کی بادشاہت بہت سی برباد ہو گئی اور ہو رہی ہے۔ کیوں مدد نہیں دیتا؟ اس لئے یہ صرف جاہلوں کو لالچ دیکر پھنسانے کا ڈھکوسلہ ہے۔ (۵۱)

---

[۱] وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ۝

[۲] فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ ...... وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝

[۳] اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ۝

(۵۲) اور مدد دے ہم کو اوپر قوم کافروں کے۔ بلکہ اللہ کارساز تمہارا ہے۔ اور وہ بہتر ہے مدد کرنے والا۔ اور اگر مارے جاؤ تم بیچ راہ اللہ کے یا مر جاؤ تم۔ البتہ بخشش طرف اللہ کے ہے۔[1] (منزل ۱۔ پارہ ۴۔ سورۃ العمران آیت ۱۴۲۔ ۱۴۵۔ ۱۵۱)

محقق۔ دیکھئے مسلمانوں کی غلطی۔ کہ جو اپنے مذہب کے نہیں۔ ان کے مارنے کے واسطے خدا سے دعا کرتے ہیں۔ کیا خدا سادہ لوح ہے۔ جو ان کی بات مان لے گا۔ اگر مسلمانوں کا کارساز اللہ ہی ہے تو پھر مسلمانوں کے کام برباد کیوں ہوتے ہیں؟ اور خدا بھی مسلمانوں کے ساتھ جھوٹی محبت میں پھنسا ہوا نظر آتا ہے۔ اگر خدا ایسا طرفدار ہے۔ تو دین دار آدمیوں کی عبادت کے لائق نہیں ہو سکتا۔ (۵۲)

(۵۳) اور نہیں ہے اللہ کہ خبردار کرے تم کو اوپر غیب کے لیکن اللہ پسند کرتا ہے پیغمبروں اپنے میں سے جس جس کو چاہے۔ پس ایمان لاؤ اوپر اللہ کے اور اس کے رسولوں کے۔[2] (منزل ۱۔ پارہ ۴۔ سورۃ العمران۔ آیت ۱۷۳)

محقق۔ جب مسلمان لوگ سوائے خدا کے کسی پر ایمان نہیں لاتے۔ اور نہ کسی کو خدا کا شریک مانتے ہیں۔ تو پیغمبر صاحب کو کیوں ایمان میں خدا کے ساتھ شریک کیا ہے؟ اللہ نے پیغمبر پر ایمان لانا لکھا ہے۔ اس لئے پیغمبر بھی شریک ہو گیا۔ پھر لاشریک کہنا ٹھیک نہ ہوا۔ اگر اس کا مطلب یہ سمجھا جائے۔ کہ محمد صاحب کے پیغمبر ہونے پر ایمان لانا چاہئیے۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ محمد صاحب کی کیا ضرورت ہے؟ اگر خدا بغیر پیغمبر کے اپنی خواہش کے مطابق کام نہیں کر سکتا۔ تو ضرور بے بس (اسمرتھ) ہوا۔ (۵۳)

(۵۴) اے ایمان والو! صبر کرو۔ باہم مضبوطی و استقلال رکھو۔ اور لڑائی میں لگے رہو۔ اور اللہ سے ڈرو۔ کہ تم چھٹکارا پاؤ۔[3] (منزل ۱۔ پارہ ۴۔ سورۃ العمران۔ آیت ۲۰۰)

محقق۔ یہ قرآن کا خدا اور پیغمبر دونوں لڑائی باز تھے۔ جو جنگ کا حکم دیتا ہے۔ وہ امن میں خلل انداز ہوتا ہے۔ کیا برائے نام خدا سے ڈرنے پر رہائی ہو سکتی ہے؟ یا ادھرم کے جنگ وغیرہ کے کرنے کے ڈر سے۔ اگر پہلی بات درست ہے۔ تو ڈرنا نہ ڈرنا برابر ہے۔ اگر دوسری بات درست ہے تو ٹھیک ہے۔

سورۃ النساء (۵۵) یہ اللہ کی حدیں ہیں۔ اور جو کوئی کہا مانے اللہ کا اور رسول اس کے کا۔ داخل کرے گا اس کو بہشتوں میں چلتی ہیں نیچے ان کے نہریں۔ اسی میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اور سب سے بڑی کامیابی یہی ہے اور

---

[1] وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ...... بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ۝ ...... وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ ......

[2] وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ [3] يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۥ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ [4] تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۗ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۗ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۖ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

جو کوئی نافرمانی کرے اللہ کی اور رسول اس کے کی اور گزر جائے حدوں اس کی سے داخل کرے گا اس کو آگ میں جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اور واسطے اس کے عذاب ہے ذلیل کرنے والا۔ (منزل ۱۔ پارہ سورۃ النسآء۔ آیت ۱۲-۱۳)

محقق خدا نے خود ہی محمد صاحب کو اپنا شریک بنا لیا ہے۔ اور خود قرآن ہی میں یہ بات لکھدی ہے اور دیکھو۔ خدا پیغمبر کے ساتھ کیسا پھنسا ہے۔ کہ جس نے بہشت میں رسول کی شراکت کر لی ہے کسی ایک بات میں بھی مسلمانوں کا خدا خود مختار نہیں ہے۔ تو لاشریک کہنا بے معنی ہے۔ ایسی ایسی باتیں خدا کی بنائی ہوئی کتاب میں نہیں ہو سکتیں۔ (۵۵)

(۵۶) ایک ذرہ کے برابر بھی اللہ ظلم نہیں کرتا۔ اور جو نیکی ہو اس کو دوگنا کر دیتا ہے[1] (منزل ۱۔ سیپارہ پنجم۔ سورۃ النسآء۔ آیت ۳۶)

محقق۔ اگر ایک ذرہ بھر خدا بے انصافی نہیں کرتا۔ تو نیکی کا ثواب دوگنا کیوں دیتا ہے؟ اور مسلمانوں کی طرفداری کیوں کرتا ہے؟ واقعی اعمال کا دوگنا یا کم ثمر دے۔ تو خدا غیر منصف ہو جائے۔ (۵۶)

(۵۷) جب تیرے پاس سے باہر نکلتے ہیں مشورت کرتے ہیں۔ بعض بعض ان میں سے سوائے خلاف تیری بات کے اور اللہ لکھتا ہے۔ جو وہ ٹھہراتے ہیں اور اللہ نے الٹا کیا ان کو بسبب ان کاموں کے جو کئے انہوں نے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ راہ پر لاؤ اس کو۔ گمراہ کیا جس کو اللہ نے اور جس کو گمراہ کرے اللہ پس ہرگز نہ پائے گا تو اس کے واسطے راہ[2]۔ (منزل ۱۔ پارہ ۵۔ سورۃ النسآء۔ آیت ۸۰-۸۸)

محقق۔ اگر خدا ایسی باتوں کا روزنامچہ رکھتا ہے تو وہ ہمہ دان نہیں ہے۔ اگر ہمہ دان ہے تو لکھنے کا کیا کام ہے؟ اور مسلمان کہتے ہیں۔ کہ شیطان ہی سب کو بہکانے کی وجہ سے ملعون ہوا ہے۔ تو جب خدا ہی انسانوں کو گمراہ کرتا ہے۔ تو پھر خدا اور شیطان میں کیا فرق رہا؟ ہاں اتنا فرق کہہ سکتے ہیں۔ کہ خدا بڑا شیطان اور وہ چھوٹا شیطان۔ کیونکہ مسلمانوں کا ہی قول ہے۔ کہ جو بہکاتا ہے وہی شیطان ہے۔ تو اس اصول نے خدا کو بھی شیطان بنا دیا۔ (۵۷)

(۵۸) اور نہ روکیں اپنے ہاتھوں کو پس پکڑو ان کو۔ اور مار ڈالو جہاں پاؤ۔ اور مسلمان کو مسلمان کا مارنا واجب نہیں۔ مگر انجانے سے جو کوئی مار ڈالے مسلمان کو پس آزاد کرنا ہے ایک گردن مسلمان کا اور خون بہا پہنچانا اس کے گھر والوں کو۔ مگر یہ کہ خیرات کر دیویں۔ پس اگر ہو وے اس قوم سے کہ دشمن ہیں تمہارے۔ اور جو کوئی مسلمان کو جان کر مار ڈالے۔ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ اور غصہ اللہ کا اوپر اس کے لعنت

---

[1] اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ ج وَاِنْ تَکُ حَسَنَۃً یُّضٰعِفْھَا

[2] فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِکَ بَیَّتَ طَآئِفَۃٌ مِّنْھُمْ غَیْرَ الَّذِیْ تَقُوْلُ ط وَاللّٰہُ یَکْتُبُ مَا یُبَیِّتُوْنَ ۔۔۔ وَاللّٰہُ اَرْکَسَھُمْ بِمَا کَسَبُوْا ط اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَھْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰہُ ط وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ سَبِیْلًا ۝

ہے۔[۵۱] (منزل ۱۔ پارہ ۵۔ سورۃ النساء۔ آیت ۹۱-۹۲-۹۳)

محقق۔ اب دیکھئے پرلے درجے کی تعصب کی بات۔ کہ جو مسلمان نہ ہو۔ اس کو جہاں پاؤ۔ مار ڈالو اور مسلمانوں کو نہ مارو۔ بھول سے بھی مسلمانوں کے مارنے سے دوزخ اور غیروں کے مارنے سے بہشت ملے گا۔ ایسی تعلیم کنوئیں میں ڈالنی چاہیئے۔ ایسی کتاب، ایسے پیغمبر، ایسے خدا، اور ایسے مذہب سے سوائے نقصان کے کچھ فائدہ نہیں۔ ان کا نہ ہونا اچھا ہے۔ ایسے غلط عقیدوں سے عقلمندوں کو علیحدہ رہ کر وید وکت احکام کو تسلیم کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ان میں جھوٹ ذرہ بھی نہیں ہے۔ (تم کہتے ہو۔ کہ) جو مسلمان کو مارے اس کو دوزخ ملے گا۔ اور دوسرے مذہب والے کہتے ہیں۔ کہ جو مسلمان کو مارے اس کو بہشت ملے گا۔ اب بتلاؤ۔ ان دونوں مذہبوں میں سے کس کو قبول اور کس کو ترک کریں۔ کیونکہ ایسے بے علم لوگوں کے خیالی عقیدوں کو چھوڑ کر وید وکت مت ہی سب انسانوں کے قبول کرنے کے لائق ہے جس میں آریہ مارگ یعنی نیک آدمیوں کی راہ پر چلنا اور بدوں کی راہ سے باز رہنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ اور وہی سب سے افضل ہے۔ (۵۸)

(۵۹) اور جو کوئی برخلاف رسول کے پیچھے اس کے ظاہر ہوئے واسطے اس کے ہدایت اور پیروی کرے سوائے راہ مسلمانوں کے۔ ضرور ہم اُس کو دوزخ میں داخل کر دیں گے۔[۵۲] (منزل ۱۔ پارہ ۵۔ سورۃ النساء۔ آیت ۱۱۳)

محقق۔ اب دیکھئے خدا اور رسول کی تعصب کی باتیں۔ محمد صاحب وغیرہ سمجھتے تھے۔ کہ اگر ہم خدا کے نام سے ایسی باتیں نہ لکھیں گے۔ تو اپنا مذہب ترقی نہ پائے گا۔ اور مال نہ ملے گا۔ عیش و عشرت نصیب نہ ہو گی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنی مطلب براری اور دوسروں کا کام بگاڑنے میں کامل اُستاد تھے۔ اسی وجہ سے (انانیت) کامل راست باز نہ ہوں گے۔ نیک عالم ان کی باتوں کو مستند نہیں مان سکتے۔ (۵۹)

(۶۰) جو اللہ، فرشتوں، کتابوں، رسول اور قیامت سے انکار کرے تحقیق وہ گمراہ ہے۔ تحقیق جو لوگ ایمان لائے۔ پھر کافر ہوئے۔ پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے۔ پھر زیادتی کی

۵۱ وَيَكُفُّوْا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ط ..... وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَاً ط وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَاً فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ط فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ ...... وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ

۵۲ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ط

کفر میں ہرگز اللہ ان کو نہیں بخشے گا۔ اور نہ راہ دکھلائے گا۔[1] (منزل ۱۔ پارہ ۵۔ سورۃ النسا۔ آیت ۱۳۶-۱۳۵)

محقق۔ کیا خدا اب بھی لاشریک رہ سکتا ہے؟ کیا لاشریک کہتے جانا اور اس کے ساتھ بہت سے شریک بھی مانتے جانا اجتماع ضدین نہیں؟ کیا تین بار معاف کرنے کے بعد خدا معاف نہیں کرتا؟ اور تین بار کفر کرنے پر راہ دکھلاتا ہے۔ اور چوتھی بار کے بعد نہیں دکھلاتا۔ اگر تمام آدمی چار چار بار کفر کریں۔ تو کفر بہت ہی بڑھ جائے۔ (۶۰)

(۶۱) تحقیق اللہ جمع کرنے والا ہے منافقوں اور کافروں کو دوزخ میں تحقیق منافق فریب دیتے ہیں اللہ کو اور وہ فریب دیتا ہے ان کو۔ اے ایمان والو! مسلمانوں کے سوائے کافروں کو دوست مت بناؤ۔[2] (منزل ۱۔ پارہ ۵۔ سورۃ النسا۔ آیت ۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰)

محقق۔ مسلمانوں کے بہشت میں اور دیگر لوگوں کے دوزخ میں جانے کا کیا ثبوت ہے؟ واہ جی واہ! اگر خدا منافقوں کے فریب میں آ جاتا ہے۔ اور دوسروں کو فریب دیتا ہے۔ تو ایسا خدا ہم سے دور رہے۔ وہ دھوکے بازوں سے جا کر ملے۔ اور دھوکے باز اس سے ملیں۔ کیونکہ

"جیسی سیتلا دیوی۔ ایسے اس کی سواری کا گدھا"۔ (مترجم)

جیسے کو تیسا ملے۔ تب ہی گزارہ ہوتا ہے۔ جس کا خدا دھوکے باز ہے۔ اس کے معتقد دھوکے باز کیوں نہ ہوں؟ کیا بدکار مسلمانوں سے دوستی اور غیر مذہب کے اچھے لوگوں سے دشمنی کرنا کسی کو واجب ہے۔؟ (۶۱)

(۶۲) اے لوگو! تحقیق آیا تمہارے پاس پیغمبر۔ ٹھیک بات لے کر تمہارے رب کے پاس سے پس لاؤ ایمان ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اللہ معبود اکیلا ہے۔[3] (منزل ۱۔ سیپارہ پنجم۔ سورۃ النسا۔ آیت ۱۶۹-۱۷۰)

محقق۔ کیا جب پیغمبروں پر ایمان لانا لکھا۔ تو ایمان میں پیغمبر خدا کا شریک ہوا یا نہیں؟ خدا

---

۵۱ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ۝

۵۲ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ۝ ...... اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ ...... يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

۵۳ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا ...... اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۝

محدود المکان ہے۔ محیط کل نہیں۔ تب ہی تو اس کے پاس سے پیغمبر آتے جاتے ہیں۔ ایسا تو خدا نہیں ہو سکتا۔ کہیں محیط کل لکھتے ہیں۔ کہیں محدود المکان۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ قرآن ایک شخص کا بنایا ہوا نہیں ہے۔ بلکہ بہت لوگوں کا بنایا ہوا ہے۔ (۶۲)

سورۃ مائدہ

(۶۳) تم پر حرام کیا گیا مردار۔ لہو۔ سور کا گوشت۔ جس پہ اللہ کے سوائے اور کچھ پڑھا جائے۔ اور جو مر گیا گھُٹ کر اور جو لاٹھی یا پتھر کی ضرب سے یا اوپر سے گر کر اور جو سینگ مارنے سے اور جس کو کھایا ہو درندوں نے [۱] (منزل ۱۔ پارہ ۶۔ آیت ۳)

محقق۔ کیا اتنی ہی چیزیں حرام ہیں؟ اور بہت سے حیوان حشرات الارض وغیرہ مسلمانوں کے لئے حلال ہیں؟ یہ تمام باتیں انسان کی گھڑنت ہیں۔ خدا کی نہیں۔ اس لئے مستند بھی نہیں ہیں۔ (۶۳)

(۶۴) اور قرض دو تم اللہ کو اچھا۔ البتہ میں تمہاری برائی دور کروں گا۔ اور تمہیں بہشتوں میں داخل کروں گا [۲] (منزل ۲۔ سیپارہ ۶۔ سورۃ پنجم۔ آیت ۱۱)

محقق۔ واہ جی واہ! مسلمانوں کے خدا کے گھر میں کچھ بھی دولت نہیں رہی ہوگی۔ اگر ہوتی تو قرض کیوں مانگتا؟ اور ان کو کیوں بہکاتا۔ یہ کہہ کر کہ تمہاری برائی دور کر کے تم کو بہشت میں بھیجوں گا اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ خدا کے نام سے محمد صاحب نے اپنا مطلب نکالا ہے۔ (۶۴)

(۶۵) بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ اور عذاب دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔ اور دیا تم کو جو نہ دیا کسی کو [۳] (منزل ۲۔ سیپارہ ۶۔ سورۃ پنجم۔ آیت ۱۸۔ ۱۹)

محقق۔ جس طرح شیطان جس کو چاہتا ہے گنہگار بناتا ہے۔ ویسے ہی مسلمانوں کا خدا بھی شیطان کا کام کرتا ہے۔ اگر ایسا ہے۔ تو پھر بہشت اور دوزخ میں خدا ہی جائے۔ کیونکہ وہ گناہ اور ثواب کا کرنے والا ہے۔ روحیں محتاج یا لغیر ہیں۔ جس طرح کہ فوج اپنے سپہ سالار کے زیر حفاظت رہتی اور (اس کے حکم سے) کسی کو مارتی ہے۔ تو اس حالت میں نیکی و بدی سپہ سالار کو ہوتی ہے۔ فوج کو نہیں۔ (۶۵)

(۶۶) اور فرماں برداری کرو اللہ کی اور فرماں برداری کرو رسول کی [۴] (منزل دوم۔ سیپارہ ہفتم۔ سورۃ پنجم۔ آیت ۹۱)

محقق۔ دیکھئے یہ بات خدا کے شریک ہونے کی ہے۔ پھر خدا کو لاشریک ماننا فضول ہے۔ (۶۶)

---

[۱] حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ

[۲] وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ

[۳] يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ط ..... وَاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا

[۴] وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ

(۶۷) معاف کیا اللہ نے اس چیز سے جو ہو چکا۔ اور جو کوئی پھر کرے گا پس بدلہ لے گا اللہ اس سے ۱؎ (منزل دوم سیپارہ ہفتم۔ سورۃ پنجم۔ آیت ۹۵)

محقق ۔ کئے ہوئے گناہوں کا معاف کرنا گویا گناہوں کو کرنے کا حکم دے کر بڑھانا ہے۔ گناہ معاف کرنے کا ذکر جس کتاب میں ہو۔ وہ نہ تو خدا کی کلام ہے۔ اور نہ کسی عالم کی تصنیف بلکہ گناہ بڑھانے کا موجب ہے۔ ہاں آئندہ گناہ سے بچنے کے لئے کسی سے دعا اور خود چھوڑنے کے لئے توبہ و کوشش کرنا واجب ہے۔ لیکن اگر صرف توبہ ہی کرتا جائے۔ چھوڑے نہیں۔ تو بھی کچھ نہیں ہو سکتا۔ (۶۷)

(۶۸) اور اس آدمی سے زیادہ ظالم کون ہے۔ جو اللہ پر بہتان باندھ لیتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ میری طرف وحی کی گئی۔ لیکن وحی اس کی جانب نہیں کی گئی۔ اور کہتا ہے۔ کہ میں بھی اتارتا ہوں مثل اس کے جو اللہ نے اتارا ۲؎ (منزل ۲۔ پارہ ہفتم۔ سورۃ ششم۔ آیت ۹۲)

محقق ۔ اس بات سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ محمد صاحب کہتے تھے۔ کہ مجھ پر خدا کی طرف سے وحی اترتی ہے تو کسی دوسرے نے محمد صاحب کی طرح لیلا رچی ہو گی۔ کہ میرے پاس بھی آیتیں اترتی ہیں۔ مجھ کو بھی پیغمبر مانو۔ اس کو ہٹانے اور اپنی عزت بڑھانے کے لئے محمد صاحب نے یہ تدبیر کی ہو گی۔ (۶۸)

(۶۹) تحقیق پیدا کیا ہم نے تم کو پھر صورتیں بنائیں ہم نے تمہاری اور کہا ہم نے واسطے فرشتوں کے کہ آدم کو سجدہ کرو۔ پس انہوں نے سجدہ کیا۔ مگر ابلیس نہ تھا سجدہ کرنے والوں میں۔ کہا جب میں نے تجھے حکم دیا پھر کس نے روکا۔ کہ تو نے سجدہ نہ کیا۔ بولا۔ میں اس سے بہتر ہوں۔ تو نے مجھ کو آگ سے اور اس کو مٹی سے پیدا کیا کہا بس اتر یہاں سے۔ پس نہیں لائق واسطے تیرے کہ تکبر کرے۔ تو یہاں (سے نکل) تو با تحقیق ذلیلوں سے ہے۔ کہا مہلت دے مجھ کو اس دن تک کہ لوگ اٹھائے جائیں قبروں سے۔ کہا تحقیق تو ہوا مہلت پانے والوں میں سے۔ بولا بسبب اس کے کہ تو نے مجھ کو گمراہ کیا ہے البتہ بیٹھوں گا میں واسطے ان کے تیرے سیدھے راہ پر۔ اور اکثر تو ان کو شکر کرنے والا نہ پائے گا۔ کہا نکل یہاں سے برے حال سے یقیناً جو کوئی پیروی کرے گا تیری ان میں سے بھر دوں گا میں دوزخ کو تم سب سے ۳؎۔ (منزل ۲۔ پارہ ہشتم۔ سورۃ ہفتم۔ آیت ۹-۱۵)

۱؎ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ط وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ۝ ۲؎ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِىَ اِلَىَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ۝

۳؎ وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ط لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ط قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ج خَلَقْتَنِىْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝ قَالَ اَنْظِرْنِىْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِىْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ ...... وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ط لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝

محقق - غور سے خدا اور شیطان کے جھگڑے کو سُنیئے - ایک فرشتہ جو کہ چپڑاسی کی حیثیت رکھتا ہے وہ بھی خدا سے نہ دبا - اور خدا اس کی رُوح کو بھی پاک نہ کر سکا - پھر ایسے باغی کو جو سب کو گنہگار بنا کر غدر کرنے والا ہے - خدا نے چھوڑ دیا - خدا کی یہ سخت غلطی ہے - شیطان تو سب کو بہکانے والا ہے اور خدا شیطان کو بہکانے والا ہونے سے یہ ثابت ہوتا ہے - کہ شیطان کا بھی شیطان خدا ہے کیونکہ شیطان مُنہ پر کہتا ہے - کہ تو نے مجھے گمراہ کیا - اس سے خدا میں پاکیزگی بھی نہیں پائی جاتی - اور سب برائیوں کا مُوجد و باعث خدا ہوا - ایسا خدا مسلمانوں کا ہی ہو سکتا ہے دوسرے شریف عالموں کا نہیں - اور مسلمانوں کا خدا فرشتوں سے اِنسان کی مانند گفتگو کرنے سے مجسم - محدود العقل اور بے اِنصاف ثابت ہوتا ہے - اسی لئے عالم لوگ مذہب اسلام کو پسند نہیں کرتے (۶۹)

(۷۰) تحقیق پروردگار تمہارا اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا چھ دن میں - پھر قرار پکڑا اُوپر عرش کے - پکارو پروردگار اپنے کو عاجزی سے ﻪ۱ (منزل ۱ - سیپارہ ہشتم - سورہ ہفتم - آیت ۵۳ - ۵۴)

محقق - بھلا جو چھ دن میں دُنیا کو بنائے - عرش میں تخت پر آرام کرے - وہ خدا کبھی قادرِ مطلق اور ہمہ جا موجود ہو سکتا ہے؟ ان صفات کے نہ ہونے سے وہ خدا کبھی بھی نہیں کہلا سکتا - کیا تمہارا خدا بہرہ ہے جو پکارنے سے سنتا ہے؟ یہ سب باتیں خدا کی طرف سے نہیں ہیں - اسی سے قرآن خدا کا بنایا نہیں ہو سکتا اگر چھ دن میں جہان بنایا - اور ساتویں دن عرش پر آرام فرمایا - تو تھک بھی گیا ہوگا؟ اور اب تک سوتا ہے یا جاگتا ہے؟ اگر جاگتا ہے تو اب کچھ کرتا ہے یا نکما سیر سپاٹا اور عیش کرتا پھرتا ہے - (۷۰)

(۷۱) مت فساد کرو زمین پر ﻪ۲ (منزل ۲ - سیپارہ ہشتم - سورہ ہفتم آیت ۵۵)

محقق - یہ بات تو اچھی ہے - لیکن اس کے برخلاف دُوسرے مقاموں پر جہاد کرنا اور کافروں کو قتل کرنا بھی لکھا ہے - اب کہو - یہ اِجتماعِ ضدّین نہیں؟ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے - کہ جب محمد صاحب مغلوب ہوئے ہوں گے - تب انہوں نے یہ تدبیر نکالی ہو گی - اور جب غالب ہوئے ہوں گے تب جھگڑا مچایا ہوگا - اس لئے اجتماعِ ضدّین کی وجہ سے دونوں باتیں دُرست نہیں ہیں - (۷۱)

(۷۲) پس ڈال دیا عصا اپنا - ناگہاں اور وہ اژدہا ظاہر ہو گیا ﻪ۳ (منزل ۲ - پارہ ۹ - سورہ ہفتم - آیت ۱۰۷)

محقق - اس کے لکھنے سے واضح ہوتا ہے - کہ ایسی جھوٹی باتوں کو خدا اور محمد صاحب بھی مانتے تھے اگر ایسا ہے - تو یہ دونوں عالم نہیں تھے - جیسا کہ آنکھ سے دیکھنے اور کان سے سُننے کے عمل کے خلاف کوئی نہیں کر سکتا - (ویسے ہی اژدہا عصا کا نہیں ہو سکتا) اس لئے یہ شعبدہ بازوں کی باتیں ہیں (۷۲)

ﻪ۱ إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۞ اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا

ﻪ۲ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ

ﻪ۳ فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ۞

(۷۳) پھر بھیجا ہم نے اُن پر طوفان اور ٹِڈّے چیچڑے مینڈک اور لہو۔ پس اُن سے ہم نے بدلہ لیا۔ اور اُن کو ڈبو دیا دریا میں۔ اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار اُتار دیا۔ تحقیق وُہ دین جھوٹا ہے کہ جس میں ہیں اور اُن کا کام بھی جھوٹا ہے[۱] (منزل ۲۔ پارہ ۹۔ سورۃ ۷۔ آیت ۱۳۲۔ ۱۳۵۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸)

محقق۔ دیکھئے جیسے کہ کوئی پاکھنڈی کسی کو ڈرائے۔ کہ ہم تیرے مارنے کے واسطے سانپوں کو چھوڑیں گے ویسے ہی یہ بات ہے۔ بھلا جو ایسا متعصب ہے۔ کہ ایک قوم کو غرق کر دے۔ اور دوسری کو پار اُتار دے وُہ خدا ادھرمی کیوں نہیں؟ جو دوسرے مذہبوں کو کہ جن کے ہزاروں کروڑوں آدمی معتقد ہوں۔ جھوٹا بتلا دے۔ اور اپنے کو سچا ظاہر کرے۔ اس سے بڑھ کر جھوٹا مذہب اور کونسا ہو سکتا ہے؟ کیونکہ کسی مذہب میں سب آدمی بُرے یا بھلے نہیں ہو سکتے۔ یکطرفہ ڈگری دینا سخت جاہلوں کا ہی مذہب ہے۔ کیا توریت' زبور کا مذہب جو کہ ان کا تھا۔ جھوٹا ہو گیا؟ یا ان کا کوئی اور مذہب تھا۔ کہ جس کو جھوٹا کہا۔ اور اگر وُہ مذہب کوئی اور تھا۔ تو کونسا تھا؟ بتلاؤ۔ اگر اس کا نام قرآن میں (موجود) ہو۔ (۷۳)

(۷۴) پس البتہ دیکھے گا تو مجھ کو۔ پس جب تجلّی کی اُس کے پروردگار نے پہاڑ کی طرف۔ کیا ریزہ ریزہ اس کو۔ اور گر پڑا موسیٰ بیہوش[۲] (منزل ۲۔ پارہ ۹۔ سورۃ ۷۔ آیت ۱۴۳)

محقق۔ جو دیکھنے میں آتا ہے۔ وُہ محیط کل نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ایسے معجزے کرتا پھرتا تھا۔ تو خدا اس وقت ایسے معجزے کسی کو کیوں نہیں دکھلاتا؟ بالکل جھوٹ ہونے سے یہ بات قابلِ تسلیم نہیں۔ (۷۴)

(۷۵) اور یاد کر پروردگار اپنے کو دل میں عاجزی اور ڈر سے اور کم آواز سے صبح اور شام کو۔[۳] (منزل دوم۔ سیپارہ نہم۔ سورۃ ہفتم۔ آیت ۲۰۴)

محقق۔ کہیں تو قرآن میں لکھا ہے۔ کہ اونچی آواز سے اپنے پروردگار کو پکار۔ اور کہیں لکھا ہے۔ کہ دھیمی آواز سے خدا کی یاد کر۔ اب کہئے کونسی بات سچّی اور کونسی جھوٹی ہے۔ ایک دُوسرے کے متضاد باتیں پاگلوں کی بکواس کی مانند ہوتی ہیں۔ اگر کوئی بات سہواً خلاف نکل جائے۔ تو چنداں مضائقہ نہیں۔ (۷۵)

سورۃ انفال۔ (۷۶) سوال کرتے ہیں تجھ سے لوٹ کے مال کے۔ تو کہہ مال لوٹ کا اللہ کا ہے اور رسول کا اور ڈرو اللہ سے[۴] (منزل ۲۔ پارہ ۹۔ سورۃ ۸۔ آیت ۱)

---

[۱] فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ ..... فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ...... وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ ...... اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

[۲] فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ

[۳] وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ

[۴] يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۭ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ

محقق - تعجب ہے کہ جو لوٹ مچائیں - ڈاکہ کے کام کریں کرائیں - وہ خدا، پیغمبر اور ایماندار کہلائیں - ساتھ ہی اللہ کا ڈر بتلاتے ہیں - اور ڈاکہ مارتے جاتے ہیں - پھر یہ کہتے شرم نہیں آتی - کہ ہمارا مذہب اچھا ہے - اس سے بڑھ کر اور کیا بُری بات ہو سکتی ہے ؟ کہ تعصب کو چھوڑ کر سچے ویدک دھرم کو مسلمان قبول نہیں کرتے - (۷۶)

(۷۷) اور کاٹے جڑ کافروں کی - میں مدد دوں گا تم کو ۱۰۰۰ ہزار فرشتوں کے پیچھے پیچھے آنے والے البتہ میں کافروں کے دلوں میں رعب ڈالوں گا پس مارو اوپر گردنوں کے اور کاٹو ان کی ہر پوری۔[1]

(منزل ۲ - پارہ ۹ - سورۃ ۸ - آیت ۷ - ۹ - ۱۲)

محقق - واہ جی واہ ! خدا اور پیغمبر خوب رحمدل ہیں - جو لوگ مذہب اسلام میں نہیں - اُن کافروں کی جڑ کاٹتے - ان کی گردن مارنے اور ان کے جوڑوں کو کاٹنے کا حکم دیتا ہے - اور اس کام میں ان کا ممد و معاون بنتا ہے - کیا یہ خدا راون سے کچھ کم ہے - یہ سب لیلا قرآن کے مصنف کی ہے - خدا کی نہیں - اگر خدا کی ہو - تو ایسا خدا ہم سے دور رہے - اور ہم اس سے دور رہیں - (۷۷)

(۷۸) اللہ مسلمانوں کے ساتھ ہے ...... اے لوگو ! جو ایمان لائے ہو پکارنا قبول کرو واسطے اللہ اور رسول کا جس وقت تم کو بلایا جائے اے لوگو ! ایمان لائے ہو تم - مت خیانت کرو اللہ کی اور رسول کی اور مت خیانت کرو اپنی امانتوں میں اور مکر کرتا تھا اللہ اور اللہ سب سے اعلیٰ مکر کرنے والوں میں سے ہے۔[2] (منزل ۲ - پارہ ۹ - سورۃ ۸ - آیت ۱۹ - ۲۳ - ۲۶ - ۲۹)

محقق - کیا اللہ مسلمانوں کا طرفدار ہے ؟ اگر ایسا ہے - تو ادھرم کرتا ہے - خدا تو ساری مخلوق کا مالک ہے - کیا خدا پکارے بغیر نہیں سن سکتا ؟ بہرہ ہے - اس کے ساتھ رسول کو شریک کرنا بہت بُرا ہے - اللہ کا کونسا خزانہ بھرا ہے جو چرایا جا سکے ؟ کیا رسول کی اور اپنی امانت کی خیانت چھوڑ کر اور سب کی خیانت کیا کریں ؟ اس قسم کی تعلیم بے علم اور ادھرمیوں کی ہو سکتی ہے - بھلا اگر خدا مکر کرتا ہے - اور مکاروں کا ساتھی ہے - تو پھر وہ خدا مکار - فریبی اور ادھرمی کیوں نہیں ؟ اس لئے یہ قرآن خدا کا بنایا ہوا نہیں ہے کسی مکار ، فریبی کا بنایا ہوا ہوگا - نہیں تو ایسی فضول باتیں کیوں لکھی ہوتیں - (۷۸)

(۷۹) اور لڑو اُن سے یہاں تک نہ رہے فتنہ یعنی غلبہ کفار کا اور ہووے دین تمام واسطے اللہ کے اور جانو تم یہ کہ جو کچھ لوٹ میں لاؤ - کسی چیز سے پس واسطے اللہ کے ہے پانچواں حصہ اس کا اور واسطے رسول کے۔[3] (منزل ۲ - پارہ ۹ - سورۃ الانفال - آیت ۳۸ - ۴۰)

---

[1] وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ..... اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۝ ..... سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝

[2] وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ..... يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ ..... وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝

[3] وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۝ ..... وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ

محقق - ایسی بے انصافی سے لڑنے لڑانے والا مسلمانوں کے خدا کے سوائے امن میں مخل دوسرا کون ہوگا؟ اب دیکھئے یہ کیسا مذہب ہے؟ کیا اللہ اور رسول کے نام پر سب جہان کو لوٹنا لٹوانا غارت گروں کا کام نہیں ہے؟ اور کیا خدا بھی لٹیرا ہے؟ کہ لوٹ کے مال کا حصہ دار بنے گا؟ ایسے غارت گروں سے طرفداری کرنے سے خدا اپنی خدائی میں بٹہ لگاتا ہے۔ بڑے تعجب کی بات ہے۔ کہ ایسی کتاب، ایسا خدا اور ایسا پیغمبر جہان میں ایسے جنگ و جدل کرانے اور امن عامہ میں خلل ڈال کر لوگوں کو تکلیف دینے کے لیے کہاں سے آ گئے؟ ایسے مذہب دنیا میں جاری نہ ہوتے۔ تو ساری دنیا خوش و خرم رہتی۔ (۷۹)

(۸۰) اور کاش کہ دیکھے تو جس وقت کہ قبض کرتے ہیں یعنی روح میں ان لوگوں کی کہ کافر ہوئے فرشتے مارتے ہیں ان کے منہ پر اور پیٹھوں پر اور کہتے ہیں چکھو تم عذاب جلنے کا۔ پس ہلاک کیا ہم نے ان کو ساتھ ان کے گناہوں کے اور ڈبا دیا ہم نے قوم فرعون کو اور تیاری کرو واسطے ان کے جو کچھ تم کر سکو [؎۱] (منزل ۲
پارہ ۱۰۔ سورۃ ۸۔ آیت ۴۹-۵۳-۶۳)

محقق - کیوں جی! آج کل تو روس نے روم وغیرہ کی اور انگلینڈ نے مصر کی خوب درگت بنائی ہے۔ اب فرشتے کہاں سو گئے؟ پہلے خدا اپنے بندوں کے دشمنوں کو مارتا ڈبوتا تھا۔ اگر یہ بات سچی ہو۔ تو آج کل بھی ایسا کرے۔ چونکہ ایسا نہیں کرتا۔ اس لئے یہ بات ماننے لائق نہیں۔ دیکھئے یہ کیسا برا حکم ہے۔ کہ جو حتی الوسع غیر مذہب والوں کے لیے تکلیف دہ کام کیا کرو۔ ایسا حکم عالم و دانا رحیم کا نہیں ہو سکتا۔ پھر لکھتے ہیں۔ کہ خدا رحیم اور عادل ہے۔ ایسی باتوں سے (ظاہر ہے۔) کہ مسلمانوں کے خدا سے انصاف اور رحم وغیرہ نیک اوصاف دور بھاگتے ہیں۔ (۸۰)

(۸۱) اے نبی! کفایت ہے تجھ کو اللہ اور ان کو جنہوں نے پیروی کی تیری مسلمانوں میں سے۔ اے نبی! رغبت دے مسلمانوں کو اوپر لڑائی کے۔ اگر ہوویں تم میں سے بیس صبر کرنے والے غالب آویں دو سو پر۔ پس کھاؤ اس چیز سے کہ غنیمت کیا ہے تم نے حلال پاکیزہ اور ڈرو اللہ سے تحقیق اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے [؎۲]
(منزل ۲۔ پارہ ۱۰۔ سورۃ ۸۔ آیت ۶۳-۶۴-۶۸)

محقق - بھلا یہ کون سے انصاف، علمیت اور دھرم کی بات ہے۔ جو اپنی پیروی کرے۔ اور خواہ بے انصاف ہی کیوں نہ ہو۔ اسی کی طرفداری کریں۔ اور فائدہ پہنچا دیں؟ اور جو رعایا کے امن میں خلل انداز ہو کر جنگ کرے کرائے۔ اور لوٹ کے مال کو حلال بتلائے۔ اُسے بخشندہ اور مہربان نام والے سے منسوب کیا

؎۱ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ج وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ...... فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ط وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ ......

؎۲ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ...... اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ج فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ز وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

جاوے۔ یہ تعلیم خدا کی تو کیا بلکہ کسی شریف آدمی کی بھی نہیں ہو سکتی۔ ایسی ایسی باتوں سے قرآن خدا کا کلام ہرگز نہیں ہو سکتا۔ (۸۱)

سورۃ توبہ (۸۲) ہمیشہ رہیں گے بیچ اس کے تحقیق اللہ نزدیک اس کے ہے ثواب بڑا۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت پکڑو اپنے باپوں کو اور بھائیوں اپنے کو دوست کو جو دوست رکھیں کفر کو اوپر ایمان کے ..... پھر اتاری اللہ نے تسکین اپنی۔ اوپر رسول اپنے کے اور اوپر مسلمانوں کے اور اتارے لشکر نہیں دیکھا تم نے ان کو۔ اور عذاب کیا ان لوگوں کو کہ کافر ہوئے اور یہی ہے سزا کافروں کی۔ پھر رحمت کرے گا اللہ اس کے بعد جس پر چاہے۔ اور لڑائی کرو ان لوگوں سے کہ جو ایمان نہیں لاتے[۱] (منزل دوم سیپارہ دہم۔ سورۃ التوبہ۔ آیت ۲۱-۲۲-۲۳-۲۵-۲۶-۲۷)

محقق۔ بھلا جو بہشت والوں کے نزدیک اللہ رہتا ہے۔ تو محیط کل کیونکر ہو سکتا ہے؟ اگر محیط کل نہیں تو دنیا کا بنانے والا اور عادل نہیں ہو سکتا۔ اور لوگوں کو اپنے ماں، باپ، بھائی اور دوست سے جدا کرانا صرف بے انصافی کی بات ہے۔ ہاں اگر وہ بری تعلیم دیں۔ تو نہ ماننی چاہیئے۔ لیکن ان کی خدمت ہمیشہ کرنی چاہیئے۔ پہلے خدا مسلمانوں پر مہربان تھا۔ اور اُن کی مدد کے لئے لشکر اتارتا تھا۔ اگر یہ بات سچ ہوتی۔ تو اب ایسا کیوں نہیں کرتا۔ اور اگر پہلے کافروں کو سزا دیتا تھا۔ اور پھر ان پر رحمت کرتا تھا۔ تو اب کہاں گیا ہے؟ کیا خدا لڑائی کے بغیر ایمان قائم نہیں کر سکتا؟ ایسے خدا کو ہماری طرف سے ہمیشہ کے لئے تلانجلی ہے۔ خدا کیا ہے۔ ایک تماشا گر ہے؟ (۸۲)

(۸۳) اور ہم منتظر ہیں واسطے تمہارے یہ کہ پہنچاوے تم کو اللہ عذاب اپنے پاس سے یا ہمارے ہاتھوں سے[۲] (منزل ۲۔ سیپارہ ۱۰ سورۃ ۹۔ آیت ۵۲)

محقق۔ کیا مسلمان ہی خدا کی پولیس بن گئے ہیں؟ کہ وہ اپنے ہاتھ سے یا مسلمانوں کے ہاتھ سے غیر مذہب والوں کو گرفتار کرتا ہے۔ کیا دوسرے کروڑوں آدمی خدا کو ناپسند ہیں؟ اور مسلمانوں کے گنہگار بھی پسند ہیں؟ اگر ایسا حال ہے۔ تو اندھیر نگری چوپٹ راجہ کی مثال صادق آئے گی۔ تعجب ہے کہ عقلمند مسلمان بھی اس بے بنیاد اور غلط مذہب کے قائل ہیں۔ (۸۳)

(۸۴) وعدہ کیا ہے اللہ نے ایمان والوں سے اور ایمان والیوں سے بہشتوں کا۔ چلتی ہیں نیچے اُن کے نہریں۔ جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور گھر ہے اُن کا پاکیزہ بیچ بہشتوں عدن کے اور اللہ کی

---

[۱] خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ ...... ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ

[۲] وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ۝

رضامندی سب سے بڑی ہے یہی ہے مراد ملنی بڑی پس ٹھٹھا کرتے ہیں اُن پر وہ ٹھٹھا کیا ہے اللہ اُن سے [1]
(منزل ۲ - پارہ ۱۰ - سورۃ التوبہ - آیت ۷۲)

محقق - یہ خدا کے نام سے مردوزن کو اپنے مطلب کے لئے لالچ دینا ہے۔ کیونکہ اگر ایسا لالچ نہ دیتے۔ تو کوئی محمد صاحب کے دام میں نہ پھنستا۔ ایسے ہی اور مذہب والے بھی کہا کرتے ہیں۔ آدمی تو باہم ٹھٹھا کیا ہی کرتے ہیں۔ لیکن خدا کو کسی سے ٹھٹھا کرنا واجب نہیں ہے۔ یہ قرآن کیا ہے بڑا کھیل ہے۔ (۸۴)

(۸۵) لیکن رسول اور جو لوگ ایمان لائے ساتھ اس کے جہاد کیا انہوں نے ساتھ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنے کے اور واسطے انہیں کے ہیں بھلائیاں ..... اور مہر رکھی اللہ نے دلوں پر اُن کے پس وہ نہیں جانتے [2] (منزل ۲ - پارہ ۱۰ - سورۃ ۹ - آیت ۸۷ - ۹۳)

محقق - اب دیکھئے خود غرضی کی بات - کہ وہ ہی اچھے ہیں - کہ جو محمد صاحب پر ایمان لائے - اور جو نہیں لائے وہ برے ہیں - کیا یہ بات تعصب اور بے علمی سے بھری ہوئی نہیں ہے؟ جب خدا نے مہر ہی لگادی تو اُن کا قصور گناہ کرنے میں کوئی بھی نہیں - بلکہ خدا ہی کا قصور ہے - کیونکہ دلوں پر مہر لگاکے ان بیچاروں کو بھلائی کرنے سے روک دیا - یہ کتنی بڑی بے انصافی ہے - (۸۵)

(۸۶) لے ان کے مال میں سے خیرات کہ پاک کرے تو اُن کو (یعنی ظاہر میں) اور پاکیزہ کرے تو اُن کو ساتھ اس کے (یعنی باطن میں) تحقیق اللہ نے مول لی ہیں مسلمانوں سے جانیں ان کی اور مال اس قیمت پر کہ اُن کے لئے بہشت ہے - لڑیں گے ہمراہ اللہ کے پس ماریں گے اور مارے جائیں گے [3] (منزل ۲ - پارہ ۱۱ - سورۃ ۹ - آیت ۱۰۲ - ۱۱۲)

محقق - واہ جی واہ محمد صاحب! آپ نے تو گوکلئے گوسائیوں کی ہمسری کرلی - کیونکہ جن کا مال لینا انہیں کو پاک کرنا گوسائیوں کا کام ہے - واہ اللہ میاں! آپ نے اچھی سوداگری جاری کی - کہ مسلمانوں کی معرفت غریبوں کی جانیں لینا ہی نفع سمجھ رکھا ہے - اور یتیموں کو مروانے اور ظالموں کو بہشت دینے سے مسلمانوں کا خدا بے رحم اور غیر منصف ہو کر اپنی خدائی میں بٹہ لگا بیٹھا ہے - اور عقلمند شریفوں کے نزدیک قابل نفرت ہو گیا ہے - (۸۶)

---

[1] وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ ذٰلِكَ ....

[2] لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ...... وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

[3] خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا ...... اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰي مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۭ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۣ

(۸۷) اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ لڑو ان لوگوں سے۔ جو نزدیک تمہارے ہیں کافروں میں سے اور چاہیے کہ پاویں بیچ تمہارے سختی ..... کیا نہیں دیکھتے کہ وہ بلاؤں میں ڈالے جاتے ہیں بیچ ہر برس کے ایک بار یا دو بار۔ پھر نہیں توبہ کرتے اور نہ وہ نصیحت پکڑتے ہیں[ل] (منزل ۲۔ پارہ ۱۱۔ سورۃ ۹۔ آیت ۱۲۳۔ ۱۲۷)

محقق ۔ دیکھیے محسن کشی کی تعلیم۔ خدا مسلمانوں کو سکھلاتا ہے کہ چاہے پڑوسی ہوں یا نوکر جب موقعہ پائیں۔ لڑائی یا قتل کریں۔ ایسی باتیں مسلمانوں سے بہت پھیلی ہیں۔ گویا قرآن کی اسی تحریر سے مسلمان سبق لے کر قرآن میں بیان کردہ برائیوں کو چھوڑ دیں۔ تو بہت اچھا ہے۔ (۸۷)

سورۃ یونس ۔ (۸۸) تحقیق پروردگار تمہارا اللہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو بیچ چھ دن کے۔ اور پھر قرار پکڑا اوپر عرش کے۔ تدبیر کرتا ہے کام کی[۲] (منزل سوم۔ پارہ یازدہم۔ سورۃ دہم۔ آیت ۳)

محقق ۔ آسمان یعنی آکاش ایک غیر مرکب اور ازلی شے ہے۔ اس کی پیدائش لکھنے سے تحقیق ہوا کہ مصنف قرآن علم طبیعات کو بھی نہیں جانتا تھا۔ کیا خدا کو دنیا چھ دن تک بنانی پڑتی ہے؟ قرآن میں جیسا لکھا ہے۔ کہ ہو جا۔ اور اتنا کہنے سے دنیا ہو گئی۔ تو پھر چھ دن کبھی نہیں لگ سکتے۔ اگر وہ محیط کل ہوتا۔ تو آسمان پر کیوں قرار پکڑتا؟ اور جب کام کی تدبیر کرتا ہے۔ تو گویا خدا تمہارا مثل انسان کے ہے۔ کیونکہ اگر ہمہ دان ہوتا۔ تو بیٹھا بیٹھا کیوں سوچتا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ خدا کو نہ جاننے والے بے علم لوگوں نے یہ کتاب بنائی ہوگی (۸۸)

(۸۹) اور ہدایت اور رحمت واسطے مسلمانوں کے[۳] (منزل ۳۔ پارہ ۱۱۔ آیت ۵۵)

محقق ۔ کیا خدا مسلمانوں کا ہی ہے دوسروں کا نہیں؟ کیا وہ طرفدار ہے کہ مسلمانوں ہی پر رحم کرتا ہے اور دوسروں پر نہیں؟ اگر مسلمانوں سے مراد ایماندار ہیں۔ تو ان کے لئے ہدایت کی ضرورت ہی نہیں اگر مسلمانوں کے سوائے دوسروں کو ہدایت نہیں کرتا۔ تو خدا کا علم بے فائدہ ہے۔ (۸۹)

سورۃ ہود ۔ (۹۰) آزماوے تم کو کون تم میں سے بہتر ہے عمل میں اور رکھیے تو البتہ اٹھائے جاؤ گے پیچھے موت کے[۴] (منزل ۳۔ پارہ ۱۲۔ سورۃ ۱۱۔ آیت ۷)

محقق ۔ جب خدا اعمالوں کی آزمائش کرتا ہے۔ تو وہ ہمہ دان نہیں ہے۔ اور اگر وہ موت کے بعد اٹھاتا

[ل] يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً ط
أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ ٥
[۲] إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ ط
[۳] وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ٥
[۴] لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ط وَلَئِنْ قُلْتَ إِنَّكُمْ مَّبْعُوثُونَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ

ہے۔ تو وہ دورہ بپر در کھتا ہے۔ اور خدا کا مُردوں کو زندہ کرنا اس کے اپنے قانون کے خلاف ہے۔ اپنا قانون بدلنے سے کیا وہ اپنے آپ کو بٹہ نہیں لگاتا؟ (۹۰)

(۹۱) اور کہا۔ اے زمین نگل جا پانی اپنا۔ اور اے آسمان بس کر اور پانی خشک ہو گیا۔ اور اے قوم! یہ ہے اونٹنی اللہ کی واسطے تمہارے نشانی پس چھوڑ دو اس کو کہ کھاتی پھرے بیچ زمین کے اللہ کی۔[ل] (منزل ۳۔ پارہ ۱۲۔ سورۃ ۱۱۔ آیت ۴۴۔ ۶۴)

محقق ۔ کیا طفولیت کی بات ہے۔ زمین اور آسمان کبھی بات سن سکتے ہیں؟ واہ جی واہ! خدا کی اگر اونٹنی ہے تو اونٹ بھی ہوگا۔ پھر ہاتھی۔ گھوڑے۔ گدھے وغیرہ بھی ہوں گے؟ اور خدا کا اونٹنی سے کھیت کھلانا کیا اچھی بات ہے؟ کیا اونٹنی پر چڑھتا بھی ہے؟ اگر ایسی باتیں ہیں۔ تو نوابی کی گھسر پسر خدا کے گھر میں بھی ہے۔ (۹۱)

(۹۲) اور ہمیشہ رہنے والے بیچ اس کے جب تک کہ رہیں زمین اور آسمان اور جو لوگ کہ نیک بخت کئے گئے ہیں۔ پس بیچ بہشت کے ہیں۔ ہمیشہ رہنے والے بیچ اس کے جب تک رہیں آسمان اور زمین۔[ل۲] (منزل ۳ پارہ ۱۲۔ سورۃ ۱۱۔ آیت ۱۰۷۔ ۱۰۸)

محقق جب دوزخ اور بہشت میں قیامت کے بعد لوگ جائیں گے۔ تو آسمان اور زمین کس لئے قائم رہیں گے؟ اور جب دوزخ اور بہشت کے قیام کی میعاد آسمان اور زمین کے قیام تک ہوئی۔ تو بہشت اور دوزخ میں ہمیشہ تک رہیں گے۔ یہ بات جھوٹی ہو گئی۔ ایسی باتیں تو جاہلوں کی ہوتی ہیں۔ خدا اور عالموں کی نہیں۔ (۹۲)

سورۃ یوسف ۔ (۹۳) جب یوسف نے اپنے باپ سے کہا کہ اے میرے باپ! میں نے ایک خواب دیکھا۔[ل۳] (منزل ۳۔ پارہ ۱۲۔ سورۃ ۱۲۔ آیت ۴)

محقق ۔ اس سورۃ میں باپ بیٹے کے درمیان مکالمہ کی صورت میں قصہ و کہانی درج ہے اس لئے قرآن خدا کا بنایا ہوا نہیں ہے۔ کسی شخص نے آدمیوں کی تواریخ لکھ دی ہے۔ (۹۳)

سورۃ رعد ۔ (۹۴) اللہ ہے وہ کہ جس نے بلند کیا آسمانوں کو بلا ستونوں کے۔ دیکھتے ہو تم اس کو پھر قرار پکڑا اوپر عرش کے اور مسخر کیا سورج اور چاند کو ...... اور وہی ہے جس نے بچھایا زمین کو...... اتارا ہے اس نے آسمان سے پانی۔ بس بہے نالے ساتھ اندازے اپنے کے اللہ کشادہ کرتا ہے رزق کو

ل۱ وَقِيلَ يَٰٓأَرْضُ ٱبْلَعِى مَآءَكِ وَيَٰسَمَآءُ أَقْلِعِى وَغِيضَ ٱلْمَآءُ .... وَيَٰقَوْمِ هَٰذِهِۦ نَاقَةُ ٱللَّهِ لَكُمْ ءَايَةً فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِىٓ أَرْضِ ٱللَّهِ

ل۲ خَٰلِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ ٱلسَّمَٰوَٰتُ وَٱلْأَرْضُ .... وَأَمَّا ٱلَّذِينَ سُعِدُوا۟ فَفِى ٱلْجَنَّةِ خَٰلِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ ٱلسَّمَٰوَٰتُ وَٱلْأَرْضُ ۝

ل۳ إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَٰٓأَبَتِ إِنِّى رَأَيْتُ أَحَدَ

واسطے جس کے چاہے اور تنگ کرتا ہے۔[۱] (منزل ۳۔ پارہ ۱۳۔ آیت ۲۔۳۔۱۶۔۲۵)

محقق۔ مسلمانوں کا خدا علم طبعی کچھ بھی نہیں جانتا۔ اگر جانتا ہوتا۔ تو آسمان کو جس میں کہ وزن نہیں ہے۔ ستون لگانے کا ذکر نہ لکھتا۔ اگر خدا کسی خاص مقام یعنی عرش پر رہتا ہے۔ تو وہ قادرِ مطلق اور محیطِ کل نہیں ہو سکتا۔ اور خدا بادلوں کا علم جانتا۔ تو آسمان سے پانی اتارا۔ اس کے ساتھ یہ کیوں لکھا کہ زمین سے پانی اس پر چڑھایا۔ اس سے تحقیق ہوا۔ کہ قرآن کا مصنف بادلوں کے علم کو بھی نہیں جانتا تھا۔ اگر نیک و بد اعمال کے بغیر رنج و راحت دیتا ہے۔ تو وہ طرفدار غیر منصف اور قطعی بے علم ہے۔ (۹۴)

(۹۵) کہہ تحقیق اللہ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور راہ دکھاتا ہے طرف اپنی اس کو جس نے رجوع کیا۔[۲] (منزل ۳۔ پارہ ۱۳۔ سورۃ ۱۳۔ آیت ۲)

محقق۔ جب خدا گمراہ کرتا ہے۔ تو خدا اور شیطان میں کیا فرق ہوا؟ جب کہ شیطان دوسروں کو گمراہ کرنے سے برا کہلاتا ہے۔ تو خدا بھی ویسا ہی کام کرنے سے برا یعنی شیطان کیوں نہیں؟ اور بہکانے کے گناہ کے عوض اس کو دوزخ کیوں نہیں ملنا چاہیئے۔ (۹۵)

(۹۶) اسی طرح اتارا ہے ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں اور اگر پیروی کرے گا تو ان کی خواہشوں کی بعد اس علم کے کہ جو تیرے پاس پہنچا۔ ...... پس سوائے اس کے نہیں کہ اوپر تیرے پیغام پہنچانا ہے۔ اور اوپر ہمارے حساب لینا ہے۔[۳] (منزل ۳۔ پارہ ۱۳۔ آیت ۳۶۔۴۱)

محقق۔ قرآن کس طرف سے اتارا؟ کیا خدا اوپر رہتا ہے؟ اگر یہ بات راست ہے۔ تو وہ محدود المکان ہونے سے خدا ہی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خدا محیطِ کل ہے۔ پیغام پہنچانا ہرکارہ کا کام ہے۔ اور ہرکارہ کی ضرورت اس کو ہوتی ہے۔ جو مثل انسان محدود المکان ہو۔ اور حساب لینا دینا بھی انسان کا کام ہے۔ خدا کا نہیں۔ کیونکہ وہ ہمہ دان ہے۔ یہ تحقیق ہوتا ہے۔ کہ قرآن کسی محدود العقل آدمی کا بنایا ہوا ہے۔ (۹۶)

سورۃ ابراہیم (۹۷) اور کیا سورج اور چاند کو ہمیشہ پھرنے والے تحقیق انسان البتہ ظلم کرنے والا ہے اور کفر کرنے والا ہے۔[۴] (منزل ۳۔ پارہ ۱۳۔ سورۃ ۱۴۔ آیت ۳۲۔۳۴)

---

[۱] اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ وَهُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ ...... اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِیَةٌۢ بِقَدَرِهَا ...... اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ؕ

[۲] قُلْ اِنَّ اللّٰهَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ اَنَابَ ۚۖ

[۳] وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِیًّا ؕ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَیْنَا الْحِسَابُ ۝

[۴] وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآىِٕبَیْنِ ۚ ...... اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۠

محقق - کیا چاند اور سورج ہمیشہ گھومتے ہیں - اور زمین نہیں گھومتی؟ اگر زمین نہ گھومے - تو دن اور رات کئی برسوں کا ہو - اگر انسان سچ مچ ظلم اور کفر کرنے والا ہے - تو قرآن کے ذریعہ ہدایت دینا فضول ہے - کیونکہ جن کی فطرت گناہ کرنے کی ہے - تو وہ ثواب کرنے کی کبھی نہ ہو سکے گی - لیکن دنیا میں نیک و بد دونوں قسم کے آدمی موجود ہیں - اِس لئے ایسی باتیں خدا کی بنائی ہوئی کتاب کی نہیں ہو سکتیں - (۹۷)

سورۃ الحجر (۹۸) پس جب درست کر لوں اس کو اور پھونک دوں بیچ اس کے روح اپنی سے - پس گر پڑو واسطے اس کے سجدہ کرتے ہوئے - کہا اے رب میرے بسبب اس کے - کہ گمراہ کیا تو نے مجھ کو ؛ البتہ زینت دونگا میں واسطے اُن کے بیچ زمین کے اور گمراہ کر دوں گا [1] (منزل ۳ - پارہ ۱۴ - سورۃ ۱۵ - آیت ۲۹ - ۳۹)

محقق - اگر خدا نے اپنی روح آدم میں ڈالی - تو وہ بھی خدا ہوا - اور اگر وہ خدا نہ تھا - تو سجدہ کرنے میں اپنا شریک کیوں کیا ؟ جب شیطان کو گمراہ کرنے والا خدا ہی ہے - تو وہ شیطان کا شیطان بڑا بھائی اُستاد کیوں نہیں ؟ کیونکہ تم لوگ بہکانے والے کو شیطان مانتے ہو - تو خدا نے شیطان کو بہکایا اور منہ پر شیطان نے کہا - کہ میں گمراہ کر دوں گا - پھر اس کو سزا دے کر قید کیوں نہ کیا - اور مار کیوں نہ ڈالا ؟

سورۃ النحل (۹۹) اور تحقیق بھیجے ہیں - ہم نے بیچ ہر ایک اُمت کے پیغمبر - جب ارادہ کرتے ہیں ہم نہیں ہے قول ہمارا کسی چیز کے واسطے - مگر یہ کہ کہتے ہیں - ہم اس کو ہو پس ہو جاتی ہے [2] (منزل ۳ - پارہ ۱۴ - سورۃ ۱۶ - آیت ۳۵ - ۴۰)

محقق - اگر سب قوموں کے لئے پیغمبر بھیجے ہیں - تو وہ سب لوگ جو کہ پیغمبر کی راہ پر چلتے ہیں - وہ کافر کیوں ہیں ؟ کیا سوائے تمہارے پیغمبر کے اور کسی پیغمبر کی عزت نہیں ؟ یہ بالکل طرفداری کی بات ہے - اگر سب ملکوں میں پیغمبر بھیجے - تو آریہ ورت میں کونسا بھیجا ؟ اس لئے یہ بات ماننے کے لائق نہیں ہے - جب خدا ارادہ کرتا ہے اور کہتا ہے - کہ اے زمین ! ہو جا - تو وہ بے جان کیسے سن سکتی ہے ؟ خدا کا (محض) حکم کیونکر دنیا کو بنا سکتا ہے ؟ اور (مسلمان) سوائے خدا کے دوسری چیز نہیں مانتے - تو کس نے سنا اور کون ہو گیا ؟ یہ سب لاعلمی کی باتیں ہیں - ایسی باتوں کو انجان لوگ مان لیتے ہیں (۹۹)

(۱۰۰) اور مقرر کرتے ہیں واسطے اللہ کے بیٹیاں پاکیزگی ہے - اس کو ..... اور مقرر کرتے ہیں واسطے اپنے دیکھا جو کچھ کہ چاہیں قسم ہے اللہ کی تحقیق بھیجے ہم نے پیغمبر [3] (منزل ۳ - پارہ ۱۴ - سورۃ ۱۸ - آیت ۶۱ - ۶۲)

---

[1] فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ٥ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ لَاُزَیِّنَنَّ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَلَاُغْوِیَنَّهُمْ .....

[2] وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا .... اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَیْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ٥

[3] وَیَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا یَشْتَهُوْنَ ٥ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ .....

محقق - اللہ بیٹیوں سے کیا کرے گا؟ بیٹیاں تو کسی آدمی کو چاہئیں - بیٹے کیوں نہیں مقرر کئے جاتے؟ اور بیٹیاں مقرر کی جاتی ہیں - اس کا کیا باعث ہے؟ بتلایئے قسم کھانا جھوٹوں کا کام ہے نہ کہ خدا کا، کیونکہ اکثر دنیا میں ایسا دیکھنے میں آتا ہے - کہ جو جھوٹا ہوتا ہے - وہی قسم کھاتا ہے - راست گو قسم کیوں کھاویں؟ (۱۰۰)

(۱۰۱) یہ لوگ وہ ہیں - کہ مہر رکھی اللہ نے اوپر دلوں کے اُن کے - اور کانوں کے اُن کے - اور آنکھوں کے اُن کی - اور یہ لوگ وہی ہیں بے خبر اور پورا دیا جائے گا ہر روح کو جو کچھ کہ کیا ہے اور اُن پر ظلم نہ کئے جائیں گے؟ [۱] (منزل ۳ - پارہ ۱۴ - سورۃ ۱۶ - آیت ۱۰۷ - ۱۱۱)

محقق - جب خدا ہی نے مہر لگا دی - تو وہ بیچارے بے قصور ہی مارے گئے - کیونکہ اُن کو محتاج بالغیر کر دیا - یہ کتنا بڑا قصور ہے - اور پھر کہتے ہیں - کہ جس نے جتنا کیا ہے - اتنا ہی اس کو دیا جائے گا - کم و بیش نہیں - جب انہوں نے خود مختاری سے گناہ کئے ہی نہیں - بلکہ خدا کے کرانے سے کئے - تو ان کا کیا قصور ہے؟ اُن کو ثمرہ نہ ملنا چاہیئے - اس کا ثمرہ تو خدا کو ملنا چاہیئے - اور اگر ثمرۂ اعمال پورا دیا جاتا ہے - تو بخشش کس بات کی کیجاتی ہے - اگر بخشش کی جاتی ہے - تو انصاف کہاں رہ سکتا ہے؟ ایسی اندھا دھند کارروائی خدا کی کبھی ہو سکتی ہے؟ البتہ بے عقل چھوکروں کی ہوا کرتی ہے (۱۰۱)

سورۃ بنی اسرائیل (۱۰۲) اور کیا ہم نے دوزخ کو واسطے کافروں کے قیدخانہ اور ہر آدمی کے لئے لگا دیا ہم نے اعمال نامہ اس کا بیچ گردن اس کی کے اور نکالیں گے ہم واسطے اس کے دن قیامت کے ایک کتاب کہ دیکھے گا اس کو کھلی ہوئی - اور بہت ہلاک کئے ہیں ہم نے آدمیوں کے طبقے میں سے پیچھے نوح کے [۲] (منزل ۴ - پارہ ۱۵ - سورۃ ۱۷ - آیت ۷ - ۱۲ - ۱۶)

محقق - اگر کافر وہی ہیں - کہ جو قرآن - پیغمبر اور قرآن کے کہے ہوئے خدا ساتویں آسمان اور نماز وغیرہ کو نہیں مانتے - اور انہیں کے واسطے دوزخ ہے - تو یہ بات محض طرفداری کی ہے - کیا قرآن ہی کے ماننے والے سب اچھے ہیں اور باقی سب برے کبھی ہو سکتے ہیں؟ یہ تو لڑکپن کی بات ہے - کہ ہر ایک کی گردن میں اعمالنامہ ہو - ہم تو کسی ایک کی گردن میں بھی نہیں دیکھتے - اگر اس سے مراد اعمال کا بدلہ دینا ہے - تو پھر انسانوں کے دلوں - آنکھوں وغیرہ پر مہر لگانا اور گناہوں کا معاف کرانا - کیا کھیل کی باتیں ہیں - قیامت کی رات کو خدا کتاب نکالے گا - تو آج کل وہ کتاب کہاں ہے؟ کیا ساہوکاروں کے روزنامچہ کی مانند (خدا) لکھتا رہتا ہے؟ یہاں پر یہ غور کرنا چاہیئے - کہ اگر پہلا جنم ہی نہیں ہے - تو روحوں کے اعمال کہاں سے آ گئے - اور اعمال نامہ کیونکر بن سکے گا؟ اور اگر بغیر اعمال کے لکھا گیا - تو خدا نے اُن پر ظلم کیا - نیک و بد اعمال کے بغیر

---

[۱] أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ۝ وَتُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝

[۲] وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ حَصِيرًا ۝ وَكُلَّ إِنسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ ۖ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنشُورًا ۝ وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُونِ مِن بَعْدِ نُوحٍ ۗ

ان کو رنج و راحت کیوں دیا؟ اگر کہو خدا کی مرضی - تو بھی اُس نے ظلم کیا - بے انصافی اسی کو کہتے ہیں - کہ بلا لحاظ نیک و بد اعمال دکھ سُکھ کا کم و بیش دینا - اور کیا اس وقت خدا ہی کتاب پڑھے گا یا کوئی سررشتہ دار سنائے گا - اگر خدا ہی نے مدت کی پڑی ہوئی روحوں کو بلا قصور ہلاک کر دیا - تو وہ ظالم ہو گیا - جو ظالم ہے - وہ خدا ہی نہیں ہو سکتا - (۱۰۲)

(۱۰۳) اور دی ہم نے ثمود کو اونٹنی دلیل کے طور پر اور بہکا جس کو بہکا سکے ...... جس دن بلاویں گے ہم سب لوگوں کو ساتھ پیشواؤں اُن کے کے پس جس کو دیا گیا اعمالنامہ اس کا بیچ دہنے ہاتھ اس کے کے[1] (منزل ؟ پارہ ۱۵ - سورۃ ۱۷ - آیت ۵۸ - ۷۰)

محقق - واہ جی واہ! کتنے حیرت انگیز نشان ہیں - ان میں سے ایک اونٹنی بھی خدا کے ہونے کی دلیل کا کام دیتی ہے - اگر خدا نے شیطان کو بہکانے کا حکم دیا ہے - تو خدا ہی شیطان کا سردار اور سب گناہ کرنے والا ہوا - ایسے کو خدا کہنا صرف کم سمجھ آدمیوں کی باتیں ہیں - اگر قیامت کے انصاف کے لئے پیغمبر اور اس کے معتقدوں کو خدا بلائے گا - تو جب تک قیامت نہ ہو گی - تب تک کیا سب دورہ سپرد رہیں گے؟ چاہیئے تو یہ کہ ان کو دورہ سپرد کر کے تکلیف نہ پہنچائی جائے - بلکہ فوراً ان کا انصاف کیا جاوے اور یہی منصف کا اعلیٰ فرض ہے - یہ تو "پوپاں بائی" کا انصاف ہو گیا - مثلاً کوئی عادل کہے کہ جب تک پچاس برس تک کے چور اور ساہوکار اکٹھے نہ ہوں گے - تب تک ان کو سزا جزا نہ دی جائے گی - یہ کس قسم کا انصاف ہے - کہ ایک شخص تو پچاس برس تک دورہ سپرد رہے - اور دوسرے کا آج ہی فیصلہ ہو جائے - ایسا انصاف کا طریق نہیں ہو سکتا - انصاف کے لئے تو وید اور منوسمرتی دیکھو - کہ جن میں لکھا ہے - کہ لمحہ بھر بھی توقف نہیں ہوتا - اور جیو اپنے اپنے اعمال کے مطابق سزا یا جزا ہمیشہ پاتے رہتے ہیں - اور پیغمبروں کو گواہی میں رکھنے سے خدا کی ہمہ دانی میں فرق آ جائے گا - بھلا ایسی کتاب خدا کی بنائی ہوئی اور ایسی کتاب کا ہدایت کرنے والا خدا کبھی ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں - (۱۰۳)

سورہ کہف (۱۰۴) یہ لوگ واسطے ان کے ہیں باغ ہمیشہ رہنے کے - چلتی ہیں نیچے اُن کے نہریں - زیور پہنائے جائیں گے وہاں کنگن سونے کے - اور پہنیں گے کپڑے سبز پتلے اور گاڑھے ریشم کے - وہاں تکئے لگا کر تختوں پر بیٹھیں گے - اچھا ثواب ہے اور اچھی آرام گاہ ہے[2] (منزل چہارم سیپارہ پانزدہم - سورۃ ہشت دہم - آیت ۳۰)

محقق - واہ جی واہ! کیا قرآن کا بہشت ہے - جس میں باغ، زیور، کپڑے، گدیلے، تکئے - آرام کیواسطے

---

[1] وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً ...... وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ ...... يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ

[2] اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۭ نِعْمَ الثَّوَابُ ۭ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا

ہیں۔ کوئی عقلمند یہاں پر غور کرے۔ (تو معلوم ہوگا) کہ یہاں سے وہاں یعنی مسلمانوں کے بہشت میں زیادتی کچھ بھی نہیں ہے۔ سوائے بے انصافی کے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ اعمال تو اُن کے محدود ہیں۔ اور ثمرہ ان کا لامحدود۔ اگر میٹھا ہی روز کھایا جائے۔ تو تھوڑے دِن میں زہر کی مانند معلوم ہونے لگتا ہے جب وہ ہمیشہ سکھ بھوگیں گے۔ تو اُن کے لئے سکھ ہی بمثل دُکھ ہو جائے گا۔ اِس لئے مہاکلپ تک مکتی (نجات) سکھ بھوگ کر دوبارہ جنم پانا ہی سچا مسئلہ ہے۔ (۱۰۴)

(۱۰۵) اور یہ بستیاں ہیں۔ کہ ہلاک کیا ہم نے ان کو جب ظلم کیا انہوں نے اور ہم نے ان کی ہلاکت کا وعدہ مقرر کیا[۱] .... (منزل ۴۔ پارہ ۱۵۔ سورۃ ۱۸۔ آیت ۵۸)

محقق ۔ بھلا کیا تمام بستی کے رہنے والے گنہگار ہو سکتے ہیں؟ اور پیچھے وعدہ کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ خدا ہمہ دان نہیں ہے۔ کیونکہ جب ان کا ظلم دیکھا۔ تو وعدہ کیا۔ کیا پہلے نہیں جانتا تھا۔ اِن باتوں سے بیرحم بھی ثابت ہوا۔ (۱۰۵)

(۱۰۶) اور وہ جو لڑکا تھا۔ تھے ماں باپ اس کے ایمان والے پس ڈرے ہم کہ یہ لڑکا غالب آوے اُن پر سرکشی اور کفر میں۔ یہاں تک کہ جب پہنچا سورج کے ڈوبنے کی جگہ پر۔ اس نے سورج کو کیچڑ کے چشمہ میں ڈوبتا ہوا پایا۔ کہا انہوں نے۔ اے ذوالقرنین! تحقیق یاجوج اور ماجوج فساد کرنے والے ہیں زمین پر[۲]

(منزل ۴۔ پارہ ۱۸۔ سورۃ ہژدہم۔ آیت ۸۰۔ ۸۵۔ ۹۲)

محقق ۔ بھلا یہ خدا کی کتنی نادانی ہے۔ اُسے یہ شک ہوا۔ کہ کہیں لڑکوں کے ماں باپ مجھ سے باغی کر دیئے جائیں؟ یہ ہرگز خدا کی بات نہیں ہو سکتی۔ اور لاعلمی کی بات دیکھئے۔ کہ اس کتاب کا مصنف سورج کو ایک جھیل میں رات کے وقت ڈوبتا ہوا سمجھتا ہے۔ اور یہ کہ صبح کو پھر نکل آتا ہے سورج تو زمین سے بہت بڑا ہے۔ وہ کسی ندی جھیل یا سمندر میں کیونکر ڈوب سکتا ہے؟ اس سے یہ ظاہر ہوا۔ کہ قرآن کے مصنف کو جغرافیہ یا علم ہیئت نہیں آتا تھا۔ اگر آتا ہوتا۔ تو ایسی خلاف از علم باتیں کیوں لکھ دیتا۔ اس کتاب کے معتقد بھی بے علم ہیں۔ اگر صاحب علم ہوتے۔ تو ایسی غلط باتوں سے پُر کتاب کو کیوں مانتے؟ اور دیکھئے خدا کا انصاف۔ خود ہی زمین بنانے والا بادشاہ اور عادل ہے۔ اور خود ہی یاجوج ماجوج کو زمین پر فساد بھی کرنے دیتا ہے۔ یہ اس کی خدائی کے شایاں نہیں۔ ایسی کتاب کو غیر مہذب لوگ ہی مان سکتے ہیں علم نہیں مانتے (۱۰۶)

سورۃ مریم۔ (۱۰۷) ذکر کر کتاب میں مریم کا۔ جب الگ ہو بیٹھی لوگوں اپنے سے مکان مشرقی میں۔

---

[۱] وَتِلْكَ الْقُرٰى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ۝

[۲] وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَا اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۝ ... حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّ ..... قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ......

پس ڈال دیا ان سے اِدھر پردہ - پس بھیجا ہم نے طرف اس کے رُوح اپنی کو - پس صورت اختیار کی واسطے اُس کے آدمی تندرست کی - کہنے لگی تحقیق میں پناہ مانگتی ہوں ساتھ رحمٰن کی تجھ سے - اگر ہے تو پرہیزگار کہنے لگا بجز اس کے نہیں کہ میں بھیجا ہوا ہوں پروردگار تیرے کا - تاکہ بخش جاؤں تجھ کو لڑکا پاکیزہ - کہا کیونکر ہوگا واسطے میرے لڑکا - نہیں ہاتھ لگایا مجھ کو کسی آدمی نے - اور نہیں میں بدکار - پس حاملہ ہو گئی ساتھ اس کے - پس جا پڑی ساتھ اس کے مکان دور یعنی جنگل میں ۵۱ (منزل چہارم - پارہ ۱۶ سورۂ مریم - آیت ۱۶ - ۱۷ - ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ - ۲۲)

محقق - عقلمند غور کریں - کہ اگر سب فرشتے خدا کی رُوح ہیں - تو وہ خدا سے الگ وجود نہیں ہو سکتے - اور یہ ظلم کہ اس کنواری مریم کے ہاں لڑکا ہو - جو کہ کسی سے ہمبستر ہونا نہیں چاہتی تھی - لیکن خدا کے حکم سے فرشتے نے اس کو حاملہ کیا - یہ خلاف انصاف ہے - یہاں اور بھی شائستگی کے خلاف بہت سی باتیں لکھی ہیں - ان کو تحریر کرنا مناسب نہیں سمجھا - (۱۰۷)

(۱۰۸) کیا نہیں دیکھا تو نے یہ کہ بھیجا ہم نے شیطانوں کو اُوپر کافروں کے بہکاتے ہیں اُن کو اُبھار کر ۵۲ (منزل ۴ - پارہ ۱۶ - سورۂ مریم یعنی نوازدہم - آیت ۸۳)

محقق - جب خدا ہی شیطانوں کو بہکانے کے لئے بھیجتا ہے - تو بہک جانے والوں کا کچھ قصور نہیں ہو سکتا - اور نہ اُن کو سزا ہو سکتی ہے اور نہ شیطانوں کو - کیونکہ یہ خدا کے حکم سے سب کچھ ہوتا ہے اس کا ثمرہ خدا کو ہونا چاہیئے - اگر خدا سچا ہے عادل ہے - تو اس کا ثمرہ (یعنی دوزخ) آپ ہی بھوگے اور اگر عدل کو ترک کر کے بے انصافی کرتا ہے - تو وہ طرفدار ہو گیا - اور طرفدار کو ہی گنہگار کہتے ہیں - (۱۰۸)

سورۂ طٰہٰ - (۱۰۹) اور تحقیق میں البتہ بخشنے والا ہوں - واسطے اس شخص کے - کہ توبہ کی اور ایمان لایا - اور عمل کئے اچھے - پھر ہدایت پائی ۵۳ (منزل ۴ - پارہ سالزدہم - سورۂ بستم - آیت ۸۰)

محقق - توبہ سے گناہ بخشے جانے کی بات جو قرآن میں لکھی ہے - وہ سب کو گنہگار بنانے والی ہے کیونکہ گنہگاروں کو اس سے گناہ کرنے کا حوصلہ ملتا ہے - اس لئے یہ کتاب اور اس کا مصنف گناہ کرنے میں گنہگاروں کو حوصلہ دیتا ہے پس یہ کلام الہٰی اور اس میں بیان کردہ خدا سچا خدا نہیں ہو سکتا -

---

۵۱ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۝ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۝ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ۝ ...... فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۝

۵۲ اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ۝

۵۳ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ۝ ..... وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ ....

سورۃ الانبیا - (۱۱۰) اور کئے بیچ زمین کے پہاڑ ایسا نہ ہو کہ ہل جائے۔[1] (منزل ۴ - پارہ ۱۷
سورۃ ۲۱ - آیت ۳۱)

محقق - اگر مصنف قرآن زمین کی گردش وغیرہ کو جانتا۔ تو یہ بات کبھی نہ کہتا۔ کہ پہاڑوں کے رکھنے سے زمین نہیں ہلتی۔ شک ہوا۔ کہ اگر پہاڑ نہ رکھتا۔ تو ہل جاتی۔ پہاڑ رکھنے پر بھی زلزلے کے وقت کیوں ہل جاتی ہے؟ (۱۱۰)

(۱۱۱) اور محافظت دی ہم نے اس عورت کو اور محافظت کی اس نے شرمگاہ اپنی کی پس پھونک دیا ہم نے بیچ اس کے روح اپنی کو۔[2] (منزل ۴ - پارہ ۱۷ - سورۃ ۲۱ - آیت ۹۳)

محقق - ایسی فحش باتیں خدا کی کلام میں - خدا کی تو کیا۔ کسی شائستہ آدمی کی بھی نہیں ہو سکتیں جب کہ انسان ایسی باتوں کا لکھنا اچھا نہیں سمجھتے۔ تو خدا کے نزدیک کیونکر اچھا ہو سکتا ہے؟ ایسی باتوں سے قرآن بدنام ہو گیا ہے۔ اس میں اچھی اچھی باتیں ہوتیں۔ تو اس کی بہت تعریف ہوتی۔ جیسی کہ وید کی ہوتی ہے۔ (۱۱۱)

سورۃ الحج (۱۱۲) کیا نہیں دیکھا تو نے یہ کہ اللہ کو سجدہ کرتے ہیں۔ وہ لوگ جو رہتے ہیں آسمانوں بیچ اور زمین میں اور سورج چاند ستارے پہاڑ درخت اور جانور پہنائے جائیں گے وہاں ان کو کنگن۔ سونے کے اور موتی اور لباس ان کا ریشمی ہوگا۔ اور پاک رکھ گھر میرے کو واسطے گرد پھرنے والوں کے اور کھڑے رہنے والوں کے۔ پھر چاہیئے کہ دور کریں میل اپنی اور پوری کریں نذریں اپنی اور گرد پھریں گھر قدیم کے اور یاد کریں نام اللہ کے۔[3] (منزل ۴ - پارہ ہفت دہم - سورۃ ۲۲ آیت ۱۷ - ۲۳ - ۲۶ - ۲۷ - ۲۹)

محقق - جو غیر ذی روح اشیا ہیں - وہ خدا کو جان ہی نہیں سکتیں - پھر وہ اس کی عبادت کیونکر کر سکتی ہیں؟ اس لئے یہ کتاب کلام ربانی نہیں ہو سکتی - البتہ کسی گمراہ کی بنائی ہوئی معلوم دیتی ہے واہ بڑی اچھی بہشت ہے۔ جہاں سونے موتی کے زیورات اور ریشمی لباس پہننے کو ملتے ہیں - یہ بہشت تو یہاں کے راجاؤں کے گھر سے بڑھ کر معلوم نہیں ہوتی۔ اور جب خدا کا گھر ہے - تو وہ اس گھر میں رہتا بھی ہوگا۔ پھر بت پرستی کیوں نہ ہوئی؟ اور دوسرے بت

ف۱

ف۲ وَالَّتِیٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِیْهَا مِنْ رُّوْحِنَا ......

ف۳ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ ...... یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِیْهَا حَرِیْرٌ ○ ...... شَیْئًا وَّطَهِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْقَآئِمِیْنَ .... وَیَذْکُرُوا اسْمَ اللّٰهِ ... ثُمَّ لْیَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْیُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ ○

پرستوں کی تردید کیوں کرتے ہو۔ جب خدا نذر لیتا ہے۔ اور اپنے گھر کا طواف کرنے کا حکم دیتا ہے اور جانوروں کو مروا کر کھلاتا ہے۔ تو یہ خدا مندر والے بھیروں، درگا کی مانند ہوا۔ اور سخت بت پرستی کا باعث یہی ہے۔ کیونکہ بتوں میں مسجد بڑا بت ہے۔ اس لئے خدا اور مسلمان بڑے بت پرست اور پرانی و جینی چھوٹے بت پرست ہیں۔ (١١٢)

سورۃ المومنون۔ (١١٣) پھر بالتحقیق تم دن قیامت کے اٹھائے جاؤ گے ۵۱ (منزل ۴ پارہ ہشتدہم۔ سورۃ بست دہم۔ آیت ١٦)

محقق۔ کیا قیامت تک مُردے قبر میں رہیں گے یا کہیں اور جگہ؟ اور اگر ان میں رہیں گے تو سڑے ہوئے بدبودار جسموں میں رہ کر نیک آدمی بھی تکلیف اٹھائیں گے؟ یہ انصاف نہیں بلکہ ظلم ہے۔ اور بدبو اور عفونت پھیلا کر بیماری پیدا کرنے کے موجب ہونے سے خدا اور مسلمان پاپی ہوں گے (١١٣)

سورۃ نور (١١٤) جس دن گواہی دیں گی اوپر ان کی زبانیں۔ اور ہاتھ ان کے اور پاؤں ان کے بہ جس سے وہ عمل کرتے تھے۔ اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا مثل اس کے کہ مسلمانوں کے دل میں یہ ہے مانند اس طاقت کی۔ کہ اس میں ایک چراغ ہو۔ اور وہ چراغ شیشہ میں ہو۔ اور وہ قندیل شیشہ کا گویا ایک تارا ہے۔ جو چمکتا ہوا روشن ہوتا ہے ایک درخت کے تیل سے جو کہ متبرک زیتون کا ہے۔ نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف۔ نزدیک ہے تیل اس کا کہ روشن ہو جائے۔ اگرچہ نہ لگے اس کو آگ۔ روشنی پر روشنی ہے۔ راہ دکھلاتا ہے اللہ طرف نور اپنے کے جس کو چاہتا ہے ۵۲ (منزل ۴۔ پارہ ١٨۔ سورۃ النور بست و چہارم۔ آیت ٢٤۔٣٤)

محقق۔ ہاتھ، پاؤں وغیرہ بے جان ہونے سے گواہی ہرگز نہیں دے سکتے۔ یہ بات قانونِ قدرت کے خلاف ہونے سے جھوٹی ہے۔ کیا خدا آگ ہے یا بجلی ہے۔ جیسا کہ (چراغ وغیرہ سے) اسے تشبیہ دی گئی ہے۔ یہ مثال خدا پر صادق نہیں آ سکتی۔ ہاں شکل والی چیز پر صادق آ سکتی ہے۔ (١١٤)

(١١٥) اور اللہ نے پیدا کیا ہر جانور کو پانی سے۔ پس بعض ان میں سے وہ ہے کہ چلتا اوپر پیٹ اپنے کے..... اور جو کوئی فرمانبرداری کرے اللہ کی اور رسول اس کے کی۔ کہہ فرمانبرداری کرو اللہ کی

---

۵۱ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝

۵۲ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝..... اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

اور رسول اس کے کی۔ اور فرمانبرداری کرو رسول کی شاید تم رحم کیے جاؤ۔[۵۱] (منزل ۴۔ پارہ ۱۸۔ سورۃ ۲۴۔ آیت ۴۴۔ ۵۱۔ ۵۵)

محقق۔ یہ کونسی فلاسفی ہے۔ کہ جن جانوروں کے جسم میں سب عناصر پائے جاتے ہیں۔ ان کی بابت کہنا کہ صرف پانی سے پیدا ہوئے ہیں؟ یہ محض لاعلمی کی بات ہے۔ جب خدا کے ساتھ پیغمبر کی فرمانبرداری کرنی ضروری ہے۔ تو کیا وہ خدا کا شریک ہوا یا نہیں؟ اگر ایسا ہے۔ تو خدا کو کیوں قرآن میں لاشریک لکھا اور کہا جاتا ہے؟ (۱۱۵)

سورۃ الفرقان۔ (۱۴۶) اور جس دن کہ پھٹ جائے گا آسمان بدلی سے اور اتارے جائیں گے فرشتے پس مت کہا مان کافروں کا۔ اور جہاد کر ان کے ساتھ بحکم خدا۔ بڑا جہاد اور بدل ڈالتا ہے اللہ برائیوں ان کی کو بھلائیوں سے اور جو کوئی توبہ کرے اور عمل کرے اچھے۔ پس تحقیق وہ رجوع کرتا ہے طرف اللہ کے۔[۵۲]

(منزل چہارم۔ پارہ نوزدہم۔ سورۃ الفرقان۔ آیت ۲۵۔ ۵۱۔ ۶۹۔ ۷۸)

محقق۔ یہ بات کبھی درست نہیں ہو سکتی۔ کہ آسمان بادلوں کے ساتھ پھٹ جائے۔ اگر آسمان (آکاش) کوئی مجسم شے ہو۔ تو پھٹ سکتا ہے مسلمانوں کا قرآن امن میں خلل انداز ہو کر غدر اور جھگڑا کرانے والا ہے۔ اس لئے دین دار عالم لوگ اس کو نہیں مانتے۔ یہ خوب انصاف ہے۔ گناہ و ثواب کا تبادلہ ہو جائے گا۔ کیا یہ تل اور اُڑد ہیں۔ کہ ان کا تبادلہ ہو سکے۔ اگر توبہ کرنے سے گناہ چھوٹیں اور خدا لیلے۔ تو کوئی بھی گناہ کرنے سے کیوں ڈرے گا۔ اس لئے یہ سب باتیں خلاف از علم ہیں (۱۱۶)

سورۃ الشعراء (۱۱۷) اور وحی کی ہم نے طرف موسیٰ کے یہ کہ رات کو لے نکل بندوں میرے کو تحقیق تمہارے پیچھے لگیں گے۔ پس بھیجے فرعون نے شہروں میں نقیب۔۔۔۔ کہ جس نے پیدا کیا مجھ کو۔ پس وہی راہ دکھلاتا ہے۔ اور جو وہ کھلاتا ہے مجھ کو اور پلاتا ہے مجھ کو۔ اور وہ کہ اُمید رکھتا ہوں میں کہ بخشے گا میری خطا قیامت کے دن۔[۵۳] (منزل ۵۔ پارہ نوزدہم۔ سورۃ ۲۶۔ آیت ۵۲۔ ۵۳۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۲)

محقق۔ جب خدا نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی۔ تو پھر داؤد، عیسیٰ اور محمد صاحب کی طرف کتابیں کیوں بھیجی۔ کیونکہ خدا کی باتیں ہمیشہ یکساں اور بے خطا ہوا کرتی ہیں۔ اور اس کے بعد قرآن تک

---

۵۱ وَاللّٰہُ خَلَقَ کُلَّ دَآبَّۃٍ مِّنْ مَّآءٍ فَمِنْهُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰی بَطْنِهٖ ۚ...... وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَهٗ ...... اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

۵۲ وَیَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِکَۃُ تَنْزِیْلًا ۝ ...... فَلَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا کَبِیْرًا ۝ ..... صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ...... وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ ......

۵۳ وَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْٓ اِنَّکُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ۝ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِی الْمَدَآئِنِ حٰشِرِیْنَ ۝ ...... اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ ۝ وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ ۝ ...... وَالَّذِیْٓ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ ۝

کتابوں کا بھیجنا ظاہر کرتا ہے۔ کہ پہلی کتاب نامکمل اور غلطیوں سے پُر بھی ہوئی تھی۔ اگر یہ تین کتابیں سچی ہیں۔ تو قرآن جھوٹا ہوگا۔ چاروں کتابیں جو کہ باہم متضاد ہیں اور وہ بالکل صحیح نہیں ہو سکتیں۔ اگر خدا نے ارواح پیدا کی ہیں۔ تو وہ مر بھی جائیں گی۔ یعنی ان کا کبھی عدم بھی ہوگا جو خدا ہی انسان وغیرہ ذی روحوں کو کھلاتا پلاتا ہے۔ تو کبھی کو بیماری نہ ہونی چاہیئے۔ اور سب کو برابر خوراک ملنی چاہیئے۔ اور رعایت سے ایک کو عمدہ دوسرے کو خراب جیسا کہ بادشاہ کو عمدہ اور غریب کو خراب خوراک ملتی ہے۔ نہ ملنی چاہیئے۔ جب خدا ہی کھلانے پلانے اور پرہیز کرانے والا ہے۔ تو بیماری نہ ہونی چاہیئے۔ لیکن مسلمانوں کو بھی بیماریاں لگتی ہیں۔ اگر خدا ہی بیماری دور کر کے آرام کر دینے والا ہے۔ تو مسلمانوں کے جسموں میں بیماری نہ رہنی چاہیئے۔ اگر رہتی ہے تو خدا پورا طبیب نہیں ہے۔ اگر طبیب حاذق ہے۔ تو پھر مسلمانوں کے جسموں میں بیماری کیوں رہتی ہے اگر وہی مارتا اور زندہ کرتا ہے۔ تو پھر اسی خدا کے ذمہ گناہ و ثواب ہونا چاہیئے۔ اگر جنم جنمانتر کے اعمال کے مطابق انصاف کرتا ہے۔ تو وہ کچھ بھی گناہ کا ذمہ وار نہیں ہے۔ اگر وہ گناہ کو بخشتا اور انصاف قیامت کی رات کو کرتا ہے۔ تو خدا گناہ بڑھانے والا ہونے سے گنہگار ہو جائے گا۔ اگر بخشش نہیں کرتا۔ تو قرآن کی یہ بات جھوٹی ہونے سے بچ نہیں سکتی ہے۔ (۱۱۷)

(۱۱۸) نہیں تو مگر آدمی مانند ہمارے پاس لے آ کچھ نشانی اگر ہے تو سچا۔ کہا یہ اونٹنی ہے واسطے اس کے پانی پینا ہے ایک بار۔[۱] (منزل ۵۔ پارہ نوزدہم سورۃ ۲۶۔ آیت ۱۵۲۔ ۱۵۳)

محقق۔ بھلا اس بات کو کوئی مان سکتا ہے۔ کہ پتھر سے اونٹنی نکلے۔ لوگ بے علم تھے۔ کہ جنہوں نے اس بات کو مان لیا۔ اونٹنی کی نشانی دینا صرف بے علموں کا کام ہے نہ کہ خدا کا۔ اگر یہ کتاب کلام الٰہی ہوتی۔ تو ایسی بے معنی باتیں اس میں نہ ہوتیں۔ (۱۱۸)

سورۃ النمل۔ (۱۱۹) اے موسیٰ بے شک میں ہوں۔ اللہ غالب حکیم اور ڈال دے عصا اپنا پس جس وقت کہ دیکھا اس کو ہلتا جلتا ہے۔ گویا کہ وہ سانپ ہے۔ ...... اے موسیٰ مت ڈر تحقیق نہیں ڈرتے نزدیک میرے پیغمبر۔ اللہ نہیں کوئی معبود مگر وہ عرش عظیم کا رب یہ کہ مت سرکشی کرو میرے اور چلے آؤ میرے پاس مسلمان ہو کر۔[۲] (منزل ۵۔ پارہ ۱۹۔ سورۃ ۲۷۔ آیت ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۲۵۔ ۳۰)

---

[۱] مَاۤ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚۖ فَاْتِ بِاٰیَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ . . . . پتھر سے اونٹنی کا پیدا ہونا مفسرین قرآن دہلوی اس آیت کا ترجمہ دیتے ہوئے حاشیہ پر اس امر کی تصدیق کرتے ہیں پچھلی آیتوں سے یہ واقعہ پہاڑ کا ہی معلوم ہوتا ہے۔ اور اگلی آیتوں میں اس اونٹنی کا معجزہ بتایا گیا ہے۔

[۲] یٰمُوْسٰۤی اِنَّهٗۤ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ وَ اَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ .... یٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ اِنِّیْ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ ..... اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۝ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ وَ اْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ۝

محقق - اور دیکھیے - اپنے ہی منہ سے آپ اللہ بڑا زبردست بنتا ہے - اپنے ہی منہ سے اپنی تعریف کرنا جب شریف آدمی کا کام نہیں ہو سکتا - تو خدا کا کیونکر ہو سکتا ہے - شعبدہ بازی کی جھلک دکھلا کر جنگلی آدمیوں کو قابو کر کے آپ جنگلیوں کا خدا بن بیٹھا ہے - ایسی بات خدا کی کتاب میں ہرگز نہیں ہو سکتی - اگر وہ عرش معلیٰ یعنی ساتویں آسمان کا مالک ہے - تو وہ محدود المکان ہونے سے خدا نہیں ہو سکتا - اگر سرکشی کرنا برا ہے - تو خدا اور محمد صاحب نے اپنی حمد و ملح سے کتاب کیوں بھر دی؟ محمد صاحب نے بہت سے انسانوں کا خون کیا - کیا اس سے سرکشی ہوئی یا نہیں؟ قرآن تکرار اور باہمی تضاد سے بھرا ہوا ہے - (۱۱۹)

(۱۲۰) اور دیکھے گا تو پہاڑوں کو گمان کرے گا تو ان کو جمے ہوئے اور وہ چلیں گے مانند بادلوں کے - کاریگری اللہ کی جس نے قائم کیا ہر چیز کو تحقیق وہ خبردار ہے ہر ایک کام سے جو تم کرتے ہو[۱۵] (منزل ۵ پارہ ۲۰ - سورۃ ۲۷ - آیت ۸۷ - ۸۸)

محقق - بادلوں کی مانند پہاڑوں کا چلنا مصنف قرآن کے ملک میں ہوتا ہوگا اور جگہ نہیں - اور خدا کی خبرداری تو باغی شیطان کو نہ پکڑنے اور سزا نہ دینے سے ہی ظاہر ہوتی ہے جس نے ایک باغی کو ابھی تک نہ پکڑا اور نہ سزا دی - اس سے زیادہ بے خبری کیا ہوگی؟ (۱۲۰)

سورۃ قصص - (۱۲۱) پس مکا مارا اس کو موسیٰ نے - پس تمام کی زندگی اس کی - کہا اے رب میرے تحقیق میں نے ظلم کیا اپنی جان پر - پس بخش مجھ کو پس بخش دیا اس کو تحقیق وہ بخشنے والا مہربان ہے - اور پروردگار تیرا پیدا کرتا ہے جو کچھ کہ چاہتا ہے اور پسند کرتا ہے[۱۶] (منزل ۵ - پارہ ۲۰ سورۃ ۲۸ - القصص - آیت ۱۴ - ۱۵ - ۶۸)

محقق - مسلمانوں اور عیسائیوں کے پیغمبر اور خدا کی محمدلی کا حال دیکھئے - موسیٰ پیغمبر ایک انسان کا خون کرے - اور خدا معاف کرے - کیا یہ دونوں ظالم ہیں یا نہیں؟ کیا خدا اپنی مرضی سے ہی جیسا چاہتا ہے ویسا پیدا کرتا ہے؟ کیا اس نے اپنی مرضی ہی سے ایک کو بادشاہ اور دوسرے کو غریب - ایک کو عالم اور دوسرے کو جاہل پیدا کیا ہے؟ اگر ایسا ہے تو نہ قرآن سچا اور نہ خدا ظالم ہونے کے باعث سچا خدا ہو سکتا ہے - (۱۲۱)

سورۃ العنکبوت - (۱۲۲) اور حکم کیا ہم نے انسان کو ساتھ ماں باپ کے بھلائی کرنا - اور اگر جھگڑا کریں تجھ سے دونوں یہ کہ شریک لائے تو ساتھ میرے اس چیز کو کہ جس کا تجھے علم نہیں - پس مت کہا مان ان دونوں کا - تم کو پھر میری طرف آنا ہے - اور البتہ بھیجا ہم نے نوح کو طرف قوم اس کی کے پس رہا

---

[۱۵] وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ۝

[۱۶] فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ قَالَ هٰذَا ..... رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ ...... وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ....

بیچ اس کے ہزار برس مگر پچاس برس کم[۵۱] (منزل ۵ - پارہ ۲۰ - سورۃ العنکبوت (۲۹) آیت ۷ - ۱۴)

محقق - ماں باپ کی خدمت کرنا تو اچھا ہی ہے - اگر خدا کے ساتھ شریک کرنے کے لئے وہ کہیں - تو ان کا کہا نہ ماننا یہ بھی ٹھیک ہے - لیکن اگر ماں باپ دروغ گوئی وغیرہ کرنے کا حکم دیں - تو کیا مان لینا چاہیئے - اس لئے یہ بات نصف اچھی اور نصف بری ہے - اگر نوح وغیرہ پیغمبروں کو خدا ہی دنیا میں بھیجتا ہے تو اور روحوں کو کون بھیجتا ہے؟ اگر سب کو وہی بھیجتا ہے - تو سب ہی پیغمبر کیوں نہیں؟ اور اگر پہلے آدمیوں کی عمر ہزار برس کی ہوتی تھی - تو اب کیوں نہیں ہوتی؟ اس لئے یہ بات صحیح نہیں (۱۲۲)

سورۃ روم - (۱۲۳) اللہ پہلی بار کرتا ہے پیدائش - پھر دوبارہ کرے گا اس کو پھر طرف اس کی پھیرے جاؤ گے - اور جس دن برپا ہوگی قیامت - ناامید ہوں گے گنہگار - پس جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے - پس وہ بہشت میں سنگارے جائیں گے - اور اگر بھیجیں ہم ایک ہوا - پس دیکھیں اس کھیتی کو زرد ہوئی - اس طرح مہر لگاتا ہے اللہ ان کے دلوں پر جو نہیں جانتے[۵۲] (منزل ۵ - پارہ ۲۱ - سورۃ ۳۰ آیت ۱۰ - ۱۱ - ۱۴ - ۵۰ - ۵۸)

محقق - اگر اللہ دوبارہ پیدائش کرتا ہے اور تیسری بار نہیں کرتا - تو پیدائش کے پہلے اور دوسری پیدائش کے بعد بیکار بیٹھا رہتا ہوگا - اور ایک یا دوبار پیدائش کرنے کے بعد اس کی طاقت نکمی اور زائل ہو جاتی ہوگی - اگر یوم عدل میں گنہگار لوگ ناامید ہوں گے - تو اچھی بات ہے - مگر اس کا مطلب کہیں یہ تو نہیں ہے - کہ مسلمانوں کے سوا سب گنہگار سمجھ کر ناامید کئے جائیں گے؟ کیونکہ قرآن میں کئی مقاموں پر گنہگاروں سے مراد غیر مذہب والوں سے لی گئی ہے - اگر باغ میں رکھنا اور سنگار کرنا ہی مسلمانوں کی بہشت ہے - تو اس دنیا کی مانند ہی ہے - اور کیا وہاں باغبان اور زرگر بھی ہوں گے - یا خدا ہی باغبانی، زرگری وغیرہ کا کام کرتا ہے - اگر کسی کو کم زیور ملتا ہوگا - تو چوری بھی ہوتی ہوگی - اور وہ بہشت میں سے نکال کر چوری کرنے والوں کو دوزخ میں بھی ڈال دیتا ہوگا - اگر ایسا ہوگا تو یہ بات کہ ہمیشہ بہشت میں رہیں گے - جھوٹ ہو جائے گی - اگر کسانوں کی کھیتی پر بھی خدا کی نظر ہے - تو علم زراعت کھیتی کرنے کے تجربہ بغیر کیسے آ گیا - اور اگر فرض کیا جائے - کہ خدا نے اپنے علم سے سب باتیں جان لی ہیں - تو ایسا ڈر دکھلانے سے وہ اپنا غرور ظاہر کرتا ہے - اگر اللہ نے روحوں کے دلوں پر مہر لگا کر گناہ کرایا ہے - تو اس گناہ کا جوابدہ وہی ہوگا - روح نہیں ہو سکتی - جس طرح کہ فتح و شکست کا ذمہ دار سپہ سالار ہوتا ہے

---

۵۱ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ط وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ط إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ ..... وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ .....

۵۲ اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۰ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُونَ ۰ ..... فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ ۰ ..... وَلَئِنْ أَرْسَلْنَا رِيحًا فَرَأَوْهُ مُصْفَرًّا ..... كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلَىٰ قُلُوبِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۰

ویسے ہی سب گناہ خدا کے ہی ذمہ ہوں گے۔ (۱۲۳)

سورۃ لقمان۔ (۱۲۴) یہ آیتیں ہیں کتاب حکمت والے کی۔ پیدا کیا آسمانوں کو بغیر ستونوں کے دیکھتے ہو تم۔ ان کو اور ڈالے بیچ زمین کے پہاڑ۔ ایسا نہ ہو کہ جھک جائے۔ کیا نہ دیکھا تو نے یہ کہ اللہ داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور کیا نہ دیکھا تو نے یہ کہ کشتیاں چلتی ہیں دریا میں بفضل خدا۔ تاکہ دکھلاوے تم کو بعض نشان اپنے [۱] (منزل ۵۔ پارہ ۲۱ سورۃ ۳۱۔ آیت ۱۔ ۹۔ ۲۸۔ ۳۰)

محقق۔ واہ صاحب واہ! یہ حکمت والی کتاب خوب ہے۔ کہ جس میں بالکل علم سے خلاف آکاش کی پیدائش اور اس میں ستون لگانے اور زمین کو قائم رکھنے کے واسطے پہاڑ رکھنے کا ذکر ہے۔ تھوڑے علم والا بھی ایسی تحریر ہرگز نہیں کر سکتا۔ اور نہ ایسی باتیں مان سکتا ہے۔ اور حکمت کی بات دیکھئے کہ جہاں دن ہے وہاں رات نہیں۔ جہاں رات ہے وہاں دن نہیں۔ اور اس کو ایک دوسرے میں داخل کرانا لکھا ہے۔ یہ تو سخت بے علموں کی بات ہے۔ اس لئے یہ قرآن علم کی کتاب نہیں ہو سکتی۔ کیا یہ خلاف از علم بات نہیں ہے۔ کہ کشتی کو آدمی کلوں اور اوزاروں سے چلاتے ہیں۔ یا خدا کی مہربانی سے۔ اگر لوہے یا پتھر کی کشتی بنا کر سمندر میں چلائی جاوے۔ تو خدا کا نشان ڈوب جاوے یا نہ جائے گا۔ اس لئے یہ کتاب نہ کسی عالم اور نہ خدا کی بنائی ہو سکتی ہے۔ (۱۲۴)

سورۃ سجدہ۔ (۱۲۵) تدبیر کرتا ہے کام کی آسمان سے طرف زمین کے پھر چڑھ جاتا ہے طرف اس کے ایک دن میں کہ ہے مقدار اس کی ہزار برس۔ تمہارے حساب سے یہ ہے جاننے والا غیب کا اور حاضر کا غالب مہربان۔ پھر تندرست کیا اس کو اور پھونکی اس میں روح اپنی سے ..... کہ قبض کرے گا تم کو فرشتہ موت کا۔ وہ جو مقرر کیا گیا ہے تم پر۔ اور اگر چاہتے ہم البتہ دیتے ہم ہر ایک روح کو ہدایت اس کی۔ لیکن ثابت ہے وعدہ میری طرف سے کہ البتہ بھروں گا میں دوزخ کو جنوں سے اور آدمیوں سے اکٹھے [۲] (منزل ۵۔ پارہ ۲۱ سورۃ ۳۲۔ آیت ۴۔ ۵۔ ۸۔ ۱۰۔ ۱۲)

محقق۔ اب تو ٹھیک ثابت ہو گیا۔ کہ مسلمانوں کا خدا مثل انسان کے محدود المکان ہے۔ کیونکہ اگر

---

[۱] تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۙ ..... خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ ..... اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ..... اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ

[۲] يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۙ ..... ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ ..... قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ..... وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝

محیط کل ہوتا۔ تو ایک جگہ سے انتظام کرتا اور آٹھ ناچ نچانا یہ باتیں نہ ہوتیں۔ اگر خدا فرشتے کو بھیجتا ہے تو خود بھی محدود المکان ہوا۔ کیا آپ آسمان پر ٹنگا بیٹھا ہے۔ اور فرشتوں کو دوڑاتا رہتا ہے۔ اگر فرشتے رشوت لے کر کوئی معاملہ بگاڑ دیں۔ یا کسی مردہ کو چھوڑ جائیں۔ تو خدا کو کیا معلوم ہو سکتا ہے۔ معلوم تو اس کو ہو۔ کہ جو ہمہ دان اور محیط کل ہو۔ سو وہ تو ہے ہی نہیں۔ اگر ہوتا تو فرشتوں کے بھیجنے اور کئی لوگوں کی مختلف طور پر آزمائش لینے کا کیا کام تھا۔ پھر ایک ہزار برس کا عرصہ لگنا اور آنے جانے کا انتظام کرنا یہ باتیں بتلاتی ہیں۔ کہ وہ قادر مطلق نہیں ہے۔ اگر موت کا فرشتہ ہے تو اس فرشتے کا مارنے والا کونسا فرشتہ ہے۔ اگر وہ ہمیشہ سے ہے۔ تو حیات ابدی میں خدا کے برابر شریک ہو گیا۔ ایک فرشتہ ایک ہی وقت میں دوزخ بھرنے کے لیے روحوں کو ہدایت نہیں کر سکتا۔ اور اگر ان کو بلا گناہ کیے اپنی مرضی سے دوزخ بھر کے ان کو تکلیف دے کر تماشہ دیکھتا ہے۔ تو وہ خدا گنہگار ظالم اور بیرحم ہوگا۔ ایسی باتیں جس کتاب میں ہوں۔ نہ وہ عالم اور نہ خدا کی بنائی ہو سکتی ہے۔ اور جو رحم اور انصاف نہیں رکھتا۔ وہ ہرگز خدا نہیں ہو سکتا۔ (۱۲۵)

سورۃ احزاب (۱۲۶) کہہ کہ ہرگز نہ فائدہ دے گا تم کو بھاگنا۔ اگر بھاگو گے تم موت سے یا قتل سے اے بیبیو! نبی کی جو کوئی آوے تم میں سے ساتھ بے حیائی ظاہر کے دوچند کیا جائے گا واسطے اُن کے عذاب اور ہے یہ اوپر اللہ کے آسان۔[1] (منزل ۵۔ پارہ ۲۱ سورۃ ۳۳۔ آیت ۱۵-۳۰)

محقق۔ یہ محمد صاحب نے اس واسطے لکھا یا لکھوایا ہوگا۔ کہ جنگ میں کوئی نہ بھاگے۔ اپنی فتح ہو۔ اور مرنے سے نہ ڈریں۔ دولت و ثروت کے سامان بڑھیں۔ مذہب کی اشاعت ہو۔ اور اگر بی بی بیحیائی سے نہ آئے۔ تو کیا پیغمبر صاحب بےحیا ہو کر آئیں۔ بیبیوں پر عذاب ہو۔ اور پیغمبر صاحب پر عذاب نہ ہو۔ یہ کس کا انصاف ہے؟ (۱۲۶)

(۱۲۷) اور اٹکی رہو بیچ گھروں اپنے کے اور فرمانبرداری کرو اللہ کی اور رسول کی ۔۔۔ سوائے اس کے نہیں[2]۔ پس جب ادا کر لی زید نے اس سے حاجت۔ بیاہ دیا ہم نے تجھ سے اس کو تا کہ نہ ہووے اوپر ایمان والوں کے گناہ۔ بیچ کر لینا ساتھ بیبیوں لے پر خواندہ اپنوں کے جب ادا کر لیں ان سے حاجت اور ہے حکم خدا کا کیا گیا۔ نہیں ہے اوپر نبی کے کچھ تنگی۔ اس میں جو حلال کیا اللہ نے نہیں ہے محمد صاحب باپ کسی مرد کا تمہارے میں سے اور حلال کی عورت ایمان والی۔ جو بخش دے بغیر مہر کے نفس اپنا واسطے اس کے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ڈھیل میں ڈال دے۔ تو جس کو چاہے۔ پس نہیں اوپر تیرے اے لوگو جو ایمان لاتے ہو۔ مت داخل ہو بیچ گھروں

---

[1] قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ ..... يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝

[2] پوری عبارت حسب ذیل ہے۔ "سوائے اس کے نہیں کہ خدا چاہتا ہے کہ دور کریں تم سے گندی باتیں۔ اے اس گھر والو!

پیغمبر کے[1] - (منزل ۵ - پارہ ۲۲ - سورۃ ۳۳ - آیت ۳۳ - ۳۶ - ۳۷ - ۳۸ - ۴۰ - ۵۰ - ۵۱ - ۵۲)

محقق - یہ بڑے ظلم کی بات ہے - کہ عورت گھر میں مثل قیدی کے رہے - اور آدمی کھلے رہیں کیا عورتوں کا دل صاف ہوا - صاف جگہ میں سیر کرنے اور دنیا کی بے شمار اشیاء دیکھنے کو نہیں چاہتا ہوگا اسی واسطے مسلمانوں کے لڑکے خاص کر آوارہ گرد اور عیاش ہوتے ہیں - کیا اللہ اور رسول کے احکام ایک دوسرے کے موافق ہیں یا مخالف ؟ اگر موافق ہیں - تو یہ کہنا کہ دونوں کا حکم ماننا فضول ہے اگر مخالف ہیں - تو ایک کا حکم صحیح اور دوسرے کا غلط ہوگا - ان دونوں میں سے ایک خدا اور دوسرا شیطان[2] ہو جائے گا - اور ایک کا شریک دوسرا بن جائے گا - واہ قرآن کے خدا اور پیغمبر! آپ نے ایسے قرآن کو جس کے رو سے دوسرے کو نقصان پہنچا کر اپنی مطلب براری کی جائے بنایا - اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے - کہ محمد صاحب بڑے شہوت پرست تھے - اگر نہ ہوتے - تو (لے پالک) بیٹے کی جورو کو اپنی جورو کیوں بناتے ؟ اور طرفہ یہ کہ ایسی باتوں کے کرنے والے کا خدا بھی طرفدار بن گیا - اور بے انصافی کو بھی انصاف قرار دے دیا - انسانوں میں وحشی سے وحشی انسان بھی بیٹے کی جورو کو چھوڑ دیتا ہے - اور یہ کیسا غضب ہے - کہ نبی کو شہوت رانی میں بھی کچھ رکاوٹ نہیں ہوتی - اگر نبی کسی کا باپ نہیں تھا - تو زید (لے پالک) بیٹا کس کا تھا ؟ جب بیٹے کی جورو کو بھی گھر میں ڈالنے سے پیغمبر صاحب نہ رک سکے - تو اوروں سے کیونکر بچے ہوں گے ؟ ایسی چالاکی سے بھی بری بات کرنے والے کی بدنامی ہونے سے نہیں رک سکتی - کیا اگر غیر عورت (دوسرے شخص کی بیوی) بھی نبی سے خوش ہو کر تعلق کرنا چاہے تو بھی حلال ہوگی ؟ اور یہ تو بڑے گناہ کی بات ہے - کہ نبی جس عورت کو چاہے چھوڑے - اور محمد صاحب کی عورتیں پیغمبر صاحب کے قصور وار ہونے پر بھی اس کو کبھی نہ چھوڑ سکیں - اگر پیغمبر کے گھر میں دوسرا کوئی زناکاری کی نیت سے داخل نہ ہو - تو ویسے ہی پیغمبر صاحب کو بھی کسی کے گھر میں داخل نہ ہونا چاہیئے - کیا نبی جس کے گھر میں چاہے بے خوف داخل ہو سکے ؟ اور معزز بھی بنا رہے ؟ بھلا کون عقل کا اندھا ہوگا جو اس قرآن کو خدا کا بنایا ہوا اور محمد صاحب کو پیغمبر اور قرآن کے بتلائے ہوئے خدا کو سچا خدا مان سکے - بڑے تعجب کی بات ہے - کہ ایسے غیر مدلل خلاف دھرم مذہب کو اہل عرب نے قبول کیا - (۱۲۷)

---

[1] وَقَرْنَ فِی بُیُوْتِکُنَّ ..... وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا ○ وَطَرًا زَوَّجْنٰکَهَا لِکَیْ لَا یَکُوْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ط وَکَانَ اَمْرُ اللّٰہِ مَفْعُوْلًا ○ ..... مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ ..... وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِیِّ ..... تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِیْٓ اِلَیْکَ مَنْ تَشَآءُ ط ..... فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکَ ط ..... یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ ......

[2] چونکہ خدا کے مخالف حکم دینے والے کو قرآن کی اصطلاح میں شیطان کہا گیا ہے - اس لئے یہ لفظ اس جگہ استعمال کیا گیا ہے

(۱۲۸) اور نہیں لائق واسطے تمہارے یہ کہ ایذا دو رسول خدا کے اور نہ یہ کہ نکاح میں لاؤ بیبیوں اس کی کو پیچھے اس کے کبھی تحقیق یہ ہے۔ نزدیک اللہ کے بڑا گناہ۔ تحقیق جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ کو اور رسول اس کے کو۔ لعنت کی ہے ان پر اللہ نے..... اور وہ لوگ کہ ایذا دیتے ہیں مسلمانوں کو اور مسلمان عورتوں کو۔ بغیر اس کے کہ برا کیا ہو انہوں نے۔ پس تحقیق اٹھایا انہوں نے بہتان اور گناہ ظاہر لعنتی لوگ جہاں پائے جائیں۔ پکڑے جائیں اور قتل کئے جائیں خوب۔ اے رب ہمارے دے ان کو دگنا عذاب اور لعنت کر ان کو سخت [۱] (منزل پنجم۔ پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب ۳۳۔ آیت ۵۳ کا جزو ۵۷۔ ۵۸۔ ۶۲۔ ۶۸)

محقق۔ واہ! کیا خدا اپنی خدائی کو دھرم کے ساتھ دکھلا رہا ہے۔ رسول کو ایذا رسانی سے منع کرنا تو ٹھیک ہے۔ لیکن دوسرے کو ایذا دینے سے رسول کو بھی روکنا مناسب تھا۔ تو کیوں نہیں روکا؟ کیا کسی کو ایذا دینے سے اللہ بھی دکھی ہوتا ہے؟ اگر ایسا ہے۔ تو وہ خدا ہی نہیں ہو سکتا۔ کیا اللہ اور رسول کو ایذا دینے کی ممانعت کرنے سے یہ نہیں ثابت ہوتا۔ کہ اللہ اور رسول جس کو چاہیں ایذا دیں سوائے ان کے اور بھی جن کو چاہیں ایذا دیں۔ جیسا مسلمان مرد و زن کو ایذا دینا برا ہے۔ ویسا ہی غیر مذہب والوں کو بھی ایذا دینا بہت برا ہے۔ اور جو اسے نہ مانے۔ تو ان کو متعصب سمجھو۔ واہ! اے غدر مچانے والے خدا اور نبی! تم جیسے بیرحم تو دنیا میں بہت تھوڑے ہوں گے۔ جو یہ لکھا ہے۔ کہ غیر لوگ جہاں ملیں۔ ان کو پکڑو اور مارو۔ ویسا ہی اگر مسلمانوں سے غیر مذہب والے برتاؤ کریں۔ تو ان کو یہ بات بری لگے گی یا نہیں؟ واہ بیچنے تکلیف دہ پیغمبر ہیں۔ کہ خدا سے دوسروں کو دگنا دکھ دینے کی دعا مانگتے ہیں۔ ان سے ان کی طرفداری مطلب برآری اور سخت ظلم کا ثبوت ملتا ہے۔ اسی وجہ سے اب تک بھی مسلمان لوگوں میں سے بہت سے بیوقوف لوگ ایسا ہی عمل کرنے سے نہیں ڈرتے۔ ٹھیک ہے۔ کہ تعلیم کے بغیر انسان حیوان کے برابر رہتا ہے۔ (۱۲۸)

سورۃ فاطر۔ (۱۲۹) اور اللہ وہ ہے کہ جس نے بھیجا ہے ہواؤں کو۔ پھر اٹھاتی بادلوں کو۔ پھر ہانک لاتے ہیں ہم اس کو طرف شہر مردے کے۔ پس زندہ کیا ہم نے اس سے زمین کو پیچھے موت اس کی کے۔ اسی طرح مردے اٹھائے جائیں گے جس نے اتارا ہم کو گھر ہمیشہ رہنے والے میں مہربانی اپنی سے نہیں لگتی ہم کو بیچ اس کے محنت اور نہیں لگتی ہم کو بیچ اس کے ماندگی۔ [۲] (منزل ۵۔ پارہ ۲۲۔ سورۃ ۳۵۔ آیت ۹۔ ۳۵)

---

[۱] وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا ...... إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ ...... وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا ۝ ...... مَلْعُونِينَ ۚ أَيْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِيلًا ۝ ...... رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا ۝

[۲] وَاللَّهُ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ فَتُثِيرُ سَحَابًا فَسُقْنَاهُ إِلَىٰ بَلَدٍ مَيِّتٍ فَأَحْيَيْنَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ كَذَٰلِكَ النُّشُورُ ۝ ...... الَّذِي أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهِ لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ وَلَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ ۝

محقق - واہ! کیا خدا کی انوکھی فلاسفی ہے۔ خدا ہوا کو بھیجتا ہے۔ وہ بادلوں کو اٹھاتی ہے۔ اور خدا اس سے مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ یہ باتیں خدا کی ہرگز نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ خدا کا کام لگاتار ایک سا ہوتا رہتا ہے۔ جو گھر ہوں گے۔ وہ بناوٹ کے نہیں ہو سکتے۔ اور جو بناوٹ کا ہے۔ وہ ہمیشہ نہیں رہ سکتا۔ جو جسم رکھتا ہے۔ وہ بلا محنت کیسے دکھی ہوتا ہے؟ اور بیمار ہوئے بغیر ہرگز نہیں بچ سکتا۔ جب ایک عورت سے مباشرت کرنا بیماری کا باعث ہے۔ تو جو کئی عورتوں سے مباشرت کرتا ہے۔ اس کی کیا ہی بری حالت ہوتی ہوگی۔ اس لئے مسلمانوں کا بہشت میں رہنا ہمیشہ آرام دہ نہیں ہو سکتا۔ (۱۲۹)

سورۃ یٰسین - (۱۳۰) قسم ہے قرآن محکم کی۔ تحقیق تو البتہ بھیجے ہوؤں سے اوپر راہ سیدھے کے اتارا ہے خدا غالب مہربان نے[لہ] (منزل ۵۔ پارہ ۲۲۔ سورۃ ۳۶ آیت ۱ تا ۵)

محقق - اب دیکھئے اگر یہ قرآن خدا کا بنایا ہوتا۔ تو وہ اس کی قسم کیوں کھاتا؟ اگر نبی خدا کا بھیجا ہوا ہوتا۔ تو لے پالک بیٹے کی جورو پر فریفتہ کیوں ہوتا؟ یہ کہنے کی ہی بات ہے۔ کہ قرآن کے ماننے والے راہ راست پر ہیں۔ کیونکہ سیدھی راہ وہ ہوتی ہے جس میں سچ ماننا۔ سچ بولنا، سچ کرنا، تعصب چھوڑ کر انصاف، دھرم کی پیروی کرنا وغیرہ ہوں۔ اور ان سے خلاف عمل کو ترک کیا جائے۔ نہ قرآن نہ مسلمانوں اور نہ ان کے خدا میں ایسی نیک عادات ہیں۔ اگر پیغمبر محمد صاحب سب پر غالب ہوتے۔ تو سب سے زیادہ عالم اور نیک چلن کیوں نہ ہوتے؟ اس لئے جس طرح میوہ فروش اپنے بیروں کو کھٹا نہیں بتلاتے۔ ایسی ہی بات سمجھنی چاہیے۔

(۱۳۱) اور پھونکا جائے گا نرسنگا۔ پس ناگہاں وہ قبروں میں سے طرف پروردگار اپنے کے دوڑیں گے اور گواہی دیں گے پاؤں اُن کے جو کچھ وہ کماتے تھے۔ سوائے اس کے نہیں ہے حکم اس کا جب چاہے پیدا کرنا کسی چیز کا یہ کہتا ہے واسطے اس کے کہ ہو۔ پس ہو جاتی ہے[۲] (منزل ۵۔ پارہ ۲۳۔ سورۃ ۳۶۔ آیت ۵۲۔ ۶۶۔ ۸۳)

محقق - سنئے اوٹ پٹانگ باتیں۔ کیا پاؤں کبھی گواہی دے سکتے ہیں۔ خدا کے سوا اس وقت کون تھا۔ کہ جس کو حکم دیا؟ اور کس نے سنا؟ اور کون بن گیا؟ اگر کوئی چیز نہ تھی۔ تو یہ بات جھوٹی ہے۔ اور اگر تھی۔ تو وہ بات کہ سوائے خدا کے کچھ نہ تھا۔ اور خدا نے سب کچھ بنا دیا۔ جھوٹی گواہی ہوگی۔ (۱۳۱)

سورۃ صافات (۱۳۲) پھرایا جائے گا اوپر اُن کے پیالہ شراب لطیف کا سفید رنگ مزا دینے والی واسطے پینے والوں کے ..... ان کے پاس ہوں گی نیچے نظر رکھنے والیاں۔ خوبصورت آنکھوں والیاں گویا کہ وہ انڈے ہیں چھپائے ہوئے۔ کیا پس ہم نہیں مریں گے ..... اور تحقیق لوط البتہ پیغمبروں میں سے تھا جس وقت ہم نے بشارت دی اس کو اور سب اس کے گھر والوں کو مگر ایک بڑھیا رہنے والوں میں تھی

لہ یٰسٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۙ ...... تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۙ ......

۲ہ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ۝ ...... وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ .... اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝

پھر ہلاک کیا ہم نے اوروں کو۔[۱] (منزل ۶۔ پارہ ۲۳۔ سورۃ ۳۷۔ آیت ۴۷۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۱۳۳۔۱۳۵۔
۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶)

محقق۔ کیوں جی؟ یہاں تو مسلمان لوگ شراب کو برا بتلاتے ہیں۔ لیکن ان کے بہشت میں تو شراب کی ندیاں بہتی ہیں؟ اتنا اچھا ہے کہ یہاں تو کسی طرح سے شراب نوشی چھڑائی۔ لیکن یہاں کے بدلے وہاں ان کے بہشت میں بڑی خرابی ہے۔ عورتوں کے مارے وہاں کسی کا دل قائم نہیں رہتا ہوگا۔ اور بڑی بڑی بیماریاں بھی ہوتی ہوں گی۔ اگر وہاں کے آدمی جسم والے ہوں گے۔ تو ضرور مریں گے۔ اور اگر جسم والے نہ ہوں گے۔ تو عیش و عشرت ہی نہ کر سکیں گے۔ پھر ان کو بہشت میں لے جانا بے فائدہ ہے۔ اگر لوط کو پیغمبر مانتے ہو۔ جو بائیبل میں لکھا ہے۔ کہ اس سے اس کی لڑکیوں نے مباشرت کر کے دو لڑکے پیدا کئے۔ اس بات کو مانتے ہو یا نہیں؟ اگر مانتے ہو۔ تو ایسے پیغمبر کو ماننا فضول ہے۔ اور جو ایسے کے ساتھیوں کو خدا نجات دیتا ہے۔ تو وہ خدا بھی ویسا ہی ہے۔ کیونکہ بڑھیا کی کہانی کہنے والا اور تعصب سے دوسروں کو ہلاک کرنے والا خدا کبھی نہیں ہو سکتا۔ ایسا خدا مسلمانوں کے گھر ہی رہ سکتا ہے۔ اور جگہ نہیں۔ (۱۳۲)

سورہ ص۔ (۱۳۳) بہشتیں ہیں ہمیشہ کھلی رہنے کی کھلے ہوں گے واسطے ان کے دروازے۔ تکیے لگائے ہوں گے ان میں منگوائیں گے بیچ ان کے میوے بہت اور پینے کی چیزیں۔ اور نزدیک ان کے ہوں گی نیچی نگاہ والیاں اور ہم عمر۔ پس سجدہ کیا سب فرشتوں نے اکٹھے مگر ابلیس نے تکبر کیا۔ اور تھا کافروں سے۔ کہا۔ اے ابلیس! کس چیز نے منع کیا تجھ کو سجدہ کرنے سے؟ کہ سجدہ کرے تو واسطے اس چیز کے کہ بنایا میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے۔ تکبر کیا تو نے یا تھا تو بلند رتبے والوں سے۔ کہا کہ میں بہتر ہوں اس سے۔ پیدا کیا تو نے مجھ کو آگ سے اور پیدا کیا ہے اس کو مٹی سے۔۔۔۔ کہا پس نکل ان آسمانوں سے۔ پس تحقیق تو راندہ گیا ہے اور تحقیق اوپر تیرے لعنت ہے میری جزا کے دن تک۔ کہا اے پروردگار میرے! پس ڈھیل دے مجھ کو اس دن تک کہ اٹھائے جائیں گے مردے۔ کہا۔ پس تحقیق تو ڈھیل دیئے گیوں میں سے ہے اس دن تک۔ کہا پس قسم ہے عزت تیری کی۔ البتہ میں گمراہ کروں گا ان کو اکٹھے۔[۲] (منزل ۶۔ پارہ ۲۳۔ سورۃ ۳۸۔ آیت ۴۹ تا ۵۱۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۳ تا ۷۸۔ ۸۰۔ ۸۱)

۱؎ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَأْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۙ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ ..... وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ۙ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ۝ ..... اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ۙ ..... وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۙ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ۝ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝

۲؎ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ۚ مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ۝ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ۝ ..... فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۙ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۭ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ۝ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۭ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ۝ وَّاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ ..... اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۙ .....

محقق - اگر وہاں جیسا کہ قرآن میں باغ، باغیچے، نہریں، مکان، وغیرہ لکھے ہیں۔ ویسے ہی ہیں۔ تو وہ نہ ہمیشہ تھے اور نہ ہمیشہ رہ سکتے ہیں۔ کیونکہ جو اتصال سے چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ وہ مرکب ہونے سے پہلے نہ تھیں انفصال کے بعد ضرور نہ رہیں گی۔ جب وہ بہشت میں نہ رہیں گی۔ تو اس میں رہنے والے ہمیشہ کیونکر رہ سکتے ہیں۔ کیونکہ لکھا ہے۔ کہ گدے، تکیے، میوے اور پینے کی اشیاء وہاں ملیں گی۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس وقت مسلمانوں کا مذہب چلا۔ اس وقت عرب کا ملک زیادہ دولتمند نہ تھا۔ اسی واسطے محمد صاحب نے تکیہ وغیرہ کی کہانی سنا کر غریبوں کو اپنے مذہب میں پھنسا لیا۔ اور جہاں عورتیں ہیں وہاں کامل کہاں وہ عورتیں وہاں کہاں سے آئی ہیں؟ کیا بہشت کی رہنے والی ہیں؟ اگر آئی ہیں تو جائیں گی۔ اگر وہیں کی رہنے والی ہیں۔ تو قیامت سے پہلے کیا کرتی ہوں گی۔ کیا نکمی اپنی عمر کو گنوا رہی ہیں؟ اب دیکھئے خدا کا جلال کہ جس کا حکم اور سب فرشتوں نے تو مانا۔ اور آدم کو سجدہ کیا۔ لیکن شیطان نے نہ مانا۔ اس کا سبب پوچھا۔ تو کہا۔ کہ میں نے اس کو اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے۔ تو تکبر مت کر۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کا خدا دو ہاتھ والا آدمی تھا۔ پس وہ محیط کل اور قادر مطلق خدا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اور شیطان نے سچ کہا۔ کہ میں آدم سے افضل ہوں۔ اس پہ خدا نے غصہ کیوں کیا۔ کیا آسمان ہی میں خدا کا گھر ہے؟ زمین پہ نہیں؟ اگر نہیں تو کعبہ کو پہلے خدا کا گھر کیوں لکھا ہے؟ بھلا خدا اپنی خلقت سے شیطان کو کیسے نکال سکتا ہے؟ کیا ہر ایک جگہ خدا کی نہیں؟ اس سے واضح ہوا۔ کہ قرآن کا خدا بہشت کا ہی مالک ہے شیطان کو خدا نے لعنت کی اور قید کر لیا۔ اور شیطان نے کہا۔ اے پروردگار! مجھ کو قیامت تک چھوڑ دے۔ خدا نے خوشامد سے قیامت کے دن تک چھوڑ دیا۔ جب شیطان چھوٹا۔ تو خدا سے کہتا ہے۔ کہ اب خوب بہکاؤں گا۔ اور غدر مچاؤں گا۔ تب خدا نے کہا۔ کہ جن کو تو بہکائے گا۔ میں ان کو دوزخ میں ڈال دوں گا۔ اور تجھ کو بھی۔ شرفا غور کریں۔ کہ شیطان کو بہکانے والا خدا ہے۔ یا وہ آپ سے آپ گمراہ ہوا۔ اگر خدا نے بہکایا۔ تو وہ شیطان کا شیطان ٹھہرا۔ اگر شیطان خود گمراہ ہوا۔ تو انسان بھی خود گمراہ ہو سکتے ہیں۔ شیطان کی ضرورت نہیں۔ اور اس باغی شیطان کو کھلا چھوڑ دینے سے خدا بھی ادھرم کرنے والا اور شیطان کا ساتھی ثابت ہوتا ہے۔ اگر خدا خود چوری کرنے کی تحریک کرے اور پھر خود ہی سزا دے۔ تو ایسی صورت میں اس سے بڑھ کر غیر منصف کون ہو سکتا ہے؟ (۱۳۳)

سورۃ زمر - (۱۳۴) تحقیق اللہ بخشتا ہے سب گناہ وہی ہے بخشنے والا مہربان اور ساری زمین قبضہ میں ہے اس کے۔ دن قیامت کے اور آسمان لپیٹے جائیں گے۔ بیچ داہنے ہاتھ اس کے اور چمک جائے گی زمین اپنے پروردگار کے نور سے اور رکھے جائیں گے اعمالنامے۔ اور لایا جائے گا پیغمبروں کو اور گواہوں کو اور فیصلہ کیا جائے گا ان میں انصاف سے [1] (منزل ۶۔ پارہ ۲۴۔ سورۃ ۳۹۔ آیت ۵۳-۶۷-۶۹)

---

[1] إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ..... وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ ..... وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ وَجِيءَ بِالنَّبِيِّينَ وَالشُّهَدَاءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ ....

محقق - اگر سب گناہوں کو خدا بخشتا ہے۔ تو سمجھو کہ تمام دنیا کو گنہگار بناتا ہے۔ اور بے رحم ہے۔ کیونکہ ایک گنہگار پر رحم اور بخشش کی جائے۔ تو وہ زیادہ گناہ کرے گا۔ اور بہت سے شریفوں کو تکلیف پہنچاوے گا۔ اگر ذرا بھی گناہ بخشا جائے۔ تو گناہ ہی گناہ جہان میں پھیل جائے۔ کیا خدا آگ کی مانند نور والا ہے؟ اعمال نامے کہاں جمع رہتے ہیں؟ اور کون لکھتا ہے؟ اگر پیغمبروں اور گواہوں کے بھروسے خدا انصاف کرتا ہے۔ تو وہ نہ ہمہ دان اور نہ قدرت والا ہے۔ اگر وہ بے انصافی نہیں کرتا۔ اور انصاف ہی کرتا ہے۔ تو اعمال کے مطابق کرتا ہوگا۔ وہ اعمال اگلے پچھلے اور موجودہ جنموں کے ہی ہو سکتے ہیں۔ تو پھر بخشنا' دلوں پر مہر لگانا' ہدایت نہ کرنا' شیطان کے ذریعے بہکانا۔ دوزخ سپرد کرنا' یہ سب باتیں اس کے انصاف سے بعید ہیں۔ (۱۳۴)

سورۃ مومن - (۱۳۵) اُتارنا کتاب کا اللہ غالب جاننے والے کی طرف سے ہے بخشنے والا گناہ کا اور قبول کرنے والا توبہ کا ہے۔[۵۱] (منزل ۶۔ پارہ ۲۴۔ سورۃ ۴۰۔ آیت ۲-۳)

محقق - یہ بات اس واسطے کی ہے۔ کہ سادہ لوح آدمی اللہ کے نام سے اس کتاب کو قبول کر لیں۔ کہ جس میں تھوڑی سی سچائی کے علاوہ باقی سب جھوٹ بھرا ہے۔ اور وہ سچائی بھی جھوٹ کے ساتھ مل کر خراب ہو رہی ہے۔ اس لیے قرآن اور قرآن کا خدا اور اس کو ماننے والے' گناہ بڑھانے والے اور گناہ کرنے کرانے والے ہیں۔ کیونکہ گناہ بخشنا بھاری ادھرم ہے۔ اسی واسطے مسلمان لوگ گناہ اور فساد کرنے سے کم ڈرتے ہیں (۱۳۵)

سورۃ حم السجدہ - (۱۳۶) پھر بنائے سات آسمان دو دن میں اور ڈال دیا بیچ ہر آسمان کے کام اُن کا یہاں تک کہ جب جائیں گے اس کے پاس گواہی دیں گے ان پر کان ان کے اور آنکھیں ان کی اور چمڑے ان کے بسبب اس کے کہ جو کچھ وہ کرتے تھے۔ اور کہیں گے وہ اپنے چمڑے سے۔ کہ کیوں گواہی دی تم نے اوپر ہمارے۔ کہیں گے وہ کہ بلایا ہم کو اللہ نے جس نے بلایا ہر چیز کو۔ البتہ زندہ کرنے والا ہے مُردوں کو۔[۵۲] (منزل ۶۔ پارہ ۲۴۔ سورۃ ۴۱۔ آیت ۱۲-۱۹-۲۰-۳۹)

محقق - واہ جی واہ! مسلمانو! تمہارا خدا جس کو تم قادر مطلق مانتے ہو۔ وہ سات آسمانوں کو دو دن میں بنا سکا۔ اور جو قادر مطلق ہے۔ وہ تو لمحہ بھر میں سب کو بنا سکتا ہے۔ جب کان۔ آنکھ اور چمڑے کو خدا نے بے جان بنایا ہے۔ وہ گواہی کیونکر دے سکیں گے؟ اگر گواہی دلائے گا۔ تو اس سے پہلے بے جان کیوں بنائے؟ اگر کوئی کہے۔ کہ وہ اس وقت عطا کرے گا۔ تو کیا خدا اپنا قانون آپ توڑے گا؟ ایک اس سے بڑھ کر بھی جھوٹی بات یہ ہے۔ جب روحوں پر گواہی دی۔ تو وہ روحیں اپنے اپنے چمڑے سے پوچھنے لگیں۔ کہ تو نے ہمارے اوپر گواہی کیوں دی؟ جیسے کوئی کہے کہ بانجھ کے بیٹے کا منہ میں نے دیکھا۔ اگر بیٹا ہے تو بانجھ کیونکر ہوئی؟ اگر بانجھ ہے۔ تو اس کے ہاں بیٹا ہونا ہی غیر ممکن ہے اس قسم کی یہ بھی

---

۵۱ حٰمٓ ۚ تَنْزِيلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۙ غَافِرِ الذَّنْبِ ......

۵۲ فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِي كُلِّ سَمَاءٍ اَمْرَهَا ۚ ...... حَتّٰى إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ ...... اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ ......

جھوٹی بات ہے۔ اگر وہ مُردوں کو زندہ کرتا ہے۔ تو پہلے مارا ہی کیوں؟ کیا آپ بھی مُردہ ہو سکتے ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہو سکتا۔ تو مُردے پن کو کیوں بُرا سمجھتا ہے۔ اور قیامت تک کی رات تک مُردہ روحیں کس مسلمان کے گھر میں رہیں گی؟ اور ان کو خدا نے دورہ سپرد بلا قصور کیوں کر رکھا ہے؟ فوراً انصاف کیوں نہیں کیا؟ ایسی ایسی باتوں سے خدا کی خدائی میں بٹہ لگتا ہے۔ (۱۳۶)

سورۃ الشوریٰ

(۱۳۷) واسطے اس کے ہیں کُنجیاں آسمانوں کی اور زمین کی اور کشادہ کرتا ہے رزق واسطے جس کے چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے۔ پیدا کرتا ہے جو کچھ چاہتا ہے دیتا ہے جس کو چاہے بیٹیاں اور جس کو چاہے بیٹے اکٹھے دیتا ہے۔ ان کو بیٹے اور بیٹیاں اور کر دیتا ہے جس کو چاہے بانجھ ...... اور نہیں ہے کسی آدمی کو طاقت کہ بات کرے اس سے۔ اللہ اشارے سے یا پردے کے پیچھے سے یا فرشتہ بھیجے پیغام لانے والا۔[1] (منزل ۶۔ پارہ ۲۵۔ سورۃ ۴۲ آیت ۱۷-۴۹-۵۰-۵۱)

محقق ۔ خدا کے پاس کنجیوں کا خزانہ بھرا ہوا ہوگا۔ کیونکہ سب جگہوں کے قفل کھولنے پڑتے ہوں گے۔ یہ لڑکپن کی بات ہے۔ کہ جس کے لئے چاہتا ہے اس کے لئے نیک و بد اعمال کے رزق کشادہ یا تنگ کر دیتا ہے۔ اگر ایسا ہے۔ تو وہ غیر منصف ہے اور دیکھیے مصنف قرآن کی چالاکی۔ کہ جس سے عورتیں بھی فریفتہ ہو کر پھنسیں۔ اگر جو کچھ چاہتا ہے۔ پیدا کرتا ہے۔ تو دوسرے خدا کو بھی پیدا کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں کر سکتا۔ تو کامل طاقت کیا یہاں پر اٹک گئی؟ بھلا آدمیوں کو تو جس کو چاہے خدا بیٹے بیٹیاں دیتا ہے۔ لیکن مرغ، مچھلی، سور وغیرہ جن کے بہت سے بیٹے بیٹیاں ہوتی ہیں۔ ان کو کون دیتا ہے؟ اور مرد و عورت کے ہمبستر ہوئے بغیر کیوں نہیں دیتا؟ کسی کو اپنی مرضی سے بانجھ رکھ کر دُکھ کیوں دیتا ہے؟ واہ خدا کیسے جلال والا ہے۔ کہ اس کے سامنے کوئی بھی بات نہیں کر سکتا۔ لیکن اس نے پہلے کہا۔ کہ پردہ ڈال کر بات کر سکتا ہے۔ اور فرشتے خدا سے بات کر سکتے ہیں یا پیغمبر۔ اگر ایسی بات ہے تو فرشتے اور پیغمبر خوب اپنا مطلب نکالتے ہوں گے۔ اگر کوئی کہے۔ کہ خدا ہمہ دان محیط کل ہے۔ تو پردہ ڈال کر بات کرنا یا ڈاک کی مانند خبر منگا کر جاننا فضول ٹھہرتا ہے۔ اور اگر ایسا ہے۔ تو خدا ہی نہیں۔ بلکہ

---

[1] لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ....
يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۭ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۙ اَوْ
يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ۭ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ
يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا ....

نوٹ:۔ اس آیت کے متعلق تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ کہ محمد صاحب دو پردوں کے درمیان تھے۔ اور خدا کی آواز سنی ایک پردہ زری کا تھا۔ اور دوسرا سفید موتیوں کا۔ اور دونوں پردوں کے درمیان اس قدر فاصلہ تھا۔ کہ جو ستر برس میں طے ہو سکے۔ عقلمند آدمی اس بات پر غور کریں۔ کہ یہ خدا ہے یا پردہ میں بات کرنے والی عورت؟ ان لوگوں نے تو خدا کی ہی مٹی پلید کر دی۔ کہاں وید اور اپنشد وغیرہ سچی کتابوں میں بیان کیا گیا پاک خدا اور کہاں قرآن کا خدا پردہ کی آڑ میں بات کرنے والا۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ عرب کے لوگ جاہل تھے۔ عمدہ باتیں کس کے گھر سے لاتے؟

کوئی چالاک آدمی ہوگا۔ اس واسطے یہ قرآن خدا کا بنایا ہوا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ (۱۳۷)

سورۃ زخرف۔ (۱۳۸) اور جب آیا عیسیٰ ساتھ دلیلوں ظاہر کے[۵۱] (منزل ۶۔ پارہ ۲۵۔ سورۃ ۴۳۔ آیت ۶۳)

محقق۔ اگر عیسیٰ بھی خدا کا بھیجا ہوا ہے۔ اس کی تعلیم کے برخلاف خدا نے قرآن کیوں بنایا؟ اور قرآن کے برخلاف انجیل ہے۔ اس لئے یہ کتابیں خدا کی بنائی ہوئی نہیں۔ (۱۳۸)

سورۃ دخان۔ (۱۳۹) پکڑو اس کو۔ پس گھسیٹو اس کو بیچوں بیچ دوزخ کے۔ یہی ہوگا۔ اور بیاہ دلویں گے ہم ان کو ساتھ حوروں اچھی آنکھوں والیوں کے[۵۲] (منزل ۶۔ پارہ ۲۵۔ سورۃ ۴۴۔ آیت ۴۷۔ ۵۴)

محقق۔ واہ! کیا خدا عادل ہو کر انسانوں کو پکڑواتا اور گھسٹواتا ہے۔ جب مسلمانوں کا خدا ہی ایسا ہے تو اس کے عابد مسلمان یتیم، کمزوروں کو پکڑیں۔ گھسیٹیں تو اس میں کیا تعجب ہے اور وہ دنیوی آدمیوں کی مانند شادی بھی کراتا ہے۔ گویا کہ مسلمانوں کا پروہت یعنی قاضی نکاح کرانے والا ہے۔ (۱۳۹)

سورۃ محمد۔ (۱۴۰) پس جب مقابل ہو تم کافروں کے۔ پس مارو گردنیں ان کی۔ یہاں تک کہ جب چور کر دو ان کو۔ پس مضبوط کرو قید کرنا۔ اور بہت بستیاں تھیں۔ کہ وہ سخت تھیں قوت میں تیری بستی سے جس نے نکال دیا تجھ کو۔ ہلاک کیا ہم نے ان کو۔ پس نہ ہوا کوئی مدد دینے والا واسطے ان کے۔ صفت اس بہشت کی کہ جس کا وعدہ کیا گیا ہے پرہیزگاروں سے۔ یہ ہے کہ بیچ اس کے نہریں ہیں پانی کی کہ نہیں ہے بگڑا ہوا۔ اور نہریں ہیں دودھ کی کہ نہیں بدلا مزا ان کا۔ اور نہریں ہیں شراب کی مزا دینے والی واسطے پینے والوں کے۔ اور نہریں ہیں شہد صاف کئے ہوئے کی واسطے ان کے ہیں وہاں ہر طرح کے میوے اور معافی ہے پروردگار ان کے کی[۵۳]۔ (منزل ۶۔ پارہ ۲۶۔ آیت ۴۔ ۱۳۔ ۱۵۔ سورۃ ۴۷)

محقق۔ اسی لئے یہ قرآن، خدا اور مسلمان غدر مچانے، سب کو تکلیف دینے اور اپنا مطلب نکالنے والے بے رحم ہیں جیسا یہاں لکھا ہے۔ اگر دوسرا کوئی غیر مذہب والا ویسا ہی مسلمانوں سے کرے۔ تو مسلمانوں کو ویسا ہی دکھ ہوگا یا نہیں؟ جیسا کہ وہ اوروں کو دیتے ہیں۔ اور خدا کی طرفداری دیکھئے۔ کہ جنہوں نے محمد صاحب کو نکال دیا۔ ان کو خدا نے ہلاک کر ڈالا۔ بھلا جس میں مصفا پانی، دودھ، شراب و شہد

---

۵۱ وَلَمَّا جَآءَ عِيسَىٰ بِالْبَيِّنٰتِ ......

۵۲ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ إِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ۝ ..... كَذٰلِكَ قف وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۝ ...

۵۳ فَإِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰىٓ إِذَآ أَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ..... وَكَأَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ أَخْرَجَتْكَ أَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ۝ .... مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ط فِيْهَآ أَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ وَأَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ج وَأَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۝ وَأَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ط وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ط

کی نہریں ہیں۔ وہ دنیا سے کیا زیادہ ہو سکتا ہے؟ اور دودھ کی نہریں کبھی ہو سکتی ہیں؟ کیونکہ وہ تھوڑے ہی عرصہ میں بگڑ جاتا ہے۔ اِن سب باتوں کے سبب عقلمند لوگ قرآن کے مذہب کو نہیں مانتے (۱۴۰)

سورۃ واقعہ ۔(۱۴۱) جس وقت ہلائی جائے گی زمین خوب اور ٹکڑے ہوں پہاڑ ٹوٹ کر اور پھر اُڑتے پھریں مثل غبار کے۔ پس داہنی طرف کے کیسے ہیں صاحب داہنی طرف کے اور بائیں طرف کے کیسے ہیں صاحب بائیں طرف کے اوپر جڑاؤ تختوں کے بیٹھے ہیں تکیہ لگائے ہمیشہ رہنے والے ساتھ آب خوروں کے اور آفتابوں کے۔ اور ایسی صاف شراب کے پیالوں کے اور نہ دُکھے سر اور نہ لگے بکنا ان کو ..... اور میوے اس قسم کے کہ پسند کریں۔ اور گوشت پرندوں کا اس قسم سے کہ چاہیں گے اور واسطے ان کے عورتیں ہیں۔ گوری بڑی آنکھوں والی مانند موتیوں چھپائے ہوؤں کے۔ اور بچھونے بلند تحقیق ہم نے پیدا کیا ہے ان عورتوں کو ایک قسم پر۔ پس کیا ہے ہم نے ان کو باکرہ خاوند والیاں ہم عمر واسطے داہنے طرف والوں کے۔ پس بھر نے گے اس سے پیٹوں کو۔ پس قسم کھاتا ہوں میں ساتھ گرنے والے تاروں کے[1]۔ (منزل ۷۔ پارہ ۲۷۔ سورۃ ۵۶۔ آیت ۴ تا ۶۔ ۸۔ ۹۔ ۱۵ تا ۱۷۔ ۱۸۔ ۲۲ تا ۳۴۔ ۳۷ تا ۵۳۔ ۵۵۔ ۷۵)

محقق ۔ اب دیکھیے مصنف قرآن کی کارسازی۔ بھلا زمین تو ہلتی ہی رہتی ہے۔ اس وقت بھی ہلتی ہی رہے گی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ مصنف قرآن زمین کو ساکن جانتا تھا۔ بھلا پہاڑوں کو کیا مثل پرندے کے اُڑا دے گا؟ اگر بھُنگے ہو جائیں گے۔ تو بھی لطیف جسم والے رہیں گے۔ تو پھر اُن کا دُوسرا جسم کیوں نہیں؟ واہ جی! اگر خدا جسم نہ ہوتا۔ تو اس کے داہنے طرف اور بائیں طرف کیونکر کھڑے ہو سکتے؟ جب وہاں پلنگ سونے کے تاروں کے بنے ہوئے ہیں۔ تو بڑھئی وسنار بھی وہاں رہتے ہوں گے۔ اور کھٹمل کاٹتے ہوں گے۔ اور ان کو رات میں سونے بھی نہیں دیتے ہوں گے۔ کیا وہ تکیے لگا کر نکمّے بہشت میں بیٹھے رہتے ہیں؟ یا کچھ کام کیا کرتے ہیں؟ اگر بیٹھے ہی رہتے ہوں گے۔ تو غذا ہضم نہ ہونے سے وہ بیمار ہو کر جلد مر بھی جاتے ہوں گے؟ اور اگر کام کرتے ہوں گے تو جیسے محنت مزدوری یہاں کرتے ہیں۔ ویسے ہی وہاں محنت کر کے گذر کرتے ہوں گے۔ پھر یہاں سے وہاں بہشت میں زیادہ کیا ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ اگر وہاں لڑکے ہمیشہ رہتے ہیں۔ تو اُن کے ماں باپ بھی

[1] اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ۙ وَّ بُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۙ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۙ..... فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ؕ وَ اَصْحٰبُ الْمَشْــٴَـمَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَشْــٴَـمَةِ ؕ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ۙ مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ۙ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۙ بِاَكْوَابٍ وَّ اَبَارِيْقَ ۙ وَ كَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۙ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَ لَا يُنْزِفُوْنَ ۙ وَ فَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ۙ وَ لَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ؕ وَ حُوْرٌ عِيْنٌ ۙ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ۚ .... وَّ فُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ؕ اِنَّاۤ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ۙ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ۙ عُرُبًا اَتْرَابًا ۙ لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ؕ..... مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۚ

رہتے ہوں گے۔ اور ساس سسر بھی ہوں گے۔ تب تو بڑا بھاری شہر بستا ہوگا۔ اور بول و براز کی بدبو کے باعث بیماریاں بھی بہت سی ہوتی ہوں گی۔ کیونکہ جب میوے کھائیں گے۔ گلاسوں میں پانی پئیں گے اور پیالوں سے شراب پئیں گے۔ تو ان کا سر نہ دُکھے گا۔ اور کیا کوئی بے جا نہ بولے گا۔ خوب میوے اور جانوروں اور پرندوں کے گوشت بھی کھائیں گے۔ تب تو طرح طرح کی تکلیفات بھی ہوں گی۔ اور جب وہاں چرند و پرند ہوں گے۔ تو خونریزی بھی ہوتی ہو گی۔ اور ہڈیاں اِدھر اُدھر بکھری پڑی ہوں گی اور قصابوں کی دوکانیں بھی ہوں گی۔ واہ! کیا کہنا۔ ان کے بہشت کی تعریف۔ ملک عرب سے بھی بڑھ کر نظر آتی ہے۔ اور اگر شراب کباب کھا کر مست ہوتے ہیں۔ تو حور و غلمان بھی وہاں ضرور رہنے چاہئیں نہیں تو ایسے نشہ باز سر میں گرمی چڑھ جانے سے پاگل ہو جائیں گے۔ بہت مرد عورتوں کے بیٹھنے سونے کے لئے ضروری بچھونے بڑے بڑے چاہئیں۔ خدا ان کو حوروں کو بہشت میں پیدا کرتا ہے۔ تب ہی تو کنوارے لڑکوں کو بھی پیدا کرتا ہے۔ بھلا باکرہ عورتوں کا بیاہ جو یہاں سے اُمیدوار ہو کر گئے ہیں۔ ان کے ساتھ خدا نے لکھا ہے۔ لیکن ہمیشہ رہنے والے لڑکوں کا کسی بھی باکرہ عورت کے ساتھ بیاہ ہونا نہ لکھا۔ تو کیا وہ بھی انہیں اُمیدواروں کو مثل باکرہ عورتوں کے دیئے جائیں گے۔ اس کا قاعدہ کچھ بھی نہ لکھا۔ یہ خدا کی بڑی بھول کیوں ہو گئی؟ اگر ہم عمر والی سہاگن عورتیں خاوندوں کو پاکر بہشت میں رہتی ہیں۔ تو ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ عورت سے مرد کی عمر دگنی۔ اڑھائی گنی چاہیئے۔ یہ تو مسلمانوں کے بہشت کی کہانی ہے اور دوزخ والے تھوہر کے درختوں کو کھا کر پیٹ بھریں گے۔ تو خاردار درخت بھی دوزخ میں ہوں گے اور خار بھی چبھتے ہوں گے۔ اور گرم پانی کا پینا وغیرہ تکلیف دوزخ میں پائیں گے۔ قسم کا کھانا اکثر جھوٹوں کا کام ہے۔ سچوں کا نہیں۔ اگر خدا ہی قسم کھاتا ہے۔ تو وہ بھی جھوٹ سے بری نہیں ہو سکتا۔ (۱۴۱)

سورۃ الصف (۱۴۲) تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے ان لوگوں کو جو کہ لڑتے ہیں بیچ راہ اس کی کے۔[1]

(منزل ۷۔ پارہ ۲۸۔ سورہ ۶۱۔ آیت ۴)

محقق - واہ! ٹھیک ہے۔ ایسی ایسی باتوں کی ہدایت کر کے ملک عرب کے باشندوں کو سب سے لڑا کر دشمن بنا کر باہم تکلیف دلائی۔ اور مذہب کا جھنڈا بلند کر کے لڑائی پھیلائی ایسے کو کوئی عقلمند خدا نہیں مان سکتا۔ جو قوم میں فساد بڑھائے۔ وہی سب کو تکلیف دہ ہوتا ہے۔ (۱۴۲)

سورۃ تحریم - (۱۴۳) اے نبی کیوں حرام کرتا ہے اس چیز کو کہ حلال کی خدا نے واسطے تیرے۔ چاہتا ہے تو رضامندی بیبیوں اپنی کی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ تحقیق دیکھا ہے پروردگار۔ اگر طلاق دے تم کو پیغمبر یہ کہ بدلے میں دے اس کو بیبیاں بہتر تم سے مسلمان عورتیں ایمان والیاں فرمانبرداری کرنے والیاں عبادت کرنے والیاں روزہ رکھنے والیاں۔ خاوند دیکھی ہوئیں اور بن دیکھی ہوئیں۔[2] (منزل ۷۔ پارہ ۲۸۔ سورۃ تحریم۔ آیت ۱-۱۵)

---

[1] اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ ......

[2] یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ ۚ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِکَ ۚ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ ... عَسٰی رَبُّہٗٓ اِنْ طَلَّقَکُنَّ اَنْ یُّبْدِلَہٗٓ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْکُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَیِّبٰتٍ وَّاَبْکَارًا ○

محقق - غور سے سوچنا چاہیئے - کہ خدا کیا ہوا - محمد صاحب کے گھر کا اندرونی اور بیرونی انتظام کرنے والا ملازم ٹھہرا - پہلی آیت پر دو کہانیاں ہیں - ایک تو یہ کہ محمد صاحب کو شہد کا شربت پسند تھا - اور اُن کی کئی بیبیاں تھیں - ان میں سے ایک کے گھر پینے میں دیر لگی - تو یہ بات دُوسری بیبیوں کو ناگوار گزری ان کے کہنے سننے کے بعد محمد صاحب قسم کھا گئے - کہ ہم نہ پئیں گے - دُوسری یہ کہ ان کی بیویوں میں سے ایک کی باری تھی - اس کے ہاں رات کو گئے - تو وہ گھر میں موجود نہ تھی - اپنے باپ کے ہاں گئی تھی محمد صاحب نے ایک لونڈی یعنی کنیز کو بُلا کر پاک کیا - جب بیوی کو اس کی خبر ملی - تو وہ ناراض ہو گئی تب محمد صاحب نے قسم کھائی - کہ میں ایسا نہ کروں گا - اور بیوی سے بھی کہہ دیا - کہ تم کسی سے یہ بات مت کہنا - بیوی نے منظور کیا - کہ نہ کہوں گی - پھر اُنہوں نے دُوسری بیوی سے جا کر کہا - اس پر یہ آیت خُدا نے اُتاری - کہ جس چیز کو ہم نے تیرے اوپر حلال کیا - اس کو تو حرام کیوں کرتا ہے - عقلمند آدمی غور کریں کہ بھلا کہیں خدا بھی کسی کے گھر کا فیصلہ کرتا پھرتا ہے - اور محمد صاحب کا چال چلن ان باتوں سے ظاہر ہی ہے - کیونکہ جو کئی عورتوں کو رکھے - وہ خُدا کا عابد یا پیغمبر کیونکر ہو سکتا ہے ؟ اور جو ایک عورت کی طرفداری سے بے آبروئی کرے - اور دُوسری کی عزت کرے - تو وہ طرفدار ہو کر گنہگار کیسے نہیں ہوگا - اور جو کئی عورتوں سے بیری نہ پاکر کنیزوں کے ساتھ پھنسے - اس کے نزدیک شرم خوف اور دھرم کیونکر ٹھہر سکتا ہے - کسی نے کہا ہے - کہ

कामातुराणां न भयं न लज्जा

یعنی جو زانی آدمی ہیں - ان کو گناہ سے ڈر یا شرم نہیں ہوتی - ان کا خدا بھی محمد صاحب کی بیویوں اور پیغمبر کے جھگڑے کا فیصلہ کرنے میں گویا سرپنچ (ثالث) بنا ہے - اب صاحبان عقل غور کریں - کہ یہ قرآن عالم یا خدا کا بنایا ہوا ہے - یا کسی بے علم مطلبی کا - اور دُوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے - کہ محمد صاحب سے اُن کی بیوی ناراض ہو گئی ہو گی - اس پر خدا نے یہ آیت اُتار کر اس کو دھمکایا ہوگا - کہ اگر تو گڑبڑ کرے گی - تو محمد صاحب تجھے طلاق دے دیں گے - تو اُن کو ان کا خُدا تجھ سے اچھی بیویاں دے گا - کہ جو خاوند سے نرمی ہو - جس آدمی کو ذرا سی عقل ہے - وہ غور کر سکتا ہے - کہ یہ خُدا کے کام ہیں یا اپنی مطلب براری کے - ایسی ایسی باتوں سے ٹھیک ثابت ہوتا ہے - کہ خدا کچھ نہیں کہتا تھا - صرف موقع محل دیکھ کر اپنی مطلب براری کے واسطے خدا کی طرف سے محمد صاحب کہہ دیتے تھے - جو لوگ ایسی باتیں خُدا سے منسوب کرتے ہیں - ان کو ہم تو کیا سب عقلمند آدمی یہی کہیں گے - کہ خُدا کیا ٹھہرا - گویا حضرت محمد صاحب کے واسطے بیویاں لانے والا نائی ٹھہرا - (۱۴۳)

(۱۴۴) اے نبی! جہاد کر کافروں اور منافقوں سے - اور سختی کر اُوپر ان کے لے (منزل ۷ - پارہ ۲۸ سورۃ التحریم - آیت ۹)

محقق - دیکھئے مسلمانوں کے خدا کی کارسازی - دُوسرے مذاہب والوں سے لڑنے کے لئے پیغمبر اور مسلمانوں کو بھڑکاتا ہے اسی وجہ سے مسلمان لوگ فساد کرنے میں کمربستہ رہتے ہیں - پرماتما مسلمانوں پر رحم کی نظر

لے يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ....

کمرے۔ کہ جس سے یہ لوگ فساد کرنا چھوڑ کر سب سے رفاقت سے برتاؤ کریں۔ (۱۴۴)

سورہ حاقہ۔ (۱۴۵) پھٹ جائے گا آسمان پس وہ اس دن سُست ہوگا۔ اور فرشتے ہوں گے اوپر کناروں اس کے کے اور اُٹھائیں گے عرش ربّ تیرے کا اُوپر اپنے اُس دن آٹھ شخص۔ اُس دن روبرو لائے جاؤ گے تم۔ نہ چھپا رہے گا تم میں سے کوئی چھپنے والا۔ پس جس کے دیا گیا اعمالنامہ داہنے ہاتھ میں پس کہے گا لیجیے پڑھیے اعمالنامہ میرا۔ اور جس کو ملا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں۔ پس کہے گا۔ اے کاش کہ نہ ملتا میرا اعمالنامہ۔[۵۱] (منزل ہفتم۔ پارہ ۲۹۔ سورۃ حاقہ (۶۹) آیت ۱۶ تا ۱۹۔ ۲۴)

محقق۔ واہ کیا فلسفہ اور انصاف کی بات ہے۔ بھلا آکاش (آسمان) بھی کبھی پھٹ سکتا ہے؟ کیا وہ کپڑے کے موافق ہے؟ کہ پھٹ جائے۔ اگر اجرام فلکی کو آسمان کہتے ہیں۔ تو یہ بات علم کے خلاف ہے۔ اب قرآن کے خدا کے مجسم ہونے میں کچھ شک نہیں رہا۔ کیونکہ عرش پر بیٹھنا' آٹھ کہاروں سے اُٹھوانا بغیر مجسم کے کبھی نہیں ہو سکتا۔ اور سامنے یا پیچھے آنا جانا بھی مجسم ہی کا ہو سکتا ہے۔ جب وہ مجسم ہے تو محدود المکان ہونے سے ہمہ دان' محیطِ کُل' قادرِ مطلق نہیں ہو سکتا۔ اور سب رُوحوں کے اعمال کبھی نہیں جان سکتا یہ بڑے تعجب کی بات ہے۔ کہ شریف لوگوں کے داہنے ہاتھ میں اعمالنامہ کا دینا۔ پڑھوانا بہشت میں بھیجنا اور اعمالنامہ پڑھ کر انصاف کرنا۔ بھلا یہ کام ہمہ دان کا ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ سب کارروائی لڑکپن کی ہے۔ (۱۴۵)

سورہ معارج۔ (۱۴۶) چڑھتے ہیں فرشتے اور روح طرف اس کی۔ اس دن میں کہ جس کا مقدار ہے پچاس ہزار برس۔ جس دن نکلیں گے قبروں میں سے دوڑتے ہوئے۔ جیسے کسی نشانی پر دوڑتے ہیں[۵۲] (منزل ۷۔ پارہ ۲۹۔ سورۃ ۷۰۔ آیت ۴۔ ۴۳)

محقق۔ اگر پچاس ہزار برس کے دن کا اندازہ ہے۔ تو پچاس ہزار برس کی رات کیوں نہیں؟ اگر اتنی بڑی رات نہیں ہے۔ تو اتنا بڑا دن نہیں ہو سکتا۔ کیا پچاس ہزار برسوں تک خدا' فرشتے اور اعمالنامے والے کھڑے یا بیٹھے یا جاگتے ہی رہیں گے۔ اگر ایسا ہے۔ تو بیمار ہو کر مر بھی جائیں گے۔ کیا قبروں سے نکل کر خدا کی کچہری کی طرف دوڑیں گے؟ ان کے پاس سمن قبروں میں کیونکر پہنچیں گے؟ اور ان بے چاروں کو جو نیک کردار یا بدکردار ہیں۔ اتنی مدت تک قبروں میں دوزہ سپرد کیوں رکھا؟ اور آج کل خدا کی کچہری بند ہو گی اور خدا اور فرشتے نکمّے بیٹھے ہوں گے یا کچھ کام کرتے ہوں گے؟ اپنے

---

۵۱ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ۙ وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ؕ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ؕ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ۝ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ... وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ۚ

۵۲ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ ..... يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ۙ ....

اپنے مکانوں میں اِدھر اُدھر بیٹھے، گھومتے، سوتے، ناچ، تماشہ دیکھتے اور عیش و عشرت کرتے ہوں گے ایسا اندھیر کبھی سلطنت میں نہ ہوگا۔ ایسی ایسی باتوں کو سوائے جنگلیوں کے دوسرا کون مانے گا؟ (۱۴۶)

سورۃ نوح ۔ (۱۴۷) اور تحقیق پیدا کیا تم کو طرح طرح سے۔ کیا نہیں دیکھا تم نے کیونکر پیدا کیا اللہ نے سات آسمانوں کو اوپر تلے۔ اور کیا چاند کو بیچ اس کے روشن اور کیا سورج کو چراغ۔[۱] (منزل ۷ پارہ ۲۹۔ سورۃ ۷۱۔ آیت ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶)

محقق ۔ اگر روحوں کو خدا نے پیدا کیا ہے۔ تو وہ ازلی و غیر فانی نہیں ہو سکتیں۔ پھر بہشت میں ہمیشہ کیونکر رہ سکیں گی؟ جو چیز پیدا ہوتی ہے۔ وہ ضرور فنا ہونے والی ہے آسمان (آکاش) کو اوپر نیچے کیونکر بنا سکتا ہے؟ کیونکہ وہ بے شکل اور محیط شے ہے۔ اگر دوسری چیز کا نام (آسمان) آکاش رکھتے تو بھی اس کا آسمان نام رکھنا بے معنی ہے۔ اگر اوپر تلے آسمانوں کو بنایا ہے۔ تو ان میں سب سے بیچ میں چاند سورج کبھی نہیں رہ سکتے۔ اگر بیچ میں رکھا جائے۔ تو ایک اوپر اور ایک نیچے کی چیز ہی روشن رہے گی۔ دوسرے سے لے کر (باقی) سب میں تاریکی رہنی چاہیئے۔ ایسا نہیں معلوم ہوتا۔ اس واسطے یہ بات بالکل جھوٹی ہے۔ (۱۴۷)

سورۃ جن ۔ (۱۴۸) اور یہ کہ مسجدیں واسطے اللہ کے ہیں پس مت پکارو ساتھ اللہ کے کسی کو۔[۲] (منزل ۷ پارہ ۲۹ سورۃ ۷۲۔ آیت ۱۸)

محقق ۔ اگر یہ بات درست ہے۔ تو مسلمان لوگ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اس کلمہ میں خدا کے ساتھ محمد صاحب کو کیوں پکارتے ہیں؟ یہ بات قرآن کے برخلاف ہے۔ اور جو خلاف نہیں کرتے۔ تو اس قرآن کی بات کو جھوٹ ٹھہراتے ہیں۔ جب مسجدیں خدا کا گھر ہیں۔ تو مسلمان بڑے بت پرست ہوئے۔ کیونکہ جیسے پورانی، جینی چھوٹے سے بت کو خدا کا گھر ماننے سے بت پرست ٹھہرتے ہیں۔ تو یہ لوگ کیوں نہیں؟ (۱۴۸)

سورۃ قیامت ۔ (۱۴۹) اکٹھا کیا جائے گا سورج اور چاند۔[۳] (منزل ۷۔ پارہ ۲۹۔ سورۃ ۷۵ آیت ۸)

محقق ۔ بھلا سورج اور چاند کبھی اکٹھے ہو سکتے ہیں؟ دیکھئے یہ کتنی بھاری بے عقلی کی بات ہے۔ اور سورج اور چاند کے اکٹھا کرنے کا کیا مطلب تھا؟ اور دیگر سب اجرام فلکی کو اکٹھے نہ کرنے میں کیا دلیل ہے؟ ایسی ایسی ناممکن باتیں خدا کی بنائی ہوئی کبھی ہو سکتی ہیں؟ سوائے بے علموں کے اور کسی عالم کی بھی نہیں ہو سکتیں۔ (۱۴۹)

---

[۱] وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ۝ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۝ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝

[۲] وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۝ [۳] وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۝ ......

سورۃ دہر (۱۵۰) اور پھرتے ہیں لڑکے پاس اُن کے سدا رہنے والے .... جس وقت دیکھے گا تو اُن کو۔ گمان کرے گا تو ان کو موتی بکھرے ہوئے اور پہنائے جائیں گے کنگن چاندی کے ان کو۔ اور پلائے گا ان کو رب ان کا شراب پاکیزہ[۵۱]۔ (منزل ۷۔ پارہ ۲۹۔ سورۃ ۷۶ آیت ۱۹-۲۱)

محقق۔ کیوں جی! موتی کے رنگ والے لڑکے وہاں کس لئے رکھے جاتے ہیں۔ کیا جوان لوگ اُن کی خدمت یا عورتیں ان کی سیری نہیں کر سکتیں؟ کیا تعجب نہیں ہے کہ جو یہ سب سے برا فعل بدکار لوگ لڑکوں سے کرتے ہیں ان کی بنیاد یہی قرآن کا قول ہو۔ اور بہشت میں خادم مخدوم یعنی آقا و غلام ہونے سے آقا کو آرام اور نوکر کو محنت سے دکھ ہوگا طرفداری کیوں پائی جاتی ہے۔ اور جب خدا ہی شراب پلائے گا۔ تو وہ بھی ان کے خدمتگار کی مانند ٹھہرے گا۔ پھر خدا کی عظمت کیونکر رہ سکے گی؟ اور وہاں بہشت میں عورت مرد کے ہمبستر ہونے سے قیام حمل اور لڑکے بالے بھی ہوتے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں ہوتے تو ان کا ہمبستری کرنا بے فائدہ ہوا۔ اور اگر ہوتے ہیں۔ تو وہ روحیں کہاں سے آئیں۔ اور بلا خدا کی عبادت کے بہشت میں کیوں پیدا ہوئیں؟ اگر پیدا ہوئیں۔ تو ان کو بلا ایمان لانے اور خدا کی عبادت کرنے کے بہشت کیونکر مفت مل گا؟ بعض بےچاروں کو ایمان لانے کے اور بعضوں کو بلا دھرم کئے کے سکھ مل جائے۔ اس سے بڑھ کر بے انصافی اور کون سی ہوگی؟ (۱۵۰)

سورۃ النبا (۱۵۱) بدلہ دیئے جائیں گے موافق اعمال کے۔ اور پیالے بھرے ہوئے ہیں اس دن کھڑی ہوں گی روحیں اور فرشتے صف باندھ کر[۵۲]۔ (منزل ۷۔ پارہ ۳۰۔ سورۃ ۷۸۔ آیت ۲۵-۳۴-۳۸)

محقق۔ اگر اعمال کے مطابق ثمر دیا جاتا۔ تو ہمیشہ بہشت میں رہنے والی حوروں فرشتے اور موتی کے مانند لڑکوں کو کس عمل کے بدلے ہمیشہ کے لئے بہشت ملا۔ جب پیالے بھر بھر کر شراب پویں گے تو مست ہو کر کیوں نہ لڑیں گے۔ یہاں روح ایک فرشتے کا نام ہے۔ جو سب فرشتوں سے بڑا ہے۔ کیا خدا روح اور دوسرے فرشتوں کو صف باندھ کر کھڑے کر کے پلٹن باندھے گا؟ کیا پلٹن سے سب جیوں کو سزا دلائے گا اور خدا اس وقت کھڑا ہوگا یا بیٹھا؟ اگر قیامت تک خدا اپنی سب پلٹن جمع کر کے شیطان کو پکڑ لے تو اس کی سلطنت بے خوف و خطر ہو جائے۔ کیا اس کا نام خدائی ہے؟ (۱۵۱)

سورۃ تکویر۔ (۱۵۲) جس وقت کہ سورج لپیٹا جائے۔ اور جس وقت کہ تارے گدلے ہو جائیں اور جس وقت کہ پہاڑ چلائے جائیں۔ اور جس وقت کہ آسمان کی کھال اتاری جائے۔

---

۵۱ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ۚ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا ...... وَحُلُّوا أَسَاوِرَ مِن فِضَّةٍ وَسَقَاهُمْ ......

۵۲ جَزَاءً وِفَاقًا ...... وَكَأْسًا دِهَاقًا ...... يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا ۖ لَّا ......

(منزل ۷ - پارہ ۳۰ - سورۃ ۸۱ - آیت ۲، ۳، ۱۱)[1]

محقق - یہ بڑی نادانی کی بات ہے۔ کہ گول سورج کا کُرہ لپیٹا جائے گا۔ اور تارے گدلے کیونکر ہو سکیں گے اور پہاڑ بے جان ہونے سے کیونکر چلیں گے؟ اور آسمان کو کیا حیوان سمجھا۔ کہ اس کی کھال اتاری جائے گی۔ یہ بڑی نادانی اور بے علمی کی بات ہے۔ (۱۵۲)

سورۃ انفطار - (۱۵۳) جس وقت کہ آسمان پھٹ جائے۔ اور جس وقت کہ تارے جھڑ جائیں اور جس وقت کہ دریا چیرے جائیں۔ اور جس وقت کہ قبریں زندہ کر کے اٹھائی جائیں۔[2] (منزل ۷ پارہ ۳۰ سورۃ ۸۲ - آیت ۱ تا ۴)

محقق - واہ جی! قرآن کے مصنف فلاسفر! آکاش (آسمان) کو کیونکر کوئی پھاڑ سکے گا اور تاروں کو کیونکر پھاڑ سکے گا؟ اور دریا کیا لکڑی ہے۔ جو چیر ڈالے گا؟ اور قبریں کیا مُردے ہیں جو زندہ کر سکے گا؟ یہ سب باتیں لڑکوں کی (ناقلوں کی) مانند ہیں۔ (۱۵۳)

سورۃ البروج - (۱۵۴) قسم ہے آسمان برجوں والے کی۔ بلکہ وہ قرآن ہے بزرگ بیچ لوح محفوظ کے۔[3] (منزل ۷ - پارہ ۳۰ - سورۃ ۸۵ - آیت ۱-۲۱-۲۲)

محقق - اس مصنف قرآن نے جغرافیہ اور علم ہیئت کچھ بھی نہیں پڑھا تھا۔ نہیں تو آسمان کو قلعے کی مانند برجوں والا کیوں کہتا۔ اگر حمل وغیرہ برجوں کو برج کہتا ہے۔ تو اور برج کیوں نہیں ہیں؟ اس لئے یہ برج نہیں ہیں۔ بلکہ سب تارے لوک (کرۂ جات) ہیں۔ کیا وہ قرآن خدا کے پاس ہے؟ اگر یہ قرآن خدا کا تصنیف شدہ ہے۔ تو خدا بھی علم و دلیل سے خلاف عقل والا ہوگا۔ (۱۵۴)

سورۃ طارق - (۱۵۵) تحقیق وہ مکر کرتے ہیں ایک مکر۔ اور میں بھی مکر کرتا ہوں ایک مکر۔[4] (منزل ۷ - پارہ ۳۰ - سورۃ ۸۶ - آیت ۱۵-۱۶)

محقق - مکر کہتے ہیں ٹھگ پنے کو۔ کیا خدا بھی ٹھگ ہے؟ اور کیا چوری کا جواب چوری اور جھوٹ کا جواب جھوٹ ہے؟ کیا کوئی چور کسی آدمی کے گھر میں چوری کرے۔ تو بھلے آدمی کو بھی چاہیئے۔ کہ اس کے گھر میں جا کر چوری کرے؟ واہ واہ! قرآن کے مصنف۔ (۱۵۵)

---

[1] إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝ وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ ۝
وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝ ......
وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ ۝ ......

[2] إِذَا السَّمَاءُ انفَطَرَتْ ۝ وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انتَثَرَتْ ۝
وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۝
وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ ۝

[3] وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ ۝
بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ ۝ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ ۝

[4] إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا ۝ وَأَكِيدُ كَيْدًا ۝

سورۃ فجر - (۱۵۶) اور آوے گا پروردگار تیرا۔ اور فرشتے صف باندھ کر اور لایا جائے گا اس دن دوزخ۔[ا]
منزل ۷ - پارہ ۳۰ - سورۃ ۸۹ - آیت ۲۱-۲۲)

محقق - کہو جی! جیسے کہ کوتوال اور سپہ سالار اپنی فوج کو لے کر صف باندھ کر پھرا کرتے ہیں ویسا ہی ان کا خدا کرتا ہے۔ کیا دوزخ کو گھڑے کی مانند سمجھا ہے؟ کہ جس کو اُٹھا کر جہاں چاہیں لے جائیں۔ اگر دوزخ اتنا چھوٹا ہے۔ تو بےشمار قیدی اس میں کیسے سما سکیں گے؟ (۱۵۶)

سورۃ الشمس - (۱۵۷) پس کہا تھا واسطے ان کے پیغمبر خدا نے محافظت کرو۔ اونٹنی خدا کی ہے اور اس کے پانی پینے کی باری کو۔ پس جھٹلایا اس کو۔ پس پاؤں کاٹے اس کے۔ پس ہلاکی ڈالی اوپر ان کے رب ان کے نے[۲] (منزل ۷ - پارہ ۳۰ - سورۃ ۹۱ - آیت ۱۳-۱۴)

محقق - کیا خدا ابھی اونٹنی پر چڑھ کر سیر کرتا ہے؟ نہیں تو کس واسطے رکھی ہے؟ اور بلا قیامت کے اپنا عہد توڑ کر ان پر دبا کیوں ڈالی؟ اگر ڈالی۔ تو ان کو سزا دی۔ پھر قیامت کی رات میں انصاف (کا کرنا) اور اس رات کا ہونا جھوٹ سمجھا جائے گا۔ اس اونٹنی کے ذکر سے یہ قیاس ہوتا ہے۔ کہ ملک عرب میں اونٹ اونٹنی کے سوائے دوسری سواری کم ہوتی ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ ملک عرب کے رہنے والے نے قرآن بنایا ہے۔ (۱۵۷)

سورۃ علق (۱۵۸) اگر باز نہ آیا۔ البتہ گھسیٹیں گے ہم اس کو ساتھ پیشانی کے بال دھوٹی کے۔ وہ پیشانی کہ جھوٹی ہے خطاکار .... ہم بلا دیں گے فرشتے دوزخ کے کو[۳] (منزل ۷ - پارہ ۳۰ - سورۃ ۹۶ - آیت ۱۵-۱۶-۱۷)

محقق - اس ذلیل چپڑاسیوں کے گھسیٹنے کے کام سے بھی خدا نہ بچا۔ بھلا پیشانی بھی کبھی جھوٹی اور خطادار ہو سکتی ہے؟ سوائے کسی روح کے؟ یہ کبھی خدا ہو سکتا ہے۔ کہ جو جیلخانہ کے داروغہ کو طلب کرے۔ (۱۵۸)

سورۃ قدر (۱۵۹) تحقیق نازل کیا ہم نے قرآن کو بیچ رات قدر کے اور کیا جانے تو۔ کیا ہے رات قدر کی اترتے ہیں فرشتے اور روح اس میں ساتھ حکم پروردگار اپنے کے واسطے ہر کام کے۔[۴] (منزل ۷ - پارہ ۳۰ - سورۃ ۹۷ - آیت ۱-۲-۴)

محقق - اگر ایک ہی رات میں قرآن نازل کیا۔ تو یہ بات کہ فلاں آیت فلاں وقت میں اتری کیونکر درست ہو سکتی ہے؟ اور رات اندھیری ہوتی ہے۔ اس کے متعلق کیا پوچھتا ہے۔ ہم لکھ آئے ہیں کہ اوپر

ا؎ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۝ وَجِایْٓءَ یَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۝

۲؎ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْیٰهَا ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۝ فَدَمْدَمَ عَلَیْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۝

۳؎ كَلَّا لَىِٕنْ لَّمْ یَنْتَهِ ۝ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِیَةِ ۝ نَاصِیَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۝ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ ۝

۴؎ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝ ...... تَنَزَّلُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝ ......

نیچے کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اور یہاں لکھتے ہیں۔ کہ فرشتے اور روح خدا کے حکم سے دنیا کا انتظام کرنے کے واسطے آتے ہیں۔ تو اس سے صاف ہو گیا۔ کہ خدا مثل انسان کے محدود المکان ہے۔ اب تک معلوم ہوتا تھا۔ کہ خدا۔ فرشتے اور پیغمبر تین کی کہانی ہے۔ اب ایک روح چوتھی اور نکل پڑی ساب نہ جانے یہ چوتھی روح کیا ہے؟ یہ تو عیسائیوں کے مذہب یعنی باپ بیٹا اور روح القدس تین کے ماننے کے علاوہ چوتھی شے نکل آئی۔ اگر کہو۔ کہ ہم تینوں کو خدا نہیں مانتے۔ ایسا ہی سہی۔ لیکن جب روح القدس علیحدہ ہے۔ تو خدا' فرشتے اور پیغمبر کو روح القدس کہنا چاہیئے یا نہیں؟ اگر یہ بھی پاک روح ہیں۔ تو پھر کسی خاص وجود کو روح القدس کیوں کہتے ہیں؟ اور خدا گھوڑے وغیرہ حیوانوں۔ رات دن اور قرآن وغیرہ کی قسمیں کھاتا ہے قسمیں کھانا شریف آدمیوں کا کام نہیں۔ (۱۵۹)

قرآن کے متعلق محقق کی رائے

(۱۶۰) اب اس قرآن کے مضمون کو لکھ کر عاقلوں کے (روبرو) پیش کرتا ہوں۔ کہ یہ کتاب کیسی ہے؟ مجھ سے پوچھو۔ تو یہ کتاب نہ خدا' نہ عالم کی بنائی ہوئی اور نہ علم کی ہو سکتی ہے یہ تو بہت تھوڑے سے نقص ظاہر کئے ہیں۔ اس لئے کہ لوگ دھوکے میں پڑ کر اپنی عمر بے فائدہ ضائع نہ کریں۔ جو کچھ اس میں تھوڑی سی سچائی ہے۔ وہ وید وغیرہ علمی کتاب کے مطابق ہونے سے جیسے مجھ کو منظور ہے۔ ویسے اور بھی مذہبی ضد اور تعصب سے مبرا عالموں اور عاقلوں کے لئے قابل تسلیم ہے۔ اس کے سوائے جو کچھ اس میں ہے۔ وہ سب لاعلمی کی باتیں اور توہمات ہیں اور انسان کی روح کو مثل حیوان کے بنا امن میں خلل ڈال کر فساد مچا انسانوں میں نااتفاقی پھیلا باہم تکلیف کو بڑھانے والا مضمون ہے۔ پنرکتی دوش (تکرار) کا تو قرآن گویا خزانہ ہی ہے پرمیشور سب انسانوں پر رحم کرے۔ کہ سب کے سب باہمی محبت' اتفاق' اور ایک دوسرے کے سکھ کی ترقی کرنے میں راغب ہوں۔ جیسا میں اپنا یا دوسرے مذاہب کا نقص طرفداری چھوڑ کر ظاہر کرتا ہوں۔ اسی طرح اگر سب عقلمند لوگ غور کریں۔ تو کیا مشکل ہے۔ کہ آپس کی نااتفاقی چھوٹ اتفاق ہو کر ایک مذہب ہو کر راستی حاصل ہو سکے۔ یہ تھوڑا سا قرآن کی بابت لکھا ہے اس کو عقلمند دھارمک لوگ مصنف کے منشار کے مطابق سمجھ کر فائدہ اٹھائیں۔ اگر کہیں غلط فہمی سے کچھ لکھا گیا ہو۔ تو اس کو صحیح کر لیں۔

الوپ اپنشد

اب ایک بات باقی ہے کہ اکثر مسلمان ایسا کہا کرتے اور لکھتے یا شائع کیا کرتے ہیں کہ ہمارے مذہب کی بات اتھروید میں لکھی ہے۔ اس کا یہ جواب ہے کہ اتھروید میں اس کا نام و نشان بھی نہیں ہے۔

سوال۔ کیا تم نے سب اتھروید دیکھا ہے؟ اگر دیکھا ہے۔ تو الوپ اپنشد دیکھو۔ دیکھو یہ صاف اس میں لکھا ہے۔ پھر کیوں کہتے ہو۔ کہ اتھروید میں مسلمانوں کا نام و نشان بھی نہیں ہے:۔

अस्माल्लां इल्ले मित्रावरुणा दिव्यानि धत्ते । इल्लल्ले वरुणो राजा पुनर्दुदुः ।

हया मित्रो इल्लां इल्लल्ले इल्लां वरुणो मित्रस्तेजस्कामः ॥ १ ॥
होतारमिन्द्रो होतारमिन्द्र महासुरिन्द्राः । अल्लो ज्येष्ठं श्रेष्ठं परमं पूर्णं ब्रह्माणं अल्लाम् ॥ २ ॥ अल्लोरसूलमहामदरकबरस्य अल्लो अल्लाम् ॥ ३ ॥
आदल्लाबूकमेककम् । अल्लाबूक निखातकम् ॥ ४ ॥ अल्लो यज्ञेन हुतहुत्वा । अल्ला सूर्यचन्द्रसर्वनक्षत्राः ॥ ५ ॥ अल्ला ऋषीणां सर्वदिव्यां इन्द्राय पूर्वं माया परममन्तरिक्षाः ॥ ६ ॥ अल्लः पृथिव्या अन्तरिक्षं विश्वरूपम् ॥ ७ ॥
इल्लाँ कबर इल्लाँ कबर इल्लाँ इल्लल्लेति इल्लल्लाः ॥ ८ ॥ ओम् अल्लाइल्लल्ला अनादिस्वरूपाय अथर्वणाश्यामा हुं ह्रीं जनानपशून-सिद्धान् जलचरान् अदृष्टं कुरु कुरु फट् ॥ ९ ॥ असुरसंहारिणी हुं ह्रीं अल्लोरसूलमहमदरकबरस्य अल्लो अल्लाम् इल्लल्लेति इल्लल्लाः ॥ १० ॥

جو اس میں صاف طور پر محمد صاحب کو رسول لکھا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ مسلمانوں کے مذہب کی بنیاد وید مقدس میں ہے۔

جواب۔ اگر تم نے اتھروید نہ دیکھا ہو۔ تو ہمارے پاس آؤ۔ آغاز سے انجام تک دیکھو۔ یا کسی اتھروید کے جاننے والے کے پاس جا کر بیس کانڈ والی منتر سنگھتا اتھروید کو دیکھ لو۔ اس میں کہیں اپنے پیغمبر صاحب کا نام یا اسلامی مذہب کا نشان نہ دیکھو گے۔ اور جو الوپ اپنشد ہے۔ وہ نہ تو اتھروید میں نہ اس کے گوپتھ براہمن اور نہ اس کی کسی شاخ میں ہے۔ قیاس کیا جاتا ہے۔ کہ اس کو تو اکبر بادشاہ کے زمانہ میں کسی نے بنایا ہوگا۔ اس کا مصنف کچھ عربی اور کچھ سنسکرت بھی پڑھا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں عربی اور سنسکرت دونوں کی عبارت لکھی ہوئی ہے۔ دیکھو (اسماللام انے مترا ورنا دویانی دھتے وغیرہ) جو کہ متذکرہ دس فقروں میں لکھا ہے۔ اس میں "اسماللام" اور "اسے" عربی اور "مترا"۔ "ورنا"۔ "دویانی" "دھتے" سنسکرت کے الفاظ لکھے ہیں۔ ایسے ہی الفاظ سب جگہ مستعمل ہیں۔ جن سے واضح ہوتا ہے۔ کہ اس کو کسی سنسکرت اور عربی پڑھے ہوئے نے تصنیف کیا ہے۔

اگر اس کو معنی کے لحاظ سے دیکھیں۔ تو یہ بناوٹی۔ بے دلیل اور وید اور صرف و نحو کے قواعد کے برخلاف ثابت ہوتی ہے جیسی یہ اپنشد بناوٹی ہے۔ ویسی ہی اور بہت سی اپنشدیں مت متانتر والے متعصب لوگوں نے بنا دی ہیں مثلاً سوروپ اپنشد۔ نرسنگھ تاپنی۔ رام تاپنی۔ گوپال تاپنی وغیرہ۔

سوال۔ آج تک کسی نے ایسا نہیں کہا۔ (لیکن) اب تم کہتے ہو۔ تمہاری بات کیسے مانیں؟

جواب۔ تمہارے ماننے یا نہ ماننے سے ہماری بات جھوٹی نہیں ہو سکتی۔ جس طرح سے میں نے اس کو غیر مدلل ٹھہرایا ہے۔ ویسے ہی جب تم اتھروید، گوپتھ، اس کی شاخوں (یا) زمانہ سلف کی لکھی ہوئی کتابوں میں سے ہو بہو تحریر دکھلا دو۔ اور ٹھیک معنوں کی رو سے بھی ثابت کر دو۔ تب تو تمہاری بات قابل تسلیم ہو سکتی ہے۔

سوال - دیکھو - ہمارا مذہب کیسا اچھا ہے - کہ جس میں سب طرح کا آرام اور آخر میں نجات ہوتی ہے -

جواب - ایسے ہی ہر ایک مذہب والے کہتے ہیں - کہ ہمارا ہی مذہب اچھا ہے - باقی سب خراب ہیں - ہمارے مذہب کے سوائے دوسرے مذہب سے نجات نہیں ہو سکتی - اب ہم تمہاری بات کو سچی مانیں یا ان کی - ہم تو یہی مانتے ہیں کہ راست گفتاری - کسی کو ایذا نہ دینا - رحم وغیرہ عمدہ اوصاف سب مذاہب میں اچھے ہیں - اور باقی جھگڑا بکھیڑا حسد، نفرت، دروغ گوئی وغیرہ کام سب مذاہب میں خراب ہیں - اگر تم کو سچا دھرم قبول کرنے کی خواہش ہو - تو

ویدک دھرم کو قبول کرو

اس سے آگے اپنے عقیدوں کو مختصر طور پر لکھیں گے -

شری سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کی بنائی ہوئی شستہ عبارت سے آراستہ ستیارتھ پرکاش کا چودھواں باب بابت عقاید اسلام

ختم ہوا

اپنے

منتویہ (مسلمہ عقیدوں) - امنتویہ (غیر مسلمہ باتوں)

کا بیان!

منتویہ اور امنتویہ کی تعریف

عام مسلمہ اصول یعنی ساری دنیا پر حاوی ہر فرد بشر کے لئے مفید دھرم (وہی ہے) جس کو ہمیشہ سے سب مانتے آئے ہیں مانتے ہیں - نیز مانیں گے - جس کو اسی وجہ سے ازلی اور ابدی دھرم کہتے ہیں - کہ کوئی بھی اس کا مخالف نہیں ہو سکتا - بے علم یا کسی مت[1] والے کے بہکائے ہوئے لوگ کسی امر کو الٹا جانیں - یا مانیں مگر اس کو کوئی بھی عقلمند تسلیم نہیں کرتا - ہاں جس کو آپت یعنی سچ ماننے والے، سچ بولنے والے دوسروں کی بھلائی کرنے والے اور بلا رو رعایت عالم مانتے ہیں - وہی سب کو منتویہ (قابل تسلیم) اور جس کو نہیں مانتے وہ امنتویہ (غیر مسلمہ

---

[1] مت والے سے مراد ایسے شخص سے ہے - جس کے عقاید کسی کی ہٹ دھرمیوں یا باہمی مخالفانہ جھگڑوں اور ان کی پاسداریوں پر مبنی ہوں - اور سوامی جی نے اس قسم کے تمام عقاید کو مت سے نامزد کیا ہے - پدارتھ ان تمام چیزوں کو کہتے ہیں - جن کے لئے الفاظ کا استعمال ہوتا ہے - اس میں جوہر، عرض، حرکت وغیرہ سب شامل ہیں - جن پر تصور باندھا جا سکتا ہے - اور جن کا شمار مختلف درشن کاروں نے مختلف طریقہ پر کیا ہے - (مترجم)

ہونے کی وجہ سے سند کے لائق نہیں ہوتا۔

مصنّف کی کوشش کا اصل مدّعا

(۲) پس وید وغیرہ ست شاستروں کے مانے ہوئے اور برہما سے لے کر جیمنی تک (رشی منیوں) کے تسلیم کیے ہوئے جو ایشور وغیرہ پدارتھ ہیں۔ جن کو میں خود بھی مانتا ہوں۔ ان سب کو (نیک نہاد) اصحابِ علم روشن کرتا ہوں۔ میں اپنا منتویہ اسی کو مانتا ہوں۔ کہ جو تینوں زمانوں میں سب کے لئے یکساں ماننے کے لائق ہے۔ میرا کسی نئے خیال یا مت کو جاری کرنے کا ذرا بھی منشا نہیں ہے۔ بلکہ جو سچ ہے اس کو ماننا، منوانا۔ اور جو جھوٹ ہے اس کو چھوڑنا، چھڑوانا مدِ نظر ہے۔ اگر میں رو رعایت کرتا۔ تو آریہ ورت کے مروّجہ متوں میں سے کسی ایک مت پر ہٹ دھرمی کرتا۔ لیکن میں اس چال چلن کو جو آریہ ورت یا دوسرے ملکوں میں ادھرم کے مطابق ہے۔ قبول نہیں کرتا اور دھرم کے متعلق باتوں کو کبھی ترک نہیں کرتا۔ اور نہ کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ ایسا کرنا منش دھرم (انسانیت) سے بعید ہے۔

سچی انسانیت کا تقاضا

۳۔ "منش" اس کو کہنا چاہیئے۔ جو "منن شیل" (صاحبِ غور و فکر) ہو کر اپنی ذات کی طرح دوسروں کے سکھ دکھ اور نفع نقصان کو سمجھے۔ نا انصافی کرنے والے سے اس کے طاقتور ہونے پر بھی نہ ڈرے۔ اور دھرماتما خواہ کمزور ہو تو بھی اُس سے ڈرتا رہے۔ اسی قدر نہیں۔ بلکہ دھرماتما لوگ خواہ کتنے ہی بے کس، کمزور اور بے ہنر کیوں نہ ہوں اپنی ساری طاقت سے اُن کی حفاظت، ترقی اور اُن کے خوش کن برتاؤ کے لئے کوشش کرے۔ اور ادھرمی خواہ سب سے بڑھ کر صاحبِ وسیلہ۔ نہایت طاقتور اور صاحبِ لیاقت بھی ہو۔ تو بھی اس کی بربادی، تنزل اور تخریب ہمیشہ کیا کرے۔ یعنی جہاں تک ہو سکے۔ وہاں تک بے انصافی کرنے والوں کی طاقت کو گھٹائے۔ اور انصاف کرنے والوں کی طاقت کو ہر طرح سے بڑھایا کرے۔ اس کام میں چاہے اس کو کیسی ہی سخت تکلیف پہنچے۔ خواہ جان بھی چلی جائے۔ تو بھی انسانیت کے دھرم کو ہرگز نہ چھوڑے۔ اس کے متعلق شری مان مہاراجہ بھرتری جی وغیرہ نے شلوک (اشعار) کہے ہیں۔ ان کا لکھنا مناسب موقع سمجھ کر لکھتا ہوں۔

निन्दन्तु नीतिनिपुणा यदि वा स्तुवन्तु,
लक्ष्मीः समाविशतु गच्छतु वा यथेष्टम् ।
अद्यैव वा मरणमस्तु युगान्तरे वा,
न्याय्यात्पथः प्रविचलन्ति पदं न धीराः ॥ १ ॥
न जातु कामान्न लोभाद्, धर्मं त्यजेज्जीवितस्यापि हेतोः ।
धर्मो नित्यः सुखदुःखे त्वनित्ये, जीवो नित्यो हेतुरस्य त्वनित्यः ॥२॥
एक एव सुहृद्धर्मो निधनेप्यनुयाति यः ।
शरीरेण समं नाशं सर्वमन्यद्धि गच्छति ॥ ३ ॥
सत्यमेव जयते नानृतं सत्येन पन्था विततो देवयानः ।

येनाक्रमन्त्यृषयो ह्याप्तकामा यत्र तत्सत्यस्य परमं निधानम् ॥४॥

नहि सत्यात्परो धर्मो नानृतात्पातकं परम् ।

नहि सत्यात्परं ज्ञानं तस्मात् सत्यं समाचरेत् ॥ ५ ॥

(۱) مصلحت بین آدمی خواہ مذمت کریں ۔ خواہ تعریف ۔ دھن آ جاوے خواہ چلا جاوے ۔ خواہ آج ہی موت ہو ۔ خواہ کسی یگ میں مریں صاحبانِ استقلال کسی صورت میں نیاء (انصاف) کے راہ سے قدم بھر بھی اِدھر اُدھر نہیں ہوتے ۔ (از اقوال شری بھرتری ہری)

(۲) دھرم کو کبھی ترک نہ کرے ۔ نہ تو کبھی آرزو یا نہ خوف یا نہ لالچ سے ۔ اور نہ زندگی کی خاطر ۔

دھرم ہمیشہ ہے سکھ دکھ چند روزہ ہے ۔

روح غیر فانی ہے مگر موجب زندگی فانی ہے ۔ (از مہابھارت)

(۳) دھرم یکتا اور قرار دوست ہے ۔ جو کہ مرنے پر بھی ساتھ نہیں چھوڑتا ۔ (شرط رفاقت بجا لاتا ہے) دیگر تمام چیزیں یقینی طور پر جسم کے ساتھ ہی زوال پذیر ہیں ۔ (از منو)

(۴) راستی ہی فتحیاب ہوتی ہے ۔ نہ کہ ناراستی ۔ عالم لوگوں کے سفر کا سیدھا راستہ حقانیت ہی ہے جس سے کہ رشی اور راست مقصد والے وہاں پہنچتے ہیں ۔ جو مقام مسکن سچائی کا ہے ۔

(۵) راستی سے بڑھ کر دھرم اور ناراستی سے بڑھ کر کوئی پاپ نہیں ۔ اور سچائی سے بہتر فی الحقیقت کوئی علم نہیں ۔ اس لئے انسان کو سچائی کا راستہ اختیار کرنا چاہیئے ۔ (اُپنشد)

اِن اصحاب کے اشعار کے منشاء کے مطابق ہی سب کو یقین رکھنا واجب ہے

بیان منتویہ امنتویہ

اب جن جن پدارتھوں کو جیسا جیسا میں مانتا ہوں ۔ اُن کا بیان اِس جگہ مختصراً کرتا ہوں ۔ کہ جن کی مفصل تشریح اِس کتاب میں اپنے اپنے موقع پر کر دی ہے ۔

ایشور

(۱) اوّل "ایشور" کہ جس کے نام برہم ۔ پرماتما وغیرہ ہیں ۔ جو سچدانند (ہستی مطلق ۔ علیم مطلق اور راحت مطلق) وغیرہ اوصاف سے موصوف ہے ۔ جس کی صفات' افعال' اور عادات پاک ہیں ۔ جو ہمہ دان' بےشکل' محیطِ کُل' جنم نہ لینے والا' لاانتہا' قادرِ مطلق' رحیم' عادل' تمام پیدائش کو وجود میں لانے والا' قائم رکھنے والا اور فنا کرنے والا ہے ۔ تمام جیووں کو ان کے افعال کے مطابق سچے انصاف سے نتیجہ بخش ہونے کی صفات سے موصوف ہے ۔ اُس کو میں پرمیشور مانتا ہوں ۔

وید مستند بالذات ۔ دوسرے گرنتھ مستند بالغیر

(۲) چاروں ویدوں (علم اور دھرم پر مشتمل الہامی سنگھتا منتر بھاگ) کو منزّہ من الخطا ۔ سوتہ پرمان ، مستند بالذات) مانتا ہوں ۔ وہ بذات خود مستند ہیں ۔ کہ جن کے مستند ٹھہرنے کے لئے کبھی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں ۔ جس طرح سورج یا چراغ اپنی شکل کے آپ ہی ظاہر کرنے والے اور زمین وغیرہ کے بھی مشاہدہ میں آنے کا ذریعہ ہوتے

ہیں - اسی طرح چاروں ویدہیں - چاروں ویدوں کے براہمن چھ انگ، چھ اُپانگ، چار اُپ وید اور ۱۱۲۷ (گیارہ سوستائیس) ویدوں کی شاکھائیں جو کہ برہما وغیرہ رشیوں کی تصنیف بطور ویدوں کی شرح کے ہیں ان کو پرت پرمان (مستند بالغیر) یعنی ویدوں کے مطابق ہونے سے مستوجب تسلیم مانتا ہوں - اور جو ان میں ویدوں کے خلاف باتیں ہیں - ان کا اپرمان کرتا ہوں - (یعنی ان کو درست و صحیح تسلیم نہیں کرتا)

دھرم اور ادھرم

۳ - جو بے رو رعایت انصاف کا رویہ راست گوئی وغیرہ سے موصوف (یعنی) ایشور کے احکام ویدوں کے خلاف نہیں ہیں اس کو "دھرم" اور جو رو رعایت سے پر بے انصافی کا رویہ - دروغ گوئی وغیرہ ایشور کی حکم عدولی (یعنی ویدوں کے خلاف ہے) اس کو ادھرم مانتا ہوں -

جیو

۴ - اچھیا (خواہش) دویش (نفرت) سکھ (راحت) دُکھ (رنج) اور گیان (علم) وغیرہ صفات (محسوسات) والا محدود العلم ابدی ہے - اسی کو جیو مانتا ہوں -

جیو اور ایشور میں فرق اور تعلق

۵ - جیو اور ایشور ذات اور صفات سالبہ کے لحاظ سے جدا اور محاط و محیط اور صفات موجبہ کے لحاظ سے غیر جدا ہیں - یعنی جس طرح آکاش سے تشکل والا جوہر نہ کبھی الگ تھا - نہ ہے اور نہ ہوگا - اور نہ کبھی ایک تھا نہ ہے نہ ہوگا - اسی طرح پرمیشور اور جیو میں محاط اور محیط، معبود و عابد اور باپ بیٹا وغیرہ کا تعلق مانتا ہوں -

انادی پدارتھ

۶ - انادی پدارتھ (غیر حادث) تین ہیں - ایک "ایشور" دوسرا "جیو" اور تیسرا "پرکرتی" - یعنی جہان کی علت مادی کو نتیہ (ابدی) کہتے ہیں - جو پدارتھ "نتیہ" ہیں - ان کے صفات خواص اور حرکات بھی نتیہ ہوتے ہیں -

پرواہ سے انادی

۷ - "پرواہ سے انادی"[له] (از روئے سلسلہ کے بے آغاز ہونا) جو جوہر و صفات و حرکات ترکیب پاکر پیدا ہوتے ہیں - وہ تفریق کے بعد نہیں رہتے - لیکن جس طاقت سے ترکیب ہوتی ہے - وہ ان میں انادی ہے - اور اس سے پھر بھی ترکیب ہوگی - اور تفریق بھی - ان تینوں کو پرواہ سے انادی مانتا ہوں -

سرشٹی

۸ - پیدائش دنیا (سرشٹی) (پیدائش) اس کو کہتے ہیں - کہ جو علم اور موزونیت کے ساتھ مل کر الگ الگ ذرات کا مختلف شکلوں میں آنا ہے -

پیدائش دنیا کا مدعا

۹ "سرشٹی کا پرلوجن" (پیدائش کا مدعا) یہی ہے کہ پیدائش کے متعلق جو ایشور میں صفات، فعل اور عادات ہیں - ان کا بااثر ہونا مثلاً کسی نے کسی سے پوچھا - کہ آنکھیں کس واسطے ہیں - اس نے جواب دیا - کہ دیکھنے کے واسطے اسی طرح

[له] آدیہ اُدیش رتن مالا میں اس کو اس طرح بیان کیا گیا ہے جو کاریہ جگت "جیو کے کرم" اور جو ان کا سنیوگ دیوگ ہے یہ تین پھم پرواہ سے انادی ہیں - پس اس موقعہ پر ان "تینوں" الفاظ سے مراد ترکیب پائے ہوئے جوہر صفات اور حرکات ہے - مترجم

الیشور کی پیدا کرنے کی طاقت بذریعہ آفرینش کے نتیجہ خیز ہوتی ہے۔ نیز جیووں کے لئے کرموں کے نتیجہ کا ٹھیک ٹھیک پانا وغیرہ امور بھی (اسی پر منحصر ہیں)

دُنیا فاعل رکھتی ہے

۱۰ "سرشٹی سکرترک" (فاعل والی ہے) اس کا پیدا کرنے والا مذکورہ بالا ایشور ہے۔ کیونکہ "سرشٹی" کی ساخت دیکھنے اور جڑھ (غیر متعقل) اشیاء میں خود بخود حسب مناسب بیج وغیرہ کی صورت اختیار کرنے کی طاقت نہ ہونے کے باعث سرشٹی کا فاعل ضرور ہے۔

بندھن

۱۱ "بندھ" "نیمتک" (عارضی یعنی بہ باعث نمت (عارضہ) اودیا کے ہے۔ (یعنی) جو جو پاپ کے کام ہیں۔ (مثلاً) ایشور کے سوائے کسی کی پرستش بے علمی وغیرہ (وہ) سب دُکھ پیدا کرنے والے ہیں۔ اسی واسطے یہ "بندھ" (قید یا ناگوار طبع امر) ہے۔ اس کی خواہش نہیں ہوتی مگر بھوگنا پڑتا ہے۔

مکتی

۱۲ یعنی تمام دُکھوں سے مخلصی پاکر غیر مقید موجود کُل پرمیشور اور اس کی سرشٹی میں اپنی خواہش سے پھرنا مقررہ وقت تک مکتی کے آنند کو بھوگ کر پھر دنیا میں آنا۔

مکتی کے وسائل

۱۳ مکتی کے سادھن (نجات کے وسائل) ایشور کی پرستش یعنی یوگ ابھیاس (یوگ کی مشق کرنا) برہمچریہ سے علم کا حاصل کرنا، راست باز عالموں کی صحبت، سچا علم، بہترین غور اور کوشش وغیرہ ہیں۔

ارتھ

۱۴ "ارتھ" (سامان حصول مقاصد) وہ ہے۔ جو دھرم ہی سے حاصل کیا جائے۔ اور جو ادھرم سے پیدا ہوتا ہے۔ وہ انرتھ (سامان کے مناسب اوصاف سے عاری) ہے۔

کام

۱۵ کام (مقصد) وہ ہے۔ جو "دھرم" اور "ارتھ" کے ذریعے حاصل کیا جائے۔

ورن آشرم

۱۶ ورن۔ آشرم[۲] اوصاف اور افعال کی مناسبت کے لحاظ سے ماننا ہوں۔

راجا

۱۷ راجا اسی کو کہتے ہیں۔ جو اوصاف حمیدہ، افعال نیک اور اعلےٰ عادتیں رکھتا ہو۔ بے رو رعایت فرض انصاف کا ادا کرنے والا۔ رعایا کے ساتھ مثل والدین کے برتے۔ اور ان کو مثل اولاد کے سمجھ کر ان کی ترقی اور راحت بڑھانے میں ہمیشہ کوشش کرے۔

پرجا

۱۸ "پرجا" (رعایا) اس کو کہتے ہیں۔ کہ جو پاکیزہ اوصاف۔ افعال اور عادات کو اختیار کرکے بے رو رعایت ہو کر فرائض انصاف کے عمل سے راجا اور پرجا کی بہتری چاہے۔ اور بغاوت کا خیال چھوڑ کر راجا کے ساتھ مثل بیٹوں کے برتاؤ رکھے۔

[۱] جو حرکت وسکون کہ عین مرضی کے مطابق ہو۔ [۲] بیچرنا کہتے ہیں۔ برہمن۔ کھشتری۔ ویش، شودر کے امتیاز کو ورن کہتے ہیں۔ اور عمر کی تقسیم یعنی برہمچریہ۔ گرہستھ۔ بان پرستھ اور سنیاس کو آشرم کے نام سے نامزد کیا گیا ہے۔ (مترجم)

نیائے کاری

۱۹ جو شخص ہمیشہ غور و فکر کر کے جھوٹ کو چھوڑ کر سچ کو قبول کرے۔ بے انصافی کرنے والوں کو دفع کرے۔ اور انصاف کرنے والوں کو بڑھائے اپنے مانند سب کے لئے راحت چاہے۔ وہ "نیائے کاری" جج اور عادل ہے۔

دیو۔ اسُر۔ راکشش و پشاچ

۲۰ - عالموں کو "دیو" اور بے علموں کو "اسُر" پاپیوں کو "راکشش" اور بد چلنوں کو "پشاچ" مانتا ہوں۔

دیو پوجا اور ادیو پوجا

۲۱ - انہیں عالموں۔ ماں۔ باپ۔ آچاریہ (اتالیق)، اتِتھی، نیائے کاری۔ راجا اور دھرماتما انسان۔ پتی برتا استری (پاک دامن بیوی) استری برت پتی (پاک نہاد شوہر) کی عزت و تعظیم کرنے کو "دیو پوجا" کہتے ہیں۔ اس کے برعکس ادیو پوجا یعنی بزرگوں کو قابلِ پرستش اور دیگر پتھر وغیرہ "جڑ" مورتیوں (غیر ذی تعقل) تصاویر کو ہر طرح سے ناقابلِ پرستش سمجھتا ہوں۔

شکھشا

۲۲ "شکھشا" جس سے علم، شائستگی، دھرماتما پن، حواس پر غالب ہونے وغیرہ کی ترقی ہو اور بے علمی وغیرہ نقص چھوٹیں۔ اس کو شکھشا (تربیت) کہتے ہیں۔

پوران

۲۳ - "پوران" جو برہما وغیرہ کی تصانیف "ایتریہ" وغیرہ براہمن گرنتھ ہیں۔ انہیں کو پوران، اتہاس، کلپ، گاتھا اور ناراشنسی نام سے مانتا ہوں۔ بھاگوت وغیرہ دیگر (کتب) کو نہیں۔

تیرتھ

۲۴ - "تیرتھ" جس سے تکالیف کے سمندر سے پار اتریں۔ یعنی جو سچ بولنا، علم، نیک صحبت، یم، نیم وغیرہ یوگ ابھیاس۔ ہمت۔ علم کا پڑھانا وغیرہ نیک کام ہیں۔ اسی کو تیرتھ سمجھتا ہوں۔ خشکی و تری وغیرہ مقامات کو نہیں۔

پرشارتھ کی فضیلت

۲۵ - "پرشارتھ" (تدبیر) پرارَبدھ (تقدیر) سے بڑا اس لئے ہے۔ کہ اس سے آیندہ تقدیر بنتی ہے اس کے سدھرنے سے سب سدھرتے ہیں۔ اور اس کے بگڑنے سے سب بگڑتے ہیں اسی وجہ سے پرارَبدھ کی نسبت پرشارتھ بڑا ہے

دوسروں سے برتاؤ

۲۶ - انسان کو راحت، رنج اور نفع نقصان میں سب کے ساتھ مناسب طریقہ پر مثل اپنے آتما کے برتاؤ رکھنا اچھا اور اس کے برعکس برتاؤ رکھنا برا سمجھتا ہوں۔

سنسکار

۲۷ "سنسکار" اس کو کہتے ہیں۔ کہ جس سے جسم، من اور آتما کی اصلاح ہو۔ وہ نشیک (گربھادھان) سے لیکر شمشان (مرگھٹ) تک سولہ قسم کا ہے۔ اس کا کرنا فرض سمجھتا ہوں اور جلانے کے بعد مردہ کا کچھ بھی نہ کرنا چاہیئے۔

یگیہ

۲۸ "یگیہ" اس کو کہتے ہیں۔ کہ جس میں عالموں کی تعظیم حسب مناسب ہو۔ صنعت کاری یعنی

رسائن جو علم خواص الاشیا ہے۔ اس سے استفادہ ہو۔ علم وغیرہ اوصاف نیک کی بخشش ہو۔ اگنی ہوتر وغیرہ سے ہوا بلنہ کے پانی اور نباتات کی صفائی کر کے سب متنفسوں کو آرام پہنچایا جائے۔ میں اس کو اچھا سمجھتا ہوں۔

آریہ اور دسیو

۲۹ ۔ جیسے نیکو کاروں کو "آریہ" اور بدکردار آدمیوں کو "دسیو" کہا جاتا ہے۔ ویسے ہی میں مانتا ہوں۔

آریہ ورت کے حدود اربعہ

۳۰ ۔ اس قطعہ کا نام ملک "آریہ ورت" اس لئے ہے کہ اس میں ابتدائے پیدائش سے آریہ لوگ سکونت رکھتے ہیں لیکن اس کے حدود شمالاً ہمالیہ۔ جنوباً وندھیاچل۔ غرباً اٹک اور شرقاً دریائے برہم پتر ہیں۔ ان چاروں کے درمیان جس قدر ممالک ہے۔ اس کو "آریہ ورت" کہتے ہیں۔ اور جو ان میں ہمیشہ سے رہتے ہیں۔ ان کو بھی "آریہ" کہتے ہیں۔[1]

آچاریہ

۳۱ ۔ جو سانگ اپانگ وید ودیاؤں (علوم وید مع انگ اور اپانگ) کا تعلیم دینے والا ہو۔ راستباز انہ چال چلن کو قبول اور طریق باطل کو ترک کرائے۔ وہ آچاریہ (اتالیق) کہلاتا ہے۔

ششیہ (شاگرد)

۳۲ ۔ ششیہ (شاگرد) اس کو کہتے ہیں جو سچی تربیت اور علم کو حاصل کرنے کے لائق دھرماتما' حصول علم کا خواہاں اور "آچاریہ" کے دل پسند کام کرنے والا ہے۔

گورو

۳۳ ۔ گورو ۔ ماتا پتا ۔ نیز جو لوگ کہ سچائی کو اختیار کرائیں ۔ اور جھوٹ کو چھڑائیں ۔ وہ "گورو" کہلاتے ہیں۔

پروہت

۳۴ ۔ پروہت جو "یجمان" (یگیہ کرانے والوں) کی بھلائی کرانے والا اور سچائی کا واعظ ہو۔

اپادھیائے

۳۵ "اپادھیائے" (مدرس) جو ویدوں کے ایک جز یا انگوں کو پڑھاتا ہو۔

ششٹ آچار

۳۶ ۔ "ششٹ آچار" جو دھرم کے مطابق عمل کرتے ہوئے برہمچریہ سے علم کو حاصل کرنا اور پرتیکش وغیرہ پرمانوں سے سچ جھوٹ کا فیصلہ کر کے سچ کو اختیار کرنا اور جھوٹ کو بالکل ترک کر دینا ہے یہی ششٹ آچار (نیک چلنی) ہے۔ اور جو اس پر عمل کرتا ہے۔ وہ ششٹ (نیک چلن) کہلاتا ہے۔

آٹھ پرمان

۳۷ ۔ پرتیکش (عین الیقین) وغیرہ آٹھ پرمانوں (ثبوتوں) کو بھی مانتا ہوں۔

آپت

۳۸ ۔ "آپت" (صادق) جو سچ بولنے والا دھرماتما ہے۔ اور سب کے سکھ کے لئے کوشش کرتا

[1] آریہ اُدیش رتن مالا میں سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ جہاں تک ان چاروں کا وستار ہے۔ اور ان کے درمیان میں جو ملک ہے اس کا نام آریہ ورت ہے مطلب یہ کہ چاروں دریاؤں کے پھیلاؤ میں جو لوگ بستے ہیں۔ یا جو لوگ ہمالیہ اور بندھیاچل پہاڑوں میں ہمیشہ سے آباد ہیں۔ وہ بھی آریہ شمار ہوتے ہیں۔

آریہ سماج کے اصول

۱۔ سب سچے علم اور علم سے جو کچھ حاصل ہوتا ہے اُن سب کا اصل اصول پرمیسر ہے

۲۔ ایشر سچدانند سروپ۔ نراکار۔ انوپم۔ سرو ادھار۔ سرو ایشور۔ سرب بیاپک۔ سروانتریامی اجر۔ امر۔ ابھی نت۔ پوتر اور سرشٹی کرتا ہے اُس کی اُپاسنا کرنی یوگ ہے

۳۔ وید سچے علوم کی پُستکیں ہیں وید کا پڑھنا پڑھانا سُننا سُنانا آریوں کا پرم دھرم ہے

۴۔ سچ کے قبول کرنے میں اور جھوٹ کے چھوڑنے میں ہمیشہ مستعد رہنا چاہیئے۔

۵۔ سب کام دھرم کے مطابق یعنی سچ اور جھوٹ کو سوچ کر کرنا چاہیئے۔

۶۔ سنسار کا اُپکار کرنا اس سماج کا خاص منشا ہے یعنی جسمانی۔ روحانی اور رفاہ عامہ خلایق کی ترقی کرنا

۷۔ سب سے باتحاد تمام دھرم کے مطابق جس سے جیسا مناسب ہو برتنا چاہیئے۔

۸۔ جہالت کا ناش اور علم کی ترقی کرنی چاہیئے۔

۹۔ ہر ایک کو اپنی ہی بہبودی میں خوشنود نہ رہنا چاہیئے بلکہ سب کی بہبودی میں اپنی بہبودی سمجھنی چاہیئے۔

۱۰۔ سب آدمیوں کو اپنے اصول کی تعمیل میں جو کہ رفاہ عام سے متعلق ہوں پرنس رہنا چاہیئے۔ اور ایسے اصول کی تعمیل میں کہ جو اپنی ذات سے متعلق سب خود مختار رہیں